وجادلهم بالتي هي احسن

سنہ ۱۳۴۷

نوید جاوید

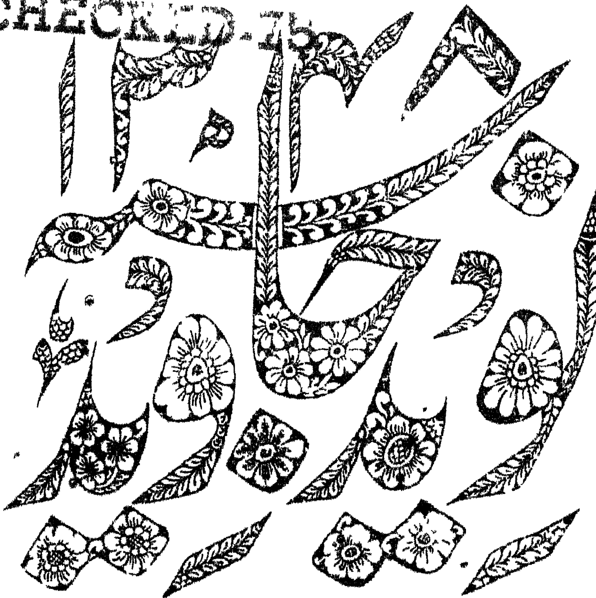
جس کو امام المناظرہ حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور نے [illegible]
تصنیف کیا اور اعلان فرمایا کہ ابتدا سے آج تک اور آج سے قیامت تک
جسقدر اعتراضات غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر نقلاً یا عقلاً ہوئے ہیں
یا ہوں گے اُن سب کا اس میں جواب دیا گیا ہے

اور جس کو معاوضہ معقول رقم مصنف کے وارث سے اجازت حاصل کر کے
نہایت صحت کیساتھ میں نے چھپوایا اور نیز اُن تمام حواشی اور نوٹوں کا اس میں
اضافہ کیا جو مصنف مرحوم نے سلسلہ نظرثانی میں طباعت اول کے بعد اضافہ فرمائے تھے۔

نور محمد مالک کارخانہ تجارتِ کتب قریب جامع مسجد دہلی

صرف ایک کارڈ آنے پر بذریعہ وی پی قیمت طلب فوراً روانہ ہوگی

وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ



جس کو امام المناظرہ حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور نے سنہ ۱۲۹۶ھ میں تصنیف کیا اور اعلان فرمایا کہ ابتدا سے آج تک اور آج سے قیامت تک جسقدر اعتراضات غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر نقلاً یا عقلاً ہوئے ہیں یا ہوں گے اُن سب کا اس میں جواب دیا گیا ہے۔

اور جس کو بمعاوضۂ معقول رقم مصنف رح کے وارث سے اجازت حاصل کر کے نہایت صحت کیساتھ میں نے چھپوایا اور نیز اُن تمام حواشی اور نوٹوں کا اس میں اضافہ کیا جو مصنف مرحوم نے بسلسلۂ نظر ثانی میں اضافہ فرمائے تھے

ملنے کا پورا پتہ

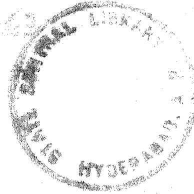
نور محمد مالک کارخانہ تجارتِ کتب قریب جامع مسجد دہلی

قیمت روپیہ آٹھ آنہ (۱۰/۸) محصول ۹/ — دو عدد کا محصول ۱۲/ اور ۳ عدد کا محصول ۱۵/

فہرست مضامین کتاب نوید جاوید

خداوند یہوواہ نے مجھکو علما کی زبان بخشی تاکہ جانوں کہ وقت پر اُسکو
جو تھکا ماندہ ہے کیا کہنا چاہیے

یسعیاہ ۵۰ باب ۴



بسم اللہ الرحمن الرحیم

هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (جزو ۲۶ فتح ع ۴)

ہوشعنا الوہیم حیّ احد — الوہیم بے والد و بے ولد
الوہ آفرینندۂ روح پاک — رساندہ یاوج فلک جسم خاک
خدائے صفی و خلیل و ذبیح — خدائے کلیم و خدائے مسیح
یہوواہ مستغنی از ہست و بود — غنی از نصاریٰ غنی از یہود
خدائیکہ لاثانی امکان اوست — پر تثلیث نے منقسم شان اوست

ہللویاہ علی احسانہ کہ ہنوز آفتاب مشرق سے طلوع کرتا بندہ تائب کو باب رحمت الٰہی تک راہ

ہے میرے اِس سچ کہنے پر صبح صادق گواہ ہے وہ اپنے بندوں پر بسبب ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے اُس نے بنی اسرائیل سے فرمایا اے یعقوب کے گھرانے اور اے اسرائیل کے خاندان جو باقی رہے ہو جو رحم سے مجھ پر بار ہو پڑے اور جنہیں پیٹ سے میں نے گود میں لیا میری سنو میں بوڑھاپے تک بھی وہی ہوں اور سر سفیدی کے وقت تک گود میں لئے رہوں گا

یسعیا ۴۶ باب ۳ صفحہ ۴

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ ۔۔۔ گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست ۔۔۔ صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

الٰہی ہم کس زبان سے تیرا شکر بجا لائیں کہ تیری ادنیٰ بخشش کا بھی ہم شکر ادا نہیں کر سکتے اگرچہ ہر سر مو بدن پر زبان ہو اور ہر زبان ہزار داستان ہو

ہر صنعت تو برون ز ادراک ۔۔۔ او ہے ادنے ہمہ کز خاک
بیحد ہمہ کبریائی تو ۔۔۔ اللہ اللہ خدائی تو

الٰہی ہماری زبان کو ہمارے بشیر و نذیر خاتم المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں گویا کر کہ جو ہماری بخشش اور نجات کے لئے ہمیشہ فکرمند ہے اگر تیری راہ سے ہمارے پاؤں کو لغزش ہو تو اُس کے دل کو گزند ہے۔

مسیح از مقدم او مژدہ گوئی ۔۔۔ کلیم از مشعل او شعلہ جوئی
قدش را پایہ گردوں خرامی ۔۔۔ لبش را مایہ یحیی العظامی

اور خدا کی رحمت ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکے سب آل اور اصحاب پر ہو کہ جنہوں نے شام اور مصر اور عراق اور فارس وغیرہ تمام ملکوں کو نور ایمان سے منور کیا اور جہال زبان دراز کو زبان تیغ سے خاموشی سکھلائی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

امابعد عبدہ سید محمد ابو المنصور بن جناب سید محمد علی صاحب مغفور ابن جناب سید فاروق علی صاحب قدس سرہ کی طرف سے صاحبان عقل پر واضح ہو (اول قرنتیوں کا ۱۰ باب ۱۵) کہ یہ کتاب جس کا نام نوید جاوید ہے اس میں دو لوحیں ہیں اگرچہ علت غائی اس کی تالیف سے صرف اتحاف خدمت ارباب عیسائی ہے لیکن

لہ یوحنا خط اول باب ۲ [illegible]

بحکم آنکہ اولاً خویش بعدہ درویش[1] (متی باب ۵) لوح اول میں کہ دو کلیسیا جس سے متعلق ہیں اہل لیو اسلام کے لئے کچھ بدیہ رنگ سبز بالخیرت اور لوح ثانی میں کہ اس کلیسیا جس سے متعلق ہیں اہل کتاب کو سبز بلغ کی سیر ہے پس دونوں دعوں سے انکلیسیا کو علاقہ ہے جس طرح۔

۱	قبائل بنی اسمٰعیل بارہ ہیں	پیدائش ۲۵ باب ۲۰
۲	اسباط بنی اسرائیل بارہ ہیں	خروج ۳۸ باب ۹ و ۱۰
۳	بروج فلکی کہ ان سے انتظام بارہ مہینوں سال کا ہے بارہ ہیں۔	
۴	جواہر بیش قیمت بارہ ہیں	مکاشفات ۲۱ باب ۱۹ و ۲۰
۵	بیرون اور بیرات کی ساعتیں بارہ ہیں	یوحنا ۱۱ باب ۹
۶	حضرات حواریون بارہ ہیں	اعمال اول باب ۲۶
۷	ائمہ معصومین بارہ ہیں	
۸	انسان کی معصومی کے سال بارہ ہیں	لوقا ۲ باب ۴۲
۹	حروف لا الہ الا اللہ بارہ ہیں۔	
۱۰	حروف محمد رسول اللہ بارہ ہیں	
۱۱	حروف اسماء ان تینوں انبیاء بزرگ کے یعنی موسیٰ عیسیٰ محمد بارہ ہیں۔	
۱۲	حروف غیر مکرر توریت زبور انجیل فرقان بارہ ہیں	

اس طور سے کہ (ت و ر ی) (ز ب) (ا ن ج ل) (ف ق) اور ان کی ترتیب تہجی یہ ہے۔ ا ب ت ج ر ز ف ق ل ن و ی۔ پس ف ق ب جو بیشتر چلے حروف ہیں ان سے اشارہ یہ ہے۔ کہ ان تینوں کتابوں کے نازل ہونے سے چھ سو برس بعد فرقان نازل ہوا اور عجیب یہ کہ ان چلے حروفوں کے عدد بھی یہی ہیں یعنی چلے سو تیرہ[2] اور پچھلے چار حرفوں سے جوف

---

[1] عیسائی مذہب کے قدیم بزرگان قوم راہب یعنی درویش کہلاتے تھے چنانچہ سورہ مائدہ میں خدا فرماتا ہے ولتجدن اقربھم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون۔ یعنی اور تو پاویگا سب سے زیادہ محبت میں ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصارے ہیں یہ اسلئے کہ انمیں عالم ہیں اور درویش اور وہ غرور نہیں کرتے۔

[2] میزان الحق چھاپہ لودہیانہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۹۲ میں لکھا ہے کہ محمد صلعم نے تو مسیح کے چھ سو ۶۱ دس برس بعد خروج کیا اسی طرح شروع ہوا ہے اور صفحہ ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ مسیح کا ظہور دنیا کی پیدائش سے چار ہزار برس بعد تھا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے چھ سو ۶۲۰ بیس برس شمسی پہلے۔

ق کے بعد باقی رہے یہ مراد ہے کہ چار ہی کتابیں الہامی ہیں چنانچہ و سے زبور اور لام سے انجیل اور ی سے توریت اور نون سے فرقان خیال کرلینا چاہیے یہ قاعدہ بھی قدیم ہے دیکھو مشارق الانوار میں خ سے مراد بخاری اور م سے مسلم اور ق سے متفق علیہ اب وہ مکرر حروف جو رہ گئے تھے یہ ہیں یعنی توریت سے ت اور زبور سے و ز اور انجیل سے ی اور فرقان سے ر الف ن پس ان میں سے بھی بیشتر حروف فرقان سے یہ چار حرف ہیں یعنے ت و ر ی کہ چار سے مراد چاروں الہامی کتابیں اور ان چاروں کے عدد بھی وہی ہیں یعنی چہ لتو لتو لہ

پس اس کتاب کی پہلی لوح سے جو دو کلیسیا اور دوسری لوح سے دس کلیسیا متعلق کی گئیں اس کا سبب یہ ہے کہ شروع میں تمام یہودی بنی اسرائیل کہلاتے تھے مگر حضرت سلیمان ؑ کے بعد ان میں دو صنف ہو گئے ایک صنف میں دو فرقے تھے جو یہودی کہلائے اُن کا تخت گاہ بیت المقدس تھا اور دوسری صنف میں دس فرقے تھے جن کا تخت گاہ سمرون تھا اور جو بنی اسرائیل کہلائے (۲ تواریخ ۱۰ باب ۱۹) اور اُن میں بہ نسبت یہودیوں کے زیادہ بیدینی اور بت پرستی پھیل رہی تھی اور حضرت موسیٰ نے جب بارہ جاسوس ملک کنعان میں بھیجے تو دس اُن میں سے نالائق اور دو لائق نکلے تھے گنتی ۱۳ باب۔

اور حضرت عیسیٰ بارہ حواریوں میں سے دو یعنی یعقوب اور یوحنا کو زیادہ پیار کرتے تھے پھر یہی کہ طہارت بقدر نجاست اور حصہ بقدر جثہ دستور ہے۔

ف مفتاح الکتاب صفحہ ۵۵ میں ہے کہ اسرائیل کے بادشاہت کی کل انیس بادشاہ ہوئے اور سب کے سب بے دین نکلے اسی ہی سبب سے اُس قوم میں خرابی پہلی اور جلد تباہ ہوئی یہوداکے بادشاہ کئی ایک خداترس اور حقیقی دیندار ظاہر ہوئے اور انہیں کی دعا اور مناجات اور کوشش سے وہ قوم مدت تک بحال رہی انتہیٰ۔

لوح اوّل

کہ جس میں دو کلیسیا ہیں

کلیسیا[1]

غور کرنا چاہیے کہ قرآن مجید ہدایت یہود و نصاریٰ کے لئے بھی لاجواب ہے ہر مسئلہ اُس کا تسکین موافق اور مخالف کے لئے انتخاب ہے انسانی کوئی تصنیف اگرچہ کیسی ہی عرق ریزی کے ساتھ کی جائے کلام اللہ کے ایک نکتہ کو بھی نہیں پہونچتی اور اس میں کچھ مشقت بھی درکار نہیں ہے قرآن میں علاوہ مطابقت شرائع و قصص وغیرہ کے ایک سو اکتیس[۱۳۱] جگہ کتب سماوی سابقہ یعنے توریت و انجیل کا کہیں جدا جدا اور کہیں ایک ساتھ[2] ذکر ہے اور جن مقاموں میں صرف یہود و نصاریٰ یا انبیاء سلف کا بغیر تذکرہ کتب بیان ہے وہ اس شمار کے سوا ہیں جیسے کہ سورہ مائدہ رکوع ۷ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ

یعنی اور کہتے ہیں یہود و نصاریٰ ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اُس کے پیارے تو کہہ (اے محمدؐ) پھر کیوں عذاب کرتا ہے تم کو تمہارے گناہوں پر کوئی نہیں تم بھی ایک انسان ہو اُس

---

[1] قرآن میں الواح کا لفظ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لوحیں دو سے زیادہ تھیں اور توریت میں صرف دو لوحیں لکھیں ہیں شاید الواح سے مراد یہ ہو کہ وہ دو لوحیں ٹوٹ کر دو اور لوحیں بنی تھیں پس چار کو الواح کہہ سکتے ہیں اور ان پر ۹ حکم مندرج تھے کہ اعداد کی حد تک ہے مگر نصاریٰ نے ایک حکم کو دو حصے کر کے دس حکم قرار دیئے اور دو لوحیں اس لئے تھیں کہ ایک لوح پر وہ حکم لکھے تھے جو ذات الٰہی سے متعلق ہیں اور دوسری پر وہ حکم جو انسان سے علاقہ رکھتے ہیں ۱۲ [2] کلیسیا یونانی لفظ ہے جس کے معنے متفرق قوموں سے نکلی ہوئی لوگوں کی جماعت چونکہ اس کتاب میں متفرق زبانوں کی کتابوں سے مضامین انتخاب کئے ہوئے جمع ہیں اس لئے اس کے ہر ایک حصہ کا نام کلیسیا یعنے کلیسیا رکھا ۱۲ [3] چنانچہ سورہ بقر میں ۲۲ جگہ سورہ آل عمران میں ۱۶ جگہ سورہ نساء میں ۹ جگہ مائدہ میں ۱۵ انعام میں ۸ جگہ اعراف میں ۴ توبہ میں ۱ یونس میں ۲ ہود میں ۲ یوسف میں ۱ رعد میں ۱ نحل میں ۱ اسرائیل میں ۲ مریم میں ۱ طٰہٰ میں ۱ انبیاء میں ۳ مومنون میں ۱ فرقان میں ۱ شعراء میں ۱ قصص میں ۲ عنکبوت میں ۳ سجدہ میں ۱ سبا میں ۲ ملائکہ میں ۲ صافات میں ۲ زمر میں ۱ مومن میں ۲ شوریٰ میں ۳ فصلت میں ۱ زخرف میں ۱ جاثیہ میں ۱ احقاف میں ۲ فتح میں ۱ نجم میں ۱ قمر میں ۱ حدید میں ۲ صف میں ۱ جمعہ میں ۱ تحریم میں ۱ مدثر میں ۱ عبس میں ۱ اعلیٰ میں ۱ بینہ میں ۱ جگہ ہے

کی مخلوقات میں سے بخشے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے انتہے۔ مطلب یہ کہ اگر
تم خدا کے فرزند اور پیارے ہو تو کس واسطے تمہیں سزائے اعمال ملتی ہے دیکھو متی ۷ اباب ۲۶ و
اور ایسی دلجمعی کی حالت میں دینی تکلیفات کیوں اپنے اوپر گوارا کرتے ہو اور کس لئے مرنے سے
ڈرتے ہو پھر جس طرح خدا کی سب مخلوقات میں بیمار پڑتے اندھے کانے لولے لنگڑے
ہو جاتے ہیں تم بھی ہو جاتے ہو خدا کے فرزندوں میں خدا کے بندوں سے کوئی بات تو زیادہ ہونی
چاہیے نہ کہ انسان تندرست کے سامنے خدا کے فرزند کانے یا لنگڑے نظر آئیں پھر یہودی
لوگ جو بابل کی اسیری اور اُس سے قبل اور بعد قوموں کے ہاتھ بار بار غلامی میں پہنچے گئے پس
تعجب ہے کہ خدا کے فرزند انسانوں کے غلام بنائے جائیں

قرآن مجید کی یہ آیت اُس مضمون سے خبر دیتی ہے جو توریت میں (استثنا ۱۴ باب ۱) ملاکی
۲ باب ۱۰) یہودیوں کو خدا کا بیٹا اور انجیل میں (رومیوں کا باب ۱۶ و ۱۷ و یوحنا ۱ باب ۱۲ و ۱۳) عیسائیوں
کو خدا کا بیٹا لکھا ہے۔

اور جہاں فرداً فرداً ذکر ہے اُن میں سے ایک آیت یہ ہے سورہ مائدہ رکوع دس۔
وَلَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا
اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ یعنے بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے
کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا انتہی

حضرت عیسی کی اس تعلیم کا حال مرقس ۱۲ باب ۲۹ و ۳۱ میں لکھا ہے جہاں آپ
نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے اور ایسا ہی
لوقا ۱۰ باب ۲۵ و ۲۸ میں ہے۔

اور جن مقاموں میں صرف انبیاء سلف کا بغیر تذکرہ کتب مذکور ہے اُن میں سے ایک یہ ہے
لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ
یعنے لعنت کئے گئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے بنی اسرائیل میں سے اوپر زبان داؤد علیہ السلام
اور عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم کے (مائدہ رکوع ۱۰) داؤد فرماتے ہیں وے جو میری برائی سے
خوش ہیں رسوا اور شرمندہ ہوویں جو میری دشمنی پر پھولتے ہیں رسوائی اور شرمندگی کا لباس

یہ نہیں (۳۵ زبور ۲۶) پھر یہ کہ خداوند کا منہ اون سے برخلاف ہے جو بدکار ہیں تاکہ اُن کی یادگاری
زمین پر سے کاٹ ڈالے (۳۴ زبور ۱۶) اسی طرح ۳۵ زبور ۶ و ۱۱ وغیرہ اور حضرت عیسیٰ نے
فرمایا کہ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ ظاہر میں لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو پر باطن
میں ریاکاری اور شرارت سے بھرے ہو متی ۲۳ باب۔

اور جہاں سب کتابوں کا ذکر آیا ہے اُن میں سے ایک آیت یہ ہے سورہ توبہ رکوع ۱۴

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ۔

یعنے تحقیق اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے اُن کی جان اور مال اس قیمت پر کہ اُن کو بہشت ہے
لڑتے ہیں اللہ کی راہ پر پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا اس کے ذمہ سچا توریت میں اور انجیل
میں اور قرآن میں انتہے۔ اِس وعدے کے بابت دیکھو توریت میں گنتی ۳۲ باب ۲۰ و ۲۲ و ۲۹ استثنا
باب ۱۲ و ۲۲ وغیرہ اور انجیل میں متی ۱۰ باب ۳۴ لوقا ۲۲ باب ۳۶ اور اعمال ۷ باب ۳۱ و
۳۷ یعنے اللہ رب العالمین حضرت موسیٰ کی طرف سے فرعون اور اس کے لشکر سے لڑا
اور اونہیں ہلاک کیا اور مصنفین انجیل نے بھی اس فعل کو مستحسن سمجھ کر اپنی کتاب میں نقل
کیا توریت سے مراد اکثر جگہ میں سب کتب عہد عتیق ہے یعنی انجیل سے پیشتر جتنی کتابیں
نازل ہوئیں۔ اور کسی جگہ توریت سے مراد صرف حضرت موسیٰ پر جو کتاب نازل ہوئی چنانچہ
سورہ انبیا رکوع ۷ میں یہ آیت ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ۔

یعنے بالتحقیق ہم نے ذکر (یعنے توریت) کے بعد زبور میں لکھا ہے کہ میرے بندگان صالح زمین کے
وارث ہوں گے انتہے ۳۷ زبور ۱۱ و ۲۹ میں اس آیت کا مضمون موجود ہے کہ صادق زمین کے
وارث ہوں گے انتہے یہ پیشین گوئی زمین مصر اور شام مع یروشلم وغیرہ کہ یہی قدیم آبادی جہاں اور
انبیاء علیہم السلام کا مسکن تھا مسلمانوں کے قبضہ میں آنے سے پوری ہوئی۔

اور جہاں ایک ایک کتاب کا ذکر آیا ہے اُن آیتوں میں سے ایک یہ ہے سورہ جمعہ

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا۔

(ترجمہ) یعنی کہاوت اُن کی جن پرلادی توریت پھر نہ اوٹھائی اُنہوں نے جیسے کہاوت گدھے کی پیٹھ پر لیجاتا ہے کتابیں انتہے مطلب یہ ہے کہ گدھے پراگرچہ بہت عالی مضمون کی کتابیں لدی ہوں مگروہ اُن کے مطالب سے بالکل بے خبر رہتا ہے اور اُن سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کرسکتا اسی طرح یہودیوں کو اگرچہ بہت فائدہ مند اور عزت والی کتاب ملی مگر انہوں نے کچھ اُس کی قدر نہ جانی یسعیاہ اول باب ۳ میں یہودیوں کو گدھے سے نسبت دی گئی ہے کہ بیل اپنے مالک کو پہچانتا ہے اور گدھا اپنے صاحب کے چرنے کو بنی اسرائیل نہیں جانتے میرے لوگ کچھ نہیں سوچتے ہیں انتہے ـ چونکہ سوائے زبور کے اور سب صحائف عہد عتیق توریت ہی میں شامل سمجھے جاتے ہیں اور قرآن مجید میں توریت کو فرقان بھی لکھا ہے دیکھو سورہ انبیاء رکوع ۴) اور قرآن کو بھی فرقان لکھا ہے پس فرقان سے فرقان تک یعنی ابتداء سے انتہا تک یہودیوں پر یہ مثل گدھا ہونے کی کلام الہی میں موجود ہے۔

کلیسیا۲

اس میں دو فصح ہیں

فصح اول[1]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۰ (اعراف ۵۴) متی ۲۵ باب ۳۵

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی. فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ[2] (شوریٰ رکوع ۲ ۲۳ طمطاوس ۲ باب ۵)

ہر اہل دین پر واجب ہے کہ غیر دین والوں سے بھی بقدر امکان واقف کاری حاصل کرے

[1] فصح کے معنے کود جانا چونکہ فرشتہ جو مصریوں کے پہلوٹھوں پر آیا تو بنی اسرائیل کے پہلوٹھوں پر سے کود کر اون کو سلامت چھوڑ کر مصریوں کے پہلوٹھوں کو ہلاک کیا تھا اسی طرح اس ساری کتاب کی تصنیف سے جو غرض ہے اُس سے ان دو کلیسیا کو مستثنیٰ سمجھنا چاہیے ۱۲

[2] یعنی واسطے آنے بلا (طرف اسلام کے) اور قائم رہ جیسا تجھکو حکم دیا گیا ۱۲

کیونکہ اگر یہ ضرور نہوتا تو خدائے عالم الغیب مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے عقاید سے خبر نہ دیتا حالانکہ بکثرت اس کا قرآن مجید میں ذکر ہے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔جزو ۱۴ رکوع ۱ اور صحیح بخاری میں بروایت عبداللہ بن عمر لکھا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا عنی ولو اٰیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ۔ یعنے پہونچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک آیت ہو اور بیان کرو بنی اسرئیل کی طرف سے اور کچھہ مضائقہ نہیں انتہے فربری شارح بخاری نے لکھا ہے کہ حدیث قصہ عمرؓ کی جس میں ممانعت تہی کہ توریت نہ پڑہو اس حدیث سے منسوخ ہے اس واسطے کہ وہ ممانعت اوائل اسلام میں تھی اور ایسا ہی عبداللہ بن عمر بیضاوی نے شرح مصابیح میں لکھا ہے اس کے سوا وہ حدیث ممانعت صرف مشکوۃ کے آخر کتاب الایمان میں بروایت دارمی مرقوم ہے کہ جس میں سب قسم کی حدیثیں صحیح و غیر صحیح جمع کی گئی ہیں اور صحاح ستہ میں اوسے مندرج نہیں کیا ہے ۔ قال اللہ تعالیٰ ۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۔ بلا اپنے رب کی راہ پر پکّی باتیں سمجھا کر اور نصیحت کر کے بھلی طرح اور الزام دے اُن کو جس طرح بہتر ہو (آخر سورہ نحل و آخر جزو ۱۴) پس بعض مسلمان جو توریت و انجیل پڑھنے سے منع کرتے ہیں یہ اُن کتابوں سے ناواقف ہونے کے سبب ایسا کہتے ہیں ۔ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ یعنی کوئی نہیں پر جھٹلانے لگے ہیں جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی آئی نہیں اُس کی حقیقت (سورہ یونس رکوع ۴)

دوسرا سبب یہ ہے کہ قرآن مجید میں غیر مذہب والوں کی ہدایت کے لئے اول تعلیم ہے بعدہ اگر وہ نہ مانیں تو اُنکی جوابدہی خدا کے سامنے اونہیں کے ذمہ ہے لیکن جب تک تم اُن پر یہ حجت تمام نکرو تب تک اُن کی جواب دہی خدا کے سامنے تمہارے ذمہ ہے کیونکہ یہ کام خدا نے ہماری ہی محنتوں پر منحصر رکہا ہے ابو امامہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن اس امت سے ایک قوم سور و بندر کی صورت اوٹھے گی اس سبب سے کہ وہ لوگ بدوں کے ساتھ صحبت رکھتے اور انہیں نصیحت نہیں کرتے تھے (از تواریخ فخر الدین رازی باب ۲۱) پس فرض یہ ہے کہ جب تک تمہارے دین کی طرف سے اُن کے دلوں میں شبہے اور شکوک مانع حال باقی رہیں تب تک اپنی ساری ہمت سے سچّے دین کی حقیقت اور

اور باطل مذہبوں کا بطلان ان کے ذہن نشین ہو جانے میں کوشش کرنا چاہیے تو اپنے بھائی
کو نصیحت کر تاکہ تو اُس کے سبب خطاکار نہ ٹھہرے (احبار ۱۹ باب ۱۷) اور تاریکی کے لاحاصل
کاموں میں شریک نہو بلکہ بیشتر اُن کو ملامت کرو (افسیوں کا ۵ باب ۱۱) اونہیں جو گناہ کرتے
ہوں سب کے سامنے ملامت کرو (اول طمطاؤس ۵ باب ۲۰) تو کلام کی منادی کر وقت اور
بے وقت اُسی کام میں مشغول رہ کمال برداشت اور تعلیم سے الزام دے اور ملامت اور نصیحت
کیا کر کیونکہ ایسا وقت آوے گا جب وے صحیح تعلیم کی برداشت نکریں گے پر کان کھجاتے
ہوئے اپنی بُری خواہشوں کے موافق استاد پر استاد بلا دیں گے اور کانوں کو سچائی کی طرف سے
پھیر کر کہانیوں پر لگادیں گے سو تو ساری باتوں میں بیدار رہ دکھ سہہ کلام سنانیوالے کا کام کر اپنی خدمت
کو پورا کر (۲ طمطاؤس ۴ باب ۲ و ۵) تو اونہیں سختی سے ملامت کر تاکہ وے ایمان میں صحیح ہوں
اور یہودیوں کی کہانیوں اور ایسے آدمیوں کے حکموں پر جو سچائی سے پھر گئے ہیں متوجہ نہو۔
(طیطس اول باب ۱۳ و ۱۴) یہ باتیں کہہ اور نصیحت کر اور تمام اختیار سے ملامت کر کوئی
تجھے حقیر نجانے طیطس ۲ باب ۱۵) اُن باتوں کو دھیان میں رکھ اُن ہی کا ہو رہ تاکہ تیری ترقی
سبھوں پر ظاہر ہووے اپنی اور اپنی تعلیم کی چوکسی کر اُن پر قایم رہ کیونکہ یہ کرکے تو آپ کو اور اُن کو جو
تیری سنتے ہیں بچاوے گا (اول طمطاؤس ۴ باب ۱۵ و ۱۶)

تیسرا سبب یہ کہ لو فرضاً کسی عالم کو بسبب عقیدہ کامل کے کسی غیر مذہب والے
کے مقابلہ میں چپ ہو جانے سے لغزش ایمان کا خطرہ نہو لیکن جب کہ وہ عالم بسبب
ناواقفی ذمائم مذہب غیر مدعی کو مناظرہ میں جواب معقول ندے سکے گا تو اور کم علم مسلمان جو کہ
دلیل مدعی کو مسئلہ لاجواب سمجھیں گے اُن کے عقیدہ میں فتور آجانا کچھ تعجب کا مقام نہوگا
اور وہ عالم بھی باوجود عقیدہ کامل اور نقص طاقت کے اُس پتھر کی مانند سمجھا جائے گا کہ جسے ہوا
جنبش نہیں دے سکتی اور اُس میں سے صدا بھی بلند نہیں ہوتی پس اگرچہ بسبب عقیدہ
کامل کے وہ بت پرست تو نہیں ہوا مگر آپ ہی بت بنگیا کہ کسی کے بہکانے سے نہیں
بہکتا مگر کسی کو جواب بھی نہیں دے سکتا اور جبکہ وہ عالم آپ ہی بت بنگیا تو اُس کے معتقدین
کہاں تک بت پرست نہو جائیں گے

چوتھا سبب یہ کہ قرآن میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم ہو بتانے والے لوگوں پر اور رسول تم پر بتانے والا (فصح ثانی کے برّہ اوّل میں اس کا مفصل ذکر ہے) مطلب یہ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور پیشوایان دین محمدی صلعم نے ترقی اسلام میں کوشش کرتے ہوئے جس طرح تمہیں مناسب حال نصیحت کی اسی طرح چاہئے کہ تم بھی ترقی دین کے واسطے ہر ایک کے مناسب وقت نصیحت کرو اور اسے فعل رسول اللہ صلعم اور تابعین اور تبع تابعین بلکہ سب کاملین اور صادقین کا سمجھ کر اس کی عظمت اور ضرورت کو مقدم جاننا چاہئے جسطرح حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن سلام کے جو بڑے عالم اہل یہود میں اور صاحب تفسیر توریت تھے سوالوں کا جواب دیا اور عبداللہ بن سلام اسلام لائے اور جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے سبا کی بیگم یعنی بلقیس کے سوالوں کا جواب دیا اول سلاطین ۱۰ باب او ۱۵- لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ یعنے تاکہ ہلاک ہو جائے جو کوئی ہلاک ہوا دلیل میں اور زندہ رہے جو کوئی غالب ہوا دلیل میں (سورہ انفال رکوع ۵) قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ یعنے لاؤ اپنی دلیل اگر ہو تم سچے" (سورہ بقر رکوع ۱۳)

پانچواں سبب یہ کہ تم سب کتابوں اور سب نبیوں پر ایمان رکھتے ہو پس جب سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو تو سب کے حال سے بھی واقف ہونا چاہیئے تاکہ اونہیں کی کتابوں سے اونہیں جواب دے سکو۔ کیونکہ اگر تم اپنی کتابوں سے اونہیں سمجھاؤ گے تو جب تک اُن کا عقیدہ تمہاری کتابوں پر نہیں ہے وہ تمہاری دلیلوں کو تسلیم نکریں گے۔ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (قیامہ رکوع ۱) دیکھو کتاب شواہد النبوۃ مولانا جامی قدس سرہ العزیز نے کتنی ہی پیشین گوئیاں توریت وانجیل سے شہادت نبوت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں انتخاب کر کے لکھی ہیں اگر مولانا صاحب کو اس سے آگاہی نہوتی تو کیونکر لکھ سکتے۔

چھٹا سبب یہ کہ سورہ آل عمران رکوع ۹ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ ۗ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۔

یعنی سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل پر مگر جو اسرائیل نے اپنے نفس پر توریت نازل ہونے سے پہلے حرام کر لی تھی تو (اے محمد صلعم) کہہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر تم سچے ہو انتہی یہودیان مدینہ سے درباب کھانے اور نکھانے بعض قسم گوشت کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کی کتاب یعنی توریت پر حوالہ کیا کہ لاؤ توریت اور پڑھو یہ حجت تمام کرنے کا بہتر دستور ہے اور خدا نے بھی اسی کو پسند کیا لیکن اب کوئی مسلمان اگر توریت سے واقف نہو تو اسطرح پر کیونکر حجت تمام کر سکیگا اور اگر غیر مذہب والوں کے مسائل سے کچھ کام نتھا تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بموجب حکم الٰہی یہودیوں کو انہیں کی کتاب سے قائل کرنا مناسب سمجھا یہ کوئی غیر ضروری بات نتھی اور نہ صرف اس ایک ہی دفعہ بلکہ بار بار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا اتفاق ہوا ہے۔ دیکھو سورہ آل عمران رکوع ۳۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ الخ۔ چنانچہ ایک نصرانی عالم کا قول ہے کہ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ان کتابوں کے پڑھنے سے آدمی کو دین میں شک پڑ جاتا ہے ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ جو مذہب ایسا ہے کہ دوسرے مذہب کی کتاب دیکھنے سے اُس میں شک پڑ جاتا ہے تو بیشک وہ جھوٹا مذہب ہے مذہب وہی سچا ہے کہ ہر مذہب کی کتاب پڑھکر اُس میں قایم رہ سکے بلکہ اُس میں ترقی ہو (رسالہ اول حقیقی عرفان ماہ جنوری ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۱ و ۱۲)

ساتواں سبب یہ کہ اگرچہ ہم لوگوں پر مخالفین اسلام کے دلائل کی بے اصلی ثابت ہے لیکن باقی نسلوں اور آئندہ پشتوں کے لئے بھی جو ہم دنیا میں چھوڑ جائیں گے ایسے وقت میں کہ قرب قیامت اور کثرت منکرین حضرت رسالت صلعم سے ضرور ہیں کچھ حفاظت ایمان کی تدبیر کرنا چاہیے اور اس لئے یہ کام ہم پر اس زمانہ میں نماز و روزہ سے بھی زیادہ فرض ہے کیونکہ ایمان سب سے مقدم ہے پس ایسے حال میں ہمیں چپ رہنا نچاہیے۔

آٹھواں سبب یہ کہ جو لوگ دنیا میں خدا اور رسول کے نام کی حمایت سے کچھ غرض نہیں رکھتے وہ عاقبت میں خدا کو کیا منھ دکھائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی شفاعت انہیں کیونکر نصیب ہوگی۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ (انبیاء)

نواں سبب یہ کہ اگر ہم دین اسلام کی حمایت سے ایسے وقت میں پہلو تہی کریں تو وہ لوگ جو انکار عظمت اسلام کا غل مچا رہے ہیں ضرور سمجھیں گے کہ اہل اسلام میں اب کوئی دین کی حمایت کرنے والا باقی نہیں رہا یا یہ کہ اسلام کی صداقت کی بابت کوئی دلیل اور ثبوت اب باقی نہیں ہے۔ وما انما علینا البلاغ ... سورۂ یٰس رکوع ۲ جزو ۲۲

دسواں سبب یہ کہ جو لوگ اسلام کی حمایت اور مدد سے غافل ہیں اونہیں اپنی تنگی اور مصیبت میں دعا مانگتے وقت خدا سے شرم کرنا چاہیے یہ سمجھ کر کہ

دست تضرع چہ سود بندۂ محتاج را | وقت کرم در بغل وقت دعا بر خدا

ہر خطیب کے منہ سے یہ دعا نکلتی ہے۔

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منھم۔

قال تعالے جل شانہ یٰایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ

یعنی اے ایمان والو ہو جاؤ تم مددگار اللہ کے یعنے دین اللہ تعالے کے انتہی (آخر سورہ صف جزو ۲۸)

گیارہواں سبب والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ۔ بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی پورا ایماندار نہیں ہوگا ۔ جب تک میں اس کے نزدیک اس کے بیٹے اور اس کے باپ سے زیادہ پیارا نہو جاؤں انتہے پس بیٹے کو اگر کوئی برا کہے اور نالائق بتائے تو ماں باپ کس طرح لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور ایسی بات کسی طرح سننا نہیں چاہتے اور کسی کے باپ کو اگر کوئی برا کہے تو کس قدر غیرت آتی ہے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت سربازار سنکر کیونکر چپکا رہنا جائز ہے اور اس حالت میں پورا ایمان کہاں ثابت ہوا اس لئے ہمکو چاہیے کہ اس کام کو سب سے مقدم سمجھیں آپ مخالفین اسلام کو لاجواب کریں اور جو نکر سکیں تو اوروں کے جو یہ کام کرتے ہیں مددگار ہوں۔

حقتعالے فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ بقرع ۱۷

یعنے وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو انتہے۔ پس یہود و نصارے تو حضرت کو اس طرح پہچانیں اور ہم مسلمان ہوکر اپنے بیٹے اور اپنے باپ سے زیادہ پیار نکریں افسوس۔

بارہواں سبب قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اذا کان یوم القیمۃ دفع اللہ الی کل مسلم یہودیا او نصرانیا فیقول ہذا فکاکک من النار۔

مسلم میں ابو موسےٰ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا ایک نصرانی دے گا پھر فرماوے گا کہ یہ تیری دوزخ کی مخلصی کا بدلہ ہے یعنے تیرے بدلے یہودی یا نصرانی دوزخ میں جائے گا تو چھٹ گیا شارح حدیث کا قول ہے کہ یہ اُن مسلمانوں کے حق میں ہے جو بے عذاب بہشت میں جاویں گے اس واسطے کہ حضرت صلعم اکثر مسلمانوں کو شفاعت کرکے دوزخ سے نکلوادیں گے اگر سب دوزخ سے بچتے تو شفاعت کی پھر کیا حاجت تھی۔ پس اس فضل کے مستحق وہی لوگ ہیں جو یہود و نصارے کے مقابلہ میں سیکڑوں سخت و سست باتیں سننے اور اُن کے دعووں کو باطل کرنے اور اسلام کے فضائل ثابت کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔

تیرہواں سبب یہ کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یجیٔ یوم القیمۃ ناس من المسلمین بذنوب امثال الجبال فیغفرھا اللہ لھم و یضعھا علی الیھود والنصاریٰ

یعنی حضرت صلعم نے فرمایا کہ لاویں گے قیامت کے دن کچھ مسلمان لوگ اپنے گناہ پہاڑوں کے برابر خدا اُن گناہوں کو اُن سے معاف کردے گا اور اُن گناہوں کو یہود اور نصارےٰ پر رکھدیوے گا[1] اس حدیث میں وہ مسلمان مراد ہیں جن کو یہود اور نصارے سے سخت تکلیفات پہنچیں اور اونہوں نے صبر کیا (مشارق الانوار)

واضح ہو کہ اسی طرح کا مضمون انبیا سلف کے صحیفوں میں بھی موجود ہے کہ شریر لوگ صادقوں کے بدلے اور خطاکار پرہیزگاروں کے عوض فدیہ دیئے جائیں گے (امثال ۲۱ باب ۱۸)

---

[1] کہ اگر وہ اعظلین رد نصاری سے اس حدیث میں غرض نہو تو کوئی مسلمان اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتا کیونکہ جو خدا اور رسول کیواسطے کوشش کرتے ہیں جب وہ اس حدیث سے بیعلاقہ ٹھہرے تو اور مسلمان بھی جو صرف باتیں بناتے اور دین اسلام کی حمایت سے کچھ غرض نہیں رکھتے اونہیں خدا اور رسول کے غضب اور سزا کا منتظر ہونا چاہیئے پھر جائے کہ اس حدیث کے بموجب ٹھہرنا نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

پھر یہ کہ صادق مصیبت سے نجات پاتا ہے اور اُس کے بدلے شریر پکڑا جاتا ہے (امثال ۱۱ باب ۸) اور پھر یہ کہ میں خداوند تیرا خدا ہوں اسرائیل کا قدوس تیرا بچانے والا میں ہوں میں نے تیرے فدیہ میں مصر کو اور تیرے بدلے کوش اور سبا کو دیا از بسکہ تو میری نگاہ میں بیش قیمت ہے تو نے عزت پائی اور میں نے تجھے پیار کیا ہے اس لئے میں تیرے بدلے لوگ اور تیری جان کے عوض میں گروہیں دوں گا (یسعیاہ ۴۳ باب ۳ و ۴) بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ بحکم لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ط (سورہ نجم رکوع ۲) کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اوٹھاوے گا مگر اس کا مطلب شاید یہ ہوگا کہ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ از روے مدد و حمایت و خواہش و اختیار نہ اوٹھا ئیگا مراد یہ نہیں ہے کہ نہ اوٹھا سکے گا بلکہ نہ اوٹھائے گا یعنی اپنی خوشی سے نہ اوٹھائے گا مگر خدا جس پر کوئی دوسرا بوجھ لاوے اوے وہ کیوں کر پھینک سکتا ہے جیسے مظلوم کا بوجھ ظالم اپنے سر سے کیوں کر اوتار سکتا ہے چنانچہ فرمایا حقتعالے نے ۔ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ یعنی ضرور اوٹھا دیں گے اپنے بوجھ اور اور بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ (عنکبوت) یہ آیت قرآن مجید میں صرف یہود و نصارے ہی کے حق میں ہے ۔ پھر فرمایا ۔

لِیَحْمِلُوْا اَوْزَارَھُمْ کَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ط

یعنے اوٹھاویں اپنے پورے بوجھ قیامت کے دن اور اُن کے بوجھ جنہیں بہکاتے تھے بے تحقیق (سورہ نحل رکوع ۳) اگر کوئی کہے کہ بت پرست کیوں نہ تجویز کئے گئے کہ مسلمانوں کے عوض دوزخ میں جائیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ اس میں کیا مصلحت ہے لیکن اتنا کہہ سکتے ہیں کہ بت پرستوں کا اسلام سے انکار از راہ نادانی و جہالت ہے کیوں کہ وہ کوئی الہامی کتاب نہیں رکھتے ہیں اور اہل کتاب کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار از راہ تعصب اور نفسانیت اور جان بوجھ کر ہے اور دین اسلام کی مخالفت میں جتنے یہ لوگ کوشش کرتے ہیں دنیا میں کوئی قوم اتنی کوشش نہیں کرتی پس یہ زیادہ تر اس کے سزاوار ہیں کہ عاقبت میں مسلمانوں کا فدیہ ہوں پھر اگر کوئی کہے کہ یہود و نصارے تو یوں بھی دوزخ میں جائیں گے مسلمانوں کا فدیہ ہونے کی کیا حاجت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دوزخ میں جانا انکا خصوصیت کے ساتھ ہوگا ۔ جیسے بکرے ہمیشہ روز روز ذبح ہوتے رہتے ہیں مگر قربانی کے بکرے

کی کسی قدر خصوصیت ہے کہ وہ مثل اور روزمرہ ذبح کئے ہوئے بروں کے نہیں سمجھا جاتا ہے کیونکہ دین اسلام کے آغاز سے پیشتر سب یہود و نصاریٰ اہل جنت تھے اور یہود و نصاریٰ کے نجات سے محروم ہونے کا سبب صرف دین اسلام سے انکار ہے اس وجہ سے اُن کا دوزخ میں جانا مسلمانوں کے بدلے محال عقلی نہیں ہے افسوس اُن مردہ دلوں پر جو اس رتبے کے حاصل کرنے سے غافل ہیں یا تو یہ ہے کہ اُن کی عقلوں کو کمبختیوں اور شیطانی وسوسوں نے بگاڑ دیا ہے کہ وہ اپنی بہتری کی تدبیر پہچان بھی نہیں سکتے یا یہ کہ خدا اور رسول نے اون کے سُست ایمان کو قبول اور پسند نہیں کیا ہے تب اُن کے ہاتھ سے ایسی خدمتیں جو خدا اور رسول کے نام کا جلال ظاہر ہونے کا باعث ہوں بن نہیں آتی ہیں وہ اُن قوموں کے مانند ہیں جو اُن سے پیشتر اپنی بدعقلی اور گھمنڈ کے سبب ہلاک ہو چکے ہیں اور اُن قوموں کی مانند بھی جو آج تک اپنی بداعمالیوں کے سامنے راست بازی کو بیوقوفی جانتے ہیں۔

چودھواں سبب یہ کہ حق تعالےٰ نے سورہ قصص رکوع ۶ میں فرمایا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِہٖ ھُمْ بِہٖ یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِہٖٓ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

یعنے وہ لوگ کہ دی ہم نے اُن کو کتاب پہلے اِس سے وہ ساتھ اِس کے ایمان لاتے ہیں اور جب پڑھا جاتا ہے اوپر اُن کے قرآن کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اِس کے تحقیق یہ سچ ہے رب ہمارے کی طرف سے تحقیق تھے ہم پہلے اِس سے مسلمان یہ لوگ دیئے جائیں گے ثواب دوبار بسبب اِس کے کہ صبر کیا انہوں نے اور بدل ڈالتے ہیں ساتھ بھلائی کے بُرائی کو اور اُس چیز سے کہ دیا ہمنے اُن کو خرچ کرتے ہیں انتہےٰ۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں کہ در حق مومنین اہل کتاب در سورہ قصص ارشاد شد کہ اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا و در صحیحین بروایت ابوموسیٰ اشعری وارد است کہ آنحضرت صلعم فرمودہ اند کہ سہ کس را ثواب دوبار از جناب

الٰہی عطا خواہد شد اول کسے کہ از اہل کتاب باسلام مشرف شود دویم کسے کہ کنیزک بدخوید خود را آزاد کردہ باز در نکاح خود آرد سوئم مملوکیکہ بندگی خدا بجا آرد وہم در خدمت خاوندخود قصور نورزد پس فرقہ بنی اسرائیل را در تبعیت این پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم چنانکہ مشقت بسیار باید کشید ہمچناں توقع ثواب ہم بیشتر باید داشت۔ ع ہم بیشتر عنایت و ہم بیشتر عنا انتہیٰ۔

چونکہ بت پرستوں کو اسلام قبول کرنے کے بعد ایمان تو یہود و نصاریٰ کی طرح سب نبیوں اور سب کتابوں پر لانا ضرور ہوگا مگر بسبب ناواقف ہونے کے توریت و انجیل سے اونہیں دونا ثواب موعود نہیں ہے اس سے ظاہر ہے کہ توریت و انجیل سے واقف ہوکر قرآن سے بھی واقف ہونا اس میں دونا ثواب ہے اور اسی طرح مسلمانوں کو بھی جو قرآن کے سوا توریت و انجیل وغیرہ سے بھی واقفکاری حاصل کریں دونے ثواب کا متوقع ہونا چاہیے۔

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا (سورہ مائدہ رکوع ۱۲) پس اس طرح کا وعظ کرنے والے جو یہود و نصاریٰ کے اعتراضوں کو دفع کرتے ہیں بہ نسبت اور واعظوں کے دونے ثواب کے مستحق ہیں اور نہ صرف واعظ بلکہ ایسا وعظ سننے والے بھی دونے ثواب سے محروم نہیں رہ سکتے کیونکہ جو کچھ وہ سنتے ہیں اُس کا آپ فائدہ اوٹھاتے اور اپنے دوستوں کو بھی اُس کا فائدہ پہونچا سکتے اور اُن کا ایمان مضبوط کرسکتے ہیں وہ اُس مجلس میں شامل ہیں جو انصار اللہ یعنے خدا کے مددکرنے والوں یا خدا اور رسول کے خیرخواہوں کی ہے اور نہ صرف یہ کہ دیندار بلکہ دین کے مددگار بھی ہوگئے ہیں وہ خدا کے دین کے مددگاروں کی جمعیت زیادہ کرنے والے ہیں اور اس سبب سے اُن کا اجر و ثواب بہ نسبت اوروں کے دونا ہے مگر افسوس اُن بدعقلوں پر کہ جو اس طرح کا وعظ سننے سے ایسی بےپروائی کرتے ہیں کہ گویا اس سے زیادہ یا اس کے برابر کسی اور نیک کام میں ثواب پا سکتے ہیں سبحان اللہ اگر لوگ جانتے کہ اس مجلس میں حاضر ہونے کا کیا اجر و ثواب ہے تو دوپہر پیشتر سے یہاں پہونچ جانا اپنے اوپر لازم کرلیتے۔

پندرہواں سبب یہ کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ الدین النصیحۃ الدین النصیحۃ قالوا لمن یارسول اللہ قال للہ ولرسولہ ولکتابہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم

مسلم میں تمیم داری سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے دین خیر خواہی کا نام ہے دین خیر خواہی کا نام ہے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کی خیر خواہی کا نام دین ہے فرمایا حضرت نے کہ اللہ کی خیر خواہی اور اس کے رسول کی خیر خواہی اور اس کی کتاب کی اور مسلمین کے حاکموں کی اور تمام مسلمانوں کی - انتہے -

پس خدا اور رسول کی خیر خواہی اسی کو کہتے ہیں کہ خدا اور رسول کے مخالفوں کے دعووں کو رد کرنا تاکہ اور لوگ خدا اور رسول کی راہ کو نچھوڑ دیں اور کتاب کی خیر خواہی یہی ہے کہ اس کے مطالب کو خاص و عام پر صاف صاف ظاہر کرنا - اس کا منجانب اللہ ہونا یہود و نصارے کے روبرو ثابت کر دینا اور مسلمین کے حاکموں کی خیر خواہی یہ کہ ایسا کوئی افساد نکرنا جو حکومت میں خلل کا باعث ہو اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ جو اس حدیث کے ترجمہ کرنے والے نے لکھا ہے کہ مقدور بھر مسلمانوں کو فائدہ پہونچاوے ان کو رنج نہ دے نیک کام سکھاوے اور بد کاموں سے روکے اور ان کے واسطے وہ چاہے جو اپنے واسطے چاہتا ہے انتہے یعنی خدا نے جو دین اور دنیا کی نعمتیں عنایت کی ہیں اونہیں اور مسلمانوں سے دریغ نکرنا اور ہر مسلمان کی دینی اور دنیاوی حاجت میں مقدور کے موافق مددگار ہونا ہی مسلمانوں کی خیر خواہی ہے تاکہ کوئی مسلمان یہود و نصارے کے اعتراض سنکر اسلام سے برگشتہ نہو جائے تا مقدور آپ کتاب سنانا اور اگر نہو سکے تو اس طرح کے واعظوں کی مدد کرنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلعم نے

لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان تکون لک حمر النعم (رواہ البخاری)

بخاری میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے تیرے واسطے بہتر ہے تجھکو سرخ اونٹ ملنے سے عرب کے نزدیک سرخ اونٹ عمدہ مال ہے یعنی تیرے سبب سے اگر ایک آدمی مسلمان ہووے تو یہ دنیا کی عمدہ ترین حاصلات سے بہتر ہے -

سولھواں سبب یہ ہے کہ امام ابو نعیم اصفہانی حلیۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ ہم سے فرمایا ابو بکر نے جو مالک کے بیٹے ہیں اونہوں نے کہا کہ ہم سے فرمایا عبد اللہ نے جو احمد کے بیٹے ہیں وہ حنبل کے بیٹے انہوں نے کہا کہ مجھسے فرمایا میرے باپ نے کہا کہ ہمسے

فرمایا قتیبہ نے وہ ابن لہیعہ کے وہ واہب سے جو عبداللہ کے بیٹے وہ عبداللہ سے جو عمرؓ کے بیٹے
اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری ایک اُنگلی میں گھی ہے اور دوسری
میں شہد ہے اور میں اُن دونوں کو چاٹتا ہوں جب صبح ہوئی میں نے جناب پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو دو کتابیں پڑھیگا توریت اور قرآن پھر حضرت عبداللہ
دونوں کو پڑھا کرتے تھے۔ انتہیٰ۔

اس کے علاوہ ایک اور موقع پھر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَاْتَ
بَعْضًا قَالَہٗ لِاَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ (متفق علیہ) بخاری و مسلم میں بروایت عبداللہ بن عباس
یہ حدیث منقول ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے کہ تو نے بعض جگہ ٹھیک تعبیر کہی
اور بعض مقام پر تو چوک گیا یہ حضرت صلعم نے ابوبکرؓ سے فرمایا جبکہ ایک شخص نے اپنا
خواب حضرت رسول اللہ صلعم سے آکر بیان کیا کہ بدلی سے گھی اور شہد ٹپکتا ہے تو لوگ اُس کو
اپنے اوبخلو میں لے تے ہیں (مشارق الانوار حدیث ۱۶۶۵) البعض زیادہ لیتا ہے اور بعض کم
حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت صلعم سے اجازت لیکر یہ تعبیر فرمائی کہ وہ بدلی تو اسلام ہے اور
گھی اور شہد جو ٹپکتا ہے سو قرآن ہے اسی کو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بعضی جگہہ تو نے تعبیر
ٹھیک کہی اور بعضے مقام پر چوک گیا۔ کیوں کہ آنحضرت صلعم عبداللہ بن عمرؓ کے خواب
کی تعبیر میں گھی اور شہد سے مراد توریت اور قرآن فرما چکے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے اس خواب
کی تعبیر میں گھی اور شہد دونوں سے قرآن مراد رکھی یہی خطا حضرت ابوبکرؓ سے تعبیر بیان کرنے
میں ہوئی کیونکہ ایمان مسلمانوں کا کتبہ ورسلہ پر ہے نہ یہ کہ تنہا قرآن پر بعضوں نے کہا ہے کہ
حضرت ابوبکرؓ سے اس تعبیر دینے میں خطا یہ ہوئی کہ گھی سے مراد حدیث نہ کہی لیکن یہ صریح
غلط فہمی اُن لوگوں کی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے خود حدیث لکھنے کو بتاکید تمام منع فرمایا تھا
دیکھو مشارق الانوار میں حدیث ۶۰۷ متفق علیہ بروایت ابوسعید پس وہ کیونکر قرآن کے برابر
درجے میں قرار پاتی اس کے علاوہ قرآن کی طرح کوئی کتاب حدیث کتبہ ورسلہ میں شامل نہیں ہے
مگر توریت کا شمار کتبہ ورسلہ میں ہے۔ چنانچہ توریت میں اور اس سے پیشتر حقتعالےٰ نے حضرت
ابراہیم اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام سے بار بار وعدہ

فرمایا تھا کہ میں تمہیں اُس سرزمین میں لے چلوں گا جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے (خروج ۳ باب ۸ و ۱۷، باب ۸) اور جب بنی اسرائیل سے نافرمانی کی تب حق تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ اُس سرزمین میں جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے داخل نہوں گے (گنتی ۱۴ باب ۲۳) اگرچہ بظاہر اُس سرزمین سے مراد ملک کنعان تھا یعنے فرمانبرداری کی حالت میں اُس سرزمین تک پہونچنا اور نافرمانی کی حالت میں اُس سے محروم رکھنا علامت اس کی ہے کہ دودھ اور شہد سے توریت و قرآن کی پیروی علامت فرمانبرداری اہل ایمان حق تعالےٰ نے قرار دی تھی تا اہل توریت معلوم کرلیں کہ انجام کار توریت اور قرآن دونوں پر ایمان رکھنے والے مستحق نجات ہوں گے کیونکہ سب الہامی کتابوں کی ابتدا توریت ہے۔

ستروان سبب یہ کہ سورہ مائدہ میں حقتعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝	یعنے اے رسول پہونچا جو کچھ اوتارا گیا ہے تیری طرف پروردگار تیرے سے اور اگر نکرے تو بس نہ پہونچایا تو نے پیغام اُس کا اور اللہ بچاوے گا تجھکو لوگوں سے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو کہہ اے اہل کتاب نہیں تم اوپر کسی چیز کے بیان تک کہ نہ قایم کرو توریت کو اور انجیل کو اور جو کچھ اوتارا جاتا ہے طرف تمہارے پروردگار تمہارے سے اور البتہ زیادہ کرے گا بہتیروں کو ان میں سے جو اُتارا گیا ہو طرف تیری رب تیرے سے سرکشی اور کفر بس مت غم کہا اوپر قوم کافروں کے۔

(مائدہ رکوع ۱۰)

شاہ عبد القادر صاحب اسی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کو صاف گمراہ کہو اگرچہ وہ ناراض ہوں تم کچھ پروانہ کرو اور یہ اُس وقت میں ہے جب کہ اہل کتاب کی طرف سے اسلام پر کوئی اعتراض نہ کیا گیا ہو اور جبکہ سیکڑوں کتابیں اہل کتاب کی طرف سے اسلام کو بے اصل ثابت کرنے میں مشتہر ہو چکی ہوں اور حکومت کی طرف سے کوئی خطرہ جان و آبرو کا نہو باوجود اس کے فقط اپنی چار رکعت نماز

پر اکتفا کرنا صداقت ایمان کے واسطے کب بکار آمد ہو سکتا ہے اگرچہ اسلام کا حق تو مسلمانوں کے ذمہ یہ ہے کہ وہ خطرے کے وقت میں بھی اُس کی ترقی میں کوشش کریں

پھر یہ تو غور کرو کہ قرآن میں سوا اس ضرورت کے اور بھی کہیں خدا نے فرمایا ہے

وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ | یعنی اگر یہ نہ کیا تو کچھ بھی رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

پھر تمہارا فقط نماز و روزہ یا مجلسیں اور وظیفہ خوانیاں کیا کام آسکتی ہیں اور اس کے لئے کئی باتیں لحاظ کرنے کے لائق ہیں۔ پہلے یہ کہ اپنی دنیاوی غرضوں میں ہر انسان یگانہ و بیگانہ کے پاس کس قدر خوشامد اور محنت کرتا ہے پس دینی غرض کے لئے جو کہ دراصل خدا کا کام ہے زیادہ تر کوشش کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ موافق کو سمجھانے کی بہ نسبت مخالف کو سمجھانا ذرا مشکل ہے پس جو لوگ کہ ادھر متوجہ نہیں ہوتے ان کی کم ہمتی ظاہر ہے کہ مشکل کام کرنا نہیں چاہتے۔ تیسرے یہ کہ کسی ایک شخص کو توبہ اور نیکی کی راہ پر لانا ایک مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے۔ (یعقوب ۵ باب ۲۰) کیوں کہ اس کا نیک راہ پر چلنا اس مردہ سے جو پھر زندہ ہو کر گمراہی میں اپنا وقت بسر کرے بہتر ہوگا بلکہ اُس مردے کو بھی تو اپنی زندگی کی حالت میں بالتخصیص یہی درکار تھا یعنے توبہ اور ایمان داری کہ ہر شخص کی زندگی کا حاصل یہی ہے۔ چوتھے یہ کہ مرد غیرت مند وہی ہے جو خدا کے واسطے غیرت مند ہو پس چاہیے کہ جب کسی کو دیکھے کہ یہ خدا اور رسول سے بے خبر ہے تو اس کے خبر دار کرنے میں اپنی ساری ہمت صرف کرنے سے دریغ نہ کرے۔ پانچویں یہ کہ جو شخص اس کام کو پسند نہ کرے وہ سخاوت کے درجے سے آپ کو گرا ہوا سمجھے کیوں کہ ایسا شخص نہیں چاہتا کہ خدا کی بے پایاں رحمت اوروں تک بھی پہنچے۔ چھٹے یہ کہ کوشش کرے کہ زبان سے سمجھانا جہاد کرنے سے بہتر ہے کیونکہ جہاد کے لئے اسباب اور آلات کی حاجت ہے اور اس کے لئے کسی چیز کی حاجت نہیں اس میں بھاگنے والے کے لئے جہنم ہے اور اس میں اگر مخالف کے کسی سوال کا جواب اس وقت نہ دے سکو تو ایمان جانے کا خطرہ نہیں ہے وہ غیرت کے مارے جہاں سے اور اس میں جان لڑا کر محنت کرنا اپنے نفس کے ساتھ جہاد ہے وہ اعضا و جوارح کی حرکت سے اور یہ دل اور جگر کی حرکت ہے اس میں خلاف عقل کام کیا جاتا ہے یعنے جان تلوار

اور گولیاں بجلی اور مینہہ کی طرح پڑ رہی ہوں وہاں جانے کے لئے عقل مصلحت اندیش مقتضی نہیں ہو سکتی اور اس میں سراسر عقل ہی کے مطابق کام کیا جاتا ہے بلکہ جس قدر زیادہ عقل کی موافقت ہو کام اچھا ہے پھر یہ کہ خدا نے لوح و قلم بنایا نہ یہ کہ تیغ و سپر کو بنایا سب انبیاء علیہم السلام پر کتابیں نازل کیں اور تلوار کسی پر نازل نہیں کی۔ سب کو ایمان لانا کتاب پر فرض ہوا نہ یہ کہ تلوار پہ۔ مردہ زندہ کرنا معجزۂ انبیاء ہے اور تلوار سے مارڈالنا ہر نیک و بد سے ہو سکتا ہے۔ کتاب سے نصیحت کرنے میں کوئی شرط مقدم نہیں ہے اور تلوار چلانے کے لئے کتنی شرطیں مقدم ہیں مثلاً ہدایت اور مباہلہ اور جزیہ وغیرہ۔ کتاب پیش کرنے سے پہلے تلوار چلانا ظلم ہے اور تلوار چلانے سے بیشتر کتاب پیش کرنا انصاف ہے۔ تلوار کی خواہش مخلوق کو نیست کرنا ہے اور کتاب کی خواہش اہل علم سے دنیا کا آباد ہونا۔ تلوار گویا کو خاموش بناتی ہے اور کتاب خاموش کو گویا بناتی ہے۔ کتاب سے ساری صنعتیں دنیا میں ایجاد ہوئیں اور تلوار سے بڑے بڑے صنعت گر دنیا سے معدوم ہوئے۔ کتاب نے بڑے بڑے ناقصوں کو کامل بنایا اور تلوار نے بڑے بڑے کاملوں کو ناقص کر دکھایا کتاب بدوں کو نیک بناتی ہے اور تلوار نیک و بد دونوں کا خون بہاتی ہے۔ کتاب[1] پکار رہی ہے کہ حق اللہ اور حق العباد کو پہچانو۔ اور تلوار پکار رہی ہے کہ حق اللہ

---

[1] اب کہ اہل اسلام کی کثرت ہے ہر شخص اگر صرف زبان اور قلم سے اسلام کی فضیلت ظاہر کرے اور اپنے مال سے اس قسم کی کتابیں چھپوائے یا اپنی طرف سے اس طرح کے واعظ مقرر کرے تو تمام جہان خدا اور رسول سے واقف ہو سکتا ہے اس کے سوا قرآن بیسیوں زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے چھاپے خانے کثرت سے جاری ہیں توریت و انجیل کا جن میں اسلام کے فضائل مرقوم ہیں قریب ڈھائی سو زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے ملکوں میں ہر طرف امن کی صورت نظر آتی ہے باوجود اس سامان عظیم کے کیا ضرور ہے کہ صرف جہاد پر اشاعت مذہب کا مدار رکھا جائے فرمایا رسول اللہ صلعم نے اہجوا قریشا فانہ اشد علیہم من رشق النبل رواہ مسلم۔ یعنی مسلم میں حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کفار قریش کی ہجو کرو اسواسطے کہ قریش پر ہجو تیر مارنے سے بھی سخت تر ہے۔ (مشارق الانوار حدیث ۱۸۹۱) پس دین اسلام پر اعتراض کرنے والوں کو قائل اور لاجواب کرنا اور ایسے کام میں دل و جان سے مصروف رہنا جہاد اکبر ہے۔ رجعنا من جہاد الاصغر الی جہاد الاکبر۔ کیونکہ یہ امر نفس پر نہایت شاق ہے اسوجہ سے کہ اسمیں نہ لوٹ کی طمع ہے نہ کسی پر اپنا غصہ نکالنے کا موقع نہ سزا دینے کا سامان یعنی آلات حرب میں سے کوئی شے پاس نہیں ہوتی ہے بلکہ اور لوگوں کی سیکڑوں سخت سست باتیں سننی پڑتی ہیں اور صبر کرنا پڑتا ہے نہ سپاہ گری کا رعب بلکہ مسکینی اور درویشی کی حالت زیادہ تر لوگوں کی نظر میں حقیر بناتی ہے باوجود اسکے تمام مخلوق کی خیر خواہی اور دنیا و دین کی بھلائی کیواسطے دعا اور نصیحت اور دلجوئی میں کوشش کرنی پڑتی ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ الصلح خیر (سورہ نساء)

اور حق العباد دونوں سے آنکھ بند کر لو۔ کتاب مونس سہر ناتواں ہے۔ تلوار دشمن خانمان۔ کتاب سے ہمنے پہچانا کہ خدا رگ گردن سے نزدیک تر ہے اور تلوار سے پہچانا کہ ملک الموت رگ گردن سے نزدیک تر ہے۔ کتاب مردوں کے نام کو زندہ رکہنے والی ہے اور تلوار زندوں کو مردہ بنانے والی۔ کتاب سے خدا کی قدوسی اور پاکی ثنا ہر ہے تلوار سے مرد کی سفاکی ظاہر ہے۔ کتاب کلام جناب باری ہے تلوار آہن گر کی دستکاری ہے تلوار کتاب کے زیر حکم ہے اور کتاب تلوار کے زیر حکم نہیں ہے کتاب سے سامان زندگی ہے اور تلوار سے سامان موت۔ سارے معاملات دنیا کا انتظام کتاب سے ہے اور سارے معاملات دنیا کا اختتام تلوار سے ہے کتاب انسانوں کے دلوں کو جلا بخشنے والی ہے تلوار انسانوں سے جلا پانے والی۔ کتاب مثل آب حیات ہے تلوار مثل سودہ الماس۔ کتاب ابر رحمت ہے تلوار برق جہانسوز۔ کتاب عالموں کی زینت ہے تلوار جاہلوں کی زینت۔ کتاب عقل زیادہ کرنے والی ہے تلوار جہل بڑہانے والی۔ کتاب دلوں کا نور ہے تلوار آنکھوں کا ناسور۔ کتاب ایک دوسرے سے محبت کرنا سکہلاتی ہے اور تلوار ایک دوسرے سے لڑنا اور مرنا اُس میں بالکل قطع تعلق ہو جاتا ہے اور اُس کی تاثیر قیامت تک باقی رہے گی جب تک ایک سے دوسرے کو فیض پہونچتا جاے گا۔ پھر اس زبان سے سمجہانے اور جہاد کرنے میں ایک اور عجیب تفاوت ہے کہ یہاں کتاب ہے اور وہاں تلوار یہاں علم خرچ کرنا پڑتا ہے اور وہاں جہل کام میں لایا جاتا۔ پس کیا عالم اور جاہل میں کچھ فرق ہی نہیں ہے۔

كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ (زمر رکوع ۱)

ایک اور بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مارنے والے سے جلانے والا بہتر ہوتا ہے۔ پس جو لوگ کہ مخالف کو جب جواب نہیں دے سکتے تو اس سے لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں انہیں انسانیت سے گذرا ہوا سمجہنا بلکہ جانور سے نسبت دینا چاہیے کیوں کہ جب اُس میں قوت بیانیہ نہیں ہے تو ضرورت اور بے ضرورت وہ صرف پہاڑ کہانا یا سینگ مارتا ہی جاتا ہے ورنہ انسان کے نزدیک کونسا کام ایسا ہے جو زبان سے نہیں ادا ہو سکتا بشرطیکہ اُس فن میں کچھ لیاقت ہو

حاصل کی ہو بلکہ جراحت اللسان اشد من السنان۔ ہوتا ہے اگر جہاد کر کے سب کافر و مشرک قتل کروا دیے جائیں تو اسلام کیونکر لوگوں میں پھیلے اور مخالف کو مغلوب کر کے جزیہ پر اکتفا کرنا دلیل اس کی ہے کہ جہاد اسلام شائع کرنے کے واسطے نہیں بلکہ امن قایم کرنے کے واسطے ہے چنانچہ فرمایا حق تعالے نے۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (بقر رکوع ۲۴) خاتم المفسرین شاہ عبد القادر صاحب اس آیت کے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ لڑائی کافروں سے اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور دین سے گمراہ نکر سکیں اور حکم اللہ کا جاری رہے اگر تابع ہو کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں اور ایمان تو دل پر موقوف ہے زور سے مسلمان کرنا کیا حاصل انتہےٰ۔ ہم لوگ مساکین اسلام ہیں ہمیں ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے اسلام کی صداقت اور راست بازی غیروں پر اپنا اثر کرے اور دنیا کی شان و شوکت پر عاقبت کی خوبیوں کو مقدم سمجھیں غرض یہ کہ زمانہ حال بلکہ ہر حال میں بہ نسبت اُن کتابوں کے کہ جو اہل اسلام آپس کی رد و بدل میں لکھتے ہیں ایسی کتابوں کی کہ جو غیروں کے فائدہ کے لئے لکھی جائیں زیادہ ضرورت ہے کیونکہ اُن تصنیفوں کا نفع یگانوں ہی تک منتہی ہو جاتا اور ان کا فائدہ یگانوں تک اور بے گانوں تک پہونچتا ہے بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎

آن یکے گلیم خویش بدر میبرد ز موج ۔۔۔ وین جہد میکند کہ بگیرد غریق را

ہندوستان میں آج عیسائی مذہب والوں کی طرف سے جو مذہب پھیلانے کے لئے کوشش ہو رہی ہے اُس سے مسلمانوں کو واقف ہونا چاہیے کہ اس کام کے واسطے عیسائی ۶۰ مشنیں قایم ہیں اور اُن میں پانسو مشنری یعنے ولایتی پادری اور دیسی کتاب سناتے ہیں اور اُن کی محنتوں سے ستر لاکھ ہندوستانی عیسائی اب تک موجود ہیں اور اُن میں سے تین لاکھ ہندوستانی عیسائی صرف مشنریوں کے ساتھ دین عیسائی کے پھیلانے میں سرگرم ہیں بعضے ان میں سے انجیل شہروں اور گاؤں میں سناتے ہیں اور بعضے انجیل پڑھاتے ہیں اور سال سال ایک لاکھ سے زیادہ ہندوستانی لڑکے جو اب تک عیسائی نہیں ہوئے مشن کے مدرسوں میں انجیل پڑھائے جاتے ہیں اور دو مجلسیں صرف دینی کتابوں کے چھپوانے کے بند و بست کے واسطے مقرر ہیں ایک بیبل سوسائٹی کہ جس میں صرف توریت و انجیل غیر

زبانوں میں چھپتی ہے اور دوسری ٹرکٹ سوسائٹی کہ جس میں وہ رسالے اور کتابیں چھپتے ہیں جو اسلام وغیرہ کی تردید میں تصنیف ہوئے جاتے ہیں اور انہیں رسالوں کے چھاپنے کے واسطے جو روپے کہ چندہ سے جمع ہوتے ہیں صرف ایک شہر لندن سے ہر سال ایک کروڑ روپے سے زیادہ جمع ہوتا ہے اور بیبل سوسائٹی کا خرچ اس سے بہت زیادہ ہے اور پادریوں و مدرسوں کا خرچ اور تنخواہیں یہ سب چندہ سے جاری ہیں اسی طرح ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ جس کو خدا نے جس قدر امکان اور مقدور عطا کیا ہے وہ اُس قدر خدا کے کام میں مصروف ہو اور اپنے دنیاوی مصارف کو اس قدر ترقی نہ دے کہ خدا کے اجلال کے واسطے خرچ کرنے میں مجبور ہے کیونکہ حقتعالی نے مسرف کے حق میں فرمایا ہے

تحقیق بیجا خرچ کرنیوالے ہیں بھائی شیطانوں کے اور ہے شیطان واسطے پروردگار اپنے کے کفر کرنے والا۔ انتہیٰ۔	اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳)

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر برابر کوہ اُحد کے زر نیک کام میں صرف کریں تو وہ اسراف نہیں ہے اور اگر ایک جو باطل میں صرف کریں اسراف ہو (از تفسیر حسینی) پھر یہ کہ

وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ (سورہ مومن رکوع ۵) یعنی اسراف کرنے والے وہی ہیں رہنے والے دوزخ کے

پس جن لوگوں کو کہ ایسے مذہبی خرچ سے انکار ہے اُن کا خدا کی راہ میں جان دیدینا بھی ایمان کو ثابت نہیں کرتا کیونکہ مرنا قبول کرسکتے ہیں مگر خرچ کرنا نہیں قبول کرتے۔

بدینا مے چو خر در گل بماند	وگر احمد گوئی صد بخود اند
خداوند خر من زیان میکند	کہ با خوشہ چیں سرگراں میکند
باحسانے آسودہ کردن دلے	بہ از الف رکعت بہر منزلے
زر و نعمت اکنوں بدہ کان تست	کہ بعد از تو بیروں ز فرمان تست

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اٰمین

اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ رِزْقًا طَیِّبًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِیْمًا وَّخُلُقًا مُّسْتَقِیْمًا وَّاَعُوْذُبِکَ مِنَ
الْکَسَلِ وَسُوْٓءِ الْکِبَرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ فَارْزُقْنِیْ
رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ۝ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝ اٰمِیْن

فصح ثانی

اس میں دو حصے ہیں

برہ اول

خدائے تعالےٰ نے دین اسلام کو کامل کیا ہے چنانچہ فرمایا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۝ (سورہ مائدہ رکوع ۱)	یعنی آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کی اوپر تمہارے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام دین۔ انتہے۔

آج اس دین کے سوا اور سب دین ناقص ہیں ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور غیر دین والوں کے نبی خاتم الانبیاء نہ تھے چنانچہ حضرت عیسیٰ کے بعد صعود بھی نبوت ختم نہوئی تھی حضرات حواریون رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اللہ رب العالمین نے سورہ یٰسین رکوع ۲ میں رسالت و پیغمبری کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور انجیل میں اعمال ۱۱ باب ۲۷ و ۲۸ اور ۱۳ باب ۱ و ۲ اور ۱۵ باب ۳۲ اور ۲۱ باب ۱۰ و ۱۱ اول قرنیتوں کا ۱۴ باب ۱ اور ۹ باب ۱ اور ۲ قرنیتوں کا ۱۲ باب ۱۲ گلتیوں کا ۲ باب ۸ اول طمطاؤس ۳ باب ۷ اور ۲ طمطاؤس ۱

ف تفسیر حسینی میں ان حواریوں کے یہ نام لکھے ہیں شمعون الصفا (یعنی پطرس حواری) یحیٰی (یعنی یوحنا) اور تان (یعنی توما) وہ جو بان بھیجے گئے تھے وہ انطاکیہ ... حاشیہ ترجمہ شاہ عبدالقادر میں ہے یہ شہر انطاکیہ تھا حضرت عیسیٰ کے دو یار وہاں پہونچے شہر والوں نے نہ مانا پھر تیسرا بھی پہونچا ... سورہ یٰسین میں ... [illegible] اور تفسیر حسینی ... [illegible]

باب ۱۱ میں نبیوں اور رسولوں کا مذکور ہے جو کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد صعود تھے یعنی حواریوں اور اُن کے سوا بھی یروسلم میں کئی نبی اگبوس وغیرہ اور یہوداہ اور سیلاس کہ وہ بھی نبی تھے۔

اور یہ کہ اگلے انبیاء علیہم السلام نے اپنے بعد دوسرے کے آنے کی خبر دی ہے مگر حضرت پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا نبی بعدی۔ یعنے میرے بعد کوئی نبی نہیں پھر یہ کہ اہل اسلام سب نبیوں کو مانتے ہیں کیوں کہ دین اسلام کامل ہے اور غیر دین والے کسی نبی کو مانتے اور کسی کو نہیں مانتے ہیں جیسے یہودی حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو اور عیسائی حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کو نہیں مانتے ہیں اُن کے حق میں حق تعالیٰ سورہ نساء رکوع ۲۱ میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ	یعنے بالتحقیق جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اُس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسولوں میں فرق ڈالیں اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور بعضوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ نکالیں ایک راہ اس کے بیچ میں سے یہی لوگ ہیں کافر سچ مچ۔ انتہٰے

پس چاہیے کہ مسلمان غیر مذہب والوں کو نصیحت کریں کیونکہ وے کامل دین پر ہیں اور غیر مذہب والے مسلمانوں کو نصیحت نہیں کر سکتے کیونکہ وے ناقص ہیں پھر یہ کہ مسلمانوں کو اس سبب سے کہ قرآن مجید کا نزول باعث نسخ ادیان سابقہ ہوا یہود و نصاریٰ سے بحث و مناظرہ مقتضائے عقیدہ اسلامی ہے لیکن نصاریٰ کو جبکہ توریت و انجیل میں بطلان حقیت اسلام کا کہیں ذکر نہیں مسلمانوں سے بحث اور حجت کرنا محض بیجا اور ناروا ہے ہاں جبکہ کوئی مسلمان اُن سے گفتگو دینی کرے تو صرف اپنے دین کا ثبوت اور اپنی کتاب الہامی کی صحت بیان کرنا چاہیے اور جب ارادہ قبول اسلام کا ہو تو مسلمانوں سے ثبوت اسلام کی دلیلیں دریافت کرنا چاہیے پھر سورۂ آل عمران رکوع ۳ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ	یعنے تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئیں لوگوں میں حکم کرتے

بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ | پسند بات کا اور منع کرتے ہو ناپسند سے ، یعنی زنے ہوا تے پ

اب چاہیے کہ پہلے پسند بات کرنے کی لیاقت حاصل کریں تاکہ ناپسند باتیں نہ بکیں ایسا نہو کہ تم دوسرے مذہب والوں کے حق میں برا بھلا بکو اور اس کے عوض میں وہ تمہارے خدا اور رسول کو برا کہیں تو گویا تم آپ اس کفر کا باعث[1] ہوئے اور یہ اپنے بد زبانوں کے جہنم میں جانے کا سبب ہوگا۔

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ (سورہ بقر رکوع ۲) | یعنی خبردار ہو تحقیق وہ ہیں فساد کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے (وہ آپکو فسادی)

پس ہر کارے و ہر مردے کہ انسان کو ہرگز روا نہیں کہ جس کام سے پہلے واقفکاری حاصل نہ کی ہو اس میں ہاتھ لگائے کیونکہ ایسے بے وقوفوں کو دیکھہ کر مخالفیں اسلام سمجھتے ہیں کہ اہل اسلام کی لیاقت اسی قدر ہے اس لئے ضرور ہے کہ بپاس حرمت اسلام ایسے لوگ بزرگان و رئیسان قوم کی طرف سے ایسی ناز و اجرأت کرنے سے باز رکھے جائیں تاکہ ان بے وقوفوں کے ساتھ اور لوگ بھی بمخالفت نہی منکر مواخذہ قیامت میں نہ کھینچے جائیں کیونکہ دین اسلام کامل ہے نہ یہ کہ ہر مسلمان کامل ہے۔ اور سورہ بقر رکوع ۱۷ میں حقتعالی فرماتا ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا | یعنی اسی طرح کیا ہم نے تمکو امت اوسط کہ تم ہو بتانے والے لوگوں پر اور رسول تم پر بتلانے والا۔ انتہے

اگرچہ امت اوسط ہونے کے فائدے اور مصلحتیں جو کچھ ہیں ان کا شمار خدا ہی کو خوب معلوم ہے لیکن اتنا تو ظاہر ہے کہ اوسط درجہ ہر حال میں پسندیدہ ہے کیونکہ مسرف جہنم میں جائیں گے اور بخیل بھی جہنم میں جائیں گے مگر وہ لوگ کہ جو نہ بے کار خرچ کرتے اور نہ ضرورت

---

[1] قال اللہ تعالی جل شانہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ یعنی اور تم لوگ برا نہ کہو جنکو وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا کہ وہ برا کہہ بیٹھیں اللہ کو بے ادبی سے بے سمجھے انتہی سورہ انعام رکوع ۱۳ ترجمہ شاہ عبد القادر مطبوعہ مطبع حسینی اور حدیث میں آیا ہے کہ بزرگ تر کبائر میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کیا کہ اپنے والدین کو کوئی کیونکر گالی دیگا فرمایا کہ کوئی شخص دوسرے کے والدین کو گالی دے اور وہ جواب میں اسکے والدین کو گالی دے تو گویا خود اسنے اپنے والدین کو گالی دی متفق علیہ حدیث مشکوۃ باب البر والصلۃ وما لابد منہ مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲۷۷ھ صفحہ ۱۳۲) چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں یہ حدیث ہے وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یا رسول اللہ وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ

کے وقت بخیل ہوجاتے وہی اوسط درجے میں ہیں یہ زیادتی ایسی ہے جیسے عید کے دن روزہ رکھنا اور کمی ایسی ہے جیسے رمضانمیں روزہ نہ رکھنا اور ان دونوں باتوں کے سوا جو ہے وہ اوسط حالت ہے یعنے جہان تک حکم ہے کرے اور جہان حکم نہیں باز رہے کہ پوری فرماں برداری یہی ہے اور موقع اور بے موقع بکنا اور پوچھنے کے وقت جواب نہ دینا بھی ایسا ہی ہے بہتر یہ ہے کہ بے موقع نہ بکے اور موقع پر چپ بھی نہ رہے اور یہی اوسط حالت ہے بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ

دو چیز تیرۂ عقل است دم فرو بستن ۔ بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

پھر یہ کہ سال کا اوسط موسم بہار اور زندگی کا اوسط جوانی اور مزاج کا اوسط اعتدال اور ہر چیز کا اوسط اُس کی ابتداء اور انتہا سے بہتر ہوتا ہے اور خیرالاموراوسطہا سے مراد یہی ہے

پھر امت اوسط ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کو اُن کے رتبے سے زیادہ جانتے ہیں یعنے خدا اور یہودی حضرت عیسیٰ کو اُن کے مرتبہ سے کم سمجھتے ہیں یعنے نبی بھی نہیں جانتے اور مسلمان اوسط درجے میں ہیں یعنے نہ حضرت عیسیٰ کو اُن کے مرتبہ سے کم اور نہ زیادہ سمجھتے ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ تمام دنیا میں صرف تین مذہب خدا پرست ہیں یعنے یہودی اور عیسائی اور مسلمان اور یہ تینوں ایک ہی خدا کو مانتے ہیں جنکی بابت سورہ عنکبوت رکوع ۵ میں لکھا ہے۔

الٰهنا والٰهكم واحد ونحن له مسلمون | یعنے ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں انتہٰی

پس دنیا میں یہودیوں کا شمار مسلمانوں سے کم ہے یعنے کل نوے لاکھ ہیں اور عیسائیوں کا شمار مسلمانوں سے زیادہ ہے یعنی بائیس کروڑ اسی لاکھ اور مسلمانوں کا شمار اِن دونوں کے درمیان میں ہے یعنے گیارہ کروڑ (از طریق الحیات فارسی مصنفہ پادری فانڈر صاحب مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۴۷ء صفحہ ۸۲) ایس حال میں خدا نے مسلمانوں کو ان دونوں کی نسبت اوسط درجے میں رکھا ہے۔

اب اگر کوئی کہے کہ امت اوسط تو عیسائی ہیں اس لئے کہ یہود اُن سے پیشتر اور مسلمان اُنکے بعد ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر دین اسلام کا ظہور پیش از مذہب عیسائی ہوتا اور قرآن

مجید میں خدا مسلمانوں کو امت اوسط فرماتا تو پیشین گوئی کی کیا فضیلت تھی بلکہ وہ تو صرف تواریخ ہو جاتی مگر کلام الٰہی کی فضیلت تو اسی میں ہے کہ جو بات امکان بشر سے باہر ہے۔ جیسے تعین تعداد اہل مذاہب نے اُس کو امت اوسط یعنے مسلمانوں سے کم و زیادہ شمار میں رکھکر پیشین گوئی کو پورا کیا اور یہی بات کلام الٰہی کی صداقت میں پاک فہم لوگوں کے لئے کافی ہے دیکھو حضرت عیسیٰؑ کا قول اسی طرح پچھلے پہلے ہوں گے اور پہلے پچھلے ہوں گے کیونکہ بہت سے بلائے گئے پر برگزیدہ تھوڑے ہیں (متی ۲۰ باب ۱۶) پس ظاہر ہے کہ پچھلے ہونے کے سبب وہ پہلے ہوئے اگر پچھلے نہوتے تو پہلے کیونکر ہو جاتے پس مسلمان تعین وقت میں پچھلے اور تقرر مراتب میں پہلے اور عقیدہ اور ایمان وغیرہ میں اوسط ہیں پھر اگر کوئی کہے کہ شروع میں مسلمان یہودیوں سے بھی کم تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اور زیادہ اس پیشین گوئی کی فضیلت ظاہر ہوئی کہ جس وقت اہل اسلام نہایت کم تھے خدا نے یہ کلام فرمایا اور ایک مدت کے بعد اُسے پورا کر دکھایا۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ مسلمان نہ قادر مطلق خدا کی ذات کا انکار کرتے ہیں جیسے کہ دہریے وغیرہ اور نہ اوسکی وحدانیت میں تثلیث کو شامل کرتے ہیں۔ جیسے کہ عیسائی۔

چوتھی دلیل یہ کہ ہر ایک نبی الوالعزم جو کسی نبی الوالعزم کے بعد آتا ہے تو پہلے سے دوسرے کی عمر آدہی ہوا کرتی ہے چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی تھی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی اُن کی عمر سے نصف یعنے تریسٹھ ۶۳ برس کی تھی اس تریسٹھ برس میں پہلا اور پچھلا اور سنہ رواں یہ تین سال سال کامل نہیں کہلاتے مثلاً پہلا سال شاید آخر ہوا اور پچھلا شروع ہوا اور حضرت عیسیٰؑ کی عمر حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی عمر سے آدہی تھی یعنے تینتیس ۳۳ برس اور یہاں بھی تین سال کا نصف بموجب قاعدہ اول نکال ڈالنا چاہیے پس چونکہ اس شمار مدت عمر میں حضرت عیسیٰؑ کی عمر نصف کے حساب میں حضرت موسیٰؑ کی عمر سے تیسری تقسیم میں شمول پاتی ہے یعنے حضرت موسیٰؑ کی مدت عمر کا جو نصف ہے اُس کا نصف حضرت عیسیٰؑ کی عمر ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی عمر حضرت موسیٰؑ کی عمر سے دوسری تقسیم میں آتی ہے پس اس حساب سے بھی اوسط درجہ اسلام کے لئے رہا کہ حضرت رسول خدا صلعم کی عمر

حضرت موسیٰؑ سے کم اور حضرت عیسیٰؑ سے زیادہ تھی۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی جو شریعت تھی اگرچہ وہی شریعت تینوں خدا پرست مذہبوں کی شریعت ہے لیکن یہودیوں کے واسطے اُس میں شدت ہے جیسا کہ خروج و استثنا وغیرہ سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کے واسطے اس میں تخفیف ہے جیسا کہ قرآن مجید سے ظاہر ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور عیسائیوں کے واسطے اُس سے بالکل آزادی ہے جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے پُرانا حکم اِس سے لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اُٹھ گیا (عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸) پس اسلام کے لئے ہر حال میں اوسط ہی درجہ رہا کہ نہ یہودیوں کی سی پابندی ہے کہ کسی بیگانہ سے ملنا تک جائز نہیں اور نہ عیسائیوں کی سی آزادی ہے کہ خاک روب ہو یا چمار کسی سے بھی پرہیز نہیں۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے۔

اضل اللّٰه عن الجمعة من كان قبلنا فكان لليهود يوم السبت وكان للنصارى يوم الاحد فجاء اللّٰه بنا فهدانا اللّٰه ليوم الجمعة فجعل الجمعة والسبت والاحد وكذلك هم تبع لنا يوم القيمة نحن الاخرون من اهل الدنيا والاولون يوم القيمة المقضى لهم بينهم قبل الخلائق

رواہ مسلم

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ بہکا دیا خدا نے جمعہ سے انکو جو ہم سے پہلے تھے تو یہودیوں کے واسطے ہفتہ کا دن ہوا اور نصاریٰ کے واسطے یکشنبہ کا دن ہوا پھر خدا ہمکو لایا سو خدا نے ہمارے واسطے جمعہ کا دن بتلایا سو خدا نے جمعہ اور ہفتہ اور یکشنبہ بنایا یعنے جمعہ کو مقدم کیا ہفتہ اور یکشنبہ پر اور اسی طرح وہ لوگ ہمارے پیرو ہوں گے قیامت کے دن ہم دنیا میں تو پچھلے ہیں اور قیامت میں پہلے ہیں جنکا اول فیصلہ ہوگا سب خلق سے پہلے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم اُن لوگوں میں مقدم ہیں جن کا فیصلہ سب خلق سے اول ہوگا۔

پس جب کہ مسلمان دنیا میں پچھلے اور قیامت میں پہلے ہیں تو امور دینی میں اوسط آپ ہی ہوئے کیونکہ قیامت میں اول ہونے کا وسیلہ یہی ہے جیسا کہ فرمایا حق تعالیٰ نے
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۔ پس ہم لوگوں کو توریت و زبور و صحائف انبیاء علیہم السلام اور انجیل پر ایسا ہی ایمان رکھنا چاہیے جیسا کہ قرآن پر چنانچہ

سورہ عنکبوت رکوع ۵ میں ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ٥	یعنے اور نہ جھگڑا کرو اہل کتاب کیساتھ مگر اسطرح پر جو بہتر ہو بجز اُن لوگوں کے جنہوں نے بدی کی ہے اور کہو کہ ہم اُس پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور اُس پر جو تم پر نازل ہوئی خدا ہمارا اور تمہارا ایک ہے اور ہم سب اُسی کے حکم پر ہیں۔ انتہے

تفسیر حسینی میں اُنزِلَ کے معنے لکھے ہیں وانچہ فرو فرستادہ اند بشما یعنی توریت وزبور وانجیل۔

اور حاشیہ ترجمہ شاہ عبد القادرؒ میں لکھا ہے کہ مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تھا تو اُن سے اُن کی طرح نہ جھگڑو کر جڑ سے اُن کی بات کاٹو نرمی سے بات واجبی سمجھاؤ مگر جو اُن میں بے انصافی پر آوے اُس کو سزا دینی ہے۔ انتہے

یہاں سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام یا توریت وانجیل کو ہرگز بُرا کہنا نچاہیے اگرچہ عیسائی کسی مسلمان کے سامنے اسلام کی ہجو یا مسلمانوں کو سخت سست بکے تو تم بھی اُسے بے صبری کی حالت میں ملامت کرلو اور اگر صبر ہو سکے تو اتمام حجت کافی ہے انتقام سے صبر بہتر ہے لیکن خدا کی کتابوں اور خدا کے پیغمبروں کی اہانت اسلام وایمان کے خلاف ہے چنانچہ سورہ نساء رکوع ۲۰ میں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ٥	یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اتاری اپنے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اُتاری پہلے اور جو کوئی منکر ہوا اللہ سے اور اُس کے فرشتوں سے اور اُس کی کتابوں سے اور اُسکے رسولوں سے اور آخر روز سے پس تحقیق وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔ انتہے

بیضاوی میں اس آیت کی تفسیر اسطرح ہے۔

اٰمنوا باللّٰه ورسوله والكتٰب الذي نزّل على رسوله والكتٰب الذي انزل من قبل اثبتوا على الايمان بذلك وداوموا عليه وامنوا به بقلوبكم كما امنتم بألسنتكم او امنوا ايمانا	یعنے ایمان لاؤ خدا پر اور اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اُس کتاب پر جو اُس نے پیشتر نازل کی تھی یعنی اُسپر اپنا ایمان مضبوط رکھو اور ہمیشہ انہیں پر رہو اور جسطرح اپنی

عاما یعم الکتب والرسل فان الایمان بالبعض کلا ایمان۔

زبانوں سے اُن پر بیت ایمان رکھتے ہو اسیطرح اپنے دلوں سے ایمان رکھو کیونکہ اُن میں سے صرف بعض پر ایمان رکھنا گویا کچھ ایمان نہ رکھنا ہے

تفسیر حسینی میں والکتب الذی انزل من قبل کی تفسیر یوں لکھی ہے۔ ایمان آوردہ اید از روے تصدیق ایمان آورید بطریق تحقیق انتہے۔ پھر[1] سورہ مومن رکوع ۸ میں حقتعالی فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِالْکِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ فِی الْحَمِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ○

یعنی جنہوں نے جھٹلایا اس کتاب کو اور دوسکو جو بھیجا ہمنے اپنے رسولوں کے ساتھ سو آخر جان لینگے جب طوق ہونگے اُن کی گردنوں میں اور زنجیریں سب کھینچے جاویں گے جہنم میں پھر وہ جلائے جاویں گے آگ میں انتہے۔

یہ ہیبت ناک سزا کچھ صرف اُنہیں لوگوں کیواسطے نہیں ہے جو قرآن کا انکار کریں بلکہ اُس کا بھی جو خدا نے بھیجا اپنے پہلے رسولوں کے ساتھ

سورہ انعام رکوع ۱۹ میں ہے

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ○

یعنی پھر دینے موسیٰ کو کتاب واسطے پورا فضل نیکی والے پر اور واسطے ہر شے کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت کہ شاید یہ لوگ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لاویں۔ انتہے۔

تفسیر حسینی میں ہے پس دادیم موسیٰ را توریت برائے تمامی کرامت و نعمت ہر کسیکہ نیکو قیام نماید باحکام وے وبرائے بیان ہر چہ بکار آید در دین بر سبیل تفصیل و بجہت ہدایت و بخشش شاید بنی اسرائیل بلقاء پروردگار خود وجزائے او ایمان آرند۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ توریت ایسی کامل ہدایت اور رحمت ہے تو پھر قرآن نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی اسکا جواب اسی آیت کے بعد دوسری آیت میں موجود ہے۔

---

[1] نیز اگر حقتعالے در باب ایمان بکتب فرمود۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ ۔ (بقر رکوع ۱۰) و در باب ایمان برسل حق تعالے فرمود۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (بقر ع ۱۶) اور سورہ نساء رکوع ۲۱ میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

یعنی اور یہ کتاب مبارک (یعنی قرآن) ہم نے نازل کی پس اسکو مانو اور خدا سے ڈرو شاید کہ تمپر رحم کیا جائے شاید تم کہتے کہ ہم سے پہلے دو فرقوں پر کتاب نازل ہوئی اور ہم اُسکے پڑھنے سے ناواقف تھے یا شاید تم یہ کہتے کہ اگر کتاب ہمپر نازل ہوتی تو ہم ضرور اُن سے بھی زیادہ اُسکی ہدایت مانتے پس تمہارے رب نے صاف بیان اور ہدایت اور رحمت تمہارے پاس بھیجی انتہے۔

اور سورہ احقاف رکوع ۲ میں ہے

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝

یعنی اس سے پہلے کتاب موسی امام و رحمت ہے اور یہ کتاب (یعنے قرآن) ازبان عربی میں اُسکی تصدیق کرتی ہے تاکہ متنبہ کرے اُن لوگوں کو کہ ظلم کرتے ہیں اور خوشخبری واسطے احسان کرنیوالوں کے۔ انتہے۔

یہ آیت بھی آیت گذشتہ کی مانند ہے بخاری

عن ابی هريرة قال كان اهل كتاب يقرؤن التورٰة بالعبرانية ويفسرونها بالعربية لاهل الاسلام فقال رسول الله صلعم لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا امنا بالله وما انزل الينا وما انزل الى ابراهيم واسمٰعيل واسحاق ويعقوب والاسباط وما اوتى موسى وعيسى وما اوتى النبيون

بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ یہودی عبرانی میں توریت پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے لئے عربی میں اُسکا مطلب سمجھاتے تھے مگر مسلمانونکو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ مطلب صحیح ہے یا نہیں اسلئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم اہل کتاب کو نہ سچا نہ جھٹلاؤ اور تم کہو ہمنے یقین کیا اللہ پر اور جو اُترا ہم پر اور جو اُترا ابراہیم و اسمٰعیل اور اسحاق و یعقوب اور اُنکی اولاد پر اور جو ملا موسی کو اور عیسی کو اور جو ملا سب نبیونکو اپنے پروردگار سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں اُن سب

سلہ سورہ شورے رکوع ۲) شرع لکم من الدين ما وصّى به نوحا والذى اوحينا اليك وما وصينا به ابراهيم وموسى وعيسى ان اقيموا الدين ولا تتفرقوا فيه كبر على المشركين ما تدعوهم اليه۔ یعنی راہ ڈالدی تم کو دین میں وہی جو کہدیا تھا نوح کو اور حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کہدیا ہم نے ابراہیم کو اور موسی کو اور عیسی کو یہ کہ قائم رکھو دین اور پھوٹ نہ ڈالو اُسمیں بھاری پڑتا ہے شریک والونکو جسطرف تو بلاتا ہے۔

سلہ اسی وجہ سے در مختار صفحہ ۶۱ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کو توریت اور انجیل سے نماز پڑھنا درست ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب اس آیت سے یہ ثابت ہے کہ قرآن میں وہی مضامین ہیں جو توریت و انجیل میں ہیں تو یہودیوں کو بعد قبول دین اسلام توریت سے اور اسیطرح نصارے کو انجیل سے نماز پڑھنا منافی اسلام نہوگا۔

من ترجمہ لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون	اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں انتہیٰ۔

اب بعض وہ آیتیں جو بالکل توارد آیات توریت وانجیل کا ہے قرآن سے لکھنا چاہیے تاکہ مطابقت سب الہامی کتابوں کی ثابت ہو۔ لیکن پیشتر معلوم کرنا چاہیے کہ قصص اور حکایات مندرجہ قرآن مجید چنانچہ ہبوط آدمؑ و حواؑ کا بیان اور چھ دن میں زمین اور آسمان وغیرہ کا پیدا ہونا اور نوحؑ اور طوفان اور ابراہیم اور سارہ اور اسحاق اور لوطؑ اور صیدا و عمورہ کی تباہی اور موسیٰؑ اور یوسفؑ کی تاریخیں اور زکریاؑ اور یحیٰؑ اور عیسیٰؑ مسیح اور اُن کی پیش خبری بزبان جبرائیل اور انکا باکرہ مریم کے حمل میں آنا اور متولد ہونا ان سب امروں میں بلکہ علاوہ ان کے اکثر مقامات توریت و انجیل میں لفظاً لفظاً مطابقت ہے ان سب مقاموں کو اگر نقل کروں تو کتاب کا بڑا حجم ہو جائے اس لئے اُن سب قصص کو اور سب احکام شرائع کو جو تمام شرائع قرآن سے بالکل مطابق ہیں مثل احکام جنب و حائضہ و نفسا و احکام حلال و حرام جانوران وغیرہ یہ سب چھوڑ کر صرف چند باتوں کو بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھنا کافی ہوگا۔ سورہ مائدہ رکوع ۶ میں ہے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ	یعنی اور لکھدیا ہم نے اُن پر اُس میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ برابر انتہیٰ۔

یہ مضمون بعینہ خروج ۲۱ باب ۲۳ و ۲۵ میں موجود ہے تفسیر حسینی میں کَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا کی تفسیر یوں لکھی ہے و نوشتیم بر بنی اسرائیل در توریت۔

اور سورہ مائدہ رکوع ۱ میں ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ	یعنی حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اُسکے اور گلا گھونٹے۔

اور یہی مضمون سورہ بقر رکوع ۲۱ میں بھی ہے یہ مضمون اعمال ۱۵ باب ۲۰ میں ہے صرف گوشت خنزیر کی جگہ اعمال میں حرام کاری لکھا ہے اور یہ صرف عبارت انجیل کی غلطی ظاہر ہے کیونکہ اس مقام پر حلال و حرام خوراک کا ذکر ہے حرام کاری سے یہاں کیا علاقہ چونکہ انجیل میں تین قسم کے کلام شامل ہیں ایک حضرت عیسیٰ کا کلام اور دوسرے حواریوں کا کلام اور

تیسرے حواریوں کے شاگردوں کا کلام پس یہ آیت حواریوں کے شاگردوں کی تصنیف سے ہے یعنی لوقا کی جو مصنف کتاب اعمال ہے۔

سورہ فتح رکوع ۴ میں ہے۔

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ	یعنی یہ ہے صفت اُنکی بیچ توریت کے اور صفت اُنکی بیچ انجیل کے جیسے کھیتی نکالے شاخ اپنی پس قوی کرے اُسکو پس کھڑی ہو جاوے اوپر جڑ اپنی کے خوش لگتی ہے کھیتی کرنیوالے کو

یہ تمثیل پیدایش ۲۶ باب ۱۲ اور متی ۱۳ باب ۸ و ۳۱ و ۳۲ میں موجود ہے

اور سورہ صف رکوع ۱ میں ہے

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ	یعنے اور جس وقت کہا عیسی بیٹے مریم نے اے بنی اسرائیل تحقیق میں رسول اللہ کا ہوں طرف تمہاری ماننے والا واسطے اُس چیز کے کہ آگے میرے ہے توریت سے اور خوشخبری دینے والا ساتھ اُس پیغمبر کے کہ آویگا پیچھے میرے نام اُس کا احمد ہے۔

(تفسیر حسینی میں ہے ترجمہ کلام عیسے علی نبینا و عم برین وجہ است کہ انی ذاھب الی ربی و ربکم و الفارقلیط جاءو معنی فارقلیطا احمد است) اس آیت کا پہلا حصہ متی ۵ باب ۱۷ و ۱۸ میں اور پچھلا حصہ یوحنا ۱۴ باب ۱۶ میں ہے

سورہ مائدہ رکوع ۶ میں ہے

مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ	یعنی اُن لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنے کے اور نہ ایمان لائے دل اُن کے۔

یہ مضمون مرقس ۷ باب ۹ میں ہے۔

سورہ نساء رکوع ۲۲ میں ہے۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ	یعنی سوائے اس کے نہیں کہ مسیح عیسی بیٹا مریم کا ہے پیغمبر اللہ کا اور حکم ہے اسکا ڈالدیا اُسکو طرف مریم کے اور روح ہے اُسکی طرف سے انتہی

یہ مضمون یوحنا ۱ باب ۱۳ و ۱۴ میں موجود ہے۔

سورہ بقر رکوع ۱۰ میں ہے۔

وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ	یعنے اور دیے ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہمنے اُسکو ساتھ روح پاک کے انتہے۔

یہ مضمون لوقا ۲ باب ۴۰ میں ہے اور مسیح کے معجزون کا ذکر انجیل میں اکثر جگہ ہے۔

سورہ نسا رکوع ۲۱ میں ہے

وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ	یعنی اور بسبب لینے اُنکے سود کو اور تحقیق منع کیے گئے اُس سے انتہی

تفسیر حسینی میں ہے۔ وحالانکہ نہی کردہ شدہ اند از اخذ ربا در توریت انتہے۔ پس توریت میں یہ ممانعت احبار ۲۵ باب ۳۶ و ۳۷ یرمیاہ ۱۵ باب ۱۰ میں ہے۔

سورہ احقاف رکوع ۲ میں ہے

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝	یعنی اور جس دن روبرو لائے جائینگے وہ لوگ کہ کافر ہوئے آگ پر کے کہا جاویگا لیچکے تم نیکیاں اپنی بیچ زندگانی دنیا کے اور فائدہ اٹھایا تم نے ساتھ اُنکے پس آج بدلہ دیے جاؤگے عذاب رسوائی کا بسبب اسکے کہ تھے تم تکبر کرتے بیچ زمین کے ساتھ ناحق کے اور بسبب اسکے کہ تھے تم فسق کرتے۔

یہ مضمون لوقا ۱۶ باب ۲۵ میں موجود ہے

سورہ اعراف رکوع ۶ میں ہے

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ ؕ	یعنے اور پکارینگے رہنے والے آگ کے رہنے والے بہشت کو یہ کہ ڈالو اوپر ہمارے پانی سے انتہے۔

یہ مضمون لوقا ۱۶ باب ۲۴ میں ہے

سورہ رعد رکوع ۱ سورہ ہود رکوع ۱ سورہ اعراف رکوع ۷ میں ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ	یعنی پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے

دیکھو خروج ۳۱ باب ۱۷

سورہ بقر رکوع ۱۴ سورہ آل عمران رکوع ۵ و سورہ مومن رکوع ۶ میں ہے

کُنۡ فَیَکُوۡنُ | یعنے ہو پس ہو جاتا ہے۔

یہ ۳۳ زبور ۹ میں ہے

سورۂ حدید رکوع ۲ میں ہے

کَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَہِیۡجُ فَتَرٰىہُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَکُوۡنُ حُطٰمًا ؕ | یعنی مانند مینہہ کے کہ خوش لگتا ہے کھیتی کرنیوالونکو اگنا اُس کا پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہوگیا پھر ہو جاتا ہے روندن اِنتہی

یہ مضمون ۹۰ زبور ۵ و ۶ میں ہے

سورۂ رحمٰن بالکل ۱۳۶ زبور کے طرز کلام کی نقل ہے۔

یَقُوۡلُوۡنَ بِاَلۡسِنَتِہِمۡ مَّا لَیۡسَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ (سورہ فتح رکوع ۲ جزو ۲۶) یہی مضمون مرقس ۷ باب ۶ میں ہے اور اسی طرح متی ۱۵ باب ۸ اور یسعیاہ ۲۹ باب ۱۳ اور حزقیل ۳۳ باب ۳۱ میں بھی ہے

سورۂ اعراف رکوع ۴ میں ہے

لَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ ؕ | یعنے نہ داخل ہوں گے بہشت میں یہاں تک کہ داخل ہوجاوے اونٹ بیچ ناکے سوئی کے۔

یہ مضمون لوقا ۱۸ باب ۲۵ میں ہے

سورۂ یونس رکوع ۱۰ میں ہے۔

وَمَا کَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تُؤۡمِنَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ | یعنے اور کسی جی کو نہیں ملتا کہ ایمان لاوے مگر اللہ کے حکم سے۔

یہ مضمون اول قرنیتون کے ۱۲ باب ۳ متی ۱۶ باب ۱۷ میں ہے

سورۂ توبہ رکوع ۱۵ میں ہے

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ یَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ | یعنی نہیں پہونچتا نبی کو اور مسلمانونکو کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے

یہ مضمون اول یوحنا ۵ باب ۱۶ اور متی ۱۲ باب ۳۱ میں ہے۔

سورۂ کہف رکوع ۴ میں ہے

وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ | اور نہ کہہ کسی کام کو کہ میں کرونگا کل مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

یہ مضمون یعقوب ۴ باب ۱۳ و ۱۵ میں ہے۔

سورۂ بقر رکوع ۳۶ - دیکھو متی ۱۳ باب ۸۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ اَموَالَهُم فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنبَتَت سَبعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ

سورہ نور رکوع ۸ جزو ۱۸) دیکھو متی ۱۰ باب ۱۲

فَاِذَا دَخَلتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلٰى اَنفُسِكُم

سورہ مریم رکوع ۱ جزو ۱۶ میں ہے

بِغُلَامٍ اسمُهٗ يَحيٰى لَم نَجعَل لَّهٗ مِن قَبلُ سَمِيًّا۔ دیکھو متی ۱۱ باب ۱۱

سورہ انفال رکوع ۵ میں ہے۔

لِّيَهلِكَ مَن هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَّيَحيٰى مَن حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ۔ یہ مضمون بعینہ متی ۱۲ باب ۳۳ میں ہے

سورہ ہود رکوع ۱ میں ہے (پیدایش ۱ باب ۲)

كَانَ عَرشُهٗ عَلَى المَآءِ | یعنے تھا عرش اُس کا اوپر پانی کے

سورہ یٰس۔ مَا يَاتِيهِم مِّن رَّسُولٍ اِلَّا كَانُوا بِهٖ يَستَهزِءُونَ ۔ ۱۲۳ زبور ۳ و ۴۔

سورہ حدید رکوع ۱ میں ہے

وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ اَيضًا وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ

اول قرنیتوں کا ۱۰ باب ۲۷ زمین اور اُس کی معموری خداوندکی ہے

سورہ نور رکوع ۵ میں ہے

اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشكٰوةٍ فِيهَا مِصبَاحٌ اَلمِصبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيتُونَةٍ لَّا شَرقِيَّةٍ وَّ لَا غَربِيَّةٍ يَّكَادُ زَيتُهَا يُضِيٓءُ وَلَو لَم تَمسَسهُ نَارٌ نُورٌ عَلٰى نُورٍ يَهدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَن يَّشَآءُ وَ يَضرِبُ اللّٰهُ الاَمثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيءٍ عَلِيمٌ

یہ مضمون کتاب زکریا ۴ باب ۱ و ۳ میں ہے۔

سورہ اعراف رکوع ۲۲ میں ہے

لَهُم قُلُوبٌ لَّا يَفقَهُونَ بِهَا وَلَهُم اَعيُنٌ لَّا يُبصِرُونَ بِهَا وَلَهُم اٰذَانٌ لَّا يَسمَعُونَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالاَنعَامِ بَل هُم اَضَلُّ۔ (متی ۱۳ باب ۱۳)

اب چند احادیث بھی نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید القوم خادمھم۔ (از چہل حدیث مجتمعہ شاہ ولی اللہ صاحب) متی ۲۳ باب ۱۱ میں سے جو تم میں بڑا ہے تمہارا خادم ہوگا۔

قال رسول اللہ صلعم ان تحب للناس ما تحب لنفسك وتكره لهم ما تكره لنفسك۔ (از وصیت نامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مشمولہ مالابد منہ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۰ھ صفحہ ۱۶۳) ومشارق الانوار حدیث نمبر ۶۴۴ و ۱۵۴۰ متی ۲۲ باب ۳۹ اور ۷ باب ۱۲ اور احبار ۱۹ باب ۱۸ میں دیکھو ومشکوۃ کتاب الایمان فصل ثالث۔

ایضاً ورجل تصدق بصدقة فلم تعلم شماله بما صنعت یمینه (از صحیحین بروایت ابوہریرۃؓ ومنبہات ابن حجر عسقلانی مطبوعہ مطبع مصطفائی بار سوم ۱۲۸۲ھ) دیکھو متی ۶ باب ۳ ومشارق الانوار حدیث ۱۵۲۸

ایضاً عن ابی مسعود الانصاری ان رسول اللہ صلعم نهى عن ثمن الكلب ومهر البغی وحلوان الکاھن (صحیحین وچہل حدیث مطبوعہ مطبع ناصری دہلی ۱۲۸۲ھ صفحہ ۹) دیکھو استثناء ۲۳ باب ۱۸ ومشارق الانوار حدیث ۳۸۰۲۔

ایضاً الایمان اقرار باللسان وتصدیق بالقلب۔ (از جامع التفاسیر صفحہ ۱۱) دیکھو رومیوں کا ۱۰ باب ۱۰۔

ایضاً حب الدنیا راس کل خطیئة۔ دیکھو اول طماؤس ۶ باب ۱۰

ایضاً سبقت رحمتی علی غضبی (کذا فی المشکوۃ) حدیث قدسی دیکھو خط یعقوب ۲ باب ۱۳

ایضاً ان رحمتی سبقت غضبی (متفق علیہ) وخیر المواعظ جلد ثانی باب بدء الخلق صفحہ ۲۴

عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلعم فان اللہ خلق آدم علی صورته متفق علیہ مشکوۃ کتاب القصاص باب ما لا یضمن من الجنایات آخر فصل اول اسی طرح پیدائش ۱ باب ۲۷ میں ہے

ایضاً من رآنی فقد رای الحق۔ دیکھو یوحنا ۱۴ باب ۹۔

ایضاً اعددت لعبادی الصلحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر فاقرؤا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین۔ (متفق علیہ) یعنی طیار کئیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں کہ نہ کسی آنکھ نے ان کی

ذات کو دیکھا اور نہ کسی کان نے اُن کی صفات کو سنا اور نہ گذری ماہیت اُن کی کسی آدمی کے دل پر پس پڑہو اگر چاہو تم یعنے تحقیق اور تصدیق اُسکی میں اس آیت کو پس نہیں جانتا کوئی نفس اس چیز کو کہ پوشیدہ کی گئی ہے رکھی گئی ہے واسطے شب بیداروں اور مال خرچ کرنے والوں کے قسم اُس چیز سے کہ سبب خنکی آنکھ اُن کے کی ہے (از جامع التفاسیر مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۳ھ صفحہ ۷۵۵) دیکھو یسعیاہ ۶۴ باب ۴ و اول قرنتیون کا ۲ باب ۹ و مشارق الانوار حدیث ۲۱۵۷۔

ابوہریرہ ؓ اِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مُحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْ يُكَذِّبُهٗ۔ (متفق علیہ)

بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ خدا نے آدمی کے واسطے حرام کاری کا حصہ مقرر کیا ہے ضرور اس کو پاوے گا سو آنکھ کی حرام کاری بے گانی عورت کو دیکھنا اور زبان کی حرام کاری اُس سے شہوت سے بات کرنا اور جی کی حرام کاری آرزو کرنا اور چاہنا ہے اور شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اگر اُس نے بھی حرام کاری کی یا کبھی اُس کو جھوٹا کر دیتی ہے جو اُس نے حرام کاری نہ کی (مشارق الانوار حدیث ۴۷۲ متی ۵ باب ۲۸۔

انس ؓ مَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْاَرْضِ۔

از مشارق الانوار حدیث نمبر صحیح مسلم میں انس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس کو تم نے بھلا کہا اُس کو بہشت واجب ہوئی اور جس کو تم نے برا کہا دوزخ اُس کو واجب ہوئی تم خدا کے گواہ ہو زمین میں سہ بار اس حدیث کا پہلا حصہ متی ۶ ا باب ۱۹ و ۱۸ باب ۱۸ و یوحنا ۲۰ باب ۲۳۔ اور پہلا حصہ یوحنا ۵ ا باب ۲۷ میں ہے

حاشیہ متعلقہ صفحہ ھذا

مسلم ابوہریرہ ؓ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ

رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْعُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَہٗ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَارَبِّ كَیْفَ اُطْعِمُكَ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهٗ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَسْقَیْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَارَبِّ كَیْفَ اَسْقِیْكَ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا اِنَّكَ لَوْسَقَیْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا فرماوے گا قیامت میں کہ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تھا سو تو نے مجھ کو نہ پوچھا بندہ کہیگا اے میرے رب میں کیونکر تجھ کو پوچھتا اور تو تو سارے جہان کا مالک پالنے والا ہے یعنی بیمار ہونا مخلوق کی شان ہے خالق کو بیماری سے کیا نسبت خدا فرماوے گا کہ کیا تجھکو معلوم نہیں کہ میرا فلانا بندہ بیمار ہوا تھا سو تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اگر تو اُس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھکو اُس کے پاس پاتا یعنے میری رحمت اور ثواب کو پاتا اے آدم کے بیٹے میں نے تجھسے کھانا مانگا تھا سو تو نے مجھ کو نہ کھلایا بندہ کہیگا اے میرے رب میں کیونکر تجھ کو کھانا کھلاتا اور تو تو سارے جہان کا پالنے والا مالک ہے خدا فرماوے گا کہ کیا تجھکو معلوم نہیں کہ میرے فلانے بندہ نے تجھسے کھانا مانگا تھا سو تو نے اُس کو نہ کھلایا تجھکو معلوم نہ تھا کہ اگر تو اُس کو کھانا کھلاتا تو اُس کا ثواب میرے پاس پاتا اے آدم کے بیٹے میں نے پانی مانگا تھا سو تو نے مجھکو نہ پلایا بندہ کہیگا اے میرے رب میں تجھ کو کیونکر پانی پلاتا اور تو تو سارے جہان کا پالنے والا ہے خدا فرماوے گا کہ میرے فلانے بندے نے تجھسے پانی مانگا تھا سو تو نے نہ پلایا تھا ہاں جان رکھ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو اُس کا ثواب میرے پاس پاتا۔ متی ۲۵ باب ۳۴ و ۴۵

اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ (متفق علیہ) متی ۶ باب ۱۳ کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔

اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَمَا تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَةَ فِیْكُمْ قُلْنَا الَّذِیْ لَا یَصْرَعُهُ الرِّجَالُ قَالَ لَیْسَ بِذٰلِكَ وَلٰكِنَّهُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (رواہ مسلم)

امثال سلیمان ۱۶ باب ۳۲ جو غصہ کرنے میں دھیما ہے پہلوان سے بہتر ہے اور وہ جو اپنی روح پر ضابطہ ہے اُس سے جو شہر لے لیتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (مائدہ رکوع ۱۶) یوحنا ۱۷ باب ۱۲ و ۱۳۔

جب تک کہ میں اُن کی ساتھ دنیا میں تھا تب تک میں نے تیرے نام سے اُن کی حفاظت کی بلکہ جنہیں مجھے دیا ہے میں نے اُن کی نگہبانی کی اور میں تجھ پاس آتا ہوں۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورہ نور رکوع ۷) لوقا ۱۲ باب ۳۲

اے چھوٹے جھنڈ مت ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ بادشاہت تمہیں دے۔

وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ وواضع العلم عند غیر اھلہ کمقلد الخنازیر الجوھر واللولوء والذھب۔ (رواہ ابن ماجۃ و البیہقی فی شعب الایمان از مشکوۃ المصابیح مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی ۱۳۰۹ھ کتاب العلم فصل ثانی صفحہ ۴ متی ۷ باب ۶ پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو۔

قال علیہ السلام مَنْ بَنَىٰ لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ متفق علیہ۔ مشارق الانوار حدیث ۱۵ مطبوعہ ۱۳۰۶ھ۔ دیکھو ۲ سموئیل ۷ باب ۵ و ۱۱ و ۲۷ و اول سلاطین ۱۱ باب ۳۸

قال اللہ تعالیٰ أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا (اعراف ع ۵ متی ۲۵ باب ۳۴) الزخرف ع ۷

سارہ ابراہیم کی فرمانبرداری کرتی اور اُسے خداوند کہتی تھی (۱ پطرس ۳ باب ۶) ھذا بعلی شیخا ہود ع ۷ ایضاً رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا (آل عمران آخر یسعیاہ ۴۵ باب ۱۸)

مسلم ابو ھریرۃ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّىٰ تَحَابُّوا

مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بہشت میں نجاؤ گے جب تک ایمان نلاؤ گے اور پورے ایماندار نہو گے جب تک آپس میں محبت نہ پیدا کرو گے (مشارق الانوار حدیث ۱۵۳۸) دیکھو اول قرنتی ۱۳ باب خروج ۲۱ باب ۲۶ سنے بنی اسرائیل یہ تمہارا خدا ہے۔

امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اونتالیس کوڑے تک تعزیر میں مارنا درست ہے (از مشارق الانوار مطبوعہ لکھنو ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۷ شرح حدیث نمبر ۶۵۶) یہ بات ۲ قرنتیوں کے ۱۱ باب ۲۴ و استثناء ۲۵ باب ۳ کے بموجب ہے

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانو اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے عصر کی نماز سے شام تک (یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم جیسے عصر سے شام تک) اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانو اور مثل یہود و نصارے کی مگر جیسے مثل اُس مرد کی جس نے کام کروایا کارندوں سے سو اُس نے کہا کہ جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک اوسی کو ایک قیراط ملے گا سو کام کیا یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر پھر کہا اُس مرد نے کہ جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر کی نماز تک اس کو ایک ایک قیراط مزدوری ملے گی تو نصارے نے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کی پھر اُس مرد نے کہا کہ جو میرا کام کرے عصر کی نماز سے شام تک اُس کو دو دو قیراط مزدوری ملے گی جانو اے مسلمانو سو وے لوگ تم ہو جنہوں نے عصر سے شام تک کام کیا دو دو قیراط پر جان رکھو کہ تمہاری مزدوری دونی ہے سو غصہ ہوں گے یہود و نصارے قیامت میں پھر کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم (یعنے یہ عجب کہ کام بہت مزدوری کم) خدا فرمادے گا کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا (یعنے جو مزدوری ٹھہر گئی تھی اُس سے کچھ کم دیا) کہیں گے کہ جو ٹھہرا تھا اُس سے کم نہیں ملا خدا فرمائے گا سو یہ تو یعنی دونی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اُس کو دوں انتہے (مشارق الانوار حدیث ۲۹۶ ۲۷[سلہ] دیکھو متی ۲۰ باب ۱ و ۱۶

خ ابو ہریرۃ والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اُس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی پورا ایماندار نہیں ہونے کا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے بیٹے اور اُس کے باپ سے زیادہ تر پیارا نہو جاؤں (مشارق الانوار حدیث ۱۵۳۹) دیکھو متی ۱۰ باب ۳۷

[سلہ] یہ حدیث مشکوٰۃ کی جلد ۲ باب ثواب ہذہ الامۃ میں بھی ہے

۱۷ ح ابوھریرۃ لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّیْ رَبَّکَ اِسْقِ رَبَّکَ وَلَا یَقُلْ عَبْدِیْ فُلَانٌ رَبِّیْ وَلْیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ۔

بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی تم میں نکہا کرے یعنے غلام سے کہ کہانا کھلا اپنے رب کو وضو کروا اپنے رب کو پانی پلا اپنے رب کو اور نہ کوئی غلام یوں کہے کہ فلانا میرا رب ہے اور چاہیے کہ یوں کہے کہ فلانا میرا سید ہے اور مولی ہے یعنی میرا میاں ہے۔

(از مشارق الانوار حدیث ۷۰۷) دیکھو متی ۲۳ باب ۷ و ۸

۱۸ قَالَ رسول اللہ صلعم خَصْلَتَانِ لَا شَیْئَ اَفْضَلُ مِنْھُمَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالنَّفْعُ لِلْمُسْلِمِیْنَ۔

از منبہات احمد بن حجر عسقلانی مطبوعہ مطبع مصطفائی کانپور ۱۲۷۵ھ صفحہ ۲ و ۵ یہ مضمون مرقس ۱۲ باب ۳۰ و ۳۱ میں ہے۔

۱۹ مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ۔

جو انسانوں پر رحم نکرے خدا اُس پر رحم نکرے گا یعقوب ۲ باب ۱۳ جس نے رحم نہیں کیا اس کا انصاف بے رحمی سے ہوگا۔

۲۰ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ۔ (از چہل حدیث مجتہد شاہ ولی اللہ دھلوی)

یعنے خدا کا حق نمانے گا جس نے انسان کا حق نمانا اول یوحنا ۴ باب ۲۰ میں ہے اگر وہ اپنے بھائی سے جس کو اُس نے دیکھا محبت نہیں رکھتا ہے تو خدا سے جس کو اُس نے نہیں دیکھا کیونکر محبت رکھہ سکتا ہے۔

۲۱ صحیح مسلم میں اور مشکوۃ شریف جلد ۳ کتاب الحدود فصل اول مظاہر حق مطبوعہ ۱۲۸۳ھ صفحہ ۲۸۶ میں ایک لمبی حدیث بروایت بُرَیْدَہ ایک عورت کے سنگسار ہونے کے بیان میں ہے جسے خالد نے کچھہ برا کہا تھا اُس حدیث کا آخر یہ ہے۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَھْلًا یَا خَالِدُ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَۃً لَوْ تَابَھَا صَاحِبُ مَکْسٍ لَغُفِرَ لَہٗ ثُمَّ اَمَرَ بِھَا فَصَلّٰی عَلَیْھَا وَدُفِنَتْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

یعنے فرمایا نبی صلعم نے باز رہ اے خالد یعنے وہ بخشی گئی برا نکہہ اُس کو پس قسم ہے اُس ذات کی کہ جان میری اُس کے ہاتھ میں ہے تحقیق توبہ کی اُس عورت نے ایسی توبہ کہ اگر توبہ کرے اس طرح کی محصول لینے والا تو بخشش کیجاویگی اُس کی نقل کی یہ مسلم نے انتہے

محصول لے نے والے سے مراد سخت گنہگار یہ خاص یہودی محاورہ ہے کیونکہ یہودی لوگ جب رومیوں کے ماتحت ہو گئے تو جو یہودی آدمی محصول لے نے وغیرہ پر رومیوں کا نوکر ہوکر یہودیوں سے محصول تحصیل کرتا تھا یہودی اوسے سخت گنہگار جانتے تھے دیکھو متی ۸ ا باب ۱۷ میں حضرت عیسیٰؑ کا قول کہ اگر وہ اُن کی نہ مانے تو کلیسیا سے کہہ اگر وہ کلیسیا کو بھی نہ مانے تو اُسکو غیر قوموں کے مانند بے دین اور محصول لے نے والے کی برابر جان اُنتہے اور اسی طرح متی ۹ باب ۱۱ اور ۱۱ باب ۱۹ لوقاہ باب ۳۰ میں محصول لے نے والوں کی مذمت ہے۔

ما قل و کفی خیر من ما کثر و الہی - از پہل حدیث منتخبہ شاہ ولی اللہؒ ۳۷ زبور ۱۶ میں ہے تھوڑا سا جو صادق کا ہے بہت سے شریروں کے مال اور اسباب سے بہتر ہے۔

اِس کے سوا طوفان نوحؑ کے وقت پانی کا تنور سے نکلنا اور قصہ حضرت خضرؑ جس کا ذکر سورہ کہف میں ہے لفظ بلفظ یہودیوں کی حدیث سے لیا ہے۔

چیونٹی کی حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو اور یہ کہ جنات اُن کے اختیار میں تھے سبا کی ملکہ کی بابت بیان پھر سلیمانؑ کی ہیکل تیار ہونے سے ایک برس پہلے وفات اور یہ کہ جنات نے اُس سے فریب کھایا (سورہ سبا آیت ۱۴) یہ سب باتیں یہودیوں کے تالمود میں ہیں۔ حضرت مریمؑ کا قصہ اور عیسیٰ مسیحؑ کا احوال کہ کس طرح وہ ہندوستے میں بولا مٹی کی چڑیا بنائیں اور یہودیوں کو بندر بنایا اور یہ کہ وہ نہیں مارا گیا بلکہ دوسرا اُس کے عوض مصلوب ہوا یہ باتیں ناصریوں کے قصے سے نکالیں۔ فرشتوں کے پروں کی بابت مردوں کی قبر میں سزا پانے اور قیامت اور پلصراط کی بابت یہ سب باتیں تالمود سے ہیں (دیکھو دین حق کی تحقیق مطبوعہ الہ باد آرفن پریس ۱۸۶۶ء صفحہ ۸۶ و ۸۹) اور دین حق کی تحقیق مطبوعہ امریکن مشن پریس لودہیانہ باہتمام پادری ویری صاحب ۱۸۷۱ء صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۶ - اور اسی طرح اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء حاشیہ صفحہ ۱۸۵ میں ہے کہ ان جعلی کتابوں میں انجیل طفولیت مسیح اور انجیل نکودِمس اور انجیل یہودا اور پطرس کی دعوت اور اعمال پولس اور تہلکہ مشہور ہیں۔ وہ بالکل بے اصل کہانی قصوں سے بھرے ہیں مثلاً ہندوستے میں مسیح کا بات کرنا اور مٹی کی چڑیا بنا کر اس کا اڑانا بعض باتیں ان میں سے قرآن میں بھی درج ہو گئی ہیں۔

قال[۲۳] رسول اللہ صلعم الزاید فی کتاب اللہ ملعون والناقص منہ ملعون۔

از رسالہ قرأت ورسم خط القرآن مطبوعہ ۱۲۶۱ھ صفحہ ۶ یہی مضمون مکاشفات ۲۲ باب ۱۸و۱۹ میں ہے

وعن[۲۴] انس قال قال رسول اللہ صلعم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم وواضع العلم عند غیر اھلہ کمقلد الخنازیر الجوھر واللؤلؤ والذھب رواہ ابن ماجہ۔

از مشکوۃ المصابیح مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی ۱۲۸۹ھ کتاب العلم فصل ثانی صفحہ ۲۲ (یہی مضمون متی ۷ باب ۶ میں ہے)

من[۲۵] حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ۔ امثال ۲۶ باب ۲۷ و ۲۸ باب ۱۰ واعظ ۱۰ باب ۸ و ۷ زبور ۱۵۔

اَکْثَرُ[۲۶] اَعْمَارِ اُمَّتِی بَیْنَ السِّتِّیْنَ وَالسَّبْعِیْنَ۔ یہی مضمون ۹۰ زبور ۱۰ میں ہے

متفق[۲۷] علیہ سَھْلُ بْنُ سَعْدٍ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ۔ بخاری اور مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں اعتبار اعمال کا مگر خاتمہ پر (مشارق الانوار حدیث ۴۹۷) جو آخر تک سہیگا وہی نجات پائے گا۔ (متی ۱۰ باب ۲۲)

اب علماء اسلام نے جو مضامین توریت وانجیل سے انتخاب کرکے اپنی اپنی کتابوں میں اور تفسیروں میں نقل کئے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں

تفسیر فتح العزیز مطبوعہ ۱۲۷۹ھ صفحہ ۸۹ میں شاہ عبدالعزیز صاحب دھلوی نے آیۃ اِنَّ اللّٰہَ[۱] لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً کی تفسیر میں انجیل کی چند تمثیلات اس ارادہ سے نقل فرمائی ہیں تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کا قدیم محاورہ یوں ہی ہے یعنی نہ صرف قرآن میں بلکہ [illegible] میں بھی کلام الٰہی کا محاورہ یہی ہے چنانچہ۔

قولہ ما این مطلب را از کتاب ہائیکہ کلام الٰہی بودنش مسلم الثبوت دیگر

[۱] سورہ بقر رکوع ۳ بیشک تحقیق اللہ نہیں شرماتا ہے کہ بیان کرے مثال کوئی مچھر کی۔

اہل ملل[1] ہم ہست ثابت میکنیم مثل انجیل مقدس کہ درآن کتاب بزرگ فرمودہ اند تمثیل ملکوت آسمانی مانند کسے است کہ در مزرعہ خود گندم را کاشت وچون بخواب رفت دشمنے آمد ودرمیان گندم زوان بسیارے را افشاندہ رفت چون کشت از زمین برآمد غلامان وخادمان آن شخص دیدند کہ زوان بر گندم غالب است عرض کردند یا سیدنا شما دریں مزرعہ گندم صاف وپاک کشتہ بودند این زوان ازکجا پیدا شد اگر بفرمائید این را از میان گندم برکنیم آن شخص فرمود کہ اگر این وقت شما درپئے برکندن زوان خواہند افتاد ہمراہ گندم جید نیز بسیار برکندہ خواہد شد بگذارید این ہر دو را تا باہم پرورش یابند تا وقت درو چو وقت دروو رسید درو کنندگان را فرمود کہ زوان را از گندم جدا چینید وآن را دستہ دستہ بستہ باآتش بسوزید وگندم پاک را در خرمن کنید ومن تفسیر میکنم برائے شما این تمثیل را آنکس کہ حنطہ جید را کاشتہ بود ابو البشر است ومزرعہ او عالم است وگندم پاک وصاف ابنائے ملکوت اند کہ بطاعت خدا عمل مینمایند دشمنے کہ زوان را در میان گندم افشاند ابلیس است وزوان گناہان ومعاصی اند کہ ابلیس آنرا می کارد ودرو کنندگان فرشتگان اند کہ تا آمدن اجل نیک وبد را یکسان پرورش می نمایند بوقت رسیدن اجل زوان را از گندم تمیز میدہند بدان را بسوئے آتش دوزخ می برند ونیکان را در ملکوت الٰہی می بارند چون بدان را در آتش دوزخ می برند در انجا می باشد گریہ وزاری وسائیدن دندان ونیکان در راحت می باشند ہر کہ را گوش شنوا باشد پس باید کہ بشنود۔ من تمثیلے دیگر برائے شما بیان می کنم بسیار مناسب ملکوت آسمانی است مردے دیگر دانہ از خردل گرفت کہ خورد ترین دانہ ہاست وآنرا در مزرعہ خود کاشت چو آن دانہ روئید درخت کلانی شد تا آنکہ کلان ترین درخت ہائے بقول گردید ومرغان از آسمان آمدند ودر شاخ ہائے او آشیانہ کردند ہمین است تمثیل ہدایت ہر کہ بسوئے ہدایت دعوت کند خدا تعالےٰ اجر او را بزرگ سازد وذکر او را بلند گرداند وہر کہ بآن ہدایت مہتدی شود نجات یابد ونیز در انجیل مقدس فرمودند کہ شما مانند غربال میباشید کہ تفتیش از وے برمے آید چنان نشود کہ حکمت از دل شما بیرون رود وکینہ ہا در سینہ ہائے شما باقی ماند ونیز فرمودہ اند کہ اے بندگان خدا شما در فکر ذخیرہ فردا نباشید در حال جانوران نظر کنید کہ لباس صوف وپشم بآنہا دادہ اند ورزق آنہا بآنہا میرسد ونہ آنہا میرسید ونہ زراعت میکنند وبعضے از جانوران در تکلم

[1] یہ ہم کا لفظ ثابت کرتا ہے کہ اہل اسلام کی طرح اہل انجیل بھی اسے کلام الٰہی جانتے ہیں اور فتح العزیز میں شروع سورہ بقر کی تفسیر مطبوعہ ۱۳۱۲ھ صفحہ ۵۲ کے آخر میں شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں قولہ کتب الٰہیہ کہ قبل ازان بودہ اند ونیز طوائف انام وحی بودن آنہا مسلم التبوت است تصدیق آن (یعنے قرآن مجید) کردہ اند۔

سنگ و در جوف چوب سے باشند کیست کہ آنجا لباس ورزق بآنہا رساند مگر خدائے تعالیٰ آیا نے فہید
و نیز فرمودہ اند زنبوران را بگزینید ازجاہائے خود پس خواہند گزید شمارا این جنین با بیوقوفان و بیعقلان
مخاطبہ نکنید تا دشنام ندہید استہی - (از تفسیر فتح العزیز مطبوعہ مطبع افضل المطابع ۱۲۷۹ھ صفحہ ۸۸
و ۸۹) چونکہ یہ تفسیر شاہ عبدالعزیز صاحب نے مسلمانوں کے واسطے لکھی ہے نہ یہ کہ کسی یہود و
نصاریٰ کے واسطے اور اب میں انجیل سے کے ورق کے ورق نقل کئے تو جو لوگ کہ یہود و نصاریٰ
سے بحث و مناظرہ کا پیشہ اختیار کریں اور خدا اور رسول کے واسطے مخالفین اسلام کے سامنے
سینہ سپر ہوں اونہیں کسقدر زیادہ توریت و انجیل سے واقف ہونا چاہیے اور کون کہہ سکتا ہے
کہ زمانہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی انجیل جو کہ ۱۲۰۸ھ میں تھی اور تھی اور اب کی انجیل اور ہے چنانچہ
یہ سب تمثیلات انجیل متی میں موجود ہیں -

جامع التفاسیر مصنفہ مولوی قطب الدین صاحب دھلوی مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۳ھ
صفحہ ۲۳۴ میں لکھا ہے کہ کہا حسن بصریؒ نے کہ تھے ایوب جب پہونچتی اُن کو مصیبت کہتے
یا اللہ تو نے دی نعمت اور تو ہی نے دی تھی جب تک باقی ہے میری جان حمد کروں گا
میں اوپر اچھی نعمتوں تیری کے - انتہی یہی مضمون کتاب ایوب کے اول باب ۲۰ و ۲۱ و ۲۲
میں موجود ہے -

اور کتاب شواہد النبوۃ مطبوعہ عمدۃ المطابع دھلی ۱۲۶۸ھ میں مولانا عبدالرحمن جامی نے بہت
سی پیشین گوئیاں توریت و انجیل سے بحق حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام نقل کی ہیں
(صفحہ ۱۱) ازان جملہ آنست کہ در جزو ثانی از سفر خامس توریت سبعین کہ ہفتاد کس از احبار بر
صحت آن اتفاق نمودہ اند آیتے است کہ ترجمہ آن بعربی بدین عبارت است -

انی مقیم لھم نبیا من بنی اخواتھم مثلک واجری قولی فیہ ویقول ما امرہ بہ والرجل
الذی لا یقبل قول النبی الذی یتکلم باسمی فانی انتقم منہ -

سلہ از دیباچہ تفسیر فتح العزیز مطبوعہ ۱۲۷۹ھ صفحہ ۱۲ سلہ یہ ترجمہ سپتوا جنٹ سے مراد ہے کیونکہ ابوالفدا نے اپنی تواریخ میں
لکھا ہے کہ میرے زمانہ میں توریت کا کوئی ترجمہ عربی نہیں ہے اور ابتدا سے عالم کا حال سوائے توریت کے اور کسی کتاب
میں پایا نہیں جاتا پس ایک عمرانی واں کے پاس تین توریتیں عبرانی و سامری و سپتوا جنٹ ہیں جمع کردیں اور اسکے
کتابے کے موافق تواریخ میں لکھا اور یہ ابوالفدا صحیح چودھویں صدی عیسوی میں تھا - ۱۲

خدا تعالی با موسے خطاب مے کند کہ ہر آئینہ من بپا کنم یعنی برانگیزانم از برائے بنی اسرائیل پیغمبرے از پسران و برادران ایشان کہ آن پیغمبر مثل تو باشد و روان گردانیم قول خود را در وے و بر زبان وے تا بگوید انچہ و برایاآن فرمایم و ہر کہ قبول نکند قول آن پیغمبر راکہ بنام من گویا باشد ہر آئینہ از وے انتقام کشیم انتہے۔ اور شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲ میں ہے قولہ در انجیل آمدہ است حکایۃ عن عیسیٰ علیہ السلام انی ما جئت لتبدیل شرع موسیٰ بل تکمیلہ (دیکھو متی ۵ باب ۱۷) و از انجملہ آنست کہ در جزو آخر کہ توریت باآن تمام مے شود آیتے ست کہ ترجمہ آن بعربی این می شود۔

جاء اللہ من سینا و اشرف علی ساعیر و استعین من جبال فاران۔

اور اسی طرح مولانا جامی صاحب نے بہت سی آیتیں توریت و انجیل کی رسول اللہ صلعم کی بابت پیشین گوئیاں نقل کی ہیں شواہد النبوۃ صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۲۳ تک دیکھنا چاہیے در مختار مطبوعہ ۱۲۸۰ھ کے صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کو توریت و انجیل سے نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ ذکر ہو نہ یہ کہ اخبار انتہے حالانکہ قرآن مجید میں تمام توریت کا نام ذکر آیا ہے دیکھو سورہ انبیا رکوع ۴ میں یہ آیت ولقد اتینا موسیٰ وھارون الفرقان وضیاء و ذکرا الخ

اور سورہ نحل رکوع ۶ میں اہل توریت کو اہل الذکر لکھا ہے اور در مختار صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں ہے کہ بعض اور جنب توریت کو نچھوئے انتہے پس مسلمانوں کو توریت کی ایسی عظمت کرنی چاہیے جیسے قرآن کی کہ لا یمسہ الا المطھرون چنانچہ شام اور مصر کی لڑائیوں میں کئی بار کسی کسی لوٹ میں نسخ جات کتاب مقدس یعنے توریت وغیرہ کے آئے بعض صحابہ وہاں موجود تھے اونہوں نے مسلمانوں کو ان کتابوں کے بیچنے سے منع کیا کہ جس طرح قرآن کی بیع درست نہیں یہ بھی کلام اللہ ہے اس کا بھی بیچنا ہرگز جائز نہیں ہے اس واسطے حکم دیا کہ ان کتابوں کو اہل کتاب کو بطور ہدیہ بلا قیمت دیدو چنانچہ دی گئیں انتہے

وحضرت شاہ عبد العزیز صاحب در تفسیر فتح العزیز مطبوعہ ۱۲۷۹ھ صفحہ ۱۸۲ تحت آیۃ فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم نوشتہ کہ ابن ابی الدنیا من طریق قتادہ عن زرارہ بن اوفے عن مطرف روایت نمودہ کہ من در فتح شہر تستر ہمراہ ابو موسیٰ اشعری حاضر شدم در آن غنیمت دو دو پارچہ کتان یافتم و یک صندوقچہ خورد کہ در وے کتابے از جنس کتاب اللہ بود یا توریت یا زبور یا انجیل و در لشکر ما مردے اجیر بود از قوم نصارے او گفت کہ این صندوقچہ را بدست من بفروشید کہ قدر دان و فہم کنندہ این کتاب

منم واورا نعیم مے گفتند پس مسلمانان مکروہ داشتند کہ بدست او کتاب اللہ را بفروشم آن صندوقچہ را بدو درم بدست او فروختم و کتاب مذکور را باو سپہ نمودم قتادہ کہ راوی این قصہ است می گفت کہ ازہمین جا کراہت فروختن مصاحف ثابت شد زیراکہ ابو موسی اشعریؓ و یاران ایشان آن کتاب الٰہی را فروختن تجویز نکردند انتہٰی۔ در تفسیر فتح العزیز این بحث درباب فروخت کتب الہامیہ مرقوم است و از منع کنندگان این فعل حضرت عمرؓ و ابن مسعودؓ و حضرت امام اعظمؒ و سعید بن مسیبؒ و حسن بصریؒ و عبداللہ بن عمرؓ و غیرہم بلکہ عموماً جمہور اصحاب رسول اللہ صلعم مذکور شدند و اینکہ اول این بدعت در آخر الزمان امیر معاویہ ابن ابی سفیان رایج شد پس بعد ازان کہ این بدعت را بدعت حسنہ قرار دادہ اند ازین فتوے حرف خطا و قصور فہم مطالب قرآن اجلہ صحابہ و متقدمین و مجتہدین عائد مے شود و در دین تحقیق قدما را ترجیح مے باشد۔

اور تفسیر ابن جریر و ابن ابی حاتم و کتب حدیث مثل طبرانی و بیہقی و مسند امام احمد و عبد بن حمید میں ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ ایک زمین کی طرف جو کہ یہودیوں کے مدرسہ کے متصل تھی اُس کی خبر گیری اور حال دریافت کرنے کو جایا کرتے اور اُن کا دستور تھا کہ جب اُس راہ سے گذرکرتے تو یہودیوں کے مدرسہ میں داخل ہوتے اور اُن سے بعضی نصیحتیں اور حکمتیں توریت اور اگلی کتابوں کی سُنتے اور تعجب کرتے تھے کہ کتب الٰہیہ آپس میں کسقدر ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں الخ

سورہ رعد رکوع ۵ میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اور وے جنکو دیے کتاب اللہ خوش ہوتے ہیں اُسکے سبب جو تجھے بھیجی گئی تھی

جلال الدین نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے یَفْرَحُوْنَ بموافقتہٖ بِمَا عِنْدَهُمْ۔ یعنی وہ خوش ہوتے ہیں بسبب موافقت کے اُس کے ساتھ جو اُن کے پاس ہے یعنی اپنی کتابوں سے مطابق ہونے کے باعث۔

رسالہ تمیز الکلام دربیان حلال وحرام مصنفہ مولوی محمد صالح ابوالحسن صاحب لکھنوی مطبوعہ شعلہ طور کانپور ۱۲۸۵ھ صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے قولہ شافعی نے لکھا ہے کہ جس جانور میں یہ چار شرطیں پائی جائیں تو اُس کے حکم میں رجوع کیا جاوے طرف شریعت سابقہ کے جو نزدیک ہمارے شریعت

تم از تفسیر ... (حاشیہ، ناخوانا)

سے جیسے نصارے انتھے۔

جامع التفاسیر صفحہ ۲۶۶ میں آیۃ واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا کی تفسیر میں لکھا ہے قولہ اور بعضون نے کہا ہے کہ معنے اس کے یہ ہیں۔ سل امم من ارسلنا یعنی رسولوں کی امتوں سے کہ وہ یہود و نصارے ہیں پوچھو کہ اُن سے پوچھنا گویا انبیا سے پوچھنا ہے کہ رسولوں کی کتابوں سے خبر دیں گے انتھے۔

اور جامع التفاسیر میں قصہ حضرت الیاس ع صفحہ ۱۹۰ سے صفحہ ۱۹۵ تک مرقوم ہے جو کہ توریت کے مجموعہ میں اول سلاطین ۱۷ باب و ۱۸ باب و ۱۹ باب و ۲۱ باب و ۲ سلاطین ۱ باب میں ہو بہو درج ہے

رسالہ مانعۃ الزنا مصنفہ مولوی قطب الدین خان صاحب مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲۷۸ھ صفحہ ۶ میں جو بلعم باعور کا حال لکھا ہے یہی حال گنتی ۲۲ باب و ۲۳ باب میں ہے۔

اب علماء اسلام کی رائے توریت وغیرہ پر

امام محمد اسمٰعیل بخاری نے تحریف کی تفسیر یوں کی ہے کہ تحریف کے معنے ہیں بگاڑ دینے کے اور کوئی شخص نہیں ہے جو بگاڑے اللہ کی کتابوں سے لفظ کسی کتاب کا مگر یہودی اور عیسائی خدا کی کتاب کو اُس کے اصلی اور سچے معنوں سے پھیر کر تحریف کرتے تھے انتھے یہ قول اخیر صحیح بخاری میں ہے

شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب فوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک تحقیق یہی ہوا ہے کہ اہل کتاب توریت اور کتب مقدسہ کے ترجمہ میں (یعنی تفسیر میں) تحریف کرتے تھے نہ یہ کہ اصل توریت میں اور یہ قول ابن عباس کا ہے۔ انتھے۔

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں سورہ مائدہ آیت ۱۳ کی تفسیر کرتے ہیں کہ تحریف سے یا تو غلط تاویل مراد ہے یا لفظ کا بدلنا مراد ہے اور ہم نے اوپر بیان کیا کہ پہلی مراد بہتر ہے کیونکہ جو کتاب بار بار نقل ہو چکی اس میں تغیر لفظ کا نہیں ہو سکتا۔ انتھے۔

تفسیر درمنثور میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ توریت و انجیل جس طرح کہ اللہ نے ان دونوں کو اتارا ویسا ہی اسی طرح ہیں اُن میں کوئی حرف

بدلا نہیں گیا لیکن یہودی بہکاتے تھے لوگوں کو معنوں کے بدلنے اور غلط تاویل کرنے سے جیساکہ آجکل کے بعض مسلمان علما و مشائخ جو قرآن کی ایک آیت کو پکڑکر الگ الگ تاویل اپنے اپنے مطلب کے موافق کرتے ہیں اور آپس میں خوب جھگڑتے ہیں اور حالانکہ کتابیں تھیں وہ جنکو اُنھوں نے اپنے آپ لکھا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور وہ اللہ کی طرف سے نہ تھیں مگر جو اللہ کی طرف سے کتابیں تھیں وہ محفوظ تھیں اُن میں کچھ بدلنا نہیں ہوا تھا انتہے۔

سورہ بقر رکوع ۹ میں جو یہ آیت ہے

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	یعنی پس واے اور حال اُن لوگوں کے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے انتہے۔

بیضاوی میں ہے

وَلَعَلَّهٗ اَرَادَ بِهٖ مَا كَتَبُوْهُ مِنَ التَّاوِيلَاتِ الزَّائِغَةِ (شہادت قرآنی فصل ۲ صفحہ ۱۰۲)	یعنی اور اس سے شاید وہ مراد ہے جو تاویلات یعنی تفسیریں انھوں نے (یعنی یہودیوں نے) سزائے زنا کی بابت لکھیں۔ انتہے۔

اس کے سوا ایسی کتاب کو محرف نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ تو سرے ہی سے جھوٹی کتاب ہے اُسے تحریف سے کیا علاقہ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ علماء اسلام کا حسن عقیدت نسبت توریت و انجیل کے ہے ورنہ تحریف لفظی بلکہ اکثر آیتیں کی آیتیں ان مقدس کتابوں میں ملائی جانا معتبر علماء اہل کتاب کے اقوال سے بصحت تمام ثابت ہے جیساکہ تیسرے اور چوتھے کلیسیا میں مرقوم ہوگا باوجود اس کے مسلمانوں کو توریت و انجیل سے واقف ہونا تاکہ اہل کتاب سے مناظرہ کرسکیں اور اُن کتابوں کی عظمت سمجھنا تاکہ ایمان جاتا رہے ضرور ہے خاص کر اس واسطے کہ ہمارے پیغمبر صلعم کی پیشتر سے خبر دینے والے خدا پرستوں میں یہی کتابیں ہیں اس سلئے میں نے یہ سب وجوہ عظمت توریت و انجیل ابتک بیان کردئے خدا میری بھول چوک کو معاف فرمائے اس کے سوا علماء اسلام اگر توریت وغیرہ کو محرف کہیں تو اس کا انصاف کب یقین کریں جب تک نصرانی علماء معتبر توریت و انجیل کے تحریف کا اقرار نہ کریں پس یہی اقرار لوح ثانی میں شروع سے موجود ہے اس جگہ میں نے یہ سب قول مفسرین وغیرہ ان مسلمانوں کی ترغیب کے واسطے نقل کئے جو سمجھتے ہیں کہ توریت و انجیل کو آنکھ سے بھی نہ دیکھنا چاہیے اگرچہ الف لیلی وغیرہ پڑھنا ناجائز نہیں کیونکہ

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ؕ وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ الخ (سورہ بقر رکوع ۱۴)

جو لوگ کہ دی ہیں ہم نے انکو کتاب پڑھتے ہیں اسکو حق پڑھنے اسکے کا یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اسکے پس لوگ وہی ہیں زیان پانے والے انتہٰی۔

اب مثال کے لئے دو ایک مقام اور بیان کروں جس سے معلوم ہوگا کہ اہل اسلام کو یہود و نصارے اور دنیا کی سب قوموں سے بحث و مناظرہ کرنا مقتضائے حمیت اسلام ہے بلکہ خدا ہی نے مسلمانوں کو مناظرہ کا طرز تعلیم کیا ہے کہ یہود و نصارے کے عقائد کی تردید اور ان کی کتابوں کے مضامین سکھلائے چنانچہ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ۔

اِنَّ ہٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ۙ صُحُفِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی ۝

بالتحقیق یہ ہے پہلی کتابوں میں کتابوں میں ابراہیم اور موسیٰ کی۔

اب اگر کوئی توریت سے ناواقف ہو تو کیسے کہہ سکے کہ صحف ابراہیم و موسیٰ میں یہی تعلیمیں نجات اور آخرت وغیرہ کی مرقوم ہیں جو قرآن مجید میں ہیں (سورہ اعلےٰ) اس لئے اپنے دعوے کے اعتبار کی غرض سے مسلمانوں کو توریت و انجیل سے واقف ہونا چاہیے

وَ اِنَّہٗ لَتَنۡزِیۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ۝ عَلٰی قَلۡبِکَ لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ ۝ وَ اِنَّہٗ لَفِیۡ زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ ۝ اَوَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہُمۡ اٰیَۃً اَنۡ یَّعۡلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۝

اور بالتحقیق یہ اترا ہے رب العالمین سے اوتارا روح الامین نے اسکو تیرے دل پر تاکہ تو بھی ایک ڈرانے والا ہو صاف زبان عربی میں اور بالتحقیق یہ ہے پہلوں کے صحیفوں میں اور کیا ان کیواسطے یہ نشانی نہیں ہوئی کہ بنی اسرائیل کے علما اسے جانتے ہیں (سورہ شعرا)

اب اگر پہلوں کے صحیفوں سے ہم واقف نہوں تو کس طرح یہود و نصارے سے کہہ سکیں کہ یہ ہے پہلوں کے صحیفوں میں اس کی تفسیر میں بیضاوی نے لکھا ہے کہ اس کا ذکر یا اس کے معنے کتب متقدمین میں مرقوم ہیں اور کتب کو تو سب جانتے ہیں کہ توریت و انجیل ہے چنانچہ کشاف میں صاف لکھا ہے۔ کالتوراۃ والانجیل

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡہُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰہُ وَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ۝

بالتحقیق جو لوگ چھپاتے ہیں ان صاف باتوں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کیں بعد اس کے کہ ہم کتاب میں ظاہر کر چکے ان لوگوں کیواسطے انھیں لعنت کریگا اللہ اور لعنت کریں گے لعنت کرنے والے

(سورہ بقر)

اِس آیت کا شان نزول ابن اسحاق کی روایت سے سیرت ہشامی میں اِس طرح پر ہے کہ معاذ بن جبل اور سعد بن معاذ اور خارجہ بن زید نے۔ بعضے یہودی عالموں سے توریت کی کسی بات کا استفسار کیا لیکن یہود اُس کو اُن سے چھپا گئے اور بتلانے سے انکار کیا پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی کہ جو لوگ چھپاتے ہیں الخ اور تفسیر حسینی میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ بدرستی کہ آنان از علمائے یہود کہ بحسد یَکْتُمُوْنَ مے پوشند مَآ اَنْزَلْنَا آنچہ فروفرستادیم مِنَ الْبَیِّنٰتِ از سخنان روشن در توریت وَالْهُدٰی وراہ نمودن یعنے ہدایت مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ از پس آنکہ بیان کردہ ایم آن ہرے لِلنَّاسِ برائے بنی اسرائیل فِی الْکِتٰبِ در توریت یعنے ما آشکارا ساختیم وایشان مخفی گردانید ند اب دیکھئے کہ مسلمانوں سے جو یہودیوں نے توریت کو چھپایا تو یہ بات خدا کو ایسی ناپسند معلوم ہوئی کہ اِس شدت کے ساتھ اُنپر لعنت کی یہاں سے ظاہر ہے کہ خدا کو توریت سے مسلمانوں کو واقف کرنا کس قدر منظور تھا کہ اسے چھپانے کے سبب یہودیوں پر ایسی سخت لعنت فرمائی اور پھر اسی سورۃ میں حقتعالےٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْکِتٰبِ۔ یہاں بھی یہودیوں کو وہی الزام دیگیا ہے کہ اونہوں نے غرض دنیاوی کے واسطے اُن شہادتوں کو جو توریت میں دین اسلام اور حضرت رسول اللہ صلعم کی بابت تہیں ظاہر نکیا پس اگر مسلمان توریت کے اُن مضمونوں سے واقف ہو جاتے تو یہودیوں کے چھپانے سے پھر نقصان کیا تھا مگر چونکہ اُس زمانہ میں توریت عربی زبان میں ترجمہ نہوئی تھی (دیکھو تاریخ ابوالفدا جو ساتویں صدی ہجری میں تھا) اِس سبب سے اِن باتوں کا اعلان صرف یہودیوں پر ہی منحصر تھا اور جب کہ وہ ایسی باتوں کو چھپاتے تھے تو اللہ جل شانہٗ نے اُن کی اِس حرکت سے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ۔

اُولٰٓئِكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝	یعنے وہ لوگ کہا دین گے اپنے پیٹ میں اور خدا ان سے بات نکریگا قیامت کے دن اور نہ پاک کریگا اُن کو اور اُن کے واسطے ہوگا سخت عذاب۔
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ الخ (آل عمران)	اور جب خدا نے اقرار لیا ان لوگوں سے جنہیں کتاب دیگئی تھی کہ اُس کو بیان کریں بنی آدم سے اور نہ چھپادیں پس اُنھوں نے پھینک دیا وہ اقرار اپنی پیٹھ کے پیچھے۔

یہاں بھی وہی الزام ہے جو قرآن میں بار بار توریت وغیرہ کے مضامین چھپانے پر یہودیونکو دیا گیا

لیکن اگر توریت کے مضامین اُس وقت میں مسلمانوں میں مشتہر ہو گئے ہوتے تو پھر یہودیوں کے چھپانے کی شکایت کیا تھی اور اسلام کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے اور کسی تدبیر کی حاجت کیا ہوتی کیونکہ حضرت موسےٰ نے توریت میں بنی اسرائیل سے صاف فرمایا تھا کہ ایک نبی میری مانند ہوگا تم اُس کی سنیو لیکن اب وہ دن آیا ہے کہ کتابوں کی کثرت اور ہر زبان میں توریت کا ترجمہ ہو جانے کے سبب اسلام کی فضیلت اور حضرت رسول اللہ صلعم کی خبر توریت و انجیل سے ایسی صاف اور واضح بیان ہوتی ہے جو اس سے پیشتر کبھی نہ ہوئی تھی غرض اسی طرح الزام توریت چھپانے کی بابت یہودیوں کو بار بار دیا گیا ہے دیکھو سورہ انعام وغیرہ۔

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا | یعنی پوچھ اُن رسولوں سے جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا زخرف

پوچھ اُن رسولوں سے یعنی اُن کی امت سے بیضاوی میں لکھا ہے اُن کی امت اور اُن کے علماء دین سے اور کشاف میں ہے کہ یہود و نصاریٰ کی امت سے اب خیال کیجئے کہ اُنسے پوچھنا ازروے توریت و انجیل ہی تھا یا کچھ اُنکی بنائی ہوئی باتوں سے غرض تھی

فَاِنْ كُنْتَ فِىْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ (سورہ یونس) | یعنی پس اگر تو ہے شک میں اُس سے جو اُتارا ہے ہمنے تیری طرف تو پوچھ اُن سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھسے پہلے والی۔

چونکہ رسول اللہ صلعم امّی محض تھے کوئی کتاب نہ پڑھ سکتے تھے اور اگر پڑھ سکتے تو توریت عربی زبان میں نتھی بلکہ عبرانی میں تھی اس سبب سے حکم ہوا کہ پوچھ اُن سے اور جو شخص آپ توریت پڑھ سکتا ہو تو پوچھنے کی بنسبت یہ زیادہ بہتر ہے کہ وہ آپ توریت میں دیکھ لے مگر اب جو لوگ کہ ان آیتوں سے تو انکار نہیں کر سکتے مگر توریت کے پڑھنے سے گھبراتے ہیں اُن کی مثال ایسی ہے کہ خط کو تو نہیں کھولتے صرف قاصد سے زبانی خبر پوچھتے ہیں یعنے بڑی تسلی کو چھوڑ کر ادنیٰ تسلی کی طرف دوڑتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ (سورہ بنی اسرائیل) | یعنی اور بالتحقیق ہمنے موسیٰ کو نو نشانیاں صاف دیں پس پوچھ بنی اسرائیل سے۔

اب دیکھئے کہ ان نشانیوں کا ذکر توریت میں بہت تفصیل کے ساتھ ہے اگر کوئی توریت سے خوب واقف نہو تو کیونکر یہ نو گنوا سکے کیونکہ قرآن مجید میں اسرائیلی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے پس

ضرور ہے کہ انہیں کتابوں سے ثابت کیا جائے پوچھ بنی اسرائیل سے یعنی توریت کے پڑھنے والوں سے ورنہ اُن کی زبانی باتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسےٰ انہیں لوگوں کے درمیان تھے پس انہیں کی کتابوں سے اس کا ثبوت بہت مستحسن ہے اور یہاں بھی وہی بات ہے کہ پوچھ اہل کتاب سے اسی طرح سورہ نحل میں ہے۔

فَاسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	پس پوچھ اہل ذکر (یعنی اہل کتب الٰہی) سے اگر نہیں جانتے ہو۔

اور اسی طرح سورہ انبیاء رکوع ۱ میں بھی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ	یعنی کیا تو نے نہیں دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہے حصہ کتاب میں سے
يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى	وہ بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کیطرف تاکہ وہ فیصلہ کرے درمیان اُنکے
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (آل عمران)	پھر اولٹے پھرے ایک فرقہ بہت کر اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں

تفسیر حسینی میں ہے کہ روزے حضرت رسالت صلعم جمعے از یہود را باسلام دعوت کرد نعمان بن ابی اوفی گفت اے محمد من باتو در حضور علمائے دین خود مناظرہ مے کنم حضرت فرمود کہ آں صحیفہ را از توریت کہ مشتمل بر نعت وصفت من است بیارید و دریں محکمہ آنرا ضم سازید ایشان ازین قول ابانمودہ آیات توریت را حاضر نکردند حقتعالٰے فرمود کہ ایشان را بتوریت میخوانید ثُمَّ يَتَوَلّٰى پس روے میگردانند گروہے از ایشان کہ روسار یہود اند و ایشان اعراض کنندگانند از حق ا ستے

یہاں سے مناظرہ کا قانون صحیح دانشمندوں کو معلوم ہو جائے گا کہ رسول اللہ صلعم نے یہودیوں سے مناظرہ کے وقت قرآن مجید پیش نہیں کیا کیونکہ وہ اُسے نہیں مانتے تھے بلکہ انہیں کی کتاب منگوائی اب وہ لوگ جنہیں توریت و انجیل سے واقفکاری نہیں ہے کیونکر اپنے کسی دعوے کے ثبوت میں ایسی جرأت کر سکتے ہیں اور جو لوگ اس سے بے پروا ہیں ثابت ہے کہ انہیں دین اسلام اور خدا و رسول کے نام کی حمایت سے بھی کچھ غرض نہیں ہے اور فعل رسول اللہ صلعم کو بھی پسند نہیں کرتے۔

برّۂ ثانی

بعضے لوگ بے ایمانوں کی اقبال مندی دیکھ کر اپنے دل میں سکتے ہوں گے کہ شاید یہ کچھ نشان مقبولیت کا ہے تو اس کے جواب میں خدا کا کلام تسلی بخشتا ہے کہ

اَوَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ (سورہ انعام رکوع ۱)	یعنی کیا نہ دیکھا اُنہوں نے کتنے ہلاک کرے ہمنے پہلے اُن سے قرنوں سے مقدور دیا تھا ہمنے اُنکو بیچ زمین کے جو کچھ مقدور نہ دیا تھا تمکو اور بھیجا تھا آسمان سے اوپر اونکے برسنے والا اور کیں ہمنے نہریں چلتی ہیں نیچے اُنکے سے پس ہلاک کیا ہمنے اُنکو ساتھ گناہوں اُن کے کے اور پیدا کیا ہمنے پیچھے اُن کے قرن اور۔ انتھی۔

اور بنی اسرائیل کے مراتب سے تعالےٰ خبر دیتا ہے کہ۔

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝	یعنی پس دی ہمنے اولاد ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور اُنکو دی ہمنے بڑی سلطنت انتھی (سورہ نسا رکوع ۸)

مگر اب یہود کی پست حالی جس حد کو پہونچی ہے وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور کتاب کشف الآثار فی قصص انبیاء بنی اسرائیل چھاپہ اوڈن برگ سنہ ۱۸۴۶ء میں باب دویم حوادثات یہودیان کو دیکھنا چاہیئے یہ تو اُن کا دنیا میں حال ہے اور آخرت میں۔

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝ (ابراہیم ۱)	یعنے اور خرابی ہے منکروں کو ایک سخت عذاب سے۔
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝	یعنے کیا نہیں پہونچی تمکو خبر اُن کی جو پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود انتھا (سورہ ابراہیم رکوع ۱)
وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا (سورہ ابراہیم رکوع ۲)	یعنی اور ہم کو کیا ہوا کہ بھروسا نکریں اللہ پر اور وہ سمجھا چکا ہمکو ہماری راہیں اور ہم صبر کرینگے ایذا پر جو تم ہمکو دیتے ہو انتھا۔

یہ اقبال اور عزت خدا کی رضامندی کا نشان نہیں ہے اور نہ محتاجی خدا کی ناراضی کا نشان ہے بلکہ

چو رخت از مملکت بربستہ خواہی	گدائی خوشتر است از پادشاہی

خدائے قادر جو حلم کا چشمہ ہے اُس نے ایک دن ٹھہرا رکھا ہے کہ اُس دن صالح و طالح کا انصاف بے رو رعایت کرے گا اگرچہ ممکن تھا کہ وہ ابھی ہر بدکار کو سزائے اعمال دیتا لیکن اس لئے تامل ہے تاکہ توبہ کے لئے ہر گنہگار کو ایام حیات تک فرصت باقی رہے دوسرے یہ کہ عدالت کے دن کا ہر شخص منتظر رہے کیونکہ اگر ابھی ہر ایک کو سزا و جزائے اعمال ملے تو قیامت اور عدالت کا کوئی انتظار نکرے سبحان اللہ۔

فرزون ترزان ہم استغنا ست او را	زحد بگذشت گو طغیان عدو را

وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر چمکاتا اور راستوں اور ناراستوں پر مینہ برساتا ہے (متی ۵ باب ۴۵) ہر ایک کو اُس کے ایام حیات تک روزی دیتا اور سب کی خبر لیتا ہے جب حضرت یوسفؑ قید خانہ میں تھے اور فرعون تخت سلطنت پر خواب دیکھ رہا تھا تب خدا حضرت یوسفؑ کے ساتھ تھا کہ خواب کی تعبیر انہیں سے بتائی تھی (پیدایش ۴۱ باب) اور یہی حال بعینہ حضرت دانیالؑ کا بابل کے بادشاہ کے پاس اسیری میں تھا (دانیال ۲ باب) اور جب بنی اسرائیل سخت مصیبتوں میں تھے اور فرعون اونپر ظلم کر رہا تھا اور حضرت موسیٰ پانی میں پڑے تھے تب بھی خدا بنی اسرائیل کے ساتھ تھا کہ فرعون نے جو اسرائیلی بچوں کو دریا میں ڈلوایا تو خدا نے بھی مصریوں کے سارے پہلوٹھوں کو ہلاک کیا اور نہ صرف یہی بلکہ مصریوں کو بھی بحر قلزم میں ڈبویا خروج ۲ باب ۳ اور ۱۲ باب ۲۹ اور ۱۴ باب ۲۸ پس یہ عین انتظام الٰہی ہے کہ جس طرح مصریوں نے اسرائیلی لڑکوں کو مارا خدا نے بھی مصریوں کے پہلوٹھوں کو ہلاک کیا اور جس طرح مصریوں نے اسرائیلی بچوں کو دریا میں ڈبویا خدا نے بھی مصریوں کو دریا میں ڈبویا اور اسرائیلیوں کے لئے دریا کو سکھایا۔

توانائی دہ ہر ناتواناں	تعالےٰ اللہ زہے قیوم و دانا
رفیق روز در محنت گذاران	انیس خلوت شب زندہ داران

قہر کے دن دولت سے کام نہیں نکلتا پر صداقت ہی موت سے نجات دیتی ہے۔ (امثال ۱۱ باب ۴) کسی دولتمند کو قیامت کے دن محتاجوں کی طرح حساب دینے سے چارہ نہیں ہے اور کسی دولتمند نے باوجود اپنے حشمت اور اقتدار کے محتاجوں سے بڑھ کے کسی قدر طول حیات نہیں حاصل کی ہے ہاں کسی کی زندگی اُس کے مال کی زیادتی سے نہیں لوقا ۱۲ باب ۱۵-۲۱- اور کوئی دولتمند نہیں گذرا ہے کہ جس نے محتاجوں کی مانند صرف ایک کفن سے کر قبر میں نہ گذارہ ہو اگر سلطنتیں ہیں تو قایم نہ رہینگی و اگر قوتیں ہیں تو زائل ہو جائینگی جمال کو پایداری نہیں اور کمال سریع الزوال ہے یاران ہمدم جدا ہو جائینگے اور مال وبال مآل ہے لیکن پاک باتیں جو خدا اور رسول کے اجلال کے واسطے کہی جائیں

اُن پانچ سے ارت بہتر ہیں جو اشرفی نقد سے کرشاہی عدالت میں وکالت کی فصاحت کو ظاہر
کریں تلواریں بگرسٹ گند جائیں گی اور آفتیں سر سے فاتے ایام حیات کا شمار گنوائیں گے
اور حوادثات زمانہ پے در پے آئیں گے لیکن اے دل سنبھل کہ خدا کا نام اُن سب روکنے والی
چیزوں پر غالب آئے گا۔ قادر مطلق پہلوانوں سے کہتا ہے کہ اب یاؤ اور وہ ایک قدم نہیں
ٹھہر سکتے اور بڑے دولت مندوں سے فرماتا ہے کہ رخصت ہو اور وہ ایک دم نہیں ٹھہر سکتے
اگر انسان کی زندگی خدا کے واسطے ہے تو کون خدا کے کام کی تحقیر کر سکتا ہے کہ خداوند یوں کہتا
ہے کہ حکیم اپنی حکمت پر فخر نکرے اور قوت والا اپنی قوت پر فخر نکرے اور مالدار اپنے مال پر
فخر نکرے بلکہ جو فخر کیا چاہتا ہو اس پر فخر کرے کہ مجھے سمجھتا اور جانتا ہے کہ میں خداوند ہوں جو رحمت
اور انصاف اور صداقت زمین پر کرتا ہوں کہ یہ مجھے خوش آتا ہے یرمیاہ ۹ باب ۲۳ و ۲۴
کوئی ہم میں سے اپنے واسطے نہیں جیتا اور کوئی اپنے واسطے نہیں مرتا ہے اگر جیتے ہیں
تو خداوند کے واسطے جیتے ہیں اور اگر مرتے ہیں تو خداوند کے واسطے مرتے ہیں اس لئے
ہم جیتے مرتے خداوند ہی کے ہیں۔ رومیوں کا ۱۴ باب ۷ و ۸ ہماری محتاجی بڑی دولتمندی
کی خبر دیتی ہے کہ خداوند جسے پیار کرتا ہے اُسے تنبیہ کرتا ہے اور ہر ایک بیٹے کو جسے وہ
قبول کرتا ہے پیٹتا ہے (عبرانیوں کا ۱۲ باب ۶) سعادت مند وہ انسان جسے تو اے
خداوند تادیب کرے (۹۴ زبور ۱۲) یعقوب ۱ باب ۱۲ مکاشفات ۳ باب ۱۹ دینداری
تو قناعت کے ساتھ بڑا نفع ہے کیونکہ ہم دنیا میں کچھ نہ لائے اور ظاہر ہے کہ کچھ لیجا
نہیں سکتے۔ پس اگر ہمنے کھانا کپڑا پایا تو ہمارے لئے بس ہے کہ وے جو دولت مند
ہوا چاہتے ہیں سو امتحان اور پھندے میں اور بہت سے بیہودہ اور بُری خواہشوں
میں پڑتے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں ڈوبا دیتی ہیں کیونکہ زر کی دوستی
ساری بُرائیوں کی جڑ ہے جس کے بعضے آرزو مند ہو کر ایمان کی راہ سے بھٹک گئے اور آپکو
طرح طرح کے غموں سے چھیدا پر تو اے مرد خدا ان چیزوں سے بھاگ اور راست بازی
دینداری ایمان محبت صبر اور فروتنی کا پیچھا کر ۱ تمتھیس اول طماؤس ۶ باب ۶-۱۱- کیونکہ اونٹ
کا سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا اُس سے آسان ہے کہ کوئی دولت مند خدا کی بادشاہت

میں داخل ہو۔ (لوقا ۱۸ باب ۲۵) انسان کی زندگی کا حاصل نجات یعنے ہمیشہ کی زندگی ہے اور ہلاکت ابدی یعنے جہنم واصل ہونا اس کے برخلاف پس آدمی کو کیا فائدہ ہے اگر تمام جہان کو حاصل کرے اور اپنی جان کھووے (متی ۱۶ باب ۲۶) یعنے نجات سے محروم رہے نعوذ باللہ کما قال اللہ تعالیٰ۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲)

یعنی اور جب ارادہ کرتے ہیں ہم یہ کہ ہلاک کریں کسی بستی کو اوڑیا ستے از تفسیر حسینی یا حکم کرتے ہیں دو لتمندوں اوس کے کو پس نافرمانی کرتے ہیں بیچ اوس کے پس ثابت ہوئی اوپر اوس کے بات عذاب کی پس ہلاک کرتے ہیں ہم ہلاک کرنا۔ انتہے۔

پس چاہیے کہ مسلمان اپنے ان مراتب پر نظر کریں اور ان ٹیڑہی ترچھی قوموں کے درمیان اپنا چال چلن ایسا سیدہا اور آراستہ رکھیں کہ اُن کے سبب سے کوئی دین اسلام کی بدنامی کرنے کا موقع نپائے۔ تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ اس مولف گنہگار کا بھی سب کے آگے یہ اقرار ہے۔ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

سورہ فرقان کے آخر میں خدا فرماتا ہے۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ط

لوح ثانی

اس میں کلیسیا تین سے بارہ تک یعنی دس ۱۰

کلیسیا ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمُنْعِمِ الدَّيَّانِ عَظِيمِ الْبُرْهَانِ مُنَزِّلِ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَاسِخِ الْاَدْیَانِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اُرْسِلَ حِیْنَ شَاعَ الْکُفْرُ فِی الْبُلْدَانِ فَدَعَا الْخَلْقَ اِلَی التَّوْحِیْدِ وَالْاِیْمَانِ وَاَبْطَلَ الشِّرْکَ وَحَبَائِلَ الطُّغْیَانِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَادَامَ لَمْ یَرَ الْقَمَرَانِ ۝

یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(سورہ آل عمران جزو ۳ رکوع ۱۵ از ہدایت المسلمین صفحہ ۶۵)

توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں جبکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آویں

(اعمال ۳ باب ۱۹)

اگرچہ جیسا میں لکھتا ہوں ہر شخص ایماندار ایسا ہی اپنے دلمیں سمجھتا ہوگا گو کسی مصلحت سے برملا اس کا اقرار نہ کرسکے کیونکہ میں وہ ہی کہتا ہوں جسپر موافق اور مخالف کا دل گواہی دے اگر بے طرفداری غور کیا جائے تو یہی خیال کرنا چاہیے کہ میں نے یہ کتاب الہام سے نہیں لکھی اور نہ میں کوئی حکیم اور فیلسوف ہوں جو میری عقل اوروں سے بڑھکر ہو۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ ؕ	یعنی اور نہیں کہتا میں تم سے کہ نزدیک میرے خزانے خدا کے ہیں اور نہیں جانتا میں غیب کو اور نہیں کہتا میں کہ تحقیق میں فرشتہ ہوں
انعام رکوع ۵	

مگر اسقدر البتہ کہہ سکتا ہوں کہ تحقیقات مذاہب مختلفہ میں اونہیں کے علماء کے ساتھ میرا اکثر وقت بسر ہوا (اول قرنتیونکا ۹ باب ۲۰-۲۲) علی ہذا القیاس علماء عیسائی سے بھی جو کچھ واجبی و راست مجھے تحقیق ہوا میں نے مناسب سمجھا کہ بپاس خاطر بعض اہل کتاب بے تاویل بیان کروں خدا میری زبان کو جھوٹ سے روکے اور جہان کہیں مجھے خطا واقع ہوئی ہو اوسے معاف فرمائے اور اس کتاب کے پڑھنے والوں سے بھی مجھے یہی امید ہے۔

کلیسیا ۳

اس میں چھ سکرمنٹ ہیں اور ایک شادی

سکرمنٹ

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ (سورہ بقر آیت ۷۹)	پس وائے برحال اون لوگوں کے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ بیچیں اُس کو تھوڑے مول پر۔

پس وائے برحال اُن کے اُس کے سبب جو اُن کے ہاتھوں نے لکھا اور وائے برحال اُنکے اُس کے سبب جو اُنہوں نے کمایا۔ (از شہادت قرآنی فصل ۲ صفحہ ۱۰) کوئی کتاب از روے قدامت توریت کے برابر نہیں ہے تاکہ باعتبار ہم عہدی مورخانہ کچھ اس توریت کی صحت پر جواب موجود ہے گواہی دے۔ یونانی عالموں میں قدیم تواریخ ہیرودتس کی ہے اور وہ حضرت ملاکی نبی کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ سے چارسو برس پیشتر تھا البتہ ہومیرس اور ہسیئڈ شاعروں کی تصنیفات اُس سے قدیم ہیں مگر اِن وثوق کا زمانہ کوئی صحت سے ٹھہرا نہیں سکتا اور وہ جو نہیں سب سے زیادہ قدامت بخشتے ہیں ہومیرس کو حضرت یسعیاہ نبی کا ہم عہد جو سنہ عیسوی سے ساڑھے سات سو برس پیشتر ہوئے اور ہسیئڈ کو الیاس نبی کا ہم عہد کہ جو سنہ عیسوی سے نو سو برس ۹۰۰ پیشتر تھے ٹھہراتے ہیں لیکن اِن دونوں شاعروں کی تصنیفات میں کچھ توریت وغیرہ کا ذکر نہیں ہے صرف دیوتاؤں کے قصہ کہانیاں مرقوم ہیں اور ہندوؤں میں جو چار وید اور دہرم شاستر اور مہابھارت اور رامائن ان کی تصنیفات کا بھی زمانہ کسی سے نہیں ٹھہرا ملا دہرم شاستر میں بیوہ کے ستی ہونے کا کچھ حکم نہیں پایا جاتا مگر اس اصل شاستر کے زمانے کے بعد یہ دستور جاری ہوا اور سکندر کے زمانہ میں (جو سنہ عیسوی سے تین سو تینتیس ۳۳۳ برس پیشتر تھا از مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳۱) ستی ہونے کا دستور جاری تھا اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہ شاستر سکندر کے زمانہ سے قدیم ہے نہ کہ توریت سے اور بالفرض قدیم بھی ہو تو اوسے توریت وغیرہ سے کچھ علاقہ نہیں ہے غرض سب مسیحیوں کا اتفاق اسپر ہے کہ توریت سنہ عیسوی سے پندرہ سو برس ۱۵۰۰ پیشتر لکھی گئی پیشتر توریت تمام اول ایک جلد میں تھی مگر جب سے بہتر ۷۲ عالموں نے بقول علماء عیسائی اس کا ترجمہ سنہ عیسوی سے ۲۸۴ برس پیشتر یونانی زبان میں کیا تب سے پانچ الگ الگ کتابوں میں اُس کی تقسیم ہوئی جن کے (مفتاح الکتاب صفحہ ٦٢) یہ نام ہیں

پیدایش۔ خروج۔ احبار۔ گنتی۔ استثنا دیکھو مفتاح الکتاب صفحہ ۳ و ۳۴۳ چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء حسب الحکم لندن ٹرکٹ سوسائٹی باہتمام پادری میتھر صاحب اور طلوع آفتاب صداقت نارتھ انڈیا سوسائٹی کی طرف سے چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے کہ سنہ عیسوی سے دو سو ستر برس پیشتر یہ ترجمہ ستر عالموں کے ہاتھ سے ہوا تھا اور اسی طرح صفحہ ۶۳ میں بھی ہے اور اسی طرح روسن تواریخ کلیسیا مطبوعہ مرزاپور ۱۸۵۶ء حصہ اول صفحہ ۲۸ میں بھی ہے اور ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۹۴ سطر ۵ میں ہے کہ عیسیٰ کی پیدائش سے دو سو برس پہلے توریت کا ترجمہ ۷۲ عالموں نے یونانی زبان میں کیا تھا انتہیٰ۔ اور اسحاق ناتھن یہودی نے پندرہویں صدی عیسوی میں آیتوں کا نشان مقرر کیا جیسا کہ ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء میں مرقوم ہے اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ پرانے عہدنامے کی کتابوں کے باب اور آیتوں کی تفصیل اور نشان کارڈنل ہوگو نامی ایک شخص سے مسیح کے جانے کے بارہ سو چالیس ۱۲۴۰ برس بعد ٹھہرائے گئے اور اسی طرح انجیل کے بھی باب اور آیتوں کی تفصیل اور نشان رابرٹ اسٹیفنیس صاحب سے جو مشہور عالم اور فرانس کے پادشاہی چھاپہ خانہ کا مہتمم تھا مسیح کے آنے کے پندرہ سو پینتالیس ۱۵۴۵ برس بعد ٹھہرائے گئے۔ مگر یہ تدبیر کامل نہیں ہے کیونکہ کہیں کہیں فصل کی تفصیل کے معنے میں باہم ربط و یکسانی نہیں دیتا اس سبب سے چاہیے کہ طالب العلم جب کتابیں پڑھے تو اپنے کو آیتوں کی قید میں نہ چھوڑے بلکہ ہر ایک بات کو اس کے حقیقی معنے اور ربط کے موافق صاف کرے انتہیٰ ملخص کلامہ۔ یہ کتاب درحقیقت تصنیف حضرت موسیٰؑ کی ازروے الہام تھی مگر اس زمانہ کے بعد توریت تصنیف حضرت موسیٰؑ کی نہ رہی بلکہ اس کی کچھ اور ہی صورت ہو گئی کیونکہ ان کتابوں میں حضرت موسیٰؑ کی طرف کوئی متکلم کی ضمیر نہیں بلکہ اکثر غائب کی ضمیر سے ہے چنانچہ خروج ۳ باب ۱ و ۳ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ اور ۴ باب ۱ و ۴ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۹ وغیرہ سیکڑوں مقاموں کو دیکھنا چاہیے دوسرے یہ کہ بعض ایسے نام اور حالات ان کتابوں میں آئے ہیں جو بہت دنوں بعد حضرت موسیٰؑ کے واقع ہوئے چنانچہ۔

(۱) پیدائش ۱۳ باب ۱۸ میں ہے اور ابرام نے اپنا ڈیرہ اوٹھایا اور ممرے کے بلوط میں

جو حبروں میں ہے چار ہا انتہے۔ اور اسی طرح اسی کتاب کے ۳۵ باب ۲۷ اور ۲۳ باب ۱۴ میں حبروں کا نام ہے اور حبرون ایک گانوں تھا بنی اسرائیل نے جب فلسطین کو فتح کیا تب اُس گانوں کا نام حبرون رکھا اگلے زمانہ میں اُس کا نام قریہ اربع تھا دیکھو کتاب یشوع ۱۴ باب ۱۵ اِس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب بعد فتح ہونے فلسطین کے لکھی گئی ہے جو واقع ہوئی بعد زمانہ حضرت موسیٰؑ کے۔

(۲) کتاب پیدایش ۳۵ باب ۲۱ میں ہے پھر بنی اسرائیل نے کوچ کیا اور اپنا خیمہ مجدال عدر کے اُس طرف استادہ کیا انتہے۔ عدر اُس منارہ کا نام ہے جو یروسلم کے دروازہ پر تھا (میکاہ ۴ باب ۸ میں گلّے کے برج یعنے عبرانی مجدال عدر) اِس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب بعد تعمیر یروسلم لکھی گئی اور تعمیر یروسلم سیکڑوں برس بعد حضرت موسیٰؑ کے ہوئی ہے۔

(۳) پیدایش ۳۶ باب ۳۱ میں ہے بادشاہ جو ملک ادوم پر مسلط ہوئے پیشتر اس سے کہ بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہووے ہیں انتہے۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ کتاب بنی اسرائیل میں چند بادشاہ ہو چکنے کے بعد لکھی گئی جو حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے بعد ہوئے ہیں اول سموئیل ۸ باب وغیرہ۔

(۴) خروج ۱۶ باب ۳۵ و ۳۶ میں ہے اور بنی اسرائیل چالیس برس جب تک کہ وے بستی میں آئے من کھاتے رہے جب تک کہ وہ زمین کنعان کی نواحی میں آئے من کھاتے رہے اور ایک اومر ایفہ کا دسواں حصہ ہے انتہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اُسوقت لکھی گئی جب بنی اسرائیل کنعان میں پہونچ چکے تھے اور من کھانا موقوف ہو چکا تھا اور وزن ایفہ کا رائج ہو چکا تھا اور یہ باتین حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں نہیں ہوئیں دیکھو کتاب یشوع ۵ باب ۱۱ و ۱۲ من اُس وقت موقوف ہوا ہے جب بنی اسرائیل نے یریحو کی سرزمین میں پہنچکر وہاں کے حاصل سے فطیری روٹیاں اور بھنی بالیاں کھائی تھیں اور ایفہ کا وزن حضرت موسیٰؑ کے عہد سے پیچھے نکلا۔

(۵) گنتی ۳۲ باب ۴۱ میں ہے اور منسی کا بیٹا یایر نکلا اور اُس نے اس نواحی کی بستیوں کو لے لیا اور اُن کا نام حوّات یایر بستی رکھا انتہے۔ اور استثنا ۳ باب ۱۴ میں ہے منسی کے

بیٹے یائیر نے ارجوب کی ساری مملکت جسوریوں اور معکاتیوں کی نواحی تک لے لیا اور اُس نے اُس کا یعنے بسن کا نام یائیر کی بستیاں رکھا جو اُن کا نام تھا وہی نام آج تک ہے انتہے۔ اِن آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابیں اُس زمانہ کے بعد لکھی گئی ہیں کہ جب یائیر نے اُن ملکوں کو لے لیا تھا اور یہ واقعہ بہت مدت بعد حضرت موسیٰ کے ہوا ہے۔ اور یہ فقرہ کہ وہی نام آج تک ہے اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص مصنف توریت یائیر کے بعد بھی مدت پیچھے ہوا ہے علاوہ اُس کے یہ بھی سچ نہیں کہ یائیر منسی کا بیٹا ہو کیونکہ یائیر بیٹا شجوب کا اور اولاد یہوداہ میں سے تھا (اول تواریخ ۲ باب ۲۲) اور منسی اولاد یوسفؑ میں سے تھا تفسیر ہنری واسکاٹ میں ذیل استثناء ۳ باب ۱۴ کے یوں لکھا ہے کہ جملہ اخیرہ الحاقی ہے کسی نے بعد موسیٰ کے بڑھایا ہے اور اگر اُس کو چھوڑا جائے تو کچھ مطلب نہیں بگڑتا۔

(۶) استثناء ۳۴ باب میں حال وفات حضرت موسےؑ اور ذکر اُن کی قبر کا مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰؑ کی لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ کسی اور شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ تفسیر ہنری واسکاٹ میں ہے کہ کلام موسےؑ باب گذشتہ توریت پر تمام ہوا اور یہ باب کسی کا ملایا ہوا ہے وہ شخص یشوع ہو یا سموئیل یا عزرا یا اُن کے بعد کوئی پیغمبر ٹھیک دریافت نہیں ہوتا شاید پچھلی آیات اس باب کے بعد رہائی بابل کے عہد میں عزرا کے لکھی گئی ہوں گی انتہے۔ اور تفسیر جارج ڈوالی اور رچرڈ منٹ مطبوعہ لندن ۱۸۴۸ء میں بھی اسی طرح پر ہے اور کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۱ سوال ۷ میں بھی اسی کے موافق ہے اور انتتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۶ میں پادری فانڈر صاحب نے لکھا ہے کہ موسیٰ کی پانچویں کتاب کی آخر فصل میں موسےؑ کی وفات کی خبر ہے کسی اور نبی سے اس کتاب میں الحاق کیا گیا انتہے۔ دیکھو عیسائی عالموں کو کوئی سند نہیں ملی کہ باوجود اقرار کرنے الحاق کے کسی الحاق کرنے والے کو معین نہیں کر سکتے۔ بلکہ صرف اٹکل سے کہتے ہیں کہ شاید فلانہ فلانہ مگر یہ تحکم غضب ہے کہ باوجود اس اٹکل کے بھی کہتے ہیں کہ کوئی پیغمبر ہوگا ہنوز اس باب کے ملانیوالے کا ثبوت نہیں مگر اُس کی پیغمبری کا ثبوت ہو گیا غرض یہ کہ اس باب کے ملانیوالے کا پتہ نہیں اور اس باب کے

آخری آیتوں کے ملانے والے کا اور بھی پتہ نہیں ہے۔

تبدیل توریت کے ترجمہ میں

(۷) گنتی ۲۱ باب ۱۴ میں ہے اردو ترجمہ چھاپہ ۱۸۲۲ء اس لئے یہوواہ کے جنگ نامہ میں لکھا ہے کہ یہ دریائے قلزم اور وادی ارنوں کے پاس ہے انتہٰے۔ اور رومن چھاپہ لندن سنہ ۱۸۶۰ء میں یوں ہے اس سبب خداوند کے جنگ نامہ میں لکھا ہے خداوند آندھی میں وہیب پر قابض ہوا اور ارنوں کی نہروں پر انتہٰے۔ اول تو ان دونوں ترجموں کے اختلاف پر غور کرنا چاہیے کہ کس قدر تفاوت ہے پھر یہ کہ مصنف اس کتاب کا کوئی شخص اور سوائے موسےٰؑ کے ہے کہ اس نے بعض حالات کو جنگ نامہ خداوند سے نقل کیا ہے طامس اسکاٹ مفسر نے لکھا ہے کہ بعضے خیال کرتے ہیں کہ کسی اسرائیلی یا عموری یا بت پرست نے یہ کتاب جنگنامہ تصنیف کی نام سے یہوواہ کے جس میں کہ درج کیں فتحیں صیحون کی انتہٰے۔ چونکہ یہ فتحیں بعد وفات حضرت موسےٰؑ کے ہوئی تھیں جو کہ جنگ نامہ خداوند میں درج ہوئیں اور جبکہ جنگ نامہ سے توریت میں مضامین نقل ہوئے تو توریت تصنیف حضرت موسےٰؑ کی نہ ہی دوسرے یہ کہ بت پرست کا کتاب جنگ نامہ کو خداوند کے نام سے تصنیف کرنا کمال تعجب ہے۔

(۸) گنتی ۱۲ باب ۳ میں ہے اور موسےٰؑ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ بردبار تھے انتہٰے اس فقرے سے معلوم ہوا کہ مؤلف اس کتاب کا موسےٰؑ نہیں اس لئے کہ کوئی متکبر بھی ایسی اپنی تعریف بڑھکر نہیں کرتا پس مؤلف اس کتاب کا کوئی شخص متعقدوں حضرت موسےٰؑ سے ہے نہ موسیٰ علیہ السلام۔

(۹) استثنا اول باب ۱ میں ہے یہ وہ باتیں ہیں جو دیکھو موسےٰؑ نے یردن کے پار بیابان کے میدان میں سوف کے مقابل فاران اور توفل اور لابن اور حصیرات اور دی ذہب کے درمیان بنی اسرائیل کو کہیں انتہٰے پس یہ لفظ (یردن کے پار) دلالت کرتا ہے کہ لکھنے والا اس کتاب کا یردن کے دوسری طرف تھا اور اس لئے بعض شخصوں نے کہا ہے کہ کتاب استثنا تصنیف موسیٰؑ کی نہیں۔

---

[۱] یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب توریت موسیٰؑ کے زمانہ میں لکھی گئی بلکہ اس مقام پر بھی نہیں لکھی گئی۔

وہ لفظ جس کا ترجمہ یردن کے پار ہے اُس کا ترجمہ یردن کے اُس پار مترجمون یونانی توریت نے جو بہتر یہودی بڑے بڑے عالم تھے اور مترجم ترجمہ لاطینی نے کہ بہت بڑا معتبر مسیحیون میں سے ہے اور ڈاکٹر جدیس نے اپنے ترجمہ میں اور اسی طرح بیشمار مترجمون بلکہ سب ملکوں والوں نے جو غیر انگلینڈ کے رہنے والے ہیں (شاید سوائے مترجم ترجمہ سُریانی کے) لیا ہے اور رومن کا تھلک کے ترجمہ انگریزی سب انہیں کے موافق ہیں اور عالم فرقہ پروٹسٹنٹ کے اس اعتراض کے دفع کرنے کے لئے اُن سب ترجموں مذکورہ بالا کو غلط ٹھہراتے ہیں مگر جمہور کے سامنے قول ان کا کب معتبر ٹھہر سکتا ہے اور جمہور سے لاکھوں بلکہ کروڑوں فاضل عیسائی اُن کی صحت کے قائل تھے اور اگر اُن کے قول کو مان بھی لیں تو بھی ہمارا اعتراض اُن سب فرقوں پر جو اُن ترجموں کی صحت کے قائل ہیں بلاشبہ تمام ہے اور فرقہ پروٹسٹنٹ کے اقرار کے بموجب وہ سب ترجمے خراب اور غلط اور جمہور سلف بڑے محرف یا بےفہم ٹھہرتے ہیں اس لئے کہ یا تو اُن سب نے قصداً ترجمہ غلط کر کے اُس کو مطلب کلام الٰہی کا بتلا کر واجب الاعتقاد کیا ہوگا تو محرف ٹھہرے یا اُن سب کو کچھ علم نتھا اور بےعلمی سے اس غلطی میں پڑے تھے۔

دوسری دلیل

دوسرے یہ کہ لفظ موسیٰ جو اس آیت میں موجود ہے بہ ضمیر غائب اس کے لئے دلیل ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰؑ کی تالیف نہیں ہے۔

(۱۰) گنتی ۲۱ باب ۳ میں ہے خداوند نے اسرائیل کی آواز سنی اور کنعانیوں کو گرفتار کردیا اور اُنہوں نے اُنہیں اور اُن کی بستیوں کو حرم کردیا اور اُس نے اُس مقام کا نام حرمہ رکھا انتہٰی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب اُس وقت تصنیف ہوئی جب کنعانی قتل ہو چکے تھے اور اُن بستیوں کا نام حرمہ ہو لیا تھا اور یہ واقعات حضرت موسےٰؑ کے بہت پیچھے ہوئے ہیں (دیکھو قاضیوں کا اول باب ۱۷) اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس کتاب کو حضرت موسیٰؑ نے نہیں لکھا بلکہ کسی اور شخص نے اُن کے بہت دنوں کے بعد لکھا ہے طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے لکھا ہے کہ یشوعؑ نے اُن بستیوں کو حرم کیا

تھا لیکن تعجب کہ کس طرح موسے نے درج کئے کام یشوع کے بعد عرصہ دراز اپنی موت کے انتہے۔

توریت کے ترجموں میں فرق

(۱۱) پیدایش ۱۲ باب ۶ میں ہے ترجمہ اردو ۱۸۴۳ء ابراہیم نے اُس سرزمین میں نابلس کے مقام اور مرے کے بلوط تک سیر کی اور اُس وقت کنعانی اُس زمین میں تھے انتہے۔ اور ترجمہ رومن چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء میں ہے ابرام اُس ملک میں سکم کی بستی اور مورہ کے بلوط تک گذرا اُس وقت ملک میں کنعانی تھے انتہے پہلے اِن دونوں ترجموں کا تفاوت دیکھنا چاہیئے۔

عیسائیوں کا غلط خیال

پھر یہ کہ تفسیر ہنری و اسکاٹ میں لکھا ہے کہ یہ جملہ کہ اُس وقت ملک میں کنعانی تھے اور اسی طرح اور جملے چند جا کتب مقدسہ میں ربط کے لئے عزرا یا کسی اور الہامی شخص نے جس زمانے میں کہ کتابیں جمع کی گئیں تھیں اُن کتابوں کے زمانہ تصنیف سے ایک مدت بعد بڑھا دیے ہیں انتہے۔ دیکھو ان مقاموں میں بھی مفسر وہی اپنا کچا عذر پیش کر کے اٹکل سے کہتے ہیں کہ فلانا یا فلانا ہوگا اور تفسیر طامس اسکاٹ میں ہے کہ یہ فقرہ کسی نے شرح کے طور حاشیہ پر لکھا جسے شاید عزرا نے آیت میں ملا لیا انتہے

(۱۲) پیدایش ۱۴ باب ۱۴ میں ہے جب ابرام نے سنا کہ اس کا بھائی گرفتار ہوا تو اُس نے اپنے سیکھے ہوئے تین سو اٹھارہ خانہ زادوں کو لیکر دان تک اُن کا تعاقب کیا انتہے۔

دان نام ایک شہر کا ہے کہ بنی اسرائیل نے بعد زمانہ موسیٰؑ اور یشوعؑ کے جب شہر لیث کو لے لیا اور اُس کے لوگوں کو قتل کیا اور اُس شہر کو جلا دیا تھا تو یہ نیا شہر آباد کر کے اسکا نام دان رکھا جیسا کہ قاضیوں کے ۱۸ باب ۲۹ سے بخوبی ثابت ہے بس معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اِس کتاب کا کوئی شخص بعد آبادی اِس شہر کے ہوا ہے اور اگر حضرت موسےٰ اِس کے مصنف ہوتے تو ضرور دان کی جگہ لیث لکھتے اور حالانکہ عبری نسخوں میں لفظ دان کا ہی مرقوم ہے طامس اسکاٹ صاحب بموجب قول بعض کے لکھتے ہیں کہ عزرا نے اُس کا نام دان رکھا تھا انتہے۔ یعنے موسیٰ سے ہزار برس بعد۔

توریت کی غلطی

علاوہ اِس کے لوط بھتیجے ابرام ؑ کے تھے جنہیں یہاں بھائی حضرت ابراہیمؑ

کا لکھا ہے۔ چنانچہ پیدائش ۱۱ باب ۳۱ میں ہے تارج نے اپنے بیٹے ابرام اور اپنے پوتے لوط یعنی اپنے بیٹے ہاران کے بیٹے کو الخ۔

زبور اور کتاب نحمیاہ اور یرمیاہ اور حزقیئل علیہم السلام سے یہ ظاہر ہے کہ زمانہ سلف میں بھی طریقہ تالیف و تصنیف کا ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس وقت کا اور محاورہ تھا اور اب کچھ اور ہے اگر ایسا ہوتا تو اگلی کتابوں کا اس زمانہ میں سمجھنا ناممکن تھا چنانچہ واعظ اول باب ۱۲ میں ہے میں واعظ یروسلم میں بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا اور ۱۶ میں ہے میں نے یہ بات اپنے دل میں کہی اور اسی طرح امثال اول باب ۸۔ اور ۲ باب ۱ وغیرہ ہزاروں مقاموں کو دیکھو اور اناجیل میں تا مجات وغیرہ اس بات پر گواہ ہیں کہ دیکھنے والوں کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ مصنف اپنا حال بیان کرتا ہے یا کسی غیر کا لیکن توریت سے حضرت موسیٰ کا مصنف ہونا کہ ہر جگہ غائب کے صیغہ سے مذکور ہوا ہرگز ثابت نہیں ہے۔

اہل کتاب کی دلیل کہ عزرا نے کتاب کو لکھا۔

اور یہ کہ جو بعضے اہل کتاب عزرا کے نویں اور دسویں باب اور نحمیاہ کے آٹھویں باب کو اس بات کے لئے دلیل لاتے ہیں کہ عزرا نے توریت کو لکھا۔ یہ اُن کا صرف گمان ہے کیونکہ اُن میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ عزرا نے توریت کو لکھا۔ بلکہ اُن بابوں سے صرف اسی قدر سمجھا جاتا ہے کہ عزرا نے بنی اسرائیل کی حرکتوں پر افسوس کیا اور نحمیاہ کے آٹھویں باب سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عزرا نے عید وغیرہ کے دستورات عبادت جو شریعت میں خدا نے حضرت موسیٰ کی معرفت فرمائے تھے یہودی قوم کو سُنائے دیکھو نحمیاہ ۸ باب ۱۳ و ۱۴۔ چنانچہ عزرا ۷ باب ۶ میں لکھا ہے کہ عزرا موسیٰ کی شریعت میں فقیہ کامل تھا انتہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یروسلم میں اگر ہیکل کی تقدیس اور روزمرہ وہاں عبادت اور طہارت وغیرہ کے طور کہ جو یہودی ستر برس بابل میں رہ کر بھول گئے تھے عزرا کو جو کچھ معلوم تھے بتلا دیے ہوں گے۔ غرض یہ کسی مقام سے ثابت نہیں ہے کہ عزرا نے اس کتاب کو لکھا یا کسی اور نبی نے۔

پس اس کتاب کے مصنف کا حال ان مختصر بیانوں سے کہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں

عہ محاورہ قدیم اہل کتاب یہ تھا جیسا انجیل سے ...

معلوم ہوا اب کتاب کا حال سننا چاہیے۔

سکرمنٹ ۲

پہلی بار کتاب توریت کا گم ہو جانا	(۱) منسی بادشاہ یہودیہ کے زمانہ میں سنہ عیسوی سے ۶۹۸ برس پیشتر کتاب توریت کھوئی گئی۔ (مقدس کتاب کا احوال حصہ ۱ باب ۸ صفحہ ۱۱۷

چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء اور یوسیاہ بادشاہ کے وقت میں سنہ عیسوی سے ۶۲۴ برس پیشتر خلقیاہ سردار کاہن نے کہا کہ میں نے ہیکل یروسلم میں توریت کتاب پائی اور جس وقت بادشاہ نے اُس کتاب کو پڑھوایا تو گھبرا کر اپنے کپڑے پھاڑے ۲ سلاطین ۲۲ و ۲۳ باب اور ۲ تواریخ ۳۴ باب ۱۴ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت بادشاہ اور سب یہودی توریت سے بالکل ناواقف ہو گئے تھے کیونکہ استثنا ۳۱ باب ۲۵ و ۲۶ کے مطابق توریت کی ایک جلد عبادتخانہ میں رہتی تھی اور وہ بھی ۴۷ یا ۵۷ برس بالکل غایب رہی اور گمان غالب ہے کہ سنہ عیسوی سے نوسو ایکہتر برس پیشتر رحبعام بادشاہ یہودیہ کے وقت میں جبکہ سیسق بادشاہ مصر نے ہیکل اور بادشاہ کے گھر کو لوٹا اُسی وقت سے توریت ضائع ہوئی۔ دیکھو اول سلاطین ۱۴ باب ۲۵ و ۲۶۔ اور مقدس کتاب کا احوال فہرست صفحہ ۲۵۰ کیونکہ بیبل سے منسی کے وقت میں توریت کا کھویا جانا ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اول سلاطین ۸ باب ۹ میں ہے کہ جب حضرت سلیمان نے اُس صندوق کو کھولا اُس کتاب کو اُس میں نپایا سوا دو لوحوں کے اُس میں اور کچھ نتھا انتہے سے یہ کہ یادشاہ یہوسفات کے بعد جو کہ ۹۱۴ سنہ مسیح سے پیشتر تھا (۲ تواریخ ۱۷ باب ۹ توریت غائب ہوئی کیونکہ اُس کے بعد سے خلقیاہ تک پھر توریت کا کہیں ذکر نہیں ہے اور ۲ تواریخ ۱۷ باب ۹ سے یہ بھی ثابت ہے کہ سوا ہیکل کے اور کہیں توریت نہ رہی تھی تب تو جو لوگ ملک میں تعلیم دینے گئے توریت اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

شریعت کے موافق دو یا تین گواہوں کی ضرورت ہے

چونکہ ہر بات کے ثبوت میں شریعت کے مطابق دو یا تین گواہوں کا ہونا شرط ہے

استثنا ۱۹ باب ۱۵ - اور ۲ قرنتیون کا ۱۳ باب ا عبرانیون کا ۱۰ باب ۲۸ متی ۱۸ باب ۱۶
خصوصاً اُس حالت میں جبکہ توریت سے قوم کو بالکل ناواقفی ہو گئی تھی اعتبار اسی میں تھا
کہ دو شخصون نے پائی ہوتی یا دو گواہوں کے سامنے کتاب مفقودہ خلقیاہ نے اُٹھا لی
ہوتی پھر یہ کہ پچھتّر برس یا قریب تین سو برسوں تک بے احتیاط پڑی رہنے کے سبب اگر
وہ ساری کتاب برباد نہیں ہوئی تو بعض اوراق اُس کے بوسیدہ اور برباد ہو گئے ہوتے مگر
اندھیر یہ ہے کہ اتنی مدت دراز تک اور ایسی بے احتیاط پڑی رہنے پر بھی اُس کی ایک سطر
بلکہ ایک لفظ جاتے رہنے کا بھی اہل کتاب اقرار نہیں کرتے اس سے ہر دانشمند
سمجھیگا کہ یہ کتاب ہی اور ہے اور وہ توریت اور تھی۔

ہنری وغیرہ مفسرین نے ۲ سلاطین ۲۲ باب ۸ کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ مرمت
کرتے وقت ہیکل کی کتاب توریت خوش قسمتی سے پائی گئی اور اوسے بادشاہ کے پاس
لائے وہ تھا اصلی نوشتہ پانچ کتابوں حضرت موسےٰ کا جو اُن کے ہاتھ سے لکھا گیا۔
اور بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ تھی صحیح اور قدیم نقل اغلب ہے کہ وہ وہی نوشتہ تھا جو حکم سے
حضرت موسیٰ کے لکھا گیا مقام مقدس میں۔

عیسائیوں کے دلائل توریت کے گم ہو جانے کی اور پھر پانے کی بابت

ایسا سمجھا جاتا ہے کہ وہ تھا کھو یا گیا یا بھولا گیا خواہ بے پروائی سے
ڈالدیا گیا کونے میں اُن لوگوں سے جو جانتے نہ تھے قدر اُس کی
یا کہ وہ تھا کینہ سے چھپایا گیا بعضے بت پرست بادشاہوں سے بعیوض جلانے اور ضائع
کرنے کے اوسے گاڑ دیا اس امید سے کہ پھر وہ کبھی ظاہر نہ ہوگا اور اکثروں کا یہی قول ہے
یا وہ تھی خبرداری سے رکھی گئی اُس کے خیر خواہوں سے تا نہ پڑ جائے دشمنوں کے ہاتھ
میں لیکن ہمکو یقین ہے کہ وہ ہی صحیح نقل تھی تمت کلامہ۔

اس کا جواب

اِس جگہ مجھے کہنا چاہیے کہ جبکہ اُس کے ملنے کے وقت کوئی اُس کے مضمون
سے بھی واقف نہ رہا تھا تو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ صحیح نقل تھی اور اگر کسی خیر خواہ نے اوسے
رکھا تھا تو وہ اوسے اپنے گھر میں رکھتا یا پھینک دیتا۔ اور اگر بت پرست بادشاہوں نے
کینہ سے اُس کو چھپانا چاہا تو اُس کو جلا دینا اُن کے لئے سہل تھا بہ نسبت کھود کر گاڑتے

کے اور اگر کھود کر گاڑ دیا تھا جیساکہ اکثروں کا یہی قول ہے تو اتنی مدت دراز تک زمین میں گڑی ہوئی کوئی چیز اور خاصکر کتاب کیونکر خاک نہو گئی ہوگی۔ اور اگر بے پروائی سے ڈالدیا گیا تو ہیکل میں اُس کے پڑے رہنے کی ایسی کون جگہ تھی جو سا لہائے دراز تک ہیکل کے سیکڑوں ہزاروں خدمتگذاروں نے اوسے ندیکھا۔ غرض کے تفسیر کی عبارت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کس بادشاہ کے وقت میں توریت کھوئی گئی تھی اور اگر منسّی کے وقت میں توریت غائب ہوئی تھی تو جب اوس نے توبہ کی اور دینداری کی راہ پر چلا تب ضرور توریت ظاہر کی جاتی مگر اُس کے پوتے کے وقت میں توریت ظاہر ہوئی۔

بنی اسرائیل کی بت پرستی بعد حضرت موسیٰؑ اور بعد حضرت یشوع علیہما السلام کے

پس اس سے ظاہر ہے کہ منسّی سے بہت پیشتر توریت ضائع ہو چکی تھی کیونکہ حضرت موسےٰؑ کے جانشین حضرت یشوعؑ کے بعد اکثر اسرائیلی بادشاہ بت پرست اور اکثر انبیاء جھوٹے اور کاہن شراب خوار ہوتے تھے۔ اور منسّی بادشاہ اور اُس کا بیٹا بھی اونہیں بت پرستوں میں شمار کیا جاتا ہے (۲ سلاطین ۲۱ و ۲۲ باب) اور ۲ تواریخ ۳۳ باب میں منسّی کے تائب ہونے اور دینداری کا بیان ہے۔ پھر یرمیاہ ۲۳ باب ۹۔۳۳ اور ۱۴ باب ۱۴ و ۱۵ میں جھوٹے نبیوں اور ۱۳ باب ۱۳ و ۱۴۔ اور ۳۸ باب ۷ و ۱۱ میں کاہنوں اور نبیوں اور بادشاہوں اور تمام قوم کی بدکاری مذکور ہے۔ اور ۲ سلاطین اور ۲ تواریخ اور قاضیوں کی کتاب میں خصوصاً قاضیوں کا ۲ باب ۱۰۔۱۳۔ اور ۳ باب ۷ و ۱۲۔ اور ۶ باب ۱ وغیرہ میں اکثر قوم اسرائیل کی بت پرستی لکھی ہے۔

واقعات خلاف شان نبوت

یہانتک کہ قاضیوں کے ۱۶ باب میں حضرت شمسونؑ کا ایک رنڈی سے آشنائی کرنا اور اول سلاطین ۱۱ باب ۵۔۸ میں حضرت سلیمانؑ کی بت پرستی مرقوم ہے

تمام بنی اسرائیل وغیرہ توریت سے ناواقف ہوگئے تھے

غرض حضرت شمسونؑ اور حضرت سلیمانؑ کو مستثنےٰ رکھ کر منسّی وغیرہ کی بت پرستی پر جو لحاظ کریں تو اُس کا سبب یہی ہے کہ تمام قوم توریت سے ناواقف ہو گئی تھی۔ یعنے جبکہ یوسیاہ دیندار بادشاہ کے پاس توریت نہ تھی تو اوروں کے پاس کیونکر ہوگی۔ یہ بربادی مؤلف کی نظر میں پہلی ہے جو توریت کے لئے واقع

ہوئی کیونکہ یوسیاہ بادشاہ کے پاس جب مدت کی کھوئی ہوئی توریت آئی تو بادشاہ اور سب قوم توریت سے اتنے ناواقف تھے کہ اس کا مضمون سنکر گھبرا گئے۔

شاہان بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ ایک جلد توریت کی اپنے پاس رکھیں۔

باوجودیکہ استثناء ۱۷ باب ۱۸ میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کا ہر بادشاہ توریت کی ایک نقل اپنے پاس رکھا کرے اس حکم کے بموجب اگر توریت لاویوں اور کاہنوں کے پاس جو عبادتخانہ کے خدمتگذار تے ہوتی تو ضرور اس کی ایک نقل ان کے بادشاہ بھی اپنے پاس رکھتے پس ظاہر ہے کہ بت پرستی اور بدکاری کے شوق میں نہ ان سے توریت کی حفاظت ہو سکی اور نہ اس حکم کی کیونکہ یہ صرف حکم تھا اور اس سے یہ ثابت نہیں کہ کوئی بادشاہ بنی اسرائیل اپنے پاس توریت رکھتا بھی ہو۔

صرف ہیکل میں توریت کی ایک جلد رہتی تھی وہیں اگر سب ۷ برس بعد سنا کرتے تھے

لیکن اتنا تو خوب ثابت ہے کہ صرف ہیکل میں ایک ہی جلد توریت کی رہتی تھی اور تمام بنی اسرائیل وہیں اگر توریت سنتے تھے۔ استثنا ۳۱ باب ۱۰۔۱۳ و ۲۶ اور نحمیاہ ۸ باب اور نہ یہ کہ ہر سال بلکہ سات برس کے بعد توریت سب کو سنائی جاتی اور سب کے آگے پڑھی جاتی تھی دیکھو کتاب سوال و جواب رومن ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۱ سوال ۴۵ اس کتاب (یعنے توریت) کی نسبت موسیٰ نے کیا حکم دیا تھا جواب یہ کہ ہر ساتویں برس وہ سب لوگوں کے سامنے پڑھی جائے استثنا ۳۱ باب ۹-۱۳۔

۷۴۳ برس تک توریت کا پتہ نہ تھا

لیکن اس بربادی کے دنوں تک جو کہ از روے ثبوت ۷۴۳ برس رہی نہ کسی بادشاہ کے پاس توریت تھی اور نہ ہیکل میں کیونکہ اگر ہیکل کے سوا کسی اور کے پاس بھی توریت رہتی تو خلقیاہ کے توریت پانے پر تعجب کرنے کا کیا مقام تھا اور کیا حاجت تھی جو خلقیاہ نے اوسے بادشاہ کے پاس بھیجا۔
تعلیم الایمان صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں لکھا ہے کہ منسی اور امون بت پرست بادشاہوں کے عہد میں بیبل کی نقلوں کی اس قدر قلت ہو گئی کہ یوسیاہ بادشاہ نے اپنے سن جلوس

کے اٹھارہویں برس تک اُس کی ایک جلد بھی نہ دیکھی انتہا۔

سامری صادوقی کئی کتابیں مجموعہ عہد عتیق کی معتبر نہیں سمجھتے

اب اگر کوئی کہے کہ بیبل میں اُس توریت کے ملنے کا ذکر ہے اس لئے اُس کی صحت کا ثبوت ہو سکتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ جن کتابوں یعنے ۲ سلاطین اور ۲ تواریخ میں اُس توریت کا ملنا مرقوم ہے اُن کتابوں کے مصنفوں کا تو ثبوت نہیں ہے پھر اُس کے بیان کی صداقت کیونکر ہو سکے اور اُس کا الہامی ہونا تو دوسری بات ہے اور یہی سبب ہے کہ سامری صادوقی ان کتابوں کو معتبر نہیں جانتے۔

خلدہ نے اگر توریت کی تصدیق کی تھی تو اُسکا جواب

اور یہ جو ۲ تواریخ ۳۴ باب ۲۲ اور ۲ سلاطین ۲۲ باب ۱۴ میں لکھا ہے کہ خلدہ نبیہ سے اُس توریت کی بابت پوچھا گیا تھا تو اگرچہ خلدہ نے کچھ توریت کی تصدیق نہیں کی صرف اُس عذاب کے وعدہ کا جو یہودی قوم پر نازل ہوا چاہتا تھا بیان کیا ۲ سلاطین ۲۲ باب ۱۶ اس سے کتاب کی صحت کو کچھ علاقہ نہیں ہے اور اگر خلدہ نے توریت کی تصدیق بھی کی ہوتی تو اول اُس نبیہ کا سچا ہونا ثابت کرنا چاہیے۔

جھوٹے نبی

جبکہ اکثر نبی جھوٹے ہوتے تھے مکاشفات ۲ باب ۲۰ یرمیاہ ۶ باب ۱۳۔

مسیح نے بھی توریت کی نسبت مہمل بیان فرمایا

دوسرے حضرت عیسیٰ نے بھی اس سامری عورت کے جواب میں توریت کی بابت ایسا ہی کہا کہ جس سے نہ توریت کی تصدیق ہوتی ہے نہ تکذیب۔

توریت کی غلطیاں حضرت مسیح کو معلوم تھیں۔ حضرت مسیح خدا کے سچے پرستار تھے یوحنا ۴ باب ۲۲

اگرچہ حضرت عیسیٰ کو توریت کی غلطیاں معلوم تھیں یوحنا ۴ باب ۲۰-۲۲۔

یہودیوں کی بربادی مع بیت المقدس وغیرہ کے بخت نصر کے وقت میں

(۲) بابل کی اسیری کے بعد جبکہ سب یہودی بخت نصر بادشاہ کے حکم سے جلاوطن ہو کر ستر برس بابل میں رہے کوئی یہودی ایسا نہ تھا جو اسیری سے بچ رہا ہو یرمیاہ ۴۴ باب ۲ میں لکھا ہے کہ رب الافواج اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ تمنے ساری بلائیں جو میں یروسلم اور یہوداہ کے سارے شہروں

پر نازل کیں اور دیکھیں اور دیکھو وے آج کے دن ویران ہیں اور اُن میں ایک بسنے والا بھی نہیں اِستثنے۔ اسی طرح یرمیاہ ۱۳ باب ۱۹ میں بھی ہے یہانتک وہ جلاوطن رہے کہ اُن کی بولی بدل گئی اور جب وہ اپنے ملک میں لوٹ آئے تو کلدی زبان کے سوا جو نواحی بابل میں رائج تھی عبرانی اچھی طرح نہ سمجھتے تھے (از مفتاح الکتاب رومن صفحہ ۲ چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء) ۲ تواریخ ۳۶ باب ۱۷۔ ۲۰ و ۲۱۔ یہ اسیری سنہ عیسوی سے ۶۰۶ چھ سو چھ برس پیشتر ہوئی اسیری سے پیشتر خلقیاہ کاہن کی پائی ہوئی توریت کی ایک نقل عبادت خانہ میں رکھی رہتی تھی مگر جب بخت نصر بادشاہ نے ہیکل کو ڈھا دیا اور لوٹا اور جلادیا اُس وقت اصل نوشتہ توریت کا بالکل ضائع ہوا چنانچہ یہ بات ترتیب جدید اور نئی تالیف کتاب توریت سے جو بابل سے لوٹ آنے کے بعد کی گئی ظاہر ہے

عیسائیوں کا قول بابت جمع کرنیکے دوبارہ توریت کو۔

پس بعد مراجعت اہل جلا کے بموجب زعم عیسائی علماء عزرا کاہن نے سنہ عیسوی سے قریب ساڑھے چار سو ۴۵۰ برس پیشتر صدر مجلس کی صلاح سے توریت وغیرہ کی نقلوں کو شروع بربادی سے ڈیڑہ سو برس بعد اکٹھا کیا دیکھو مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۷۸ عزرا کی کتاب کے احوال میں یہ فقرہ کہ عزرا نے مسیح سے چار سو چھپن ۴۵۶ برس پیشتر بنی اسرائیل کا دینی بندوبست پھر کیا۔ لیکن بیبل رومن چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء کے سنہ مرقومہ حاشیہ سے ظاہر ہے کہ عزرا نے توریت کے احکام جس کا ذکر نحمیاہ ۸ باب ۱۳ اور ۹ باب ۳ میں ہے قوم کو سنہ عیسوی سے چار سو پینتالیس برس پیشتر سنائے تھے غرض یہ دوسری بربادی ہے جو ڈیڑہ سو ۱۵۰ برس بعد توریت کے لاحق رہی اور اُس کے بعد جب پھر اوسے اکٹھا کیا تو اوسے اکٹھا کرنے والے نے اپنی اور اور لوگوں کی زبانی جو کچھ یاد رہا تھا توریت کو ایک نئی تصنیف کے طور پر لکھا کیونکہ اگر اسوقت توریت کہیں باقی ہوتی تو حضرت عزرا وغیرہ کے ہاتھ سے نقل کے طور پر لکھی جاتی نہ تصنیف کے طور پر

عزرا نے توریت کو بعد اسیری کے تصنیف کیا

اور اس کی بڑی پہچان یہ ہے کہ قریب سو برس زمانہ اسیری بابل تک یہودیوں کے پاس کوئی نسخہ توریت بابل میں نہ تہا تب عزرا یا کسی دوسرے

کو نئی توریت کا نسخہ اسیری سے لوٹ کر جمع کرنا پڑا۔

اُسی زمانہ میں یہودیوں میں دو طریق جاری ہوگئے ایک صادقین کہ جن سے سامری اور صادوقی نکلے اور دوسرے خاسدیم ان میں سے فریسی اور ایسینی نکلے۔

بعض فرقہ یہودی کی توریت اور بعض عہد عتیق کی اور کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں۔

ان کے سوا چار اور تھے۔ فقیہ۔ ہیرودی۔ جلوتی۔ لبرتینی۔ صادقین حدیث وغیرہ کا اعتبار نہیں کرتے اور سامری اور صادوقی۔ صرف توریت کو جو پانچ کتابوں میں منقسم ہے مانتے اور عہد عتیق کی اور کتابوں کو نہیں مانتے اور خاسدیم حدیث کو بھی مانتے تھے۔ فریسی لوگ عالموں کی روایتوں کو کلام الٰہی کے برابر مانتے اور خیال کرتے تھے کہ اگر آدمیوں میں سے صرف دو بہشت میں داخل ہوں تو ضرور اُن میں ایک فریسی ہوگا اور ایسینی لوگ عاقبت کی خوشی کے منتظر تھے مگر جسم کے جی اُٹھنے کی بابت شبہہ رکھتے تھے فقیہ شریعت کی شرح کرنے والے اور معلم تھے۔

بعض یہودی بت پرستی کی رسومات کرتے تھے۔

ہیرودی ہیرودیس بادشاہ اور اُس کے مربی رومیوں کی رضامندی کے واسطے بت پرستی کی کئی رسومات کو مانتے تھے جلوتی یا جلیلی یہودیوں میں امور مملکت کی بابت ایک فسادی گروہ تھی لبرتینی (اعمال ۶ باب ۹) یہ خاص یہودی یا یہودی مرید تھے اور رومی ہونے کا رتبہ پایا یہ لوگ یروسلم میں اپنا عبادتخانہ جدا رکھتے تھے از مفتاح الکتاب صفحہ ۲۲۶۔ ۲۲۸۔

عہد نامے کے صندوق وہ دو لوحین جو خدا نے حضرت موسیٰؑ کو دی تھیں ندارد تھیں۔

اسی اسیری کے وقت میں یا اس سے پیشتر عہد نامہ کا صندوق کہ جس میں وہ دو لوحین جو جناب الٰہی سے حضرت موسیٰؑ کو لکھہ دی تھین اور من کا ایک مرتبان اور حضرت ہارونؑ کا عصا جس میں شاخیں ہوتی تھیں (عبرانیوں کا ۹ باب ۴ خروج ۲۵ باب ۱۶ و ۲۱ گنتی ۱۷ باب ۱) اور جس کی حفاظت تمام بنی اسرائیل اپنی اپنی جان کی طرح کرتے تھے توریت کی طرح گم ہے اور کہیں اُس کا پتہ نہیں لیکن توریت کا گم ہونا صندوق عہد نامہ کے گم ہونے سے بھی پیشتر سے ثابت ہے اول سلاطین ۸ باب ۹۔

ایک بشپ صاحب اپنے عہدہ سے اس خطا پر اتارے گئے کہ توریت کو حضرت موسیٰ کا لکھا ہوا نہیں بتایا

بشپ کولنزو صاحب کہ انگلستان کے فضلاء اکابر میں سے ہیں انہوں نے اپنی رائے توریت کی نسبت یہ ظاہر کی کہ یہ کتاب حضرت موسےٰ کی لکھی ہوئی نہیں اور الہامی کتاب نہیں بلکہ ایک تواریخ معتبر ہے ایسی رائے کے لکھنے سے وہ اپنے عہدہ بشپ سے معطل ہوئے پر اوی تو نصل ملکہ معظمہ میں اپیل کیا ہے دیکھئے کیا ہوا تھا جس شخص نے اس کتاب کو پڑھا ہوگا اُس کو بہت سے شبہات اس کتاب میں ہوں گے کہ وہ حضرت موسیٰ کی ہو الخ۔

لب التواریخ جلد ۲ جدول تاریخ صفحہ ۳۴۸ میں ۵۲ ھ لکھ کر لکھا ہے کہ مظنون یوں ہوا ہے کہ دونوں اخبار کی کتابیں اس زمانہ میں عزرا نے لکھیں تھیں انتہے۔

لطف یہ ہے کہ عزرا کی کتاب عزرا کی نہیں ہے

اور لطیفہ یہ کہ اس توریت کو عزرا کی اکٹھی کی ہوئی بعض علماء عیسائی سمجھتے ہیں حالانکہ خود عزرا کی کتاب جو بیبل میں شامل ہے عزرا کی لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ پہلی اور دوسری تواریخ اور عزرا اور نحمیاہ اور آستر اور ملاکی یہ چھ کتابیں قیاساً شمعون صادق سے جو سنہ عیسوی سے دو سو یا ۲۹۲ برس پیشتر تھا لکھی گئیں (مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزا پور ۱۸۵۶ء حسب الحکم لندن ٹرکٹ سوسائٹی باہتمام پادری میتھر صاحب صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳) یعنے عزرا سے قریب ڈیڑھ سو ۱۵۰ برس بعد شمعون نے عزرا کی کتاب کو مندرج کیا دیکھو مفتاح الکتاب صفحہ ۲۱ سطر ۲۲ و ۲۳ میں یہ فقرہ کہ عزرا ملاکی نحمیاہ کی کتابیں شمعون الصادق سے مندرج کی گئیں انتہے اور عزرا کی تصنیف تو ہرگز معلوم نہیں ہوتی چنانچہ عزرا ۷ باب ۱ و ۱۰ وغیرہ اور خصوصاً اُس کی ۱۱ آیت سے کہ جس کی بعینہ یہ نقل ہے (اُس پروانے کی نقل جو ارتخششتا بادشاہ نے عزرا کو جو کاہن اور فقیہ تھا اور خداوند کے حکموں کی باتیں اور اسرائیل پر کے فرضوں کو جانتا تھا عنایت کیا) صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب عزرا کی تصنیف نہیں ہے کیونکہ حضرت عزرا اگر اس کتاب کے مصنف ہوتے تو اپنی تعریف جیسی کہ آیت میں مندرج ہے اپنے منہ سے نکرتے۔

---

۱۵ دیکھو عزرا ۷-۱-۱۰-

پس عزرا سے قریب ڈیڑھ سو برس بعد جو یہ کتاب شمعون نے لکھی معلوم نہیں کہ کس کتاب سے عزرا کا یہ حال دریافت کرکے لکھا اور اگر کوئی کتاب عزرا کے حال کی تھی تو شمعون کو تصنیف جدید کی کیا حاجت تھی اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح عزرا وغیرہ نے توریت کی سنی سنائی باتیں قوم کی اصلاح کے لئے جمع کیں اسی طرح شمعون نے عزرا کی اور ایسا ہی حال ملاکی اور نحمیاہ اور آستر کی کتابوں کا بھی سمجھنا چاہیے۔

مسیح سے ۱۷۰ برس پہلے ہیکل کی بے حرمتی اور بت پرستی کی تعلیم اور یہود کا قتال۔

(۳۳) انیتوکس اپی فنس سُریا کے بادشاہ نے سنہ عیسوی سے ایکسو ستر برس پیشتر یروشلم پر بار بار چڑھائی کی ہیکل کو بےحرمت کیا اور یہودیوں کو بت پرستی کے مذہب پر چلنے کا حکم دیا اور اسینوس نامی ایک شخص کو مقرر کیا کہ یہودیوں کو بت پرستی کی رسومات سکھاوے اور جو کوئی انکار کرے اسکو بڑی اذیت سے مار ڈالیں اور جنہوں نے بادشاہ کے اس اشتہار کو نہ مانا اُن میں سے جتنے گرفتار ہوئے قتل کئے گئے اور پاک کتابوں یعنے توریت اور صحائف انبیاء کو تلاش کرکے جس قدر پایا جلا دیا ایکدفعہ میں انیتوکس نے چالیس ہزار یہودیوں کو قتل کیا اور اتنے ہی یہودی لوگوں کو غلامی میں بیچا اور ہیکل کا عمدہ قیمتی اسباب چار کروڑ دو لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی مالیت کا لوٹ لے گیا اور ایلونیوس اس کے سپہ سالار نے سبت کے دن جبکہ سب لوگ عبادت کے واسطے ہیکل میں جمع تھے قتل عام کیا یہانتک کہ اُن لوگوں کے سوا جو پہاڑوں پر بھاگ گئے یا غاروں میں جا چھپے تھے کوئی نہ بچا اور سپاہیوں نے تمام شہر کا مال لوٹ کر کئی مقاموں میں آگ لگا دی اور شہر پناہ کی دیوار اور عالیشان مکانات کو ڈھا کر اُن کے مصالح اور سامان سے کوہ اکرہ پر ایک مضبوط قلعہ بنایا اور سپاہی اس پر مستعد تھے کہ جو لوگ ہیکل میں عبادت کے واسطے آنے کی جرأت کریں اُن کو جان سے ماریں۔

ہیکل میں بت پرستی شروع ہو گئی

اس کے بعد بادشاہ نے ہیکل کو جوپیٹر کا مندر کر دیا اور اُس دیوتے کی سنگین مورت کو سوختنی قربانی کے مذبح پر کھڑا کیا از مفتاح الکتاب چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ع صفحہ ۱۳۴ و ۱۳۵۔

حق الامکان عہد عتیق کے نسخے جلائے گئے

باب اول کتاب اول مقابیس میں ہے انیتوکس نے

یروسلم کو فتح کر کے عہد عتیق کی کتابوں کے جتنے نسخے اُسے ملے پھاڑ کر جلا دیے اور حکم دیا کہ جس کے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلے گی یا وہ شریعت کے رسم بجالائے گا مار ڈالا جائے گا اور ہر مہینے میں تحقیق اُس کی عمل میں آتی تھی اور جس کے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلتی (یعنے زبور یا یسعیاہ یا رمیاہ وغیرہ) یا ثابت ہوتا کہ وہ رسم شریعت کو بجالایا مار ڈالا جاتا تھا اور کتاب تلف کی جاتی تھی انتہے۔

تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لودھیانہ ۱۸۶۹ء باہتمام پادری روڈلف صاحب میں جسے پہلے ایک بزرگ وعالم ڈاکٹر جان مکڈول صاحب نے انگریزی زبانمیں تصنیف کیا اور ۱۸۳۶ء میں مطبوع ہوئی تھی صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں لکھا ہے۔

قولہ انتی اکس (یعنے انیتوکس) اپی فانس نے اُن پر بڑا ظلم کیا اُن کی روز مرہ کی قربانیوں کو بند کر دیا ہیکل کی تعمیر کو ساڑھے تین برس تک بند رکھا یہودی دین کے برباد کرنے میں نہایت کوشش کی۔ بیبل کی جلدوں کو تلاش کرا کے جلوا دیا اور اُس کے چھپانے والوں کو قتل کی دھمکی سے دھمکایا انتہے۔ اور اسی طرح ملنر کاتھولک کی کتاب مطبوعہ بلدہ ڈربی ۱۸۴۳ء صفحہ ۱۱۵ میں بھی لکھا ہے۔

مجموعہ توریت کی تیسری بربادی

پس یہ تیسری بربادی ہے جو کتب عہد عتیق کی نسبت واقع ہوئی بعد اُس کے جبکہ یہوداہ مقابیس نے سنہ عیسوی سے ایکسو پینسٹھ ۱۶۵ برس پیشتر ہیکل کی مرمت کی (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳۵) اُس وقت اُس نے توریت وغیرہ کی ایک نقل عزرا وغیرہ کی طرح اکٹھا کر کے ہیکل میں رکھی اور یہی نقل عیسیٰ مسیح کے زمانہ کے بعد اُس وقت تک کہ شاہ طیطس نے یروسلم کو لے لیا تھا امانت میں رہی مگر یہی شاہ مذکور اُس کو ہیکل سے نکال کر دارالسلطنت روم میں لے گیا انتہے از مفتاح الکتاب صفحہ ۲۱۔

یروشلم کو غارت کیا اور مع ہیکل بالکل ڈھا دیا اور گیارہ لاکھ یہودی قتل ہوئے اور ہزاروں غلامی میں بیچے گئے اور سب یہودی آدمی جو اس آفت میں مرے اُن کا شمار تیرہ لاکھ ستاون ہزار چھ سو ساٹھ آدمی ٹھہرا۔ (الکتاب کے مقامات المعروف روشن چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء صفحہ ۳۰۲) اور توریت ایسی بے نام و نشان ہوگئی جس کے لئے اہل کتاب کو ابتک گمان ہے کہ بادشاہ کتاب کو نکال کر دارالسلطنت روم میں لے گیا (مفتاح الکتاب روشن چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۲۱)

ایک ہی جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی

اب میرے اس قول کی کہ صرف ایک جلد توریت کی خاص ہیکل ہی میں رہتی تھی کامل تصدیق ہوگئی اگرچہ میں نے پہلے ثابت کیا کہ حضرت موسیٰؑ کے حکم سے صرف ایک جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی اور وہیں سب یہودی جمع ہوکر توریت اگر سنتے تھے چنانچہ بابل کی اسیری سے رہا ہونے کے بعد تک بھی اس دستور کا ثبوت توریت ہی سے ملتا ہے (دیکھو استثنا ۳۱ باب ۱۰-۱۳و۲۶۔ اور نحمیاہ ۸ باب)

مسیح کے بعد تک بھی ایک ہی جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی۔

اور عیسائیوں کے اس گمان سے کہ شاہزادہ طیطس نے جب یروشلم کو غارت کیا تو توریت کو نکال کر دارالسلطنت روم میں لے گیا حضرت عیسیٰ کے بعد تک بھی اس دستور کا ثبوت کہ صرف ایک جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی اور اُس کے سوا اور کہیں توریت نہ تھی بخوبی ہوگیا کیونکہ اگر ہیکل کے سوا اور کہیں بھی توریت ہوتی تو شاہزادہ طیطس جو ہیکل سے توریت کو نکال لے گیا اس سے قوم کو فکر اور غرض کیا تھی مگر مقصود یہی ہے کہ جب تمام قوم میں توریت کا پتہ نہ رہا تب یہ مشہور کیا کہ شاہزادہ توریت کو روم میں لے گیا۔

توریت سے مراد حضرت موسیٰؑ کی پانچوں کتابیں ہیں۔

(یہاں توریت سے مراد صرف حضرت موسیٰؑ کی پانچوں کتابیں ہیں۔)

طیطس بھی توریت کو نہیں لے گیا

لیکن یہ صرف گمان ہے کہ شاہزادہ طیطس توریت روم میں لے گیا اور اس کا کچھ بھی ثبوت نہیں ہے کیونکہ اُس وقت جبکہ ہیکل کا شعلہ آسمان تک سر

اونہائے ہوئے تھا اور لاکھوں مقتولوں کا خون سفینۂ حواس انسان کو بہائے لئے جاتا تھا ہنگامۂ حرب وضرب نے شور قیامت برپا کیا تھا اتنی فرصت کسے تھی کہ اُس جلتی ہوئی آگ سے کتاب کو نکال کر بچار کہتا فقط کتاب کشف الآثار فی قصص انبیاء بنی اسرائیل چھاپہ ایڈن برگ ۱۸۴۶ء صفحہ ۱۵ میں پادری مریک نے لکھا ہے کہ چھ ہزار آدمی ہیکل کی آگ میں مر گئے۔

پادری اسکاٹ صاحب نے اپنی رومن تفسیر چھاپہ الٰہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۸۵ میں لکھا ہے کہ لڑائی سے پیشتر طیطس نے چاہا کہ اُس کو (یعنے شہر کو) اور خاص کر ہیکل کو بچائے اور اس لئے اُس نے یوسف مورخ کو کئی بار یہودیوں کے پاس بھیجا کہ اپنی بغاوت کو چھوڑ دو اور شہر میرے قبضے میں کر دو تو میں تم کو معاف کر دوں گا اور تمہارا شہر غارت نہ ہوگا مگر یہودیوں نے اس گھمنڈ پر بھروسہ کر کے کہ خدا ہماری طرف ہے اور ہماری شہر پناہ بھی نہایت مضبوط ہے اُس کی نہ سُنی اور یہاں تک بڑی جانفشانی اور ہمت سے اُس کا مقابلہ کیا کہ آخر کو جب شہر اُس کے قبضہ میں آیا تب رومی سپاہ بہت غصہ ہو کر رک نہ سکے اور شہر میں پھیل کر مرد و عورت سبھوں کو مار ڈالا گھروں میں آگ لگا دی پھر یہودی لوگ جو پناہ کے لئے ہیکل میں بھاگ گئے تھے جب اُنہوں نے دیکھا کہ کچھ نہ بچیگا تب آپ کئی برآمدوں میں آگ لگا دی اُس وقت رومی فوج حملہ کر کے ہیکل میں گھس پڑی اور ایک سپاہی نے بغیر حکم کے ایک مشعل خاص ہیکل کے اندر پھینکی تب جلد اُس میں آگ لگ اُٹھی طیطس نے اُس کے بجھانے کا حکم کیا لیکن اُس زور شور کی ہل چل میں کون کسی کی سنتا تھا سپاہیوں نے ہیکل پر دھاوا کر دیا اور کسی طرح نہ رک سکے تمت کلامہ۔

اور ین قیصر کے وقت میں یہود اور ہیکل کی بربادی۔

۶۵ برس بعد اس بربادی کے جبکہ آدرین قیصر نے یہودیوں کی بغاوت دیکھی تو نہایت غصہ ہو کر حکم کیا کہ کوئی یہودی شہر یروسلم میں آنے نپاوے اور کئی ایک رومیوں کو بھی وہاں بسایا۔

ہیکل کو بتخانہ بنادیا

اور ہیکل یعنی بیت المقدس پر ہل چلوائے اور ایک مندر جوپٹر دیوتا کے نام

کا بنوایا اور کوہ کلوری پر ایک بت کو جس کا نام وینس تھا (یعنے خوبصورتی کی دیوی) نصب کیا بلکہ شہر کے نام کو بدل کر ایک اور نام بو اُس کے گھرانے کا تھا یعنی ایلیا رکھا۔

سنہ ۴۵۰ء میں بھی بُت پرستوں نے ایسا ہی کیا۔

(۶) سنہ ۴۵۰ء کے قریب جبکہ وحشی قومیں اوتر کی طرف سے سلطنت روم پر چڑھ کر قابض ہوئیں۔ یہ قومیں بُت پرست اور نہایت بے علم اور وحشی تھیں اور جہاں کہیں اُن کا غلبہ ہوا انہوں نے سارے مدرسوں اور کتبخانوں اور علم اور دین کے مکتوبوں اور نوشتوں کو جلادیا اس بڑی آفت کے سبب اُن سارے ملکوں کے اوپر بے علمی کی راتوں رات کی تاراکی کئی زمانہ تک چھائی رہی اور مسیحی ایمان کا ایک بڑا تیدل ہوگیا اسی زمانہ کے بیچ دین محمدی شروع ہوا از طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۲۳۷ چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۱ء۔

آغاز دین محمدی

(۷) یہودیوں نے خود اپنی کتابوں کو آپ ہی برباد کیا چنانچہ گریز اسٹم صاحب انیج ملی یعنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ پیغمبروں کی بہت سی کتابیں ناپید ہوگئیں اس لئے کہ یہودیوں نے غفلت سے بلکہ بے دینی سے بعض کتابوں کو کھودیا اور بعض کو پھاڑ ڈالا اور بعض کو جلا دیا انتھے۔ اس کا ذکر صاحب تبیین الکلام نے بھی جلد ۱ صفحہ ۵۴ میں کیا ہے۔

بوجہ اختلاف عہد عتیق عبرانی نسخوں کا معدوم کردیا جانا

ڈاکٹر کنی کاٹ صاحب بیان کرتے ہیں کہ عہد عتیق کے عبری تمام قلمی نسخے جن کا موجود ہونا اب ہمکو معلوم ہے ایک ہزار اور ایک ہزار چار سو ستاون برسوں کے درمیان کے لکھے ہوئے ہیں اور اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ تمام قلمی نسخے جو سات سو یا آٹھ سو برس پیشتر کے لکھے ہوئے تھے یہودیوں کی سنٹ (یعنے مجلس امرا) کے بعض حکموں کے بموجب معدوم کردیے گئے تھے اس سبب سے کہ اُن نسخوں میں اُن نسخوں سے جو اُس وقت میں خالص گنے جاتے تھے بہت اختلاف تھا۔

سات سو یا چھ سو برس کے چند نسخے ہیں۔

اِس بات کی بشپ والٹن صاحب بھی تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِسی سبب سے ہمارے پاس چھ سو برس کے نسخے چند ہیں اور اسی وجہ سے سات سو یا آٹھ سو برس کے نسخے بہت کمیاب ہیں انتہے (ریس کی سائیکلوپیڈیا جلد ۴ بیان بیبل)۔

۶۱۳ء میں خسرو نے ہیکل کو فتح کیا اور عیسائیوں کی گرجون اور متبرک مکانوں کو ڈھا دیا

سنہ ۶۱۳ء میں شاہ ایران خسرو نامی نے اُس شہر پر چڑھائی کر کے اسے لے لیا اور نوے ۹۰ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور تا مقدور عیسائیوں کے سب گرجون اور متبرک مکانوں کو ڈھا دیا فقط الکتاب کے مقامات المعروف چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۱۹ و ۲۰ یہ اٹھویں بربادی ہے اور بعد اُس کے اور قبل بھی یہودی قوم اور عیسائی اُن آفتوں میں مبتلا رہے کہ عیاذاً باللہ دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۴۴ و ۶۳ و ۱۲۳ وغیرہ اول قرنتیون کا ۲۶ باب ۲۹

قسطنطین کے عہد تک دس مرتبہ ہیکل برباد ہوئی

چنانچہ ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے کہ کانشٹن ٹین کے عہد تک کلیسیا پر دس بڑی آفتیں آئیں پہلے نیرو شہنشاہ کے سبب دوسری دومشیان تیسری تراجن اور ادرین چوتھی لوکی بیر پانچویں سپٹمی سبیر چھٹی مکسمیان ساتویں دیکی آٹھویں ملوریان نویں ارلیان دسویں دیوکلیسیان کی دشمنی کے سبب۔

غرضکہ بابل کی اسیری کے وقت جب توریت ضائع ہوئی تو اسیری سے لوٹ آنے کے بعد صرف عبادت وغیرہ کے دستور جو لوگوں کو کچھ زبانی یاد تھے لکھہ رکھے گئے اور وہ تعلیمات جو آخرت کی بابت توریت میں تھیں بالکل جمع نہ کر سکے اس سبب سے صادوقی عاقبت کی سب باتوں سے منکر ہوئے اور فریسی کچھ سنی سنائی تعلیمات پر آخرت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ توریت کی بربادی کا پورا نشان ہے کیونکہ ممکن نہ تھا کہ اُس میں آخرت کا ذکر نہ ہوتا تو کیا وہ صرف دنیا ہی کے لئے تھی اس سے ایسا معلوم ہوا کہ ان سب بربادیوں کے بعد جو کچھ توریت میں سے ہم پہونچ سکا وہ سے کچھ گھٹا بڑھا کر بے ترتیب دی جواب موجود ہے

یہود آپس میں تبدیل لفظ توریت کا ایک دوسرے پر الزام لگاتے تھے

توریت کے اُس مقام میں جہاں یردن ندی کے پتھروں کو نصب کرنے کا حکم ہے (استثنا ۲۷ باب ۴)
یہودی عیبال اور سامری جرزین پڑھتے اور آپس میں ایک دوسرے پر اس لفظ کے تبدیل کرنے کا الزام لگاتے تھے۔

پادری رنکین صاحب کے رسالہ دافع البہتان درجواب صولۃ الضیغم میں جو کہ مشن الہ آباد کے چھاپہ خانہ میں ۱۸۴۵ء میں چھپا لکھا ہے کہ جب یہودی پھر ہیکل کو تعمیر کرنے لگے اور سامریوں کو بسبب اُن کی بت پرستی کے شریک ہونے سے مانع ہوئے تب سامریوں نے حسد سے دوسرے پہاڑ پر ہیکل بنائی اور اپنی کمک کے لئے توریت میں ایک بات بدلی جس سے معلوم ہو کہ یہ وہ ہی جگہ ہے جہاں خدا نے فرمایا تھا کہ میری عبادت کرنی چاہیے انتہے۔ نعت کتاب مقدس مطبوعہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۱۶۵۔

مصلحۃً خاموشی لاعلمی مسیح کی توریت سے۔

حضرت عیسیٰؑ سے جب ایک سامری عورت نے پوچھا کہ ہیکل کا یہی مقام جو سامریوں نے بنایا کلام الہٰی کے بموجب ہے یا یروسلم حضرت عیسیٰؑ نے دونوں مقاموں کے بابت کچھ ذکر نہ کیا اور نہ دونوں میں سے کسی ایک کو جھوٹا یا سچا بتایا یوحنا ۴ باب ۱۹۔ ۲۵۔

اس جگہ سے عیسائیوں کا دعویٰ بابت توریت کے غیر محرف ہونے کے باطل ہو جاتا ہے۔

اس مقام سے اُن لوگوں کا یہ دعوے جو توریت کے غیر محرّف ہونے پر کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے توریت کی تحریف کا ذکر نہیں کیا تھا باطل ہو جاتا ہے کیونکہ جس طرح ہیکل کا خاص مقام حضرت عیسیٰؑ نے اُس سامری عورت کو نہ بتایا اگرچہ خوب جانتے تھے اسی طرح توریت کی تحریف کا بھی اگر ذکر نہیں کیا تو کیا عجب ہے اور ممکن ہے کہ ذکر کیا ہو مگر پیچھے سے اور تحریفات کی طرح جن کا خود عیسائی عالموں کو اقرار ہے (دیکھو کلیسیا ۴ سکرمنٹ ۲) وہ آیات بھی جن میں توریت کی بربادی مذکور ہو تحریف اور تبدیل کر دیے یا نکال ڈالے گئے کیونکہ جب اناجیل اپنی اصلی حالت پر نہیں تو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ توریت کی بربادی

کا ذکر حضرت عیسےٰؑ نے نہیں کیا تھا کیا حضرت عیسیٰؑ کو اتنا بھی نہیں معلوم تھا کہ حضرت سلیمانؑ کے ایکہزار اور پانچ گیتوں میں سے صرف ایک سو ستر آیتیں رہگئی ہیں۔

ضرور حضرت مسیح نے یہودیوں کو توریت کی اکثر کتابوں کے غائب کر دینے پر ملامت کی ہوگی۔

اور کتاب جنگنامہ موسیٰؑ اور کتاب الیسیر اور کتاب یاہوغیب بین وغیرہ پندرہ بیس کتابیں عہد نامہ عتیق سے غائب ہیں اور کیا حضرت عیسےٰؑ استثناء کے آخر باب اور یشوعؑ کے آخر باب کے ملا دینے والے کو بھی نہیں پہچانتے تھے کہ عیسائیوں کو اس ناواقفی کے خلجان اور تعلق سے آزاد نکر سکے اس سے ظاہر ہے کہ ضرور حضرت عیسےٰؑ نے اس پر ملامت کی ہوگی مگر وہ آیتیں اب انجیل میں مبدل ہوگئی ہیں اس کے سوا حضرت عیسیٰؑ نے یہودیوں کو عہد نامہ کا صندوق اور من کے مرتبان اور دونوں ٹکڑے لوحوں کے جنپر شریعت کے احکام خدا کے ہاتھ سے لکھے تھے۔ اور حضرت ہارون کا عصا جس سے شاخین پھوٹتی تھیں (عبرانیوں کا ۹ باب ۴) کھو دینے پر جو الزام دیا ہوگا وہ بھی انجیل میں مرقوم نہیں ہے اور اس تحریف کی بابت ملامت کا کچھ پتہ تو ملتا بھی ہے چنانچہ متی ۱۵ باب ۹ میں ہے کہ تعلیم کرنے میں انسان ہی کے حکم سناتے ہیں انتہےٰ اور اسی طرح مرقس ۷ باب ۹ میں بھی ہے۔

جب مسیح کی ساری باتیں نہیں لکھی گئیں تو یہ بھی رہگیا ہوگا۔

پھر یہ بھی کہ مسیح کی سب باتیں نہیں لکھی گئیں یوحنا ۲۰ باب ۳۰ اور ۲۱ باب ۲۵ تو ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے توریت کی بربادی کا ذکر کیا مگر لکھنے والوں نے نہیں لکھا پیدایش ۲۰ باب ۲ سے یونانی ترجمہ میں اتنا زیادہ ہے اس لیے وہ جورو کہنے سے خوفناک تھا کہ شاید آدمی شہر کے اُس کو اس کے کہنے سے ماریں انتہےٰ۔

توریت کے ترجمہ میں مترجم یعنے لکھنے والے کی کارستانی

ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء میں ہے کہ لفظ اس لئے آپ ہی دلالت کرتا ہے کہ مترجم نے اپنی طرف سے توضیح یا فائدہ لکھا ہے انتہےٰ۔

توریت کے ترجمہ میں یہ عبارت زائد یعنے مترجم کی بڑھائی ہوئی ہے۔

پیدائش ۳۰ باب ۳۶ کے بعد یہ عبارت زائد ہے اور خدا کے فرشتے نے یعقوب کو کہا کہ اے یعقوب وہ بولا میں حاضر ہوں تب اُس نے کہا کہ اب اپنی آنکھ اوٹھا اور دیکھ کہ سارے مینڈھے جو بھیڑوں پر چڑھے طوق دار اور داغی اور چتکبرے ہیں اس لئے کہ جو کچھ لابان نے تجھ سے کیا میں نے دیکھا بیت ایل کا خدا جہاں تونے ستون پر تیل ملا اور جہاں تو نے مجھسے نذر کا عہد کیا میں ہوں اب اوٹھ اس زمین سے نکل چل اور اپنے کنبے کی زمین پر پھر جا (ہدایت المسلمین صفحہ ایضاً میں ہے) معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون سامری میں کرسہو لکھا گیا ہوگا انتہے گنتی ۱۰ باب ۱۱ کے بعد یہ عبارت سامری میں زائد ہے اور یہوداہ نے موسیٰ کو خطاب کرکے فرمایا کہ تم اس پہاڑ پر بہت رہے اب پھر و اور سفر کرو اور اموریوں کے پہاڑ اور اُن کے سب باشندوں میں میدانوں میں پہاڑوں میں نشیب میں جنوب کو اور دریا کے بنادر کو کنعانیوں کی سرزمین اور لبنان میں بڑی نہر تک جو نہر فرات ہے جاؤ دیکھو میں نے یہ زمین تمہیں عنایت کی داخل ہو اور اس زمین پر جس کی بابت یہوداہ نے تمہارے باپ دادوں ابراہیم و اسحاق و یعقوب سے قسم کی کہ تم کو اور تمہارے بعد تمہاری نسل کو دوں گا میراث میں لو انتہے۔ یہ عبارت عبرانی میں نہیں ہے۔

اسحاق توریت میں عزرا کی طرف سے

ہدایۃ المسلمین صفحہ ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ حضرت عزرا نے اس عبارت کو کلام الٰہی بنایا اس لئے عبرانی میں داخل نکیا اگرچہ کلام الٰہی کے فقرے اُس میں کئی ایک ہیں تو بھی ترکیب اس کی حدیث وغیرہ سے ہے انتہے۔ اب اس جگہ سامری توریت میں ترتیب عزرا کا دعوے کہاں گیا جبکہ لکھا ہے یہوداہ نے موسیٰ کو خطاب کرکے فرمایا الخ کیونکہ ایسے فقرے جن میں موسےٰ کا نام متکلم کے صیغہ سے نہیں ہے یہودی توریت میں عزرا کی طرف سے ملائے ہوئے سمجھے جاتے ہیں اور سامریوں کو عزرا کی توریت سے کیا کام تھا اور عزرا کب سامریوں کی توریت کو ترتیب دیے گئے تھے اور اگر عزرا نے بقول مصنف ہدایت المسلمین سامری توریت کو بھی ترتیب دی ہے تو عیبال کی جگہ جرزین بھی بنا برعزرا ہی نے سامریوں کو برگشتہ کیا ہوگا

نعوذ باللہ اس مقام پر مصنف ہدایت المسلین کی ساری قابلیت گم ہوگئی اسی لیاقت پر مسلین کو ہدایت کرنے چلے تھے ع اوخویشتن گم است کرا رہبری کند

سلرمنٹ

کتاب یشوع بھی کسی اور کی تصنیف ہے۔

حضرت موسےٰ کی توریت کی طرح باقی اور کتابوں مشمولہ توریت کا بھی حال ظاہر ہے چنانچہ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت یشوع کی کتاب کس کی تصنیف ہے ڈاکٹر لایٹ فٹ کے نزدیک یشوع کی کتاب تصنیف فیخاس کی اور کالون کے نزدیک العاذر کی اور ہنری کے نزدیک یرمیاہ کی اور وانٹل کے نزدیک سموئیل کی ہے۔

اور کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس منگہ و پادری والش صاحب صفحہ ۱۲ سوال ۷۵ کے جواب میں لکھا ہے گمان ہے کہ پچھلی پانچ آیتوں کے سوا باقی کل یشوع نے لکھی اتنے لیکن صرف گمان ہے یقین نہیں ہے۔

ایضاً لب التواریخ جلد ۲ جدول تاریخ صفحہ ۲۴۳ میں بھی لکھا ہے کہ یشوع کی کتاب جو کہ گمان کی گئی ہے کہ سردار کاہن فینحاس نے لکھی اتنے۔

مفتاح الکتاب رومن صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے کہ اس کا مصنف یشوع تھا مگر کئی ایک یا تین جو پچھلے باب میں ہیں کسی اور نبی سے لکھی گئیں فقط۔

اس جگہ بھی وہ اپنے معمولی عقیدے کو کام میں لائے کہ ہنوز اس پچھلے باب کے لکھنے والے کا ثبوت نہیں ہے تو بھی اس کے نبی ہونے کا ثبوت ہوگیا۔

اس کے سوا وہ ساری کتاب بھی حضرت یشوع کی تصنیف نہیں معلوم ہوتی چنانچہ اس کتاب کے چوبیس۲۴ باب ہیں اور اس کے ۴ باب ۹ میں ع ہے۔ اور یشوع نے یردن کے بیچ بیچ اس جگہہ پر جہاں ان کاہنوں کے قدم ثابت ہوئے جو عہدنامے کے صندوق کے حامل تھے بارہ پتھر نصب کئے چنانچہ وہ آج کے دن تک

ع یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب یشوع کی اس کی تصنیف ہے

وہاں ہیں اور ۵ باب ۹ میں ہے آج کے دن تک اُس جگہہ کا نام جلجال ہے اور ۷ باب ۲۶ میں ہے پھر انہوں نے اُن پتھروں کا بڑا تودہ کیا جو آج تک ہے تب خداوند نے اپنے قہر کی بھڑک کو اُن پر سے پھیرا اس لئے اُس جگہہ کا نام آج تک وادی اکور ہے اور اسی طرح ۸ باب ۲۸ میں ہے اور یشوع نے عی کو جلا کر ہمیشہ کے لئے راکھہ کا تودہ کر دیا سو وہ آج کے دن تک ویران ہے اور اسی باب ۲۹ میں ہے اور اُس نے عی کے بادشاہ کو پھانسی دے کے شام تک درخت پر لٹکا رکھا اور جون ہی آفتاب غروب ہوا یشوع نے حکم کیا کہ اُس کی لاش کو درخت سے اوتاریں اور شہر کے دروازے پر پھینک دیں اور اس پر پتھروں کا بڑا تودہ کریں سو وہ آج کے دن تک ہے اور دسنا باب تیرہ میں ہے تب آفتاب نے درنگ کیا اور ماہتاب کھڑا رہا یہان تک کہ اُن لوگوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا۔ کیا یہ کتاب الیسیر میں نہیں لکھا ہے اور اسی طرح اسی باب کی ۲۷ آیت اور ۱۳ باب ۱۳ اور ۱۴ باب ۱۴ اور ۱۵ باب ۶۳ اور ۱۶ باب ۱۰ اور ۲۴ باب ۲۹ وغیرہ کو دیکھو جن میں آج کے دن تک کے لفظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضرت یشوع کے زمانہ میں نہیں لکھی گئی یشوع ۱۰ باب ۱۳ میں جو کتاب الیسیر کا حوالہ دیا ہے اور اسی طرح ۲ سموئیل اول باب ۱۸ میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کتاب الیسیر کا ہم عہد یا بعد زمانۂ حضرت داؤد کے ہوا ہے ظاہر ہے کہ کتاب یشوع کا لکھنے والا سیکڑوں برس بعد حضرت یشوع کے ہوگا۔

یشوع ۱۰ باب ۱۳ کی تفسیر میں طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے لکھا ہے کہ کتاب یسیر معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجموعہ تھا تاریخوں نظم یا نثر کا بابت بڑے بڑے مقدموں لڑائیوں اسرائیل کے ۱۲ اور یشوع ۱۵ باب ۶۳ جس میں لکھا ہے کہ یبوسی بنی یہوداہ کے ساتھہ آج کے دن تک یروسلم میں بستے ہیں فقط اس سے ظاہر ہے کہ یشوع کی کتاب حضرت داؤد کے زمانہ میں یا بعد اُس کے لکھی گئی لیکن مصنف کا بالکل پتہ نہیں ہے۔

---

۵ ان آیات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب یشوع کی نہیں ہے ۱۲

اسی طرح قاضیوں کی کتاب کا مصنف بھی بالکل مفقود ہے بعضے سموئیل کو قاضیوں اور روت کی کتاب کا مصنف خیال کرتے ہیں (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۰) لیکن یہ تو اٹکل ہے اور اسپر کچھ یقین نہیں ہے۔

ایوب کا بھی یہی حال ہے

اور اسی طرح کتاب ایوب کا حال ہے بعضے الیہو کو اور بعضے موسیٰ کو اور بعضے ایوب کو اس کا مصنف خیال کرتے ہیں (مفتاح الکتاب صفحہ ۹۱) مگر ایوب ۳۲ باب ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ الیہو حضرت ایوب سے تقریر کرنے والوں میں تھا یہ نہ کہ کتاب کا مصنف اور حضرت موسیٰ سے حضرت ایوب کا زمانہ بہت پیشتر تھا چنانچہ اُس مشہور کتاب میں جس کا نام مقدس کتاب کا احوال ہے اُس کے صفحہ ۲۴ چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء میں حضرت موسیٰ سے ایوب کا آزمایا جانا چھ سو اسی برس پیشتر اور حضرت ابراہیم سے قریب دو سو برس پیشتر لکھا ہے۔

ایوب کا زمانہ بھی نہیں معلوم

اور مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۹۱ میں لکھا ہے کہ بہت مفسروں نے ایسا ٹھہرایا ہے کہ یہ (یعنے ایوب) ابراہیم کے وقت سے پیشتر تھا بلکہ اُس زمانہ کا نور تھا جو نوح اور ابراہیم کے وقت کے درمیان گذرا تھا۔ اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۲۵ میں ہے کہ ایوب کی کتاب سنہ عیسوی سے دو ہزار ایکسو اسی یا دو ہزار ایکسو تیس برس پیشتر تصنیف ہوئی۔

اور حضرت ایوب اس کتاب کے مصنف معلوم نہیں ہوتے اس سبب سے کہ اُس میں ایوب کا نام ہر جگہ بصیغہ غایب آیا ہے۔ جیسے کہ توریت میں حضرت موسیٰ کا نام طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی کا یہ قول ہے کہ ایوب رہنے والا زمین عُز کا تھا اور زمین عُز معلوم ہوتا ہے کہ ملک عرب کا ایک ضلع تھا جانب دکھن اور پورب کنعان کے۔

ایوب کی نسل میں اختلاف

اگرچہ بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ (یعنے عُز) ادومیہ میں واقع تھا یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ایوب نسل عیساؤ سے تھا اور اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ابراہیم کی نسل

سے قاضیوں کی کتاب کا مصنف دوسرا ہے ۱۲

اور قطورہ تیسری بی بی ابراہیمؑ سے تھا اور یہ بھی گمان اغلب ہے کہ وہ تھا اولادِ عوضؑ کی جو کہ بیٹا ناحور کا تھا انتھے۔

پیدائش ۲۲ باب ۲۰ و ۲۱ سے ظاہر ہے کہ ناحور حضرت ابراہیمؑ کے بھائی کا نام ہے اور عوضؑ پہلوٹھا ناحور کا تھا اس سب اختلافات سے ثابت ہوا کہ نہ صرف مصنف کتاب ایوبؑ بلکہ حضرت ایوب کا حال بھی اہل کتاب کو تحقیق معلوم نہیں ہے۔

پھر اگر خیال کریں کہ حضرت موسیٰؑ نے کتاب ایوبؑ کو بقول طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی زبان عربی سے عبرانی میں ترجمہ کیا ہے تو اس کا بھی کوئی واجبی ثبوت نہیں ہے اور بالفرض اگر ایسا ہو تو یہ صرف ترجمہ موجود اور وہ اصل کتاب مفقود ہے ع

نکل سے سانپ گیا اب لکیر پیٹا کر۔

بعض علما اہل کتاب مثل لیکلرک اور میکالس وغیرہ خیال کرتے ہیں کہ ایوبؑ کی کتاب کا صرف خیالی مضمون ہے مگر خرقیل نبی کی کتاب کے ۱۴ باب ۱۴ و ۲۰ میں دو جگہہ نوحؑ اور دانیالؑ اور ایوبؑ کے ایک ساتھ نام لکھے ہیں اس طرح پر کہ خدا فرماتا ہے کہ جب میں گنہگار قوم پر اپنا غضب نازل کروں تو ہر چند یہ تین شخص نوحؑ اور دانیالؑ اور ایوبؑ اُس قوم میں ہوں تو بھی وے اپنی صداقت سے صرف اپنی ہی جانوں کو بچاینگے مگر میرے غضب سے اُس قوم کو نہیں بچا سکتے انتھے اس سے ظاہر ہے کہ اگر نوحؑ اور دانیالؑ نبی تھے تو ایوبؑ بھی نبی تھے۔

نبوت خاندان بنی اسرائیل پر موقوف نہیں ایوبؑ بھی نبی تھے

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبوت خاندان بنی اسرائیل پر منحصر نہیں ہے کیونکہ اگر حضرت ایوبؑ کا زمانہ حضرت ابراہیمؑ سے پیشتر تھا یا ایوبؑ نسل عیساؑ برادر کلان حضرت یعقوبؑ سے تھے یا حضرت ایوبؑ حضرت ابراہیمؑ کی نسل اور بی بی قطورہ سے تھے یا حضرت ایوبؑ عوضؑ بن ناحور برادر حضرت ابراہیمؑ کی اولاد

سلہ کتاب مسیح الدجال مصنفہ ماسٹر رام چندر عیسائی مطبوعہ دہلی ۱۸۷۳ء صفحہ ۹۸ میں یہودیوں کا قول مذکور ہے کہ یہ امر کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ یہ محمدؐ قوم امی یعنے قوم بت پرست عربوں میں سے ہے نہ ہماری قوم بنی اسرائیل سے کیونکہ ہم لوگوں میں بہت سے ایسے بھی ہیں کہ وہ اصل میں بت پرستوں میں سے تھے انتھے اور حضرت عیسیٰؑ کے حواریین جو کہ الہام یافتہ اور رسول مانے جاتے ہیں وہ سب یہودی نتھے دیکھو متی ۱۰ باب ۴ میں شمعون کنعانی ۱۲

سے تھے بہرحال حضرت ایوبؑ خاندان بنی اسرائیل سے جدا تھے۔

ساری کتاب الہام سے ہے

اور اگر حضرت ایوبؑ مورد الہام نہ تھے تو اُن کی کتاب الہامی نوشتوں میں کیوں شامل ہوئی جبکہ سب کتاب الہام سے ہے (۲ طمطاؤس ۳ باب ۱۶)

دوسری دلیل کہ نبوت خاندان بنی اسرائیل پر موقوف نہیں ہے

اور دوسری دلیل اسبات کے لئے کہ نبوت خاندان بنی اسرائیل پر منحصر نہیں یہ ہے کہ روت جو حضرت داؤدؑ کی پرداوی اور مندرجہ نسب نامہ حضرت عیسےٰؑ ہے اور راحاب فاحشہ (یشوع ۲ باب) غیر یہودی تھیں اور یہ دونوں حضرت عیسیؑ کی دادیوں میں گذری ہیں کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری نوبس سنگھ وپادری والش صاحب میں دلائل قدامت کتاب ایوب کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرت موسےٰؑ کے زمانہ سے نہایت قدیم ہے یہ مندرج ہیں (صفحہ ۴۳ سوال ۱۳۸)

(۱) ایوبؑ کا مذہب ایسا تھا جیسا کہ ابراہیمؑ کے زمانہ میں مروج تھا ایوبؑ نے قربانی گذرانی جس سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اُس کے زمانہ میں کاہن نہ تھے۔

(۲) اس کتاب میں یہودیوں کا اور شریعت موسوی کا مطلق ذکر نہیں ہے۔

(۳) اس کتاب میں بنی اسرائیل کے مصر میں مقیم رہنے اور اُن کے خروج کرنے کا اشارہ تک نہیں ملتا۔

(۴) اس کتاب میں بہت سے ایسے الفاظ مستعمل ہیں جو بہت قدیم تھے اور آخر زمانہ کی تصنیفوں میں رائج نہیں پھر صفحہ ۴۵ سوال ۱۳۹ کے جواب میں لکھا ہے مصنف اپنی دلیلوں کے ثبوت میں پاک کلام کے خاص خاص مقامات کو پیش نہیں لاتا اور نہ یہودیوں کی رسومات سے اشارہ کرتا ہے پر عام مذہبی خیالات اور آگاہی کی بنیاد پر اپنی دلیل کو قایم کرتا ہے اور اسی لحاظ سے جن جن جگہوں کا ذکر اس کتاب میں ہوا ہے سو وہ سب زمین کنعان کی حد سے باہر ہیں اور اُس کا زمانہ یہودیوں کے نظام پر مقدم ہے چنانچہ خدا کا نام اس کتاب میں لفظ یہوواہ کے نام سے ملقب نہیں ہوا ہے اس کتاب کی عبارت اس کتاب کے مقصد سے مشابہ کی گئی ہے انتہےٰ۔

یعقوبؑ کے خط کے ۵ باب ۱۱ میں بھی ایوبؑ کا ذکر ہے مگر یہ کتاب ایوبؑ کی تصنیف

یا اور مصنفوں کی جن کو نام علما اہل کتاب نے تجویز کئے کسی عیسائی نوشتہ سے ثابت نہیں ہوتی۔

موسیٰ کی کتاب سے ایوب کی کتاب قدیم ہے

کتاب طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء حصہ ۳ باب ۱ صفحہ ۲۰۸ میں لکھا ہے کہ ان میں سے موسےٰ نبی پہلا مصنف سمجھا جاتا ہے لیکن بعضے گمان کرتے ہیں کہ کتاب ایوب کا مصنّف شاید اس سے بھی قدیم تھا۔

زبوروں کے مصنفوں میں اختلاف

اور بہت سی زبوریں ہیں کہ جن کے مصنف کا پتہ نہیں چنانچہ یوسف اوسن صاحب پادری نے جوردمن میں تفسیر زبوروں کی لکھی اپنی تفسیر کے آغاز میں ایک زبور کا مصنف موسیٰ کو (جو کہ قریب پانچ سو برس بیشتر حضرت داؤد سے تھے) اور بہتر زبوروں کا مصنف داؤد کو دو زبوروں کا سلیمان کو بارہ زبوروں کا آصف کو ایک زبور کا ایتان کو گیارہ زبوروں کا بنی قرح کو لکھا ہے اور اکیاون زبوروں کا معلوم نہیں کہ کون مصنف ہے۔

سموئیل کی بھی دونوں کتابوں کا مصنف کون تھا۔

اور زبوروں کی ترتیب بھی عجب طرح کی ہے چنانچہ اکیاون ۵۱ وغیرہ ہندسہ کے زبور داؤد کے اور چھیاسٹھ ۶۶ وغیرہ ہندسہ کے زبور گم نام مصنف کے اور اڑسٹھ ۶۸ وغیرہ ہندسہ کے زبور پھر داؤد کے اور اکہتر ہندسہ کا زبور پھر گمنام مصنف کا اور بہتر ۷۲ ہندسہ کا زبور حضرت سلیمان کا اور تہتر ۷۳ وغیرہ ہندسہ کے زبور آصف کے اور چوراسی ۸۴ وغیرہ ہندسہ کے زبور بنی قرح کی اور چھیاسی ۸۶ ہندسہ کا زبور پھر داؤد کا اور ستاسی ۸۷ اور اٹھاسی ہندسہ کے زبور پھر بنی قرح کے اور نواسی ۸۹ ہندسہ کا زبور ایتان اسراخی کا اور نوے ۹۰ ہندسہ کا زبور موسےٰ کا اور ایکسو ایک ۱۰۱ وغیرہ ہندسہ کا زبور پھر داؤد کا اور ان دونوں ناموں کے بیچ کے زبور گمنام مصنف کے ہیں اور ایک ۱۰۴ سو چار وغیرہ ہندسہ کے زبور پھر گمنام مصنف کے ہیں علےٰ ہذاالقیاس اس بے ترتیبی سے ابتری کتاب کی ہر شخص خیال کر سکتا ہے اسی طرح حضرت سموئیل کی دونوں کتابوں کے مصنف کا پتہ معلوم نہیں مفتاح الکتاب صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے ان

دونوں کتابوں کا سموئیل نام اس لئے رکھا گیا کہ اُس مشہور نبی نے پہلی کتاب کے اکثر باب تصنیف کئے چنانچہ ربیّوں کی روایت سے معلوم ہوا کہ پہلی کتاب کے چوبیس ۲۴ باب جن میں سموئیل کی پیدایش اور اعمال او احوال کا بیان ہے خود اوسے نبی سے لکھی گئی اور اس کتاب کے باقی باب اور دوسری کتاب بالکل جاد و ناتن نبیوں سے الخ

سموئیل کی کتاب میں الحاق | چنانچہ اول سموئیل ۲۵ باب میں حضرت سموئیل کی وفات کا بیان ہے پس کون کہہ سکتا ہے کہ پچیسویں ۲۵ باب سے آخر اکتیس ۳۱ باب تک اول کتاب سموئیل اور تمام کتاب دوم سموئیل کو حضرت سموئیل نے اپنی وفات کے بعد تصنیف کیا ہے۔

ایضاً | مگر یہ ہی صرف خیال سے چنانچہ ان دونوں کتابوں کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سموئیل اور حضرت جاد اور حضرت ناتن ان میں سے کوئی بھی مصنف ان کتابوں کا نہیں ہے چنانچہ اول سموئیل ایک باب بیس ۲۰ میں لکھا ہے اور ایسا ہوا کہ پیٹ سے ہوئی (یعنے حضرت سموئیل کی والدہ) اور بیٹا جنی اور اُس کا نام اُس نے سموئیل رکھا اور ۱۰ ا باب میں ہے پھر سموئیل نے تیل کی ایک شیشی لی اور اس کے سر پر اونڈیلی اور ۲ سموئیل ۱۲ باب میں ہے کہ خداوند نے ناتن کو داؤد کے پاس بھیجا اور اسی طرح اور بہت مقام ہیں کتاب کو دیکھنا چاہیے۔

دونوں سلاطین کی کتاب کی نسبت | دونوں کتاب سلاطین کی بابت مفتاح الکتاب صفحہ ۸۳ میں یوں لکھا ہے اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ داؤد و سلیمان و حزقیاہ بادشاہوں نے اپنا اپنے عہد کا بیان کیا ہے پھر ناتن اور جاد اور یسعیاہ اور عیدو وغیرہ نبیوں نے اپنے علیحدہ عہدوں کا بیان کیا الخ اور کتاب سوال وجواب ترجمہ یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۹ء صفحہ ۲۱ سوال ۹۱ اور صفحہ ۲۲ سوال ۹۹ کے جوابوں میں ان دونوں کتابوں کے مصنف کی بابت یوں لکھا ہے کہ یا تو عزرا یا یرمیاہ نے لکھا انتہے پھر مفتاح الکتاب صفحہ ۲۵ کی فہرست میں اول و دوم سلاطین کے مصنف ناتن جاد و خیاہ عیدو یسعیاہ وغیرہ لکھے ہیں۔

مگر تعجب یہ ہے کہ تین بادشاہوں نے اپنی اپنی تواریخ لکھی اور ایک ہی کتاب میں

جمع کی اور کیا ان عظیم الشان بادشاہوں کی سلطنت میں مورخ نہ تھے جو اونہیں آپ اپنی تواریخ لکھنی پڑی اور سی طرح ان تین چا نبیوں نے ایک ہی کتاب میں اپنا اپنا حال لکھا اور اسطرح پر کہ جب عزرا نے ان کو ترتیب دی برابر سلسلہ عبارت کا ملگیا یہ عجیب بات ہے اور یہ کسی طرح ثابت نہیں ہے کہ سلیمان اور حزقیاہ وغیرہ نے اپنا اپنا حال لکھا بلکہ اُس زمانہ سے مدت دراز کے بعد یہ کتابیں لکھی گئیں چنانچہ ۲ سلاطین[۵] ۲ باب ۲۲ میں الیسع ہ کے ذکر کے بعد دیکھنا چاہیے جہاں لکھا ہے کہ آج کے دن تک اور اسی طرح ۱۷ باب ۳۴ و ۴۱ وغیرہ اور ۱۸ باب ۴ و ۲۲ میں حزقیاہ کا نام بصیغہ غائب اور اُس کی تعریف ۳ آیت میں یہ سب باتیں دلیل ہیں کہ حزقیاہ اس کا مصنف نہ تھا اور نہ سلیمان اور نہ داؤد اور نہ کہیں بیبل میں یہ لکھا ہے کہ اسماء مرقومہ بالا سے کوئی مصنف کتاب سلاطین ہوا۔

نحمیاہ کی کتاب بھی اُس کی نہ تھی۔ اور نحمیاہ ۱۲ باب ۱-۲۶ دلالت کرتا ہے کہ وہ صحیفہ نحمیاہ کا نہیں اور یہاں بلاچاری اُن کے مفسر اقرار الحاق کا کرتے ہیں اور الحاق کرنے والا اُن کے نزدیک معین نہیں ہو سکتا ہارن صاحب جلد چوتھی اپنی تفسیر میں الحاقی ہونے ان آیتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور کتاب واعظ جو کہ حضرت سلیمان ؑ کی تصنیف سمجھی جاتی ہے اُس کو ربی قمچی کہ یہودیوں کا بڑا عالم مشہور ہے تصنیف یسعیاہ ؑ اور ٹالمیوڈی کے علما تصنیف حزقیاہ کی بتلاتے ہیں اور گروٹیس کہتا ہے کہ بحکم زروبابل کے اُس کے بیٹے ابیہود کی تعلیم کے لئے کسی شخص نے تصنیف کی تھی اور بعضے علما جرمن کے خیال کرتے ہیں کہ بعد قید بابل کے تصنیف ہوئی یعنے حضرت سلیمان ؑ سے قریب چار سو برس کے بعد اور زرقبیل کہتا ہے کہ انیتوکس اپقنس کے وقت میں لکھی گئی۔

امثال سلیمان ؑ کی حالت اور سات باب آخیر امثال کے ۲۵ باب سے ۳۱ باب تک تصنیف حضرت سلیمان ؑ کی نہیں ہیں بلکہ سیکڑوں برس بعد وفات حضرت سلیمان ؑ کے ملائے گئے ہیں چنانچہ امثال ۲۵ باب میں لکھا ہے۔

[۵] اس جگہ سے کتاب سلاطین کا حقدہ کھل تا ہے۔

اعتراض امثال سلیمان پر | اور یہ بھی سلیمان کی امثال ہیں جنہیں شاہ یہوداہ حزقیاہ کے رفیقوں نے قلم بند کیا تھے۔ یعنے اگرچہ اس آیت میں سلیمان کا نام موجود ہے لیکن حضرت سلیمان سے تین سو برس بعد حزقیاہ کے رفیقوں نے کیونکر اونہیں قلم بند کیا اور حضرت سلیمان کے زمانے میں کیوں قلم بند نہیں ہوئے اور امثال ۲۵ باب کی پہلی آیت حزقیاہ کے رفیقوں سے بھی سیکڑوں برس بعد کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں اُن کا نام بصیغۂ غایب ہے۔

ایضاً | اور معلوم نہیں کہ کس نے یہ آیت اپنی طرف سے ملادی اور گمان غالب ہے کہ اس آیت کو الحاق کرنے والا یہی شخص مصنف اُن سات بابوں کا بھی ہو۔

ایضاً | اور امثال کے آخر ۲ باب اجور و لموئیل کی تصنیف ہیں معلوم نہیں کہ اجور و لموئیل کون اور کس زمانے میں تھے تفسیر ہنری و اسکاٹ میں ہے کہ ہولڈن نے اس خیال کو کہ لموئیل نام سلیمان کا ہے رد کر کے تحقیق کیا ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہے اور کوئی دلیل کافی اسبات کی ملی ہوگی کہ کتاب لموئیل اور کتاب اجور الہامی ہیں ورنہ کتب قانونی میں داخل نہ ہوتیں۔

دیکھئے اٹکل سے کہتے ہیں کہ ان کتابوں کے الہامی ہونے کی قدما کو کوئی دلیل کافی ملی ہوگی مگر کچھ اس کا ثبوت نہیں ہے۔

سلیمان کی خلاف شریعت شادیاں | چونکہ اجنبی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا بنی اسرائیل کو ناجائز تھا استثناء باب ۲ و ۳ تو حضرت سلیمان کی غزل الغزلات کیونکر الہامی ہوسکتی ہیں جو فرعون کی بیٹی کے ساتھ شادی کرتے وقت کہیں تھیں کیا خدا نے آپ ہی اجنبی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا بنی اسرائیل کو منع کیا اور آپ ہی فرعون کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے میں حضرت سلیمان کو عاشقانہ غزلوں کا الہام بھیجا اور غزل الغزلات سے زیادہ بموجب عقیدہ اہل کتاب امثال اور واعظ کو سمجھنا چاہیے۔

سلیمان کی بت پرستی | کیونکہ وہ حضرت سلیمان کے بڑھاپے یعنے اُن کی بت پرستی کے

دنوں میں (سلاطین ۱۱ باب ۵-۸) تصنیف ہوئیں کیا کوئی بت پرست بھی الہام یافتہ ہوتا ہے۔ اب کہاں وہ قول درست رہا کہ ساری کتاب الہام سے ہے۔

طمطاوس کا خط غیر الہامی ثابت ہوا

۲ طمطاؤس ۳ باب ۱۶ کیونکہ اس ساری کتاب سے مراد ہے عہد عتیق کی ساری کتاب دیکھو میزان الحق چھاپہ آگرہ آباد ۱۸۵۰ء دوسری چھپائی صفحہ ۳۹ پس اگر یہ تینوں کتابیں یعنے امثال۔ واعظ۔ غزل الغزلات یا ان میں سے ایک بھی غیر الہامی ٹھہرے تو طمطاوس کا دوسرا خط جس میں یہ آیت ہے کہ ساری کتاب الہام سے ہے اپنے بیان کی بے اعتباری کے سبب یقینی غیر الہامی ہو گیا کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ اور پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء میں لکھا ہے (صفحہ ۴ سوال ۱۶۴)

کتاب امثال پوری نہیں ہے

کیا جتنی مثالیں سلیمان نے کہیں سب اس کتاب میں درج ہیں (یعنے امثال میں) جواب نہیں اُس نے تین ہزار تمثیلیں اور ایک ہزار پانچ غزلیں کہیں تھیں دیکھو اول سلاطین ۴ باب ۳۲ انتہٰی۔

پس اس سے بخوبی ثابت ہے کہ جس طرح اس کتاب امثال موجودہ میں سات باب پیچھے سے ملائے گئے اسی طرح اصل کتاب سے بہت کچھ ضائع بھی ہو چکا ہے یعنی صرف ایک ہی آفت نہیں بلکہ بڑھانے اور گھٹانے دونوں طرح کی آفتیں اس کتاب کے لاحق ہوئیں ہیں۔

کتاب یسعیاہ بھی ایسے ہی ہے جس کا مصنف نہیں معلوم ہوتا

اور کتاب یسعیاہ کے ۳۸ و ۳۹ باب اور ۲ سلاطین ۲۰ باب کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ جو ایک کتاب کا محاورہ ہے وہی دوسری کا ہے پس کیونکر ثابت ہوا کہ اس کا مصنف اُن کے سواہے کیونکہ جس طرح یسعیاہ کا نام بصیغۂ غائب اور جو بیان لفظ بلفظ ایک کتاب میں ہے وہی دوسری میں بھی ہے۔

یسعیاہ میں الحاق

اور کارکرن صاحب کا تلک صفحہ ۱۶۱ اپنے تیسرے رسالہ مباحثہ میں جو ۱۸۵۴ء میں آگرہ میں چھپا ہے اور وہ مباحثہ پادری وارن صاحب سے ہوا تھا لکھتا ہے

کہ مشہور اسٹاہلن جرمنی نے کہا ہے کہ کتاب یسعیاہ میں چالیسویں باب سے چھیاسٹھویں باب تک ممکن نہیں کہ تصنیف یسعیاہ کی ہو انتہیٰ۔ اس سے ثابت ہوا کہ ستائیس باب کتاب یسعیاہ کے الحاقی ہیں اور اس کا کرن صاحب والی مباحثہ کا پادری عمادالدین نے بھی اقرار کیا ہے دیکھو ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۱۔

یرمیاہ میں اختلاف اور الحاق | مفتاح الکتاب صفحہ ۱۰۶ میں ہے کہ یرمیاہ کا ۵۲ باب عزرا سے لکھا گیا ہنری اور اسکاٹ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس باب کو عزرا یا کسی اور شخص نے واسطے توضیح پیشین گوئیوں یرمیاہ کے جو باب گذشتہ پر تمام ہوئیں اور نوحہ یرمیاہ کے الحاق کیا ہے اور ہارن صاحب صفحہ ۱۹۵ جلد چوتھی مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء میں لکھتا ہے کہ یہ کتاب بعد یرمیاہ کے بابل سے یہودیوں کی رہائی کے پیچھے جس کا تھوڑا بیان اس باب میں پایا جاتا ہے ملایا گیا ہے پس ان مفسروں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ یہ باب قطعاً الحاقی ہے اور الحاق کرنے والا معین نہیں۔

زبان میں فرق | اور ہارن صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس پیغمبر کے سب ملفوظات عبری میں ہیں مگر ۱۰ باب ۱۱ کہ وہ کسدیوں کی زبان میں ہے فقط اور ایسا ہی اردو بیبل میں جو لندن میں ۱۸۶۰ء میں چھپی ۱۱ آیت کے حاشیہ پر لکھا ہے اور تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لدھیانہ باہتمام پادری روڈلف صاحب ۱۸۶۹ء جسے پہلے ڈاکٹر جان مکڈول صاحب نے تصنیف کیا اور ۱۸۳۸ء میں چھپی تھی اُسکے صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے

پہلے سب کتابیں عبرانی اور کالدی میں تھیں | کہ توریت کے سوا پرانے وثیقے کی سب کتابیں ملاکی نبی کے وقت جو مسیح سے چار سو بیس برس پیشتر تھا عبرانی اور کالدی زبان میں قلم بند ہوئیں انتہیٰ نعت کتاب مقدس مصنفہ مسس پادری متھر صاحب و مرتبہ پادری شیرنگ صاحب مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۷۵ء صفحہ ۷۹ کالم ایک میں ہے کہ عزرا کی کتاب کچھ کسدیوں کی زبان میں اور کچھ عبرانی میں لکھی گئی انتہیٰ یرمیاہ ۱۰ باب ۱۱ بھی کسی کسدی زبان والے کی ملائی ہوئی ہے اور فاضل وٹیما بھی کہتا ہے کہ وہ الحاقی ہے جیسا اور جا توریت وغیرہ میں بھی مثل اس الحاق کے پایا جاتا ہے۔

اور یرمیاہ کا نام اس کتاب میں اکثر غائب کے صیغہ عہ سے آیا ہے اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ ساری کتاب یرمیاہ کی تصنیف ہے مثلاً یرمیاہ ۲۸ باب ۱۰ میں لکھا ہے تب ہنیناہ نبی نے یرمیاہ نبی کی گردن پر سے جوا او تارا انتہیٰ اس آیت سے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ یہ کتاب ہنیناہ نبی کی تصنیف ہے یا یرمیاہ نبی کی اسی طرح کے اس کتاب میں اور مقام بھی ہیں دیکھو یرمیاہ ۱۱ باب اور ۱۴ باب اور ۱۸ باب اور ۲۰ باب ۲ و ۳ اور ۲۱ باب ۳ اور ۲۵ باب ۲ اور ۲۷ باب اور ۲۸ باب ۵-۶-۱۲-۱۵ وغیرہ۔

زکریا کی کتاب پر رائے — اور کتاب زکریا کا یہ حال ہے کہ ہارن صاحب جلد ۴ مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء صفحہ ۲۲۳ میں بیان حال کتاب زکریا میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے آخر میں نسبت اول کے بیان صاف اور مضمون عالی ہے اور اول میں پوشیدہ اور اس فرق کے سبب مسٹر میڈ اور ڈاکٹر ہمنڈ اور بعض محققین متاخرین نے خیال کیا ہے کہ باب ۹-۱۰-۱۱ اس کتاب کی تصنیف زکریا کی نہیں انتہیٰ۔

کتاب آستر میں اول سے آخر تک کسی نبی کا نام یا خدا کا نام نہیں ہے — آستر کی کتاب جو الہامی نوشتوں میں شامل ہے عجب طرح کی الہامی تواریخ ہے کہ جس میں اول سے آخر تک کہیں خدا اور رسول کا نام نہیں ہے صرف اُس بت پرست بادشاہ فارس کا ذکر تمام و کمال کتاب میں ہے اور اس کتاب کے بھی مصنف کا بالکل پتہ نہیں عزرا کا بھی اس کتاب میں نہ کسی جگہ نام ہے اور نہ کچھ بھی ذکر ہے لیکن اُس بت پرست بادشاہ کی شراب خواری کی تعریف اور عشق آستر ملکہ میں یہودی قوم کی جان بخشی مذکور ہے دیکھو آستر اول باب ۷-۸ اور ۱۰-۱۲ بیحیائی کی بابت اور ۲ باب خصوصاً اُس کا ۱۲-۱۴ حرامکاری کی بابت اور ۵ باب ۶ اور ۷ باب ۲-۷ اور بہت قدماء عیسائیوں کو اس کتاب پر شبہہ تھا کاٹلک ہرلڈ کی جلد ۲ صفحہ ۳۴۷ میں لکھا ہے کہ سنٹ ملٹیو نے کتب واجب التسلیم کی فہرست میں اس کا نام درج نہیں کیا چنانچہ یوسی بیس نے اپنی تاریخ کلیسیا کے باب ۲۶ کتاب چہارم میں لکھا ہے اور سنٹ گریگری نازین زین نے اپنے

عہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یرمیاہ کسی اور کی تصنیف ہے ۱۲

شعروں میں صحیح کتابوں کے نام ضبط کئے ہیں اور نام اس کتاب کا نہیں لکھا اور سنٹ ایم فی لوکیس نے اپنے شعروں میں جو سلیوکس کو لکھے تھے اس پر شبہہ کیا ہے۔ اتھانی شیس نے اور سنٹ آ ... شیس نے اپنی ۳۵ چٹھی میں اس کتاب کا ذکیا ہے اور اسی طرح مصنف سناپ سس نے بھی۔

استر کو رد کیا ہے

کتاب سوال وجواب پادری یونس سنگھ وپادری والش صاحب چھاپا الہ آباد مشن پریس سنہ ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۳۱ سوال ۱۲۰ کے جواب میں لکھا ہے اس کا یعنی کتاب آستر کا مصنف معلوم نہیں پھر اوسی کتاب سوال وجواب کے صفحہ ایضاً سوال ۱۳۰ میں لکھا ہے اس کتاب میں کون سی خصوصیت ہے جواب خدا کا نام اس میں مذکور نہیں ہے انتہے۔

کتاب روت کب لکھی گئی

کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ وپادری والش صاحب صفحہ ۱۵ سوال ۶۹ کے جواب میں کتاب روت کی بابت یوں لکھا ہے گمان ہے کہ یہ داؤد کے زمانہ میں رقم ہوئی اس کی پچھلی آیت سے ثابت ہے کہ یہ کتاب داؤد کے زمانہ سے آگے نہ لکھی گئی ہوگی انتہے

واضح ہو کہ روت حضرت داؤد کی پردادی تھی یعنے روت سے عابد پیدا ہوا اور عابد سے یسی اور یسی سے حضرت داؤد پس چار پشت کے بعد یہ کتاب حالات روت میں لکھی گئی دیکھو متی اوّل باب ۵۔

کتاب حبقوق خود حبقوق کا حال معلوم نہیں کہ کب تھے

پھر کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ اور پادری والش صاحب صفحہ ۷۹ سوال ۳۴۲ کے جواب میں کتاب حبقوق کی بابت لکھا ہے کہ حبقوق نبی کا حال بالکل ہی معلوم نہیں انتہے پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۸۹ سوال ۳۷۳ کے جواب میں ملاکی نبی کی کتاب کی بابت لکھا ہے کہ اُس کے نام کے سوا اُس کا اور کچھ حال معلوم نہیں ہے اب پادری فانڈر صاحب کا قول کتاب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۶ چھاپہ سکندرہ اکبرآباد مطبوعہ ۱۸۵۵ء سے نقل کرتا ہوں۔

تعین تعداد مجموعہ بیبل کی تصنیفات کا

قولہ توریت کے سب صحیفے (جو انتالیس ۳۹ کتابیں ہیں) نبیوں کے وسیلے سے لکھے گئے حضرت موسیٰ کے ایام سے تخمیناً پندرہ سو برس پیشتر سنہ عیسوی سے حضرت ملاکی نبی تک کہ چار سو برس قبل از سنہ عیسوی تھا مگر بعض صحیفوں کی بابت معلوم نہیں کہ کس نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں مثلاً ایوب۔ روت سلاطین وغیرہ کے حق میں یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کس نبی نے اُن کو لکھا ہے اور بعض کتب میں اور نبیوں کی بات بھی داخل ہے مثلاً کتاب زبور میں ایسی بھی زبور ہیں جو حضرت داؤدؑ سے نہیں ہیں۔

الحاق اکثر توریت کے مجموعہ میں

اور ویسا ہی حضرت موسےؑ کی پانچویں کتاب کی آخر فصل جس میں موسےؑ کی وفات کی خبر ہے کسی اور نبی سے اس کتاب میں الحاق کیا گیا فقط مت کلامہ۔

توریت کا مجموعہ نا مکمل ہے

پادری فانڈر صاحب نے اس بیان میں سلاطین کے لفظ کے بعد جو وغیرہ کا لفظ لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ ایوب، روت سلاطین کے سوا اور بھی کتابیں ہیں کہ جنکے مصنف نا معلوم ہیں اور کتاب اختتام دینی مباحثہ کے مقصد چہارم صفحہ مذکور میں لکھا ہے کہ نبیوں کی سب گذارشات اور نام اور کلام اور اُن کا سب لکھا ہوا بھی توریت میں داخل نہیں ہوا ہے انتہے۔

ضروری اکثر باتیں عہد جدید اور عہد عتیق میں نہیں پائی جاتیں

اور ایسا ہی میزان الحق کے صفحہ ۵۴ میں بھی ہے اس سے اور بہت صحیفوں کے ضائع ہو جانے کی بخوبی گواہی ملتی ہے تو توریت کی بربادی کا بھی کیونکر تعجب ہو سکتا ہے اور یہی سبب ہے کہ فوطی فار مصری کی بی بی کا نام اور حضرت سلیمانؑ کی بی بی یعنے سبا کی بیگم کا نام اور اُس پھل کا نام جسے کھا کر حضرت آدمؑ بہشت سے نکالے گئے اور شیطان کی برگشتگی اور اُس کے نکالے جانے کا وقت اور سبب اور روح القدس کا

متسل بیان لکھنے میں اہل کتاب بالکل عاجز و مجبور ہیں یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کی طفولیت کا بیان بھی حضرت کی تیس برس کی عمر تک اِن اناجیل میں پایا نہیں جاتا اور اسی طرح تثلیث کا بیان کوئی عیسائی نہیں کرسکتا۔

خدا کی معرفت مشکل ہے | پادری فانڈر صاحب میزان الحق طبع ثانی چھاپہ آگرہ سنہ ۱۸۵۰ء باب ۲ فصل ۴ صفحہ ۱۱۳ سطر ۱۶-۱۹ میں لکھتے ہیں کہ اُس بندہ کو جو غور فکر کرکے خدا کی ذات پاک کے دریا میں ڈوب رہا ہے لازم ہوگا کہ سکوت کا شیوہ اختیار کرے سو ہم بھی سکوت اختیار کرکے اپنے اُس خداوند کی بندگی کرتے ہیں کہ جو تمامی اشیاء کو دریافت کرتا اور آپ کسی کی دریافت میں نہیں آتا انتہےٰ۔

پھر میزان الحق کے صفحہ ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ انسان کی ناقص عقل قیاس وگمان کے زور سے ذات الٰہی کے کم وکیف کو نہیں پہونچ سکتی انتہےٰ۔ لیکن تعجب ہے کہ پھر تثلیث کی تعداد کیسے معلوم ہوگئی۔

غزل الغزلات کا حال | اب کتاب غزل الغزلات کا حال سُنئے طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے اس کتاب کے شروع تفسیر یعنی بیان شان نزول میں لکھا ہے۔

قولہ تحقیق معلوم ہوا کہ اس کتاب کا مصنف سلیمان ؑ ہے جیسے امثال اور واعظ کا اور ہمیشہ اسے ایسا سمجھنا چاہیئے جیسے پاک کتابیں جس طرح اور الہامی کتابوں کو پڑھتے ہیں اسیطرح یعنی عقیدے اور ادب سے اس کو پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ کتاب بھی مثل اور کلام الٰہی کے ہے فقط۔

اور پھر پہلی آیت کی تفسیر میں اوسی مفسر نے لکھا ہے کہ سلیمان ؑ نے بہت سی غزلیں کہیں اُن میں بیشک سب بیت دانشمندی کی تہیں لیکن صرف یہی مقدس غزلیں بچ رہیں اور کتب مقدسہ میں شامل کی گئیں۔

مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان ؑ نے جبکہ فرعون کی بیٹی سے اُن کی شادی ٹھہری یہ پاک غزلیں تصنیف کیں انتہےٰ بتمام کلامہ اور اسی طرح مفتاح الکتاب چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۰۰ میں بھی ہے۔

اغراض | اول سلاطین ۴ باب ۳۲ میں ہے اور اُس نے ا یعنی سلیمان ؑ نے تین ہزار مثالیں کہیں اور اُس کے گیت ایک ہزار اور پانچ تھے انتہٰی۔ مگراب اُس ایکہزار اور پانچ میں صرف اسی قدر ہیں جو غزل الغزلات میں شامل ہیں اس سے بھی کتابوں کی بربادی کا حال ظاہر ہے کیونکہ جب یہ بھی مقدس کتاب ہے اور توریت اور زبور وغیرہ میں شامل ہے تو اس کی بربادی اور کتابوں کی بربادی کا صاف نمونہ ہے۔

رحبعام سے توریت کی کتابوں کی بربادی ہونی شروع ہوئی | کیونکہ میں نے توریت کی بربادی کا ذکر رحبعام بن سلیمان ؑ کے وقت سے شروع کیا ہے اور حضرت سلیمان ؑ کی غزل الغزلات علما اہل کتاب کے عقیدے کے موافق رحبعام کی سلطنت سے پیشتر تھی یعنی تصنیف غزل الغزلات کا زمانہ سنہ عیسوی سے پیشتر ایک ہزار چودہ برس اور رحبعام کے وقت میں ہیکل وغیرہ کا لٹنا سنہ عیسوی سے پیشتر نو سو ایکہتر برس لکھا ہے۔

غزل الغزلات بھی پوری نہیں ہے | اور غزل الغزلات کا اصلی شمار پر رہنا علما اہل کتاب کے قولوں سے بالاتفاق ثابت ہے اور اب غزل الغزلات میں صرف ایک سو سترہ ۱۱۷ آیتیں ہیں کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۴۶ سوال ۱۷۱ کے جواب میں غزل الغزلات کی بابت لکھا ہے کہ اس میں تمثیل کے طور پر مسیح اور کلیسیا کی باہم محبت کا بیان ہے انتہٰی۔ مطلب یہ ہے کہ کلیسیا مسیح کی زوجہ ہے اور وہ اپنی زوجہ سے اختلاط کرتا ہے انتہٰی۔

اس میں غمزہ اور ناز بھی الہامی ہیں | اس پاک کتاب کے مقدس ہونے کا عجیب سبب ہے یہ تمام مقدس المقدسات بیان غمزہ وناز سے بھری ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کا نام تک کہیں اس پاک کتاب میں پایا نہیں جاتا یعنے کہیں خدا کا نام اس مقدس المقدسات میں نہیں ہے مفتاح الکتاب رومن صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے جو شعر کی قدر دانی کرتے انہوں نے غزلہائے مذکور کو اول اور عمدہ جانا۔

> غزل الغزلات میں خدا کا نام ہی نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کا نام اس کتاب میں کہیں نہیں ملتا مگر قدیموں کی یہ سمجھ ہے کہ اس میں یہوواہ اور کلیسیا کی آپس کی محبت کا بیان ہے جو فی تمت کلامہ مگر یہ صرف عیسائی اور یہودی عقیدہ کا حسن ہے ورنہ اس کے مضمونوں سے اس کا لطف ظاہر ہے۔

> یہاں غزل الغزلات میں ایک جگہ خدا کا نام ہے مگر اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

پیٹر بن یعقوب جو یہودیوں کا ربی ہے اس نے مجھ سے کہا کہ ایک جگہ اس میں خدا کا نام ہے یعنے ۸ باب ۶ میں اور اس نے یہ بھی کہا کہ تمام کتب عہد عتیق مقدس ہیں لیکن غزل الغزلات اقدس ترین ہے اور وہ آیت یہ ہے خاتم کی مانند مجھے اپنے دل پر لگا رکھ اپنے بازو کی خاتم کی مانند کیونکہ عشق موت کی مانند غالب ہے اس کی غیرت پاتال کی مانند سخت ہے اس کی سوزشیں آتش کی سوزشیں بلکہ لہب الہی ہیں غزل الغزلات ۸ باب ۶ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس طرح پر خدا کا نام کسی جگہ پر ہونا دراصل نہ ہونے کے برابر ہے تو بھی ساری کتاب الہام سے ہے اور تعلیم اور الزام اور سدھارنے کے اور راستبازی میں تربیت کرنے کے واسطے فائدہ مند ہے تاکہ مرد خدا کامل اور ہر ایک نیک کام میں تیار ہو ۲ طمطاؤس ۳ باب ۱۶ ۱۷ چنانچہ تبرکاً و تیمناً دو ایک آیتیں اس کی بھی اس مقام پر لکھتا ہوں۔

> غزل الغزلات میں عشق انگیز باتیں شرم انگیز باتیں۔

غزل الغزلات اول باب میں ہے وہ اپنے منہ کے چوموں سے مجھے چومے کہ تیرا عشق مے سے بہتر ہے اور اسی باب کی ۹ آیت میں ہے اے میری جانی میں تجھے فرعون کے رتھ کی گھوڑیوں میں سے ایک سے تشبیہ دیتا ہوں اور ۴ باب ۹ میں ہے اے میری بوا اور اے میری زوجہ تو نے میرا دل چھین لیا تو نے اپنی ایک آنکھ سے اپنے گلے کی ایک زنجیر سے میرے دل کو غارت کیا ہے اور ۴ باب ۱۰ میں ہے میری بہن میری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے تیری محبت مے سے زیادہ لذیذ ہے الخ غرض کہ یہ تمام مقدس المقدسات کتاب ایسے ہی الہامی مضمونوں سے

بھری ہے اگر زیادہ شوق ثواب ہو تو اُس ساری کتاب کی تلاوت کرنا چاہیے

سکرمنٹ ۴

یہاں ہے وہ مجموعہ کی توریت کی باتیں جن کے بیان سے شرم آتی ہو

نہ فقط غزل الغزلات بلکہ توریت وغیرہ میں ایسی تعلیمات اکثر پائی جاتی ہیں چنانچہ روت موابی جو حضرت عیسیٰ کی دادیوں میں تھی (متی ۱ باب ۵) اوسی مواب کی نسل سے تھی جو حضرت لوط کی بڑی بیٹی نے اپنے باپ سے جنا پیدایش ۹ ا باب ۳۶-۳۷ روت ۱ باب ۴ اور ۴ باب ۱۳ و ۱۷ اگرچہ استثنا ۲۳ باب ۳ میں ہے کہ اموی اور موابی کبھی خداوند کی جماعت میں داخل نہوں انتہے طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

قولہ۔ چونکہ روت موابی کی شادی ہوئی بوعاز سے اور اُس سے داؤد بادشاہ اور اُس کی نسل ظاہر ہوئی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ قانون (استثنا ۲۳ باب ۳ کا) صرف مردوں کے واسطے تھا نہ یہ کہ عورتوں کے واسطے بھی انتہے مگر آیت میں تو علی العموم سب مردوں اور عورتوں کا ذکر ہے نہ یہ کہ صرف مرد لیکن جبکہ حضرت داؤد اور بموجب نسب نامہ مندرجہ متی حضرت عیسےٰ بھی اوسی نسل سے تھے اس لئے مفسرین عیسائی کو یہ تاویل ضرور ہوئی پھر یہ کہ حضرت داؤد وغیرہ بھی جبکہ روت کی نسل سے تھے تو اسی نسل کے مردوں میں یہ بھی شامل ہوئے ہوسیع نبی کو فاحشہ عورت سے زناکاری کرنے کا خدا کی طرف سے حکم ہونا ہوسیع ۱ باب ۲ اور ۳ باب ۱ اور واضح ہو کہ پہلے باب والی عورت سے نکاح کرنے کا کہیں ذکر نہیں ہے اور اُس سے اولاد بھی ہوئی اور ۳ باب ۱ میں دوسری عورت کا ذکر ہے جس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے عیب پوشی کرکے لکھا ہے کہ یہ عورت یادہ ہے جس کا پہلے یعنی ۱ باب میں ذکر ہوا یا کوئی دوسری جس سے قایم کی ہوسیع نے اپنی محبت انتہے

یہوداہ کی بہو نے اپنے خسر سے زنا کرایا اور اُسی کی نسل سے مسیح کا پیدا ہونا

پیدایش ۳۸ باب ۱۸ متی ۱ باب ۳ راحاب فاحشہ کا جھوٹ بولنے کے سبب نجات پانا اور مسیح کی دادیوں میں ہونا یشوع ۲ باب متی ۱ باب ۵ اسی طرح روت ۳ باب اور اسی طرح آستہ ۵ باب حضرت داؤد کا اوریاہ کی جورو سے زنا کرنا اور اس کی نسل سے مسیح کا پیدا ہونا ۲ سموئیل ۱۱ باب متی ۱ باب ۶۔

حضرت یعقوب کا جھوٹ بولکر بڑے بھائی کی برکت آپ لینا پیدایش ۲۷ باب

حضرت بی بی سارہ کا جھوٹ بولنا پیدایش ۱۸ باب ۱۵

حضرت ابراہیم کا جھوٹ بولنا پیدایش ۱۲ باب ۱۹

حضرت اسحاق کا جھوٹ بولنا پیدایش ۲۶ باب ۹

بیت ایل کے ایک نبی کا جھوٹ بولنا اول سلاطین ۱۳ باب ۱۱-۱۸ سمرون کے چار سو نبیوں کا خدا کی بھیجی ہوئی روح کے ورغلانے سے جھوٹ بولنا ۲ تواریخ ۱۸ باب)

اور بعضے عیسائی جو کہتے ہیں کہ وہ بچھڑے کے نبی تھے تو یہ غلط ہے کیونکہ روح کی بلوائی ہوئی وہ بولی تھی (متی ۱۰ باب ۲۰) اور ایک نبی جو سچا نکلا وہ بھی تو انہیں میں کا تھا اور خود یہوشفات بادشاہ یروسلم نے اونہیں خداوند کے نبی کہا تھا ۲ تواریخ ۱۸ باب ۴ و ۶ امثال ۱۶ باب ۴ میں ہے خداوند نے ہر چیز اپنے لئے بنائی ہاں شریروں کو بھی اُس نے برُے دن کے لئے بنایا اور اسی طرح یسعیاہ ۳۰ باب ۲۸ اور ۲۹ باب ۱۰ اور ۴۵ باب ۷ میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا شر کا بھی بانی ہے اور اسی کے مطابق رومیوں کے ۱۱ باب ۸ اور ۹ باب ۲۱ میں بھی ہے۔

حضرت یوسف کا اپنے بھائیوں سے جھوٹ بولنا پیدایش ۴۴ باب ۱-۱۷

حضرت نحمیاہ کا بت پرست بادشاہ فارس کو شراب پلانے میں نوکری کرنا نحمیاہ ۲ باب ۱ اور ۱ باب ۱۱۔

حضرت اسحاق کی مینوشی اپنے بیٹے حضرت یعقوب کے ہاتھ سے پھر برکت دینا پیدایش ۲۷ باب ۲۵

حضرت افتاح نے خدا کی نذر مان کر اپنی بیٹی کو قربانی کیا قاضیوں کا ۱۱ باب ۳۰-۴۰

واضح ہو کہ اگرچہ اِن مروجہ کتب مقدسہ میں یہ سب باتیں[1] لکھیں ہیں مگر ہم مسلمان اِن باتوں
کو ہرگز سچ نہیں جانتے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک سب انبیاء علیہم السلام پاک اور معصوم
ہیں اس کے سوا توریت وغیرہ میں مبالغہ شاعرانہ بھی بہت ہیں کہ جو محاورہ انسانی
سے علاقہ رکھتے ہیں نہ یہ کہ کلام ربانی سے چنانچہ استثنا ۱ باب ۲۸-۲۹ میں ہے جموریوں
کے شہر کی دیواریں آسمان تک ہیں اور قاضیوں کے ۲۰ باب ۴۰ میں ہے کہ شہر سے
آسمان تک شعلے اوٹھے اور یشوع ۸ باب ۲۰ میں ہے کہ دہواں شہر سے آسمان تک
اوٹھہ رہا ہے اور اول سموئیل ۵ باب ۱۲ میں ہے کہ شہر کا نوحہ آسمان تک گیا تھا انتہے
اور ۲ سلاطین ۹ باب ۸ میں ہے میں اخی اب کا ایک بھی بنی اسرائیل میں باقی نہ رکھونگا
جو اُس کی دیوار پر موتے انتہے۔ اسی طرح اول سموئیل ۲۵ باب ۲۲۔ اور اول سلاطین
۱۴ باب ۱۰۔ اور ۱۶ باب ۱۱ اور ۲۱ باب ۲۱ میں بھی ہے اور حضرت شمسون کی بی بی
کو جب قوم نے تنگ کیا تو حضرت شمسون کا قوم کے لوگوں سے خطاب کہ اگر تم
میری بچھیا کو ہل تلے نہ جوتتے تو میری پہیلی کبھو نہ بوجھتے (قاضیوں کا ۱۴ باب ۱۸)
اور خروج ۱۹ باب ۳ و ۴ میں ہے تب موسےٰ خدا پاس چڑہا اور خداوند نے اُسے
پہاڑ سے بلایا اور کہا کہ تو یعقوب کے خاندان کو یوں کہیو اور بنی اسرائیل سے یوں بیان
کیجیو کہ تم نے دیکھا میں نے مصریوں سے کیا کیا اور تمہیں عقاب کے پروں پر بیٹھا کر
اپنے پاس لے آیا انتہے۔ اور اول سلاطین ۱۸ باب ۲۷ میں ہے الیاس اُن پر ہنسا
اور بولا چلا کے پکارو کیونکہ وہ تو ایک خدا ہے شاید وہ کسی سے باتیں کر رہا ہے یا
کسی کام میں مشغول ہے یا کہیں سفر میں ہے اور شاید کہ وہ سوتا ہے سو ضرور ہے
کہ وہ جگایا جاوے انتہے اور ایوب ۱۲ باب ۲ میں ہے شک نہیں ہے کہ تم خاص لوگ
ہو اور دانائی تمہارے ساتھ مرے گی انتہے۔ اِن پچھلے دونوں طرزوں کو ہجو ملیح کہتے ہیں

---

[1] واضح ہو کہ یہ سب ناروا کام جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت توریت وغیرہ میں لکھے ہیں مؤلف کا یہ ہرگز عقیدہ نہیں کہ یہ سب باتیں سچ ہیں بلکہ گمان غالب ہے کہ لوگوں نے اپنے یہ سب برے کام جائز رکھنے کے لئے انبیاء کی نسبت اُن کاموں کا شروع ظاہر کیا ہے اور قرآن مجید سے اِن سب تہمتوں کا بطلان ظاہر ہے اور واقع میں یہ سب انبیاء علیہم السلام معصوم اور ہر گناہ صغیرہ و کبیرہ سے مبرہ و منزہ تھے۔ ۱۲

از مفتاح الکتاب صفحہ ۲۰۲

یرمیاہ ۳ باب ۱۳ میں قوم اسرائیل سے خدا فرماتا ہے صرف اپنی بدکاری کا اقرار کر اور کہہ کہ میں خداوند اپنے خدا سے پھر گئی ہوں اور ہر ایک ہرے درخت کے تلے بیگانوں کے ساتھ اپنی راہ روش کو خراب کر دیا ہے اور اسی باب کی ۲ آیت میں ہے پہاڑوں کی طرف اپنی آنکھیں اوٹھا اور دیکھ کہ کونسی جگہہ ہے جہاں تو یار کے ساتھ ہمبستر نہیں ہوئی اور اسی باب کی ۲۰ آیت میں ہے کہ جسطرح سے جورو بیوفائی سے اپنے خصم کو چھوڑ دیتی ہے اُس ہی طرح تم نے اے اسرائیل کے گھرانے مجھسے بیوفائی کی اور ۸ و ۹ آیت میں ہے اور میں نے دیکھا کہ جب اسی باعث سے کہ اُس نے زناکاری کی تھی میں نے برگشتہ اسرائیل کو نکالا اور اوسے طلاق نامہ لکھدیا باوجود اس کے اُس کی بیوفا بہن یہوداہ نہ ڈری بلکہ اُس نے بھی جا کے چھنالا کیا الخ اور اسی طرح حزقیل ۲۳ باب ۴ اور ہوسیع ۲ باب ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۲۰ وغیرہ اور یرمیاہ ۲ باب ۲۰ کو دیکھنا چاہیے کہ غزل الغزلات سے بھی بڑھکر ہے از رومن بیبل چھاپہ لندن ۱۸۱۶ء

اب تھوڑا بیان ناسخ و منسوخ کا بھی کرنا چاہیے حضرت یعقوب کی شریعت میں دو حقیقی بہنوں کا ایک ساتھ نکاح ایک مرد سے جائز تھا پیدایش ۲۹ باب مگر حضرت موسےٰ کی شریعت میں منسوخ ہوا احبار ۱۸ باب ۱۸ پھر یہ کہ پہلی شریعت میں پھوپھی سے نکاح درست تھا خروج ۶ باب ۲۰ مگر حضرت موسیٰ کی شریعت میں منسوخ ہوا احبار ۱۸ باب ۱۲ اور ۲۰ باب ۱۹ حضرت آدم کی شریعت میں حلال جانور چرندو پرند کا خون و چربی بھی حلال تھا پیدایش ۱ باب ۳۰ حضرت نوح کی شریعت میں وہ حکم منسوخ ہوا اور خون جانوروں کا حرام ہوا پیدایش ۹ باب ۴ حضرت موسیٰ کی شریعت میں وہ حکم بھی منسوخ ہوا اور خون اور چربی اور سور اور بعض اقسام جانوروں کے حرام ہوئے استثنا ۱۲ باب ۱۶ احبار ۳ باب ۱۷ اور ۱۱ باب ۴-۸ حضرت موسیٰ نے اجازت دی کہ بعد نکاح کے اگر کسی سبب سے جورو ناپسند ہو تو اوسے طلاق دے اور طلاقنامہ لکھدے استثنا ۲۴ باب ۱ مگر حضرت عیسےٰ نے یہ منسوخ کیا متی ۵ باب ۳۱ و ۳۲ و

حضرت ابراہیمؑ کی شریعت میں سوتیلی بہن سے نکاح درست تھا پیدائیش ۲۰ باب ۱۲ حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں یہ حکم منسوخ ہوا احبار ۱۸ باب ۹ اور ۲۰ باب ۱۷ گنتی ۲۲ باب ۲۰ میں خدا نے بلعام پاس آکر اُسے جانے کی اجازت دی مگر جب صبح کو بلعام موابی امیروں کے ساتھ چلا تب اس جانے پر خدا ناراض ہوا اگرچہ ابھی اجازت دی تھی مگر اپنا پہلا حکم منسوخ کیا اور بے سبب غصہ ہوا گنتی ۲۲ باب ۲۳-۳۴-۲ سلاطین ۲۰ باب ۱-۵ میں ہے کہ پہلے یسعیاہؑ کی معرفت حزقیاہ کو مرنے سے آگاہ کیا اور ابھی یسعیاہ لوٹ کر صحن مکان تک نہ آئے تھے کہ خدا نے اپنا پہلا حکم منسوخ کیا۔

توریت وغیرہ کی وہ تحریفات جو پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہیں

ایک کتاب موسومہ کیفیت نامہ جسے پہلے پادری شیلر صاحب نے زبان جرمن میں تصنیف کیا تھا اور اب اُسے پادری ہٹرن صاحب نے ترجمہ کیا مطبوعہ الٰہ آباد مشن پریس ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے۔ قولہ شاہ آسا کی ایام سلطنت کے شمار میں قدرے غلطی معلوم ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اسرائیل کے بادشاہ بعاشا نے شاہ یہوداہ آسا کی سلطنت کے تیسرے برس جانشین ہوکر چوبیس ۲۴ برس تک سلطنت کی اور آسا کی ستائیسویں برس وفات پائی سو اس حساب سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ بعاشا نے شاہ یہوداہ کی سلطنت کے چھتیسویں ۳۶ سال شہر رامہ کو حصین بنایا ہو لیکن اس مقدمے میں عالموں کی رائے متفق نہیں۔

واضح ہو کہ کتاب قدیم کی نقل میں عجب نہیں کہ غلطی واقع ہوئی ہو اور یقین ہے کہ بعاشا کی وہ کیفیت جو راما سے واسطہ رکھتی ہے ایسی ہی ہوا تھے ۲ تواریخ ۱۶ باب ۱ و اول سلاطین ۱۵ باب ۳۳ کو دیکھنا چاہیے۔

ایضاً صفحہ ۲۲۵ یاہو کا بیٹا یہواخز شاہ یہوداہ یوآس کی سلطنت کے تیئسویں ۲۳ سال بادشاہ ہوا پھر جو یہواخز نے سترہ ۱۷ برس تک سلطنت کی تو ضرور ہے کہ اس کا جانشین یوآس شاہ یہوداہ یوآس کی سلطنت کے چالیسویں سال بادشاہ بنا ہو

پر دریافت ہوتا ہے کہ یوآس اُس بادشاہ کے سینتیسویں^۳۷ سال بادشاہ ہو چکا تھا اب اِس حساب سے یہواخذ شاہ یہوداہ یوآس کی سلطنت کے تیئیسویں سال نہیں بلکہ اس کے اکیسویں سال جانشین ہوا اب اس حساب کے فرق کا یہ جواب ہے کہ نقل میں سہو واقع ہوئی انتہے۔

ایضاً صفحہ ۳۲۵ اب ایسے سہو یوسیاہ کی سلطنت کے شمار میں بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ کتاب کے حساب کے بموجب یوسیاہ شاہ اسرائیل یربعام کی سلطنت کے ستائیسویں^۲۷ سال جانشین ہوا پر جاننا چاہیے کہ یوسیاہ کا باپ امسیاہ شاہ اسرائیل یوآس کی سلطنت کے دوسرے سال جانشین ہوا اور انتیسویں^۲۹ برس تک سلطنت کر کے یربعام کے پندرھویں^۱۵ برس جان بحق ہوا اب اس حساب سے ناممکن ہے کہ یوسیاہ یربعام کے ستائیسویں^۲۷ برس بادشاہ ہوا ہو بلکہ اُس کی سلطنت کے پندرہویں سال اب اس مختلف بیان کا جواب یہ ہے کہ حساب کی نقل میں بھول ہو گئی ہوا انتہے۔

۲ سلاطین ۸ باب ۲۶ میں ہے کہ اخذیاہ بائیس برس کا تھا جبکہ بادشاہ ہوا اور ۲ تواریخ ۲۲ باب ۲ میں ہے کہ اخذیاہ بیالیس^۴۲ برس کا تھا جبکہ بادشاہ ہوا اِس دونوں مقاموں میں بیس^۲۰ برس کا تفاوت ہے اور ۲ تواریخ ۲۲ باب ۲ صریح غلط ثابت ہے جبکہ اُس کا باپ یہورام اپنی وفات کے وقت چالیس^۴۰ برس کا تھا اور اخذیاہ اپنے باپ کے مرتے ہی تخت پر بیٹھا اگر اُس کی عمر تخت نشینی کے وقت بیالیس^۴۲ برس کی قرار دیں تو بیٹا باپ سے دو^۲ برس بڑا ٹھہرے۔

درمیان چھٹی اور دسویں صدی کے یہودیوں کے دو^۲ مدرسے تھے ایک بیبلن میں جو مشرق میں ہے دو^۲ سرا ٹیبریس میں جو مغرب میں ہے اِن دونوں مدرسوں میں یہودیوں کے علم کا بڑا چرچا تھا اور کتب مقدسہ بہت کثرت سے نقل کی جاتی تھیں اس سبب سے یہودیوں میں کتب مقدسہ کی دو قسمیں پیدا ہوئیں جو نسخے پہلے مدرسہ میں مروج تھے وہ اوری انٹل ریڈنگ (یعنے مشرقی نسخے) کہلاتے اور جو دوسرے

مدرسہ میں تھے وہ آکسی ڈنٹل ریڈنگ (یعنی مغربی نسخے) کہلاتے تھے آٹھویں یا نویں صدی میں اِن دونوں نسخوں کا مقابلہ ہوا اور جہاں جہاں اختلاف نکلا اُس پر نشان کیا گیا اور وہ اختلافات مختلف طور سے شمار ہوئے اور اُن کی تعداد ۲۱۰ و ۲۱۶ و ۲۲۰ تک تھی۔ شرقی نسخہ کے اختلاف ایسٹرن ریڈنگ اور مغربی نسخے کے اختلاف ویسٹرن ریڈنگ کہلاتے ہیں۔

ابتدائے گیارہویں صدی میں عرن بن عشر پریسیڈنٹ مدرسہ ٹیبیریس اور یعقوب بن نفتالی پریسیڈنٹ مدرسہ بیبلن نے مشرقی اور مغربی یہودی قلمی نسخوں کا مقابلہ کیا اور جوان نامی یہودی عالموں نے اختلاف پائے وہ ۸۶۴ سے زیادہ ہوتے ہیں ایک بات کو چھوڑ کر باقی اعراب سے متعلق ہیں اور اس سبب سے چنداں لائق لحاظ نہیں ہیں مغربی نسخے اور عبری عہد عتیق کے چھپے ہوئے نسخے جو اب موجود ہیں اور ہمارے ملک میں بھی پائے جاتے ہیں وہ بہت کر عرن بن عشر کے نسخے کے پیرو ہیں پاک نوشتہ تمام کتب دنیوی سے زیادہ تر برباد ہونے کے خطرہ میں رہا کیونکہ یہودیوں پر بڑی مصیبت اور اُن کے درمیان بہت سے انقلاب پیش رہے اکثر اوقات عنقریب تمام یہود بُت پرستی میں گرفتار ہوئے اور باقی جو خدا پرست تھے نہایت ستائے جاتے تھے سو اغلب ہے کہ ایسے وقتوں میں بت پرست یہودیوں نے کلام الہٰی کی جلدوں کو برباد کیا ہو کیونکہ منسی اور اموں بت پرست بادشاہوں کے عہد میں بیبل کی نقلوں کی اسقدر قلت ہو گئی کہ یوسیاہ بادشاہ نے اپنے سن جلوس کے اٹھارہویں برس تک اُس کی ایک جلد بھی نہ دیکھی۔ پھر کالدیوں نے ملک یہود کو ایسا تباہ کیا کہ یروسلم اور ہیکل بالکل برباد کر دیا اور باقی لوگ جو اس قتل سے بچ گئے تھے بابل کی اسیری میں گرفتار ہو گئے۔ بابل کی اسیری سے خلاصی پانے کے بعد یہودیوں نے فارسی اور یونانی بادشاہوں سے پھر سخت اذیتیں اُٹھائیں خاص کر کے انٹیؤکس اپی فانس نے اُن پر بڑا ظلم کیا اُن کی روزمرہ کی قربانیوں کو بند کر دیا ہیکل کی تعمیر کو ساڑھے تین برس تک بند رکھا یہودی دین کے برباد کرنے

کو نہایت کوشش کی بیبل کی جلدوں کو تلاش کرا کے جلوا دیا اور اُس کے پڑھنیوالونکو قتل کی دھمکی سے دھمکایا پھر سنہ مسیحی کی چوتھی صدی کے شروع میں ڈیوکلیشین رومی شہنشاہ نے بیبل کے برباد کرنے کی بہت سی تدبیریں کیں۔

پھر گوتھ اور ونڈال وغیرہ وحشی قوموں نے عنقریب تمام جلدیں اور مدرسے برباد کر ڈالے اور طرفہ ترماجرا یہ ہے کہ جس وقت بیبل ایسی گمنامی کے خطرہ میں پڑی اُس وقت کوئی مطبع نہ تھا صرف دستی نقلیں ہوتی تھیں سو وے بھی بہت کمیاب تھیں ا تتھے

از تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لدھیانہ ۱۸۶۹ء باہتمام روڈلف صاحب جسے پہلے ایک بزرگ وعالم ڈاکٹر جان مکڈول صاحب نے انگریزی زبان میں تصنیف کیا اور ۱۸۳۹ء میں طبع ہوئی تھی صفحہ ۱۹ و ۲۰ باوجود ان بربادیوں اور آفتوں سے جو بعضے عیسائی علماء کہتے ہیں کہ توریت وغیرہ محفوظ اور مصون ابتک ہے اس زبردستی کا کون انصاف کرے یہودی بارہ فرقوں میں سے تو ساڑھے نو فرقے مفقود ہو گئے اور توریت کا ایک حرف ضائع نہیں ہوا۔ صندوق عہد نامہ جس میں توریت رکھی تھی اسیری بابل کے وقت سے غائب ہے اور توریت محفوظ ہے خود ہیکل ہی کا جس میں توریت رکھی رہتی تھی پتہ نہیں ہے اور توریت باقی رہی یہ عجیب اندھیر ہے ہاں بعض پیشین گوئیاں جو اُن کے ظہور کا انتظار کرتے ہوئے یہودی عالموں نے یاد رکھیں تھیں اور دستورات عبادات واخبار وغیرہ جو پیچھے سے لکھہ لئے گئے اب یہی توریت ہے یہودی عالم سادہ لوحی سے یقین جانتے تھے کہ عبرانی کتب عہد عتیق میں بالکل غلطی نہیں ہے اور قلمی نسخوں میں کوئی ایسا اختلاف نہیں نکل سکتا جو اسم کی نسبت ہو مگر فادر مارن صاحب نے نہایت دلیری سے اس بات کو رد کیا اور عبری کے قلمی نسخوں کی غلطیاں اُن اختلافات سے نکالیں جو عبری اور سمیریا کی کتب خمسہ موسیٰ میں اور عبری اور سپٹواجنٹ کے کتب عہد عتیق میں تھیں پھر لوئیس کپیل صاحب نے اُن کتابوں کی بہت سی غلطیاں بتائیں اور یہ بھی بیان کیا کہ کس طرح وہ صحیح ہو سکتی ہیں پھر بشپ والٹن صاحب نے

لوئیس کیپل صاحب کی تائید کی اور اسباب کا اقرار کیا کہ واسطے صحت عبری عہد عتیق کے کوئی عمدہ قاعدہ بنانا ضرور ہے پھر سترہویں صدی میں عموماً یہ بات قرار پائی کہ عبری عہد عتیق کے نسخوں کے مقابلہ کرنے کی بہت ضرورت ہے اگسٹائین یہودیوں کو الزام تبدیلی تاریخوں کا نسبت اون اسلاف کے جو قبل اور بعد زمانہ طوفان کے زمانہ حضرت موسیٰ تک ہوئے دیتا تھا اور وجہ الزام کی یہ کہتا تھا کہ انہوں نے واسطے غیر معتبر کرنے ترجمہ یونانی اور دشمنی دین مسیحی کے یہ امر کیا اور یہی رائے قدماء مسیحیوں میں عام تھی اور یہ جانتے تھے کہ قریب سنہ ۱۳۰ء کے یہ تحریف یہودیوں نے کی فقط از تفسیر ہنری واسکاٹ انگریزی جلد اول۔

ہارن صاحب جلد اول مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۶۸ میں توریت کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ الحاق کے باب میں یہ قبول کیا جاوے کہ توریت میں ایسے فقرے (یعنی الحاقی) موجود ہیں۔ پھر دوسری جلد کے صفحہ ۴۵ میں یہ لکھتے ہیں کہ عبرانی متن میں حرف مقامات تھوڑے ہیں یعنے صرف ۹ ہی ہیں جنہیں ہم پہلے ذکر کر چکے اتنے اور بشپ ہارسلی نے جابجا عہد عتیق میں تصحیح کی ہے جس کا جی چاہے اس کی کتاب میں دیکھے اُس نے کتنے مقامات الحاقی قرار دیے ہیں اور کتنی جگہ تحریف کا مقر ہوا ہے مثلاً گنتی ۲۶ باب ۳ و ۴ اور یشوع ۱۳ باب ۷ و ۸ و ۲۵ قاضیوں کا ۱۲ باب ۴ اول سموئیل ۳۰ باب ۲۰ اور ۲ سموئیل ۴ باب ۶ وغیرہ کو محرف لکھا ہے اور یشوع ۳ باب ۱۲ اور ۱۰ باب ۱۵ اور ۱۳ باب ۴ قاضیوں کا ایک باب ۲۰ الحاقی مانا ہے۔

پھر ہارن صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ء کے جلد ۲ صفحہ ۳۹۹ میں فقرات مفصلہ ذیل کی بابت لکھتے ہیں کہ ان میں معلوم ہوتا ہے کہ عبری خراب کی گئی ہے ملاکی ۳ باب ۱ میکاہ ۵ باب ۲ - ۱۶ زبور ۸ - ۱۱ عاموس ۹ باب ۱۱ و ۱۲ - ۴۰ زبور ۶ و ۸ و ۱۱۰ زبور ۴۔

۲ تواریخ ۱۳ باب ۳ و ۱۷ میں ہے کہ ابیاہ نے چار لاکھ جنگی مرد لیکر جو چنے ہوئے جوان و

تھے جنگ کے لئے صف باندہی اور یوربعام نے بھی اُس کے مقابلہ میں آٹھ لاکھ چنے ہوئے بہادر لوگ لیکر جنگ کے لئے صف آرائی کی اور ابیاہ اور اُس کے لوگوں نے انہیں قتل کرکے بڑی خون ریزی کی سو اسرائیل میں پانچ لاکھ چنے ہوئے مرد گر گئے

ہارن صاحب اپنی تفسیر کی جلد اول میں فرماتے ہیں کہ بہت نسخوں لاطینی پُرانے میں بجائے چار لاکھ کے چالیس ہزار اور بجائے آٹھ لاکھ کے اسّی ہزار اور بجائے پانچ لاکھ کے پچاس ہزار پائے جاتے ہیں اور اغلب یہ ہے کہ انہیں نسخوں کے لکھے ہوئے عدد سچے ہوں انتہے۔ اور ایسے تو سیکڑوں ہزاروں مقام ہیں سب کا بیان کہاں تک ہو سکے دیکھو اول تواریخ ۲۱ باب ۱۲ اور اُس کے ساتھ ۲ سموئیل ۲۴ باب ۱۳ وعلےٰ ہذا القیاس اگستائن اور گریزاستم اور جسٹن شہید نے جو قدیم مسیحی عالموں میں سے تھے لکھا ہے اور اُن سے ہارن اور ڈاکٹر کریٹ اور ممفرڈ اور وائیتیکر وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے توریت کی بعض آیتوں کو تحریف و تبدیل کیا انتہے۔

اسی سبب سے ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ اب کسی نسخہ قلمی یا چھاپہ میں مصنف کی سب عبارت نہیں بلکہ سب جہان کے نسخوں میں پھیل رہی ہے ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۴ مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء یوسی بیس مورخ نے کتاب چہارم تاریخ کے ۱۸ باب میں لکھا ہے کہ جسٹن شہید نے بمقابلہ طریفون یہودی کے چند پیشین گوئیوں کا ذکر کرکے کہا کہ یہودیوں نے انہیں کتب مقدسہ سے نکال ڈالا ہے اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۴۶ میں ہے کہ طیفو نام ایک یہودی کے سات سوال و جواب کا رسالہ بھی اُسی کی یعنے جسٹن کی تصنیف ہے انتہے اور واٹسن نے اپنی کتاب کی جلد سویم صفحہ ۳۲ اور ڈاکٹر کریٹ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مجھے شک نہیں کہ جسٹن نے وقت مباحثہ طریفون یہودی کے الزام اخراج عبارت کا یہودیوں کو دیا اگرچہ بالفعل وہ عبارتیں نسخہ عبری اور سپٹواجنٹ میں موجود نہیں ہیں مگر جسٹن کے عہد میں اور ارنیوس کے زمانے میں دونوں نسخوں میں موجود تھیں خاص کر وہ عبارت جو کتاب یرمیاہ میں تھی اور گریٹ حاشیہ کتاب ارنیوس میں اور

سلبرجیس حاشیہ کتاب جسٹن میں یہ لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کو وقت تحریر نامہ اول ۴ باب ۶ کے اس پیشین گوئی کی طرف خیال تھا اور ہارن صاحب نے اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی جلد ۴ صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے کہ جسٹن بمقابلہ طریفون یہودی کے دعوے کرتا تھا کہ عزرا نے لوگوں سے کہا تھا کہ طعام عید فسح ہمارے خداوند نجات دہندہ اور پناہ کا کھانا ہے پس سمجھو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان سے (یعنے کھانے) اچھا سمجھو گے اور اس پر ایمان لاؤ گے تو یہ زمین کبھی ویران نہوگی اور جو اس پر ایمان نہ لاؤ گے اور اس کا وعظ نہ سنو گے تو تم پر غیر قومیں استہزا کریں گی اور وائے ٹیکر نے لکھا ہی کہ یہ فقرہ غالباً باب ششم عزرا میں درمیان آیت ۲۰ و ۲۱ کے ہوگا اور ڈاکٹر اے کلارک صاحب نے جسٹن کے اقوال کی تصدیق کی ہے۔

پیدائیش ۴ باب ۸ میں ہے اور قاین اپنے بھائی ہابیل سے بولا اور جب وے دونوں کھیت میں تھے الخ ہارن صاحب انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ میں لکھتے ہیں کہ قاین نے کہا اپنے بھائی ہابیل سے آؤ چلیں میدان میں اور جب وے دونوں کھیت میں تھے الخ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ یہ بات جاننے پڑھنے والے کو اچھی ہوگی کہ یہ اختلاف عبارت ان سامری اور سریا اور سپٹواجنٹ اور ولگٹ ترجموں میں پایا جاتا ہے جو بشپ والٹن صاحب کے پالی گلاٹ میں چھپی ہیں ڈاکٹر بگنن صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر کنی کاٹ صاحب نے تجویز کی کہ عبری متن کی اصلاح کی جاوے کیونکہ بلاشبہ یہ صحیح عبارت ہے انتہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں اتنا فقرہ آؤ چلیں میدان میں اگر داخل کریں تو یہی صحیح عبارت ہے اور بغیر اس کے اصل عبری کی غلطی ظاہر ہے دوسرے یہ کہ بموجب تجویز کنی کاٹ صاحب کے عبری متن کی اصلاح ضرور ہے یعنے مثل اس فقرہ کے اور بہت جا اصل کتاب عبری میں غلطیاں موجود ہیں اس لئے عبری متن کی اصلاح کیجائے۔

اور سامریوں کی توریت میں جو لفظ جرزین کا لفظ عیبال کی جگہہ مرقوم ہے یہ مخالفت پیشتر بیان ہوچکی ہے اور اسی طرح وہ قول گریز استم صاحب کا بھی کہ یہودیوں

نے بعض کتابوں کو کھو دیا اور بعض کو پھاڑ ڈالا اور بعض کو جلا دیا اور اسی طرح بیسیوں کتابیں جو عہد عتیق میں سے یہودیوں نے غائب کر دیں اُن کا بیان آگے آتا ہے اور اسی طرح توریت کی بربادی جو بار بار یروسلم کی غارت کے سبب ہوئی اس کا بیان ہو چکا ہے وغیرہ۔

خدایا جب توریت کی اصلیت اور اُس کے سندوں کا یہ حال ہے تو توریت کے ترجموں اور اس کے مترجموں کا کیسا حال ہوگا۔

سکرمنٹ ۵

مفتاح الکتاب صفحہ ۲۶و۲۵ میں لکھا ہے کہ مصر کے بادشاہ پطولمی فلدلفس نامی نے ایک بڑا کتب خانہ شہر اسکندریہ میں بنایا تھا کہتے ہیں کہ اُس کے لیے پرانے عہدنامہ کا یونانی ترجمہ کیا چاہتا تھا اس لحاظ پر محافظ کتب کی صلاح سے اپنے دو عالی قدر صاحبوں کو یروسلم میں سردار کاہن کے پاس بھیجا کہ پاک کتاب کی نقل اور ۷۲ عالم جو عبرانی یونانی دونوں جانتے ہوں ترجمہ کرنے کے لئے اُس سے مانگیں چنانچہ موافق درخواست کے سردار کاہن نے پاک کتاب کی نقل اور بہتر مترجم بھیجے کہتے ہیں کہ عالموں کا جلسہ فاروس ٹاپو پر ایک مشہور عمارت میں ہوا جہاں انہوں نے تمام پرانے عہدنامے کو آپس میں بانٹا اور بہتر دنوں میں بالکل تیار کر دیا لیکن اس کیفیت کی صحت کی بابت سب کے سب متفق الرائے نہیں ہیں بعضے عالموں نے اُس کو بے اعتبار ٹھہرایا اور بعضوں نے اس کی معتبری ثابت کرنے میں بڑی سرگرمی دکھائی تمت کلامہ

ہارن صاحب نے اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی دوسری جلد میں جو اُس کی بابت لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے بہت سی بے تحقیق باتیں بابت تاریخ اس ترجمے یعنے سپٹواجنٹ کے مشہور ہیں بعضے کہتے ہیں کہ اس کو مختلف آدمیوں نے مختلف زمانوں میں کیا ہے اور بعضے اس کو بمنزلہ ایک معجزہ کے جانتے ہیں اور ان میں کئی روائتیں ہیں اول یہ کہ بادشاہ مصر بطلیموس ثانی نے بہتر عالموں کو یروسلم سے بلوا کر جزیرہ

فاروس میں یہ ترجمہ کروایا کہ جنہوں نے بہتر دن میں سارے ترجمے سے فراغت پائی اور یہ روایت موافق نامہ ارس تیس کے ہے مگر اُس نامہ کی سچائی پر بڑی گفتگو ہے لیکن درصورت جعلی ہونے کے بھی بہت پرانا جعلی ہے کیونکہ یوسیفس مورخ نے بھی اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور قبل سترہویں اٹھارویں صدی کے اُس نامہ کی سچائی پر گفتگو نہ تھی مگر سترہویں اٹھارہویں صدی میں اُس کی سچائی پر بڑی گفتگو ہوئی اور ہمارے جمہور علماء کا اتفاق اُس کے جعلی ہونے پر ہے۔

دوسری روایت تعجبی وہ ہے جو فلو یہودی نے کی ہے کہ یہ عالم جزیرہ فاروس میں گئے ہر ایک نے اول جداجدا پورا سب کتابوں کا ترجمہ کیا اور تمام ہونے کے بعد سب نے اپنے ترجموں کو ملایا تو سب کے ترجمے لفظاً اور معنیً موافق نکلے اور فرق ایک لفظ اور ایک حرف کا بھی نہ نکلا پس ان سب نے روح القدس کی تائید سے موافق الہام کے لکھا تھا اور لکھتا ہے کہ اُس عہد سے میرے عہد تک اسکندریہ کے یہودیوں میں بطور شکرانہ اس ترجمے کے ایکدن مقرر ہے کہ اُس میں ہر سال جزیرہ فاروس میں جمع ہو کر عید کرتے ہیں۔

تیسری روایت جسٹن شہید کی موافق فلو کے ہے مگر اُس میں یوں ہے کہ بہتر عالموں کو بہتر مکانوں میں علیحدہ علیحدہ بند کیا تھا اور انہوں نے علیحدہ علیحدہ ترجمہ کیا اور اُس کے بعد جب سب نے ترجموں کو ملایا تو سب لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً موافق نکلے اور کہتا ہے کہ ان ستر مکانوں کے نشان میرے عہد تک موجود ہیں اور یہ جسٹن کا بیان بڑی مخالفت ارس ٹیس کے بیان سے رکھتا ہے کیونکہ اُس کے موافق ہر ایک نے سارا سارا ترجمہ اولاً علیحدہ علیحدہ کیا پھر مقابلہ کرنے کے بعد سب ترجموں کو موافق پایا اور ارس ٹیس کے بیان کے بموجب ہر روز سب اول ترجمہ جدا جدا کر کے پھر مقابلہ کرتے تھے اور بحث کر کے ایک بات صحیح ٹھہرا کے ڈمی ٹریس کو لکھوا دیتے تھے اور اپی فانیس نے تطبیق کے لئے ایک بات نکالی کہ بہتر عالموں کے دو دو کو چھتیس ۳۶ مکانوں میں بند کیا تھا اور ایک نقل نویس ہر مکان میں اُن کے لئے

متعین تھا پس ہر مکان میں دو دو اول علیحدہ علیحدہ ترجمہ کرتے تھے پھر آپس میں مقابلہ اور بحث کر کے اُس نقل نویس کو لکھوا دیتے تھے اس طرح چھتیس[۳۶] ترجمے علیحدہ علیحدہ تیار ہوئے اور بعد تیار ہونے کے جب اُن چھتیس[۳۶] کو مقابلہ کیا تو لفظاً لفظاً اور حرفاً حرفاً سب کے سب موافق نکلے تو اُس کے بموجب چھتیس[۳۶] ترجمے الہامی نکلے۔

پھر ہارن صاحب اپنی طرف سے فرماتے ہیں کہ اس انبار کذب میں ایک سچ دبا ہوا ہے جو بآسانی تحقیق نہیں ہو سکتا پس ہمکو جائز ہے کہ ان روایتوں سے ایک کی طرف بھی التفات نکریں اور ہمارے نزدیک حق اس ترجمہ مشہور میں یہ بات ہے کہ دو سو پچاسی[۲۸۵] یا دو سو چھیاسی[۲۸۶] برس قبل ولادت مسیح کے یہ ترجمہ ہوا ہے اور یہودیوں نے بدون حکم کسی شخص کے اس ترجمے کو کیا ہے الخ

دو سو پچاسی[۲۸۵] یا دو سو چھیاسی[۲۸۶] برس قبل ولادت مسیح کے جو اس ترجمہ کا ہونا ہارن صاحب لکھتے ہیں یہ صرف ہارن صاحب کی تجویز ہے اور واقعی جس طرح اُن روایتوں کا اعتبار نہیں اس ٹھرائی ہوئی مدت کا بھی کچھ ثبوت نہیں ہے۔

طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۲۲۳ میں ہے کہ دو سو ستر برس پیشتر سنہ عیسوی سے یہ ترجمہ ہوا تھا اور رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۴ ۵ میں لکھا ہے سپٹواجنٹ ایک یونانی ترجمہ پرانے وثیقہ توریت و زبور و نبیوں کا ہے جو دو سو برس مسیح کے آنیکے آگے یونانی زبان میں ترجمہ کیا گیا اور چونکہ مشہور ہے کہ یہودیوں کے بہتر[۷۲] احبار یا حکیموں کے اہتمام میں لکھا گیا ہے اسواسطے اُس کا نام سپٹواجنٹ یعنی بہتر[۷۲] رکھا گیا انتہےٰ اور اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۹۸ کے حاشیہ میں بھی دو سو برس پیشتر مسیح سے یہ ترجمہ ہونا لکھا ہے۔

اب غور کرنا چاہیے کہ پہلی روایت کے بموجب بہتر[۷۲] عالموں نے بہتر[۷۲] ہی دن میں اتنی بڑی کتاب کے ترجمے سے فراغت پائی اس میں دو باتیں مشکل ہیں ایک یہ کہ اتنا جلد ترجمہ کرنا اور اگر ایک دو نے اپنے کام میں جلدی کی تو بہتروں کا اس جلدی میں برابر رہنا اور کسی کا اپنے ساتھیوں سے ایک ذرا بھی نہ گھٹنا اور نہ بڑھنا بلکہ

بہتر دن تک سب کا آپس میں پورا ہی پورا رہا اور دوسرے جتنے مترجم شمار میں تھے اوتنے ہی دنوں میں اُس سے فراغت پایا بنا یہ صرف روح القدس کی تائید سے یا ان جھوٹ بولنے والوں کو یہ نیا الہام ہوا ہے دوسری غلو والی روایت اس سے بھی زیادہ تعجب کی ہے جس کے بیان کی کچھ حاجت نہیں اور تیسری روایت اُس سے بھی بڑھکر ہے۔

ترجمہ سپٹواجنٹ میں علاوہ اُن تبدیلیوں کے جو یہودیوں نے ارادتاً کیں بہت سی غلطیاں اور بھی زمانہ دراز کے گذرنے سے بسبب غفلت اور بے احتیاطی ناقلوں کے۔ اور حاشیہ پر کی شرحوں کو متن میں داخل کر دینے سے جو واسطے سہولیت الفاظ مشکل کے لکھی گئیں تھیں پیدا ہوگئیں اس بڑھنے والی برائی کو رفع کرنے کے واسطے اوریجن صاحب نے تیسری صدی کے شروع میں اُسوقت کے یونانی متن مستعملہ کو اصلی عبری متن اور ترجموں سے جو اُس وقت میں موجود تھے مقابلہ کرنے کے مشکل کام کو اختیار کر کے اُن سب سے ایک نیا نسخہ حاصل کرنا چاہا انتہے۔

کتاب نیاز نامہ مطبوعہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۱ء جو نار تھہ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹے کی طرف سے چھاپی گئی اُس کے صفحہ ۱۹۰ میں لکھا ہے کہ قدیم ترجمہ یونانی جس کو سپٹواجنٹ کہتے ہیں بعض جگہہ سے غلط ہے انتہٰے۔

ایک اور ترجمہ سریانی زبان میں پیسکتو یعنے لفظی ترجمہ بہت پرانا سمجھا جاتا ہے بعضے لوگ اس کو زمانۂ حضرت سلیمانؑ اور حیروم صاحب کا بتاتے ہیں اور بعض شخص زمانہ اسا سے جو سامریوں کا پریسٹ تھا منسوب کرتے ہیں اور بعض تہدیسؑ حواری کے وقت کا اُس کو بیان کرتے ہیں سُریا کے گرجوں میں اس اخیر روایت پر یقین کیا گیا ہے مگر زمانہ حال کے نکتہ چین اسکو زیادہ زمانہ حال کا قرار دیتے ہیں بشپ والٹن صاحب اور کارپ زور صاحب اور سیوسٹن صاحب اور بشپ لوتھہ صاحب اور ڈاکٹر کنی کٹ صاحب اس ترجمے کو اوّل صدی عیسوی کا قرار دیتے ہیں اور بایر صاحب اور چند دیگر

جرمنی صاحبان دوسری یا تیسری صدی کا اور ڈ اسی صاحب بہت قدیم کہتے ہیں مگر کوئی تاریخ نہیں مقرر کرتے۔

زبور کے اول میں اس ترجمے میں جو وجوہات مندرج ہیں اُن کو علانیہ ایک عیسائی نے لکھا ہوگا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ اصلی عبری سے ہوا جس سے وہ بجز چند مقاموں کے جو ترجمہ سپٹوا جنٹ سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں نہایت مطابق اور بعینہ ہے۔

جین صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ توریت کے ترجمہ کرنے کا طریقہ کتاب تاریخ کے ترجمہ کرنے میں استعمال نہیں کیا گیا اور یہ بھی کہ کتاب پیدایش کے اول باب میں اور کتاب واعظ اور کتاب راگ میں چند کالدی زبان کے لفظ پائے جاتے ہیں جس سے جین صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ ترجمہ ایک شخص کا کیا ہوا نہیں ہے بلکہ کئی شخصوں کا ہے۔

اور اور ترجمے سُریا زبان کے سپٹوا جنٹ سے ہوئے ہیں جن میں سے اوریجن صاحب (یعنے ارجن) کے ہک سیپلر نسخہ کا جو سُریا زبان میں نہایت پسندیدہ اور مشہور ترجمہ ہے مختصر بیان کرنا کافی ہوگا یہ ترجمہ ساتویں صدی کے شروع میں ہوا ہے اور مترجم اس کا نام معلوم ہے پروفیسر ڈی راسی صاحب جنہوں نے اول ہی اس نسخہ کا نمونہ چھاپا اس بات کا تعین نہیں کرتے ہیں کہ آیا اس ترجمہ کو ماراپا صاحب یا جیس صاحب ساکن اڈیسی یا پال بشپ مقام ٹیلا یا طامس صاحب ساکن ہرکیلیا سے منسوب کیا جائے اے سی مینی صاحب اس کو طامس صاحب سے منسوب کرتے ہیں اگرچہ اور علماء یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے کتاب ہائے اقدس کے مقابلہ کرنے کے سوا اس نسخہ میں اور کچھ نہیں کیا۔

یہ ترجمہ سپٹوا جنٹ کے متن سے خاص کر اُن مقاموں میں بعینہ مطابقت رکھتا ہے کہ جن مقاموں میں سپٹوا جنٹ عبری متن سے اختلاف رکھتا ہے ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۲۵ء

اس سب بیان کے پڑھنے میں ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ترجمے جو کہ قدیم بلکہ نہایت قدیم سمجھے جاتے ہیں اُن کے زمانہ تصنیف اور ثبوت حال مصنف سے کس قدر

ناواقفی ظاہر ہے کہ سوا اٹکل کے اور کچھ کہہ نہیں سکتے اور یہ اٹکل ضعف ثبوت ماہیت اور عجز دریافت حقیقت حال پر دلیل کامل ہے پس کوئی زمانہ ان کی تصنیف کا اور کوئی مصنف از روے صحت و اعتبار ثابت نہیں ہے یہاں تک کہ نہ صرف دس بیس برس کا ان کے زمانہ تصنیف میں دھوکا ہوا بلکہ سیکڑوں برسوں کا تفاوت اُن کے تعین زمانہ تصنیف میں مغالطہ دے رہا ہے چنانچہ سُریانی پیسیکٹو ترجمہ حضرت سلیمان کے وقت سے دوسری اور تیسری صدی عیسوی کا تفاوت ظاہر کر رہا ہے اور اُس میں زبور کے اول میں جو وجوہات لکھے ہیں اُن کو علانیہ کسی عیسائی کی طرف سے لکھا جانا نہ صرف دو چار سو برس بلکہ بارہ سو تیرہ سو برسوں کا تفاوت تعین زمانہ تصنیف میں مبتلا رہا ہے اور اُس کے قریب قریب حال سپٹوا جنٹ کا بھی سمجھنا چاہیے باوجود اس کے وہ کتابیں خود تبدیلیوں کے سبب جو یہودیوں نے ارادتاً کیں اور بہت سی غلطیوں کے سبب اپنی بے اعتباری پر گواہ ہیں خاص کر اس وجہ سے کہ ڈاکٹر کنی کاٹ اور بشپ والٹن پرانے نسخوں کے نہ ملنے کا سبب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کی کونسل نے ساتویں آٹھویں صدی کے قبل کے لکھے ہوئے نسخوں کو غلطی کا الزام لگا کر جلوا دیا تھا اس حال میں یہودیوں کی تحریف کا گمان قوی ہوتا ہے اس دوسری سریانی ترجمہ کے بیان میں جو اور بین صاحب کے ہک سیپلر کتاب کا ہوا لکھا ہے کہ یہ ترجمہ سپٹوا جنٹ کے اُن مقاموں سے مطابقت رکھتا ہے جن مقاموں میں سپٹوا جنٹ عبری متن سے اختلاف رکھتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح سپٹوا جنٹ ترجمہ اصل زبان یعنے عبری سے اختلاف رکھتا ہے اسی طرح یہ بھی اختلاف رکھتا ہے اور تو بھی اسے نہایت پسندیدہ اور مشہور ترجمہ لکھا ہے پس نہایت پسندیدہ ترجموں کا جو مشہور یعنے کثرت سے لوگوں میں مستعمل تھے یہ حال ہے پھر اُن استعمال کرنے والوں کا کہاں ٹھکانہ رہا اور اُس ترجمہ کرنے والے کا تو کیا حساب ہے۔

مصنف کتاب مفتاح الکتاب نے باب ترجمات صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ بہتر عالموں نے سنہ عیسوی سے پیشتر قریب تین سو برس توریت کا ترجمہ یونانی

زبان میں کیا تو متقدمین کے نزدیک اس ترجمے کی ایسی قدر ہوئی کہ سُریانی کو چھوڑ کر سب قدیم ترجمے مثلاً عربی۔ گرجی۔ ارمنی۔ حبشی یا جوجی اور قدیم لاطینی سب اسی کے مطابق ہوئے اور جب حضرت عیسےٰ کے زمانے کے بعد عیسائی لوگ اس ترجمے سے پیشین گوئیاں نکال کر یہودیوں پر مسیح کی رسالت ثابت کرنے لگے تو وہ قوم بہت دق ہوئی اور کہنے لگی کہ یہ ترجمہ معتبر نہیں ہے چنانچہ اسی خیال سے چند یہودیوں نے نیا ترجمہ کرنے پر کمر باندھی اُن میں سے پہلا ایک آدمی اقویلہ نامی تھا جو پیدائش سے یہودی تھا مگر اُس نے عیسائیت کو اختیار کیا اور بعد اُس کے اُس سے انکار کیا اُن بہتر عالموں کے ترجمے پر یہ اعتراض کیا کہ وہ لفظی ترجمہ نہیں بلکہ تقریری ہے پھر ایک دوسرے شخص تہیودوشن نے اقویلہ کے ترجمے کو اس لحاظ سے کہ وہ فقط لفظی ہے نہ محاورہ کے مطابق نامنظور کرکے آپ اُس کا ترجمہ کیا اور دانیال نبی کی کتاب کا جو ترجمہ اُس دوسرے شخص سے ہوا وہ اُس زمانہ کے عیسائیوں کو ایسا معقول نظر آیا کہ انھوں نے اُن بہتر عالموں کے ترجمے کے عوض میں اسی کو پسند کیا تیسرے سمکوس نامی نے پرانے عہد نامے کا ترجمہ کیا اور وہ تہیودوشن کے ترجمے کے مقابل میں زیادہ تقریری ہے ان تینوں میں سے ایک ایک کا کچھ کچھ آج تک وجود ہے ہارن صاحب کے بیان جلد ۲ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ء اور ایک تاریخ انگریزی مطبوعہ سنہ ۱۸۵۰ء جو کہ شہر لندن مطبع چارلس ڈالمین میں چھپی اُس کا خلاصہ اس مقام پر یہ ہے کہ ترجمہ یونانی یعنے سپٹواجنٹ یہود کے ہر ایک عبادت خانے سے نکالا گیا تھا تو اُس کے عوض میں اور تین ترجمے شروع ہوئے اول ترجمہ اقویلہ جو ۱۲۹ء میں ہوا اور یہ شخص عیسائی ہو کر پھر یہودی ہو گیا تھا اور ازراہ حقارت کے اپنا ترجمہ عیسائیوں کو دے دیا تھا دوسرا ترجمہ تہیودوشن کا جو ۱۷۵ء میں ہوا اور یہ شخص اوّل تو مریدِ شن ملحد کا اور پھر مارسین ملحد کا تھا اور آخر میں یہودی بن گیا تھا تیسرا ترجمہ سمکوس کا جو سنہ ۲۰۰ء میں ہوا اور یہ شخص پہلے سامری تھا پھر یہودی ہوا اور اس نے ترجمہ میں یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کی در پردہ اہانت کرتا ہے ان ترجموں میں کچھ

بہت جا عبارتیں ترجمہ سپٹواجنٹ میں داخل ہو گئی تھیں اور نقلیں بھی آپس میں اس قدر مختلف تھیں کہ ایک دوسری سے نہیں ملتی تھیں اُس وقت ارجن نے کتاب ہکسیپلا ۲۳۱ء میں تیار کی کہ جس میں چھ خانے رکھے تھے پہلے خانہ میں عبری کو عبری حرفوں میں دوسرے خانہ میں عبری کو یونانی حرفوں میں اور تیسرے خانہ میں ترجمہ اقویلہ اور چوتھے میں ترجمہ سمکوس اور پانچویں میں ترجمہ سپٹواجنٹ اور چھٹے میں ترجمہ تھیودوشن کو لکھا اور جہاں سپٹواجنٹ میں توضیح کے لئے کوئی لفظ اور ترجموں سے لیکر بڑھایا گیا وہاں ایسا * نشان کیا اور جو لفظ اصل عبری میں نہیں تھا اُس پر یہ + نشان کیا اور یہ دو نشان * + بھی اُس نے اپنی کتاب میں بعض بعض جا کیے تھے مگر معلوم نہیں ہوا کہ اُن سے کیا غرض تھی انتہے۔ اور اسی طرح رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۶۲ میں ہے اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۶۵ میں لکھا ہے کہ اُس کتاب کے مرتب کرنے میں اُس نے اٹھائیس ۲۸ برس صرف کئے تھے اُسے دو ترجمے یونانی زبان میں اور دستیاب ہوئے چنانچہ اُن کو بھی شامل کر کے اُس کا نام اکطپلا یعنے ہشت ورقہ رکھدیا انہیں سببوں سے سب ترجمے یونانی کو مضمون کلام الٰہی سمجھنا محض خطا ہے کیونکہ اُس میں کثرت سے زیادتیاں ارجن کی ایسی مخلوط ہیں کہ بقول ہارن صاحب کے اب امید پہچان لینے کی بالکل نہیں ہے اور ارجن نہ صاحب الہام نہ نبی تھا اور نہ حواری اور اُس پر واہمہ ایسا غالب تھا کہ اُس کے سبب سے اکثر غلطی کرتا تھا چنانچہ اُس نے توریت کی اکثر باتیں ایسی ہی بیان کی ہیں اور غلطی جہاں کھاتا تھا ایسی کھاتا تھا کہ کبھی کسی نے نہیں کھائی اور عبری زبان میں وقوف کامل بھی نرکھتا تھا پس اُس کی زیادتیاں اکثر غلط فاش ہوں گی رومن تاریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۶۱ میں اول تین کام ارجن کے یعنے مقابلہ کتب مقدسہ کا اور ترجمہ کرنا اُن کا اور تفسیر کرنی اُن کے الفاظ کی بیان کر کے لکھا ہے کہ تیسرے امر میں کچھ غلطیاں کیں کیونکہ اُس نے توریت کی اکثر باتیں خیالی طرح سے بطور تمثیل بیان کیں ایسا دستور محل شک ہے انتہے۔ پھر اسی رومن تواریخ کے صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے کہ ڈمی ٹریوس اسقوف نے اُس پر

(یعنے ارجن پر) حسد کرکے یا اُس کی تعلیم کچہ خلاف حق سمجھ کر اُس کو موقوف اور اسکندریئے سے خارج کیا انتہے یہ وہ ہی ارجن ہیں جن کی رائے کے بموجب عیسائیوں میں بحث کے درمیان جہوٹی دلیلیں رائج ہوئیں اور اسی سبب سے وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئیں جو کثرت سے لکھی گئیں دیکھو رومن تواریخ کلیسیا صفحہ ۹۰ اور یہ وہ ہی ارجن ہیں جن کے نام پر بت پرست بھی اپنی تصنیف گراونتے یعنے ارجن کے نام سے مشہور کرتے تھے (دیکھو طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۲۴ باہتمام پادری شیرنگ صاحب نارتھہ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹی کی طرف سے) یہ ارجن کتاب مقدس کے لفظی معنے پر کار بند ہوکر دین کے لئے خوجہ بنگیا تھا یہ یوسیبیوس کے لکھے بموجب اور بھی اُس کی دشمنی کا باعث ہوا (از اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء حاشیہ صفحہ ۶۳) اس سے ظاہر ہے کہ ارجن کو کتاب مقدس کا مطلب سمجھنے میں اتنا تو تمیز ہی نتہا کہ اُس کی تعلیم کی خاص غرض کیا ہے اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۶۷ میں ہے کہ ارجن کے باب میں اختلاف رائے ہے ایک فریق تو اُسے علم دین میں بڑا عالم تصور کرتا ہے۔ اور دوسرا فریق اُسے اریئس اور اور تمام بڑے بڑے ملحد اور بدعت والوں کی اصل ٹھہراکر لعنت دیتا ہے بہت باتوں میں وہ پر خطا عالم اور خطرناک ہادی ثابت ہوا انتہے۔

پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۸۶ میں ہے کہ ارجن نے کم نصیبی سے مصالحہ کے طور اپنے دین کی اصلی حقیقت چھوڑکر کسی قدر تثلیث اور کلمہ کی اصل حسب عقاید افلاطونی مان لی تھی اس سے اُس کے حریف کو اس بات کے کہنے کا بہانا ملا کہ دین عیسوی صرف عقائد افلاطونی کی خرابی ہے انتہے اور لارڈنر اپنی تفسیر کی جلد دوسری کے صفحہ ۴۸۵ میں تعریف ارجن میں قول جروم کا نقل کرکے پھر قول جروم کا یوں نقل کرتا ہے کہ ارجن کے علم کا لحاظ کرکے تصنیف اُس کی اس طرح پڑہی جاوے جس طرح تصنیف ٹرٹیلین اور نوی ٹس اور اریونیس اور اپولی نیریس اور اور یونانی اور لاطینی مورخوں کلیسیا کی اور اچھا لیا جاوے اور برا چھوڑا جاوے اور سپلی سیس سویرس کہتا ہے

میں تعجب کرتا ہوں اُرجن سے کہ کس طرح وہ اپنا ہی مخالف ہے کہ جہاں صواب کو پہنچتا ہے تو اُس جانظر اپنے بعد حواریوں کی نہیں رہتا اور جہاں غلطی کھاتا ہے تو ایسی کھاتا ہے کہ کسی آدمی نے کبھی غلطی فاش مثل اُس کے نہیں کھائی اور صفحہ ۴۰۷ میں اُسی جلد کے لکھتا ہے کہ ارجن نے خلاف رسم زمانہ اور ملک کے واسطے سمجھنے اور پھیلانے علم کتب مقدسہ کے زبان عبری کو سیکھا اور اُس کے سبب یونان میں وہ تعریف کیا جاتا تھا لیکن علماء متاخرین نے دریافت کیا ہے کہ اُرجن وقوف عبری میں کامل نہ تھا۔

باوجود اس کے بقول ہارن صاحب کے کتاب ارجن کے بار بار نقلوں سے دو چار ہی برس میں وہ علامتیں ارجن کی ایسی پلٹ گئیں کہ فائدے کی نہ رہیں اور آخر کو چھوڑ دی گئیں اور اس چھوڑ دینے نے بڑی قباحت پڑ ہائی اور جروم کے وقت میں بھی یہ بات کہ کس قدر اس میں اصل ترجمہ اور کسقدر زیادتی عبارت ارجن کی ہے معلوم ہوجانا مشکل تھا اور اب تو اُس کے معلوم ہونے سے بالکل نا امیدی ہے پس چوتھی صدی میں جبکہ پاپائے روم نے جروم کو کتاب کی صحت کے لئے مقرر کیا تھا تو جروم سے بھی جبکہ اصل اور الحاق کے پہچاننے کا کتاب میں امتیاز دشوار تھا ایسی حالت میں سوائی تجویز کے اور کیا ہوسکا ہوگا کیونکہ جروم کو الہام نہیں ہوتا تھا پھر اُس کا صحیح کیا ہوا کیا تسلی کا سبب ہوسکتا ہے اور پوری تسلی تو ہارن صاحب کے اس قول سے ہوسکتی ہے کہ جروم صاحب کے وقت میں کتاب کے اصل و غلط کا پہچاننا مشکل تھا اور اب تو بالکل اُس سے نا امیدی ہے اب اسی طرح کے تبدیلات اور الحاقات کی دو تین مثالیں بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھی جاتی ہیں انہیں پر اور بھی قیاس کر لینا چاہیے کیونکہ اگر سب لکھی جائیں تو ایک کتاب مختصر صرف اسی بیان کے لئے چاہیے۔

ملاکی ۳ باب عبری میں یوں ہے دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کرے گا انتہٰی۔ دیکھو روحن بیبل چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء اور متی مقدس اس مضمون کو یوں بدلتے ہیں کہ دیکھو میں اپنا رسول تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیرے آگے تیری راہ درست کرے گا انتہٰی متی ۱۱ باب۔ اپنے میرے کی جگہ تیرے کا

لفظ بدستے او نہیں کچھ خوف خدا نہ آیا یہ اس لئے کہ حضرت عیسےٰ کی بابت پیشین گوئی کتاب ملاکی سے ثابت کریں اور اسی طرح مرقس ۱ باب ۲ اور لوقا ۷ باب ۲۷ میں بھی ہے پادری عماد الدین ہدایت المسلمین صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ تیرے سے بھی مراد خدا ہے اور میرے سے بھی انتہی مگر واہ صاحب آجتک وہ اپنے پرائے کو بھی نہیں پہچانتے اگر میرے اور تیرے میں کچھ فرق نہیں ہے تو میرے کے لفظ سے یہ پیشین گوئی مسیح کے حق میں کیوں نہ متی نے ثابت کرلی اس ایک لفظ میں تو زمین و آسمان کا تفاوت ہو گیا جو لوگ ایسی بڑی باتوں کو کچھ نہیں سمجھتے انہیں انجیل میں ہر جگہہ گھٹانے اور بڑھانے میں کب خدا کا خوف آسکے اب ثابت ہوا کہ انجیل کی ایسی ہی حفاظت کی گئی ہے جسکا عیسائیونکو بڑا دعوے ہے۔

گنتی ۲۴ باب ۷ عبری میں یوں ہے اور وہ اپنے منہہ سے پانی بہاوے گا اور اُس کا تخم بہت سے پانیوں میں ہوگا اُس کا بادشاہ اگاگ سے فایق ہوگا اور اُسکی بادشاہی بلند ہوگی انتہے اور ترجمہ یونانی میں یوں ہے اور اُس کے درمیان ایک آدمی پیدا ہوگا اور وہ حکم کرے گا بہت قوموں پر اور ایک سلطنت بہت بڑی سلطنت اگاگ سے قایم ہوگی اور اُس کی سلطنت بڑھے گی انتہے۔ اِس جگہہ یا مترجم سے حضرت عیسےٰ پر جمانے کے لئے یا یہود اور سامریوں سے عیسائی مذہب کی دشمنی کے سبب تحریف واقع ہوئی۔

۲۱ زبور ۱۷ جسے اب اُردو میں ۲۲ زبور ۱۶ کر کے لکھا ہے لاطینی میں یوں ہے کیونکہ کتّے مجھے گھیرتے ہیں شریروں کی گروہ میرا احاطہ کرتی ہے وے میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے انتہے۔ اور عبری میں جملہ اخیرہ یوں ہے اور دونوں ہاتھ میرے مانند شیر کے ہیں انتہے۔ اور الحمد للہ کہ اس جا سب پروٹسٹنٹ بھی لاچار ہو کر عبارت عبری کے خراب ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اپنے ترجمے لاطینی کے موافق کرتے ہیں اس میں یہ مصلحت ہے کہ اس نکے موافق اُن کے زعم میں مسیح پر یہ خبر خوب جمتی ہے۔

۴۰ زبور ۶ ذبیحہ اور ہدیہ کو تو نہیں چاہتا تو نے میرے کان کھولے چڑھاوے اور خطیت کا

توطالب نہیں اور یونانی میں اس جملہ کی جگہہ کہ تو نے میرے کان کہو لے یوں لکھا ہے
تو نے میرے لئے ایک بدن طیار کیا اور اسی کے موافق عبری ترجمہ میں بھی ہے مگر
اس میں ۹۳ زبور ۸ ۶ کرکے لکھا ہے اور اس کے رفرنس میں عبرانیوں کا ۱۰ باب ۵
لکھا ہے جہاں پلوس رسول ۴۰ زبور ۶ کو یوں تبدیل فرماتے ہیں اس لئے وہ دنیا میں
آتے ہوئے کہتا ہے کہ قربانی اور نذر کو تو نے نہ چاہا پر میرے لئے ایک بدن تیار کیا۔
اب اس کو دیکھتے ہی ہر شخص فوراً سمجھ جائیگا کہ لوگوں نے یہ بات مسیح کی مجسم ہو
دنیا میں آنا ثابت کرنے کے لئے یونانی میں بدلی اور عبرانیوں کے خط میں داخل کی
ہے تفسیر دوالی اور رچرڈ منٹ چھاپہ لندن ۱۸۴۸ء میں لکھا ہے کہ عجیب بات ہے
جو ترجمہ یونانی میں اور عبرانیوں کے ۱۰ باب ۵ میں یہ فقرہ یوں واقع ہوا کہ تو نے میرے
لئے ایک بدن تیار کیا سامری توریت میں دس حکموں کے سوا جو حضرت موسےٰ کو
لوحوں پر لکھے ہوئے ملے تھے گیارہواں حکم اور زیادہ لکھا ہے جو کہ عبرانی میں نہیں ہے
اس کے سوا ترجمہ پر اعتماد کرنا یہ کمال ضعف عقیدت ہے کیونکہ ہر لفظ کے ہر زبان
میں متعدد معنے ہوا کرتے ہیں اور مترجم اپنے عقیدے کے موافق اس کے کسی ایک
معنے کو اختیار کر لیتا ہے گو وہ اصل مقصود مصنف کا ہو یا نہ ہو اور جب اس ترجمے کا
دوسری زبان میں ترجمہ ہوا تو یہی آفت اس کے پیچھے بھی لگی چنانچہ ان تینوں ترجمہ
والوں یعنے اقویلہ۔ تھیودوشن۔ سمکوس نے یسعیاہ ۷ باب ۱۴ میں کنواری کے ساتھ
ترجمہ نہیں کیا بلکہ جوان عورت ترجمہ کیا ہے۔ اول صموئیل ۱۴ باب ۱۸ میں ہے اس
وقت صموئیل نے اخیاہ کو کہا خدا کا صندوق یہاں لا کیونکہ خدا کا صندوق اس روز
بنی اسرائیل کے درمیان تھا انتہٰی۔ اور یونانی ترجمہ میں اس طرح ہے اسوقت
ساول نے اخیاہ کو کہا کہ افود کو لا کیونکہ اس وقت افود کو بنی اسرائیل کے آگے پہنے ہوئے
تھا انتہٰی۔ ہدایت المسلمین چھاپہ لاہور ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے تمام مفسر جو کلام
الٰہی کے سمجھنے والے اور یونانی عبرانی کے جاننے والے ہیں یوں کہتے ہیں کہ
اس مقام پر ترجمہ یونانی میں غلطی ہوئی ہے انتہٰی۔

قاضیوں کے اول باب ۱۸ میں ہے یہوداہ نے عزہ اور اُس کے نواحی کو لیلیا انتہے اور یونانی میں ہے کہ نہ لیا انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۳ میں ہے کہ یونانی ترجمہ میں غلطی ہے اور عبرانی صحیح ہے کیونکہ عبرانی کے الفاظ و حروف اور آیات وغیرہ سب یہودیوں نے بڑی حفاظت سے شمار کر کے یاد کئے اور لکھ رکھے ہیں پر ترجمہ یونانی اس طرح حفاظت نہیں کیا گیا عام ترجموں کی مانند رہا جس میں امکان خطا اور غلطی کا ہمیشہ رہتا ہے انتہے۔ واضح ہو کہ یہ اُسی ترجمہ سپٹوا جنٹ کی خرابی ہے جس کی قدامت پر عیسائیوں کو بڑا فخر ہے اور عبرانی سے تو گیارہ سو برس تک عیسائیوں کو ناواقفی تھی دیکھو تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۸۴۹ء عیسوی سطر ۳ وغیرہ۔

۱۰۵ زبور ۲۸ میں ہے انہوں نے اُس کے سخن سے سرکشی نہ کی انتہے یونانی ترجمہ میں ہے سرکشی کی انتہے ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۸ میں ہے یونانی میں مترجم نے غلطی کھائی کیونکہ وہ استفہام انکاری سمجھا حالانکہ وہ خبر تھی انتہے۔

یرمیاہ ۴۶ باب ۱۵ میں ہے کیا سبب ہے کہ تیرے بہادر گرائے گئے وے کھڑے نہ رہے کیونکہ خدا نے اُن کو اوندھا کیا انتہے۔ یونانی میں ہے کیوں اپیس[۱] تیرہ پسندیدہ سانڈہ تجھ سے بھاگا کیوں وہ کھڑا نہیں رہا اس لئے کہ خداوند نے اُسے کمزور کیا اور تیرا گروہ تھا کمزور اور بے مروت ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۰ میں ہے کہ یہ ترجمہ یونانی والے نے کسی ضعیف حدیث کی پابندی کی رعایت سے اور دلالت التزامی کے سبب بعض مرادات پیدا کر کے کیا ہے مگر تفسیر اسکاٹ میں ہے کہ یونانی ترجمہ اس آیت کا غلط اور نادرست ہے انتہے۔

۹۷ زبور ۷ میں ہے سارے معبودو تم اُسے سجدہ کرو انتہے۔ یونانی میں ہے سارے فرشتے اُس کی عبادت کریں انتہے ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۱ میں ہے جس لفظ کا ترجمہ

---

[۱] اپیس نام ایک سانڈھ کا ہے جس کی مصر والے پرستش کرتے تھے اُس میں اتنی نشانیاں ہوتی تھیں۔ پیٹھ پر عقاب بازو پر بہوتری ماتھے پر ہلال وغیرہ ۱۲

ہم نے بلفظ معبود و کیا ہے یونانی والے کی رائے میں اُس کا ترجمہ فرشتو آیا ہے انتہے۔

ہنری و اسکاٹ کی تفسیر میں ہے کہ ۲۲ زبور ۱۶ کے بعد عبرانی میں یہ عبارت زاید ہے جو یونانی میں نہیں ہے اُنہوں نے مجھکو جو پیارا ہوں مکروہ لاش کر کے خارج کر دیا اور اُنہوں نے میرے بدن کو میخوں سے چھیدا انتہے۔ یہ عبارت عیسائیوں نے زاید کی ہوگی جیسے اول یوحنا ۵ باب ۷ میں تثلیث کا مضمون ملایا ہوا ہے اور سب علماء عیسائی کو اس الحاق کا اقرار ہے دیکھو انتتام دینی مباحثہ مصنفہ پادری فانڈر صاحب چھاپہ آگرہ ۱۸۵۵ء صفحہ ۵۵-۵۸ اور تحقیق الایمان پادری عماد الدین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۴-۱۶ اور ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۱-۱۰۴ اور بیبل مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء میں ۲۲ زبور کی ۱۶ آیت ترجمہ لاطینی کے موافق اس طرح پر ہے کتے مجھکو گھیرتے ہیں شریروں کی گروہ میرا احاطہ کرتی ہے وے میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے انتہے۔

ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۱ میں ہے تفسیروں میں دیکھنے سے دریافت ہوا کہ یونانی میں اس مقام پر غلطی ہے اور سہو واقع ہوا ہے یا مترجم نے ترجمہ کے وقت سہو کیا یا ترجمہ کے بعد کاتبوں کی غلطی سے اس آیت کا ترجمہ رہ گیا انتہے۔ مگر تعجب کہ ترجمہ کرنیوالوں کو جو کہ ستر عالم تھے یا کاتبوں کو جو تمام ملکوں میں سیکڑوں ہزاروں ہوں گے یہ فقرہ عبرانی میں نہ سوجھ پڑا اور ان عیسائیوں نے دیکھ لیا۔

استثنا ۳۲ باب ۵ میں ہے اُنہوں نے آپ کو خراب کیا اور اُن کا داغ وہ داغ نہیں ہے جو اُس کے لڑکوں پر ہوتا ہے وہ کجرو اور ٹیڑھے قرن ہیں انتہے ترجمہ سامری اور یونانی اور آرامی میں یوں ہے وہ خراب کئے گئے ہیں وے اُس کے نہیں ہیں وے بیٹے غلطی یا داغ کے ہیں انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۲ میں ہے ان تینوں کتابوں میں اچھا ترجمہ نہیں ہوا انتہے خروج ۲ باب ۲۲ کے بعد عبرانی کی نسبت یونانی اور لاطینی میں یہ عبارت زاید ہے اور اُس نے ایک دوسرا جنا جس کا نام الیعازر رکھا کیونکہ اُس نے کہا میرے باپ کا خدا مددگار ہے اور اُس نے مجھے فرعون کی تلوار سے بچایا ہے انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۳ میں ہے یونانی مترجم نے یہ بیان حدیث

وغیرہ سے قصہ کے تتمہ کے طور پر خود لکھدیا ہے کیونکہ جو عبارت ترجمہ میں اصل سے زاید ہے وہ مترجم کی ہے انتہے۔ گنتی ۱۰ باب ۶ میں بہ نسبت عبرانی کے ترجمہ یونانی میں اسقدر زاید ہے اور جب تم تیسری آواز پھونکو تو مغربی خیموں کا کوچ ہووے اور جب تم چوتھی آواز پھونکو تو خیموں شمالی کا کوچ ہووے انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۳ میں لکھا ہے توریت عبرانی میں عزرا نے اس عبارت کو داخل نہیں کیا اس لیے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کلام اللہ ہے شاید حدیث وغیرہ سے اُس کتاب میں لکھے گئے ہوں گے انتہے یسعیاہ ۹ باب ۶ میں کوئی صیغہ معروف ہے اور لاطینی میں مجہول اور یرمیاہ ۲۳ باب میں کئی جگہہ عبرانی میں صیغہ مفرد ہے اور لاطینی میں جمع ہے ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۳ میں ہے کہ لاطینی آسمان سے نازل نہیں ہوئی اور کسی رسول نے نہیں لکھی اس عبرانی کا ترجمہ آدمیوں نے کیا ہے پس اُس میں اُن مقاموں میں جہاں مفرد کا ترجمہ جمع اور معروف کا مجہول ہوا ہے مترجموں نے غلطی کہائی ہے انتہے۔ مگر ۲۲ زبور ۱۶ میں لاطینی عبری سے زیادہ معتبر سمجھی گئی اس سبب سے کہ اُس میں مسیح کی مصلوبی کا کچھ مضمون پیدا ہوتا ہے۔

۲ سلاطین ۲۳ باب ۱۶ میں یونانی ترجمہ میں اتنی عبارت زاید ہے جب یوسیاہ بعام مذبح کے سامنے کہڑا تھا اور اُس نے نظر پھیری اور مرد خدا کی جس نے یہ الفاظ ارشاد کئے تھے قبر کو دیکہا انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۵ میں ہے کہ بطور قصہ محذوف کے اور بطور فائدہ اس ترجمہ میں یہ لکھا گیا انتہے۔ واضح ہو کہ یہ اتنی غلطیاں ترجمہ یونانی میں مصنف ہدایت المسلمین کی اقراری ہیں۔

بابو گوپی ناتھ بنگالی پادری فتحپور نے چاہا کہ انگریزی انجیل کا ترجمہ زبان اُردو میں کرے تو فادر اتلاکے لفظ کا ترجمہ کہ جس کے لفظی معنے شرعی باپ ہیں اُس نے خسر کے لفظ سے کیا یعنے یہ کہ یوسف مسیح کا نعوذ باللہ خسر تھا مگر اُس نے اُس کتاب کو تمام نہ کرپایا تھا کہ مرگیا۔

اسی طرح اوّل سلاطین ۱۷ باب ۴ میں جو کوون کو حضرت الیاس کی پرورش

کرنے والے لکھا ہے یہ لفظ دراصل اوریم اور اس کا ترجمہ عرب لوگ جروم نے کیا اور ۲ تواریخ ۲۱ باب ۱۶ اور نحمیاہ ۴ باب ۷ میں بھی یوں ہی ہے اور ترجمہ عربی سے معلوم ہوتا ہے کہ اوریم کے لفظ سے مراد آدمی ہیں نہ یہ کہ جانور اور جارجی مفسر مشہور یہودنے بھی یوں ہی ترجمہ کیا ہے مگر لاطینی مطبوعہ ترجموں میں کوتے کا لفظ لکھا ہے اور ہارن صاحب بھی کہتے ہیں کہ اوریم کا ترجمہ عرب لوگ کرنا چاہیے نہ یہ کہ کوتے۔

کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۹ء صفحہ ۳ سوال ۸ کے جواب میں درباب ترجمہ لاطینی یعنے ولگٹ کے جواب تک تمام رومن کاتھلک عیسائیوں میں صرف یہ ہی ترجمہ رائج اور مستعمل ہے لکھا ہے کہ ایک بزرگ قسیس جروم نامی نے سنہ عیسوی چار سو کے قریب قریب یہ ترجمہ کیا یہ ترجمہ بہت جلدی میں کیا گیا اور بہت سی تبدیلیوں کے باعث سے بگڑ گیا انتہے۔ ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپ ٹسٹ مشن کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۱۱۴ سطر ۳ میں لکھا ہے جروم کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اُس نے کتاب مقدس کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا ۴۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک مغربی کلیسیاؤں میں کرسٹیان خاص کر اسی ترجمہ سے کتاب مقدس کا مطلب سمجھتے تھے کیونکہ اُن ملکوں میں لوگ یونانی اور عبری نہیں جانتے تھے انتہے۔ پس عماد الدین وغیرہ کم علم عیسائی جو کہتے ہیں (تحقیق الایمان صفحہ ۶ سطر ۸) کہ اختلاف ترجموں کا موجب تحریف اصل کتاب نہیں ہو سکتا انتہے۔ تو ولگٹ ترجمہ جو پراٹسٹنٹ عیسائی غلط بتاتے ہیں اور رومی کلیسیاؤں کے لاکھوں عیسائیوں کا ابتک اُس پر عمل ہے تو کیا وہ اصل کتاب کو نہیں دیکھ سکتے ہیں یا صرف پراٹسٹنٹ کے پاس وہ اصل کتاب ہے اور کسی دوسرے فرقہ عیسائی کے پاس نہیں ہے اور بقول مصنف تواریخ کلیسیا کے جو ۴۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک تمام مغربی کلیسیاؤں میں سوا اس ترجمہ کے کوئی اصل زبان اِن کتابوں کی نہ سمجھ سکتا تھا تو وہ سب عیسائی ایمان دار مرے ہوں گے یا بے ایمان اس سے ظاہر ہے کہ انہیں غلط یا صحیح

ترجموں پر عیسائی جماعتوں کے ایمان کا مدار ہے کیونکہ انجیل پہلی اور دوسری اور نامہ عبرانیان کے جو یونانی اب اصل زبان سمجھی جاتی ہے یہ سب بھی ترجمہ ہے اور اصل زبان میں تو ان کتابوں کا پتہ بھی نہیں ہے۔

یہودی جرمنی زبان میں ایک ترجمہ عہد عتیق کا جس کو یہودی عالم جی کتہل ابن اسحاق بلٹر اسے کیا ہے مقام امیسٹرڈیم میں ۱۶۷۹ء میں چھپا کارتھولٹ صاحب اس کے مترجم کو خدا کا برا کہنے والا فریبی بتاتے ہیں اور یہ الزام دیتے ہیں کہ اس نے اپنے مذہب کی پیچ سے چند پیشین گوئیوں متعلقہ مسیح کو چھپا دیا ہے۔

اخیر انگریزی ترجمہ جواب مروج ہے اس کو بادشاہ جمس کی بیبل کہتے ہیں یہ بادشاہ ۱۶۰۳ء میں انگلستان کا تخت نشین ہوا اور اس کے اگلے سال میں دربار ہمپٹن میں جو مجلس جمع ہوئی تھی وہاں بشپ کی بیبل پر بہت سے اعتراض پیش کئے گئے تھے پس بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک نیا ترجمہ کیا جائے دو صدیوں سے زیادہ گذرے ہیں کہ یہ نیا ترجمہ جواب استعمال میں ہے انگریزوں کی قوم کو حاصل ہوا مگر چند سال سے اس مشہور ترجمے پر عجیب تیزی سے حملہ ہوا ہے اور اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ اصل سے مطابق ہونے اور خوبی اور عمدگی عبارت میں ناقص اور مشکوک اور غلط یہاں تک ہے کہ بڑے بڑے امر اہم کے امور میں بھی صحیح نہیں اس ترجمہ کے مقدم دشمن اس زمانہ میں (علاوہ ڈاکٹر گڈس صاحب اور اوروں کے جن کی گستاخ اور بیہودہ تقریروں کو ہم ذکر نہیں کرتے ہیں) جان بیلنی صاحب ہیں جنہوں نے اپنی بیبل کے نئے ترجمہ کی تجویز اور دیباچہ اور شرحوں میں اس ترجمہ پر اعتراض کئے ہیں اور دوسرے سر جیمس بلینڈ پر جیس صاحب ہیں جنہوں نے اپنے دلائل متعلقہ ضرورت نئے ترجمے کتب مقدسہ میں اس ترجمے میں عیب نکالے ہیں ان مورخوں میں سے پہلے نے اپنی تجویز میں جس کو انہوں نے ۱۸۱۸ء میں مشتہر کیا یہ اقرار دیا کہ ۱۲۸ء سے اصل عبرانی متن سے کوئی ترجمہ نہیں ہوا ہے اور یہ کہ چوتھی صدی میں جروم صاحب نے اپنا رومی ترجمہ یونانی ترجمہ سے کیا تھا اس کے ترجمے سے رومی ولگٹ ترجمہ ہوا اور رومی ولگٹ

سے تمام یورپ کے ترجمے ہوئے اور اس تقریر سے اوّل مترجموں کی تمام غلطیوں کی ہمیشگی ثابت کرتے ہیں فقط۔

سٹرمنٹ ۶

یہ کتابیں عہد عتیق کی جو اب بیبل میں شامل ہیں سب نہیں ہیں اسواسطے ان کتابوں کو تین قسم میں تقسیم کرنا ضرور ہوا۔

پہلی قسم کی وہ کتابیں ہیں جو کتاب پیدایش سے لیکر کتاب ملاکی تک ۳۹ کتابیں بیبل میں شامل ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پیدایش خروج احبار گنتی استثنا یشوع قاضیوں روت
اوّل صموئیل دوم صموئیل اوّل سلاطین دوم سلاطین اوّل تواریخ
دوم تواریخ عزرا نحمیاہ استر ایوب زبور امثال واعظ
غزل الغزلات یسعیاہ یرمیاہ نوحہ یرمیاہ حزقیل دانیل
ہوسیع یوئیل عموس عبدیاہ یوناہ میکاہ
ناحوم حبقوق صفنیاہ حجی زکریاہ ملاکی۔

دوسری قسم کی وہ کتابیں ہیں جو ایک زمانہ میں موجود تھیں اور اب ناپید ہیں مگر اُن کا ذکر ان کتب عہد عتیق میں جو بیبل میں داخل ہیں موجود ہے اور کوئی شخص اُن کے صحیح اور معتبر ہونے سے اور اس بات سے کہ وہ ایک زمانہ میں موجود تھیں انکار نہیں کرسکتا چنانچہ اُن کتابوں کا نام مع نشان اُن آیتوں کے جن میں اُن کا ذکر ہے ہم اس مقام پر لکھتے ہیں۔

۱	کتاب عہد نامہ موسےٰ	خروج ۲۴ باب ۷
۲	کتاب جنگ نامہ موسےٰ	گنتی ۲۱ باب ۱۴
۳	کتاب الیسیر	۲ صموئیل ۱ باب ۱۸ یشوع ۱۰ باب ۱۳
۴	کتاب یاہو پیغمبر بن حنانی	۲ تواریخ ۲۰ باب ۳۴
۵	کتاب شعیاہ نبی	۲ تواریخ ۱۲ باب ۱۵

۶	کتاب اخیاہ نبی	۲ تواریخ ۹ باب ۲۹
۷	کتاب تاتھن نبی	تواریخ ۹ باب ۲۹
۸	کتاب مشاہدات عیدو غیب بین	۲ تواریخ ۹ باب ۲۹
۹	کتاب اعمال سلیمانؑ	اول سلاطین ۱۱ باب ۴۱
۱۰	کتاب اشعیا بن عاموص جس میں حال بادشاہ عزیاہ کا اول سے آخر تک تھا	۲ تواریخ ۲۶ باب ۲۲
۱۱	کتاب مشاہدات یسعیاہ جس میں حزقیاہ بادشاہ کا حال تھا	۲ تواریخ ۳۲ باب ۳۲
۱۲	صموئیل نبی کی تاریخ	اول تواریخ ۲۹ باب ۲۹ و ۳۰
۱۳	ایکہزار اور پانچ زبور سلیمانؑ کی	اول سلاطین ۴ باب ۳۲ و ۳۳
۱۴	کتاب خواص نباتات وحیوانات سلیمانؑ کی	اول سلاطین ۴ باب ۳۲ و ۳۳
۱۵	کتاب امثال سلیمانؑ	اول سلاطین ۴ باب ۳۲
۱۶	جاد غیب بین کی تواریخ	اول تواریخ ۲۹ باب ۲۹
۱۷	مرثیہ یرمیاہؑ	۲ تواریخ ۳۵ باب ۲۵

یہ مرثیہ علاوہ نوحہ یرمیاہ کے ہے جو بیبل میں داخل ہے بشپ پیٹرک صاحب کا قول ہے کہ یہ مرثیہ جو کہا گیا بعد وفات یوسیاہ کے اب گم ہے اور یقیناً وہ نہیں ہو سکتا جو نوحہ یرمیاہ مشہور ہے اس لئے کہ یہ نوحہ غارت ہونے یروسلم اور ہلاک ہونے صدقیاہ پر ہے اور وہ مرثیہ موت یوسیاہ پر (از تفسیر ڈایلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد ۱ صفحہ ۹۳۶) اور کیفیت نامہ بنی اسرائیل کے تمام سلاطین کا جسے پہلے پادری شیلر صاحب نے زبان جرمن میں تصنیف کیا تھا۔ اور اب اُس کا پادری اسٹرن صاحب نے ترجمہ کیا اور بمقام الہ آباد دنار تھہ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی کے لئے مشن پریس میں طبع ہوا سنہ ۱۸۶۷ء میں اُس کے فصل ۲ باب ۶ صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے کہ اسور کی طاقت مثل نینوی کے زائل ہو گئی تھی اور اُس کا حال ایسا بدل گیا تھا کہ جو چاہے قبضہ کر لیوے چنانچہ مصر کے بادشاہ فرعون نیکو نے چاہا کہ اُسے اپنے دخل میں لاوے اس لئے کشتی پر سوار ہو اپنا لشکر ہمراہ لے کنعان ملک کی سرحد مجدو نامی پر خیمہ زن ہوا تاکہ وہاں سے

اسور کی طرف راہی ہو پر یوسیاہ نے اُسے روکا اور اپنے ملک کے درمیان سے جانے
ندیا کیونکہ اُس نے یہ سمجھا کہ اگر فرعون اسور کو قبضہ میں کرے گا تو ضرور ہے کہ یہوداہ
کی آزادی بھی جاتی رہے گی اس لئے یوسیاہ کو واجب ہوا کہ دو صورت کرے خواہ شاہ
مصر کا تابعدار بنے یا اُس سے مزاحم ہو آخرش یوسیاہ کو شاہ مصر کا مقابلہ کرتے ہی
بن پڑا اور مجدو کے میدان میں دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے سو یوسیاہ
نے شکست کھائی اور زخمی ہوکر تھوڑے عرصہ میں مرگیا اس حادثہ سے تمام یہوداہ
اور یروشلم میں بڑا واویلا پڑا اور یرمیاہ نبی نے اس نیک بادشاہ کی وفات کا نوحہ گایا
اور وہ کتاب نوحہ ابتک موجود ہے انتہے۔ یہودی قوم کی پے در پے مصیبتوں
کے سبب ایسی عزیز تحریروں کا جاتا رہنا خلاف قیاس نہیں ہے علی الخصوص
ایسی حالت میں کہ وہ ایک جگہہ جمع نہ تھیں بلکہ متفرق ٹکڑے لوگوں کے پاس تھے
اِن کتابوں کے الہامی نہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے خصوصًا جبکہ خود الہامی لکھنے
والوں نے اُن سے استخراج کیا یا اُن کی طرف اشارہ کیا ہو فرض کیا جائے کہ اُن
کے تمام مطالب کتب مقدسہ میں ہوں اور کتب مقدسہ کو اُن کی حاجت نرہی ہو
(لیکن یہ ممکن نہیں بلکہ کتب مقدسہ میں اُن کا ذکر اس لئے آیا کہ اُن کی حاجت ہے)
مگر یہاں صرف اتنا کلام ہے کہ اور بھی معتمد اور صحیح کتابیں تھیں جو اب معدوم ہیں
اور یہ بات ایسی طرح پر ثابت ہے کہ اُس سے بڑے بڑے علماء مسیحی نے بھی
اقرار کیا ہے ممفرڈ صاحب اپنی کتاب سوالات السوال میں جو ۱۸۴۳ء میں لندن
میں چھپی ہے ذیل سوال دوم کے لکھتے ہیں کہ یہ کتابیں جن میں حضرت مسیح کو
ناصری کہا گیا تھا (اور جس کا ذکر مقدس متی نے ۲ باب ۲۳ میں لکھا ہے)
نیست و نابود ہو گئی ہیں اس لئے کہ جو کتابیں نبیوں کی اب موجود ہیں کسی
میں حضرت عیسے علیہ السلام کو ناصری نہیں لکھا ہے گریز اسٹم صاحب اپنی ہوملی
یعنے تفسیر میں لکھتے ہیں کہ پیغمبروں کی بہت سی کتابیں ناپید ہو گئیں اسلئے
کہ یہودیوں نے غفلت سے بلکہ بیدینی سے بعض کتابوں کو کھو دیا اور بعض کو

پہاڑ ڈالا اور بعض کو جلا دیا انتہٰے۔
یہوداہ کے خط کی ۹ آیت میں جو لکھا ہے کہ جب میکائیل نے شیطان سے تکرار کر کے موسیٰ کی لاش کی بابت بحث کی انتہٰے۔ یہوداہ نے یہ بات توریت سے لکھی ہوگی مگر اب توریت میں کہیں یہ مندرج نہیں ہے اور اسی طرح ۲ طمطاؤس ۳ باب ۸ میں لکھا ہے کہ یاناس اور یمبراس نے موسیٰ کا سامنا کیا انتہٰے۔ یہ دونوں نام بھی عہد عتیق کی کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے معلوم نہیں کہ پلوس نے عہد عتیق کی کس کتاب سے یہ ذکر لکھا اور وہ کتاب اب مجموعہ عہد عتیق میں موجود نہیں ہے اور اسی طرح حنوک کی پیشین گوئی جو یہوداہ ۱۴ و ۱۵ میں ہے توریت میں اب پائی نہیں جاتی اسی طرح ۱۰۵ زبور ۱۸ میں جو حضرت یوسف کے بیڑیوں اور زنجیروں کا ذکر ہے یہ بھی توریت میں مرقوم نہیں ہے تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ میں ہے کہ اس بادشاہ روشن ضمیر یعنے سلیمان نے اُس دانائی کو جو اُس نے پائی انسانوں کے فائدے کیلئے استعمال میں لانا چاہا اور بہت سی کتابیں اُن کی تعلیم کے لئے لکھیں مگر حضرت عزرا نے اُن میں سے صرف تین کو مقدس کتابوں میں داخل کیا اور باقی (یعنے جنکو مقدس کتابوں میں داخل نہیں کیا) یا تو وہ مذہبی تربیت کے لئے نہیں لکھی گئیں تھیں یا ایک زمانہ کے گذر جانے کے سبب خراب اور ناقص ہوگئیں تھیں تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد پہلی صفحہ ۸۰۶ میں ذیل شرح آیت ۲۵ باب ۱۴ کتاب دوم سلاطین کے لکھا ہے کہ یونس پیغمبر کا حال اس مقام پر ہے اور اُس مشہور پیغام میں جو نینوی کو لے گئے تھے ہے اور اُن پیشین گوئیوں کو جن سے اُس نے بادشاہ یربعام کو سُریا کے بادشاہ سے لڑتے پر دلیری دی کسی جگہہ لکھا ہوا نہیں پاتے۔ غرضکہ ہر طرح یہ بات ثابت ہے کہ اُن مقدس کتابوں کے سوا اور بھی مقدس کتابیں تھیں جو مدت سے ناپید ہوگئی ہیں انتہٰے۔

بیان تیسری قسم کی کتابونکا

یہ وہ کتابیں ہیں جو مروجہ بیبل میں داخل نہیں ہیں مگر ان میں سے بعض ایسی ہیں جنکو ابتک بعض فرقے عیسائیوں کے مانتے ہیں اور بعض ایسی ہیں جنکو ایک زمانہ میں صحیح ٹھہرا کر بیبل میں داخل کیا تھا اور پھر نامعتبر ٹھہرا کر خارج کر دیا اور بعض ایسی ہیں کہ اُن کو جمہور عیسائی بناوٹی اور جعلی کہتے ہیں انتہے۔

ایک تا ے کتب سیعہ شیت

۸ کتاب حنوک یعنی ادریس ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۷ یہ کتاب حنوک کی کتاب کہلائی جاتی اور اُس میں پیشین گوئی موجود ہے جس کا بیان یہوداہ نے کیا۔ جسٹن ارنیوس وغیرہ اس کا ذکر کرتے پر بہت دن تک وہ گویا گم رہی جب تک کہ ۱۷۷۳ء میں اُس مشہور مسافر بروک صاحب نے ابیسینیا میں اُسے پایا اور یورپ کے عالموں کے لئے وہاں سے نقل لایا معلوم ہوتا ہے کہ ابیسینیا کے عیسائی سمجھتے تھے کہ وہ الہام سے دی گئی اس لئے وہ اُسے پاک کتاب میں ایوب کی کتاب کے پیشتر داخل کرتے ہیں انتہے (لغت کتاب مقدس مطبوعہ مرزاپور ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۸۳)

۹ کتاب مشاہدات ابراہیم

۱۰ کتاب مشاہدات موسےٰ

۱۱ کتاب پیدایش صغیر کونسل ٹرنٹ نے (جو ۱۵۶۲ء میں ہوئی تھی) اس کتاب کو نامعتمد ٹھہرایا اصل اُس کی عبری میں چوتھی صدی تک پائی جاتی تھی اور جیروم اپنی کتاب میں اس کا حوالہ بھی دیتا ہے اور سیڈرنیس اپنی تواریخ میں اکثر جا اُس سے نقل کرتا ہے اور ارجن کہتا ہے کہ گلیتیوں کا ۵ باب ۶ اور ۶ باب ۱۵ کو پلوس نے اسی کتاب سے نقل کیا ہے دیکھو ہدایت المسلمین صفحہ ۵۷ وغیرہ اور ترجمہ اس کا سولھویں صدی تک موجود تھا مگر اُس صدی میں کونسل ٹرنٹ نے اُسے جھوٹا ٹھہرایا ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۱ صفحہ ۲۔

۱۲ کتاب قیاس موسےٰ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء

لندن جلد ۴ صفحہ ۲۔

۱۳ کتاب وصیت موسیٰ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۴ صفحہ ۲

۱۴ کتاب اسرار موسیٰ ایضاً

۱۵ کتاب معراج موسیٰ لارڈ نر کے ورکس مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ ارجن کہتاہے کہ نامۂ یہوداہ کی ۹ آیت اسی کتاب سے نقل ہوئی اور لارڈ نراپنی تفسیر کی جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ میں اس قول ارجن کو نقل کرتاہے (ہدایت المسلمین چھاپہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۷۵)

۱۶ کتاب عزرا نمبر ۱ یہ کتاب سپٹواجنٹ کے بعض نسخوں میں شامل تھی اور یونانی گرجے میں عموماً پڑھی جاتی تھی تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد ۲ صفحہ ۷۵۶۔

۱۷ کتاب عزرا نمبر ۲ یہ کتاب چند رومی ترجموں میں اور ایک عربی ترجمہ میں موجود ہے ایضاً صفحہ ۷۷۶۔

۱۸ کتاب توبِٹ ایضاً صفحہ ۸۰۹۔

۱۹ کتاب جودتھ ایضاً صفحہ ۸۲۶۔

۲۰ باقی حصہ باب بن کتاب استھر کا یہ کتاب یونانی اور رومی نسخوں میں موجود ہے تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۷ء جلد ۲ صفحہ ۸۴۹۔

۲۱ وزڈم سلیمان یعنے کتاب دانائی سلیمان یونانی زبان میں یہ کتاب موجود ہے ایضاً صفحہ ۸۵۵۔

۲۲ ایکلزیاٹیکس یعنے کتاب الوعظ ایضاً صفحہ ۸۷۹۔

۲۳ کتاب باروق قدیم مصنفوں نے اس کتاب سے سندلی ہے اور کونسل ٹرنٹ نے اس کو رد نہیں کیا کیونکہ اس کے حصے گرجا میں پڑھے جاتے تھے ایضاً صفحہ ۹۴۲۔

۲۴ کتاب راگ تین پاک بچوں کے بعض یونانی ترجمے تھیوڈورٹ میں اور عموماً رومی بیبل میں یہ کتاب بشمول کتاب دانیال موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۵۵۔

۲۵ کتاب تاریخ سسئینا انہیں ترجموں میں یہ کتاب بھی کتاب دانیال کے شروع

میں موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۵۹۔
۲۶ بل اور ڈریگن کی بربادی کی تاریخ یہ کتاب بھی انہیں ترجموں میں کتاب دانیال کے آخر میں موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۶۳۔
۲۷ دعا منیسس بادشاہ یہودیہ ایضاً صفحہ ۹۶۶
۲۸ اول کتاب مقابیس یہ کتاب اور نیز دوسری آگے آنیوالی کتاب عبری میں بھی تھی اور یونانی اور سریا زبان میں اب بھی موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۶۷۔
۲۹ دویم کتاب مقابیس ایضاً صفحہ ۱۰۱۔
۳۰ کتاب معراج اشعیاہ یعنے یسعیاہ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۸۔
۳۱ ملفوظات حبقوق۔

ان کے سوا دو کتابیں اور ہیں یعنے کتاب لموئیل اور کتاب اجور جنکا ایک ایک باب صرف باقی ہے جو کہ کتاب امثال کے آخر میں شامل کر دیا گیا

اب یہ قسم دویم کی سترہ کتابیں جنکا ذکر بیبل مروجہ حال میں موجود ہے اور قسم سویم کی ۳۱ کتابیں جنکا ذکر ہارن صاحب وغیرہ نے کیا اور ان کے سوا دو اور یعنے لموئیل اور اجور کی کتابیں کہ یہ سب پچاس کتابیں ہوئیں اس بیبل میں شامل نہیں ہیں پس آیتوں کی تحریف کا کیا شکوہ ہو جبکہ کتابیں کی کتابیں غایب ہوگئی ہیں اور یہ پہلی قسم کی کتابیں جو اب باقی اور بیبل میں شامل ہیں ان کا اور ان کے مصنفوں کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جب بیسیوں کتابیں غائب کر دیں تو جو باقی رہا ہے اسے کب اصلی حالت پر رکھا ہوگا۔

یوسیفس جو بڑا مورخ مشہور ہے حضرت خرقیلیل کی طرف اور دو کتابیں منسوب کرتا اور کہتا ہے کہ خرقیلیل نے یروسلم کے غارت ہونے اور صدقیاہ کے بابل کو نہ دیکھنے کی بابت پیشین گوئی کر کے اس ملفوظ کو یروسلم میں بھیجدیا تھا۔ پس جبکہ ان دونوں کتابوں کو بھی قسم دویم اور سویم کی کتابوں میں شامل کریں تو اس طرح کی سب کتابیں باون ہوئیں

ہارن صاحب کی جلد اوّل شرح انجیل کے صفحہ ۱۳۱ میں لکھا ہے کہ اگر ہم تسلیم کریں کہ بعض کتابیں پیغمبروں کی جاتی رہی ہیں تو کہتے ہیں کہ وے کتابیں الہام سے نہیں لکھی گئی تہیں انتہے۔ لیکن اگر غور کریں تو ان کتابوں میں جو موجود ہیں اُن سے کیا زیادہ الہامی بیان ہے یعنے اگر وہ الہامی نہ تہیں جو گم ہو گئیں تو یہ بھی جو موجود ہیں بدرجہ اولے الہامی نہیں ہیں خاص کر آستر اور غزل الغزلات وغیرہ اور جب یہ الہامی سمجھی جاتی ہیں تو اُن کے الہامی نہونے کا کیا سبب ہے پھر یہ کہ اگر وہ الہامی نہ تہیں تو ان کتابوں میں اُن میں کے منتخبات کیوں موجود ہیں کیا کوئی الہامی کتاب جہوٹی کتابوں کی بھی عبارتوں کو سند میں لا سکتی ہے جیسے یہوداہ کی ۹ آیت اور متی ۲ باب ۲۳ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ نامۂ یہوداہ اور انجیل متی وغیرہ بھی الہامی نہیں ہیں اس کے سوا توریت وانجیل میں کہاں لکھا ہے کہ وہ اکیاون کتابیں الہامی تہیں۔

مرآت الصدق مؤلفہ پادری بیدیلی صاحب اور ترجمہ طامس انگلس صاحب الارشاد پادری مریا انجلو صاحب کاتہولک مشنری مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۱۶۹۔

۱۸۲ میں کتب عہد عتیق وجدید دونوں کی نسبت لکھا ہے قول۔ کاتولیک ظاہر کرتے ہیں کہ کتاب مقدس جیسا کہ ہر ایک شخص اپنی فہمید سے سمجھتا ہے ایمان کا کافی قاعدہ نہیں اور اسی لئے انسانوں کو خدا کی بادشاہت میں پہونچا نہیں سکتی اور یہ کہ کتاب مقدس کافی قاعدہ نہیں ہے عقل سلیم بآسانی دکہلا دے گی کیونکہ اگر انسان اپنا ایمان اپنی سمجھ کے مطابق کتاب مقدس پر منحصر رکہتے تو ضرور ہے کہ وہ چھ چیزوں میں کلیت دلجمعی اور دریافت حاصل کرے۔ اوّل یہ کہ بالضرور معلوم کرے کہ کتاب جو وہ اپنے ہاتھ میں رکہتا ہے دراصل کتاب مقدس صحیح ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ اُس کے پاس سالم کتاب ہے کہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ کتاب مقدس الہامی اور خدا کے ارشاد سے ہے چوتھے یہ کہ کسی نے کتاب مقدس میں غلطیاں درج نکی ہوں۔ پانچویں یہ کہ وہ اُسے سمجھ سکتا ہو۔ چھٹے یہ کہ سب چیزیں جو نجات کے واسطے ضرور ہیں اُس میں ہوں پہلے یہ کہ بالضرور معلوم کرے کہ دراصل کتاب مقدس صحیح ہے اچھا کوئی پراتسٹنٹ اپنی خاص

تمیز سے یہ نہیں پہچان سکتا کیونکہ کتاب مقدس فقط ایک کتاب ہے مردہ حرفوں سے بھری ہوئی اور اپنے حق میں گواہی نہیں دے سکتی (اہلِ کلیسیں پولٹ سے ۳ سن ۴) سوا اس کے عالم و فاضل اس بات پر سب متفق ہیں کہ یروسلم کی ہیکل اور شہر کیساتھ وہ کتاب مقدس جو موسےٰ اور قدیم پیغمبروں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی بنوکدنذر کے عہد میں اسیرین کی چڑھائی میں تاخت وتاراج ہو گئی (پرنیس ڈیز زب ۱۰ ان ب پ واٹسن کا لیکشن جلد ۳ صفحہ ۵) اور اگرچہ کتاب مقدس موصوف کو اس کی نقل مطابق اصل[1] سے ایزرا یعنی عزرا نے پھر موجود کیا تھا مگر یہ نقل بھی انطاکیس[2] کے آئندہ ظلموں کے وقت لٹ گئی (ایضاً) پس ایک شخص اپنی خاص رائے اور تمیز کی تقویت پر کہہ نہیں سکتا کہ کتاب مقدس جو اس کے پاس ہے سچی اور اصلی ہے یا نہیں۔

دوسری یہ کہ جس وقت کسی پرانسٹنٹ کے پاس کتاب مقدس ہوتی ہے وہ خواہ مخواہ یقین کرتا ہے کہ اس کے پاس کتاب ممدوح پوری ہے لیکن جو کوئی حصہ اس کا کم ہے تو بیشک اس کے پاس ایک جزو ہے اور کلام الٰہی کا کل نہیں اب میں پرانسٹنٹوں کو دکھا سکتا ہوں کہ کتاب مقدس میں بہت حصے کم ہیں کیونکہ ایک عالم ثابت کرتا ہے کہ کم سے کم بیس[3] کتابیں جلد مقدس کی بالکل کھوئی گئی ہیں (کانسٹن کا دیباچہ چاروں انجیلوں کے باب میں) اگر تمہیں میری بات میں شک ہو تو اپنی کتاب مقدس میں مفصلہ ذیل کے صحیفوں اور متنوں کو دیکھو اور ڈھونڈو گنتی کی کتاب ۲۱ باب ۱۴ آیت یعنے یہ خداوند کے جنگ کی کتاب میں لکھا ہے یہ کتاب کہاں ہے یشوع (یعنے یشوع کا ۱۰ باب ۱۳ آیت یعنے کیا یہ جاشار (یعنے کتاب الیسیر) کی کتاب میں نہیں لکھا ہے میں پرانسٹنٹوں سے پوچھتا ہوں کہ جاشار کی کتاب کہاں ہے اول سموئیل کا ۱۰ باب ۲۵ آیت یعنے سموئیل نے بادشاہت کا طور وقاعدہ قوم سے کہا اور ایک کتاب میں لکھ کر اسے خداوند کے آگے رکھا یہ کتاب بھی کھوئی گئی پھر پہلے سلاطین ۴ باب ۳۲ آیت یعنے سلیمان نے تین ہزار تمثیلیں بنائیں اور اس کے مزامیر ایکہزار تھے پس

[1] مگر بعض عیسائی محقق ... ثابت ہو چکا کہ نقل مطابق اصل تھا قیاس ... کا سن کیونکہ وقت میں بھی تھی [2] یعنی انتیوکس

یہ مزامیر کدھر گئے اور پھرا کرانیکل یعنے وقایع (یا اول تواریخ) ۲۹ باب ۲۹ آیت یعنے داؤد کے اعمال پہلے سے پچھلے تک سموئیل کے سیر کی کتاب اور ناتہن پیغمبر کی کتاب اور گیڈ (یعنے جاد) سیر کی کتاب میں لکھے ہیں ان دونوں نبیوں کی کتابیں کہاں ہیں اور پھر دوسرا کرانیکل ۹ باب ۲۹ آیت یعنے کیا یہ ناتہن پیغمبر کی کتاب اور سلونیت اخیا کی پیشین گوئی اور ایڈو سیر کی بشارتوں کی خوابوں میں نہیں لکھا ہے یہ کتابیں بھی گم ہو گئیں ایضاً ۱۲ باب ۱۵ آیت یعنے کیا یہ شمعیہ (یعنے سمعیاہ) پیغمبر کی کتاب اور ایڈو سیر کی کتاب میں متضمن مشابہتوں کے مندرج نہیں ہے یہ بھی مفقود ہیں ۱۳ باب ۲۲ آیت یعنے اُس کی راہیں اور اُس کے کلام عیدو کی تواریخ میں لکھے گئے تھے یہ بھی ناپید ۲۰ باب ۳۴ آیت یعنے وے جنہوں کی کتاب میں لکھے گئے تھے اور ۳۳ باب ۱۹ آیت یعنے وے سیر کے کلاموں کے درمیان لکھے ہیں الحاصل ولی پاولس (یعنے پلوس) نے قرنیتوں کو تین مکتوب لکھے اُن میں سے پہلا کھویا گیا کیونکہ اُس میں جسے ہم پہلا کہتے ہیں ولی پاولس لکھتا ہے کہ میں نے تمہیں ایک مکتوب میں لکھا ہے (اول قرنیتوں کا ۵ باب ۹) پس وہ مکتوب جو اُس نے اُنہیں لکھا کہاں ہے اور پھر ولی پاولس لاودقیہ والے مکتوب کو گرجا میں پڑھنے کا حکم دیتا ہے قلسیوں کا ۴ باب ۱۶ آیت یعنے لاودقیہ کی کتاب کو تم بھی اکلیسیا میں پڑھو یہ کتاب بھی کھوئی گئی اور بھی بہت سے کام ہیں جو عیسےٰ مسیح نے کیے کہ اگر وے جدا جدا قلم بند ہوتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں سمانہ سکتیں یوحنا کا ۲۱ باب ۲۵ آیت ولی کشتن (یعنے جسٹن شہید) ٹرافن (یعنے طریفون) کی بابت اپنی تحریر میں کہتا ہے کہ یہودیوں نے توریت میں سے بہت سی آیتیں غائب کر دیں تاکہ انجیل مقدس مطابق اُن کے معلوم نہو تو پس پروٹسٹنٹوں کے پاس کتاب مقدس پوری نہیں ہے بلکہ کلام ربانی کا ایک چوتھا حصہ اُن کے قبضے میں ہے۔

تیسرے یہ کہ اُسے بخوبی معلوم ہو کہ کتاب مقدس الہام ربانی ہے یہ بات کوئی پروٹسٹنٹ خاص اپنی دانش سے جان نہیں سکتا کیونکہ کتاب مقدس کونسی جگہہ خبر دیتی ہے کہ موسےٰ نے الہام میں آکے توریت لکھی یا کہ آپوستلوں نے ازروے الہام انجیل مقدس کو

تحریر کیا وہ طبیعت سے اس قدر نیچے ہو جو نقطات سے بھرا ہو کسی طرح کوئی پروٹسٹنٹ
جان سکتا ہے کہ وہ ناطلا پلنے والے تھے چونکہ ایک پروٹسٹنٹ کلیہ صداقت
ہو نہیں سکتا کہ کتاب مقدس میں کسی طرح کی غلطی یا اختلاف نہیں ہوا اور کہ وہ لفظ
بلفظ وہی کتاب ہے جو مؤلفوں نے قلم بند کی تھی یہ بھی وہ اپنی ناقص فہم کی رسائی سے
تحقیق دریافت نہیں کر سکتا کیونکہ کتاب مقدس عبرانی یونانی لاطینی زبان میں لکھی
گئی تھی اور اس کے ناقص اس زبان میں نہیں ہے جس میں کہ ابتدا تحریر ہوئی چنانچہ
کتاب مقدس جس کا تبدیل کو ورڈ بل اور ملکہ الزبتھ کے عصر کے بشپوں نے انگریزی
زبان میں ترجمہ کیا تھا ایسی صورت زیادہ ناقص اور پر غلط کی گئی تھی کہ اکثر عام پروٹسٹنٹوں
نے مع بادشاہ جیمس اول کے اس کی بابت ایک عام فریاد و فغاں برپا کیا (فہرست
بعضے مقامات یہ کی انجیل جیسا کہ لکھا ہے یعنے تبدیل کے ترجمہ انجیل مقدس میں نتیل
بشپ نے دو ہزار نقص و اختلاف ظاہر کئے (بشپ واٹسن کا کالیکٹ جلد ۳ صفحہ ۹۱
اور مسٹر بروٹن ایک پروٹسٹنٹ فاضل نے کونسل کی لارڈ لوگوں کو لکھا اور نئے ترجمہ کی
درخواست کی چنانچہ وہ کہتا ہے کہ انجیل مقدس کا ترجمہ جو کہ اب انگلینڈ میں ہے غلطیوں
سے بھرا ہے اور بشپوں سے یہی بروٹن مذکور کہتا ہے کہ ان کا ترجمہ انجیل جو زبان انگریزی
میں ہے آٹھ سو اڑتالیس جگہ میں توریت کے متن و مضمون سے برعکس ہے اور بہتوں
کے لئے انجیل مقدس کے رد کرنے اور دائمی شعلہ میں گرنے کا سبب ہوتا ہے (آتریل
گارڈ صفحہ ۱۴۲) اسٹا فیلس نے مارٹن لوتھر کی نئی انجیل میں قریب ایکہزار کے اختلاف
پائے اور بادشاہ جیمس اول کے حضور ایک عرضی جو اس مقدمہ میں گذری اس میں درج
تھا کہ ترجمہ زبور جو عام نمازی کی کتاب میں مندرج ہے میزان و منہاج و تغیر میں عبرانی زبان
کے راستی سے کم سے کم دو سو مقاموں میں مختلف ہے (پیٹ صفحہ ۷۵-۷۹) فقط چودہویں
مزمور کو جو کتاب عام نماز میں موجود ہے اور جسپر پروٹسٹنٹ پادری بحلف اپنی پذیرائی و
رضامندی اقرار کرتے ہیں دیکھو اور پھر اسی چودھویں مزمور کو پروٹسٹنٹوں کی کتاب مقدس
میں مطالعہ کرو تو دیکھو گے کہ چار آیتیں نمازی کی کتاب میں بہ نسبت کتاب مقدس کے

کم ہیں مگر جو یہ چاروں آیتیں کلام الٰہی سے ہیں تو کتاب مقدس سے کیوں چھوڑ دیں
ہیں اور جو کلام الٰہی سے نہیں ہیں تو پروٹسٹنٹ عام نمازی کتاب میں اُن آیتوں کی
عدم صداقت کیوں نہیں ظاہر کرتے حقیقت صریح یہ ہے کہ پروٹسٹنٹوں نے یا
کچھ بڑھانے سے یا گھٹانے سے اس پیشین گوئی کے لفظوں اور خدا کے کلام کو بگاڑا
ہے۔ پانچویں یہ کہ اُسے اپنی خاص دانش سے سمجھ سکتا ہو مگر یہ امر کسی پراٹسٹنٹ
کے واسطے ممکن نہیں۔ چھٹے یہ کہ پراٹسٹنٹ جانتا ہو کہ کتاب مقدس میں سب
چیزیں جو نجات کے واسطے ضرور ہیں موجود ہیں یہ بھی کوئی انسان اپنی فہمید بالذات
سے جان نہیں سکتا ایک پراٹسٹنٹ بشپ مامیسک نامی شہادت دیتا ہے کہ
دین کے باب میں چھ سو امر ہیں جنہیں خدا نے مقرر کیا اور جو کلیسیا سے فرمائے جاتے
ہیں اور جنکی بابت ہم قبول کرتے ہیں کہ کتاب مقدس اُن امروں کو نہ کسی جگہہ میں
بیان کرتی نہ سکھاتی ہے۔ اب میں کسی پراٹسٹنٹ سے پوچھتا ہوں کہ بھلا کیا
وہ اپنی نجات کی دلجمعی صرف ایک ایسی کتاب کے بھروسہ پر رکھہ سکتا ہے جسے
وہ کلام الٰہی ثابت نہیں کر سکتا ایک کتاب جسے وہ سمجھ نہیں سکتا ایک کتاب
جسے جہلا و ضعفا[1] اپنی ہلاکت کے لئے پڑھتے ہیں ایک کتاب جس کے حصے اکثر
کھوئے گئے ہیں ایک کتاب جو از بس غلطیوں سے بھری گئی اور ناقص کی گئی
اور جس میں نجات پانے کی سب چیزیں ضروری نہیں ہیں ایسی کتاب کیا ایمان
کا قاعدہ کل و مکمل نجات ہو سکتی ہے نہیں خدا، قادر مطلق کا ہرگز یہ ارادہ نہیں
ہوا کہ ہر ایک انسان اپنا اپنا ایمان بطور خود کتاب مقدس سے بنا دے تمت کلمہ
پس توریت و انجیل کی تحریف تو توریت و انجیل ہی سے ثابت ہے اب جو
عماد الدین وغیرہ قرآن مجید کی نسبت تحریف پکار رہے ہیں چاہیے کہ وہ بھی اسی طرح
قرآن مجید سے ثابت کردیں اب کتاب سموئیل جس کا اول سموئیل ۱۰ باب ۲۵
میں ذکر ہے اور کتاب ہوسیاہ جس کا ۲ تواریخ ۳۳ باب ۱۹ میں ذکر ہے اور وہ کتاب
جس کا ۲ تواریخ ۱۳ باب ۲۲ میں ذکر ہے یہ تینوں کتابیں اُن باون ۵۲ کتابوں پر زیادہ

[1] ضعفا جمع ضعیف اعتقاد والے جن کا ایمان ضعیف ہے ۱۲

کریں تو پچپن کتابیں ہوئیں کہ جو توریت میں سے غائب ہیں

منادی

اختلافات عہد عتیق کی پہلی قسم کی کتابوں میں سے بعضے مقامات

پیدایش ۶ باب ۶ میں ہے کہ خدا انسان کو پیدا کر کے پچتایا اور ۲ سموئیل ۲۴ باب ۱۶ میں ہے خدا بدی کرنے سے پچتایا مگر گنتی ۲۳ باب ۱۹ میں ہے کہ خدا آدم زاد نہیں جو پچتاوے اور اول سموئیل ۱۵ باب ۲۹ میں ہے کیونکہ وہ انسان نہیں ہے کہ پچتاوے۔

استثناہ ۵ باب ۹ میں ہے کہ باپ دادے کی بدکاری کا بدلہ اُن کی اولاد سے تیسری اور چوتھی پشت تک لیتا ہوں انتہے۔

مگر استثناہ ۲۴ باب ۱۶ میں ہے کہ اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نجائیں نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کیجاوے۔

استثناہ ۲۱ باب ۱۶ میں ہے تو محبوبہ کی بیٹی کو مبغوضہ کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹا ہے فوقیت ندی۔

مگر پیدایش ۲۵ باب ۲۳ میں ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔

ہوسیع ۱۴ باب ۹ میں ہے کہ خدا کی راہیں سیدھی ہیں اور نیک لوگ اُن میں چلیں گے مگر حزقیل ۲۰ باب ۲۵ میں ہے اور میں نے اُنہیں وہ سنتیں دیں جو بھلے نہ تھیں اور وہ قانون جنسے وہ جیتے نرہیں۔

۲ تواریخ ۱۶ باب ۹ میں ہے خداوند کی آنکھیں ساری زمین پر دوڑتی ہیں مگر پیدایش ۱۸ باب ۲۱ میں ہے میں اوترکے دیکھوں گا کہ اُنہوں نے اُس شور کے مطابق جو مجھ تک پہنچا بالکل کیا ہے یا نہیں میں دریافت کروں گا انتہے۔ یہاں خدا کا عالم الغیب ہونا بالکل جاتا رہا۔

خروج ۲۰ باب ۲۶ میں ہے تو میری قربان گاہ پر سیڑھی سے ہرگز مت چڑھیو تا کہ تیری برہنگی اُس پر ظاہر نہو۔

مگر یسعیاہ ۳ باب ۱۷ میں ہے خداوند صیحون کی بیٹیوں کی چاندیوں کو گنجی کر ڈالے گا

اور خداوند اُن کے ان ام نہا فی کو او گنہگار سے گا نتھے وہاں مرد کا ننگا ہونا گناہ تھا اور یہاں عورتوں کی برہنگی جائز ہوئی اور اسی طرح اگر سب اختلافات لکھے جائیں تو ایک کتاب اسی بیان میں ہو فقط۔

کلیسیا ۹

جس میں ۱۰ اسکرمنٹ ہیں اور ایک منادی

سکرمنٹ ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین الی یوم التناد

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (سورہ مائدہ آیت ۱۵) اور وہ جو کہتے ہیں کہ ہم نصارے ہیں اُن سے بھی عہد لیا پھر بھول گئے ایک حصہ اُس نصیحت کا جو اُن کو کی تھی۔

(از شہادت قرآنی فصل ۲۲ صفحہ ۱۸۱) کتب عہد جدید یعنے اناجیل وغیرہ کا حال لکھنے سے پیشتر اِن دو چار بیانوں پر غور کر لینا چاہیے لوقا ۱ باب ۱ میں ہے بہتوں نے کمر باندھی کہ اُن کاموں کو جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں انتہے اِس سے ظاہر ہے کہ اوسی وقت میں لوقا کی طرح اور بھی بہتوں نے انجیلیں لکھی تھیں مگر وہ جھوٹی یا سچی کچھ معلوم نہوئیں۔

گلتیوں کا ۱ باب ۶ پھر کے دوسری انجیل کیطرف مائل ہوئے انتہے یہ دوسری انجیل جو کہ اِن چار انجیلوں کے سوائے پلوس کے وقت میں مشہور ہو چکی تھی۔

۲ تسلینیقیونکو ۲ باب ۲ میں ہے نہ گھبراؤ نہ کسی روح نہ کسی کلام نہ کسی خط سے یہ سوچکر کہ وہ ہماری طرف سے ہے انتہے یعنے پلوس کے وقت ہی میں جعلی خط لکھے جاتے تھے ۲ قرنیتوں کا ۱۱ باب ۲ و ۱۳ سے بھی ظاہر ہے کہ پلوس کے وقت میں جھوٹے رسول اور دغاباز پیدا ہو گئے تھے بلکہ خود پلوس ہی نے دین کے واسطے جھوٹ بولنا پسند کیا تھا رومیوں کا ۳ باب ۷ موشیم صاحب اپنی تاریخ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ء حصہ ۲ باب ۲ صفحہ ۶۳ میں اول صدی عیسوی کا یوں بیان فرماتے ہیں کہ بہت سے ایسے باعث تھے جن کے سبب ابتداء زمانہ میں انجیلوں کے ایک نسخہ میں جمع کرنے کی ضرورت ہوئی خصوصاً اس باعث سے کہ بعد جانے حضرت عیسےٰ کے آسمان پر اُن کی زندگی اور تعلیمات کی تواریخ پُرفریب اور کہانی آمیز ایسے لوگوں سے جن کے ارادے بد نہ تھے مگر جو جھوٹے مذہب والے اور سادہ لوح اور خدا پرست فریبیوں نے رغبت رکھتے تھے تصنیف ہوئی تھیں اور اس کے بعد بہت سی جھوٹی بنیاد کی تحریریں جن پر پاک پیغمبروں کے نام بطور مصنفوں کے درج کئے گئے تھے دنیا پر فریب سے رکھی گئیں تھیں انتہے۔ اور پھر موشیم صاحب اپنی تواریخ باب ۳ صفحہ ۷ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ء میں دوسری صدی عیسوی کا بیان یوں فرماتے ہیں کہ افلاطون اور فیساغورث کے پیروں نے اسبات کو صرف جائز ہی خیال نہیں کیا بلکہ قابل تحسین و آفرین کے سمجھتے تھے کہ راستی اور خدا پرستی کی ترقی کے لئے فریب دین اور جھوٹ بولیں اس رائے کو ان یہودیوں نے جو مصر میں رہتے تھے سنہ مسیحی سے پیشتر جیسا کہ بہت دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے اُن سے سیکھا تھا اور اُن دونوں سے عیسائیوں میں یہ برائی ابتدا سے پھیلی تھی اس بات میں کوئی شخص شک نہیں کرے گا جب اُن کتابوں کو جو بہت سے جھوٹ سے بھری ہیں اور مشہور آدمیوں کے نام سے بنائیں گئیں ہیں بغور دیکھے گا اور سبل لین کے اشعار اور اسی طرح کی بے قدر کتابوں پر توجہ کرے گا جو بہت سی دوسری صدی اور اُس کی اگلی صدیوں میں نکلی ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ جو عیسائی اپنے مذہب پر پکے تھے انہوں نے اس قسم کی جھوٹی کتابیں بنائی تھیں بلکہ غالباً وہ کتابیں بہت سی گناسٹک کے فرقے نکلیں

تھیں تاہم اسبات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو عیسائی اپنے مذہب کے پابند تھے وہ اِس خطا سے بالکل آزاد نہ تھے انتہیٰ۔

طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء کے حصہ تین صفحہ ۲۲۳ میں اور مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے کہ ۲۰۳ء میں ایک شخص اربن نامی مدرسہ سکندریہ کا مدرس تھا اور تیز عقلی اور حلم اور خوش اخلاقی اور دانشمندی کے سبب اُس کی ایسی شہرت ہوئی کہ مخالف اور بت پرست مصنف بھی اُس کی تعریف کرتے اور اُس کے نام پر اپنی تصنیف گرادانتے تھے انتہیٰ۔ اور نہ صرف جعلی مصنف بلکہ مسیح ہونے کا بہتوں نے دعوے کیا تھا چنانچہ یوسف مورخ کتنوں کا ذکر کرتا ہے وہ یوں لکھتا ہے کہ ملک جادوگروں اور دغابازوں سے بھر گیا تھا جنہوں نے بہتوں کو ورغلانا اور بیابانیں لے گئے تاکہ اپنی کراماتیں دکھائیں اِن میں سے دوسیتھیوں سامری کا ذکر ہے جس نے آپ کو مسیح کہا اور شمعون مجوسی جو آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا اور تُھوڈس جس نے بہت لوگوں کو دھوکا دیکر کہا کہ میں یردن ندیکو دو حصہ کر کے بیچ میں راستہ بناؤں گا القصہ چوبیس شخصوں کا ذکر ہے کہ جنہوں نے اور ین قیصر کے وقت سے لیکر ۱۶۸۲ء تک مسیح ہونے کا دعوے کیا از رومن تفسیر اسکاٹ صاحب چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۸۶۔

اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۸۴ و ۱۸۵ میں لکھا ہے کہ دوسری صدی میں اسبات پر عیسائیوں کے درمیان اختلاف تھا کہ بُت پرستوں سے بحث کے درمیان فلسفی کا طریقہ کام میں لانا درست ہے یا نہیں اور یہ اختلاف آخرالامر کلیمنس اور اُرجن کی لیاقت کے باعث اور فلسفی کے جانبداروں کی غالب زیادہ گوئی کے سبب اسکندریہ میں رفع ہوگیا اِس کے تسلیم کر لینے سے دین کے جانبداروں کو دلیلوں کے لانے میں تحقیقات کی موشگافی میں عقل کا استعمال یا سچ پوچھو تو تصرف بیجا کرنے میں بڑا فائدہ حاصل ہوا لیکن بحث میں اُن کی وہ مردانہ اور سادی راست بازی جو کبھی کبھی بھونڈی اور ناتراشیدہ بھی ہوتی تھی اور اُن حامیان حق کو زیبا تھی اُن کے ہات سے جاتی رہی اُن دینی دغا اور فریب کے اصل جو اُس کے بعد تواریخ کلیسیا کے صفحوں کو داغ لگاتے ہیں

بعض آدمی اسے فلسفی کا تعلق تصور کرتے ہیں۔ قدیم فیلسوفوں کے درمیان یہ رسم ایک عرصہ سے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص کے نام سے مشہور کردیں جس کو سب مانتے ہوں تاکہ لوگ اُن کے مضامین کو دل دیکر پڑہیں لیکن جب اُسنے دین عیسوی میں راہ پائی بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار پیدا ہو اُس کی اسوقت کی صفائی میں داغ لگے اور آئندہ کے لئے بڑی بڑی خرابیوں کا سامان پیدا ہو یہی اُن جعلی انجیلوں کی اور اعمالوں کی اور مکاشفاتوں کی جڑ ہوئی جو لوگوں نے کسی نہ کسی حواری کے نام سے مشہور کردی ہیں جو کتابیں کہ بہت دن بعد لکھی گئیں لوگوں نے حواریوں کے تو ابعین کی تصنیف بتلادیں اس طرح کی دغا اور فریب اکثر کسی نئے مسئلہ کو قدیم ثابت کرنے کے لئے خواہ تادیب میں کوئی تازہ بات ایجاد کرنے کے لئے خواہ کسی دست اندازی کا اختیار حاصل کرنے کے لئے کام میں آتے تھے اور اس مکروہ مگر عام پسند قاعدہ کو کہ سچ کی تائید جھوٹ سے جائز ہوسکتی ہے لوگ واجب ٹھہراتے تھے چھ سو برس سے زیادہ یہ موجب رسوائی کلیسیائے رُوم میں بنا رہا انتہےٰ۔

روشن تواریخ کلیسیا ۳ باب کے دوسرے حصے کے ۳۰ شمار مطبوعہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۹۰ میں لکھتے ہیں کہ دوسری صدی میں مسیحیوں میں گفتگو رہی کہ جب بت پرست فیلسوف اور حکیموں کے ساتھ دین کا مباحثہ کیا جاوے تو انہیں کے بحث کا طور اور طریقہ اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں اور آخر کار اُرجن وغیرہ کی رائے کے بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا اس سے البتہ مسیحی بحاثوں کی تیز عقلی اور نکتہ سنجی نے بحث میں زیادہ رونق پائی لیکن راستی اور صفائی میں کچھ خلل پڑا اسی سبب سے بعضے لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئیں جو کہ اس زمانہ کے بعد کثرت سے لکھی گئیں اس طرح سے کہ جب فیلسوف لوگ کسی طریقہ کی پیروری کرتے تھے تو کبھی کبھی اُس کے حق میں کتاب لکھکر کسی معروف حکیم کے نام سے اجرا کرتے تھے کہ اس حیلے سے لوگ اُس پر متوجہ ہوکر اُس کی باتیں زیادہ مانیں گے اگرچہ اسکی باتیں بلا خود مصنف کی ہوتیں سو اسی طرح مسیحی جو فیلسوفوں کی طرح بحث کرتے تھے

کتاب لکھکر کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اسقف کے نام سے رواج دیتے تھے
ایسا دستو تیسری صدی میں شروع ہوا اور کئی سو برس تک رومی کلیسیا میں جاری رہا
یہ بات بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام شدید تھی انتہےٰ۔

اوڈن صاحب اقرار کرتے ہیں کہ دسویں صدی میں جو دریا جعل اور جھوٹ کا
مسیحیوں میں رواج تر تھا نامہ اتہانی سیس کا جعل سے بنایا گیا انتہیٰ۔

ہارن صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء صفحہ ۳۱۳ میں لکھتے
ہیں کہ بلاشبہہ بعض خرابیاں (یعنے تحریفیں) جان بوجھہ کر ان لوگوں نے کی ہیں جو کہ دیندار
مشہور تھے اور اُس کے بعد اُنہیں خرابیوں کو ترجیح دیجاتی تھی تاکہ اپنے مطلب کو قوت
دیں یا اعتراض اُن پر آنے ندیں انتہے لب التواریخ جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۹ء صفحہ ۳۹
باب ۹ فصل ۱ سطر ۳ میں مرقوم ہے کہ ایسوڈورس کے مکتوب کا جعل سولہویں قرن
تک مکمل اشکار ہوا تھا انتہے۔

ایسے ہی لوگوں کے حق میں قرآن مجید کی یہ آیت ہے (سورہ بقرہ آیت ۷۹)
فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۝

از شہادت قرآنی فصل ۲ صفحہ ۱۰۰ مصنفہ ولیم میور صاحب چھاپہ لکھنؤ ۱۸۶۱ء یعنے
خرابی ہے اُن کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہات سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے
ہے کہ لیویں اُس پر مول تھوڑا سو خرابی ہے اُن کو اپنے ہات کے لکھے ہوئے سے اور خرابی ہے
اُن کو اپنی کمائی سے۔

بیان کتابوں عہدجدید کا

یہ کتابیں دو قسم کی ہیں پہلی قسم وہ جو مجموعہ مروجہ حال میں شامل ہیں یہ کل ۲۷ کتابیں ہیں
انجیل متی انجیل مرقس انجیل لوقا انجیل یوحنا اعمال رومیونکا خط پہلا قرنتیونکو خط
دوسرا قرنتیونکو خط پہلا گلتیونکو خط دوسرا گلتیونکو خط افسیون کو خط فلپیونکو خط
کلسیونکو خط پہلا تسلینیقیونکو خط دوسرا تسلینیقیونکو خط پہلا طیطاؤس کو خط

دوسرا تھسلنیکیوں کو خط طیطس کو خط فلیمون کو خط عبرانیوں کو خط یعقوب کا خط
پطرس کا پہلا خط پطرس کا دوسرا خط یوحنا کا پہلا خط یوحنا کا دوسرا خط یوحنا کا تیسرا خط
یہوداہ کا خط مشاہدات یوحنا

قسم دوم کی کتابیں جو مجموعہ صحائف میں شامل نہیں ہیں

(ماسوا ۳۳ کتاب)

از انشود کشن ہارن صاحب اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۲ صفحہ ۶۴۲

۱ انجیل طفولیت جو متی نے لکھی ۲ انجیل ولادت مریم ۳ انجیل یعقوب
۴ انجیل نیقودیما ۵ انجیل پیٹر ۶ انجیل دوم یوحنا ۷ انجیل اندریاہ حواری ۸ انجیل فلپ
۹ انجیل بارتھالومی ۱۰ انجیل توما حواری ۱۱ انجیل اول طفولیت جو توما نے لکھی ۱۲ انجیل دوم طفولیت جو توما نے لکھی
۱۳ انجیل متھی آز ۱۴ انجیل مرقس جو مصریوں کی کہلاتی ہے

(از ترجمہ انگریزی سیل صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء صفحہ ۴۳) ۱۵ انجیل برنباس
۱۶ انجیل تھی ڈیٹس ۱۷ انجیل پال ۱۸ انجیل اپلیس ۱۹ انجیل بی سیلی ڈس ۲۰ انجیل سیرنتھس
۲۱ انجیل ابی اونیٹیز ۲۲ انجیل انکارٹیٹیس ۲۳ انجیل حوا ۲۴ انجیل یہودیا ۲۵ انجیل جوڈ
۲۶ انجیل جوڈس اسکریوط ۲۷ انجیل مارشین ۲۸ انجیل امرن تھس ۲۹ انجیل ناصریان
۳۰ انجیل کاملیت ۳۱ انجیل سپی تھینس ۳۲ انجیل ٹی ٹن ۳۳ انجیل حقیقت جو ویلن
ٹی نین پاس تھی ۳۴ انجیل ویلیس مینس نامۂ مریم بنام اگناشس نامۂ مریم بنام مسلیان
کتاب پیدائش مریم کتاب مریم تاریخ اور حدیث مریم کتاب مریم کی معجزات مسیح میں
کتاب سوالات صغیر و کبیر مریم کتاب نسل مریم کتاب جیم انگشتری سلیمانی کتاب ... حواریان ... کشن ہارن صاحب
اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۲ صفحہ ۶۴۲ ۴۵ کتاب تعلیم حواریان از ورس لارڈنر
صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء جلد ۴ صفحہ ۱۰۶ ۴۶ کتاب اعمال پطرس ۴۷ کتاب اول
۴۸ مشاہدات پطرس ۴۹ کتاب دوم مشاہدات پطرس نامۂ پطرس بنام کلیمنس

کتاب مباحثہ پطرس کتاب تعلیم پطرس کتاب وعظ پطرس کتاب آداب نماز پطرس
کتاب خانہ بدوشی پطرس کتاب قیاس پطرس کتاب اعمال یوحنا کتاب خانہ بدوشی یوحنا
کتاب حدیث یوحنا نامہ یوحنا بنام ہیڈروپک مریم کا وفات نامہ جو یوحنا نے لکھا
تذکرہ مسیح اور اس کے نزول کا صلیب سے جو یوحنا نے لکھا تھا کتاب مشاہدات دوم یوحنا
کتاب آداب نماز یوحنا کتاب اعمال اندریاہ کتاب آداب نماز متی کتاب اعمال فلپ
کتاب اعمال توما از انٹروڈکشن ہارن صاحب اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ع ۶ جلد ۱ صفحہ ۶۴۲
کتاب مشاہدات توما کتاب خانہ بدوشی توما کتاب آداب نماز یعقوب وفات نامہ
مریم جو یعقوب نے لکھا کتاب حدیث متھی آز کتاب اعمال متھی آز کتاب آداب
نماز مرقس مرقس کی کتاب پی شین نامہ بارناباس لارڈنر صاحب کے در کس
مطبوعہ ۱۸۲۹ع لندن جلد ۴ صفحہ ۱۰۶ کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا اول ہارن صاحب
کا انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۳۵ع ۶ جلد ۱ صفحہ ۶۴۲ کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا دوم
کتاب اعمال پال نامہ پال بنام لاودوکیان نامہ کلیسیان ۴ باب ۱۶ تین نامے پال
کے بنام تھسلنیکونیاں نامہ پال بنام یہودیان یہ خط سریا زبان کے ترجمہ ہیسکیٹو میں
شامل ہے تین نامے پال کے بنام کرنتھیان اول کارنتھین ۵ باب ۹ دوم ایضاً
۱۰ باب ۹ نامہ پال در جواب نامہ کرنتھیان چھ نامے پال کے بنام سنیکا ہارن صاحب کا
انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ع لندن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲ کتاب مشاہدات
اول پال کتاب مشاہدات دوم پال کتاب وژن پال کتاب وعظ پال
پال کی کتاب منتر سانپ کتاب پری سیپٹ پال مکاشفات سرنتھس اعمال
حواریان جو ابی اونیٹیز کے پاس تھے کتاب اہل کی سیٹس کتاب جیمس
کتاب اعمال حواریان لیوشیس کے اعمال حواریان لسن شیس اعمال حواریان لیاٹیس
اعمال حواریان لیوتھان اعمال حواریان جو منی چیز پاس تھے اعمال حواریان سلیوکس
مکاشفہ اسٹیفن نامہ تھی سن ماتی نسٹ نامہ اول کلیمنٹ بنام کارن تھینیز
نامہ دوم کلیمنٹ بنام کارن تھینیز نامہ اگنیشیس بنام افی شینز نامہ اگنیشیس بنام میگنیشیس

نامۂ اگنی شیس بنام ٹریلینیز[۱۱۷] نامۂ اگنی شیس بنام رومیان[۱۱۸] نامۂ اگنی شیس بنام فلی ڈل فیس[۱۱۹] نامۂ اگنی شیس بنام سمر تینیز[۱۲۰] نامۂ اگنی شیس بنام پولی کارپ[۱۲۱] نامۂ پولی کارپ بنام فلی پنیز[۱۲۲] گڈریہ ہرمس کا[۱۲۳] احکام ہرمس[۱۲۴] تماثیل ہرمس[۱۲۵]
ان کتابوں کے سوا چند کتابیں ایسی تہیں جنکو کہتے تھے کہ خود حضرت مسیح نے لکھی ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے از انٹروڈکشن ہارن صاحب مشتملبر علوم بیبل مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ا صفحہ ۶۴۲
نامۂ بنام آبیگارس[۱۲۶] نامہ بنام پٹیر و پال[۱۲۷] کتاب تمثیلوں اور وعظ کی[۱۲۸] کتاب مناجات مسیح کی[۱۲۹] کتاب سحر کی[۱۳۰] کتاب پیدایش مسیح اور مریم[۱۳۱] نامہ جو آسمان پر سے گرے ایضاً ہارن صاحب صفحہ ۶۴۳[۱۳۲] نامۂ حضرت مسیح جو لنٹی کیس نے پیدا کیا[۱۳۳]
جن کتابوں پر کسی کتاب کا حوالہ نہیں ہے اُن کا نشان ملیگا اکسہو اور ا سپو کر یقل نیو ٹسٹمنٹ میں جو ۱۸۲۰ء لندن میں چھپی ہے۔

یہ تفصیل کتابوں کی جو لکھی گئی وہ ہے جو ہم نے اگلی کتابوں میں پائی ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ اُن کے سوا اور بھی کچھ تحریریں معتبر یا نامعتبر ہوں جنکی اطلاع ہم تک نہ پہنچی ہو پادری ویری صاحب فرماتے ہیں کہ جعلی انجیلوں کے موجود ہونے سے ہم ناواقف نہیں ہیں بلکہ جن جعلی انجیلوں کا ہارن صاحب نے اپنی تصنیف میں حوالہ دیا ہے وہ ہمارے پاس بھی موجود ہیں اُنکو بعض بدعتیوں نے مروج کرنا چاہا تھا مگر وے اپنے فاسد ارادہ میں کامیاب نہو سکے اسیتے از اخبار نور افشان مطبوعہ مطبع امریکن مشن لدہیانہ نہم جولائی ۱۸۷۵ء صفحہ ۱۲۳ کالم ۳ نمبر ۸ جلد ۲

سکرمنٹ ۲

قسم اول کی کتابوں میں سے منجملہ کل ۲۷ کتاب کے رومن مفتاح الکتاب صفحہ ۱۲ و ۳۲ میں جو اس ملک کے سب عیسائیوں کی تعلیم کی بنیاد ہے اس طرح پر تقسیم لکہی

---

[۱] رومن تواریخ کلیسیا مطبوعہ مشن مرزاپور ۱۸۵۱ء جلد ۱ صفحہ ۲۶ میں ہے کہ ۱۵۱۷ء میں یوسیبوس نے دو خط شہر ادیسہ دار السلطنت ملک مسوپتامیہ کے دفتر میں پائے ایک خط مسیح کے نام ابگرس بادشاہ کیطرف سے ہے جس میں وہ درخواست کرتا ہے کہ مسیح آکے ایک سخت بیماری سے چنگا کرے اور دوسرا مسیح کیطرف سے جواب ہے۔

ہے کہ صاحب تواریخ یوسی بیوس تین طرح کی کتابوں کا ذکر کرتا ہے پہلے وہ جن کے اصل و معتبر ہونے پر سب کے سب متفق الرائے ہیں دوسری وہ جن کی نسبت بعضوں کو شک تھا تیسری وہ جن کی نامعتبری پر سب ایک ہی طرح کا منشا اور یقین رکھتے تھے پہلے میں چار انجیل رسولوں کے اعمال مقدس پلوس کے چودہ خط مقدس پطرس کا پہلا خط مقدس یوحنا کا پہلا خط مندرج کرتا اور اُس کے ساتھ یہ کہتا کہ شاید موقع ہے کہ مکاشفات کی کتاب اس میں شامل کی جائے دوسرے میں یعقوب کا خط یہوداہ کا خط مقدس پطرس کا دوسرا اور تیسرا خط شامل کرتا اور تیسرے میں کوئی کتاب جو انجیل میں شامل ہے مندرج نہیں کرتا لیکن اُن کا ایسا ذکر ہے کہ بعضوں نے اُس خط کی جو عبرانیوں کے نام پر ہے اور مکاشفات کی کتاب کی بابت شک کیا تھا کہ آیا قانون مجموعہ میں شامل کرنا چاہیے یا نہیں فقط تمت کلامہ۔

اور طلوع آفتاب صداقت نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۱۰ میں ان ساتوں کتب مشکوکہ کی بابت یوسیبیوس کا یہ قول منقول ہے کہ چاہے وے سچ مچ اس رسول کے ہوں چاہے وے اُسی نام کے دوسرے شخص کے لکھے ہوئے ہوویں انتہیٰ۔ اور سریانی ترجمہ میں بھی جو بزعم عیسائیان ایک سو بیس ۱۲۰ برس ہی ایک سو ستر کے درمیان میں لکھا گیا وہ خطوط جن کو یوسی بیوس نے مشکوک بتایا نہیں ہیں اور یہ رائے عیسائیوں میں عام ہے اس لئے اس کی بابت بہت سی سندیں لانا ضرور نہیں ہے چنانچہ پادری فانڈر صاحب نے بھی اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۳۰ میں یہی لکھا ہے۔

پس ان میں جو مشکوک ہیں اُن کی فہرست یہ ہے۔ سکہ کتاب

یعقوب کا خط یہوداہ کا خط پطرس کا دوسرا خط یوحنا کا دوسرا خط یوحنا کا تیسرا خط
عبرانیوں کو خط مکاشفات یوحنا

اب ان میں جو معتبر سمجھی جاتی ہیں اُن کا حال سنئے پھر ان نامعتبر کتابوں پر بھی قیاس کر لینا چاہیے پہلی میں مقدم چار انجیلیں ہیں دو انجیلیں متی اور یوحنا

کے نام سے جو حضرت عیسیٰؑ کے شاگرد تھے کہلاتی ہیں اور دو انجیلوں کے مصنف مرقس اور لوقا جو حضرت عیسیٰؑ کے شاگرد نہیں مگر صرف حواریوں کی طرف سے انجیل سُنانے والے تھے مشہور ہیں۔

انجیل متی

اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۰ اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے کہ متی حواری کی انجیل قدیم ہے اگرچہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ اناجیل اور نامجات جو اس میں مشتمل ہیں کس تاریخ اور سال میں لکھے گئے اکثروں نے ایسا ٹھہرایا ہے کہ متی حواری کی عبرانی انجیل ۳۷ء میں لکھی گئی اور یونانی انجیل ۶۱ء میں انتہے پھر مفتاح الکتاب صفحہ ۲۲۰ میں لکھا ہے بعض گمان کرتے ہیں کہ متی کی انجیل عبرانی میں بھی ہوئی اور اُس عبرانی انجیل کی تصنیف کے ۳۸ء لکھے ہیں اور مقام تصنیف یہودیہ اور سبب تصنیف یہ کہ عبرانی عیسائیوں کے واسطے لکھی گئی لارڈنر نے اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۲۷ء مقام لندن کے صفحہ ۷۵ جلد۲ میں تین قول ارجن کے لکھے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ متی کی انجیل عبرانی میں تھی اور صفحہ ۹۵ جلد ۴ میں یوسی بیوس کا قول لکھتا ہے کہ انجیل متی عبرانی میں تھی اور پھر صفحہ ۱۶۵ میں اتھناسیس کا اور صفحہ ۱۷۴ میں سرل کا قول لکھتا ہے کہ متی کی انجیل عبرانی میں تھی اور صفحہ ۴۳۹ میں جروم کا اور صفحہ ۵۰۱ میں اگسٹائن کا قول لکھتا ہے کہ متی کی انجیل عبرانی میں تھی اپی فینیس کہتا ہے کہ متی نے انجیل کو عبرانی میں لکھا تھا نہ یونانی میں۔ جیسے کہ بعضے قائل ہیں کہ متی نے دونوں زبان میں انجیل کو لکھا ہے اور ریو صاحب اپنی تاریخ انجیل میں لکھتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ متی نے انجیل یونانی میں لکھی تھی اس لئے یوسی بیوس اپنی تاریخ میں اور اسی طرح بہت مصنف عیسائی نے لکھا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی میں لکھی ہے نہ یونانی میں تحت کلام ریو صاحب ہارن صاحب نے جلد ۴ اپنی تفسیر میں اُن علماء کے نام جو انجیل متی کو عبرانی میں جانتے یہ لکھے ہیں۔

بلرمین کروٹیس کسابن بشپ والٹن بشپ ٹاملائن ڈاکٹر کیو ہمنڈ

مل ہارؤ اوڈن ہین مل ای کاؤب سائمن تلی منٹ پریٹیس
ڈوپن ڈاسٹ میکالس اری نیس ازین رل اپی تانیس گریزاسٹم

جروم

اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے اس انجیل کی بابت یوں لکھا ہے **قول** متقدمین کی گواہی سے معلوم ہوتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل سب سے پیشتر قریب ۶۳ء میں خاص یہودیوں کے واسطے لکھی بعضے قدیم مصنف کہتے ہیں کہ اس نے پہلے عبرانی زبان میں لکھی کہ وہ اس ملک کا محاورہ تھا اور آخر کو یا تو اس نے آپ یا کسی ہم عہد نے اس کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا چنانچہ پاپیس جو پالی کارپ کا رفیق تھا اور جس نے خود یوحنا کو دیکھا کہتا ہے کہ متی نے عبرانی زبان میں لکھا اور ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اس کا ترجمہ کرتا تھا اور تھیناپس لکھتا ہے کہ یعقوب نے جو خداوند کا بھائی تھا اس کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا فقط از رومن تفسیر اسکاٹ صاحب چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ اور پادری فانڈر صاحب نے اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۷ چھاپہ سکندرہ اکبرآباد ۱۸۵۵ء میں لکھا ہے کہ یا حواریوں کے کسی مرید نے اس کا ترجمہ یونانی میں کیا ہے انتہےٰ۔ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ یونانی ترجمہ صحیح صحیح اسی عبرانی انجیل کا ہے یہ گمان تبھی درست ہوتا کہ جب وہ عبرانی انجیل بھی کہیں دنیا میں باقی ہوتی جس طرح اب بیسیوں ترجمے اس یونانی انجیل کے ہوتے ہیں مگر اصل یونانی بھی موجود ہے ضائع نہیں کی گئی اب اگر کوئی کہے کہ وہ قرآن بھی سب جلائے گئے جو اس قرآن مروج سے پیشتر تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ قرآن غیر مرتب اور ناتمام ہونے کے سبب جلائے گئے اور انجیل عبرانی صحت کی حالت میں گم کی گئی یہ قرآن مروج اسی زبان عربی میں موجود ہے اور انجیل عبرانی کا صرف یونانی ترجمہ ہے وہ معتبر صحابہ کے ہاتھ سے مرتب ہوا اور یہ حواریوں کے کسی نامعلوم الاسم شاگرد کے ہاتھ سے ترجمہ ہوئی پھر یہ کہ مرتب ہونے اور ترجمہ ہونے میں بھی بڑا تفاوت ہے یعنے قرآن صرف مرتب ہوا اور انجیل تو ترجمہ کی گئی اور خدا جانے کہ کیسا ترجمہ ہوا اور بڑا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ اسی عبرانی انجیل کا ہے جو انجیل کی

عبارت سے اور نہ عیسائی علماء کے قول سے کیونکہ جب ترجمہ کرنے والے ہی کا تحقیق حال معلوم نہیں تو ترجمہ کی صحت اور سنہ آغاز اُس کے کون بتلا سکتا ہے بلکہ یہ بھی کون کہہ سکتا ہے کہ یہ انجیل یونانی ترجمہ اُسی عبرانی انجیل کا ہے یا کوئی دوسری تصنیف کی گئی ہے اور اس کا ثبوت کیا ہے۔

سائیکلوپیڈیا برٹینکا کی جلد ۱۹ میں لکھا ہے کہ عہد جدید کی سب کتابیں یونانی میں لکھی گئیں الّا انجیل متی اور نامہ عبرانیان کہ جنکا عبرانی زبان میں لکھا جانا بدلائل متیقن ہے انتہے۔ پانتینس حکیم جو قریب سنہ ۱۸۰ء کے بُت پرستی کا اسطویقی مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو گیا تھا کئی سال تک مدرسہ سکندریہ کا مدرس رہا یہانتک کہ کچھ لوگ ہند سے وہاں سکندریہ میں اُس کے پاس آئے اور عرض کی کہ مذہب مسیحی کے معلّم وہاں روانہ فرمائیے۔ جروم لکھتا ہے کہ جب پانتینس اُن ملکوں میں پہونچا اُس نے دیکھا کہ وہاں بارتھولما حواری نے پیشتر ہی سے عیسےٰ مسیح کی آمد کا مژدہ متی کی انجیل مقدس کے بموجب پہونچا رکھا ہے اور اُس انجیل کو جو عبرانی میں لکھی تھی اسکندریہ میں واپس لایا انتہے۔ از اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۸ء صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ طامس اسکاٹ مفسر انگریزی کا یہ قول ہے کم معلوم ہے بابت لکھنے والے اس انجیل (یعنے انجیل متی) کے سوا اس کے جتنا کہ اُس نے آپ لکھا ہے (یعنے اُسی انجیل میں) اپنی بابت (یعنے اپنے شاگرد ہونے کی بابت اور وہ بھی بصیغہ غایب گویا کوئی دوسرا بیان کرتا ہے متی کا حال اور نہ یہ کہ اُس میں کچھ تصنیف انجیل کا ذکر ہو) یہ اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ وہ لکھی گئی قریب آٹھ برس بعد صعود مسیح ؑ کے فقط تم کلامہ یعنے عبرانی انجیل قریب آٹھ برس بعد صعود حضرت عیسےٰ ؑ کے لکھی گئی۔

ہارن صاحب کی کتاب کی چوتھی جلد میں لکھا ہے کہ بعضے قدیم علماء کا قول ہے کہ متی اور مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی میں ایک ایسا صحیفہ تھا جس میں حضرت عیسےٰ ؑ کے گذارشات لکھے تھے اور انہوں نے اُس سے نقل کیا متی نے بہت اور لوقا اور مرقس نے تھوڑا انتہے۔ اگرچہ پادری فانڈر صاحب نے اختتام

دینی مباحثہ چھاپہ سکندرہ ۱۸۵۵ء صفحہ ۱۳۶ و ۱۳۷ میں لکھا ہے کہ ہارن صاحب یہ بات
تسلیم نہیں کرتا انتہیٰ۔ فاضل نورٹن صاحب نے اپنی کتاب علم اسناد مطبوعہ شہر بوسٹن
۱۸۳۷ء دیباچہ جلد اول میں اکہارن کے قول سے لکھا ہے کہ ابتدا ملت مسیحی میں درباب
احوال مسیح ع ایک مختصر رسالہ تھا جائز ہے کہ کہا جاوے کہ وہی اصلی انجیل تھی اور غالب
یہ ہے کہ یہ انجیل اُن مریدوں کے واسطے بنائی گئی تھی جنہوں نے اقوال مسیح ع اپنے کان
سے نہ سنے تھے اور نہ اُن کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے چنانچہ یہ انجیل بمنزلہ قالب
کے تھی اور اُس میں حالات مسیح ع ترتیب سے نہ لکھے تھے اور یہ انجیل جمیع اناجیل مروجہ
صدی اوّل و دوم و نیز انجیل متی و لوقا و مرقس کا ماخذ تھی پھر یہ تینوں انجیلیں یعنے متی و لوقا
و مرقس دوسری انجیلوں پر فوقیت لے گئیں اس واسطے کہ ان تینوں میں اگرچہ کچھ اصل
سے کمی ہوئی تھی لیکن اُن لوگوں کے ہاتھ پڑیں جنہوں نے اُن کا جزو نقصان کر دیا اور
دوسری اور انجیلوں سے جو حالات مسیح ع واقعہ بعد نبوت پر مشتمل تہیں جیسے انجیل فرقہ
مارسیون یا انجیل ٹی ٹیشن (ڈی ٹنس) وغیرہ سے بیزار ہو گئے تھے پس دوسرے اور حالات
بھی جیسے کہ نسب نامہ مسیح ع اور حال ولادت و بلوغ وغیرہ اُس کے ساتھ شامل کر دیے چنانچہ
یہ حال اُس انجیل سے جو تذکرہ کر کے مشہور ہے اور جس سے جسٹن نے نقل کیا تھا اور اپیل
سرن تہس سے بخوبی ظاہر ہے اور اگر ہم اُن انجیلوں کے باقی ماندہ اجزا سے مقابلہ کریں تو معلوم
ہو جاتا ہے کہ زیادتی اصل انجیل میں تدریج واقع ہوئی ہے پھر لکھتا ہے کہ یہ کمی زیادتی اگر
انجیل میں نہ واقع ہوئی ہوتی تو سلوس مورخ معتبر و مشہور کیوں یہ اعتراض کرتا کہ عیسائیوں
نے اپنی انجیلیں تین بار یا چار بار بلکہ اس سے زیادہ بدلی ہیں پھر فاضل نورٹن لکھتا ہے
کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ صرف اکہارن کی رائے ہے اس واسطے کہ اکہارن کی کتاب سے
بڑھ کر کوئی کتاب ملک جرمن میں ابتک مقبول نہیں ٹھہری ہے بلکہ بہت علماء متاخرین
جرمن نے درباب اناجیل کے و نیز اُن امور کے بارہ میں جن سے انجیل کی صحت پر
الزام آتا ہے اکہارن کے ساتھ اتفاق رائے کیا ہے انتہیٰ۔ موشیم صاحب نے اپنی تاریخ
کی جلد اول میں جو ۱۸۳۲ء میں چھپی ذیل بیان فرقہ ناصریان اور فرقہ ابیونی کے لکھا ہے کہ

دونوں کے پاس ایک انجیل تھی جو ہماری انجیل سے مختلف ہے اور اس انجیل کی بابت ہمارے علماء میں اختلاف ہے اور میکلین نے اس جا بطور حاشیہ کے لکھا ہے کہ انجیل ناصریوں والی یا عبرانی یقیناً وہی ہے جو فرقہ ابیونی کے پاس تھی اور انجیل بارہ حواریوں کی کر کے مشہور ہے انتہے۔ رومن تواریخ کلیسیا حصہ دوسرا ۳ باب شمار ۶ ۳ صفحہ ۹۷ چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء میں لکھا ہے کہ ابیونی فرقہ کے لوگ جانتے تھے کہ مسیح محض آدمی ہے اور وہ صرف متی کی انجیل کو قبول کرتے تھے اور اسی کو مانتے فقط یعنے متی کی عبرانی انجیل کو اور نسب نامہ اُس انجیل میں نہ تھا مفتاح الکتاب صفحہ ۲۲۹ سے ظاہر ہے کہ ابیونی فرقہ پہلی صدی میں اور یوحنا حواری کے زمانہ میں موجود تھا انتہے۔

انجیل متی کے عبرانی زبان میں ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت عیسےٰ کی زبان عبرانی تھی چنانچہ متی ۲۷ باب ۴۶ میں ایلی ایلی لما سبقتانی اور مرقس ۵ باب ۴۱ میں تالتیا قومی اور ۷ باب ۳۴ میں افتا اور متی ۲۸ باب ۹ اور لوقا ۲۴ باب ۳۶ اور یوحنا ۲۰ باب ۱۹ و ۲۱ و ۲۶ میں سلام بطرز اسلام یہ سب حضرت عیسےٰ کا قول لکھا ہے اور اعمال ۲۶ باب ۱۴ میں مسیح کے عروج کے تیس برس بعد کا واقعہ لکھا ہے کہ پلوس نے اگریپا بادشاہ سے کہا میں نے ایک آواز (یعنے مسیح کی) سُنی کہ عبرانی زبان میں کہتی تھی انتہے

یہ بات نہایت بعید از قیاس ہے کہ حضرت عیسےٰ نے کوئی کتاب اپنے شاگردوں کو نہ دی ہو اور اگر مسیح نے شاگردوں کی ہدایت کے لئے کوئی کتاب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی تو بعد اُس کے کیا ضرورت تھی جو بغیر حکم مسیح کے نہ صرف ایک بلکہ چار انجیلیں لکھی گئیں مگر اس بات کا کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں کوئی انجیل موجود تھی مرقس ۱ باب ۱۵ سے کچھ پتہ ملتا ہے یعنے مسیح نے فرمایا کہ توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ انتہے۔ اور اسی طرح مرقس ۱۰ باب ۲۹ میں ہے اور اسی طرح متی ۲۶ باب ۱۳ میں بھی ہے غرض انجیل متی جو عبرانی میں تھی وہ اب صفحہ جہاں سے گم ہے اور یہ یونانی انجیل کہ جس کا مصنف بقول جروم نا معلوم موجود ہے اور ڈاکٹر و لیمس اور چھاپنے والے انجیل فرقہ یونی ٹیرین کے باب اوّل اور دویم اس انجیل کو الحاقی بتاتے ہیں اور بعض نسخوں ترجمہ لاطینی میں نسب نامہ

اس انجیل سے الگ کر دیا ہے۔

اعتراضات نسب نامہ متی پر

اوّل یہ کہ متی ۱ باب ۱۷ میں ہے کہ سب پشتیں ابرہام سے داؤد تک چودہ پشتیں ہیں اور داؤد سے اُس وقت تک کہ بابل کو اُٹھ کر چلے گئے چودہ پشتیں ہیں اور بابل کو اُٹھ جانے سے مسیح تک چودہ پشتیں ہیں انتہیٰ۔ حالانکہ یہ تین قسمیں چودہ چودہ پشتوں کی سراسر غلط ہیں کیونکہ اگر حضرت ابراہام اور حضرت داؤد کو بھی شامل کر لیں تب پہلی قسمت میں چودہ ہوتے ہیں اور دوسری قسمت میں یکنیاہ کو شامل کر لیں تب چودہ پورے ہوتے ہیں لیکن تیسری قسمت میں سب نام حضرت عیسےٰ ملا کر صرف تیرہ ہیں پس متی نے سہو سے یہ غلطی کی اور کاتب کے سہو کا گمان مطلق غلط ہے کیونکہ پورفری نے بھی جو تیسری صدی میں تھا یہ اعتراض کیا تھا۔

دوسرا یہ کہ قسمت دوئم میں جو حضرت سلیمان سے شروع اور یکنیاہ پر ختم ہوتی ہے متی چودہ پشتیں تبلاتا ہے حالانکہ اول تواریخ ۳ باب سے ظاہر ہے کہ حضرت سلیمان سے یکنیاہ تک اٹھارہ پشتیں ہوتی ہیں اور اسی باب میں نیومن صاحب تاسف کی راہ سے کہتا ہے کہ دین عیسوی میں ایک اور تین کو ایک ماننا پڑا تھا اب اٹھارہ اور چودہ کو بھی ایک ہی کہنا پڑا کیونکہ کتب مقدسہ میں تو غلطی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا انتہیٰ۔

تیسرا یہ کہ متی ۱ باب ۸ میں عوزیاہ کو یورام کا بیٹا لکھتا ہے حالانکہ وہ اُس کے پڑپوتے کا بیٹا ہے اور متی نے غلطی سے تین بادشاہوں کے نام یہاں چھوڑ دیئے ہیں دیکھو اول تواریخ ۳ باب ۱۱-۱۲۔ **چوتھے** یہ کہ متی ۱ باب ۱۱ میں یکنیاہ کو یوسیاہ کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ وہ اُس کا پوتا تھا اور یہاں بھی متی سے ایک نام چھوٹ گیا۔

پانچویں متی نے یکنیاہ کے بھائی لکھے ہیں حالانکہ عہد عتیق کی کتابوں سے اُس کا کوئی بھائی ثابت نہیں ہوتا وہ اپنے باپ کا صرف اکلوتا بیٹا تھا اول تواریخ ۳ باب ۱۵ و ۱۶ **چھٹے** متی نے زروبابل کو شلتائیل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ وہ اُس کا بھتیجا اور فدایا کا بیٹا ہے

ساتویں متی نے ابیوہ کو زروبابل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ اس کے بیٹوں میں یہ کسی کا بھی نام نہ تھا سوا اس کے نسب نامہ پر اور بھی اعتراض ہیں کہ طول ہو جانے کے ڈر سے میں نے نہیں لکھے پس جب ایک نسب نامہ میں متی نے اتنی غلطیاں کی ہوں تو اُن کی سب کتاب میں خدا جانے کتنی غلطیاں ہوں گیں اسواسطے کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہوا کہ مورخ کی تحقیق میں فتور ہے تو اس کا کلام قابل اعتبار نہیں پھر یہ کہ متی میں (باب ۱) مسیح کو داؤد کی نسل سے لکھا ہے لیکن لوقا باب ۱ ۳۶ میں مریم کو الیسبات کی رشتہ دار لکھا ہے جو کہ زکریا کاہن کی بی بی اور ہارون کی بیٹیوں میں تھی (لوقا باب ۱ ۵) جس سے ظاہر ہے کہ مریم اور یوسف لیوی کے فرقہ سے تھے جو کہ کہانت کے لئے مخصوص تھا گنتی ۸ باب ۲۰-۲۲ یشوع ۱۳ باب ۱۴ اور ۱۴ باب ۳-۴ اور داؤد یہوداہ کے فرقے سے تھے نہ یہ کہ لیوی کے فرقے سے اور ہر فرقہ کی لڑکی اپنے ہی باپ کے فرقہ میں بیاہی جاتی تھی گنتی ۳۶ باب ۸-۹ پس مسیح یا داؤد کی نسل سے نہ تھے تو متی نے غلط لکھا یا الیسبات مریم کی رشتہ دار نہ تھی تو لوقا نے غلط لکھا ایک اور بات صریح مغالطہ کی یہ ہے کہ متی اور لوقا نے جو مسیح کو یوسف کا بیٹا لکھ کر داؤد کے خاندان میں شامل کیا اور بار بار مسیح کو ابن داؤد لکھا ہے اور بڑی دلیری سے خدا کے وعدے کا ذکر کیا کہ مسیح داؤد کی نسل سے ہوگا اعمال ۲ باب ۳۰ لیکن جبکہ مسیح کی پیدایش کنواری مریم سے صرف روح القدس کے وسیلے سے ہوئی تو یوسف سے مسیح کو پیدایش کے باب میں علاقہ کیا تھا پس یہ نئی زبردستی ہے کہ خواہی نخواہی یوسف کا صرف زبانی بیٹا بنا کر داؤد کی نسل میں داخل کیا اگر حضرت عیسےٰ یوسف نجار سے پیدا ہوئے ہوتے تو روح القدس سے پیدا ہونے کی فضیلت کیا تھی (متی ۱ باب ۱۸) اور دوسرا تعجب یہ ہے کہ علماء عیسائی روح القدس کی پیدایش باپ اور بیٹے یعنے مسیح سے سمجھتے ہیں دیکھو اعتقاد نامہ کلیسیا وغیرہ اور اس جگہہ بیٹا روح القدس سے پیدا ہوا یعنی کبھی روح القدس بیٹے سے اور کبھی بیٹا روح القدس سے پیدا ہوتا ہے الغرض خدا کا وہ وعدہ تو (اعمال ۲ باب ۳۰) تب پورا ہوتا کہ جب حضرت مریم حضرت داؤد کی نسل میں

ہوتیں اور یوسف کے حضرت داؤد کی نسل میں ہونے سے خدا کا وہ وعدہ کہاں پورا ہوا کیونکہ وعدہ تو یہی تھا کہ داؤد کی نسل سے مسیح کو پیدا کروں گا اور اگر زبانی بیٹیا کہنے سے حضرت عیسے یوسف کے وسیلے حضرت داؤد کی نسل میں ہوگئے تو وہ لوگ جو حضرت داؤد کی نسل میں حقیقتاً پیدا ہوکر اسرائیلی بادشاہت یا نبوت کے لئے مسح کئے گئے اُن کا مسیح سے کہیں زیادہ رتبہ ہوگا اور وہ خدا کا وعدہ خاص کر انہیں کے لئے سمجھا جاتا ہوگا۔

اسکاٹ صاحب روسن مفسر نے متی ا باب اکی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ نسب نامہ پہلی آیت سے سولھویں آیت تک مندرج ہے اور اُس سے یہ ثابت ہے کہ یسوع مسیح نبیوں کی پیشین گوئی کے بموجب ابراہام اور داؤد کا بیٹیا یعنے اُن کی اولاد میں تھا اور اُس کا ثبوت یہودیوں کے واسطے بہت ضرور تھا انتہٰے۔ لیکن جب مسیح کو یوسف سے کچھ بھی علاقہ نہ تھا تو یہ ثبوت عجیب زبردستی کا تھا کیونکہ مریم تو یوسف کی بیوہ بھی نتھی جو یوسف کے نام سے اولاد جاری کرتی اور اولاد تو اُس شوہر کے نام سے جاری ہوتی تھی جو بے اولاد مرا ہو (استشناء ۲۵ باب ۵ و ۶) اگرچہ یہوداہ کی اولاد اُس کے بیٹوں کے نام سے بھی نہ کہلائی (پیدایش ۳۸ باب ۱-۲۶) اور اس کے سوا یہ ثابت نہیں کہ مسیح کے اور بھائی یوسف سے نہ پیدا ہوئے ہوں اس حالت میں یوسف کا بے اولاد ہونا بھی ثابت نہیں ہے۔

روسن تفسیر متی ا باب ۲۵ کی تفسیر میں لکھا ہے (صفحہ ۲۵) اغلب یہ ہے کہ اُس کے (یعنے حضرت مریم کے) اور بھی لڑکے یوسف اُس کے شوہر سے پیدا ہوئے ہوں کہ جن کی کچھ خبر تحقیق نہیں ہے انتہٰے پھر کیا ضرور تھا جو مسیح کو یوسف کا بیٹیا اور داؤد کی نسل لکھا دیکھو روسن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۱۲ باب ۴۶ پر صفحہ ۱۰۲ چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۶ء جلد اول حضرت عیسے نے تو آپ بھی نسل داؤد میں ہونے سے انکار کیا ہے دیکھو متی ۲۲ باب ۴۵ پس جب داؤد اُس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اُس کا بیٹیا کیونکر ٹھہرا فقط اور کبھی حضرت عیسٰی نے ایکدفعہ بھی اپنے کو ابن یوسف نہیں کہا پھر اور کون حضرت عیسے کو یوسف کا بیٹیا بنا سکتا ہے۔

پادری فانڈر صاحب نے اختتام دینی مباحثہ کے آخر کتاب یعنی صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹ چھاپہ سکندرہ اکبرآباد ۱۸۵۶ء میں لکھا ہے سلمون کے بعد کتنے نام اُس نسب نامہ میں چھوڑ دیے گئے ہیں اور تواریخ کی کتاب میں بھی وہی نام چھوڑ دیے گئے ہیں انتہےٰ اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے اپنی تفسیر میں یوں لکھا ہے **قولہ** اور بعضے مفسروں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ متی نے یوسف کے خاندان کا نسب نامہ لکھا اور لوقا نے مریم کے خاندان کا اِس لئے کہ مریم ہیلی کی بیٹی تھی اور چونکہ عورتوں کا نام لکھا جانا دستور سے باہر تھا اسواسطے اُس کے شوہر یعنے یوسف کا نام لکھا گیا پھر ان باتوں کا ثبوت اب نہیں ہوسکتا کیونکہ جو کتابیں نسب ناموں کی یہودیوں کے پاس موجود تھیں وہ سب پراگندہ اور ضائع ہوگئی ہیں انتہےٰ (از رومن تفسیر اسکاٹ صاحب چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۲) اس تفسیر سے بھی جو بیان ہوئی یہودی کتابوں کا ضایع ہوجانا ثابت ہے لیکن یہ جو تفسیر میں لکھا ہے کہ مریم ہیلی کی بیٹی تھی الخ یہ سب بناوٹ ہے اور ہر ایک عیسائی جو ذرا بھی خدا سے ڈرتا ہو کبھی نکہیگا کہ یہ سچ ہے اور انجیل سے کہیں ان بناوٹوں کا ثبوت نہیں ہے چنانچہ متی ۱۵ باب ۳۹ میں ایک گاؤں کا نام مگدلا لکھا ہے کہ مسیح وہاں گئے اور مرقس ۸ باب ۱۰ میں لکھا ہے کہ دلمنوتا میں مسیح گئے اور اسی رومن تفسیر صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ دونوں گاؤں کی سرحد ملی ہوئی تھی اس لیئے جب ایک گاؤں میں گئے تو دوسرے میں بھی جانا ثابت ہوگیا یہ بناوٹ وہ آپ ہی جانتے ہیں کہ بیوقوفوں کو بہکانے کے لئے ہے کیونکہ راہ چلنے والا جریب ڈالکر ناپتا ہوا نہیں چلتا ہے تاکہ دونوں گاؤں کی حد پہچان کر ان پر چلے اور جبکہ ایسے مشہور مقاموں کا نام جیسے وہ پہاڑ جس پر مسیح نے وعظ کیا تھا اور وہ پہاڑ جس پر مسیح کا چہرہ بدل گیا تھا (الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۴۲) معلوم نہیں تو ان چھوٹے گاؤں کا حال کیونکر معلوم ہوا اسی طرح انجیل میں مریم کو کہیں ہیلی کی بیٹی نہیں لکھا ہے اور یہودیوں کے پاس والی نسب ناموں کی کتابیں بقول اسکاٹ صاحب مفسر رومن کے ضائع ہوگئی ہیں پھر کیونکر اس بناوٹ کا اعتبار ہوسکے پھر یہ کہ متی کا اور سب حال جو کچھ اس نے اپنی زندگی میں کیا کسی کو بھی معلوم نہیں تو یہ ذرا سی بات کہ جس کا کچھ ثبوت موجود نہیں ہے کیونکر معلوم ہوئی کہ متی

اس انجیل کا مصنف ہے کیونکہ انجیل میں کہیں نہیں لکہا ہے دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۱۵۔

میری دانست میں متی اور لوقا کو یہ نسب نامہ لکھنا ہی بے ضرورت تھا کیونکہ نسب نامے تو صرف یوسف نجار تک منتہی ہوتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کو کہ جن کی پیدایش روح القدس کی تائید سے ہوئی ان نسب ناموں سے کچھ علاقہ نہیں ہے بلکہ ان سے حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا عقیدہ جو عیسائی رکھتے ہیں باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ الوہیت کے لئے نسب نامہ کمال تعجب کی بات ہے چونکہ حضرت عیسیٰ کو عبرانیوں کے خط میں (۵ و ۷ باب) ملک صدق سے مشابہت دی گئی ہے تو ملک صدق کا (پیدایش ۱۴ باب ۱۸ و ۱۹ و ۲۰) باوجود انسانیت محض کوئی نسب نامہ نہیں ہے پس باوجود کامل الوہیت کے حضرت عیسیٰ کا نسب نامہ کیونکر جائز ہوا متی ۳ باب ۱۳-۱۶ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو حضرت یحییٰ نے خوب پہچان کر اور باتیں کرکے بپتسمہ دیا تھا ۔ اور یوحنا ۱ باب ۲۹ و ۳۵ میں دو بار پہچاننے کا ذکر ہے اور بعد اس کے جب حضرت یحییٰ کو ہیرودیس بادشاہ نے قید کیا تب متی ۱۱ باب ۲ و ۳ میں لکھا ہے کہ یحییٰ نے قیدخانہ سے اپنے شاگردوں میں سے دو کو مسیح کے پاس بھیجا تاکہ پوچھیں کہ جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں فقط یعنے جبکہ حضرت یحییٰ نے حضرت عیسیٰ کو بپتسمہ دیتے وقت خوب پہچان لیا تھا اور انجیل یوحنا کے بموجب خدا نے آپ پہچنوا دیا تھا اور دو بار بلکہ تین بار پہچانا تھا یعنے ایکبار اپنی ماں کے پیٹ میں پہچانا تھا لوقا ۱ باب ۴۰-۴۴ اور دو بار وہ کہ جس کا ذکر یوحنا ۱ باب ۲۹-۳۵ میں ہے پس اسقدر پہچان کر پھر دریافت کرنے کے لئے شاگردوں کو بھیجنا کیا ضرور تھا یعضے عیسائی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اوروں پر حضرت عیسیٰ کا حال ظاہر ہو جانے کے لئے اسطرح پوچھوایا تھا مگر متی ۱۱ باب ۲ میں صاف لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی خبر سنکر حضرت یحییٰ نے اپنے شاگردوں کو بھیجا تھا اگر پیشتر سے جانتے تھے تو یہ کیوں لکھا کہ خبر سنکر الخ اور لوقا ۷ باب ۱۸ میں ہے کہ حضرت یحییٰ کے شاگردوں نے حضرت یحییٰ کو خبر دی تھی۔

پھر یہ کہ متی ۲۷ باب ۹ میں ہے تب وہ جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا انتہیٰ۔

اس کا ذکر کہیں یرمیاہ میں نہیں ہے بلکہ زکریاہ میں (۱۱ باب ۱۲ و ۱۳) کچھ ایسا ہی ذکر ہے
اور کمال تعجب یہ ہے کہ تمام علماء عیسائی اس غلطی کے قایل ہیں تو بھی سیکڑوں برسوں
سے اس غلطی ہی کی پیروی کرتے چلے آئے اور اُس کے صحیح کرنے سے دست کش
رہے اور متی ۲۳ باب ۳۵ میں جو ذکریاہ بن باراخیاہ لکھا ہے یہ بھی غلط ہے ذکریاہ بن
یہویدہ چاہیے تھا دیکھو ۲ تواریخ ۲۴ باب ۲۰ اور اس کا مفصل بیان کتاب دو لست فاروقی
کے محراب اول رکن چہارم میں مندرج ہے اور متی ۲ باب ۲۳ میں ہے کہ وہ جو نبیوں نے
کہا تھا پورا ہوا کہ وہ ناصری کہلائے گا انتہے یہ بات بھی کسی نبی کی کتاب میں موجود نہیں ہے
اور اس کے دو ہی سبب ہیں یا نبیوں کی وہ کتابیں دنیا سے گم ہیں یا متی نے باوجود الہام اور
تائید روح القدس کے غلط لکھا۔

وارڈ صاحب کی کتاب اغلاط نامہ کے صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے کہ جان کالون عقیدہ حواریوں
میں شک رکھتا تھا کہ یہ عقیدہ یعنے اعتقاد نامہ حواریوں کا بنایا ہوا ہے یا نہیں اور اس جملہ کو
کیونکہ بہت سے مِلائے گئے چنے ہوئے تھوڑے ہیں متی ۲۰ باب ۱۶ سے رد کرکے خارج
کرتا تھا اور ہدایت المسلمین صفحہ ۲۲۴ میں بھی اس کا اقرار ثابت ہے کلی می شمس کہتا
ہے کہ متی اور مرقس آپس میں تحریر حالات میں مخالفت کرتے ہیں اور جب یہ دونوں
متفق ہو جائیں تو ان کے قول کو لوقا کے قول پر ترجیح دیجاوے گی فقط اس سے ظاہر ہے
کہ یہ انجیلیں الہامی نہیں ہیں ورنہ ترجیح دینا کیا معنے اور پھر یہ کہ الہامی کتاب میں انسان کا
اتنا اختیار کہ اُس کی مختلف باتوں کو سیکڑوں برسوں بعد متفق کرنا اور تب اُنہیں عزت دینا
یعنے لوقا کے قول پر ترجیح بخشنا یہ مرتبہ صرف خدا کے فرزندوں ہی کو ہے کوئی بندۂ خدا یہ جرأت
نہیں کر سکتا اور متی ۶ باب ۹ وغیرہ میں جو دعا مرقوم ہے اُس کا اخیر جملہ لوقا ۱۱ باب ۲ وغیرہ
میں کہ وہاں یہی دعا مرقوم ہے نہیں ہے پس متی میں یہ جملہ زیادہ کیا گیا یا لوقا میں سہواً یا
ارادتاً چھوڑا گیا ان دونوں کتابوں میں سے ایک کی غلطی کے اقرار سے کسی عیسائی کو چارہ نہیں
ہے اور وہ جملہ یہ ہے کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں انتہے پس
یہ وہ باتیں ہیں جنکو سب عیسائی غلط جانتے ہیں اب اتنی باتیں اس سارے بیان سے

غور کرکے دیکھنا چاہیے۔
اوّل یہ کہ متی کی انجیل عبرانی جو مقدم ہے ضائع ہوئی۔ دوسرے یہ کہ اس انجیل یونانی کا مصنف نامعلوم ہے۔ تیسرے یہ کہ اُس کی تصنیف کی تاریخ اور سال نامعلوم۔ چوتھے یہ کہ انجیل عبرانی جو بارہ حواریوں کی کہلاتی ایبیونی فرقہ کے پاس تھی اُس فرقہ کا عقیدہ یہ تھا کہ مسیح کو صرف انسان جانتے تھے۔ پانچویں یہ کہ اس انجیل یونانی کے نسب نامہ کو سب غلط جانتے ہیں چنانچہ وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ چھٹے اس انجیل یونانی میں بھی غلطیاں موجود ہیں۔ ساتویں متی اس کا مصنف نہیں کہ متی کا نام اس انجیل میں اس طرح پر ہے گویا دوسرا شخص متی کا ذکر کر رہا ہے چنانچہ متی ۹ باب ۹ میں ہے پھر جب یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا الخ اور اسی طرح متی ۱۰ باب ۳ کو دیکھو۔
خدایا جب معتبر کتابوں کا یہ حال ہے تو نامعتبر اور مشکوک کتابوں کی اہل کتاب کے نزدیک کیا پہچان ہے اور میں نے مختصر کرنے کے سبب تھوڑی باتیں یہاں لکھی ہیں اگر زیادہ لکھتا تو بہت طول ہو جاتا۔
حال کے علماء عیسائی بار بار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انجیل جو زمانہ نبی آخر الزمان صلعم میں رائج تھی اور جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ یہی ہے جو اس زمانہ میں عیسائیوں کے پاس موجود ہے دیکھو شہادت قرآنی بر کتب ربانی تصنیف ولیم میور صاحب مطبوعہ لکھنؤ مطبع نول کشور سنہ ۱۸۶۱ء۔
لیکن ولیم میور صاحب کی اس کتاب سے صرف قرآن مجید کی صداقت ثابت ہوتی ہے نہ یہ کہ توریت و انجیل کی جبکہ ولیم میور صاحب نے اُس کا نام شہادت قرآنی رکھا ہے کیونکہ زمانہ کے دستور کے موافق کوئی اپنے گواہ کو جھوٹا نہیں سمجھتا اور اگر گواہ جھوٹا ہو تو وہ دعویٰ جس کی بابت اُس نے گواہی دی آپ ہی جھوٹا ہو جائے گا پس گواہ تو فی الحقیقت سچا ہے مگر تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت نبی آخر الزمان صلعم کے زمانہ میں فرقہ مانیکینز اور فرقہ ابیونیہ اور کولیریڈینس وغیرہ فرقے تھے نہ فرقہ پراٹسٹنٹ کہ جس کی ترقی سولہویں صدی

میں ہوئی اور ابیونیوں کے پاس صرف عبرانی انجیل تھی اور اُس میں نسب نامہ تک نتھا
فانڈر صاحب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۴ میں لکھتے ہیں کہ نہ صرف مانیکیوں اور ابیونیوں
کی انجیل کہ بدعتی تھے بلکہ سریانی اور مصری اور ارمنی عیسائیوں کی انجیل شام وعربستان
وغیرہ میں مستعمل تھی انتہیٰ۔اس سے ہر ذی فہم دریافت کر سکتا ہے کہ ابیونیوں وغیرہ
کی انجیل بھی تھی جو پراٹسٹنٹ کے پاس ہے پس فانڈر صاحب کے قول سے مانیکیوں
وغیرہ کی انجیل کا عرب میں شایع ہونا یقینی اور مصریوں وغیرہ کی انجیل کا قیاسی ہے
اور یہ مانیکی وہ فرقہ ہے کہ بشپ مانی بانی اُس فرقہ کا کہتا تھا کہ قول مسیحؑ کا جو یوحنا ۱۰ باب ۸
میں ہے یعنے یہ کہ جو مجھہ سے آگے آئے چور وباٹ مارتے ہیں خصوصاً حضرت موسیٰؑ کے حق
میں ہے انتہیٰ۔(از تفسیر لارڈنر جلد ۳ صفحہ ۶)

اور شاید انجیل برناباس کا قرآن مجید میں وہ ذکر ہو جسے عیسائی علما انجیل مرقس و
لوقا وغیرہ کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں کیونکہ قرآن میں صرف لفظ انجیل مرقوم ہے نہ یہ کہ متی
یا مرقس یا لوقا وغیرہ۔

انجیل مرقس

اسکاٹ صاحب نے رومن تفسیر میں دیباچہ انجیل مرقس میں لکھا ہے قولہ مرقس کا حال
جس نے یہ کتاب لکھی بہت معلوم نہیں ہے اکثر سمجھتے ہیں کہ وہ مسیحؑ کے ستر شاگردوں
میں سے تھا لیکن اس میں ایک شبہہ یہ ہے کہ پطرس اُسے اپنا بیٹا کہتا ہے اول پطرس
۵ باب ۱۳ جس سے گمان پیدا ہوتا ہے کہ وہ پطرس کے وسیلے سے ایماندار ہوا (یعنے عیسائی ہوا)
یہ بھی ٹہیک معلوم نہیں کہ کس وقت یہ صحیفہ لکھا گیا مگر گمان غالب ہے کہ اُس کی تصنیف
سنہ ۵۶ء اور سنہ ۶۳ء کے درمیان میں ہوئی سب متفق کہتے ہیں کہ روم شہر میں اُس کی تصنیف
ہوئی دیباچہ رومن تفسیر مرقس صفحہ ۲۳۹ و ۲۴۰ پھر اُسی صفحہ میں لکھا ہے کہ مرقس بہت دنوں
تک پطرس کا ہم سفر رہا اور اگرچہ مسیحؑ کے منہہ سے اُس نے کلام نہ سنا ہو مگر پطرس کی صحبت میں

سلہ عرب میں حمدانی غسان اور یمن کی عیسائی بادشاہتیں اور نجران میں بنی حارث اور ربیعہ میں بنی حنیفہ اور تیمہ میں بنی طے اور بنی تغلب
سب عیسائی قومیں تھیں۔

رکہ اچھی طرح خداوند کے سب حالات سے واقف ہوگیا۔ انتہیٰ۔

کتاب طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۵۹ جو باہتمام پادری ایم اے شیرنگ صاحب چھپی لکھا ہے مرقس اور لوقا نے خود دیکھنے والوں سے سب احوال شروع سے آخر تک دریافت کرکے اور رسولوں کی نظر سے گذران کر بیان کیا ہے انتہیٰ میزان الحق چھاپہ آگرہ سنہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۴۵ میں پادری فانڈر نے لکھا ہے مرقس اور لوقا اور اعمال کی کتاب جو مرقس و لوقا حواریوں کے شاگردوں کی معرفت بموجب حکم و امداد پطرس و پلوس حواریوں کے مرقوم ہوئی ہیں انتہیٰ اور اسی طرح میزان الحق چھاپہ لدہیانہ سنہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۶۲ میں بھی ہے۔

روبن مفتاح الکتاب چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۴۱ میں لکھا ہے ایسا گمان کیا جاتا ہے کہ مرقس پطرس کے منادیسی مرید ہوا چنانچہ پطرس نے اُسے بیٹے کا خطاب دیا (اول پطرس ۵ باب ۱۳) اور پھر مفتاح الکتاب کے صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے کہ مرقس نے تخمیناً سنہ ۶۱ء کو اپنی انجیل یونانی زبان میں لکھی فقط۔

انجیل مرقس موافق قول کارڈنلس برونیس ملر ملاین کے گم ہے اور فقط اُس کا ترجمہ یونانی موجود ہے کیونکہ انجیل مرقس دراصل رومی یعنے لاٹین زبان میں تھی اور کچھ تھوڑی سی اُس اصل سے شہر ونیس کے کتب خانہ میں موجود ہے اور وہاں کے لوگ اُسے اصل بتاتے ہیں اور جیروم نے اپنے نامے میں لکھا ہے کہ بعض علماء متقدمین کو اس انجیل کے آخر باب پر شبہہ تھا انتہیٰ از کتاب اغلاط نامہ وارڈ صاحب ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے کہ مرقس نے اپنی انجیل رومی کرسٹیانوں کے واسطے اور لوقا نے خاصکر تھیوفلیس نامی کسی عزت دار شخص کے واسطے لکھی انتہیٰ چونکہ مرقس نے روم میں اپنی انجیل کو تصنیف کیا تھا جیسا کہ مفتاح الکتاب صفحہ ۱۴۱ میں لکھا ہے تو ضرور ہے کہ وہ کتاب رومی زبان میں لکھی گئی اور اس میں کسی طرح کے شک کو دخل کیا ہے کیونکہ اُسی زبان میں کتاب لکھی گئی ہوگی جو روم میں رائج تھی اور روم میں پہلی دفعہ مرقس کا جانا کلسیوں کے ۴ باب ۱۰ اور دوسری دفعہ جانا ۲ پطرس ۴ باب ۱۱ سے ظاہر ہے اور اُس کے سوا مرقس

کا نام بھی لاطینی ہے[1] (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۴۱ سطر ۳) اور سریانی نسخہ کے حاشیہ میں لکھا تھا
کہ مرقس نے لاٹین یعنے لاطینی میں اپنی انجیل لکھی تھی انتہےٰ اور پادری عماد الدین نے بھی
اُسے غلط نہیں بتلایا دیکھو ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۵۰۰ اور یہ بھی ثابت
نہیں کہ پطرس نے اس انجیل کو کبھی دیکھا ہو کیونکہ سنٹ ارنیوس ۱۷۸ء میں یوں
لکھتا ہے کہ پطرس کے مرید اور مترجم مرقس نے بعد موت پطرس اور پلوس کے وہ چیزیں
جو پطرس نے وعظ کی تھیں لکھ دیں انتہے اور ارنیوس کہتا ہے کہ مرقس نے اپنی انجیل
بعد موت پطرس اور پلوس کے لکھی ہے اور باسنیج ارنیوس کی موافقت کر کے کہتا ہے
کہ مرقس کی انجیل ۶۶ء میں بعد موت پطرس اور پلوس کے لکھی گئی ہارن صاحب
اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی چوتھی جلد کے دویم حصہ کے دویم باب میں لکھتے ہیں کہ
احوال جو ہمکو قدما مورخوں کلیسیا سے درباب وقتوں تالیف انجیلوں کے ملے ہیں
ایسے غیر معین اور ابتر ہیں کہ کسی ایک امر معین کی طرف نہیں پہنچاتے اور پرانے سے
پرانے قدما نے اپنے وقت کی گپوں کو سچ سمجھکر لکھدیا اور اُن لوگوں نے جو بعد اُن
کے ہوئے ادب کر کے اُن کے لکھے ہوئے کو قبول کر لیا اور یہ روایتیں جھوٹی سچی ایک
لکھنے والے سے دوسرے لکھنے والے تک پہنچیں اور بعد گذرنے مدت دراز کے تنقید
اُن کی متعذر ہوئی۔

پھر اوسی جلد میں ہارن صاحب لکھتے ہیں پہلی انجیل ۳۷ء یا ۳۸ء یا ۴۱ء یا
۴۳ء یا ۴۸ء یا ۶۱ء یا ۶۲ء یا ۶۳ء یا ۶۴ء میں اور دوسری انجیل
۵۶ء سے ۶۵ء تک اور غالباً ۶۰ء یا ۶۳ء میں اور تیسری انجیل ۵۳ء
یا ۶۳ء یا ۶۴ء میں اور چوتھی انجیل ۶۸ء یا ۶۹ء یا ۷۰ء یا ۹۷ء یا ۹۸ء
میں تالیف ہوئی مرقس ۲ باب ۲۶ میں جو ابیاتھر کا نام لکھا ہے وارڈ صاحب نے اپنی
کتاب اغلاط نامہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ مسٹر جویل اپنی کتاب میں لکھتا

---

[1] دیباچہ انجیل مرقس میں پادری اسکاٹ صاحب لکھتا ہے کہ اُس کا رومی نام مرقس تھا (دیکھو تفسیر اسکاٹ بحروف رومن
مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۳۹ سطر ۱۴)

ہے کہ مرقس نے غلطی سے اخیملک کی جگہہ ابیاتھر لکھا ہے اور متی نے غلطی سے ذکریاہ کی جگہہ یرمیاہ لکھا ہے انتہے۔

انجیل لوقا

مفتاح الکتاب چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ میں لکھا ہے کہ لوقا کا وطن انطاکیہ تھا اور وہ پیشیتر طبابت کا کام کرتا تھا بعضون نے ایسا گمان کیا ہے کہ وہ عیسیٰ مسیح کے ستر شاگردوں میں سے تھا لیکن اُس کی انجیل کے دیباچہ سے اُن کا یہ گمان نادرست معلوم ہوتا ہے۔

اُس نے اپنی انجیل ۶۳ء کے قریب ملک اخایہ میں لکھی اور ۶۴ء کے قریب اعمال کی کتاب انتہے اور پھر مفتاح الکتاب کے صفحہ ۱۵۰ میں لکھا ہے کہ قدیم روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ لوقا غیر قوموں میں سے تھا انتہے اور یہی قول سب عیسائیوں کا تھا اور ہے اس لئے اب زیادہ اس کے ثبوت کی حاجت نہیں ہے۔

اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے مرقس کو مسیح کے ستر شاگردوں میں ہونا بعضوں کے قول سے گمان کیا تھا اور مصنف مفتاح الکتاب نے لوقا کو گویا جس کا کہیں پتہ اور ٹھکانا نہیں اُس کے اِن ستر شاگردوں میں گنجایش ہے لیکن اسکاٹ صاحب اور مصنف مفتاح الکتاب اِن دونوں کو آپ ہی اپنے اس عقیدے سے انکار کرنا پڑا مقصود بعضون کا یہی رہا کہ مرقس اور لوقا کو جنہوں نے کبھی مسیح کو نہیں دیکھا تھا مسیح کے دیکھنے والوں یا شاگردوں میں شامل کریں تاکہ اِن دونوں کی انجیلوں کا اعتبار ہو لیکن نہو سکا کیونکہ انجیل سے اِن دونوں کا مسیح کو نہ دیکھنا ثابت ہے اول پطرس ۵ باب ۱۳ جس سے ظاہر ہے کہ مرقس مسیح کے وقت میں عیسائی بھی نہوا تھا اور لوقا اول باب ۳ جس سے ثابت ہے کہ لوقا نے اوروں سے دریافت کرکے کسی مصری شخص تھیوفلس کو لکھا اور خوبی یہ کہ اُن ستر شاگردون کا ذکر سوائے انجیل لوقا کے (۱۰ باب ۱) اور کسی انجیل میں نہیں ہے اگر یہ بات سچ ہوتی تو اتنی بڑی روایت اور انجیلوں میں بھی ضرور لکھی جاتی جبکہ بارہ شاگردوں کے منادی کرنے کو بھیجنے اور اور بیانوں سے سب انجیلیں بھری ہیں اور نہ کسی عیسائی کو معلوم ہے کہ اُن ستر شاگردوں میں سے کسی ایک کا بھی نام کیا ہے اور شاید ایسے ہی سببوں سے

مارٹین لوتھر پیشوائے فرقہ پراٹسٹنٹ کو ان تینوں انجیلوں پر شبہہ تھا اور اُن کے نزدیک صرف انجیل یوحنا صحیح تھی اور بس وہ لکھتے ہیں کہ یہ جھوٹی رائے واجب الرد ہے کہ انجیلیں چار ہیں اس لئے انجیل یوحنا کی درست ہے پھر لکھتے ہیں کہ پلوس اور پطرس کے نامے ان تینوں انجیلوں سے بہت اچھے ہیں پھر لکھتے ہیں کہ ان کے کلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اوروں نے نہیں لکھی اور جن لوگوں نے اس مسئلہ کو (یعنے صرف ایمان الوہیت مسیح پر نجات کا سبب ہے) خوب بیان کیا ہے وہی اچھے انجیل نویس ہیں اس لئے ہم درستی سے کہتے ہیں کہ نامہ پلوس کے انجیل ہیں نسبت اُن چیزوں کے کہ مرقس اور متی اور لوقا نے لکھا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ پطرس کا خط سب سے بہتر اور عمدہ رسائل عہد جدید کا ہے اور یہی سچی اور پاک انجیل ہے فقط یہ سب اقوال لوتھر کی کتاب وانسگھام موسومہ بتدارک فی الدین میں منقول ہیں اور بعض متقدمین کو بعض بعض جا باب بائیسویں اس انجیل پر شبہہ تھا اور بعض کو دو باب اول میں شبہہ تھا اور فرقہ مارسیونی کے نسخہ میں بھی یہ دونوں باب نہ تھے۔ لوقا ۳ باب میں جو نسب نامہ لکھا ہے اُس کے ۳۶ آیت میں لکھا ہے کہ صلہ قینان کا قینان ارفخد کا ارفخد سام کا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلہ ارفخد کا پوتا تھا حالانکہ وہ بیٹا ہے دیکھو پیدایش ۱۱ باب ۱۲ پھر یہ کہ حضرت داؤد سے مسیح تک متی کے بموجب ۲۶ پشتیں اور لوقا کے بموجب ۴۱ پشتیں ہوتی ہیں اس کے سوا اور بھی کئی غلطیاں ہیں سب کا بیان طول ہوگا۔

جان کالون صاحب اپنی تفسیر میں مریم علیہا السلام کو اولاد ناثان سے نہیں مانتا تھا اور اُن بناوٹوں کو جو بعضے علماء عیسائی متی اور لوقا کے مندرجہ نسب ناموں کو اتفاق دینے میں بیان کرتے ہیں رد کرتا ہے ہدایت المسلمین صفحہ ۲۲۰ میں کالون کا یہ قول تسلیم کر کے لکھا ہے کہ اُس کی یہی رائے ہوئی ہم اُس کی رائے کو جو برخلاف قیاس کے ہے نہیں مان سکتے ہدایت المسلمین صفحہ ۲۲۰ سطر ۳ و ۴۔

تعجب یہ ہے کہ مرقس اور لوقا نے تو مسیح کی صورت بھی نہ دیکھی تھی چنانچہ مرقس کو پطرس نے عیسائی کیا اور لوقا نے پلوس سے مُنکر مسیح کا حال تھیوفلس کو لکھا اگرچہ

پلوس خود مسیح کے شاگردوں میں نہیں ہے اور تو بھی لوقا نے اپنی انجیل کے شروع میں لکھا کہ جنہوں نے مسیح کو دیکھا تھا اور خدمت کی تھی اُن سے پوچھ کر میں لکھتا ہوں پس یقین نہیں کہ پلوس نے مسیح کو دیکھا بھی ہو اور خدمت کرنا اور شاگرد ہوتا تو دوسری بات ہے پس مشکل ہے کہ اندھا اندھے کو راہ بتاوے (اعمال ۹ باب ۹) (متی ۱۵ باب ۱۴) چنانچہ اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۴۴ میں ہے کہ جب پلوس شہر تراوس میں گیا جو بحر روم کے ساحل پر واقع ہے یہاں اُس کی لوقا سے ملاقات ہوئی۔ اور اُس وقت سے برابر پلوس کے ساتھ رہا انتہیٰ۔ اور اُسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ اُس کی عبارت سے ظاہر ہے کیونکہ وہ اُس کے بعد اعمال الرسل کے آخر تک بجز ۲ اور ۲ باب کے صیغہ جمع استعمال میں لاتا ہے لوقا کی انجیل اور اعمال الرسل دونوں اسی کی تصنیف ہیں انتہیٰ اور خوبی یہ کہ پلوس کی کوئی انجیل اس مجموعہ میں شامل نہیں ہے اور نہ پطرس کی کوئی انجیل موجود ہے غرضکہ مرقس اور لوقا کی تصنیف کیونکر الہامی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ حواریوں میں سے نہ تھے اور اگر حواریوں کے شاگردوں کو بھی الہام ہوتا تھا تو اب کیوں نہیں ہوتا اور یہ کیسا الہام ہے کہ وہ صرف ایک شخص تھیوفلس کے واسطے کہ جو غیر قوم تھا آیا اور شروع سے کوئی کتاب الہامی ایسی نہیں ہے جو صرف ایک ہی شخص کے نام پر ہو اور اگر ایسا ہو تو اوروں پر حجت الٰہی کیونکر تمام ہو سکتی ہے کیونکہ الہام ہمیشہ تمام قوموں کی تعلیم کے لئے عام خطاب اور حکم کے طور پر ہوتا ہے اور تکلف یہ کہ جس طرح تھیوفلس غیر قوم اُسی طرح لوقا بھی غیر قوم تھا یعنے کاتب اور مکتوب الیہ دونوں غیر قوم اسی طرح اعمال کے کتاب کا جو کہ تھیوفلس کے نام پر ہے اور پلوس کے خطوط موسومہ رومیوں وغیرہ کا حال سمجھنا چاہیے کہ یہ سب تعلیمی تحریریں ہیں مگر الہامی نہیں ہو سکتیں مثلاً گلتیوں کے ۳ باب ۱ میں ہے اے نادان گلتیو کس کی جادو بھری آنکھوں نے تمہیں مارا الخ یہ الہام نہیں صرف شاعرانہ کلام ہے اور اسی طرح یوحنا کے تینوں خطوط خاص مکتوب الیہم کے نام ہیں اور اگر لوقا کو الہام ہوا تھا تو اُس نے یہ کیوں کہا کہ جن لوگوں نے مسیح کو دیکھا تھا اُن سے دریافت کر کے میں نے لکھا ہے کیونکہ الہام کے بعد لوگوں

سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی۔

واٹسن کی چوتھی جلد رسالہ الہام میں جو ڈاکٹر نبس کے پارا فریز یعنے تفسیر سے لیا گیا یوں لکھا ہے کہ لوقا کا الہام سے نہ لکھنا اُس سے جو وہ خود دیباچہ میں لکھتا ہے ظاہر ہے انتہے ریس کی سائیکلوپیڈیا کی ۱۹ جلد میں لکھا ہے کہ لوگوں نے کتب مقدسہ کے تمامہا الہامی ہونے کی نسبت گفتگو کی ہے اور وے کہتے ہیں کہ اُن لوگوں یعنے مؤلفین کے افعال اور ملفوظات میں غلطیاں اور اختلاف ہیں متی کے ۱۰ باب ۱۹ و ۲۰ اور مرقس ۱۳ باب ۱۱ اور اعمال ۲۳ باب ۱ و ۶ کو باہم مقابلہ کر کے دیکھو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حواری لوگ ایک دوسرے کو صاحب وحی نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ یروسلم کی کونسل کی آپس کی بحث اور پلوس کے پطرس کو الزام دینے سے ظاہر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قدیم عیسائی لوگ اُن لوگوں کو خطا سے خالی نہیں سمجھتے تھے کیونکہ بعض اوقات اُن کے افعال پر روک ٹوک کی گئی ہے (اعمال ۱۱ باب ۲ و ۳ اور ۲۱ باب ۲۰-۲۴) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پلوس مقدس جو اور حواریوں سے اپنے تئیں کمتر نہیں سمجھتا (۲ قرنتیون کا ۱۱ باب ۵-۱۲ باب ۱۱) خود اپنے حال میں ایسا بیان کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے تئیں ہمیشہ اور ہر وقت الہامی نہیں سمجھتا تھا (اول قرنتیون کا ۷ باب ۱۰ و ۱۲ و ۲۵ و ۴۰ اور ۲ قرنتیون کا ۱۱ باب ۱۷) اور ہم نہیں پاتے ہیں کہ حواری لوگ ایسے طور پر گفتگو شروع کرتے ہیں جیسے پیغمبر لوگ شروع کرتے تھے کہ گویا وہ خدا کی طرف سے بولتے ہیں پھر لکھا ہے کہ میکالس نے اُس ہوشیاری اور خیال سے جو ایسے بڑے مطلب کے واسطے ضرور تھا طرفین کے دلائل کو تولکر اس اعتراض کا یوں فیصلہ کرنا مناسب جانا کہ ناموں کے لئے تو الہام البتہ مفید ہے لیکن تاریخی کتابوں کے واسطے مثلاً انجیلیں اور اعمال اگر الہام سے بالکل قطع نظر کی جاوے تو کچھ نقصان نہیں بلکہ کچھ فائدہ ہی ہوگا اگر تاریخی معاملوں میں حواریوں کی گواہی صرف اور انسانوں کی سی گواہی مانی جاوے جیسا کہ مسیح نے یوحنا ۱۵ باب ۲۷ میں کہا ہے انتہے اب دیکھیے کہ اس کتاب یعنے ریس کی سائیکلوپیڈیا کے بموجب چاروں انجیلوں کا الہامی ہونا ثابت ہے اور ان چاروں انجیلوں میں جبکہ متی اور یوحنا کی انجیلیں جو کہ حواری تھے غیر الہامی

سمجھیں گئیں تو مرقس اور لوقا کی انجیلیں جو کہ حواری بھی نہ تھے زیادہ تر غیر الہامی سمجھنا چاہیے لیکن نہ یہ کہ اُن چاروں انجیلوں میں کوئی بات بھی الہامی نہیں ہے ایسا ہرگز نہیں اُن میں حضرت عیسےٰ کی تعلیمات اور پیشین گوئیاں وغیرہ جو واقعی مسیح نے فرمائیں اُن میں اکثر الہامی ہیں پس مسیح پر الہام اور وحی کا نزول کمال صحت کے ساتھ ثابت ہے مگر مصنفین اناجیل وغیرہ نے جو مورخانہ لکھا یہ سب اپنا دیکھا ہوا لکھا ہے اُس میں الہام کو کیا دخل ہے اور جو باتیں کہ اناجیل میں اُن کے مصنفین کی بھی نہیں ہیں بلکہ صریح الحاقی سمجھی جاتی ہیں چنانچہ اس کتاب میں اُن کا بیان فانڈر صاحب کے قول سے موجود ہے اُن سب باتوں کو بھی الہامی سمجھنا اور اناجیل میں شامل رکھنا کمال عقیدت ہے۔ پادری والش صاحب فرماتے ہیں **قولہ** جبکہ ہم اُس وقت پر لحاظ کرتے ہیں جبکہ اسقف بٹلر صاحب نے کہا کہ انگلستان میں ایک بھی فاضل ایسا نہیں ہے جو پاک نوشتوں کے الہام کا قایل ہو (یعنے جو واقع میں فاضل ہیں وہ اِن کتابوں کو الہامی نہیں جانتے اور جو انہیں الہامی جانتے ہیں وہ دراصل فاضل نہیں ہیں بلکہ صرف تھوڑا سا پڑھکر برائے نام فاضل کہلاتے ہیں یا یہ کہ کامل اور ناقص دونوں طرح کے فاضل توریت و انجیل کو الہامی نہیں جانتے ہیں) یا اُس وقت پر کہ جب خود ایک خادم دین نے بت پرست قوموں کے درمیان پادریوں کے بھیجنے کی تدبیر کی تحقیر کی اور اُن لوگوں کو جو ابتدا میں نجات کی خوشخبری لیکر ملک ہندوستان میں آئے مخصوص کفش دوز یعنے چمار کا خطاب دیا انتہےٰ۔ از قربت آلہی یا تقدیس مومنین اہتمام پادری والش صاحب صفحہ ۵۹ سنہ ۱۸۶۹ء رومن چھاپہ الہ آباد مشن پریس مشمولہ مخزن مسیحی ماہ نومبر سنہ ۱۸۶۹ء رومن مطبوعہ الہ آباد مشن پریس جو حسب ہدایت مشن فتحگڈھ کے یہ دونوں یعنے قربت آلہی اور مخزن مسیحی چھاپے گئے اور کتاب قسطا کا مصنف بھی جو کہ احکام آتش پرستی میں سے لوقا نام حکیم اور غیر قوم تھا یعنے کہ نہ یہ مسیح کا شاگرد تھا اور نہ وہ اُس کا بھی

نام لوقا ہے اور اس کا بھی نام لوقا ہے وہ بھی طبیب تھا اور یہ بھی طبیب وہ بھی صاحب تصنیف تھا اور یہ بھی اُسکے بھی صرف دینی تصنیفات میں حوصلہ ہوا اور اسے بھی وہ بھی غیر یہودی تھا اور یہ بھی وہ بھی شہرۂ آفاق ہوا اور یہ بھی اور بعد عروج مسیح کے جو عیسائی لوگ کسی معروف حکیم کے نام سے کتاب لکھہ کر مشہور کرتے تھے اُس کا بیان اسی کلیسیا کے شروع میں ہو چکا ہے۔

واضح ہو کہ لوقا کے طبیب اور غیر قوم یعنے غیر یہودی ہونے کا سب عیسائی عالموں نے اقرار کیا ہے دیکھو تفاسیر ہنری و اسکاٹ وغیرہ اور مفتاح الکتاب اور رومن تفسیر اسکاٹ صاحب میں دیباچۂ تفسیر انجیل لوقا کو اور کلسیوں کے ۴ باب ۱۰ و ۱۱ میں مختونوں کا سلام لکھا ہے اور ۱۲ و ۱۴ میں نامختونوں کا کہ جو غیر قوم تھے سلام ہے اور لوقا نہیں میں سے ہے اور لوقا کی طبابت کے ثبوت میں دیکھو کلسیوں کا ۴ باب ۱۴ پھر یہ کہ الہام یافتہ شخص کی لوگوں کے نزدیک یہی پہچان ہے کہ پیشین گوئیاں سچی اُس سے ظہور میں آئیں اور معجزہ دکھلائے دیکھو میزان الحق اور مفتاح الکتاب وغیرہ پس مرقس اور لوقا ان دونوں صفتوں سے خالی تھے اُن کا کلام الہامی کیونکر ہو سکتا ہے پادری ڈیوڈ صاحب نے الہ آباد میں مباحثہ کے وقت سر عام مجمع سے اقرار کیا کہ ہاں یہ انجیلیں الہامی نہیں مگر ان کے مصنف سچے تھے انتہے لیکن اگر وہ سچے تھے تو پلوس نے جو اول قرنتیوں کے ۷ باب ۱۲ میں فرمایا کہ خداوند نہیں میں کہتا ہوں انتہے اگر پلوس رسول سچے تھے تو وہ آپ اقرار کرتے ہیں اپنے غیر الہامی کلام کا اسی طرح اول قرنتیوں کے ۷ باب ۲۵ اور ۲ قرنتیوں کے ۱۱ باب ۱۷ میں بھی ہے۔

انجیل یوحنا

یوحنا کی انجیل اور انجیلوں سے بقول صاحب مفتاح الکتاب (صفحہ ۱۴۳ و ۱۵۲) وغیرہ زیادہ معتبر ہے اگرچہ یہ انجیل چاروں انجیلوں میں تعین زمانہ تصنیف اور قید ترتیب سے پچھلی انجیل ہے یعنے قریب سنہ ۱۰۰ع کے کہ بعد عروج حضرت عیسےٰ کے قریب ستر برس تصنیف ہوئی اور سب اناجیل کے پیچھے کتاب میں شامل ہے اور مکاشفات

تصنیف یوحنا ۹۵ء کے بعد انجیل یوحنا سے پیشتر تصنیف ہوئی اور طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے باہتمام پادری ایم اے شیرنگ صاحب صفحہ ۲۱۲ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب مکاشفات سنہ ۹۶ء میں تصنیف ہوئی اور مفتاح الکتاب صفحہ ۲۲۱ میں لکھا ہے کہ انجیل یوحنا سنہ ۹۸ء میں تصنیف ہوئی اور مکاشفات کی کتاب سنہ ۹۷ء میں مگر اُس کے طرز بیان سے ثابت نہیں ہوتا کہ مکاشفات اور اس انجیل کا مصنف ایک ہی ہو چنانچہ مکاشفات میں بار بار یوحنا نے اپنا نام بیان کیا ہے جیسا کہ مکاشفات کے ۱ باب ۲ میں لکھا ہے اور مجھہ یوحنا نے الخ اور ۲۲ باب ۱۸ اور ۱ باب ۹ وغیرہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے اور بیسیوں جگہہ اس طرح پر کہ میں نے الخ چنانچہ مکاشفات کے صرف انیسویں باب میں ۱ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۷ و ۱۹ آیتوں میں یہ لفظ لکھا ہے لیکن یوحنا کی انجیل میں اس طرح لکھا ہے کہ گویا یہ کتاب یوحنا کی تصنیف ہرگز نہیں ہے چنانچہ یوحنا ۱۹ باب ۲۶ میں لکھا ہے کہ یسوع نے اپنی ماں کو اور اُس شاگرد کو جسے وہ پیار کرتا تھا (یعنے یوحنا کو) اور اسی طرح یوحنا ۲۰ باب ۲ میں لکھا ہے تب وہ شمعون پطرس اور اُس دوسرے شاگرد (یعنے یوحنا) کے پاس اور اسی باب کے ۳ آیت میں ہے پھر پطرس اور وہ دوسرا شاگرد (یعنے یوحنا) اور اسی انجیل کے ۲۱ باب ۲۰ و ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ وہ شاگرد (یعنے یوحنا) لیکن ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وہ شاگرد اور دوسرا شاگرد یوحنا ہو اور اگر ثابت بھی ہوتا تو بھی مصنف کا نام بصیغہ غائب پایا جاتا حالانکہ ہنوز صیغہ غایب کے ساتھہ بھی کتاب میں مصنف کا پتہ نہیں ہے اور یوحنا ۱۹ باب ۳۵ میں لکھا ہے اور جس نے یہ دیکھا گواہی دی اور اُس کی گواہی سچی ہے اور وہ جانتا ہے کہ سچ کہتا ہے تاکہ تم ایمان لاؤ فقط اب ان سب لفظوں پر غور کرتے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ انجیل یوحنا کی تصنیف سے ہے یا کسی دوسرے کی اور یوحنا ۲۱ باب ۲۴ میں ہے کہ یہ وہ شاگرد ہے جس نے ان کاموں کی گواہی دی اور ان باتوں کو لکھا اور ہمکو یقین ہے کہ اُس کی گواہی سچی ہے انتہےٰ۔ ہمکو یقین ہے کہ اُس کی گواہی سچی ہے یہ بات کوئی مصنف اپنے حق میں کیونکر کہیگا اور پھر یہ کہ جس نے ان باتوں کو لکھا اور ہمکو یقین ہے کہ اُس کی گواہی الخ اگر

بھی ظاہر ہے کہ کتاب لکھنے والا اور شخص اور یقین کرنیوالا اور شخص ہے یعنے یہ کہ کاتب بصیغۂ غایب اور وہ بھی آیت سے ثابت نہیں کہ یوحنا ہی گواہ اور کاتب ہے اور یقین کرنے والا بصیغۂ حاضر مگر وہ بھی لامعلوم غرض یہ کہ نہ کاتب کا پتہ اور نہ یقین کرنے والے کا پتہ ہے صرف انجیل جیسی کچھ ہے موجود ہے۔

اب سنئے کہ وہ شاگرد اور دوسرے شاگرد سے یوحنا مراد نہیں ہے اسی انجیل یوحنا ۱۸ باب ۱۶ میں ہے تب وہ دوسرا شاگرد جو سردار کاہن سے کچھ جان پہچان رکھتا تھا باہر نکلا اور دربان سے کہکر پطرس کو اندر لے آیا انتہے۔

اس جگہہ غور کرنا چاہیے کہ یوحنا کو اسقدر دنیاوی رتبہ کہاں تھا جو سردار کاہن سے اُس کی موافقت بلکہ روشناسی بھی ہوتی اور خاصکر اُس وقت کہ مسیح کو گرفتار کرے گئے تھے اور سب شاگرد بھاگ گئے اور پطرس نے ڈر کر تین بار دین مسیح سے انکار کیا تو یوحنا کو اتنی جرأت کیونکر ہوتی کہ نہ صرف آپ سردار کاہن کے محل میں گیا بلکہ پطرس کو بھی اندر لے گیا اور جب سردار کاہن کی لونڈی نے پطرس کو پہچانا تو یوحنا سے کیوں اُس نے چشم پوشی کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس دوسرے شاگرد سے مراد یوحنا نہیں ہے اسکاٹ صاحب مفسر دین نے متی ۲۶ باب ۵۸ کی تفسیر صفحہ ۲۱۲ میں یوں لکھا ہے۔ **قولہ** یوحنا لکھتا ہے کہ پطرس اور ایک دوسرا شاگرد قیافا کے گھر گئے اُس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سردار کاہن اس دوسرے شاگرد کو پہچانتا تھا اور اس سبب سے وہ گھر کے اندر جانے پایا اور پھر باہر جاکر پطرس کو بھی اندر لایا صاف معلوم نہیں ہوتا کہ یہ شخص کون تھا بہتیرے گمان کرتے ہیں کہ یوحنا اس محاورہ میں اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ دوسرا شاگرد میں ہی تھا مگر اُس کے برخلاف گمان ہوتا ہے کہ یوحنا بھی گلیلی اور عام لوگوں میں تھا اور یقین نہیں کہ سردار کاہن اوسے پہچانتا ہو اور اگر پہچانتا بھی تو اتنا نہیں کہ وہ اندر جانے پاتا۔ اور ایک یہ بھی قوی دلیل ہے کہ کسی نے اُس سے کچھ نہیں کہا اور نہ اُس کو کچھ خطرہ ہوا تو باوجود اُسے جاننے کے یہ تعجب کا مقام ہے اس سے بہتر یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ یہ کوئی عزت دار شخص یروشلم کا رہنے والا ہوگا کہ جسے سردار کاہن پہچانتا تھا مگر نہیں جانتا کہ یہ مسیح کا شاگرد ہے اس سبب سے کسی نے اُس سے

کچھ نہیں کہا صرف پطرس سے کہا جو کچھ کہ کہا اور اگر اُسے ٹھیک پہچانتے تو بیشک اپنے خداوند
کے ساتھ وہ مجرم ٹھہرایا جاتا تمت کلامہ اور یہی قول طامس اسکاٹ مفسر انگریزی کا بھی ہے
چونکہ انجیل یوحنا میں مصنف کا نام نہیں ہے اور جہاں وہ شاگرد یا دوسرا شاگرد لکھا ہے
اُس کو اکثر علمار عیسائی یوحنا سے مراد سمجھتے ہیں اُس کا حال یہ ہے کہ جو بیان ہوا یعنی یہ لفظ
یوحنا سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نہیں معلوم کہ یہ دوسرا شاگرد کون ہے اور اگر یہ دوسرا شاگرد
یوحنا ہی ہوتا تو بھی یہ کسی طرح ثابت نہیں ہے کہ یہ دوسرا شاگرد بھی مصنف انجیل یوحنا ہو
دیکھو یوحنا ۱۲ باب ۲۴ - اور دوسری پہچان جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجیل یوحنا کی تصنیف
نہیں ہے یہ ہے - - - - - - - - - - کہ یہودی مصنف کی یہ کتاب نہیں کیونکہ
اُس میں عبرانی لفظوں کا ترجمہ اور یہودی رسموں کا بیان ہے اور یوحنا یہودی تھا اُسے کیا حاجت
تھی جو عبرانی لفظ کا ترجمہ اور یہودی رسم کا بیان کرے چنانچہ کسی انگریزی تواریخ میں یہ لکھا
نہیں دیکھا کہ جب بادشاہ رچرڈ یا الفرڈ یا کسی اور یورپ کے بادشاہ کا نام لکھا ہو تو اُس کے
ساتھ نام کے معنے بھی لکھدیے ہوں مگر انجیل یوحنا میں دیکھئے ا باب ۳۸ میں ہے ربی
جس کا ترجمہ یہ ہے اے استاد الخ اور اسی باب کے ۴۱ میں ہے ہمنے مسیح کو جس کا ترجمہ
کرسٹس ہے پایا اور ۴ باب ۹ میں ہے کیونکہ یہودی سامریوں سے صحبت نہیں
رکھتے تھے انتہی۔ اگر کوئی یہودی اس کتاب کا مصنف ہوتا تو ان باتوں کا بیان وہ بیکار
جانتا اور ۵ باب ا میں ہے بعد اُس کے یہودیوں کی ایک عید تھی الخ ایک عید تھی اس
سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک عید کا لفظ کبھی یہودی محاورہ نہیں ہوسکتا اگر کوئی یہودی ہوتا
تو یوں لکھتا کہ عید فصح تھی یا عید خمسہ وغیرہ یعنے عید کا نام لکھدیتا اور ایک کا لفظ نہ لکھتا اور پھر
یہ کہ یہودیوں کی ایک عید تھی جس سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کے مصنف کی عید
نہ تھی اگر یوحنا کی یہ تصنیف ہوتی تو یوں لکھتا کہ ہماری ایک عید تھی یا یہ کہ ہم یہودیوں کی
عید تھی اور اسی باب کی ۲ آیت میں ہے اور یروسلم میں بھیڑ دروازے کے پاس
ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے الخ اس حوض کے لئے یروسلم کا
پتہ اور پھر یہ کہ عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے یہودی کے سامنے یہ بات کیا تعجب

کی تھی جو عبرانی کا لفظ بھی حوض کے نام کے ساتھ لگا دیا اور اسی طرح یوحنا ۲۰ باب ۳۰ میں ہے قولہ اور بہت سے اور معجزے جو اس کتاب میں لکھے نہیں گئے یسوع نے اپنے شاگردوں کے سامنے دکھائے انتہیٰ چونکہ یوحنا مسیح کا شاگرد تھا اگر یہ انجیل یوحنا کی تصنیف ہوتی تو اپنے شاگردوں کی جگہہ ہم شاگردوں کا لفظ لکھا ہوتا جیسے کہ اعمال باب ۱۰ میں ہے ساری قوم پر نہیں بلکہ اُن گواہوں پر کہ آگے سے خدا کے چُنے ہوئے تھے یعنے ہم پر ۴۱ اور اعمال ۳ باب ۱۵ میں لکھا ہے کہ ہم اُس کے گواہ ہیں انتہیٰ اور اسی طرح ۷ باب ۲۵ اور ۱۱ باب ۱۸ میں ہے وغیرہ اور اسی طرح ۹ باب ۷ میں سلوام کا حوض جس کا ترجمہ بھیجا ہوا لکھا ہے برٹشنیڈر کہ جس کو عیسائی بڑا عالم محقق گنتے ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ انجیل اور نامے یوحنا کی تصنیف یوحنا کی نہیں بلکہ کسی عیسائی نے شروع دوسری صدی میں اُس کے نام سے لکھ دیے ہیں اور یہی قول فرقہ الوجین کا تھا اور اسٹاڈلن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ بلا شک کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ نے اس انجیل کو تصنیف کیا ہے جیسا کہ کاتلک ہرلڈ کی جلد ۷ مطبوعہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۲۰۵ میں مصرح ہے اور جب دوسری صدی میں لوگوں نے اس انجیل سے انکار کیا تھا تو اُن کے جواب میں کہیں ارنیوس نے یہ نہیں کہا کہ پولی کارپ سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف ہے حالانکہ ارنیوس پولی کارپ کا شاگرد ہے اور پولی کارپ یوحنا حواری کا مرید پس اگر یوحنا کی تصنیف ہوتی تو پولی کارپ کو ضرور معلوم ہوتا اور وہ ارنیوس کو بتلا دیتا کیونکہ مقام تعجب ہے کہ ارنیوس ذرہ ذرہ سی بات پولی کارپ سے بار بار سُنے اور اس امر میں ایک دفعہ بھی مذکور نہ آوے پس ظاہر و آشکارا ہے کہ پولی کارپ کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ یہ انجیل یوحنا کی ہے اور نہ اُس نے ارنیوس کو اُس کی خبر دی ورنہ ارنیوس منکرین کے مقابلہ میں یہ سند ضرور پیش کرتا حالانکہ ایسا نہیں کیا ان سب عیسائی دلیلوں سے یوحنا کی تصنیف یہ انجیل نہیں ثابت ہوتی لیکن ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ یہ انجیل اول سے آخر تک مصنوع سمجھی جاوے جبکہ پیشین گوئیاں حضرت نبی اسلام صلعم کی بابت اس میں مرقوم ہیں اور قرآن مجید میں جو مسیح ۴ کو روح اللہ اور کلمتہ القٰھا الیٰ مریم (سورہ نساء رکوع ۲۳)

لکھا ہے یہ کلمہ اسی انجیل کی اوّل آیت سے ہے اور گروٹیس جو عیسائیوں میں بڑا عالم محقق مشہور ہے اکیسویں باب اس انجیل کو الحاقی بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ یوحنا کی موت کے بعد افسس کے کلیسیا نے اپنی طرف سے ملا دیا ہے۔

اور بموافق اقرار ہارن صاحب کے ان انجیلوں کا وقت تالیف روایت معتبر سے ثابت نہیں ہوتا ہارن صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۲ء مقام لندن کی میں لکھتے ہیں کہ اوجین فرقہ نے جو دوسری صدی میں تھا اس انجیل سے اور اسی طرح سب تصنیفات یوحنا سے انکار کیا ہے انتہیٰ۔

امریکن مشن کے پراٹسٹنٹ پادری صاحبوں کا توریت وانجیل کے الہام کی بابت جو عقیدہ ہے اور جسے انہوں نے چھپوا کر تمام ہندوستان میں مشتہر کیا بعینہ درج ذیل ہے وہو ہذا۔ مشہور مقولہ یہ ہے کہ بائیبل میں خدا کا کلام ہے لیکن بائیبل ساری خدا کا کلام نہیں جو لوگ اس خیال کو قبول کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پاک نوشتوں میں الٰہی الہام کا بیان ہے اور اُن کے مصنف روح القدس سے ملہم ہوئے لیکن اُن کا الہام صرف تعلیم تہذیب خصوصاً ایمان کی باتوں کے درج کرنے میں تھا وہ ضرور نہیں سمجھتے کہ بائیبل کا ہر ایک بیان ہر ایک عبارت اور الفاظ کو الہامی سمجھا جاوے وہ یقین نہیں کرتے کہ ہم پر فرض ہے کہ ہم بائیبل کے ہر ایک علمی بیان کو سچا اور صحیح تصور کریں اُن کے خیال کے مطابق یہ ہو سکتا ہے کہ موسے نے علم ہیئت کے بیان میں غلطی کی ہے استیفان شہید نے اپنی یادداشت کی کمزوری ظاہر کی یا پولس رسول نے علمی غلطی پر اپنی تمثیل کی بنا ڈالی یہ خیال الہام کا عیسائی دین کے بڑے اور مشہور معلمون کے درمیان مروج رہا اور روز بروز کلیسیا میں زیادہ ترقی کر رہا ہے مثلاً ای راس مس۔ آر سائیمس۔ گروٹس لیکلرک اور لفاایف صاحب اس کو منظور کرتے تھے رومی کلیسیا کے مشہور معلمون نے بھی اسی کو پسند کیا مثلاً ہرون اور ڈاکٹر صاحب ملک جرمنی کے عالم وفاضل معلمون نے اسی کو اختیار کیا اور انگلستان کے مشہور دینی معلموں نے بھی جیسا کہ بشپ لوتھ بشپ واربرٹن۔ آرچڈیکن۔ پیلی۔ کلارک۔ ڈاڈرج۔ بیکسٹر۔ آرچ بشپ ہسٹر۔ اور

طامس اسکاٹ صاحب وغیرہم (از نور افشان لدھیانہ مطبوعہ ۲۵ جولائی ۱۸۷۹ء امریکن مشن پریس باہتمام پادری کیلسو صاحب نمبر ۳۲ جلد ۶ صفحہ ۲۴۳۸) ہم پر فرض نہیں معلوم دیتا کہ ہم پاک نوشتوں کے ہر ایک علیحدہ بیان کو ہر ایک کتاب کو آیت او لفظ کو الٰہی تاثیر سے لکھا ہوا سمجھیں بڑے نامور فاضل ٹومس صاحب پیدائش کی کتاب کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں کہ الفاظ (خدا نے کہا) سے یہ ضروری نہ سمجھنا چاہیے کہ خدا کی طرف سے کوئی بیان معجزہ کے طور پر آیا یا آسمان سے کوئی آواز سنائی دی بائیبل میں بیان ہوا دوآو اور شمسون کی نسبت کہ خدا کی روح اونپر اوتری اور وقت بوقت اُن کو ابھارنے لگی اول صموئیل کے ۱۶ باب کے ۱۳ قاضیوں کی کتاب کے ۱۳ باب کی ۲۵ لیکن اس بیان سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ یہ تاثیر روح القدس کی اُن کے کلام اور فعل تک پہنچی تھی یا اُن کو بڑے بڑے اور خوفناک گناہوں سے بچاتی تھی خداوند یسوع مسیح کے رسول پنتی کوست کے دن میں جُدی جُدی آگ کیسی زبانوں سے ممتاز ہوئی اور روح القدس سے بھر گئے لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ غلطی سے بالکل پاک ہو گئے بلکہ ہم صاف جانتے ہیں کہ وہ کبھی کبھی بے راہ ہو سکتے تھے اور کبھی کبھی ہو بھی گئے اور وہ بے راہی ایسے معاملوں میں تھی جو کہ روزمرہ کے فرائض کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وے آخر تک ہماری مانند انسان رہے حواس کے بس میں اور رائے اور عمل میں خطا کرنے میں دیکھو اعمال کے ۱۴ باب کی ۵ پھر اعمال کے ۱۵ باب کی ۳۶ سے ۳۹ تک گلاتیوں کے خط کے دوسرے باب کی ۱۱ جبکہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں غلطی کی تب ناممکن نہیں ہے کہ اپنی تصنیف میں بھی غلطی کرتے روح القدس کی تاثیر نے اُنکو زندگی کے خیال و کار میں غلطی سے مستثنا نہیں کیا تب ہم کیوں سمجھیں کہ اس تاثیر نے اُن کو پاک نوشتوں کے لکھنے میں بالکل غلطی سے مستثنا کیا بائیبل میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس سے بلاتاویل یہ سمجھ سکیں کہ ہم اُس کی ساری تصنیف کو ادنے ادنے امر کی نسبت بھی بالکل الٰہی اور غلطی سے پاک خیال کریں بائیبل کے مصنفوں نے بیشک الہام کا دعوے کیا لیکن اگر ہم

اُن کے دعوے پر غور کریں اور زبان کے عام قاعدے اور علم معانی اور نکتہ گیری اور نکتہ سنجی کے قاعدے سے اُن کو دیکھیں تو ہم کو بخوبی ثابت ہوگا کہ اُن کا دعوے اس قسم کا نہیں ہوا کہ وہ اپنے آپ کو انسانی کمزوری سے بالکل خالی جانتے تھے انتہے تم کلامہ (از نور افشان لدھیانہ مطبوعہ امریکن مشن پریس یکم اگست ۱۸۷۸ء نمبر ۳۱ جلد ۶ صفحہ ۲۴۶ باہتمام پادری کیلسو صاحب)

نصرانی علما کیمنس واگناٹیوس ویوسطیئوس یعنے جسٹن شہید وغیرہ کی تصنیفات کو یہ سمجھکر کہ اُن میں انجیلی آیتیں منقول ہیں بدعوے صحت اناجیل پیش کرتے ہیں لیکن اس سے پیشتر انہیں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ انجیلوں کی طرح اُن تصنیفات کلیمنس وغیرہ میں تحریف نہیں ہوئی حالانکہ محققین علما نصارے نے اقرار کیا ہے کہ متقدمین کی تصنیفات میں بہت سے فقرے الحاق کئے گئے ہیں (چیمبرس کی ان سائیکلوپیڈیا جلد ۵) اور اگناٹیوس کے خطوط کا جعلی اور محرف ہونا معتبر علما نصارے کے اقرار سے ثابت ہے (دیکھو تفسیر لارڈنر جلد ۲ و ڈاکٹر بیلی کی کتاب اسناد مطبوعہ ۱۸۵۳ء صفحہ ۱۱۵ مع حاشیہ فاضل برکس و اُردو تواریخ کلیسیا مصنفہ ولیم میور صاحب مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۴۴) اور جسٹن شہید جو دوسری صدی کے وسط میں تھا چنانچہ نور افشان مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۰۷ میں باہتمام پادری کیلسو صاحب لکھا ہے کہ جسٹن یونانی نسل سے ہے سال اُس کے تولد کا پہلی صدی کا اواخر ہے الخ اس کی تصنیفات میں بعض قول حضرت عیسےٰ کے ایسے بھی منقول ہیں جو اناجیل مروجہ میں نہیں پائے جاتے چنانچہ اُن میں سے ایک قول یہ ہے کہ ہمارے خدا اور عیسےٰ مسیح نے فرمایا ہے کہ میں تم کو جس باب میں پاؤں گا اوسی میں تمہارا انصاف کروں گا انتہے اور دوسرا فقرہ یہ ہے کہ جب مسیح بپتسما پانے کے واسطے یردن میں آیا تو ایک آگ روشن ہوگئی انتہے یہ باتیں کہیں ان چاروں انجیلوں میں نہیں ہیں پس اسی طرح اُس کی تصنیفات کے اور فقرے بھی جو انجیلی آیتیں سمجھی جاتی ہیں یہ ضرور نہیں ہے کہ انہیں انجیلوں سے لکھے گئے ہوں اور بشپ مارش نے بہت صراحت سے لکھدیا ہے کہ جسٹن نے ان انجیلوں سے نقل نہیں کیا ہے اور کلیمنس سکندریہ اور ترطولیانوس تو تیسری صدی میں ہوئے ہیں (نور افشان مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۰۷)

اِن سے پیشتر ایرنیوس نے جو باقرار پادری فانڈر دوسری صدی میں تھا (میزان الحق مطبوعہ لدھیانہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۴۲) برنباس کی انجیل کا ذکر لکھا ہے اور مصریوں کی انجیل کا ذکر کلیمنس نے لکھا ہے۔ شبپر بنانے کا معجزہ طامس کی انجیل اور طفولیت کی انجیل میں ہے اور مریم پر قرعہ ڈالنے کا قصہ انجیل مریم میں اور مریم کے پاس میوہ آنے کا قصہ اور کھجور کے درخت کا قصہ اور تکلم فی المہد انجیل طفولیت میں ہے اور کلیمنس اسقف روم کا خط بھی کلیمنس کا لکھا ہوا نہیں ہے (دیکھو تواریخ کلیسیا بحروف رومن مطبوعہ مرزاپور ۱۸۵۶ء حصہ ۲ صفحہ ۴۷) نور افشاں مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۷۰ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے سن وسال تحریر کی بابت سب علما متفق الرائے ہیں کہ ضرور یہ ۹۰ء کے پیشتر رقم پذیر ہوا تھا اس خط میں یوحنا ۱۴ باب ۱۵ کا حوالہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ اُس وقت تک انجیل یوحنا تصنیف بھی نہ ہوئی تھی کیونکہ اس کا سال تصنیف ۹۸ء ہے دیکھو مفتاح الکتاب مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۵۶ء مصنفہ ڈاکٹر پادری رابٹ گلن میتھر صاحب و پادری ڈبلیو گلین صاحب صفحہ ۱۲۲۔

سکرمنٹ

انجیل رومن کاتلک جو کہ اُردو رومن چھاپہ پٹنہ ۱۸۶۴ء سے اُس میں لکھا ہے کہ مسیح کے سب کام نہیں لکھے گئے یوحنا ۲۱ باب ۲۵ اُس نے (یعنی مسیح نے) آپ کچھ نہیں لکھا اور رسولوں کو حکم نہیں دیا کہ انجیل لکھیں مگر یہ کہ اُسے سنائیں رومیوں کا ۱۰ باب ۱۷ رسولوں نے مسیح اور اُس کی تعلیم کی ساری باتیں نہ لکھیں یوحنا ۲۰ باب ۳۰ اول قرنیتوں کا ۱۱ باب ۳۴ انتہٰی۔ لیکن مسیح نے کسی انجیل کے لکھنے کا حکم نہیں دیا باوجود اس کے چار انجیلیں لکھی گئیں چونکہ ہر مذہب میں ایک کتاب اقوام مختلف کے لئے کافی ہوتی ہے مگر یہاں متی نے یہودیوں اور مرقس نے رومیوں اور لوقا نے تھیوفلس (مقدس کتاب کا احوال حصہ ۲ باب ۵۲) اور یوحنا نے دہریوں کے لئے (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۵۲) اپنی اپنی انجیل لکھی اور صرف متی کے لکھنے پر الہام بھیجنے والے کی خاطر جمع

تھوڑی تب چار یا بہتوں کے پاس اُس وحی الہام پہنچانا پڑا لیکن اگر یہی دستور ہے
تو توریت جو پہلی کتاب ہے اُس کی ثقاہت کے لئے زیادہ تو تین پہنچنے کی حاجت
تھی اور زبور امثال وغیرہ بھی چار مہیا ہونی چاہیں پھر یہ کہ شریعت میں دو تین گواہ کافی
ہیں اور یہاں تین تک بھی الہام پہنچنے والے کے نزدیک اعتبار میں کافی نہوئے تب
چار یا بہتوں تک نوبت پہنچی اور یہ تو چار ہی ہیں چار سو نبیوں نے جس بات پر
گواہی دی وہی جھوٹ تھا ۲ تواریخ ۱۸ باب ۵-۱۱ اور ایک پچھلے نبی نے جو گواہی دی
وہی سچ تھا ۲ تواریخ ۱۸ باب ۲۴ سچ کے لئے صرف ایک ہی کافی ہے اور جھوٹ کے
لئے چار سو ہوں تو وہ بھی بے کار ہیں پھر یوحنا ۲۱ باب ۲۵ میں لکھا ہے کہ کتابیں جو لکھی
جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں انتہیٰ یس یہ پرلے درجے کا مبالغہ ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ
تو باوجود بار بار سفر کرنے کے ملک یہودیہ سے باہر نہیں ہوئے اور ان کے حالات کی
کتابیں دنیا میں نہ سماتیں یس جبکہ اناجیل کا یہ حال ہے تو اور نامجات کو کوئی کہاں
تک بیان کرے لیکن سمجھ لینا چاہئیے کہ اعمال کی کتاب مشمولہ مجموعہ مروجہ حال تصنیف
لوقا سمجھی جاتی ہے جس کی انجیل بھی اس مجموعہ عہد جدید میں شامل ہے اور اس کا
حال لکھ چکا ہوں کہ جب اُس کی انجیل کا یہ حال ہے تو اُس کے اعمال میں کیا کچھ
نادرستی نہوگی اور وہ تو صرف پلوس اور پطرس کے حال کی تواریخ ہے اُسے الہام سے
کیا علاقہ اور فرقہ والن ٹی نیتس اور مارسیونی اور سویرینیس اور بعضے اور فرقے تی کی نیس نے
اُس کتاب کا انکار کیا ہے یعنے معتبر نہیں جانا اور بعد اُس کے پلوس کے خطوط
ہیں جن میں سے ایک خط یعنے عبرانیوں کا مشکوک ٹھہرایا گیا ہے کتاب سوال
وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ع
صفحہ ۱۵۳ سوال ۲۵۱ کے جواب میں عبرانیوں کے خط کی بابت یوں لکھا ہے
اس کی نسبت لوگوں میں بڑا اختلاف ہے بہتیرے اُسے پلوس سے نسبت
دیتے ہیں اور بہت سے عالی سند نکتہ داں اسبات کو اعتماد کے ساتھ رد کرتے ہیں پر
اُس کے راقم کا تصفیہ نہیں کر سکتے پھر صفحہ ۱۵۴ سوال ۲۵۵ اسی کتاب سوال وجواب

میں لکھا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا طرز پلوس کے طرز کی مانند نہیں ہے پر اکثر مقامات میں
اُس کے طرز سے اختلاف پڑتا ہے جو لوگ کہ یونانی کا بخوبی علم رکھتے ہیں وے کہتے ہیں
کہ اس خط کی یونانی پلوس کی یونانی نت مشابہ نہیں ہے انتہیٰ واضح ہو کہ عبرانیوں کے خط
میں راقم کا نام کہیں نہیں ہے اور تاریخ یوسی بیوس کے چھٹی کتاب کے باب ۲۵ میں اُرجن
کا قول یوں نقل کیا ہے کہ جو احوال قبل ہمارے زبان زد رہا ہے وہ یہ ہے کہ بعضے کہتے ہیں
کہ کلیمنٹ نے جو بشپ روم کا تھا نامہ عبرانیوں کو تصنیف کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ
لوقا کا ترجمہ کیا ہوا ہے انتہیٰ۔ ارینیس بشپ لینس نے جو تخمیناً ۱۷۸ء میں تھا اور ہپّولی ٹس
نے جو ۲۲۰ء میں تھا اور نو یُٹس یا نوی شین پرسبٹیر روم نے جو تخمیناً ۲۵۱ء میں تھا
بالکل اس نامہ سے انکار کیا ہے اور ٹرٹیلین پرسبٹیر کارتھیج جو تخمیناً ۲۰۰ء میں تھا عبرانیوں
کے نامہ کو برنباہ بتلاتا تھا اور کیس نے جو پرسبٹیر کلیسیائے روم کا تھا اور تخمیناً ۲۱۲ء
میں تھا نامے پلوس کے تیرہ گنے ہیں اور اس نامے کو نہیں گنا اور سائی پرن بشپ کارتھیج
جو تخمیناً ۲۴۸ء میں تھا اس نامہ کا حوالہ نہیں دیتا۔

اور رومن بیبل مع رفرنس مطبوعہ ۱۸۶۰ء جسے پادری اولسن صاحب لندن سے طبع
کروا کر ہندوستان میں لائے اور جس کی جلدیں ہندوستان کے قریب کل گرجا گھروں میں
پادری سے نو مرید عیسائیوں تک کے ہات میں عبادت کے وقت نظر آتی ہیں اُس
میں برخلاف اور سب خطوں اور کتابوں مشمولہ انجیل کے عبرانیوں کے نام کے خط کے شروع
میں کسی مصنف کا نام نہیں لکھا ہے اگرچہ اور سب خطوں وغیرہ کے شروع میں مصنف
کا نام موجود ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اُس بیبل کے شروع میں جو فہرست کتابوں کی ہے
اُس میں بھی خلاف اور سب خطوں وغیرہ کے عبرانیوں کے نام کا خط بغیر مصنف کے نام
کے لکھا ہے اور یہی حال اُس بیبل کا ہے جو اردو زبان اور فارسی حرفوں میں رفرنس
کے ساتھ ۱۸۶۹ء کو مرزا پور میں مشہور پادری ڈاکٹر میتھر صاحب کے اہتمام سے چھاپی
گئی اور جس کی ایک ایک بات پر سب پادریوں نے بیشتر آپس میں مدت تک
خوب مباحثہ کر کے فیصلہ کر لیا تھا اور جو تمام ہندوستان میں رائج اور مشہور ہو رہی ہے

اُس میں بھی برخلاف اور سب خطوں وغیرہ کے عبرانیوں کے نام کے خط کے شروع میں مصنف کا نام لکھنا مناسب نجانا اور نہ اُس کی فہرست کتب میں بھی عبرانیوں کے خط کے نام کے ساتھ مصنف کا نام لکھا گیا اگرچہ اور سب خطوں وغیرہ کے شروع میں اور فہرست کتب میں بھی ہر تصنیف کے ساتھ مصنف کا نام موجود ہے اور اسی طرح عربی ترجمہ انجیل برٹش بیبل سوسائٹی کی طرف سے مطبوعہ بیروت ۱۸۶۶ء میں ہر نامہ کے شروع میں لکھا ہے کہ رسالہ بولس الرسول الی اهل افسس یا یہ کہ بولس الرسول الی اهل غلاطیہ مگر نامہ عبرانیان کے شروع میں کسی مصنف کا نام نہیں لکھا صرف یوں لکھا ہے کہ الرسالۃ الی العبرانیین اور اسی طرح بعینہ عربی ترجمہ انجیل مطبوعہ لندن ۱۸۶۳ء مطبع ولیم واٹس میں بھی ہے اگرچہ وہ ترجمہ اور ہے اور یہ دونوں ترجمے آپس میں مطابق نہیں ہیں اور یوسی بیوس اپنی تاریخ کی چھٹی کتاب کے پچیسویں باب میں نقل کرتا ہے کہ ارجن نے پانچویں جلد شرح انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ پلوس نے تمام گرجوں کو کچھ لکھکر نہیں بھیجا مگر بعض کو جو لکھا تو یہی دو چار سطر عبارت فقط اِس سے معلوم ہوا کہ مثل نامہ عبرانیوں کے پلوس کے اور نامے بھی بے سند ہیں اور کسی اور نے لکھے ہیں۔

بعد اس کے پطرس وغیرہ کے خطوط اور ان کا بھی بیان اناجیل کے ساتھ کرنا صرف کتاب کو طول دینا ہے کیونکہ ان میں سے بعضے خطوط ایسے ہیں جن کے مکتوب الیہ کا پتہ نہیں اور نہ کاتب کا چنانچہ یوحنا کے پہلے خط کی بابت مفتاح الکتاب صفحہ ۲۰۰ میں یوں لکھا ہے اگرچہ اس خط کے شروع یا آخر میں یوحنا کا نام نہیں ہے مگر ہر زمانے کے لوگ اُسی رسول کو اِس خط کا راقم کہتے آئے ہیں بلکہ اس کی خاص عبارت اور مضمون کے انداز سے بھی گمان غالب ہوتا ہے کہ وہ یوحنا موصوف کی تصنیف ہے انتہے اور یوحنا کے دوسرے خط کی بابت مفتاح الکتاب میں یوں لکھا ہے جس برگزیدہ بی بی کو یہ لکھا گیا وہ ظاہراً ایک عزت دار عیسائی بیوہ تھی جو کلیسیوں میں مشہور لیکن اُس کی تحقیق خبر نہیں کہ وہ کہاں کی رہنیوالی تھی شاید اُس کا ٹھکانا شہر افسس کے قرب وجوار میں تھا اگرچہ اس خط میں راقم کا نام نہیں پایا جاتا تو بھی صریح ہے کہ یوحنا

ہی نے ۶۹ء کے قریب لکھا تھا اب دیکھئے کہ خط میں تو راقم تک کا نام نہیں ہے مگر اُس کی تصنیف کے سنہ کیونکر معلوم ہو گئے پھر مفتاح الکتاب صفحہ ۲۰۴ میں لکھا ہے ہر چند کہ ہم بی بی معظمہ کے مسکن اور اسوال سے واقف نہیں تو بھی خوش ہیں کہ اُس کے فرزند صاحب صداقت الخ کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۶۳ سوال ۲۹۱ کے جواب میں یوحنا کے دوسرے خط کی بابت یوں لکھا ہے بعضے گمان کرتے ہیں کہ یہ برگزیدہ بی بی یروسلم کی کلیسیا کا لقب تھا پر لوگ بالاتفاق اس بات پر قوی نہیں ہیں پر اس کی نسبت عام خیال یہ ہے کہ وہ ایک عورت تھی جو اپنی دینداری کے باعث سے مشہور تھی فقط

اور یہوداہ کا خط اُس یہوداہ آخری اسقوف ختنہ کا جو دوسری صدی عیسوی میں تھا سمجھا جاتا ہے دیکھو تواریخ بیبل مطبوعہ ۱۸۵۰ء اور نعت کتاب مقدس مصنفہ مسس پادری میتھر صاحب مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۷۵ء صفحہ ۵۱۱ کالم ۲ میں لکھا ہے کہ صاف معلوم نہیں ہے کہ کس یہوداہ نے اس خط کو لکھا وہ قریب ۶۶ء کے تصنیف ہوا ہو گا انتہیٰ۔

اور نامۂ فلیمون کو بعض عالم عیسائی زمانہ جروم میں کہتے تھے کہ یہ تو ایک خانگی چٹھی عہد جدید سے نکال ڈالنے کے قابل ہے اور انہوں نے ارادہ نکال ڈالنے کا بھی کیا تھا اور صفحہ ۲۰۶ کا تلک سہر لڈ جلد ے میں لکھا ہے کہ روز صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۰ میں لکھتا ہے کہ اول نامہ طمطاؤس پر شیلی میچر نے اور دونوں ناموں طمطاؤس اور نامہ طیطس پر ایکہارن نے حملہ کیا ہے (یعنے برا کہا اور واجب التسلیم نہیں مانا) اور اسی طرح پطرس وغیرہ کے خطوط کا حال ہے کہ بعضے زمانہ میں وہ معتبر ٹھہرائے گئے اور بعضے زمانہ میں نامعتبر اور بعضی کتابیں کہ اس مجموعہ عہد جدید میں جنکا ذکر ہے اب گم ہیں مثلاً لاودیقیون کو خط جس کا ذکر کلسیوں کے ۴ باب ۱۶ میں ہے اب موجود نہیں ہے یعنی عیسائی اُسے گم کر بیٹھے اور اول قرنتیوں کے ۵ باب ۹ وا میں ہے کہ میں نے خط میں تم کو یہ لکھا کہ تم حرامکاروں میں مت ملے رہو پر میں نے اب تمہیں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرامکار یا لالچی یا بُت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اُس سے صحبت نہ رکھنا بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا فقط پس وہ خط جسکا

حوالہ آیت نویں میں ہے اب وہ گم ہے اور بتوں کے چڑہاوون اور لہو اور گلا گھونٹے وغیرہ سے اجتناب کی بابت جو خط انطاکیہ وغیرہ کے عیسائیوں کو لکھا گیا تھا (اعمال ۱۵ باب ۲۳ و ۲۴) اور جس کا ذکر اعمال ۱۵ باب ۹۔ ۲۹ اور جس کی ایک خاص تعلیم کے سبب سے نہایت ضرورت ہے مگر وہ بھی عیسائی جماعت میں غائب اور اس مجموعہ اناجیل میں موجود نہیں ہے۔

پلوس کا تمام حال کتاب اعمال میں ہے مگر پلوس کے خطوط بھیجنے کا کہیں ذکر مندرج نہیں ہے چنانچہ تفسیر اعمال مصنفہ پادری فنڈل صاحب مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۷ء مقدمہ کتاب صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ اعمال ۱۳ باب سے ۲۸ تک پلوس رسول کے سب احوال و اعمال کی خبر ہے لیکن پلوس کا وہ سب حال جو پلوس کے خطوں میں مندرج ہے (بلکہ اُن خطوں کے لکھنے ہی کا ذکر تاکہ معلوم ہو کہ وہ سب خطوط پلوس ہی کے لکھے ہیں) کتاب اعمال سے ثابت نہیں ہے مثلاً انطاکیہ میں اُس کا پطرس سے مباحثہ اُس کی منادی ارقوم میں اور اُس کا اندیشہ اور فکر قرنت کی کلیسیا کی بہوٹ کی نسبت اور نامناسبت اور گلتیوں کی برگشتگی کے لئے اور اُس کی جانفشانی جھوٹی تعلیم دینے والوں کے دفع کرنے میں انتہے پس تعجب کہ پلوس کے جو خطوط انجیل میں شامل ہیں اُن کا تو کچھ ثبوت نہیں ہے اور جن کا ثبوت انجیل میں موجود ہے اُن خطوں کا پتہ نہیں ہے اور افسیون کے نام پہلا خط جس کا ذکر افسیوں کے ۳ باب ۳ و ۴ میں ہے اس مجموعہ میں شامل نہیں ہے۔

سکرمنٹ ۴

تحریف کے بیان میں

یوسی بیوس نے جو لکھا ہے کہ یوحنا حواری نے اُنہیں یعنے اناجیل ثلاثہ کو دیکھا اور پسند کیا اور اپنی گواہی سے اُن کی تصدیق کی۔ ظاہر ہے کہ یوسی بیوس چوتھی صدی عیسوی میں تھا اور اُس نے اس روایت کی کوئی سند نہیں لکھی اس لئے یہ صرف یوسی بیوس کا

گمان ہے کیونکہ اُس نے نامہ اب گرس کو بھی سچا سمجھا تھا حالانکہ وہ کافہ علما خواہ رومن کاتلک خواہ پروٹسٹنٹ سب کے نزدیک جھوٹا اور جعلی ہے اور یوسی بیوس کو اکثر لوگ بدعتی سمجھتے اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ایریس کے معتقدوں میں تھا اور حضرت عیسیٰ کو صرف بشر جانتا تھا اور کونسل نائیس میں فقط بادشاہ کے ڈر سے الوہیت مسیح پر دستخط کئے تھے اور جیروم نے اسی کے لکھے کو دیکھ کر نقل کیا ہوگا کیونکہ یہ اُس کے بعد ہوا ہے اس کے سوا یوحنا کی تصنیف سے کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے کہ یوحنا نے اناجیل ثلاثہ کو دیکھا بھی ہو چہ جائے آنکہ پسند کیا ایک اور دلیل اس کے لئے یہ ہے کہ اگر یوحنا نے اناجیل ثلاثہ کو دیکھا ہوتا تو پھر آپ کوئی انجیل تصنیف کرنے کی کیا حاجت تھی فیلڈ صاحب نے ۱۶۵۳ء میں ایک بیبل چھاپی جس کا اُس نے نام سوتی بیبل رکھا جو کہ ابتک بریٹش میوزیم میں رکھی ہے اُس میں سے بعض مقام یہ ہیں۔ رومیوں کے ۶ باب ۱۳ میں ناراستی کی جگہہ راستی لکھہ گیا ہے اور قرنیتوں کے ۶ باب ۹ میں اس کی جگہہ کہ وارث نہوں گے اُس نے لکھا کہ وارث ہوں گے اور ان غلطیوں سے بڑی خطرناک تعلیم پڑ گئی اور لوگ اس سے دلیلیں لانے لگے کہتے ہیں کہ اس فیلڈ صاحب نے ڈہائی ہزار پونڈ (یعنے پچیس ۲۵ ہزار روپے از اسکول ڈکشنری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۳ء ایڈیشن) پنڈنس فرقہ سے اس کام کے لئے پائے کہ اعمال ۶ باب ۳ کا یہ مضمون بدل دے تا کہ اس بات کی سند پیدا ہو کہ اپنے ہی میں پادری مقرر کرنے کا لوگوں کو اختیار ہو جائے اور یہ مضمون بدلنا سب سے آسان اور ممکن بات تھی یعنے ہم کی عوض میں تم بنا دینا۔

اور ایک اور صاحب ہل نامی کی بیبل ہے اُس میں اس کثرت سے غلطیاں ہیں کہ بعضی جگہہ بالکل مطلب خبط ہو گیا اور بعضی جگہہ کفر پایا جاتا ہے یہانتک کہ اُن دونوں مصنفوں کی بیبل میں سے ایک بیبل میں چھہ ۶ ہزار نقص پائے گئے اور ایک جگہہ یعنے جی کراڈس کا خط اسیر استرف فرد جلد ۱ صفحہ ۲۰۸ سے معلوم ہوا کہ اسٹرن صاحب ایک بڑے عالم نے سب سے پہلے اُن بیبلوں میں جو لندن میں چھپیں تین ہزار چھہ سو ۳۶۰۰ نقص نکالے پس جس کتاب میں تقریباً چار ہزار نقص نکلیں تو تھوڑی محنت سے چھہ ۶ ہزار غلطیاں

نکل سکتی ہیں اور شاید ایسی غلطیاں کسی تواریخ میں نہیں نکل سکتی ہیں اور یہ دونوں
بیبلیں فیلڈ اور مل صاحب کی ایسی نہیں کہ جن کے آگے ولگیٹ والی بیبل جو پوپ
سیکٹس پنجم نے لکھی جو کہ غلطیوں میں یادگار زمانہ تھی کچھ نسبت نہیں رکھتی اور ہورنٹ لاک
صاحب لکھتے ہیں کہ جب کہ سیلڈن صاحب پادریوں سے مباحثہ کرتے اور وہ انجیل
میں سے کوئی آیت ثبوت مطلب کے لیے پڑھتے تو سیلڈن صاحب یہ جواب دیتے
کہ شاید تمہاری جیب کی چھوٹی سنہرے ورقوں کی بیبل میں یوں ترجمہ ہو لیکن یونانی
یا عبرانی کا تو یہی مطلب ہے (جو میں کہتا ہوں) اور یہ حال ۱۶۶۱ء تک رہا اور جس وقت
کی انجیل (جو اندنوں رایج ہے) اُن کتابوں کے سامنے کوئی نہیں پوچھتا تھا تمت کلامہ
از کیوریاسٹیز آف لٹریچر اسحاق ڈزیلی چھاپہ لندن ۱۸۵۵ء جلد ۳ صفحہ ۴۳۰-۴۳۲-

اب غور کرنا چاہیے کہ جب تمام وکمال کتابوں کی اصلیت اور صحت کا کچھ پتہ نہیں
ہے تو آیتوں اور لفظوں کی غلطی کا ساری کتاب میں کیونکر شمار ہو سکتا ہے چنانچہ ڈاکٹر مل
نے جو عہد جدید کے نسخے ملائے تو تیتس ہزار اختلاف عبارت کے نشان دیے اور ڈاکٹر
گریسباخ نے جو اُس سے زیادہ نسخوں عہد جدید یعنے تین سو پچپن ۳۵۵ کا مقابلہ کیا تو ڈیڑہ
لاکھ ویسے ہی اختلاف عبارت بتلا دیے فقط (از کتاب اغلاط نامہ وارڈ صاحب) اِس
خیال کرنا چاہیے کہ اگر جہان کے سب نسخے ملائے جائیں تو خدا جانے کتنے اختلاف
نکلیں اور یہ اختلافات وہ نہیں ہیں کہ ہر جلد میں سے تھوڑے تھوڑے ملا کر اسقدر ہو گئے
بلکہ ایک ہی مجموعہ عہد جدید میں یہ ڈیڑہ لاکھ غلطیاں پائی گئیں بیش ازین نیست کہ ہر جلد
میں کس قدر غلطیاں نکلیں مگر وہ سب غلطیاں ایک ہی مجموعہ اناجیل کی نہیں ہیں مثلاً
ایک جلد میں ایک لفظ یا فقرہ یا جملہ الحاقی پایا گیا اور دوسری جلد میں وہی لفظ یا فقرہ
وغیرہ برخلاف پہلی جلد کے نکلا اور تیسری جلد میں وہی فقرہ یا لفظ برخلاف اِن دونو نکے
پایا گیا اور اسی طرح چوتھی اور پانچویں جلد وغیرہ میں ایک دوسرے سے مخالف الفاظ
اور فقرات نکلتے گئے یہاں تک کہ ڈیڑہ لاکھ کی نوبت پہنچی یعنے اختلاف در اختلاف
اور غلطی کے درمیان غلطی اب یہ سارے اختلافات دراصل ایک ہی جلد میں سمجھنا چاہیے

اس سے فانڈر صاحب اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء صفحہ ۱۳۰ میں لکھتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ ویریوس ریڈنگ بہت ہیں اور ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے انتہےٰ بعینہ قول فانڈر صاحب اور لطف یہ کہ تین سو پچپن نسخوں میں بھی عہد جدید کے پورے نسخے نہ تھے بلکہ کسی میں تو چند آیت اور کسی میں چند جزو اور کسی میں ایک انجیل اور کسی میں صرف چاروں انجیلیں اور کسی میں صرف پلوس کے نامے تھے چنانچہ فانڈر صاحب بھی اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ میں لکھتے ہیں کہ اُن نسخوں میں بعض اوراق کہوئے گئے اور بعض بوسیدہ ہیں اور یہ کہ کاتبوں کی غلطی بھی اِن نسخوں میں پائی گئی اور یہ کہ کوڈکس الکسندرنیوس کی جلدیں اور کتاب بھی اُس کے ساتھ مجلد ہیں یہ سب ہارن صاحب کی دوسری جلد میں تفصیلاً بیان ہوا ہے اور مجھے بھی آگے سے معلوم تھا انتہےٰ۔

اب نمونہ کے طور اُن چند نسخوں کا حال یہاں لکھا جاتا ہے

۱ کوڈکس کاٹونی انیس اس میں چار جزو ہیں اوّل جزو میں انجیل متی ۲۷ باب ۲۶-۳۴ یعنے کل ۹ آیت - دوسرے جزو میں انجیل متی ۲۶ باب ۵۷-۶۵ یعنے ۹ آیت تیسرے جزو میں انجیل یوحنا ۱۴ باب ۲-۱۰ یعنے ۹ آیت چوتھے جزو میں انجیل یوحنا ۱۵ باب ۱۵-۲۲ یعنے ۸ آیت پس سب آیتیں ملاکر جو اس پورانے نسخے میں موجود ہیں ۳۴ ہوئیں حالانکہ کل آیتیں عہد جدید میں سات ہزار نوسو اونسٹھ ۷۹۵۹ ہیں اب خیال کیا چاہیے کہ ۳۴ آیتوں کو ایک کتاب مشہور کیا ہے۔

۲ کوڈکس بیزی اس میں چار انجیلیں اور اعمال کی کتاب ہے اس میں چہیاسٹھ ۶۶ ورق بہت پھٹے اور خراب کئے ہوئے ہیں جن میں سے دس ۱۰ ورق کسی نے پیچھے لکھ کر ملائے ہیں متی کے پہلے باب کی ۲۰ آیتیں غایب ہیں۔

۳ کوڈکس سی سارس جو دو پہلے حرفوں سے ارغوانی چمڑے پر لکھا ہوا ہے اس میں صرف چھبیس ۲۶ ورق ہیں جن میں سے اوّل کے چوبیس ۲۴ ورق کتاب پیدایش کا ایک ٹکڑا ہے اور باقی دو ورق لوقا کی انجیل کا ایک ٹکڑا ہے جس میں لوقا ۲۴ باب ۲۱-۴۹ ہے

یعنے صرف ۲۹ آیتوں کو کتاب قرار دیا ہے۔
۴ کوڈکس رسکرپٹیس اس نسخے میں عہد جدید کی کتابوں میں سے صرف متی کی انجیل ہے اوراس میں صرف چونسٹھ ورق پورانے لکھے ہوئے ہیں۔
۵ کوڈکس اٹن سچی انیس نامہ عبرانیوں کا ایک ٹکڑا ہے اور صرف دو ورق ہیں اور عبرانیوں کے ۲ باب کی پہلی آیت اس قدیم کتاب میں نہیں ہے۔
۶ کوڈکس لاوی انیس اعمال حواریوں کا یہ نسخہ ہے مگر ۲۶ باب ۲۹ سے ۲۸ باب ۲۶ تک نہیں ہے۔
اب اس کتاب میں زیادہ نسخوں کا حال لکھنے کی گنجایش نہیں ہے اگر حاجت ہو تو گریسباخ اور میکالس کی کتابوں میں دیکھنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ غلطیاں وہ نہیں ہیں جیسے اس زمانے کے مطبوعہ نسخوں میں اختلاف ترجمات و محاورات وغیرہ سے واقع ہیں بلکہ یہ غلطیاں اُن قدیم معتبر نسخوں میں ہیں کہ جن پر اناجیل کی صحت کا مدار ہے اور جو خاص اسباب اور وسیلے انجیلوں کو صحیح کرنے کے ٹھہرائے گئے ہیں پس جب اُن کا یہ خراب حال ہے کہ تیس ہزار اور ڈیڑھ لاکھ بلکہ دس لاکھ سے زیادہ (انسائی کلوپیڈیا برٹینکا جلد ۱۹ بیان اسکرپچر) اختلاف عبارت پائے گئے تو وائے برحال اُن انجیلوں کے کہ جو اُن نسخوں کے وسیلے سے صحیح کی گئی ہیں ہارن صاحب جلد ۴ مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۵۹ میں لکھتے ہیں کہ عہد جدید کے کُل نسخے جو کُلاً یا بعضاً یقیناً مقابلہ کیے گئے اُن کی تعداد چار سو سے متجاوز نہیں ہے اور پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر بیک نے مقابلہ کیے ہوئے نسخوں کی تعداد جو اپنی کتاب کے حصہ اوّل کے صفحہ ۲۴ سے ۱۰۰ تک لکھی ۴۹۳ ہے اور جن نسخوں کا مقابلہ گریسباخ نے اپنی انجیل کی طبع کیواسطے کیا اُنکی تعداد اُس نے ۳۵۵ لکھی ہے بشپ مارش نے جو اپنے اور میکالیس کے نسخوں کو ملا کر شمار کیا ہے اُن کی تعداد ۴۶۹ ہے پھر ہارنس صاحب دوسری جلد کے صفحہ ۵۴ میں لکھتے ہیں کہ عہد جدید کے کل نسخوں کی تعداد جو ہم تک پہونچی ہے خواہ کامل ہوں خواہ ناقص اور جن کا مقابلہ خواہ کُلاً خواہ بعضاً ہوا ہے قریب پانچسو کے

ہوتے ہیں اور پادری فانڈر صاحب نے بھی اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۵۲ سطر ۱۲ میں اسی طرح لکھا ہے پادری جی مرے ہیچل ال ال ڈی اپنے خطوط مطبوعہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں یورپ کے عالموں نے چھ سو سے زیادہ انجیل کے قلمی نسخوں کو ملاحظہ کیا ہے جو یونانی زبان میں ہیں ان میں سے بعضے بہت قدیم ہیں انتہے۔ مگر یہ تعداد ان نسخوں کے تعداد کی ایک جزو قلیل ہے جو کتب خانوں میں (غیر مقابلہ کئے ہوئے) موجود ہیں نیٹلی صاحب نے یوں کہا ہے کہ چونکہ مصنفوں کے اصلی نوشتے اب تک موجود نہیں ہیں اس لئے ان کے تمام الفاظ اصلی کسی ایک نقل میں شاید نہیں ملتے لیکن سب نقلوں کے مقابلہ سے دریافت ہوتے ہیں انتہے۔ از طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۲۴۵ اب دیکھئے کہ سب نقلوں میں اگر وہ اصلی الفاظ ہوتے بھی تو بغیر کسی اصلی صحیح نقل کے یا بغیر کسی الہام یافتہ شخص کے انہیں پہچان کون سکتا ہے مگر صرف اٹکل سے جہاں تک صحیح کیا انہیں اصلی الفاظ سمجھ لیا دوسرے یہ کہ سب نقلوں میں سے شاید ہزاروں ابھی باقی ہیں کہ جن میں وہ اصلی الفاظ چھپے ہوئے ہیں اور ان نقلوں کا مقابلہ اب تک نہیں ہوا ہے پھر کہاں ثابت ہوا کہ سب اصلی الفاظ دریافت ہو گئے اور جب حال یہ ہے تو اصلی مطلب اور مضمون دریافت کر لینے کا کون دعوے کر سکتا ہے۔

پھر ہارن صاحب جلد اول کے صفحہ ۱۲۶ میں اور دوسری جلد کے صفحہ ۳۵۵ میں لکھتے ہیں کہ گریسباخ نے ڈیڑھ لاکھ اختلاف عبارت نکالے ہیں جیسا کہ پادری فانڈر صاحب نے بھی اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء صفحہ ۵۳ و ۵۴ میں لکھا ہے اور اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وٹسین نے ایسے اختلاف عبارت دس لاکھ سے زیادہ جمع کئے ہیں جیسا کہ انسائکلوپیڈیا برٹینکا کی جلد ۱۹ میں اسکرپچر کے بیان میں مرقوم ہے پادری فانڈر صاحب نے کتاب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۵۰ چھاپہ اکبر آباد سکندرہ ۱۸۵۵ء میں لکھا ہے **قولہ** اگرچہ ہم لوگ قایل ہیں کہ بعض حروف و الفاظ میں تحریف وقوع میں آئی اور بعض آیات کی بابت مقدم اور موخر اور الحاق کا شبہہ ہے تو بھی انجیل کو بے تحریف

اور بے تبدیل کہتے ہیں اس لحاظ سے کہ اس کا مضمون اور مطلب نہیں بدلگیا انتہیٰ میکیلس صاحب ڈاکٹر تبتلی صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد اول صفحہ ۲۶۳ میں نقل کرتے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس صرف ایک قلمی نسخہ بچا ہوا تھا جیسے رومی اور یونانی اُن میں یہودی معلموں کے ایسے قصور پائے گئے ہیں اور اُن کی اصلاح میں ایسے عیب ملے ہیں کہ باوجود دو پوری صدیوں کے نہایت عالم اور تیز فہم نکتہ چینیوں کی محنتوں کے وہ کتابیں ابتک غلطیوں کا ترا انبار ہیں اور اسی طرح رہیں گی برخلاف اس کے جہاں کہیں کسی مصنف کے بہت نسخے ہوتے ہیں اگرچہ بموجب مقدار نسخوں کے اختلاف عبارت ہمیشہ بڑھتے جاتے ہیں مگر وہ اصلی نسخہ جس کا مقابلہ ہنرمند اور عقیل لوگوں کے ہاتھوں سے ہوا ہمیشہ بہت صحیح ہوتا ہے اور مصنف کے اصلی الفاظوں کے قریب تر پہنچتا ہے انتہیٰ۔ پھر فانڈر صاحب اُسی کتاب کے صفحہ ۱۵ اور کتاب دینی مباحثہ چھاپہ سکندرہ ۱۸۵۴ء کے صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں **قولہ** جاننا چاہیے کہ اُن سب عالموں پر جو مصححین اور نسخہ شناسی میں ماہر ہیں خوب واضح و روشن ہے کہ نقل نویس لکھتے وقت ہمیشہ کچھ کچھ سہو کرتے ہیں اور کوئی بڑی کتاب نہیں شاید ایک بھی نہیں جو دست قلم سے لکھی ہے جس میں کچھ بھی غلطی نہ پائی جاوے مثلاً اگر گلستان یا دیوان حافظ وغیرہ کتاب کی سو پچاس نقلیں وقت سے مقابلہ کی جائیں تو شک نہیں کہ اُن سب نقلوں میں سیکڑوں غلطیاں پائی جائیں گی ایسی سہو و غلطیاں اکثر اوقات نقل نویسوں کی غفلت یا کم علمی سے ہوتی ہیں اور اس سبب سے اعراب اور حروف اور املا وغیرہ میں غلطی کرتے یا لفظ چھوڑ دیتے ہیں اور بعض اوقات مالک کتاب یا نقل نویس نے تفسیری راہ سے کوئی بات حاشیہ میں لکھی اور کاتب دیگر نے اُس کو پایا تو سہواً یا قصداً متن میں داخل کیا ہے پھر لکھتے وقت کوئی لفظ رہگیا یا مقدم موخر ہوا یا دوسرے نقل نویس نے صحیح کرنے کا قصد کیا مگر کم علمی یا کم سمجھ کے سبب خلاف واقع تصحیح کیا ہے اب درحالیکہ اصل نسخہ موجود نہ رہا اور قدیم کتابوں کا شاید ایک بھی اصل نسخہ ابتک باقی رہا ہو پس ان غلطیوں کے تصحیح کرنے کی کوئی اور راہ اور تدبیر نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی سب نقل جو دستیاب

دوسرے جمع کریں اور عالم اور فاضل زبان دان اُن سب کو مقابلہ کرکے اس راہ سے تصحیح
کریں اور جتنے نسخے زیادہ ہوں تصحیح بھی اوتنی ہی آسان تر ہے انتہے لیکن کاتبوں کی غلطی
یعنے ویریوس ریڈنگ کو تحریف کی جگہہ سمجھنا یہ محض تحریف کو چھپانا اور اس کا عیب مٹانا
ہے کیونکہ اناجیل کے اِن سارے الحاقوں اور تحریفوں کے مقابلہ میں ویریوس ریڈنگ
نہایت چھوٹی بات ہے اور کاتبوں کے سہو سے کوئی کتاب محرف نہیں کہلاتی ہے
دیکھو قرآن مجید بھی ہمیشہ ہات سے لکھا جاتا ہے اور اب تک روم و ایران وغیرہ میں اس کا چھاپنا
ممنوع ہے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ کاتبوں کا سہو اس میں نہوتا ہو جو کہ پیچھے صحیح کرلیا جاتا ہے
تو بھی کوئی اُس میں تحریف کا نام تک نہیں لے سکتا لیکن اناجیل میں جو تحریف ہوئی
جیسا کہ پادری فانڈر صاحب وغیرہ کے قولوں سے ثابت ہے یہ جان بوجھہ کر عیسائیوں
نے آپ گھٹایا اور بڑھایا ہے سہو کاتبان اس کو نہیں کہتے ہیں ہارن صاحب لکھتے
ہیں کہ اکثر اصلی یا خالص عبارت کو دروغ آمیز عبارت سے تمیز کرنا مشکل ہوتا ہے
بہرحال مختلف الفاظ یا عبارت میں سے جب ایک کا غلط ہونا علانیہ اور یقینی معلوم
ہوجاے تو اُسکا نام غلط لفظ یا غلط عبارت ہے جس کو انگریزی میں ارراٹا کہتے ہیں اور
جب اُن مختلف لفظوں یا مختلف عبارتوں میں سے کسی پر غلط ہونے کا یقین نہو
بلکہ شبہہ رہے کہ کون اِن میں سے صحیح ہے اور کون غلط تو اُس کو اختلاف عبارت کہتے
ہیں جس کا نام انگریزی میں ویریس ریڈنگ ہے ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲
مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء صفحہ ۳۱۷ پس اُن ڈیڑہ لاکھہ اور دس لاکھہ غلطیوں کو صرف
ویریس ریڈنگ نہ سمجھنا چاہیے اور جب اُن غلطیوں کا پہچاننا مشکل ہے تو
ویریوس ریڈنگ کو بھی ارراٹا خیال کرنا چاہیے پھر پادری فانڈر صاحب کی کتاب
اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۵۵ سے ۵۸ تک چھاپہ سکندرہ اکبرآباد ۱۸۵۵ء میں
تھوڑا سا یوں لکھا ہے **قولہ** ڈاکٹر گوشن کی کتاب کے چوتھے باب کی تیسری فصل
میں لکھا ہے کہ گریسباخ اور شولز نے اپنی سب محنت اور وقت سے انجیل میں
صرف تیرہ یا چودہ ایسی غلطیاں پائیں کہ آیت کے مضمون سے علاقہ رکھتی ہیں اور

اُسے کچھہ اور کر دیتی ہیں اور وے یہ ہیں۔ پہلے اعمال کے ۲۰ باب ۲۸ آیتہ کہ خدا کی مجلس کو جسے اُس نے اپنے ہی لہو سے مول لیا چراؤ گریسباخ کہتا ہے کہ لفظ خدا غلط ہے اُس کی جگہہ لفظ خداوند کہنا چاہیے مگر شولز نے لفظ خدا صحیح ٹہرایا ہے۔ دوسرا پہلا طمطاؤس ۳ باب ۱۶ آیتہ میں لکہا ہے کہ بالاتفاق دینداری کا بڑا بہید ہے خدا جسم میں ظاہر ہوا روح سے راست ٹہرا گریسباخ کہتا ہے کہ صحیح یوں ہے کہ بالاتفاق دینداری کا بڑا بہید ہے وہ کہ جسم میں ظاہر ہوا الخ یعنے لفظ خدا کی جگہہ لفظ وہ کہنا چاہیے مگر شولز لفظ خدا صحیح جانتا ہے۔ تیسرا یہوداہ کا پہلا باب ۴ آیتہ کہ وے خدا کا جو اکیلا مالک ہے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں گریسباخ اور شولز دونوں کہتے ہیں کہ صحیح یوں ہے کہ وے ہمارے اکیلا مالک اور خداوند الخ چوتھی پہلے یوحنا کا ۵ باب[1] ۷ و ۸ آیتہ تین ہیں (جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں اور تین ہیں) جو زمین پر گواہی دیتے ہیں الخ گریسباخ اور شولز اُن باتوں کو جو حلقہ میں ہیں الحاقی جانتے ہیں۔ پانچویں مکاشفات ۸ باب ۱۳ ایک فرشتے کو آسمان کے بیچوں بیچ اوڑتے ہوئے الخ گریسباخ اور شولز دونوں کہتے ہیں کہ فرشتے کی جگہہ لفظ عقاب چاہیے۔ چھٹے یعقوب کے دوسرے باب میں ۱۸ آیتہ تو اپنا ایمان بے عمل کے مجھپر ظاہر کر گریسباخ اور شولز اس کو صحیح جانتے ہیں مگر بہت نسخوں میں ہے کہ تو اپنا ایمان عمل کے ساتھہ مجھپر ظاہر کر۔ ساتویں اعمال کا ۱۶ باب ۷ آیتہ روح نے اُنہیں جانے نہ دیا گریسباخ اور شولز کہتے ہیں کہ صحیح یوں ہے پر روح عیسیٰ نے اُنہیں جانے نہ دیا۔ آٹھویں افسیوں کا ۵ باب ۲۱ آیتہ خدا کے خوف سے ایک دوسرے کی فرمانبرداری کرو گریسباخ اور شولز کہتے ہیں کہ خدا کی جگہہ لفظ مسیح چاہیے نویں مکاشفات کا پہلا باب ۱۱ آیتہ میں الفاظ اور میگا اوّل و آخر ہوں گریسباخ

[1] اِس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جو فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ اُسے کچھہ اور کر دیتی ہیں یہ کچھہ اور کا لفظ کچھہ اور اشارہ کرتا ہے یعنی یہ آیت کے مطلب کو بالکل اولٹ پلٹ کر دیتی ہیں جیسا کہ اوّل یوحنا ۵ باب ۷ و ۸ سے ظاہر ہے [2] جاننا چاہیے کہ یہ یوحنا کے پہلے خط سے مراد ہے اور دوسرا اور تیسرا خط یوحنا کا تو بالکل مشکوک ٹہرایا گیا ہے چونکہ یوحنا کی انجیل کے شروع میں مسیح سے مراد لیکر لفظ کلام کا لکہا ہے پس چالاک لوگوں نے یوحنا کے پہلے خط کے ۵ باب میں جب تثلیث کو الحاق کیا تو سمجھکر یوحنا نے اپنے محاورہ میں مسیح کی جگہہ کلمہ لکہا ہے یہی لفظ اِس مقام میں الحاق لکہا تاکہ دیکھنے والے کو یقین ہو کہ یہ مطلق یوحنا کا کلام ہے لیکن کیا ہی بڑا فریب یہ ظاہر ہو گیا کہ جس سے تثلیث کا مسئلہ صرف بناوٹ ثابت ہوا ۱۲

اور شولز الفاظ اوّل و آخر الحاق بتاتے ہیں۔ دسویں متی ۱۹ باب ۱۷ اُس نے اُسے کہا تو کیوں مجھے اچھا کہتا ہے اچھا تو کوئی نہیں مگر ایک یعنے خدا گریسباخ کہتا ہے کہ یوں چاہیے تو کیوں مجھ سے نیکی کی بابت پوچھتا ہے الخ مگر شولز الفاظ اول صحیح جانتا ہے۔ گیارہویں فلپیونکا ۴ باب ۱۳ آیۃ مسیح سے جو مجھے طاقت بخشتا ہے میں سب کچھ کر سکتا ہوں گریسباخ اور شولز کہتے ہیں کہ لفظ مسیح الحاق کیا گیا ہے۔ بارہویں اعمال کا ۸ باب ۳۷ آیۃ (فلپ نے کہا اگر تو اپنے تمام دل سے ایمان لاتا ہے تو روا ہے اُس نے جواب میں کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے) پھر ۹ باب ۵ و ۶ آیۃ اُس نے پوچھا کہ اے خداوند تو کون ہے خداوند نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے (پینے کی کیل پر لات مارنا تیرے لئے بُرا ہے اُس نے کانپ کر اور حیران ہو کر کہا اے خداوند تو کیا چاہتا ہے کہ میں کروں) خداوند نے اُسے کہا الخ اور ۱۰ باب ۶ آیۃ میں لکھا ہے کہ وہ ایک شمعون دباغ کے یہاں جس کا گھر سمندر کے کنارے ہے مہمان ہے (جو کچھ تجھے کرنا چاہیے وہ تجھکو بتاوے گا) اب وے الفاظ جو آیات کے بیچ حلقہ میں ہیں گریسباخ اور شولز کے قول کے مطابق الحاق ہیں انتہی قول گوشن صاحب۔

پھر فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ اِن الفاظ اور آیات مذکورہ کے سوا بعض اور آیات اور جملے ہیں جو بعض محققین کے قول کے مطابق الحاق ہیں مثلاً یوحنا کا ۸ باب ۱ سے ۱۱ تک پھر یوحنا کا ۵ باب ۴ آیۃ پھر متی کا ۶ باب ۱۳ آیۃ کے اُن الفاظ پر کہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ ہے الحاق کا گمان ہے پھر متی کے ۲۷ باب ۳۵ آیۃ میں یہ الفاظ کہ نبی کی معرفت جو کہا گیا پورا ہووے الیٰ آخر آیت یوحنا کے ۱۹ باب ۲۴ آیۃ سے متی میں داخل ہوئے ہیں اور بعض آیات اور الفاظ مقدم و مؤخر بھی ہوئے ہیں مثلاً رومیوں کے ۸ باب پہلی آیۃ کے یہ الفاظ کہ جسم کے طور پر نہیں بلکہ روح کے طور پر چلتے اسی باب کی چوتھی آیت سے مقدم ہوئے ہیں اور پھر پہلے قرنتیوں کا ۱۰ باب ۲۸ آیۃ میں یہ جملہ کہ

ل طامس اسکاٹ مفسر انگریزی نے بھی ہورنٹ جی عالم عیسائی کے قول سے لکھا ہے کہ یہ فقرہ لوقا کی انجیل میں نہیں ہے اور بہت نسخوں انجیل متی میں ۱۲

زمین اور اُس کی معموری خداوند کی ہے اسی باب کی ۲۶ آیت سے متاخر اور مکرر ہوا ہے اور رومیوں کے ۱۶ باب کی ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ آیتوں کے حق میں گریسباخ کہتا ہے کہ پندرہ باب کے شروع میں تھیں اور متاخر ہوکر سولھویں باب میں داخل ہوئیں مگر شولز کہتا ہے کہ اُن کا اصل موقع وہی ۱۶ باب کے آخر میں ہے۔ اس کے سوا اور بھی الفاظ اور جملے ہیں جنپر تبدیل یا الحاق کا شبہہ آتا ہے تمت کلامہ ان سب باتوں کو میں نے کتاب اختتام دینی مباحثہ مصنفہ پادری فانڈر صاحب چھاپہ سکندرہ اکبرآباد ۱۸۵۵ء سے نقل کیا ہے اور ان دنوں ایک اور کتاب میں بھی یہ بیان دیکھا یعنے پادری عماد الدین عیسائی مذہب نے بھی اِن سب آیات محرفہ مرقومہ بالا کو کتاب اختتام دینی مباحثہ مصنفہ پادری فانڈر صاحب سے نقل کرکے اپنی کتاب تحقیق الایمان چھاپہ مطبع آفتاب پنجاب لاہور ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۴-۱۶ میں لکھا ہے۔ مگر بہت عیب پوشی کے ساتھ چنانچہ اوّل یوحنا ۵ باب ۷ و ۸ کو سب کے نیچے لکھا ہے تاکہ کچھ چھپا رہے اور اسی طرح ہدایت المسلمین مصنفہ پادری عماد الدین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۱-۱۰۳ میں بھی یہ سب آیات محرفہ مرقوم ہیں پھر پادری فانڈر صاحب اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۱۳۰ میں فرماتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ ورلیس ریڈنگ (یعنے غلطی کاتبان) بہت ہیں اور کہ ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون سے ہے انتہیٰ پھر صفحہ ۱۳۱ میں فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ پہلے یوحنا کے ۵ باب کی ۷ و ۸ آیتیں اور یوحنا کے ۸ باب کی پہلی سے ۱۱ آیت تک۔ اکثر مصححین مشتبہ جانتے ہیں۔ اِن کے سوا صرف دو آیات اور ہیں جن کی صحت پر شبہہ ہے یعنے یوحنا کے ۵ باب کی ۴ آیت اور اعمال کے ۸ باب کی ۳۷ آیت اور پھر دو مقام ہیں جن کی بابت نہ صحت کا بلکہ صرف مقدم اور موخر کا شبہہ ہے یعنے رومیوں کے ۸ باب کی پہلی آیت اور ۱۶ باب کی ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ آیتیں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ان چار آیتوں کا غیر صحیح ہونا یقین نہیں صرف شبہہ ہے اس لئے کہ وے آیات سب قدیم نسخوں میں نہیں پائی گئی ہیں اور فرض کریں کہ فی الحقیقت غیر صحیح ہوں تو اُن کے مضمون سے ظاہر ہے کہ اُن کے غیر صحیح ہونے کے سبب سے انجیل کی کوئی تعلیم کوئی حکم وغیرہ کوئی

گذارش بدل گئی ہے انتہےٰ۔ از اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ اور ان کے سوا یوحنا کے باب ۵۳ سے ۸ باب ۱۱ آیت تک الحاق ہیں اور ارازمس اور کاون اور بیضا اور گرڈیس اور لیکلرک اور وٹسٹین اور سمار اور شولز اور ہورس اور ہین لین اور پالس اور شیمز اور اور علماء جن کا ذکر دلفی نس اور کوچر نے کیا ہے سچائی ان آیتوں کی نہیں مانتے تھے اور بہت پرانے ترجموں میں جو مختلف زمانوں کے ہیں یہ آیت نہیں پائی جاتی گریز اسٹم اور تھیوفلکٹ اور نونس نے جو تفسیرین انجیل یوحنا پر لکھی ہیں اُن میں ان آیتوں کی شرح نہیں کی اور نہ جو حوالہ ان آیتوں کا لیا ہے اور ٹرٹیل ین اور سائپرن نے جو رسالے زنا اور عفت کے باب میں لکھے ہیں ان آیتوں سے تمسک کہیں نہیں پکڑا اور یہ آیت اگر اُن کے نسخوں میں ہوتی تو یقیناً اُس کو سند میں ذکر کرتے۔

یوحناہ باب ۔۹ اور ۸ باب ۲ - ۱۲ الحاق ہیں اس کا ذکر اور انجیل نویسوں نے نہیں کیا اور نہ اُس مشہور ترجمے میں جو قدیم سُریانیا نکا پیسکیٹو یعنے صحیح اور بعینہ کہلاتا ہے یہ دونوں مقام انجیل یوحنا میں ہیں فقط اور یوسیبیس اور اور قدیم علماء عیسائی اس مقام میں اور ایسے ہی بعضے مقاموں کی صحت میں شک ظاہر کرتے ہیں از تفسیر انگریزی طامس اسکاٹ آپ دیکھئے کہ الحاق آیہ نامہ اوّل یوحنا باب پنجم سے مسئلہ تثلیث مشکوک ہوگیا یہ سمجھکر کہ اور مقامات جہاں جہاں تثلیث کا ذکر ہے اگر صحیح ہوتے تو اُنہیں کو کافی سمجھ کر اس جعلی بناوٹ کی ضرورت نہوتی اور لادوقیون کے خط میں جو کچھ تعلیمات لکھے تھے وہ سب باقی نہ رہے کیونکہ اگر وہی تعلیمات پلوس کے اور خطوں میں بھی مرقوم ہوتے تو کلسیوں کو ۴ باب ۱۶ تاکید نہوتی کہ لادوقیون کے نام والا خط بھی تم پڑھو اور اسی طرح اُن تعلیموں کے ضایع ہونے کا حال بھی سمجھنا چاہیے جو قرنتیوں کے نام تھا اور اب موجود نہیں ہے دیکھو اوّل قرنتیوں کا ۵ باب ۹ اور یوحنا ۸ باب ۱ - ۱۱ الحاق ہونے سے ایک مسئلہ باطل ہوگیا اور یوحناہ باب ۴ سے ایک خبر غلط ہوگئی اور اعمال ۸ باب ۷ ۳ سے ابنیت اور اوّل طِطاؤس ۳ باب ۱۶ سے الوہیت مشکوک ہوگئی اور علیٰ ہذا القیاس ہر غلطی کے بموجب کسی قدر تبدیل ضرور ہے سینڈر صاحب کے اس قول سے کہ ویریوس ریڈنگ بہت ہیں اور بہر حال تمام

یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے انتہے (اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۱۳۰) خدا جانے کس قدر تعلیمات انجیل سے ضایع ہوئیں اور جو مرقوم ہیں اُن میں کسقدر غلط ہیں پھر یہ کہ کتنی تعلیمات انجیل میں موجود نہیں ہیں مثلاً اصطباغ قایم مقام ختنہ اور عشاء ربانی قایم مقام عید فصح اور اتوار قایم مقام ہفتہ وغیرہ اگر یہ تعلیمات صحیح ہیں تو الہامی ہوں گی مگر اناجیل میں نہیں لکھی ہیں اب اگر ہم اناجیل کو کافی سمجھیں تو یہ سب تعلیمات باطل ہو جائیں گی اور اگر انہیں صحیح جانیں تو اناجیل ناتمام رہجائیں گی ان کے سوا پراٹسٹنٹ بشپ مائسک صاحب جو فرماتے ہیں کہ دین کے معاملہ میں چھ سوامر ہیں جنہیں خدا نے مقرر کیا اور کتاب مقدس میں اُن کا کہیں ذکر نہیں ہے انتہے (مرات الصدق صفحہ ۱۸۱) پس کہہ سکتے ہیں کہ یہی مطالب کتاب سے بدل گئے جبکہ انجیل میں اب وہ لکھے نہیں ہیں اور نہ صرف ایک یا دو بلکہ چھ سو اور اسی طرح پلوس کے وہ سب تعلیمات ضایع ہو گئے جو قرنیتوں کو پہلے خط میں لکھے تھے جس کا ذکر اوّل قرنیتوں کے ۵ باب ۹ میں ہے زونگلیس اور اور پراٹسٹنٹ کہتے ہیں کہ تاموں پلوس میں سب کلام پاک نہیں اور چند چیزوں میں اُس نے غلطی کی ہے۔ انتہے۔

لارڈنر اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۷ء کی چھٹی جلد کے صفحہ ۳۸۳ میں قول ارجن کا یوں نقل کرتا ہے کہ فرقہ ایبونی کے دونوں گروہوں نے پلوس کے نامجات کو رد کیا تھا اور پلوس کو دانا اور نیک آدمی نہیں جانتے تھے اور پھر اُسی صفحہ میں قول یوسی بیوس کا نقل کرتا ہے کہ یہ فرقہ پلوس کے نامجات کو رد کرتا اور اُس کو توریت سے پھرا ہوا کہتا تھا اور جلد ۲ صفحہ ۳۷ میں لکھتا ہے کہ قدمار نے ہمکو اطلاع دی ہے کہ یہ فرقہ پلوس اور نامجات پلوس کو رد کرتا تھا اور موشیم صاحب کی تاریخ جلد ۱ صفحہ ۷۰ سے معلوم ہوا کہ فرقہ ایبونی اوّل صدی عیسوی میں تھا۔

چونکہ اس آخر انیسویں صدی عیسوی میں کتب الہامی سابقہ کی انگلستان میں نظر ثانی ہوئی ہے اس کی کیفیت انڈین اکنمی بس مطبوعہ ماہ جون ۱۸۷۶ء نمبر ۱۴ میں عبارت ذیل مرقوم ہے کہ لندن میں جو علماء نصاریٰ عہد جدید کا ترجمہ کرتے ہیں

اُنہوں نے آخری سات آیتیں مرقس کے اخیر باب کی جعلی سمجھ کر نکال ڈالی ہیں یہ وہ آیتیں ہیں جنپر خاص لوگ اپنے مذہب کی بنیاد سمجھتے تھے اُنہیں علماء نے خطوط میں سے وہ آیت الحاقی نکالی ہے جو کیتھی کرزم میں تثلیث کے ثبوت میں درج ہے انتہے۔

مسٹر فلک پطرس پر الزام غلطی اور جہالت انجیل کا لگاتا تھا برنشس کہ جس کو جویل صاحب نے فاضل اور مرشد سنجیدہ کہا ہے کہتا ہے کہ پطرس سردار حواریوں اور برنباہ نے بھی بعد نزول روح القدس کے سب کلیسیائے یروسلم کے غلطی کہائی۔

جان کالون کہتا ہے کہ پطرس نے کلیسیا میں بدعت بڑہائی اور آزادگی عیسوی کو خوف میں ڈالا اور توفیق عیسوی کو دور پھینکا اور پطرس اور برنباہ اور اوروں کو ملامت کرتا ہے ہیگڈی جنس حواریوں خصوصاً پلوس پر الزام غلطی کا لگاتے ہیں واسے ٹیکر کہ بڑا عالم فرقہ پروٹسٹنٹ کا ہے کہتا ہے کہ بعد عروج مسیح کے آسمان پر اور نزول روح القدس کے سب کلیسیا نے غلطی کی ہے نہ فقط عوام بلکہ خواص نے بھی بلکہ حواریوں نے بھی جو غیر اسرائیلیوں کی دعوت طرف ملت مسیحی کے کی اور پطرس نے اور بھی غلطی رسوم میں کی اور یہ بڑی غلطیاں حواریوں سے بعد نزول روح القدس کے ہوئی ہیں انتہے۔ اور گلیتیوں کے ۲ باب ۱۱-۱۴ میں پلوس رسول فرماتے ہیں جب پطرس انطاکیہ میں آیا تو میں نے روبرو اُس سے مقابلہ کیا اسلئے کہ وہ ملامت کے لائق تھا کیونکہ وہ پیشتر اس سے کہ کئی شخص یعقوب کی طرف سے آئے غیر قوم والوں کے ساتھ کہایا کرتا تھا پر جب وے آئے تو مختونوں سے ڈر کر پیچھے ہٹا اور الگ ہو گیا اور باقی یہودیوں نے بھی اُسی کی طرح دو رنگی کی یہاں تک کہ برنباس بھی سب کراُن کی ریا میں شریک ہوا انتہے اب دیکھئے کہ پطرس اور کلیسیا کے لوگوں اور برنباس تک کی ریاکاری کی پلوس آپ گواہی دیتے ہیں تو بھی پطرس کے دو خط الہامی نوشتوں میں شامل ہیں۔

سکرمنٹ ۵

دیندار عیسائیوں کا بھی عہد نامہ جدید یعنی اناجیل اور ناجات میں تحریف کرنا ثابت ہے

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝	پس کیا طمع رکھتے ہو تم کہ ایمان لاویں واسطے تمہارے اور تحقیق تھا ایک فرقہ ان میں سے سنتا کلام اللہ کا اور پھر اسکو بدل ڈالتے ہیں بوجھ کر جو اُن کو معلوم ہے۔

سورہ بقرہ رکوع ۹ تفسیر جلالین میں ہے

ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ يُغَيِّرُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ فَهِمُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ أَنَّهُمْ مُفْتَرُونَ یعنے اُن کو معلوم تھا کہ ہم جھوٹی عبارت ملاتے ہیں از ہدایت المسلمین صفحہ ۳۸ اختلاف عبارتوں کے سببوں میں سے بموجب قول مکیلس صاحب کے بہت بڑا سبب جس سے عہد جدید میں دروغ آمیز مقامات نہایت کثرت سے پیدا ہوئے ہیں یہ ہے کہ یکساں مقامات کو اس طرح تبدیل کیا گیا ہے جس سے اُن میں ایک دوسرے سے زیادہ کامل مطابقت کی جائے اور خاصکر انجیلوں کو اس طریقے سے نقصان پہونچا اور سنٹ پال (یعنے پلوس) کے ناموں کو اکثر مقامات میں سے اس لئے الٹ پلٹ کیا گیا ہے کہ اُس کے عہد جدید کے حوالوں کو اُن مقامات میں جہاں وہ سپٹواجنٹ ترجمہ کی بعینہٖ الفاظ سے تفاوت رکھتے ہیں سپٹواجنٹ ترجمہ سے مطابق کریں بعض نکتہ چینوں نے عہد جدید کے نسخوں میں اس طرح اختلاف عبارت ڈالدیئے کہ اُن کو ترجمہ ولگٹ کے مطابق تبدیل کر دیا بعض نکتہ چین ناقلوں نے نادرست کلاموں کو صرف صحیح ہی نہیں کیا بلکہ عمدہ طرز کلاموں کو بجائے غیر عمدہ طرز کلاموں کے بدلدیا اور اسی طرح اُنہوں نے اُن الفاظ کو جو اُن کو فضول معلوم ہوئے یا جن کے فرق کو وہ نہ سمجھے لکھنے سے چھوڑ دیا خصوصاً عبری نسخوں میں اختلاف عبارت کا بڑا سبب یہ ہے کہ سطروں کا اندازہ برابر رکھنے کے لئے سطروں کے اخیر میں زیادہ لفظ بڑھا دیئے جاتے تھے پھر ایک سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیاں یا تبدیلیاں ہیں جو کسی فرق کے مطلب برائی کے لئے دانستہ کی گئیں خواہ وہ فرق درست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی ہو یہ بات تحقیق ہے کہ اُن لوگوں نے جو دیندار کہلاتے ہیں قصداً بعض خرابیاں کیں جو خرابیاں یا تبدیلیاں اس دور

اندیشی سے کی گئی تھیں کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اس کو تقویت ہو یا جو اعتراض اس مسئلہ پر ہوتا ہو وہ نہو سکے انتہے۔ بعینہ نقل قول ہارن صاحب جلد دویم صفحہ ۳۳۱ وغیرہ مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء اور جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ ۱۸۲۵ء پھر ہارن صاحب اسی صفحہ میں عہد جدید کے الحاقات کا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ایسے ہی بہت سے الحاق حواریوں کے اعمال میں ہوئے جو تصحیح کرنے کے خیال سے وقوع میں آئے انتہے۔

ہارن صاحب کے انٹروڈکشن اور پر علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۲ صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے مرقس ۱۳ باب ۳۲ میں سے بعض الفاظ نکال ڈالے ہیں کیونکہ وہ ایرین کے مذہب کی تائید کرتے تھے لوقا ۱ باب ۳۵ میں کچھ لفظ بڑھائے گئے ہیں واسطے رد کرنے مذہب یونی شین کے لوقا ۲۲ باب ۴۳ بعض نسخوں میں سے نکال ڈالا ہے تاکہ مسیح کی الوہیت میں شبہہ نرہے متی ۱ باب ۱۸ میں سے لفظ ہم بستر ہوں اور ۲۵ میں سے اس کا پہلوٹھا نکال ڈالا ہے تاکہ حضرت مریمؑ کے کنواری رہنے پر شبہہ نرہے۔

گاڈفری ہگنیس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۱۹۴ میں فرماتے ہیں کہ اول یوحنا ۵ باب میں روم گرجے والوں کے پادریوں نے غالباً یہ دغا گستاخانہ کی تھی تو تھرتے اپنی مشتہر کی ہوئی انجیل میں اس کو چھوڑ دیا اور کہتے ہیں کہ بوقت نزع اُس نے اپنے پیروں سے بہ نہایت التجا درخواست کی کہ میرے نام سے اس کو مندرج نکریں مگر اس پر التفات نکیا گیا یہ منجملہ تیس ہزار اختلاف قرأت کے صرف ایک ہے جس کو پادری تسلیم کرتے ہیں کہ صحیفوں اور انجیلوں میں موجود ہیں کتاب کوڈکس مانٹ فورٹی انیس میں جواب ڈبلن کے عام کتب خانہ میں موجود ہے عمداً متن کتاب کی تائید کے لئے جعل کیا گیا تھا مارش کا رسالہ دیکھو حمایۃ الاسلام صفحہ ۹۸ دفعہ ۱۹۴ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہگنیس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء۔ ہارن صاحب کی چوتھی جلد مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۷۰۴ میں لکھا ہے ایک پورا جملہ مابین انجیل لوقا ۲۱ باب ۳۳ و ۳۴ آیت میں گرگیا ہے اس کو متی ۲۴ باب ۳۶ یا مرقس ۱۳ باب ۳۲ آیت سے بڑھانا چاہیے تاکہ لوقا اور انجیل نویسوں کے موافق ہو جائے پھر حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس بڑے نقصان میں لوقا سے تمام محققوں

اور مفسروں نے چشم پوشی کی تھی یہانتک کہ ڈاکٹر سیلر نے اُس پر توجہ کی استھے۔
گریسباخ نے متی ۲۷ باب ۳۵ میں سے اس عبارت کو تاکہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہوئے کہ اُنھوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹے اور میرے لباس پر قرعہ ڈالا الحاقی مانا ہے ہارن صاحب دوسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱ میں لکھتے ہیں کہ یہ عبارت ۱۶۱ یونانی نسخوں میں اور ترجمہ سریانی اور کاپٹک اور سہی ڈک اور اتھیوپک اور روسی کے تمام خطی نسخوں میں نہیں پائی جاتی اور بعض نسخوں مطبوعہ میں اور ترجمہ عربیہ کے سب نسخوں خطی اور اُس نسخہ مطبوعہ میں جو بشپ والٹن کی پالی گلاٹ میں چھپا ہے اور ترجمہ فارسی پالی گلاٹ میں متروک ہے اور گریسا سٹم اور تیتیوس بسٹرا اور یوتیہمس اور تھیو فلکٹ اور اوریجن اور ارنیوس کے پرانے مترجم اور اگستاین اور جوبن کوس کے حوالوں میں بھی یہ عبارت نہیں ہے گریسباخ نے جو اُس کو بلا شبہہ ساختہ (یعنے جھوٹا) سمجھ کر چھوڑا خوب کیا اور اول قرنیتیوں کے ۱۰ باب ۲۸ میں یہ عبارت کہ زمین اور جو کچھ اُسمیں ہے خداوند کی ہے الحاقی قرار دیکر خارج سمجھی ہے چنانچہ ان دونوں الحاقوں کا حال ہارن صاحب نے اپنی دوسری جلد کے صفحہ ۳۲۷ اور صفحہ ۳۳۱ میں لکھا ہے لوقا کا ۲۳ باب ۱۷ کوڈکس الکسندریانوس اور کریوس اور اسٹیفنے اور ترجمہ کاپٹک اور سہی ڈک اور پُرانے ایٹالک کے نسخہ ارسلنیسیس میں نہیں ہے اور مرقس ۹ باب ۴۶ کا کوڈکس واطیکانوس نمبر ۱۲۰۹ اور کوڈکس اسٹیفنی اور واٹیکانوس نمبر ۳۵۴ میں اور سات اور نسخوں میں اور ترجمہ کاپٹک اور ایک نسخہ ایٹالک میں نہیں ہے اور اُسے تھیو فلکٹ نے چھوڑ دیا ہے اور متی ۵ باب ۳۰ کوڈکس بیزی میں نہیں ہے اور بعض نسخوں میں اور کلیمنس اسکندریانوس اور اوریجن اور یوسی بیس کے حوالوں میں متی ۶ باب ۳۳ کے بعد یہ عبارت زاید ہے بڑی چیزیں ڈھونڈو اور چھوٹی چیزیں بھی تمہیں دیجائینگی آسمانی چیزیں ڈھونڈو اور زمینی چیزیں بھی تم کو عطا ہوں گی چنانچہ ہارن صاحب نے اپنی دوسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۳۲۷ اور ۳۲۸ اور ۳۳۲ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

یوحنا۔ باب ۹ ۵ میں یہ عبارت کہ اُن کے بیچ ہو کر اور یوں چلا گیا الحاقی مانی گئی ہے (اغلاط نامہ۔ وارڈ صاحب صفحہ ۱۸) اور بیضا نے لکھا ہے کہ یہ لفظ بہت پرانے نسخوں میں پائے جاتے ہیں مگر میں موافق رائے اراز مس کے جانتا ہوں کہ یہ الفاظ اُن کے بیچ میں ہو کے لوقا ۴ باب ۳۰ سے لئے گئے ہیں اور کاتب نے حاشیہ پر لکھے ہوئے دیکھ کر اُن کو غلطی سے متن میں داخل کر دیا ہے اور یہ الفاظ اور یوں چلا گیا کسی نے واسطے ربط دینے اس باب کے باب دوسرے سے ملا دئے ہیں اور میں اس خیال میں فقط اس جہت سے نہیں پڑا کہ کریزاسٹم اور اگستاین نے اس جملہ کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس واسطے بھی کہ وہ غالباً بے ربط ہے کیونکہ جب وہ پوشیدہ ہو گیا تھا تو پھر اُن کے بیچ میں سے ہو کے کیسا نکل گیا اس طرح بیضا جھگڑا کرتا ہے اور اُس کے معتقدین نے جو ۱۵۶۲ء اور ۱۵۶۵ء اور ۱۵۶۷ء اور ۱۵۶۹ء میں ترجمہ انگریزی چھاپا موافق اُس کے قول کے اِن لفظوں کو گرا دیا تھا مگر بعد اُس کے ۱۵۸۰ء اور ۱۵۸۳ء میں پھر اِن لفظوں کو داخل کر لیا انتہے۔

غرضکہ الہامی کتابوں میں انسانوں کی طرف سے جان بوجھ کر ایسا گھٹانا یا بڑھانا شاید تعجب کا مقام ہو گا چنانچہ اول طمطاؤس ۵ باب ۲۳ میں ہے اور اب سے تو صرف پانی نہ پیا کر بلکہ اپنے معدے اور کمزوری کے سبب تھوڑی شراب پی انتہے یہ عجیب الہام ہے کہ شراب پینے کی اجازت دیتا ہے اگر معدے کی کمزوری کے سبب شراب پینا ضرور ہوا تو کیا مٹی کا چورن سونٹھ کا پانی بازار سے نہیں لے سکتے تھے اور ۲ طمطاؤس ۴ باب ۱۳ میں ہے وہ لبادہ جسے میں نے ترواس میں قرپوس کے یہاں چھوڑا اور کتابیں خاصکر چمڑے کے ورق لیتے آئیو انتہے۔ اور ۲ طمطاؤس ۴ باب ۲۰ میں ہے اراسٹس قرنتس میں رہا ترفیمس کو میں نے ملیتس میں بیمار چھوڑا انتہے۔ اور ۲ قرنتیون کا ۸ باب ۸ میں ہے میں کچھ حکم کے طور پر نہیں بلکہ اوروں کی سرگرمی کے سبب اور تمہاری محبت کی حقیقت آزمانے کے لئے یہ کہتا ہوں انتہے۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ شاید الہام نہیں امتحان ہے کیونکہ الہام

میں اس کی گنجایش کہاں کہ حکم کے طور پر نہیں الخ اور اول قرنیتوں کا ۷ باب ۱۲ میں ہے پر باقیوں کو خداوند نہیں میں کہتا ہوں الخ یہ بھی صرف پلوس کی طرف سے ہے اگر الہام ہوتا تو خداوند کی طرف سے ہوتا فقط اور مثل اس کی اول قرنتیوں کے ۷ باب ۲ میں بھی ہے وغیرہ۔

یعقوب ۵ باب ۱۴ میں ہے اگر کوئی تم میں بیمار پڑے تو کلیسیا کے قسیسوں کو بلائے اور وے اس پر خداوند کے نام سے تیل ڈالکر اس کے لئے دعا مانگیں انتہے اس حکم کے حق میں جناب مارٹین لوتہر اپنی کتاب کی جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ گو یہ نامہ یعقوب کا ہو مگر میں جواب دیتا ہوں کہ حواری کو نہیں پہونچتا کہ اپنی طرف سے سکرمنٹ (یعنے حکم شرعی) بناوے یہ منصب صرف حضرت عیسے کا تھا فقط دیکھئے اگر یعقوب حواری کا کلام موافق الہام اور وحی کے ہوتا تو ہرگز پیشوائے فرقہ پراٹسٹنٹ یعنے مارٹین لوتہر صاحب اس سے ایسا انکار نکرتے اور جبکہ یعقوب کا یہ حال ہے تو وائے برحال مرقس و لوقا کے جو کہ حواری بھی نتھے اور یہی حال پلوس مقدس کا بھی ہے کہ جنہیں...... یعقوب نے خادم دین بنایا تھا کیونکہ شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں نہ نوکر اپنے خاوند سے متی ۱۰ باب ۲۴ (اول قرنیتوں کا ۱۵ باب ۹ اول طمطاؤس ۱ باب ۱۳) پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ پلوس ان بارہ تخت نشینوں میں بھی نہیں ہیں جن کے لئے مسیح نے متی ۱۹ باب ۲۸ میں وعدہ کیا تھا بلکہ یہوداہ اسکریوطی ان بارہوں میں شامل تھا جن کی طرف مسیح نے مخاطب ہوکر کہا کہ تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھوگے الخ

جناب مارٹین لوتہر پیشوائے فرقہ پراٹسٹنٹ کے نامہ یعقوب کو کہتے تھے کہ یہ تو گھاس پہونس ہے (یعنے بہت ہی بے اعتبار اور بے قدر ہے) اور سلف سے بہت عالم عیسائی نامہ یہوداہ کے منکر تھے اور تاریخ بیبل مطبوعہ ۱۸۵۰ء میں ہے کہ گروٹیس کہتے ہیں کہ یہ نامہ یہوداہ کا ہے جو پندرہواں اسقف یروسلم کا سلطنت آدرین میں تھا وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاطنامہ کے صفحہ ۳۷ میں لکھتا ہے کہ رومن شاگرد رشید ...

اور علماء کبار فرقہ پراٹسٹنٹ سے ہے لکھتا ہے کہ یعقوب اپنے نامہ کو واہیات میں تمام کرتا ہے
اور حوالہ کتابوں کا ایسا مختلف دیتا ہے کہ جس میں روح القدس نہیں رہ سکتا اس لیئے
وہ نامہ الہامی کتابوں میں نہ گنا جاوے اور ویٹس تھیوڈورس پراٹسٹنٹ واعظ نرمبرگ کا
لکھتا ہے کہ مشاہدات یوحنا اور نامہ یعقوب کو ہم نے قصداً چھوڑ دیا ہے اور نامہ یعقوب فقط
بعض ہی جا میں جہاں اُس نے کاموں کو ایمان پر بڑھایا ہے قابل ملامت کے نہیں بلکہ
اُن میں مسئلے اور مطالب ایک دوسرے کے نہ پائے جاتے ہیں انتہیٰ چوتھی صدی
میں کونسل لوڈیسیا نے جو ۳۶۴ء میں جمع تھی کتاب مشاہدات کو معتبر نہیں مانا اور یوسی بیس
اور سرل اور تمام کلیسیاء یروسلم کی سرل کے وقت میں اور اُن کے سوا اوروں نے اس کتاب
کو رد کیا اور جیروم کے عہد میں بھی بعض کلیسیاؤں نے مطلق نہیں مانا اور اسی طرح ڈیونیشس
کہتا ہے کہ بعض نے ہم سے پہلے تمام کتاب مشاہدات کو علیحدہ کر دیا اور اُس کے رد میں
کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ یہ سب بے معنے اور بڑا بھاری حجاب جہالت کا ہے اور
نسبت اس کی طرف یوحنا حواری کی جھوٹ ہے اور مصنف اُس کا نہ کوئی حواری نہ کوئی پاک
آدمی نہ کوئی شخص مسیحی بلکہ سرن تھس ملحد نے نام یوحنا کا لگا دیا ہے (تاریخ یوسی بیوس کتاب
۷ باب ۲۵) لارڈنر اپنی کتاب کی جلد ۴ صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ لندن ۱۸۲۷ء میں لکھتا ہے کہ
مشاہدات یوحنا پرانے سریانی ترجمہ میں نہیں ہے اور نہ بار بی بریوس اور یعقوب نے اس
پر شرح لکھی ہے اور ایبدجسو نے بھی اپنی فہرست میں نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم و سوم
یوحنا اور نامہ یہوداہ اور مکاشفات یوحنا کو چھوڑ دیا ہے اور یہی رائے اور سریانیوں کی ہے اور
ڈاکٹر بسن کہتا ہے کہ سریا کی کلیسیا نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم و سوم یوحنا اور نامہ یہوداہ اور
مکاشفات یوحنا کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور عرب کے کلیسیاؤں کا بھی یہی حال تھا اور
پروفیسر ایوالڈ نے بڑی تحقیق سے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ ہرگز تصنیف اپاکریفل یا
اپاکریفا یوحنا حواری کی نہیں لیکن ۳۹۷ء میں کونسل کارتھج نے اسے اور کتاب وزڈم اور
کتاب ٹوبیاس اور کتاب باروق اور کتاب ایکلیزیاسٹیکس اور دونوں کتابوں مقابیس
کو واجب التسلیم مان لیا تھا حالانکہ فرقہ پروٹسٹنٹ سوائے مکاشفات کے ان سب

کو نہیں مانتے دین حق کی بڑی باتوں کا مجموعہ مصنفہ پادری ڈاکٹر میتھیو پادری ڈبلیو گلین مطبوعہ
مشن پریس مرزاپور ۱۸۶۹ء صفحہ ۲۰ سوال ۲ کے سوال و جواب ۵۱ میں لکھا ہے کہ روم کی کلیسیا
میں کئی ایک تصنیفات جنہیں اپاکریفا کہتے ہیں پاک کتابوں کے ساتھ جلد میں باندھی جاتی ہیں
کیا اُن کو خدا کا کلام ماننا چاہیے۔

جواب نہیں کیونکہ اُن کی کوئی عبرانی اصل تو ہے نہیں یہودی لوگ اُن کتابوں کو نہیں مانتے
اور وے خدا کے کلام کے امانت دار تھے پھر وہ الٰہی مہر جو الکتاب میں ہے اُن میں نہیں ہے
سوا اس کے یہ تصنیفات ملاکی نبی کے زمانہ کے بعد ظہور میں آئیں اگرچہ نبی موصوف یہودیوں کی
سمجھ میں آخری تھا اور اُس کی کتاب ختم النبوت ہوئی اور پھر ان تصنیفات میں کوئی بہوٹی
خلاف و ناپاک باتیں جو الکتاب کی باتوں سے صاف مخالف ہیں لکھی گئیں انتہٰی۔

اور لارڈنر جلد ۴ صفحہ ۵۴۲ میں لکھتا ہے کہ نامہ فلیمان کو بعض اشخاص واجب التسلیم نہیں سمجھتے
تھے انتہٰی اور عجیب یہ ہے کہ یہ کتابیں عہد جدید کے عہد تصنیف سے ایک زمانہ دراز تک
مجلد اور مجتمع نہیں ہوئیں اور بعد گذرنے اس قدر مدت دراز یعنے صد ہا سال کے جو کہ زیادہ
تر نامعتبری کتاب مشکوکہ کا سبب ہوتا ہے کونسا ثبوت کامل صحت کتب کا ہات آیا جبکہ
مجلد اور مجتمع کر لی گئیں کیونکہ جو زمانہ اُن کے ثبوت اعتبار کا تھا تب تک نامعتبر رہیں اور
جب اُن کی تحقیقات صحت کا وقت گذر گیا تب معتبر ٹھہرائی گئیں پادری صاحبوں کے
اخبار نور افشان مطبوعہ لدھیانہ ۲ مارچ ۱۸۷۶ء مطبع امریکن مشن صفحہ ۷۰ کالم ۲ میں پادری
ویری صاحب لکھتے ہیں کہ فرض کرو کہ اگر کوئی شخص ثابت کرے کہ انجیل بالکل بدل گئی
یا وہ کتاب الہام سے نہیں لکھی گئی اور بالکل ماننے کے لایق نہیں ہے تو بھی عیسائی
مذہب قایم رہے گا اس بات سے تعجب نکرو کیونکہ عیسائی دین کا قیام صرف انجیل پر
موقوف نہیں ہے جب ایک چیز ایک چیز سے پیشتر ہے تو پہلی چیز پچھلی چیز کی محتاج
نہیں اسی طرح عیسائی دین انجیل سے پیشتر ہے وہ بھی اُس کا محتاج نہیں۔ دین عیسوی
انجیل کے لکھے جانے کے پیشتر تھا اور اُس پر موقوف نہیں اور اگر ہمارے پاس یہ کتاب
بھی نہ ہو تو بھی ہمارا دین سچا ہے انتہٰی (نقل بعینہٖ قول پادری ویری صاحب)

چونکہ پیشتر اس کتاب میں ایک فہرست ۱۳۲ کتب جعلی عہد جدید درج ہو چکی ہے (دیکھو کلیسیاء سکرمنٹ ۱) علاوہ اس کے مشنری اخبار نور افشان لدھیانہ مطبوعہ ۲۷ جولائی ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۳۶ میں پادری ویری صاحب نے لکھا ہے کہ جعلی تصانیف مذکورہ کے سوا واضح ہو کہ تیسری اور چوتھی اور پانچویں وغیرہ صدیوں میں چند اور اسی قسم کی کتابیں بھی تھیں پر چونکہ وہ سب پیچھے انجیل مروجہ کے شائع ہوئیں ان کا بیان اس مقدمہ میں کرنا فضول ہے چنانچہ یہاں صرف چند نام قلم بند کئے جاتے ہیں۔ تواریخ یوسف نجار۔ خط پائلطوس پلاطس۔ گرفتگی پلاطس۔ وفات پلاطس۔ قصہ یوسف انتقام نجات دہندہ۔ اعمال برنباس۔ اعمال فلپ یونان میں۔ اعمال اندریاس و متی۔ اعمال متی۔ انجام تھوما۔ اعمال تھدی۔ مکاشفات موسے۔ مکاشفات اسدارس۔ مکاشفات برطلمی۔ مکاشفات مریم۔ مکاشفات سوانیل۔ گریز مریم۔ انجیل باسلدہ۔ انجیل لوکیاس۔ انجیل ہیسیخیوس۔ قرعہ رسولان۔ قانون رسولان۔ چند ایک ان میں سے جاری ہیں اور بعضے گم ہیں اور جس کو شوق دیکھنے کا ہو پادری صاحبان لاہور سے درخواست کرے اور وے البتہ خوشی سے دکھلاویں گے انتہے اس کے سوا ہارن صاحب نامہ دوم و سویم برنباس کا ذکر کرکے لکھتے ہیں کہ یہ نامے بھی اب تک موجود ہیں پس ۱۳۲ میں یہ ۲۳ کتابیں اور دو نامے برنباس بھی شامل کریں تو سب جعلی کتابیں عہد جدید کی ۱۵۷ ہوئیں۔

سکرمنٹ ۶

اختلاف آیات اناجیل

متی ۴ باب ۱۸ و ۱۹ میں ہے کہ مسیح نے دریا پر سے جال ڈالے ہوئے پطرس اور اندریاس کو دیکھکر بلایا۔ اور یوحنا ۱ باب ۳۵-۴۲ میں ہے کہ اندریاس تو یوحنا بپتسمہ دینے والے کا شاگرد تھا اور وہی اپنے بھائی پطرس کو مسیح کے پاس لایا۔ متی ۸ باب ۵ میں ہے ایک صوبہ دار اپنے چھوکرہ کو چنگا ہونے کے لئے بذات خود مسیح کے پاس کہنے آیا اور لوقا ۷ باب ۱-۱۰ میں ہے کہ صوبہ دار نے پیشتر چند یہودیوں اور بعد اس کے اپنے دوستوں کو مسیح کے

پاس بھیجا اور خود نہیں آیا۔ متی ۱۱ باب ۱۴ میں ہے کہ حضرت یحیٰی نے کہا کہ میں الیاس نہیں ہوں اور یوحنا ا باب ۲۱ میں ہے کہ الیاس جو آنیوالا تھا یہی ہے یعنے حضرت یحیٰی اور تعجب یہ ہے کہ اگر حضرت یحیٰی الیاس تھے تو پہاڑ پر جو الیاس اور موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو نظر آئے یہ دوسرے الیاس کون تھے مرقس ۹ باب ۴ لوقا ۹ باب ۳۰ متی ۲۱ باب ۱۶ میں ہے کہ بچے اور شیر خواروں کے منہ سے تو نے تعریف کروائی اور لوقا ۱۹ باب ۴۰ میں ہے کہ پتھر چلائیں گے یعنے شیر خواروں کے بدلے میں پتھر لکھا ہے۔ متی ۲۶ باب ۴۴ میں ہے کہ دونوں چور جو مصلوب ہوئے مسیح کو بُرا کہتے تھے اور مرقس ۱۵ باب ۲۷ میں بھی یہی ہے مگر لوقا ۲۳ باب ۳۹-۴۳ میں ہے کہ ایک چور نے بُرا کہا اور دوسرے نے اچھا تب مسیح نے اُس سے کہا کہ آج تو میری ساتھ بہشت میں ہوگا انتہے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کیونکہ یوحنا ۲۰ باب ۱۷ میں ہے کہ مصلوب ہوکر تین دن قبر میں رہکر جب مسیح پھر جی اُٹھے تو مریم سے کہا کہ میں ہنوز اوپر اپنے باپ کے پاس نہیں گیا ہوں انتہے پس یہ کہاں سچ ہوا کہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں آج تو میری ساتھ بہشت میں ہوگا لوقا ۲۳ باب ۴۳ جبکہ مسیح مصلوب ہونے کے بعد تین دن زمین کے تلے رہے اول پطرس ۳ باب ۱۹ و ۲۰ اور ۴ باب ۶ فلپیون کا ۲ باب ۱ پس وہ چور اسفل السافلین میں گیا تھا یا بہشت میں کیونکہ مسیح مصلوبی کے بعد ۴۳ دن تک بہشت میں نہیں گئے تھے اور بہشت کا اوپر یعنے آسمان پر ہونے کی ۲ قرنیتوں کا ۱۲ باب ۲-۴ دلیل ہے اور منکرین قصہ معراج رسول اللہ صلعم کے لئے بھی یہی آیت جواب ہے رومیوں کے ۱۴ باب ۵ و ۶ میں پلوس رسول نے دنوں کا ماننا جائز فرمایا اور گلتیوں کے ۴ باب ۱۰ میں دنوں کے ماننے کو منع کیا یہ کیسا الہام ہے کہ کبھی یوں اور کبھی ووں خدا تو انسان نہیں ہے جو جھوٹ بولے گنتی ۲۳ باب ۱۹ کبھی تو پلوس فرماتے ہیں کہ میں اپنے تئیں سب سے بڑے رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا ہوں انتہے۔ ۲ قرنیتوں کا ۱۱ باب ۵ اور کبھی فرماتے ہیں کہ میں رسولوں میں سب سے چھوٹا ہوں اور اس لایق نہیں کہ رسول کہلاؤں اول قرنیتوں کا ۱۵ باب ۹ پلوس مقدس نے آپ ہی فرمایا کہ ناپاک کو مت چھوو ۲ قرنیتوں کا ۶ باب ۱۷ اور پھر آپ ہی فرماتے ہیں کہ پاک آدمی

کے لیئے سب کچھ پاک ہے الخ طیطس ۱ باب ۱۵ اسی طرح ۲ قرنیتوں کے ۱۰ باب ۱۵ کو گلتیوں کے ۴ باب ۹ سے اور گلتیوں کے ۳ باب ۱۰ کو اعمال ۲ باب ۲۶ سے اور گلتیوں کے ۵ باب ۳ کو اعمال ۱۰ باب ۱-۳-۱۰ لوقا ۱ باب ۴ کو لوقا ۲ باب ۳۵-۳۹ سے اور یوحنا ۵ باب ۳۱ کو یوحنا ۸ باب ۱۴ سے ملانا چاہیئے اور یوحنا ۷ باب ۳۴ میں مسیح نے فرمایا کہ تم مجھے ڈھونڈوگے اور نہ پاؤ گے اور جہاں میں ہوں تم نہ آسکو گے انتہے۔ اور مکاشفات ۳ باب ۲۰ میں ہے دیکھہ میں دروازے پر کھڑا کھٹکھٹاتا ہوں اگر کوئی میری آواز سنے اور دروازہ کہولے میں اُس پاس اندر آؤنگا اور اس کے ساتھ کہاؤں گا اور وہ میرے ساتھ کہاوے گا انتہے۔ اب دونوں آیتوں کو متی ۲۸ باب ۲۰ اور متی ۲۶ باب ۲۹ میں مقابلہ کرنا چاہیے اور گلتیوں کے ۳ باب ۱۳ میں ہے کہ مسیح ہمارے بدلے میں لعنت ہوا انتہے اور یہی پلوس مقدس اول قرنیتوں کے ۱۲ باب ۳ میں فرماتے ہیں کہ کوئی نہیں جو خدا کی روح سے بولتا یسوع کو ملعون کہتا ہو انتہے۔ اس سے ثابت ہے کہ نامہ موسومہ گلیتان پلوس نے روح القدس کی ہدایت سے نہیں لکھا ہے اور یوحنا ۴ باب ۲۴ میں ہے کہ خدا روح ہے اور لوقا ۲۴ باب ۳۹ میں حضرت عیسے نے فرمایا کہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں جیسا کہ مجھہ میں دیکھتے ہو انتہے یہاں سے حضرت عیسے کی خدائی ثابت نہیں ہوتی اور مرقس ۱۳ باب ۳۲ میں جو حضرت عیسے نے فرمایا کہ اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا ہے انتہے۔ چونکہ علم صفت روح کی ہے نہ جسم کی پس باعتبار روح کے بھی اس لاعلمی کے اقرار سے خدائی کا دعوے غلط ہوتا ہے اور اسی طرح متی ۲۶ باب ۷-۱۳ میں شمعون کوڑہی کے گھر میں مسیح کے پاس ایک عورت سنگ مرمر کے عطردان میں عطر لائی اور لوقا ۷ باب ۳۶ و ۳۷ میں ہے کہ فریسی کے گھر میں لائی تھی مرقس ۴ باب ۱۱ و ۱۲ میں ہے اُس نے (یعنے مسیح نے) اُنھیں (یعنے حواریوں کو) کہا کہ خدا کی بادشاہت کے بھید کو جاننا تمہیں دیا گیا ہے پر اُن کے لیئے جو باہر ہیں سب باتیں تمثیلوں میں ہوتی ہیں تا کہ وے دیکھتے میں دیکھیں پر انھیں نہیں اور کان سے سُنیں پر سمجھیں نہیں نہووے کہ وے کبھی پھریں اور اُن کے

گناہ بخشے جائیں اور متی ۱۸ باب ۱۱ میں لکھا ہے کہ ابن آدم (یعنے مسیح) آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھ کے بچاوے اور اسی طرح لوقا ۹ باب ۵۶ میں بھی ہے۔ متی ۱۰ باب ۵ و ۶ میں ہے کہ مسیح نے جب شاگردوں یعنے حواریوں کو منادی کرنے کے لئے بھیجا تو ان سے فرمایا کہ سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہونا۔ انتھے۔ اور یوحنا ۴ باب ۳۹ ۴۲ میں ہے کہ مسیح آپ ہی سامریوں کے شہر میں گئے اور دو روز وہاں رہے۔ متی ۹ باب ۱۸ میں لکھا ہے ایک حاکم نے مسیح سے آکر کہا کہ میری بیٹی ابھی مرگئی تو آکر اپنا ہات اُس پر رکھ کہ وہ جی اُٹھیگی انتھے۔ اور مرقس ۵ باب ۲۲-۲۴ اور لوقا ۸ باب ۴۱-۵۱ میں لکھا ہے کہ مری نہیں بلکہ مرنے پر تھی اور مرقس ۵ باب میں صاف لکھا ہے کہ اُس کے باپ نے مسیح سے یہی کہا کہ میری بیٹی مرنے پر ہے اور لوقا ۸ باب ۴۹ میں ہے کہ جب مسیح اُس کے ساتھ ہوئے راہ میں کسی نے خبر دی کہ تیری بیٹی مرگئی استاد کو تکلیف ندے انتھے اور متاخرین محققین نے اختلاف کو ان تحریروں کے مان لیا ہے پھر بعضے اُن سے تحریر مرقس کو اور بعضے تحریر متی کو ترجیح دیتے ہیں اور بعضے اس تحریر سے دلیل پکڑتے ہیں کہ پہلی انجیل کا لکھنے والا متی حواری نہیں ورنہ ایسا غلط نہ لکھتا اور پالس اور شلی میچر اور اولشاسن کہتے ہیں کہ وہ لڑکی مری نہیں تھی بلکہ اُس کو نیند کیسی غشی تھی اور دلیل اُن کی مسیح کا یہ قول ہے کہ وہ مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔ (مرقس ۵ باب ۳۹) پس اِن شخصوں کے قول کے بموجب یہاں مسیح نے مُردہ نہیں جلایا اور نیند مُراد اس لڑکی کی موت کا یقیناً اعتقاد نہیں رکھتا بلکہ گمان غالب اُس کا یہ ہے کہ صرف دیکھنے میں وہ مُردہ تھی اور اسی طرح متی ۱۰ باب ۹ و ۱۰ کے ساتھ لوقا ۲۲ باب ۳۵-۳۸ کو اور متی ۱۱ باب ۱۱ کے ساتھ لوقا ۱۸ باب ۸ کو دیکھنا چاہیے وغیرہ اب اس کے ساتھ شمہ بے ترتیبی کتاب کا حال بھی بطور مشتے نمونہ از خروارے معلوم کرنا چاہیے۔ لوقا ۶ باب میں مسیح کا پہاڑی وعظ لکھا ہے اُس میں کی یہ پینتالیسویں آیت کہ اچھا آدمی اپنے دل کے اچھے خزانے سے الخ متی ۵-۶-۷ باب میں جو پہاڑی وعظ لکھا اُس میں

سلہ از انجیل اردو چھاپہ بپٹسٹ مشن کلکتہ ۱۸۳۱ء جو مع مرقس چھاپی گئی۔ ۱۲

نہیں ہے بلکہ متی ۱۲ باب ۳۵ میں ہے اور اسی طرح لوقا ۶ باب ۲۴-۲۶ بھی متی کے پہاڑی وعظ میں نہیں ہے اور متی ۵ باب سے لیکرے باب تک بیسیوں آیتیں لوقا ۶ باب کے پہاڑی وعظ میں نہیں ہیں جو چاہے دیکھ لے پس ایک ہی بات کا دو کو الہام ہوا مگر ایک کو کچھ اور دوسرے کو کچھ اور۔

سکرمنٹ

انجیلی تعلیمات کے بیان میں

لوتھر کہتا ہے یہ ایک بڑے تعجب کی اور پر زبون بات ہے کہ وقت تشریح پاک تعلیم سے دنیا روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے (لوتھران سرن کان) کالون کہتا ہے اتنے ہزاروں میں سے جو انجیل سے بغل گیری کرنے کو مشتاق نظر آئے ہیں کتنے تھوڑے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کو ترمیم دی ہو نہیں بلکہ اور کس چیز کا دعوے کرتے ہیں سوا اس کے کہ وہم کا جوا پھینک کر زیادہ بے خوف و خطر ہر ایک قسم کی شرارت اور خیانت میں گرے ایراسمس (یعنے ارازمس) کہتا ہے ان انجیلی آدمیوں پر غور کرو اور ان میں سے ایک تو مجھے دکھاؤ جو بدکار سے نیک کردار بنا ہے یا میخوار سے صوفی ہوا ہے میں تو تمہیں برخلاف اس کے بیشماروں کو دکھا سکتا ہوں جو اس انقلاب سے بدتر ہو گئے ہیں از مرأۃ الصدق مؤلفہ پادری بیدیلی صاحب و ترجمہ طامس انگلس حسب الارشاد پادری مریا انجلو صاحب مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۷ اب انجیلی تعلیمات کا حال سنئے سب سے زیادہ معتبر انجیل یوحنا میں سب سے پہلا معجزہ مسیح کا جو لکھا ہے وہ یہی ہے کہ شرابیوں کی مجلس میں جاکر طہارت کے مٹکوں میں پانی جو بھرا تھا اوسے شراب کر دیا یعنے طہارت میں نجاست کر دی (یوحنا ۲ باب ۱-۱۱) یہ پہلا معجزہ یسوع نے کانا جلیل میں دکھایا اور اپنا جلال ظاہر کیا اور اس کے شاگرد اس پر ایمان لائے انتہے غور کیجیے کہ حضرت عیسے کے جلال ظاہر کرنے کا پہلا سبب نصارے سمجھتے ہیں وہ یہی کہ پانی کو معجزہ سے شراب بنایا اور اسی سبب سے عیسائی دین کی ابتدا اور انتہا شراب کے ساتھ قائم ہوئی چنانچہ پلوس نے طمطاوس

کو صاف حکم کیا کہ شراب پیا کر (اول طمطاؤس ۵ باب ۲۳) اور مرتے وقت عیسائی لوگ سکرمنٹ میں نان پاؤ اور شراب کھا کر مرتے ہیں کہ یہی مسیح کی آخری وصیت اور اُن کی یادگاری کا نشان ہے اور اُسے عشاء ربانی کہتے ہیں پس بموجب اقوال اناجیل حضرت عیسےٰ نے پہلا معجزہ شراب بنا کر دکھایا اور بعد اُس کے تمثیلاً اپنا ذکر کیا کہ سچے انگور کا درخت میں ہوں (یوحنا ۱۵ باب ۵) اور تعلیم میں نئی مے پرانی مشک میں رکھنے سے منع کیا (مرقس ۲ باب ۲۲) اور اپنے کو کھاؤ اور شرابی بتایا (متی ۱۱ باب ۱۹) اور پچھلے وقت جب آسمان پر جانے کو تھے روٹی اور شراب عیسائیوں کے لئے دستور العمل مقرر کیا متی ۲۶ باب ۲۶ و ۲۷ میں ہے پھر پیالہ لیکر شکر کیا اور انہیں دیکر کہا تم سب اس میں سے پیو انتھےٰ۔ اور بہشت میں بھی وعدہ انگور کے شیرہ کا فرمایا (متی ۲۶ باب ۲۹) ؎ یک میکدہ میں عمر دو روزہ تمام ہے آغاز گر سبو سے تو انجام جام ہے اگر کوئی سمجھے کہ اُس شراب میں نشہ نہ تھا تو یوحنا ۲ باب ۱ کو دیکھنا چاہیے جہاں لکھا ہے کہ جب پیکر چھک گئے اصل زبان یعنے یونانی میں یہ لفظ مثہوس تہوسی اور اُس کے خاص معنے متوالا ہو جانا ہے مگر عیسائیوں نے پلوس کیطرف سے سب چیز پاک ہونے کا اشارہ پاکر اس شراب کی رعایت کے لئے سُور کا گوشت اپنی طرف سے زیادہ کیا تب شراب وکباب کا مضمون ٹھیک ہو گیا اگرچہ متی ۲۴ باب ۴۹ و ۵۰ سے ثابت ہے کہ متوالوں کے ساتھ کھانا مسیح کی نظر میں گناہ تھا اور کاہن نشہ پیکر ہیکل میں جا نہیں سکتا تھا (احبار ۱۰ باب ۹) اور مادر حضرت سموئیل کو علی سردار کاہن نے ہیکل میں دعا مانگتے وقت الزام دیا کہ کب تک تو متوالی رہیگی (اول سموئیل ۱ باب ۱۴) یہاں سے ظاہر ہے کہ کاہن کے سوا اوروں کو بھی نشہ پیکر ہیکل میں جانا روا نہ تھا مصر کے قدیم لوگ خمر کو بہت بُری چیز اور نہایت مکروہ شے جانتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ وہ مصر کے دشمنوں کا خون ہے مصر سے کہ ولایت علوم اور حکمت اور دین کی تھی اور ملکوں میں بھی

ل نور افشان لدھیانہ مطبوعہ ۴ دسمبر ۱۸۷۹ء نمبر ۴۹ جلد ۷ صفحہ ۳۹۱ باہتمام پادری کیلسو صاحب کالم ۳ میں لکھا ہے کہ انگلستان کا ایک ارب ترپن کروڑ روپیہ سالانہ شراب میں ضائع ہوتا ہے انتھےٰ۔ اور ممالک متحدہ امریکہ میں بالفعل ایک لاکھ چھیالیس ہزار شراب خانے اور ایک لاکھ اٹھائیس ہزار مدرسے اور چوّن ہزار گرجے موجود ہیں انتھےٰ سبحان اللہ مدرسوں کی ترقی نے کسقدر شراب خانوں کو ترقی دی ہے اس سے اُن مدرسوں کی تعلیم کا حال معلوم ہو سکتا ہے ۱۲

اس اعتقاد نے شیوع پایا۔ قوم مسیحی ایران کی شراب کو شیاطین کا خون اور زہر جانتے تھے اور جو ان میں سے عیسائی ہو گئے اب تک اُس سے احتراز کرتے ہیں تواریخ سابقہ عربستان سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہاں شراب پینا منع تھا۔ اور پیغمبر جرمیا (یعنے یرمیاہ) جو بارہ سو برس سے پہلے محمد سے تھا کہتا ہے کہ ایک گروہ رئیسوں عرب کیسے ہمراہ قوم یہود کے عربستان سے آئے اور آٹھ سو برس پلسٹائن میں سکونت پذیر تھے طریق اور رسومات اپنے بزرگوں کے نچھوڑے یعنے تعمیر کرنے مکان سے اور بونے زمین کے سے اور پیدا کرنے انگور اور پینے شراب کیسے باز رہے انتہے از سیر الاسلام مطبوعہ دہلی اردو اخبار ۱۸۴۵ء باب ۵ ترجمہ کیا ہوا تیمہر کا صفحہ ۲۱۵۔ طیطس ۱ باب ۱۵ میں ہے کہ پاک آدمی کے لئے سب کچھ پاک ہے اور ناپاکوں اور بے ایمانوں کے لئے کچھ بھی پاک نہیں بلکہ اس کا دل اور اُس کی عقل ناپاک ہے انتہے۔ یہ عجیب الہام سخت ملامت کے ساتھ ہے اگرچہ پہلی شریعت جو حضرت آدم کو ملی یہی تھی کہ منع کئے ہوئے درخت سے پھل نکھانا پیدایش ۲ باب ۱۶ و ۱۷ اور حضرت آدم کو اگرچہ پہلا گناہ تھا دوہری سزا ملی یعنے جلاوطن ہونا اور موت اور متی ۱۵ باب ۱۱ میں جو لکھا ہے کہ جو چیز منہ میں جاتی ہے آدمی کو ناپاک نہیں کرتی انتہے۔ اس سے مراد کوئی حرام چیز ہرگز نہیں بلکہ صرف بے دہوئے ہات کہانا کہانے کا الزام جو یہودیوں نے شاگردوں کو دیا تھا (متی ۱۵ باب ۱-۲) وہی رفع کیا گیا ہے دیکھو متی ۱۵ باب ۲۰ کہ بن دہوئے ہات کھانا کہانا آدمی کو ناپاک نہیں کرتا انتہے اور خدا نے حضرت نوح کو جب کشتی میں جانے کا حکم کیا تو فرمایا کہ پاک جانوروں میں سے سات سات اور ناپاک جانوروں میں سے دو دو جوڑے ساتھ رکہنے چاہئیں پیدایش ۷ باب ۲ و ۳ اور حزقیل ۴۴ باب ۲۳ احبار ۱۱ باب ۷ استثنا ۱۴ باب ۸ یسعیاہ ۶۶ باب ۷ ان سب مقاموں کو دیکھنا چاہیے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا مگر اپنی جورو سے ملا رہیگا متی ۱۹ باب ۵ مرقس ۱۰ باب ۷ افسیوں کا ۵ باب ۳۱ اگرچہ طالمود میں لکھا ہے کہ عورت سے بہت باتیں کرنا چاہیے انتہے اور پھر یہ کہ کسی عورت بلکہ اپنی ہی عورت سے بھی کوئی راہ میں باتیں نکرے

[illegible] کے شروع میں یہ عبارت موجود ہے ۱۲

اور توریت میں لکھا ہے کہ اپنے ماں باپ کی عزت کر خروج ۲۰ باب ۱۲ اجبار ۱۹ باب ۳ مگر مسیح نے اپنی ماں سے قانائے گلیل میں فرمایا اے مستورہ مجھے تجھ سے کیا کام ہے یوحنا ۲ باب ۴۔

اول طماؤس ۴ باب ۴ میں ہے کہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے اور انکار کے لایق نہیں اگر شکر کر کے کھاویں انتہے ایک ذرا سی شکر گذاری کرنے میں کوئی چیز بری اور انکار کے لایق نہیں رہتی خواہ وہ حرام ہو یا ناپاک۔

رومیوں کے خط کے ۳-۴-۵-۶ باب وغیرہ اور گلتیوں کے خط وغیرہ اور خاصکر اُس کے ۳ باب ۲-۳ میں لکھا ہے کہ صرف مسیح پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے اور اعمال نیک پر بھروسہ محض بے وقوفی ہے یعنے نیک اعمال کرنا ہی بے وقوفی ہے کیونکہ جس پر بھروسہ کرنا نچاہیے وہ کام ہی کرنا کب روا ہو سکتا ہے اِس لئے نامہ یعقوب گھاس پھونس گنا گیا کہ اُس میں اعمال کی تاکید ہے۔

متی ۴ باب ا میں ہے کہ حضرت عیسےٰ چالیس دن شیطان سے آزمائے گئے فقط اب اِس تعلیم کے بعد اُس دُعا کو جو مسیح نے شاگردوں کو خدا سے عرض کرنے کیلئے فرمایا کہ ہمیں ازمایش میں نہ ڈال (متی ۶ باب ۱۳) کون یاد رکھے گا یہ سمجھ کر کہ مسیح نے انسان کو آزمایش سے بچنے کے لئے دعا مانگنی سکھائی تو آپ خدا ہو کر کیونکر آزمایش میں پڑا اور جبکہ خدا آپ آزمایش میں پڑا تو اوروں کو آزمایش میں پڑنے سے کون بچا سکتا ہے پھر یہ کہ اوروں کو خدا کی آزمایش سے بچنے کے لئے دعا مانگنا سکھایا اور آپ خدا ہو کر شیطان کی آزمایش میں پڑے یہ نہایت تعجب کی بات ہے کیونکہ خدا بدیوں سے نہ آپ آزمایا جاتا اور نہ کسیکو آزماتا ہے یعقوب ا باب ۱۳۔

یوحنا ۷ باب ۱۳ میں حضرت عیسےٰ کا عید خیمہ میں جانے کی بابت اپنے بھائیوں سے انکار یوحنا ۷ باب ۲-۱۰ اور پھر چھپ کے جانا یوحنا ۷ باب ۱۰۔

پطرس سردار حواریوں کا جھوٹ متی ۲۶ باب ۶۹-۷۴۔

حضرت عیسےٰ کی نسبت الفاظ سخت گلتیوں کا ۳ باب ۱۳ مرقس ۳ باب ۲۱

لوقا ۲۲ باب ۷، ۳ پلوس کا دہوکا کہانا - اعمال ۲۳ باب ۳-۵ پلوس کی چالاکی اعمال ۲۳ باب ۶-۷ میں اور فلپیوں کے ۳ باب ۵ میں آپ کو فریسی بتانا اور اعمال ۲۲ باب ۲۵ و ۲۸ میں آپ کو رومی بتانا -

متی ۲ باب ۱۹-۲۲ میں ہے کہ ہیرودیس کے مرنے کے بعد فرشتے نے یوسف کو یہودیہ میں جانے کے لئے کہا مگر جب یوسف نے سُنا کہ اُس کا بیٹا قایم مقام باپ کا ہوا ہے تب فرشتے سے جلیل کی طرف جانے کا حکم سُنا ایسی غلطی فرشتے کی شاید صحیح نہو -

متی ۱۱ باب ۱۴ اور ۱۷ باب ۱۲ میں ہے الیاس جو آنے والا تھا یہی ہے - (یعنے یوحنا بپتسما دینے والا) ہندو لوگ انجیل سے دو باتیں اپنے دین کے مطابق سمجھ کر سند لاتے ہیں ایک حضرت عیسےٰ کا خدا ہو کر حضرت مریم کے پیٹ میں اوتار لینا کہ یہ بت پرستوں کے نو ۹ دس ۱۰ اوتاروں کے حال سے مطابق ہے اور دوسرے حضرت الیاس کی روح کا حضرت یحیٰی میں ہونا کہ یہ بت پرستون کے اواگون سے مطابق ہے چنانچہ ایک بہت ذی لیاقت عیسائی فتحگڈہ کی کلیسیا کا اسی عقیدہ کے بموجب عیسائی دین سے برگشتہ ہو گیا تھا جس کا ذکر اسکاٹ صاحب نے بھی اپنی رومن تفسیر میں کیا ہے دیکھو رومن تفسیر متی ۱۷ باب ۱۲ صفحہ ۱۳۴ لیکن یہ عقیدہ صرف بت پرستوں کا ہے ورنہ مفسرین انجیل اور سب علما اہل کتاب نے تناسخ سے انکار کیا اور اس طرح کے عقیدہ کہنے والوں کا رد کیا ہے دیکھو وہی مقام تفسیر متی ۱۷ باب ۱۲ اور دو باتیں عیسائیوں کے حال سے بت پرست مطابق سمجھتے ہیں ایک ختنہ نکرنا دوسرے نکاح بے مہر اور دو باتوں میں ہندو لوگ اپنے کو عیسائیوں سے بہتر جانتے ہیں ایک اُن کی کتب دینیہ میں باوجود مبالغوں وغیرہ کے مصنفوں کا نام بلا اختلاف موجود ہے اور دوسرے اگرچہ وہ آپ بگڑے ہیں مگر کسی دوسرے کو بگڑنے کے لئے اپنے دین میں شامل نہیں کرتے اور عیسائی اس کے برعکس ہیں -

چونکہ اِن کا اور ہندوؤں کا ایک جدی ہونا اِن کے قول سے ثابت ہے چنانچہ ولسن صاحب نے جو زبانوں کا محاورہ پہچان نے میں کمال رکھتے ہیں اور اور صاحبوں

نے بھی دریافت کر کے ثابت کیا کہ انگریز اور ہندو ایک باپ کی اولاد ہیں یعنے دو ہزار برس سے زیادہ گذرے کہ تاتار سے جب نکلے تو ایک غول یورپ کو گیا جو کہ انگریز ہیں اور دوسرا غول ہندوستان میں آیا کہ یہ سب ہندو ہیں فقط تاریخ سلطنت انگلیشیہ مؤلفہ سررشتہ تعلیم پنجاب مطبوعہ مطبع سرکاری ۱۸۷۰ء صفحہ ۴ میں ہے کہ اب سلٹ اور گوتھ دو قوم کے آدمی برطانیہ یعنے گریٹ برٹین میں آباد ہیں اور وہ اور ہندو ایک ہی نسل سے ہیں انتہےٰ اور پادری ونٹر صاحب درباب علم زبان لکھتے ہیں کہ ایک مدت سے انگریزوں کے اور ہندوؤں کے باپ دادا ایک جگہہ میں رہتے تھے اور اب پچھلے زمانہ میں پروردگار کے انتظام اور محبت سے یوں ہوا کہ اُن کی اولاد پھر اُسی ملک ہندوستان میں (پھر گرا ملتی ہے بھائی پھر بھائی کو دیکھتا ہے اور ہاتھ ملا کر ایک ہی پتا پرمیشر ایک قادر مطلق کے حضور کھڑے ہوتے ہیں اور یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انتظام میں یہ مقرر ہوا تھا کہ ایک دوسرے کو فائدہ بخشے (از رسالہ دہلی سوسائٹی مطبوعہ ۲ فروری نمبر ۵ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۴۲) پھر اُسی رسالہ کے صفحہ ۱۴۱ میں پادری ونٹر صاحب زبان ہندی یعنے سنسکرت کا اور انگریزی کا اتفاق یوں بیان فرماتے ہیں کہ۔

انگریزی	سنسکرت	انگریزی	سنسکرت
مادر	ماتا	فادر	پتا یعنے باپ
ڈاٹر	دہوتر یعنے لڑکی	برادر	بھراتر
ہارس	اسپہ یعنے گھوڑا	کو	گو
سٹنڈ	تستنتہامی یعنے کھڑا ہونا	دونیوشن	دودہامی یعنے دنیا

پھر اُسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ پادری صاحب کا یہ مضمون سُنکر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے فرمایا کہ درحقیقت بعضے الفاظ ہندوستانی اور انگریزی اسقدر ملتے ہیں کہ اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ہندوؤں اور انگریزوں کی زبان کی ایک اصل ہے چنانچہ ہندی میں مستی جوے کو کہتے ہیں اور انگریزی میں ماؤس

کہتے ہیں انتہے۔

اور بعض ہندوؤں کے قول سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ لنکا میں جب راچھس مارے گئے تب اُن کی رانڈوں نے سیتا جی سے کہا کہ اب ہم بے شوہر ہو کر کہاں جائیں تب سیتا نے بروان دیا کہ تم رامچندر کی فوجوں کے پاس رہو اور تمہاری نسل ہماری راج دہام یعنے اجودہیا میں راج کرے گی چنانچہ یہ انگریز وہی ہیں۔

ہندو لوگ جو تینتیس ۳۳ کوٹ دیوتاؤں کے معتقد ہیں (دیکھو ذخیرہ بالگوبند مطبوعہ ماہ مئی ۱۸۷۶ء نمبر ۵ جلد ۴ صفحہ ۶ کالم اول اور صفحہ ۱۳۱ کالم ۲) پس اُنہوں نے اُن سے الگ ہو کر تینتیس ۳۳ کروڑ میں اختصار کیا تو تینتیس ۳۳ میں سے کم سے کم کوئی عدد تین کے سوا اُن کے ہات نہ آیا کیونکہ تینتیس کا سب سے زیادہ ادنےٰ عدد تین ہے اور دو اور ایک عدد کی اس میں شکل موجود نہیں ہے پس تینتیس ۳۳ میں سے حد کے درجہ تک اختصار کر کے اُنہوں نے تین پر قناعت کی اور بموجب عقیدہ اُنہیں ہنود کے کہ برہما اور وشنو اور مہیش ان تینوں دیوتاؤں کو ذات واحد حقیقی کا ظہور جانتے ہیں اُنہوں نے عقیدہ تثلیث کو قایم کیا اور باپ اور بیٹے اور روح القدس کے معتقد ہوئے پس یہ لوگ نہ بت پرست رہے نہ خدا پرست ہوئے

شعر

نہ خدا کے ہوئے نہ صنم کے ہوئے نہ تو گھر کے ہوئے نہ سفر کے ہوئے

کوئی اِن سے جو پوچھے کدہر کے ہوئے نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے ہوئے

اور اس مؤلف نے جو غور کیا تو اتنی باتوں میں اِن میں اور ہندوؤں میں مشابہت پائی لہنگہ بے ختنہ بائیں طرف سے لکھنا روز نہانا بیان کا طرز مثلاً نا کی جگہہ آ بولنا چنانچہ ہندی گیان بمعنے دانش اور اگیان بمعنے نادانی اسی طرح انگریزی میں نیشنل اور ارنیشنل بمعنے مذکورہ پھر ہندی میں جس لفظ کے شروع میں یا کا حرف ہو اُسے جا پڑہتے ہیں چنانچہ یودہا کو جودہا اور سین تکیت کو سنجکت (ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۳۷ سطر ۵ و ۱۹) اور یدپ کو جدپ (ایضاً صفحہ ۲۹ سطر ۶) اور اسی طرح انگریزی میں یعقوب کو جیکب اور یوسف کو جوزف اور یونس کو جونس اور یروسلم کو جروسلم کہتے ہیں وغیرہ اور علی ہذا القیاس

انگریزی[۱] جسے یہ واسکٹ کہتے ہیں ہنود کے عقیدہ کے بموجب خدا کی ذات کا ظہور برہما
وشنو مہیش ہیں یعنے ترِدیو یا تثلیث اوتار[۲] جیسے ایک نو ہو چکے یعنے خدا کا کسی خاکی جسم میں
پیدا ہونا جیسے راما وتار یا کرشنا اوتار وغیرہ یا یہ کہ دسواں اوتار جو سنبھل مراد آباد میں
ایک برہمن کی کنواری کنیا یعنے لڑکی سے ہو گا کہ وہ ایک بیٹا جنے گی اور وہ نسکلنکی کہلائے
گا (تاریخ نادر العصر مؤلفہ منشی نولکشور مطبوعہ ۱۸۶۳ء آخر صفحہ ۵) اسی طرح کنواری حضرت
مریم ؑ سے خدا نے اوتار لیا اول طمطاؤس ۳ باب ۱۶ ڈاڑہی منڈانا سور کہانا رسالہ نیت پرکاش
سبھا لدھیانہ باہتمام منشی کنہیا لال نمبر ۸ مطبوعہ ۲۴ / فروری ۱۸۷۶ء صفحہ ۱۲۶ میں لکھا ہے
کہ سور کا گوشت ہنود کے مذہب سے کہانا نادرست نہیں ہے اور نہ شراب پینا انتہے۔ شراب
پینا ننگے سر کہانا اور عبادت کرنا اتوار کو ماننا کہ ہنود میں یہ دن مقدس ہے گا بجا کے
عبادت کرنا دستور قرابت وتزویج غیر برادری میں سود کہانا استنجا نکرنا مردہ بے کفن
جورو بے مہر اگرچہ توریت میں کئی جگہہ مہر کا ذکر ہے خروج ۲۲ باب ۱۶ پیدایش ۳۴ باب ۱۲
استثنا ۲۲ باب ۲۹ اول سموئیل ۱۸ باب ۲۵ اور یہودی لوگ اس دستور کے ہمیشہ
پابند ہیں۔ لڑکی جسے پسند کرے اُسے بیاہ دے جیسا کہ سیتا نے اپنے بیاہ میں کیا تھا
ہندو لوگ اس رسم کو سویمبر کہتے ہیں بے پردگی بے لب لی ہوئیں موچہیں ذبح بے نام
خدا قوم ذبح جو کہ برہما کے لڑکے کا نام تھا قوم سکسینے کہ کایتہوں میں یہ فرقہ ہے تلفظ مثل
ہندی بے حروف حلقی اور مطبقہ یعنے بغیر ع ص ق وغیرہ کے ترسول کا نشان یعنے
صلیب گرجا گہر مندر کی صورت موئے بغل اور زیر ناف وغیرہ رکہنا کہ ہندوں میں یہ بات
گناہ نہیں ہے مار شمن نے راناسے اودیپور کو عیسائی عورت کی نسل سے لکہا ہے ہفتہ
کے دنوں کے نام موافق عقیدہ ہنود چنانچہ سن ڈے یعنے اتوار سورج کا دن مَن ڈے یعنے
پیر چندرماں کا دن تو نیز ڈے یعنے منگل ٹواس کو دیوتا کا دن وینز ڈے یعنے بدہ وو ڈن

۱ے چونکہ انگریزوں میں کوئی ذات نہیں اور ہر شخص اپنے کسی مورث اعلےٰ کے نام سے اپنا خاندان ظاہر کرتا ہے اسلئے ذات کی جگہ
بھی طرح کہلائی ۱۲ ۲ے چنانچہ لارڈ ولی تعلقن کے نشان امارت یعنے مارکہ میں دونوں بڑی تصویروں کے ہات میں جنکا سر دیوتا
کا اور پاؤں مچھلی کی دم تھی خاص ترسول ہی تھی نہ یہ کہ صلیب دیکھو پیرج آف انگلنڈ مطبوعہ لندن ۱۸۳۸ء صفحہ ۲ جلد ۲ تصویر ۱
اور اسیطرح ایرل فنز ولیم کے مارکہ میں جو دو صورتیں انسان کی تہیں انکے ہات میں بھی ترسول تھے اگر ان ترسولوں کے سرے
پیرج آف انگلنڈ جلد ۵ صفحہ ۲۷ تصویر ۲۷۵

دیوتا کا دن تھرسڈے یعنے جمعرات تھا ۔ دیوتا بادل گرجانے والا جیسے اندر یہ سب دیوتاؤں سے بڑا ہے فرائے ڈے یعنے جمعہ فریا دیبی کا دن سٹرڈے یعنے سنیچر یا زحل سٹرن یونانیوں اور رومیوں میں سب دیوتاؤں کا باپ جیسے برہما مگر سیکسن والے بھی اس کی پرستش کرتے تھے (دیکھو تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۴۸ اور انتخاب تاریخ کلیسیا مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۳ صفحہ ۶۲ میں بھی یہ وجہ تسمیہ ایام لکھی ہے عبادت[۳۲] کے وقت گھنٹا بجانا اقانیم ثلاثہ[۳۳] یعنے وجود و حیات و علم اور بموجب عقیدہ ہنود خدائے واحد جب نرگن سے سرگن ہوا تو تین باتوں سے پہچانا گیا یعنے ست رج تم یعنے صداقت و غضب و تاریکی دین[۳۴] پھیلانے کے لیے لڑنا ناجائز مگر ملک کے لئے لڑنا جائز اسی طرح ہندو لوگ کسی کو اپنے دین میں نہیں ملاتے مگر ملک کے لئے لڑتے ہیں سور[۳۵] کی تعظیم کہ سب سے زیادہ تکلف سور کے گوشت میں کرتے اور اُس کی ہڈی کے بُرش دانتوں کے لئے اور اُس کے بالوں کے برس کپڑے یا ٹاپی[۱] وغیرہ صاف کرنے کو بناتے اُس کی کھال کی زین اور اُس کے خون کے بلاک پوٹین بناتے اور اُس کے دو[۲] دانتوں کو نیم حلقہ کی طرح چاندی میں جوڑ کر عورتوں کے چوڑے وغیرہ پر سر میں لگاتے اور اُس کی چربی گھی کی جگہہ اور اپنے نام بیکن صاحب رکھتے اور ہنود میں جو چار اوتار خدا کے خاص کہلاتے یعنے مچھہ کچھہ باراہ نرسنگ اُن میں سے ایک اوتار سور کا ہوا تھا یعنے باراہ بس نصرانیوں میں اُس کی تعظیم کا سبب یہی ہے جنازہ[۳۶] بے نماز و دعا[۳۷] مردہ پھولوں اور پتیوں سے آراستہ کرنا کہ یہ سراوگیوں وغیرہ میں دستور ہے عبادت[۳۸] بے تحویل قبلہ ایک جورو[۳۹] کی زندگی تک دوسری شادی نکرنا منشی نول کشور نے تاریخ نادر العصر چھاپہ لکھنؤ سنہ ۱۸۶۳ء شروع صفحہ میں بیان رسم مذہب ہنود میں جو لکھنؤ کے کمشنر اسی ای ابیٹ صاحب کرنیل کے واسطے تصنیف ہوئی یوں ہی لکھا ہے مگر اس دستور میں انگریزوں کو اہل ہند کے

---

[۱] گھوڑے کے بالوں کے بُرس صرف گھوڑے کی پیٹھ یا موزہ وغیرہ صاف کرنے کے لئے ہوتے ہیں مگر باناتا وغیرہ صاف کرنے کے لئے صرف سور کے بالوں کے بُرس ہو سکتے ہیں ۱۲

[۲] اور لارڈ ا جلیوتب راں ایل ڈی کے نشان امارت یعنے مارکہ میں سب سے اوپر ایک سور تھی سور کی ہے دیکھو پیرج آف انگلنڈ مطبوعہ لندن ۱۸۷۹ء صفحہ ۵۴۳ جلد ۲ تصویر ۱۵۶۔

اوسط درجہ کی قوموں سے مشابہت ہے نہ یہ کہ اُن کی اعلیٰ درجہ کی قوم یعنے برہمنوں سے کیونکہ پادری اسمتھ صاحب کے قول اور منو کے شاستر کے بموجب برہمن چاہے تو چار جورواں کرے (دیکھو دین حق کی تحقیق مطبوعہ لدہیانہ ۱۸۷۱ء صفحہ ۲۵۳) روزہ میں تھوڑا سا کہانا کہ جسے ہندو پھلار یا پھرار کہتے ہیں۔ زنار یعنے جنیئو گلے میں ڈالنا کہ جس سے ازار کا کام لیتے ہیں کیونکہ تمام ملکوں میں کوئی ازار بند گلے میں نہیں باندھتا پس اس ازار بند کی بنیاد وہی جنیئو ہے اور دوسری طرف اُس کی رعایت یا ضرورت کے سبب زیادہ کیا گیا اور انگلستان میں ایک شہر کا نام بھی جینوا ہے جہاں کی گھڑی مشہور ہے آٹھویں ہنری کی ملکہ کا نام کہترائن اور اور مارٹین لوتھر کی جورو کا نام کہترائن اور انگلستان میں اکثر یہ نام عورتوں کے ہوتے ہیں اور ہندوں میں کہتری کی عورت کو کہترائن کہتے ہیں انگلستان میں قوم کو بکرکہ سلام کے واسطے ٹوپی نہیں اوتارتی جیسے ہندوستان میں قوم سادہ راونا کی مورت بنانا کتاب گلدستہ طفلان تصنیف میم صاحبہ پادری والش صاحب صفحہ ۱۷ چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۷ء میں لکہا ہے انگلستان کی یہ حالت (جیسی اب ہے) ہمیشہ سے نتھی کسی زمانہ میں وہاں کے لوگ بت پرستی کرتے تھے جب اُن کو یہ خیال گذرتا تھا کہ ہمارے معبود ہم سے ناراض ہیں تو وہ اُن کا غصہ دبانے کے لئے تیلیوں کی ایک بڑی سی مورت بنا کر آدمیوں کو اُس میں بھر کر جیتا جلا دیتے تھے انتہے اسی طرح ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۳ میں فرانس کے گال لوگوں کا حال لکہا ہے قولہ بہت سے مقاموں میں وہ لکڑیاں یا پوال سے بڑی بڑی مورتوں کو بناتے اور زندہ آدمیوں کو بھر کر جلا دیتے تھے عشاء ربانی میں شراب اور روٹی کو مسیح کے خون و جسم کا نشان سمجھکر کہانا یہ صریح بت پرستی کا طور ہے جیسے ہندو بھی پتھروں پر دیوتاؤں کا تصور کر کے اُن کی پرستش کرتے ہیں جس جگہہ مسیح نے بپتسمہ پایا تھا وہاں ہزاروں مسیحی سال بسال حج کرنیکو جاتے اور دریا میں غسل کرتے اور وہاں کا پانی اپنے ظرفوں میں بطور تبرک کے لاتے ہیں از جغرافیہ پاک کتاب مؤلفہ پادری جوزف جیکب صاحب چھاپہ آگرہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۳۲ جسطرح

ہندو لوگ گنگا میں اشنان کرتے اور شیشیوں میں گنگا جل لے جاتے ہیں ہندوؤں میں شہر سے باہر جاکر جمع ہوتے اُسے گوٹ کہتے ہیں اور وہاں گیہوں کے آٹے میں بہت ساگھی ملاکر گلگلے کی صورت کر جسے باٹی کہتے ہیں پکاکر کہاتے جس طرح انگریزوں میں جنگلی کہانے کا دستور ہے جسے انگریزی میں پکنک کہتے ہیں ۲ قرنتیوں کے ۳ باب ۱۳ و ۱۴ میں پلوس رسول فرماتے ہیں اور ہم موسےٰ کیطرح نہیں جس نے اپنے چہرہ پر پردہ ڈالا الخ پلوس مقدس کمال کے درجہ میں حضرت موسےٰ سے زیادہ تھے دیکھو توریت تو ایسی ٹھہری کہ اُس سے حق کا معلوم ہونا مشکل تھا اور پلوس مقدس نے سب کچھ پاک بتاکر بالکل حق کو ظاہر کر دیا پھر عبرانیوں کے ۷ باب ۱۸ میں ہے پس اگلا حکم اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اُٹھہ گیا انتہےٰ دیکھو یہاں صاف توریت کو کمزور اور بے فائدہ بتلاتے ہیں کیا اللہ تعالےٰ نے صدہا سال تک سب بنی اسرائیل کو کمزور اور بے فائدہ حکم دیے تھے اور صدہا نبی اُنہیں پوچ حکموں کے برتنے کے لئے مامور تھے اور عبرانیوں کے ۸ باب ۷ میں ہے اگر وہ پہلا عہد بے عیب ہوتا الخ یہاں صاف توریت کو عیب دار بتلاتے ہیں اور اسی طرح عبرانیوں کے ۱۱ باب ۷ میں ہے جس کے ان لفظوں پر غور کرنا چاہیے یعنے (نوح نے) خوف سے کشتی اپنے گھرانے کے بچاؤ کے لئے بنائی جس سے اُس نے دنیا کو گنہگار ٹھہرایا انتہےٰ۔ یعنے حضرت نوح نے کشتی بناکر اپنے گھرانے کو تو بچایا مگر دنیا کو گنہگار ٹھہرایا اور اس سے پیشتر حضرت آدم نے نافرمانی کرکے سب بنی آدم کو گنہگار ٹھہرایا ہی تھا (رومیوں کا ۵ باب ۱۲ و ۱۴) اور حضرت نوح کے بعد حضرت موسےٰ نے شریعت لاکر اور بھی زیادہ دنیا کو گنہگار ٹھہرایا (رومیوں کا ۵ باب ۱۳ و ۲۰) اور ہر انسان بذاتہ تو گناہ کی طرف مایل رہتا ہی ہے رومیوں کا ۵ باب ۸ پس کسی انسان کا کہاں ٹھکانا تھا کہ ایک تو اپنا ذاتی گناہ دوسرے حضرت آدم کا گناہ تیسرے حضرت نوح کی کشتی بنانے کے سبب کا گناہ چوتھے حضرت موسےٰ کی شریعت لانے سے اور بھی زیادہ دنیا کا گنہگار ہونا غرض یہ کہ بموجب عقیدہ عیسائی یہ سب انبیا جو حضرت عیسےٰ سے پیشتر گذرے دنیا کا صرف گناہ بڑہاتے ہوئے آئے کوئی نجات کی تدبیر کسی نے نہیں بتائی پھر گلتیوں

کے ۵ باب ۴ میں پلوس رسول دھمکاتے ہیں قول ے تم جو شریعت کی رو سے راست باز
بنا چاہتے ہو تو مسیح سے جدا ہوئے تم فضل کی نظر سے گر پڑے انتہیٰ - یہ بڑا سخت حکم ہے
یعنے جو شریعت پر عمل کرے وہ عیسائی ہی نہیں ہے اور خدا کی رحمت سے نا امید ہے
پھر رومیوں کے ۴ باب ۱۵ میں ہے کہ شریعت قہر کا سبب ہے پھر دس حکموں کو
عیسائی دین کا مخالف ہونا اور اس سبب سے اُن حکموں کا نیست و نابود ہونا بلکہ
سزا پاکر نیست ہونا اور اُن حکموں کے سکھانے والے یعنے فقیہ اور فریسی لوگوں کا برملا
رسوا اور ذلیل ہونا اور اُن کی رسوائی پر عیسائیوں کا شادیانے بجانا پلوس رسول
قلسیوں کے ۲ باب ۱۴ و ۱۵ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں قول ے اور حکموں کا دستخط جو
ہمارا مخالف تھا (یعنے دستخط سے مراد یہ کہ دس حکم خدا نے اپنے خاص دستخط سے لکھ دیئے
تھے (خروج ۳۴ باب ۱) وہ پلوس رسول کے مخالف سمجھے گئے ہماری بابت مٹا ڈالا
(یعنے کالعدم کر دیا) اور اُس کو بیچ میں سے اوٹھا کے صلیب پر کیلیں جڑیں (یعنے نہ
صرف اُنہیں نیست کیا بلکہ سخت سزا دے کر نیست کیا مطلب یہ ہے کہ اُن دس
حکموں کا عیسائیوں کے سامنے نام لینے والا تک سخت سزا کے قابل ہے) اور
سرداروں اور اختیار والوں کا اقتدار چھین لیا اور اُنہیں برملا رسوا کر کے اُن پر شادیانے بجائے
انتہیٰ یعنے شریعت سکھانے والوں پر جو کہ فقیہ اور فریسی تھے ان دس حکموں کے سکھانے
کے سبب سے قدر اور رسوا کرنے کے شادیانے بجائے الغرض یہ کہ ان دس حکموں سے
زیادہ عیسائیوں کے نزدیک اور کوئی بری بات نہیں ہے اور آن حواری صاحب
نے تو کچھ اسی قدر لکھا ہے مگر پیروان کے زیادہ اس سے کلمات تعظیم کے
نسبت توریت اور موسے کے کہتے ہیں وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ منطبعہ
سنہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۳۷ میں قول جناب مارٹین لوتھر مصلح دین عیسوی اور پیشوائے فرقہ
پراٹسٹنٹ کا اُن کی کتابوں سے یوں نقل کرتے ہیں کہ جناب ممدوح اپنی ایک کتاب
کی تیسری جلد کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ میں لکھتے ہیں ہم نہ سُنیں گے اور نہ دیکھیں گے موسےٰ کو
اس لئے کہ وہ صرف یہودیوں کے لئے تھا اور اُس کو ہم سے کسی چیز میں علاقہ نہیں اور اسے تک

دوسرے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہم نہ قبول کریں گے موسےٰ کو اور نہ اُس کی توریت کو اس لئے کہ وہ تو دشمن عیسےٰ ہے پھر لکھتے ہیں کہ موسےٰ تو جلادوں کا اُستاد ہے پھر لکھتے ہیں کہ دس حکموں کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں پھر لکھتے ہیں کہ ان دس حکموں کو خارج کرنا چاہیے کہ تمام بدعت الہی موقوف ہو جائے گی کیونکہ یہ احکام چشمے سب بدعتوں کے ہیں انتہے سبحان اللہ مصلح دین مسیحی کس قدر حد سے بڑھ کر موسےٰ کو دشمن عیسےٰ اور استاد جلادوں کا بتلاتا ہے اور اس تعلیم سے لوگ کیا سمجھیں گے کہ جب دس حکموں کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں اور وہ چشمہ سب بدعتوں کے اور واجب الاخراج ٹھہرے تو اُن کے نزدیک مذہب عیسوی میں اُن سرچشمے بدعتوں کے مخالف اعتقاد اور عمل چاہیے اور اس صورت میں شرک اور بت پرستی اور ماں باپ کی تعظیم نکرنا اور ہمسایہ کو ستانا اور خون کرنا اور زنا کرنا اور جھوٹی گواہی دینا رکن ملت مسیحی کے بنتے ہیں اس لئے کہ اُس سرچشمے بدعتوں میں تاکید سے حکم توحید اور تعظیم ابوین اور تعظیم یوم السبت اور امتناع بت پرستی و قتل و زنا اور چوری اور آزار ہمسایہ کا ہے دیکھو خروج ۲۰ باب ۳-۱۵ اور عیاذاً باللہ اگر یہی دین عیسوی ہے جیساکہ ارشاد مارٹین لوتھر صاحب سے واضح ہوتا ہے تو اُس دین کے پھیلانے والوں کو ہم دور سے بصد ہزاران ادب اولٹے ہاتھ سے سلام اور بعد تسلیم و کورنش کے التماس کرتے ہیں کہ جناب عالی اس سے تو بیدینی بہت افضل ہے۔

ایک عیسائی کہتا تھا کہ ہمارے مذہب کے موافق موسےٰ تو ایک چور اور ڈکیت تھا جب اُس سے دلیل پوچھی تو یوحنا ۱۰ باب ۸ کو اپنی دلیل لایا شاید جناب لوتھر نے بھی اس سے دلیل پکڑ کر ایسے کلمات گستاخی کے شان موسےٰ میں کہے ہوں گے اور یوحنا ۱۰ باب ۸ کا مضمون یہ ہے (اردو میں چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء) سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہیں پر بھیڑوں نے اُن کی نہ سُنی انتہے طامس اسکاٹ صاحب مفسر نے اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے قولہ وہ جو عیسےٰ سے پہلے آئے ہیں اُن کو وفادار ہادی اور نبی نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ انہوں نے اُس کے تحت حکومت کام کیا اور اُس کے پیشرو تھے انتہے دیکھو تفسیر انگریزی اسکاٹ مطبوعہ نیویارک ۱۸۱۳ء اور لارڈنر اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۷ء کی

جلد ۳ چھٹے حصہ میں عقیدہ فرقہ مینکیز کے بیان میں لکھتا ہے کہ جیروم ہمکو اطلاع دیتا ہے کہ بشپ مانی بانی اُس فرقہ کا کہتا تھا کہ قول جناب مسیح جو یوحنا ۱۰ باب ۸ میں ہے خصوصاً موسےؑ کے حق میں ہے اور فاسٹس کہتا ہے کہ ہمارے خدا نے اس قول سے اشارہ طرف موسےؑ کے کیا ہے انتہےٰ شاید جناب مارٹین لوتھر نے انہیں دو کی پیروی کی ہوگی۔ اور یوسی بیوس شاگرد رشید جناب مارٹین لوتھر کی پوری پیروی اپنے استاد کی کرکے یوں کہتے تھے جیسا اُسی صفحہ کتاب اغلاطنامہ میں منقول ہے یہ دس حکم کلیسیا میں نہ سکھا ئے جائیں اور اسی شخص سے فرقہ انتی نومیس کا نکلا ہے اور اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ توریت اس قابل نہیں کہ اُس کو کلام خدا سمجھا جائے اور قول اُن کا یہ تھا کہ اگر زانی ہو یا حرام کار یا اور کسی طرح کا گنہگار تو یقیناً رستہ نجات میں ہے اور اگر گناہ میں ڈوبا ہے بلکہ اُس کے قعر میں پڑا ہوا اور یقین کرتا ہے تو خوشی میں ہے اور جو اپنے تئیں دس احکام میں مصروف رکھتے ہیں وے علاقہ شیطان سے رکھتے ہیں وے سولی پائیو موسےؑ کے ساتھ انتہےٰ سبحان اللہ دس حکم ایسے ہوے کہ جو اُن سے علاقہ رکھے وہ شیطان سے علاقہ رکھتا ہے اور اُس کے حق میں کیا ہی اچھی دعا مع موسیٰؑ کے ہوئی اور معتقد اس فرقے کے فقط ایک اعتقاد جناب مسیحؑ کا رکھکر چین سے زنا اور چوری اور قتل اور بت پرستی اور جہان کی برائیاں سب کرتے ہیں کہ ہر صورت میں رستہ نجات اور خوشی میں ہیں فقط گلتیوں کا ۲ باب ۱۵ و ۱۶ و ۲۱ مرآت الصدق جسے پادری بیڈلی صاحب نے انگریزی میں تالیف کیا اور طامس انگلس صاحب نے حسب ارشاد پادری مریا انجلو صاحب کے ترجمہ کیا مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے کہ پراتسطنٹ کے پہلے نصیحت کرنیوالوں نے وے بد اور مکروہ باتیں سکھائیں یعنے خدا گناہ کا موجد ہے (انست ایل ۳ باب ۲۳) اور کہ انسان گناہ سے بچنے پر مختار نہیں ہے (کتاب عام نماز ۱۱) اور کہ دس حکموں پر عمل کرنا

سلہ مخزن مسیحی نمبر ۳ جلد ۴ صفحہ ۹۶ مطبوعہ جنوری ۱۸۷۱ء پادری جے جے والش صاحب میں لکھا ہے کہ ملک اسٹریلیا میں ایک شخص نے جو قوم انگریزی سے صرف نامی عیسائی تھا بیبل پر یہ تہمت لگائی کہ موسے وغیرہ جنکا ذکر بیبل میں ہے سب خرافی اور ڈاکو ہیں اور بیبل کی اکثر باتیں نہایت بے شرمی کی ہیں اس پر وہاں کے صاحب جج نے اس کو تین برس کے لئے قید کر کے ہزار روپیہ جرمانہ کیا انتہے۔ ۱۲

غیر ممکن ہے (لو تہر اپ پاسیم) کہ بڑے سے بڑے قصور خدا کی نظر میں انسان کو نقصان نہیں پہنچاتے (کالون تعلیم ا) کہ ایمان فقط انسان کو بچاوے گا کہ ہم فقط ایمان سے انصاف کئے گئے ہیں یہ بہت مفید اور تسلی کی بھری ہوئی تعلیم ہے (انسٹ ایل ۲) اور اصلاح دین کا باپ یعنے لوتہر کہتا ہے کہ فقط ایمان رکھو اور بغیر روزہ کے سخت کشی اور پرہیز کے بار کی بغیر اعتراف کے تکلیف اور نیک کاموں کی سختی کے یقین ہی جانو تم بچلیئے جاؤ گے تمہارے واسطے نجات ایسی تحقیق اور بے شک ہے جیسے خود مسیح ؑ کے واسطے ہاں گناہ کرو اور خوب دلیری سے گناہ کرو فقط ایمان رکھو اور اگرچہ تم ایک دن میں ہزار دفعہ حرامکاری یا خون کرو صرف ایمان رکھو اور میں کہتا ہوں کہ تمہارا ایمان تم کو بچاوے گا (دی بیبرانی) مفتاح الکتاب کے صفحہ ۱۶۹ میں پلوس کے دوسرے خط کے بیان میں جو قرنیتوں کو لکھا گیا یہ بیان ہے انجیل کی یہ صفت یعنے کہ وہ روح اور راستی حاصل ہونے کا وسیلہ ٹھہرتی اور بر عکس اس کے شریعت (یعنے توریت) الزام دہندہ اور موت تک پہونچانے والی ہے قرنیتون کا ۳ باب - اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ میں پلوس کے اس خط کی بابت جو گلتیوں کو لکھا گیا یہ بیان ہے دین عیسوی کے اصلی عقیدہ پر یعنے کہ گنہگار صرف عیسیٰ ؑ مسیح کی صداقت اور کفارہ پر ایمان لانے سے خدا کے نزدیک مفت میں صادق گنے جاتے ہیں انتہے یعنے یہ کہ انجیل کا اصلی عقیدہ یہی ہے کہ گنہگار صرف مسیح ؑ پر ایمان لانے سے مفت میں نجات پا جائیں گے اب کسی طرح کی نجاست اور برائی سے کیا خطرہ ہے اور عبادت اور ریاضت کی کیا حاجت بلکہ شریعت تو جہنم میں لیجانے والی ہے اور جناب پلوس رسول نے تو نہ صرف حضرت موسیٰ ؑ کے حق میں یہ سب کچھ کہا بلکہ حضرت عیسیٰ ؑ سے بھی اپنے کو بڑا اور کامل ٹھہرایا ہے چنانچہ کلسیوں کا ۱ باب ۲۴ میں پلوس رسول فرماتے ہیں قولہ میں اپنی ان مصیبتوں سے جو تمہارے واسطے کھینچتا ہوں اب خوش ہوں اور مسیح ؑ کی مصیبتوں کی کمتیاں اس کے بدن کے یعنے کلیسیا کے لئے اپنے جسم سے بھرے دیتا ہوں انتہے اس جگہ پلوس مقدس حضرت عیسیٰ ؑ کی مصیبتوں کو ناقص اور اپنی مصیبتوں کو کامل بتلاتے ہیں اور مخزن مسیحی صفحہ ۲۴۲ نمبر ۳ جلد ۴ مطبوعہ مارچ ۱۸۷۱ء میں پادری

والسش صاحب برہمن اور سید کو چماروں اور خاکروبوں کے ساتھ باوجود شغل چرم دوزی اور
پائخانہ صاف کرنے کے تو دلیلوں سے کھانا کھانے کی تاکید اور ضرورت بیان اور ثابت
کر کے فرماتے ہیں کہ خداوند کا ایک حکم ہم سبھوں کے نام پر یہ بھی ہے کہ جب دعوت کریں
تو اندھوں اور لنگڑوں اور لولوں اور مفلسوں کو بلا کر اُن کی دعوت کریں بلکہ اُس نے آپ
ہی میلے میلے مچھوؤں کے پاؤں دھوئے اور بدذاتوں اور کسبیوں کے ساتھ کھایا باوصف
اس کے کہ اکثر آدمی اُس کے یوں کرنے سے اس کی پیروی سے الگ ہورہے۔ انتہیٰ۔
سبحان اللہ یہ میلے میلے مچھوؤں کا خطاب پادری صاحب نے حضرات حواریین کی نسبت
فرمایا اس سے عیسائیوں کا ادب اور عقیدہ دونوں ظاہر ہیں اور جبکہ حضرات حواریوں کا
مرتبہ عیسائی لوگ انبیاء سلف سے زیادہ جانتے ہیں تو اور انبیاء علیہم السلام کا ادب اسی
پر قیاس کر لینا چاہیے پھر ۲ قرنتیوں کے ۱۱ باب ۵ میں پلوس مقدس فرماتے ہیں میں
اپنے تئیں سب سے بڑے رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا ہوں انتہیٰ۔ پھر ۲ قرنتیوں کے
۱۱ باب ۲ میں پلوس رسول آپ کو خدا سے بھی کچھ نسبت دیتے ہیں چنانچہ قولہ مجھے تمہارے
بابت خدا کیسی غیرت آتی ہے انتہیٰ بعض جگہہ پلوس مقدس نے اندھیر بھی ایسا کیا
ہے کہ دن کو رات کر دیا چنانچہ گلتیوں کے ۳ باب ۱۶ میں کہتے ہیں کہ ابراہام اور اُس کی
نسل سے وعدے کئے گئے سو وہ اُسے نہیں کہتا کہ تیری نسلوں کو جیسا بہتوں کے
واسطے بلکہ جیسا ایک کے واسطے کہتا ہے کہ تیری نسل کو سو وہ مسیح ہے انتہیٰ تعجب
یہ ہے کہ خدا نے ہمیشہ اپنی ذات واحد صاف صاف جتا دی وہاں تو یہ لوگ
تثلیث کو قایم کرتے ہیں اور یہاں ساری نسل کو جسے تمام عالم جانتا ہے کہ بیٹا اور بیٹی
اور پوتے اور پڑپوتے ہزاروں لاکھوں انسان مراد ہیں بلکہ سارا جہان نسل آدم
کہلاتا ہے اسے صرف ایک آدمی یعنے حضرت عیسےٰ بتاتے ہیں چنانچہ پلوس آپ
ہی رومیوں کے ۴ باب ۱۶ میں فرماتے ہیں نہ صرف اُس نسل کے لئے جو شریعت
والی ہے بلکہ اُس کے لئے بھی جو ابراہام کا سا ایمان رکھے وہ ہم سبھوں کا باپ ہے
انتہیٰ اور خوبی یہ کہ قوم یہود اُسی وعدہ کے مطابق ملک کنعان کے وارث ہوئی تھی اور

اب نسل اسمٰعیل اسی ملک کی وارث ہے یہاں حضرت عیسےٰ کو اس وعدہ سے کیا علاقہ ہے یہ نئی زبردستی ہے تو بھی خدا کے مقدس لوگ روح القدس کے بلوائے بولتے تھے ۲ پطرس ۱ باب ۲۱ پھر پلوس نے فرمایا کہ پھر اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اس کے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئی تو مجھ پر کیوں گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہے (رومیوں کا ۳ باب ۷) ایک مقام ہے جہاں پلوس نے جھوٹ جائز رکھا اور دوسرا مقام وہ ہے جہاں پلوس رسول نے فرمایا کہ میں شریعت والوں میں شریعت والا اور بے شریعت والوں میں بے شریعت والا رہا (اول قرنیتوں کا ۹ باب ۲۰-۲۲) اور تیسرا جھوٹ پلوس رسول نے یہ جائز رکھا کہ کبھی فرمایا میں یہودی نبی یا مین کے فرقہ کا ہوں (اعمال ۲۱ باب ۳۹ رومیوں کا ۱۱ باب اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۲۵) اور کبھی فرمایا کہ میں رومی ہی پیدا ہوا ہوں اعمال ۲۲ باب ۲۵ و ۲۸ اردو تواریخ ایضاً صفحہ ۵۵) میں نے الہ آباد میں پادری والش صاحب کو اتوار کے دن گرجے میں یہ وعظ کرتے دیکھا کہ یسعیاہ کا اگرچہ دلچسپ بیان ہے لیکن جو کچھ ہم جانتے ہیں یسعیاہ کو بھی اتنا معلوم نہ تھا اور داؤد کا اگرچہ خوب کلام ہے لیکن جتنا ہم جانتے ہیں داؤد بھی اتنا نہ جانتا تھا اور اس کے ثبوت میں متی ۱۱ باب ۱۱ کو دلیل بنایا جہاں لکھا ہے کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ان میں سے جو عورتوں سے پیدا ہوئے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا ظاہر نہیں ہوا لیکن جو آسمان کی بادشاہت (یعنے دین عیسوی) میں چھوٹا ہے اس سے بڑا ہے۔ اتنے ایہی سبب ہے کہ قحط سالیوں میں جو چند کوئی بچاروں کے بچے بالکر پادری[1] صاحبوں نے ہندوستان میں کلیسیائیں جمع کریں اور ہندی اردو وغیرہ پڑھا کر انہیں انجیل پکڑا دی کہ بازاروں میں جاکر منادی کرو اب وہ اپنے سامنے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے کسی عالم کا سوا پادری صاحبوں کے کچھ رتبہ ہی نہیں سمجھتے کیونکہ انہیں یقین ہے کہ اب ہم یوحنا بپتسمہ دینے والے سے جو تمام مخلوقات سے بڑا تھا بزرگ تر ہیں اگرچہ

[1] پادری صاحبوں کے اخبار کوکب ہند لکھنؤ مطبوعہ ۱۳ جولائی ۱۸۸۰ء نمبر ۹ جلد ۲ صفحہ ۲۲ کالم ۲ باہتمام پادری کریون صاحب لکھا ہے کہ جنوبی مغربی ہندوستان کے بسل جرمن ایونجیلیکل مشن میں قریب (دو ہزار) متلاشی ہیں یعنی عیسائی ہونیوالے) جو قحط کے وقت آئے اور اب بپتسمہ پانے کے لئے مسیحی تعلیم پاتے ہیں قحط کے سبب قریب ۱۲۰۰ سو (بارہ سو) لڑکے بھی یتیم خانہ میں شامل کئے گئے ہیں۔ انتہیٰ۔

سایق میں چہار تھے یا خاکروب وغیرہ پس جبکہ جو آسمان کی بادشاہت میں چھوٹا ہے وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے سے جو تمام مخلوقات سے بڑا تھا بزرگ ہے پھر جو آسمان کی بادشاہت میں بڑا ہے اُسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا سے بھی بڑا ہے نعوذ باللہ لیکن ہم پادری والش صاحب کو حضرت داؤدؑ سے بڑھکر کیونکر سمجھیں کیونکہ داؤدؑ کو الہام ہوتا تھا اور پادری والش صاحب کو زبور ہی کی عبارت تک سمجھنا مشکل ہے داؤدؑ یہودی دستور کے بموجب پاک و طاہر ہوتے تھے اور پادری والش صاحب آبدست تک نہیں لیتے ہیں داؤدؑ کا زبور کتب مقدسہ یہود و نصاریٰ میں شامل ہے اور پادری والش صاحب کا طبع زاد کوئی رتبل کے موافق بھی نہیں سمجھتا اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو تب جانیں کہ پادری والش صاحب زبور کو صرف اپنی ہی بیبل سے نکالڈالیں اور گلدستہ طفلان وغیرہ کو اُس میں شامل کردیں ہاں ان باتوں میں البتہ پادری والش صاحب حضرت داؤدؑ سے بڑھکر ہیں کہ حضرت داؤدؑ خدا کو ایک ہی جانتے تھے اور یہ اُس میں تین تک کا شمار بڑھاتے ہیں حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ میرے دل سے مغروری جاتی رہے گی میں شریر سے آشنائی نکروں گا وہ جو چھپ کے اپنے ہمسایہ کی غیبت کرتا ہے میں اُسے جان سے ماروں گا جو بلند نگاہ اور خود بین ہے میں اُس کی برداشت نکروں گا انتہے ۱۰۱ زبور ۵ اور پھر حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں کہ خداوند وہ زبان جس سے بڑا بول نکلتا ہے کاٹ ڈالے گا ۱۲ زبور ۳ اور پادری والش صاحب فرماتے ہیں کہ داؤدؑ بھی اتنا نجانتا تھا جتنا ہم جانتے ہیں دینی و دنیوی تاریخ کے صفحہ ۲۰۰ میں پادری اگسٹس براڈ ہیڈ صاحب جو پادری والش کے الہ آباد میں قایم مقام ہوئے تھے فرماتے ہیں کہ داؤدؑ ہماری مانند خطاکار اور گنہگار تھا اور وہ جو ہوا سو خدا کے فضل سے ہوا اور اُس کے احوال سے ہم یہ بھی سیکھیں کہ جیسی اُس نے رحمت پائی ویسا ہی ہم بھی رحم کو حاصل کرسکتے ہیں انتہے حالانکہ یہی پادری صاحب دینی و دنیوی تاریخ کے صفحہ ۲۶۱ میں فرماتے ہیں کہ داؤدؑ کو نبوت کی روح بخشی گئی انتہے اس سے ظاہر ہے کہ چند روز میں عیسائی علما حضرت داؤدؑ کے مانند نبوت کا دعوی کریں گے مصلح دین عیسوی یعنے جناب مارٹین لوتھر نے اپنی کتاب مسمی بہ ڈمپا پرتوٹیا میں یوں بیان کیا ہے کہ یکایک

آدہی رات کو میں جاگ اوٹھا تب شیطان نے مجھسے یہ گفتگو شروع کی کہ سُن اے فاضل شخص تو نے پندرہ برس جو خلوت میں ماس کو ادا کیا ہے شاید یہ بت پرستی ہو اور مسیح کا خون اور بدن اس میں تہو اور صرف روٹی اور شراب ہی کی عبادت خود تو نے کی ہو اور اوروں سے کروائی ہو اس پر میں نے جواب دیا کہ میں کیا مسیح ہوا پادری ہوں اور مجھکو بشپ نے مقرر کیا ہے اور میں جو کچھ کرتا ہوں اپنے بڑوں کی اطاعت اور حکم سے کرتا ہوں شیطان نے جواب دیا یہ سچ ہے مگر ترک اور غیر قوم بھی جو کچھ کرتی ہیں اپنے بزرگوں کی اطاعت سے کیا کرتی ہیں اور اسی طرح یوربعام کے کاہن بھی گرم جوشی سے اپنے کام کیا کرتے تھے کیا اگر تیری تقریر ایسی جہوٹی ہو جیسے ترک اور سامریوں کے کاہن اور اُن کی عبادت جہوٹی ہے لوتہر کہتا ہے کہ یہ باتیں سنکر مجھکو پسینا آگیا اور دل کانپ نے لگا اور شیطان میرے رو میں بہت معقول دلیلیں اپنے موقع سے لاتا تھا الحق اس مباحثہ میں اُس نے مجھکو مغلوب کیا سو میں چپکا کہڑا ہو کر اُس کی اُن دلیلوں کو جو اُس نے میرے تقریر اور پادری گری کے بطلان میں پیش کیں سُنا کیا چنانچہ اُس نے پانچ دلیلیں بیان کیں بعد اُس کے لوتہر کہتا ہے کہ اس ضرورت اور تنگی میں میں شیطان کو اپنی پرانی ڈہال لیکر ہٹا دیتا تھا کہ ایمان اور ارادہ کلیسیا کا نیکی پر ہے لیکن شیطان نے کہا کہ بتلاؤ تو سہی کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ بے ایمان اور شریر آدمی دوسرے شخص کو مسیح کر سکتا ہے لوتہر کہتا ہے کہ شیطان کی دلیلوں اور اعتراضوں کا میں کچھ جواب نہ دیسکا الاسکرمنٹ میں مسیح کی حضوری کا قایل رہا انتہےٰ مرات الصدق صفحہ ۹۱-۹۸ میں لکھا ہے فاکس کہتا ہے کہ مارتین لوتہر ایلیاس ہے اور قطب اور منزل رسان اسرائیل اور اسی نظر سے بعد مسیح اور ولی پلوس کے اس کی تعظیم کرنا واجب ہے لیکن لوتہر کا تو حال یہ ہے دیکھو مرات الصدق صفحہ ۹۴ وغیرہ جس نے ایک متروک رسوائن کہترائن نامی کے ساتھ تمام عمر حرامکاری اور زنا بین بسر کی اور فلپ نامی ایک رئیس کو دو جوروان رکھنے کی اجازت دی اور بعضی جگہہ میں وہ کہتا ہے کہ انسان دس یا زیادہ جوروان ایک ساتھ رکھہ سکتا ہے (مسٹر من دی میت) دوسری جلد میں اپنی تصنیفات کے وہ خدا کی نسبت ایک کفر بیجا بکتا ہے ایسا کفر کہ جس کے پڑہنے سے ہر ایک عیسائی کے خون میں مرچیں لگیں پھر

توریت و انجیل کو جو خدا کا پاک کلام ہے تمام تر بے شرمی اور بے حیائی سے بگاڑتا ہے اور تین پہلے صحیفوں یعنے ولی متی ولی مرقس اور ولی لوقا کی انجیلوں کو کہتا ہے کہ جھوٹی ہیں اور ولی یعقوب کے مکتوبوں کو کہتا ہے کہ گھاس کے پولہ سے بہتر نہیں اس کے ترجمہ وثیقہ جدید میں جو اُس نے ڈچ زبان میں کیا ہے اسٹافیلس نامی نے زیادہ ایک ہزار چار سو سے اختلاف عمد (یعنے دیدہ دانستہ) پائے ہیں (الیذوپ صفحہ ۸۴) علاوہ اس روی کے وہ ایک بڑا بے ٹھکانہ شرابی تھا یہاں تک کہ اُس کی بکثرت شراب خواری پر الیمان کے ملک میں دایم الخمر دن میں ایک مثل بنی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے یعنے آؤ ہم لوتھر کی مانند پیویں۔ لوتھر اپنے خط میں سکین کے شہزادہ کے نام لکھتا ہے کہ شیطان میرے سر میں اکثر اوقات ایسا ناچتا گاتا پھرتا ہے کہ میں نہ لکھہ سکتا ہوں نہ پڑہ سکتا ہوں (اپسل او ایلکی سکیس وغیرہ صفحہ ۲۰۵) پھر لوتھر کہتا ہے اکثر میرے خوابگاہ کے کمرے میں شیطان میرے ساتھہ آتا ہے اور بارہا میں اور وہ باہم کھانا کھاتے ہیں کہ ایسے اتفاق میں میں ایک پیمانہ سے زیادہ نمک کھا گیا ہوں (کان دویم مریم صفحہ ۱۹) لوتھر کہتا ہے کہ ان شیطانوں میں سے بعضے بد اندیش و شریر تھے اور جبکہ میں نیند میں غافل سوتا ہوتا تھا میرے اخروٹ وغیرہ توڑ توڑ کر کھڑ کا کرتے تھے اور خالی تنگ کو بھی پر سے نیچے ڈہلکاتے تھے اور بعض اچھی طبیعت کے اور خوش مزاج شیطان تھے جو دن میں میرے ساتھہ چلتے پھرتے تھے اور رات کو ساتھہ سو رہتے تھے مگر دو شیطان ایسے تھے جنہیں لوتھر اُن کی قابلیت اور حکمت کے سبب زیادہ پسند کرتا تھا چنانچہ وہ کہتا ہے کہ میں ایک جوڑی ایسی عجیب شیطانوں کی اپنے پاس رکھتا ہوں گویا وے انتخاب ہیں روے زمین کے علماء ربانیوں کے اور یہ دونوں ہر دم میرے پاس رہتے ہیں (کال نیس جرم صفحہ ۲۰۳) اور اکثر میری کترائن سے زیادہ مجھہ سے لپٹ کر سوتے ہیں (ایضاً ۲۰۷) علاوہ اس کے لوتھر کہتا ہے کہ آدہی رات کے وقت شیطان نے مجھے جگایا اور حسب معمول ایسی عمیق اور زبردست آواز سے میرے ساتھہ مباحثہ کیا کہ میرے ہر ایک مسام سے ٹھنڈا عرق چو (یعنے ٹپک) نکلا اور میرا دل دہڑکنے لگا اور بعد بحث بالا کلام کے وہ یعنے شیطان مجھہ پر غالب آیا (دی مشا پر دیتا ایذ دتن تام ۷ صفحہ ۲۲۸) شیطان اس پر متقاضی ہوا

کہ میس یعنے نماز کو موقوف کرے وغیرہ اور اُس کی دلیلیں ایسی مضبوط تہیں کہ لوتہر کہتا ہے کہ مجہپر اطاعت کرنا لازم آیا پس اس طرح لوتہر نے شیطان کو اپنا رہنما اور ہادی بناکر فوراً تعمیل حکم پر کمر باندہی اور کاتہولک دین کو مسمار کرنا اور پروٹسٹنٹ مذہب تعمیر کرنا شروع کیا اور اس مہم کو انجام تک پہنچانے کے قصد سے اُس نے وہی دلیلیں اور حجتیں جو شیطان نے اُسکے مغز میں بہری تہیں پیش کیں پہر مرات الصدق صفحہ ۹۸ میں لکہا ہے کہ ایسا شخص مست شہوت پرست زناکار جس نے اوروں کو زنا میں پہنسوایا جس نے نہایت ہولناک کفر لکہے اور توریت وانجیل کو بگاڑا عالم نشر شرابی شیطان کا یار وصحبتی ابلیس سے متکبر ومغرور تر مفسدوں اور سقاتلوں کی تلقین ومنادی کرنے والا کیونکر حضرت عیسیٰ مسیح ۲ اور ولی پاولس سے تشبیہ دیا جاوے معاذ اللہ معاذ اللہ اگر ایسا شخص پروٹسٹنٹوں کا ولی اور سنٹ ہو تو بہلا اُن میں سے گنہگار کیسے ہوں گے تاریخ سلطنت انگلیشیہ صفحہ ۲۰۶ میں لکہا ہے کہ اُس زمانے کے لوگوں کی طبیعتوں میں جادو اور نجوم اور اکسیر کے توہمات باطل بہت ہی سمارہے تھے۔ جاہلوں کا یہ عقیدہ تھا کہ علوم وفنوں میں جو باتیں نئی نکلتی ہیں اُس میں شیطان کی مدد کو بڑا دخل ہے افسونگری کی لغو تہمت غریب بڑہیوں پر اکثر دہرے جاتے تھے اور جس قدر کوئی عورت زیادہ بوڑہی او ضعیف اور مرجہائی ہوئی ہوتی تھی اُسی قدر اُس پر افسونگری کا شک زیادہ گزرتا تھا چنانچہ سیکڑوں بڑہیاں اسی علت میں ہلاک کی گئیں انتہےٰ۔

پہر مرات الصدق صفحہ ۳۹-۱۴۰ میں ہے بادشاہ ہنری آٹہویں نے جو انگلستان کے پراٹسٹنٹو کا مربی تھا اپنی بیاہی بی بی شہزادی کتر ائن کی ساتھ انیس برس رہنے کے بعد کہ اسی عرصہ میں دو اور عورتیں الیز بتہ بلاینٹس نامی سر گلبرٹ بلاینٹس کی بیوہ اور مریا بولین نا آن بولین کی بہن بہی رکہتا تھا (دیکہو لنگارڈ کی تواریخ انگلنڈ جلد ۴) چاہا کہ اپنی منکوحہ ملکہ کو نکالدے اور بسبب اس کے کہ پوپ نے یہ بات قبول نکی اُس نے شرم وحیا کو اوٹہا کے آنا بولین کے ساتہ شادی کرلی جو بموجب بعضے لکہنے والوں کے انہاکے اُس کی حرام کی بیٹی تھی (ساندرس کی کتاب دینی انگریزی تفرقہ پردازوں کے صفحہ ۱۵) باوجودیکہ اس کی شرعی ملکہ کیترائین زندہ تھی اور بادشاہ نے نہ پوپ سے نہ پارلیمنٹ سے طلاق کی اجازت پائی تھی چند روز بعد اس شادی کے اُس

بادشاہ نے ایک اور عورت، جین سمیور نامی سے رغبت کی اور قضیہ فساد کر کے ۱۹ مئی ۱۵۳۶ء کو انابولین کا سر کاٹ ڈالا اور دوسرے دن جین سمیور سے شادی کی وہ بھی جیتی نہ بچی اور بعض روایت کرتے ہیں کہ دائیوں نے درد زہ کے وقت بادشاہ کے حکم کے بموجب چھریوں سے جیتی کا پیٹ چاک کر ڈالا (اسپل میں دی نان تیسرا کلیسیا صفحہ ۳۴۸) اس کے بعد کلیوس کے اناّ اس کی جورو ہوئی جس کے ساتھ اس نے پوپ کے جلانے کو شادی کی مگر اول روز نکاح سے اس سے بھی تلخ نفرت کی گھر سے نکال دیا اور لیڈی کترائین ہاورڈ کے ساتھ فوراً نکاح کیا یہ اُس کی پانچویں جورو تھی لیکن چند روز نہ گذرے تھے کہ ۱۲ فروری ۱۵۴۲ء کو ناورہل پر اس کا بھی سر کٹوا ڈالا اور بس جلد کترینا پار سے شادی کی یہ اُس کی چھٹی اور پچھلی جورو تھی اگرچہ اُس کے بھی قتل کا فرمان تیار ہو ہی لیا تھا مگر بچ گئی ان سب خونوں اور مکروہ زنا کاریوں میں آرچ بشپ کریمر نامی نے جو پروٹسٹنٹ مذہب کی بنیاد ڈالنے والوں میں تھا بادشاہت کی مدد اور دلاوری کی انتہے اور ایسا ہی تاریخ سلطنت انگلیشیہ ترجمہ سرشتہ تعلیم پنجاب مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۳۶۶۔۱۸۳ میں مفصل مرقوم ہے اور انگریزی تواریخ گولڈ اسمتھ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء صفحہ ۹۱۔۹۴ تک بھی ایسا ہی لکھا ہے پھر مرات الصدق صفحہ ۴۸۔۵۴ میں لکھا ہے کہ پروٹسٹنٹ کی ابتدا میں چھ سو چھتالیس خانقاہیں نوسو مدرسے دو ہزار تین سو چہتر عبادت خانے اور مرفوع القلم گرجے اور ایک سو دس شفاخانے مالکان جائداد (روسن کیتھلک) سے چھین لیے گئے اور یا تو کم قیمت سے فروخت کر دیے گئے اور یا مصاحبوں نے آپس میں تقسیم کر لئے اور ہزاروں غریب کمبخت خانماں سے محروم ہو کے ننگے برہنہ دروازوں کے باہر نکال دیئے گئے علاوہ اس کے ان کا دست طمع یہاں تک دراز ہوا کہ انہوں نے مُردوں کو بھی باقی نہ چھوڑا اُن کی لاشوں کو خواب عدم میں ستایا اور کفن تک اوتار لیئے صندوقوں کی پوشش پھاڑ لیں اور ایک اتفاق میں بادشاہ نے اس بے امتیاز لوٹ سے اتنا کچھ اکھٹا کیا کہ دو صندوق جو بھرے تھے سولہ آدمی اوٹھا سکے پھر تاریخ سلطنت انگلیشیہ صفحہ ۲۰۸ اور مرات الصدق صفحہ ۹۴۔۹۶ میں ہے کہ سمرسٹ کے ڈیوک نے جو ایک عرصہ پروٹسٹنٹ مذہب کا سرگروہ تھا سنٹ میری کا گرجا اسٹرینڈ شہر میں اور تین بشپوں کے مکان منہدم

کرڈالے تاکہ اُن کے سامان سے اپنے لئے ایک کوٹھی بناوے (گولڈ اسمتھ تواریخ انگلنڈ صفحہ ۱۴۴) مگر معماروں نے دریافت کر کے کہ لوازمہ اور درکار ہوگا اور سامان چاہا ڈیوک یعنے نواب مذکور نے حکم دیا کہ سنٹ مریت کا گرجا وسیٹ منسٹر میں گرادو لیکن جبکہ مزدوروں نے سیڑھیاں لگائیں محلہ والوں نے مسلح ہوکر بیلداروں کو روک دیا اس نواب نے پھر ایک بہت عمدہ خانقاہ پر جو تو بہ کا گرجا کہلاتا تھا اور متعلق اُس کے ایک قطعہ زمین کا جس کے وسط میں ایک گرجا بنا ہوا تھا اور ایک عبادت خانہ بہت خوبصورت اسی احاطہ میں تھا دسویں اپریل کو معماروں کو واسطے مسمار کرنے عمارات مذکورہ بالا کے تعین کیا اور سامان ان مکانوں کا قسم پتھر اور شہتیر اور لوہا وغیرہ سے اپنی کوٹھی کی تعمیر میں لگایا اور ہڈیاں مردوں کی جو ان مکانوں میں سے نکلی تھیں ایک ناتیار کھیت میں جو فنسیری کا کھیت کہلاتا تھا دفن کرادیں مگر یہ سب سامان بھی جبکہ ڈیوک مذکور کی کوٹھی کے لئے کافی نہوا تو اُس نے مینار اور اکثر حصے ولی جان اور شیلبی کے گرجے کے بارود سے اڑادئے اور لوازمہ اس گرجا کا بھی اپنی کوٹھی کی تعمیر میں صرف کیا علاوہ اس کے بارکنگ کا گرجا اور ولی پورس کا گرجا علےٰ ہٰذالقیاس ولی نکولاس کا گرجا مسمار کیا گیا اور ڈیوک مذکور کی نئی کوٹھی میں جو سمرسٹ کا گھر کہلاتی مصالحہ ان سب گرجوں کا خرچ میں آیا اسی عرصہ میں پروٹسٹنٹوں نے ولی مارٹین کے مدرسہ کا گرجا گرادیا اور اُس کے گھنٹے شیشہ پتھر لکڑی آئینہ اور لوہا بیچ ڈالا اور مشرق رویہ ایک مکان شراب خانہ بنوایا (ڈاکٹر بیلن کی تواریخ زیغارم) واہ کیا اچھا بدلا ہے کہ گرجے مسمار کرکے شراب خانہ بنوایا جائے بادشاہ ہینری ہشتم نے مائلس مارٹرج نامی کے ساتھ قماربازی میں عیسیٰ مسیح کے گرجے کے گھنٹوں کی شرط بدی چنانچہ مائلس مذکور نے وہ گھنٹے بازی میں جیت لئے اور اُن کی دہات کو گلا کر مفید مطلب اپنے فروخت کرڈالا۔ اور اہل پراٹسٹنٹوں نے گرجوں کی معاشوں پر چڑھائیاں کیں اور محاصل ان گرجوں کا فضولیوں میں خرچ کیا اور اپنے نوکروں کو واسطے پرورش شکاری کتوں اور باز شکروں گھوڑوں اور باغوں کی تعمیروں کے لئے دیا۔ ان سب غارتوں اور لوٹوں کے درمیان میں وے سب کتب خانے جنکا ذکر جی بیل رورو کر ان لفظوں سے کرتا ہے یعنے اُنہوں کی کتابیں غرق کیں اور اُن کے ورق کباب کے سیخوں کے صرف

میں لائے اور اُن سے اپنے شمعدان اور جوتے صاف کئے اور بعض کتابیں پنساریوں اور صابون بیچنے والوں کے ہاتھ بیچیں اور صدہا کتاب سمندر پار جلد سازوں کے ہاتھ فروخت کیں کچھ سوچا پاس نہیں بلکہ جہاز بھرے ہوئے مذہب کی کتابوں کو اس طرح برباد کیا جنہیں دیکھکر غیر قوموں کو تعجب آیا اور کہتا ہے کہ ایک سوداگر نے جس سے میں واقف تھا دو کتب خانے فی کتب خانہ بیس ۲۰ روپیہ کو خرید کئے انتہےٰ۔ پھر مرات الصدق صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ میں لکھا ہے کہ ۱۵۴۳ء میں لوتھر نے ویسٹ میسٹر مین مسینا کی ایک لڑکی پر سے شیطان اوتارنا چاہا لیکن جیسا یہودی شیطان اوتارنے والوں پر ماجرا گذرا جنکا اعمال ۱۹ باب ۱۶ میں ذکر ہے شیطان نے کودکر لوتھر پر حملہ کیا اور اُسے مع اُس کے ہمرائیوں کے زخمی کیا استافیلس نامی ایک شخص نے جو دیکھا کہ شیطان نے اُسکے استاد لوتھر کی گردن پکڑ رکھی ہے اور گلا گھونٹے ڈالتا ہے مکان سے کافور ہوجانے کا ارادہ کیا مگر بے حواسی سے قفل در کھول نہ سکا آخر ایک کلہاڑی جو خادم نے کھڑکی سے اندر پھینک دی تھی اوٹھالی اور دروازہ کو توڑکر چنپت ہوگیا (استافیلس کی معذرت تام صفحہ ۴۰۴) دوسری جگہہ بلسیک نامی مؤلف کالون کی زندگی کے بیان میں ذکر کیا کہ کالون بھی لوتھر کی مانند پراٹسٹنٹ مذہب کا مخترع اور پیشوا تھا علے ہذا القیاس ایل سوریس نامی مورخ ذکر کرتا ہے کہ کالون نے ایک شخص کو جس کا نام بروبیس تھا رشوت دیکر اس بات پر راضی کیا کہ تو دم سادہ کے لیٹ جانا اور مردہ کے مانند بے حس و حرکت پڑا رہنا اور جس وقت میں تجھے پکاروں کہ اے بروبیس مردہ جی اوٹھہ تو بس وہیں حرکت کرکے اوٹھہ بیٹھنا گویا مرکر جی اوٹھا اور اُس کی جورو سے بھی یہ بات ٹھہرائی کہ جس وقت تیرا خاوند جعلی مردہ بنے تو گریہ و زاری کرنا جبکہ بطمع زر یہ سب کچھ ہو لیا تب کالون آموجود ہوا اور باآواز بلند پکار اکر رو دُوست میں اُس مُردہ کو جلا دوں گا اور کچھ دعائیں پڑھنے کے بعد کالون نے اُس کا ہاتھ پکڑکے پکارا اور خداوند کے نام سے حکم کیا کہ اوٹھہ مگر بروبیس کی حقیقت میں جان نکل گئی تھی اُس کی جورو زار زار نوحہ جانگداز کرنے لگی اور چلائی کہ جسوقت قرار داد ہوا میرا خاوند جیتا تھا اور اب لتے کے مانند مُردہ اور ٹھنڈا ہے

پھر مرأت الصدق صفحہ ۱۰۰ میں ہے شاہزادی مریم کی حین سلطنت آرائی پراٹسٹنٹوں نے مشہور کیا کہ الڈریٹ معروف ایک دروازے کی پرانی سنگین دیوار میں ایک روح بولتی ہے اور بہت عجائبات ظاہر کرتی ہے اور یہ روح سنجیدگی سے فرماتی ہے کہ آسمان سے پراٹسٹنٹوں کو پوپ کی معتقد شاہزادی مریم کے ٹکڑے کرنے اور کاتھولک دین کو بے نام و نشان کر دینے کو اُتری ہوں اس بات پر چند روز لوگوں نے یقین کیا مگر آخر کار دیوار مذکور کو جو گرایا تو اُس کے اندر سے ایک الیزبہت کرافتس پراٹسٹنٹ تھگنی نکلے جسے عوام کے بہکانے اور اندھا بنانے کے قصد سے جوف دیوار میں میٹھا دیا تھا ہنوز یہ عیاری ہو بھی چکی تھی کہ پراٹسٹنٹوں نے ایک جوان ہم عمر اور ہم شکل بادشاہ ایڈورڈ چھٹے کا ڈھونڈھ نکالا اور ظاہر کیا کہ بادشاہ موت سے جی اُٹھا ہے اور اب مریم کو تخت و تاج سے محروم کر کے بادشاہ کو اورنگ نشین کرنا چاہیے یہ بادشاہ مصنوع ایک جوان فیندر سٹن نامی تھا (وارڈس انگل ریف صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸) بیکر کا وقایع ڈاکٹر ہیلن کی تواریخ ترمیم دین اور اور پروٹسٹنٹ سورخون کی تالیفات کے پڑھنے سے ہم ایک تواتر عجائبات کا پاتے ہیں جو کہ روز ترمیم دین سے واقع ہوئے اور جس سے علانیہ آشکار ہے کہ خدائے قادر مطلق پراٹسٹنٹ مذہب سے بیزار و ناراض ہوا تمت کلامہ

پھر مرأت الصدق صفحہ ۹۷ میں لکھا ہے کہ حرامکاریاں زناکاریاں اور فحش کی ترقی (اسٹرامٹ کی کتاب) اور یہ مکروہ عیب فی زمانہ ایسے پھیلے ہیں کہ فقط لندن میں کم سے کم پچاس ہزار کسبی ہے اور اسی شمار سے بیرونجات میں (العلنکس ان کا میوسٹی) مخلوق روز بروز ترقی جاتی ہے انتہےٰ یوحنا ۶ باب ۷۰ میں مسیح نے یہوداہ اسکریوطی کو شیطان فرمایا اور متی ۱۶ باب ۲۳ میں پطرس کو شیطان کہا اور حضرت مصلح دین عیسوی یعنے مارٹین لوتھر کا صلاح کار بھی شیطان ہوا پس عیسائیوں کے گناہوں کے کفارے یعنے مسیح کی مصلوبی کا باعث شیطان اور عیسائی دین کے رواج کا باعث شیطان اور عیسائی دین کی اصلاح کا باعث شیطان ہے اور حضرت عیسےٰ کا آزمانے والا شیطان ہے متی ۴ باب اور حضرت عیسےٰ کی بابت پہلے جو پیشین گوئی ہوئی اُسکا باعث شیطان ہے پیدایش ۳ باب ۱۵ یہانتک کہ پلوس رسول کے بدن میں کانٹا بھی شیطان تھا ۲ قرنیتون کا ۱۲ باب ۷) اور پلوس رسول کو روکنے والا بھی شیطان تھا

(تسلونیقیوں کا ۲ باب ۷ اور ۸) پس ایک شیطان حضرت آدم ؑ کے بہشت سے نکالے جانے کا باعث ہوا۔ اور دوسرا شیطان مصلوبی مسیح ؑ کے وسیلہ اولاد آدم ؑ کے بہشت میں جانیکا باعث ہوا لیکن خزینہ بیت المال لقمۂ مساکینست نہ طعمۂ اخوان الشیاطین۔

اب فاکس کا حال سنیئے جس نے حضرت لوتھر کو الیاس اور قطب وغیرہ ٹھہرایا کہ فاکس کی کتاب سنتوں اور شہیدوں کی سراسر پردروغ ہے اور اُس بڑی جلد میں ایک روایت بھی ایسی نہیں جو مکذوب مختلف نہو (ریل آف ٹرائل وغیرہ صفحہ ۶۹) جیسا کہ لکھا ہے کہ فاکس کی کتاب کے دو صفحوں پر ایک سو بیس [۱۲۰] جھوٹ پائے گئے اور ایف پارسنس جس نے بغور فاکس کی کتاب کا امتحان کیا ہے کہتا ہے کہ اگر سچ پوچھو تو اُس میں کم سے کم دس ہزار جھوٹ ہیں۔

(انگلس کا ن فیلیکس کمپنی ۱۱۰) انتونی وڈ ایک پراٹسٹنٹ لکھنے والا لکھتا ہے کہ فاکس نے اکثر ایسی غلطیاں کی ہیں کہ زندوں کو شہید قرار دیا ہے از مرأت الصدق صفحہ ۸۵ پھر رسکا کو نفیسر (جس کا ذکر فاکس ۵۱۱ وغیرہ میں ہے) یہ شخص ایک مشہور بے شرع باغی اور خونی بوہیمیا میں تھا اور اپنے تئیں قاتل درویشان خطاب دیا تھا اور بعد بیشمار قزاقیوں اور خونوں کے وبا میں مرگیا اور مرتے وقت وصیت کی کہ میری کھال کا ایک طنبور بنائیو کہ تمہارے دشمن اُس کی آواز سے ڈرتے رہیں اور مرأت الصدق صفحہ ۸۹۔ کتاب مقدس کا ترجمہ مارٹین لوتھر نے ڈچ زبان میں کیا تھا اُس کی بابت زونیگلس بڑے عالم فرقہ پراٹسٹنٹ نے مارٹین لوتھر کو یوں لکھا تھا اے لوتھر تو بگاڑتا ہے کلام خدا کو تو صریح بڑا بگاڑنے والا اور پلیٹ دینے والا پاک کتابوں کا ہے تجھ سے ہمیں کتنی شرم آتی ہے کہ ہم ابتک تیری بے حد قدر کرتے تھے اور اب ایسا ثابت کریں کہ تو ایسا ہے انتہے اور اُس کے عوض میں مارٹین لوتھر نے ترجمہ زونیگلس کو خارج کیا تھا اور دین کے مقدمہ میں زونیگلس کو احمق اور گدہا اور دجال اور فریبی کہتے تھے اور لگرمن صاحب اس ترجمہ کے حق میں لکھتا ہے کہ یہ ترجمہ عہد عتیق کی کتابوں کا خصوصاً کتاب ایوب اور اور پیغمبروں کی کتابوں کا داغی (یعنے عیب دار) ہے اور کچھ تھوڑا نہیں اور ترجمہ عہد جدید کا بھی داغی ہے اور کچھ تھوڑا نہیں اور تیسرا اور اوسیاندرین جناب مارٹین لوتھر کو کہتے تھے کہ تو نے ترجمہ غلط کیا ہے اور سٹافیلس اور امیرس نے اس ترجمے

سے ترجمہ عہد جدید میں چودہ سو خرابیاں نکالی ہیں کہ وے بدعتی ہیں اور عمداً کی گئیں (ازمرات الصدق صفحہ ۹۴) بیزا کا ترجمہ جس کے اہل انگلستان پیرو ہیں اُس کا یہ حال ہے کہ ایکولمپیدیس اور علماء بیزل کے کہتے ہیں کہ یہ ترجمہ بہت جگہہ میں بد ہے اور بالکل روح القدس کے مخالف اور فاضل مولی نس کہتا ہے کہ بیزا حقیقت میں عبارت متن انجیل کی تبدیل کرتا ہے اور کاستیلیوکہ کالونی مذہب کا ایک فاضل ہے اور بقول اوسیانڈر کے واقف اور زبان دان ہے اپنی کتاب میں جو در باب اثبات خرابیوں ترجمہ بیزا کے لکھی ہے ملامت کر کے کہتا ہے کہ اُس کی میں سب غلطیاں نہ لکھوں گا اس لئے کہ اُس کے واسطے ایک بڑی کتاب چاہیے تو لی نس کہتا ہے کہ کالون نے اپنی کتاب ہارمنی میں انجیل کی عبارتوں کو تہ وبالا کر دیا اور انجیل کے لفظوں پر اندھیر کیا اور متن میں عبارت بڑھا دی اور مسٹر کارلائیل کہتے ہیں کہ انگریزی مترجموں نے مطلب کو فاسد کیا سچ کو چھپایا اور جاہلوں کو فریب دیا اور انجیل کے سیدھے مطلب کو ٹیڑھا کیا اور ان لوگوں کو نور سے ظلمت اور سچ سے جھوٹ زیادہ پسند ہے انتہے۔ اور اس کی بابت اگر کچھ اور بھی تحقیقات منظور ہو تو اس کتاب کے کلیسیا ۳ سکرمنٹ ۵ کے آخر میں دیکھنا چاہیے فقط اس کے سوا انجیل میں بھی شاعرانہ مبالغے ہیں کہ جو الہامی طرز کلام کے خلاف معلوم ہوتے ہیں چنانچہ یوحنا ۲۱ باب ۲۵ میں ہے پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وے جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما تیں انتہے۔ اور متی ۸ باب ۲۰ میں ہے ابن آدم کے لئے جگہہ نہیں جہاں اپنا سر دھرے انتہے اور لوقا ۱۹ باب ۴۰ میں ہے کہ اگر یہ (لوگ) چپ رہیں تو پتھر چلائیں گے انتہے بھلا کہیں آج تک پتھر بھی آدمی کی طرح چلائے ہیں اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلعم کے ہات میں سنگریزوں نے کیسی گواہی دی تھی تو میں کہتا ہوں کہ پہلے وہ اُن سنگریزوں کی گواہی کا اقرار کرے تب پتھر چلانے کا الزام جاتا رہے گا پھر لوقا ۱۳ باب ۳۲ میں ہے کہ مسیح نے ہیرودیس بادشاہ کی نسبت کہا جاکے اُس لومڑی سے کہو الخ اگر کوئی کہے کہ قرآن مجید میں یہودیوں کو گدھے سے نسبت دی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں ایک مثل بیان ہوئی اور یہاں اُسی کو لومڑی کہا ہی پس

کیا وہ انسان لومڑی تھا اور یوحنا ۱باب ۸ میں ہے سب جو مجھ سے آگے آئے چور اور بٹ مار ہیں الخ پس اُسے کون الہامی کہہ سکتا ہے۔ الہامی کلام یہ ہے۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى

یعنے کہہ (ای محمد) ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس پر جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور وہ جو کہ دیئے گئے موسیٰ اور عیسیٰ، الخ۔

سورہ آل عمران رکوع ۱۲

اور جو آگے آئے وہ تو سب حضرت عیسےٰ کے بزرگ اور اجداد تھے اُنہیں کو چور اور بٹ مار فرمایا اس لئے یہ قول حضرت عیسےٰ کا ہرگز نہیں ہے کیونکہ پانچوان حکم تو یہی ہے کہ تو اپنے ماں باپ کی عزت کر استثناہ باب ۱۶۔

سکرمنٹ ۸

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (سورہ انعام ع ۸)

اور چھوڑ دے اُن لوگوں کو کہ پکڑتے ہیں دین اپنے کو کھیل تماشہ اور فریب دیا ہے اُن کو زندگانی دنیا نے

از رومن ترجمہ قرآن مطبوعہ مشن پریس الہ آباد ۱۸۴۴ء جس پر علماء عیسائی نے اپنے طور کا الزامی حاشیہ لکھا ہے۔

اب اگر کوئی کہے کہ کیا سب عیسائی باوجود علم و لیاقت کے ایسے نادان ہو گئے کہ کوئی بھی اُن میں ایسا انصاف دلی نہیں رکھتا کہ اپنے دین کے نقصون اور اپنی کتاب کی غلطیون اور کسی سچے دین کی باتوں کو دریافت کرے تو اُس کے جواب میں ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یونانی فیلسوفوں اور اس زمانہ کے بھی بت پرست علماء کے حال پر نظر کرنا چاہیے کہ جو اُن میں زیادہ عالم ہیں زیادہ بت پرست ہیں اور اسی طرح یہودیوں کا حضرت عیسےٰ کی بابت خیال کرنا چاہیے اور عیسائیوں نے جب صلیب کا ایک لال نشان اپنے اپنے ساتھ لیکر ۱۰۹۶ع کے قریب یروسلم پر چڑھائی کی تاکہ مسلمانوں کے قبضے سے اُسے نکال لیں اُس وقت پاپائے روم کے حکم سے جو کہ آپ کو دنیا میں قایم مقام حضرت عیسےٰ کا کہتا ہے (ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۴۲ سطر ۳-۹) اس عظیم تر لڑائی میں ہر ایک عیسائی نے اپنے گناہوں کی معافی کا

مژدہ سُنکر تمام عالم کے عیسائی کیا امیر اور کیا غریب دیس کے دیس بیت المقدس پر چڑھ گئے
ہندی تواریخ کلیسیا جس کو ٹلب بارتھہ صاحب نے ایمانی زبان میں لکھا اور پھر انگریزی
اور اُس سے بعد ناگری میں ترجمہ ہوئی اور ۱۸۹۹ء میں کلکتہ کے بپ ٹسٹ مشن پریس میں
چھپی اُس کے تیسرے حصہ کے ۲ و ۳ باب صفحہ ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ میں لکھا ہے
کہ اُس وقت اُن لاکھوں مبارزوں میں یقیناً کتنے ہی دیندار لوگ بھی ہوں گے کہ اُس لڑائی
کو جائز سمجھ کر اُن میں شریک ہوئے ہوں گے لیکن سبھوں کو انہیں کے موافق ٹھہرانا لازم
نہیں آخر کو ایسی لڑائی ہوئی کہ اُن لاکھوں میں صرف ساٹھ ہزار جیتے بچے اور یروسلم میں اپنا
دخل کر لیا مگر مسلمانوں سے لڑائی موقوف نہوئی اور تمام عیسائیوں میں اس لڑائی پر جانے کا
حوصلہ پیدا ہوا ایک دفعہ ایک لاکھ لڑکوں کی فوج بیت المقدس کو چل نکلی مگر ہنوز ایمان کی
حد سے باہر نہ گئے تھے کہ کئی حصے اس فوج کے غارت ہو گئے بعد اُس کے کئی بادشاہوں نے
بڑی بڑی فوجیں لیکر یروسلم پر چڑھائی کی یہاں تک کہ بادشاہ رچرڈ اول نے جس کے لقب
کا ترجمہ شیر دل ہے اپنے ملک اسکاٹلنڈ کو بیچ کر اور فلپ بادشاہ فرانس سے متفق ہو کر
یروسلم پر چڑھائی کی مگر ۱۱۸۷ء میں یروسلم پھر مسلمانوں کے قبضے میں آگیا اُس کے بعد
انگلستان اور یورپ کے بڑے بڑے زبردست بادشاہوں نے دو سو برس تک اپنی تمام
طاقت سے یروسلم پر لڑائی کی اور ساٹھ لاکھ عیسائی اُن لڑائیوں میں قتل ہوئے مگر
بیت المقدس پر قابض نہو سکے انتہےٰ اور اُس کی بابت جیسا قرآن مجید میں خدا نے
فرمایا تھا پورا ہوا کہ ایسوں کو نہیں پہونچتا کہ داخل ہوں وہاں مگر ڈرتے ہوئے اُن کو دنیا میں
ذلت ہے اور اُن کو آخرت میں بڑی مار ہے انتہےٰ (سورہ بقر رکوع ۱۴) پس جو لوگ کہ اس لڑائی
سے لوٹ کر آئے اُنھوں نے اپنے ملک میں آکر کہا کہ ہم بہت سے تبرکات خوب جانچ
کر بیت المقدس سے لائے ہیں جیسے مسیح کی صلیب کے ٹکڑے اور مسیح کا خاص لباس
اور وہ ہتھیار جن سے مسیح کو ڈکھ دیا تھا (یوحنا ۱۹ باب ۳۴) اُس ستارے کی کرن جو پورب
کے مجوسیوں نے حضرت عیسےٰ کے پیدا ہونے کے وقت دیکھا تھا (متی ۲ باب ۱-۱۲)
یروسلم کے گھنٹوں کی کچھ آواز اور حضرت یعقوب نے جو آسمانی سیڑھی خواب میں دیکھی

تھی (پیدایش ۲۸ باب ۱۰-۱۲) اوس کی ایک لڑی وہی کاٹا جو پلوس رسول کو ڈکھہ دینے
کے لیئے رکہاگیا تھا (۲ قرنتیون کا ۱۲ باب ۷) اور اُس وقت کے اکثر آدمی ایسی باتوں کا یقین
کر کے جن مکانون میں یہ خیالی اور بے اصل تبرکات رکہتے تھے اُن کی زیارت کرنے کو جاتے
تھے انتہے ایس جو لوگ کہ اس ناجائز لڑائی پر گئے تھے اُن کی وہ بے وقوفی مورخ کلیسیا کے
بیان سے ظاہر ہے اور جو لوٹ آئے اُن کی اور بھی عجیب عقل کا بیان ہے اور جو رہ گئے تھے
اُن کی عقل کا یہ حال تھا غرض یہ کہ این خانہ تمام آفتاب بست پھر وہی مورخ کلیسیا صفحہ ۱۶۰
میں کہتا ہے کہ یہ سنکر تعجب سے تم ضرور کہوگے کہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ لوگ ایسے بے وقوف ہو جائیں
مگر یقیناً ایسا ہی ہے کہ اُس وقت ایسی ہی تاریکی چھا گئی تھی کیونکہ سب لوگ خدا کے کلام کی
سمجھ اور سب طرح کا فہم کہو بیٹھے تھے تم کلامہ تاریخ سلطنت انگلشیہ سرشتہ تعلیم پنجاب
کے واسطے مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۸۵ میں لکھا ہے کہ انگلستان کے کل
باشندے بادشاہ سے فقیر تک بڑے دن کو عجیب عجیب لباس پہنکر اور چہرے لگا کر
بہروپیے بنجاتے تھے اور جن لوگوں کو چہرے میسر نہوتے وہ اپنا منہ ہی کالا کر لیتے تھے اور گلی
کوچوں میں غل مچاتے اور ڈہول بجاتے پھرتے تھے اور بعض اوقات اسی ہئیت سے
گرجا میں نماز کے وقت چلے جاتے تھے یہ لوگ بیشتر بکروں اور ہرنوں اور سانڈوں کے
چہرے پہنتے اور اکثر بدن پر کہالیں بھی پہن لیتے تھے تاکہ پورے حیوان نظر آئیں انتہے
اور پادری گرجے میں سوانگ بھرتے (یعنے بہروپے بنتے) اور اسے مزیکل پلے یعنے اعجازی کرتب
یا مسٹریز یعنے اسرار کہتے تھے اگرچہ اس ڈہب سے جہال کو توریت و انجیل سے واقف کرنا تھا مگر
اس میں بیہودگی بھی بہت ہوتی تھی دیکھو تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۲۱۸-
عیسائی دین میں جو کوئی ایکبار اصطباغ لیکر پھر دوسری بار بھی اصطباغ لے تو اُس نے گویا
دوبارہ مسیح کو صلیب پر کہینچا اور اسے سخت بدعتی جانتے ہیں رومن تواریخ کلیسیا کی جلد
ثانی صفحہ ۴۷ میں لکھا ہے کہ جب دائی ڈین مارک ہیرولڈ نے ۸۲۶ء میں انگلہیم شہر میں
جہاں لوئیس قیصر مقیم تھا بپتسما پایا اُس وقت قیصر نے بادشاہ اور اُس کے رفیقوں کو بہت سے
خلعت عطا کیے تب سے دستور ہو گیا کہ ملک ڈین مارک کے باشندے خلعت کے لالچ سے

ہر سال قیصر کے محل میں حاضر ہوا کرتے اور بپتسما لیتے تھے چنانچہ ایک سال اس ملک کے لوگ اس قدر اکٹھے آئے کہ سفید جامے جو بپتسما کے امیدواروں کو ملتے تھے بقدر کافی تیار نہ ہوئے قیصر نے حکم دیا کہ پادری لوگوں کی گرتے اہلی پوشاک لیکر اس سے بناویں ایک اہل ڈین مارک نے جو عالی خاندان تھا وہ پیراہن پاکر بپتسما لیا اور پانی سے نکل کر بہت غصہ میں کہا کہ ابتک میں نے بیس۲۰ بار اس جگہ میں بپتسما لیا ہے اور ہر وقت اچھا جامہ پایا ہے مگر اب کی دفعہ مجھے ایسا چیتھڑا ملا جو ہرگز سپاہی کے لایق نہیں بلکہ سور کے پالنے والے کے لایق ہے انتہے پس عالی خاندان لوگوں میں اس زمانہ کے اسقدر جہالت اور بیوقوفی تھی تو کمینوں میں کس قدر زیادہ سمجھنا چاہیے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سور پالنے والے فرنگستان میں بھی قدیم زمانہ میں کمینے لوگ تھے ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۳۸ سطر ۶ و ۷ و ۸ میں لکھا ہے کہ کرسٹیانوں کی عقل ایسی بگڑ گئی اور بہت بگڑتی جاتی تھی کہ ان کو کرسٹیان نام کے عیت پرست کہنا چاہیے اور صفحہ ۶۳ سطر ۵ و ۶ میں لکھا ہے کلیسیا جیسے روز بروز بڑھتی گئی ویسی ہی نئی نئی باتوں کو جو حواریوں کے وقت میں نہیں تھیں جاری کرنے کا موقع ملا پھر صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے حواریوں کے زمانہ کے بعد جیسے کلیسیا کی اقبالمندی بڑھتی گئی ویسی ہی ظاہر ہے کہ پاکیزگی اور روحانی طاقت اس کی بہت گھٹتی گئی انتہے۔ گاڈفرے ہیگنس صاحب اپنی کتاب کے دفعہ ایک سو تینتیس ۱۳۳ میں لکھتے ہیں کہ پادری اور اعلے پادری مسیح کی نتھنوں تلے کی بدبو ہوگئے تھے اب محمد نے ان کے دور کرنے سے اپنے آپ کو ایسا عمدہ انجیل کا معتقد عیسائی بنایا کہ ہم نے اس وقت سے آج تک کوئی نہیں دیکھا (حمایۃ الاسلام صفحہ ۱۷ دفعہ ۱۳۲ مطبوعہ ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۳۹ میں ہے کہ نویں صدی عیسوی میں ازراہ بدعت کے ایک عورت پوپ ہوئی۔ اور بڑی ہی حسن تدبیر سے تین ۳ برس تک کلیسیا کا انتظام کرلی رہی یعنی اس وقت تک جبکہ اس کی عورت ہونے کا حال لڑکے کے جننے سے کھل گیا تو تھرے کے نظم و نسق تک اس حادثہ کو کا تھولک نہ غیر قابل الاعتماد جانتے تھے اور نہ یہ کہ اس بات سے کلیسیا کی کچھ اہانت تھی انتہے پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱ ۴ میں لکھا ہے کہ علماء دین کے ان حسدوں اور جھگڑوں کے

سبب ہے جو کہ اقتدار کے لئے اُن میں برپا تھے دین مسیحی کو اسکے معلموں کے کمال و تعلیم سے بہت ہی ضرر پہونچا و نیوی ہوا و ہوس اور بے قید استیعاب لذات اور انیس جہالت علماء دین کی گویا کہ شعار تھی اور دینی عہدوں کا علانیہ بکنا اس کا سبب بڑا کہ وے عہدے نالائقوں اور لچوں کے ہاتھ لگیں انتہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ میں ہے کہ چوتھی صدی عیسوی میں پہلے پہل ملک مصر میں عیسائیوں میں رہبانیت شروع ہوئی اور وہاں سے سارے مشرق اور افریقہ کے اکثر ملکوں میں اور روم میں پہیل گئی انتہے پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۱ میں ہے کہ پانچویں صدی میں ایک دیوانہ فرقہ اسٹائیلٹس یعنے اسطوانہ نشین نکلا اور اُس کا یہ رویہ تھا کہ مختلف ارتفاع کے اساطین پر ساری عمر کاٹیں اور سرے والے سیمیون نے ساٹھ ہاتھ کے پیل پایہ پر سینتیس ۳۷ برس کاٹے اور اُسی پر مرگیا انتہے۔ پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۶۸ میں لکھا ہے کہ ولایت روس میں آٹھویں صدی میں دین مسیحی مروج ہوا مسیحی ہونے کے بعد اہالی سویڈن نے نویں صدی عیسوی میں پھر بت پرستی اختیار کی انتہے رومن تواریخ کلیسیا کی جلد ثانی صفحہ ۱۵۲ میں لکھا ہے کہ نگا ہبانوں یعنے پادریوں میں ایسی جہالت پہیل گئی تھی کہ اُس بڑی مجلس میں جو سنہ ۴۳۱ء کو شہر افسس میں جمع ہوئی ایک اسقوف اور ایک بزرگ اپنا اپنا نام تک نہ لکھہ سکے انتہے یعنے بالکل لکھنا پڑھنا نجانتے تھے کیونکہ تواریخ کلیسیا کے اسی مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ دولتمند ہونا جماعتی عہدوں کے پانے کا عین وسیلہ ٹھہرا تھا یعنے دولتمند ہونے سے پادری کا عہدہ ملتا تھا نہ یہ کہ عالم ہونے سے اور گرجوں میں دن بہر موم کی بتیاں جلاتے تھے (رومن تواریخ کلیسیا جلد ثانی صفحہ ۱۵۳) اور مردے کی نجات کیلئے عفونامے اس مضمون کے کہ ہم نے اس کے گناہ بخشدیے اب بہشت میں اُس کو جگہہ دی جائے کلیسیا سے لکھے جانے کا دستور سیکڑوں برس تک جاری رہا پھر اُسی تواریخ کلیسیا کی جلد ثانی صفحہ ۲۴۷ میں لکھا ہے کہ دینداری گھٹنے کے جو احوال اوپر مرقوم ہوئے کم تعجب کا باعث ہوں گے جس وقت خیال کریں کہ اُن ممالک کے باشندے پہلے بت پرست تھے پر بڑا تعجب ہوتا ہے جس وقت قدیم کلیسیا پر نگاہ کریں اور اُن کے درمیان دینداری کا وہی زوال پاویں جو اُن نومریدوں میں ہوا اُن کے درمیان سیدنی مثل دریا کے بہ گئی

تھی اور یہاں تک صدی بہ صدی بڑھتی رہی اس کی تباہی اور بھی گہری ہوتی گئی پھر صفحہ ۱۷۵ میں لکھا ہے روم کی کلیسیا کی (جو تمام کلیسیاؤں کی ماں بلکہ ملکہ ہے) کیسی خوفناک صورت ہوئی جب وار اسمنت کی مالک دو داشتہ عورتیں تھیں جب اور اسقفوں کا درجہ انہیں کی مرضی کے مطابق ان کے دوستوں کو ملا بلکہ پاپائی منصب خود انہیں کے کہنے سے مقرر کیا گیا پھر اسی تواریخ کلیسیا کی جلد ثانی صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے قول ایک لاطینی مثل ہے جس کے یہ معنے جیسے بادشاہ ویسی رعیت جس حال کہ کلیسیا کے منتظموں کے درمیان اس طرح بے انتظامی اور بے دینی موجود تھی تو کیونکر ہو کہ نیچے عہدوں کے پادریوں سے بہتر حال کی امید رکھیں بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ اسقفوں وغیرہ کلیسیا کے درجہ داروں کے عہدے آشکارا فروخت ہوتے تھے اور لوگ فقط اس لحاظ سے مول لیتے تھے کہ ان کے وسیلے سے اپنی دولت بڑھاویں چھوٹے درجے کے پادری اکثر ایسے بے علم تھے کہ کتابوں کو مشکل سے پڑھ سکتے بلکہ عبادت کے وقت نماز یاد سے پڑھتے اور بعضے تھے جن سے اتنا کام بھی مشکل سے ہوا اسقفوں میں سے بعضے تھے جو ہتیار باندھ کر سپاہ گری کرتے انتہے فورموسس کی وفات کے بعد اس کے مدعی پوپ استیفان ہفتم نے اس کی لاش کو قبر سے کھدوا منگوایا اور اُسے اسقف کی پوشاک پہنا اس کے جرائم کی تجویز کرا اور مجرم ٹھہرا اس کا سر کاٹ کر دریائے تبر میں لاش کو پھینک دیا فورموسس کے دوستوں نے اس کی لاش کو جال سے اوٹھایا۔ ایک دوسرے پوپ سرجیس ثالث نے اس کمبخت کی لاش کو پھر اوکھڑوا منگوایا اور دوسری بار اسے دریا میں پھینک دیا دو بدذات عورتیں ماروزیا اور تھیوڈورا کئی سال تک دربار پوپ کا کاروبار کرتی رہیں اور مقدس پطرس کے تخت پر اپنے دو آشناؤں (یا اُن کی اولاد السفاح) کو مقرر کیا انتہے (از لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۴۷) اُن ایام میں کہ جب علماء دین ایسے فاسق تھے کہ اس زمانہ کی تاریخ بغیر نفرت و کراہیت کے نہیں پڑھی جاسکتی ہے پوپ کا عہدہ اکثر نیلام پر چڑھایا جاتا تھا بنیڈکٹ ہشتم اور یوحنا نوزدہم دونوں بھائیوں نے ایک کے بعد ایک نے مقدس پطرس کے تخت کو نیلام میں مول لیا اور تاکہ تخت مقدس انہیں کے خاندان میں رہے ان کے دوستوں نے بنیڈکٹ نہم کے لئے خریدا کہ جس کی عمر ان دنوں بارہ برس کی تھی (ایضاً صفحہ ۴۹)

جان ڈیون پورٹ صاحب کی کتاب جس کا ترجمہ مؤید الاسلام ہے مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ ۱۶۰۳ء میں بادشاہ انگلنڈ جمیس اول نے اپنی کتاب جنّی کو تیسری دفعہ چھپوایا اس کتاب میں بادشاہ نے جنّوں کی رسموں اور چڑیلوں وغیرہ کی سازشوں اور پہچان کی ترکیب لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ انہیں سزا دینا ضرور ہے۔ پارلیمنٹ نے اُس زمانہ میں ایک قانون جاری کیا جس میں جادوگروں کے واسطے وہی سزائیں لکھی تھیں جو بادشاہ نے اپنی کتاب جنّی میں تجویز کی ہیں اور اس قانون کی تعمیل بڑی سرگرمی سے کی جاتی تھی اسی طرح اس بادشاہ کی تخت نشینی کے زمانہ سے سترہویں صدی کے آخر تک تین ہزار ایک سو بانوے آدمی گریٹ برٹین میں جادوگری کے الزام کے سبب قتل ہوئے اگرچہ اس تعداد کا کسی کو یقین نہ آئے مگر یہ بالکل سچ ہے اِن لوگوں میں جو اسطرح مارے گئے وہ دو بیوائیں بھی شامل تھیں جنہیں ہیل صاحب جج کلان نے اُن کے دشمنوں کے اس بیان پر پھانسی دلوادی کہ اُنہوں نے تین بچوں پر جادو کیا ہے اور وہ بچے ایسے بیمار ہیں کہ وہ بچے کچہری میں نہیں حاضر کئے جاسکتے مگر جب تک وہ دو بیوائیں پھانسی پاچکیں اُس کے دوسرے دن تینوں بچے جج صاحب کے سامنے صحیح وتندرست حاضر ہوئے اور الزام لگانے والوں نے بیان کیا کہ جوں ہی اُن دونوں عورتوں کو پھانسی ملی اُسی دم یہ بچے اچھے ہوگئے ۱۶۲۵ء میں جمیس اول نے انسٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا اور تاہم اِس نمودی بادشاہ کو جسے مورخوں نے عیسائی ملکوں کا نہایت عقلمند لکھا ہے اور جسے مکولی صاحب کے قول کے موافق خدا تعالیٰ نے تخت پر اس واسطے بیٹھایا تھا کہ دنیا کو یہ معلوم ہوجائے کہ ایسے آدمی کو بادشاہ نکرنا چاہیئے اس وقت کے کین بری شہر کی آرچ بشپ نے یہ کہا کہ بے شبہہ جو کچھ حضور اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں روح اللہ کی خاص مدد بغیر نکلنا نامکن ہے مؤلف میکنش صاحب کی تاریخ ترقی علم جلد دوم صفحہ ۳۱۰ اس مصنف کا قول ہے کہ اس زمانہ میں بڑے جادو کے الزام لگانے والے اشخاص مندرجہ ذیل تھے اسکاٹ لنڈ کا چھٹا جمیس وپوپ انوسنٹ ومتہم ناسپر ٹنگر پوڑی نس وہوس فیس اسی زمانہ میں یعنے ۱۶۰۱ء پرتگال کے محکمہ تحقیقات مذہب نے ایک انگریز کے گھوڑے کو پھرا کر اس الزام پر جلوادیا کہ یہ جواد چھلتا

اور کودتا ہے یہ بغیر شیطان کی مدد کے نہیں اُٹھتے۔ پادری اسکاٹ صاحب مفسر رومن تفسیر انجیل نے مجھ سے بیان کیا کہ امریکہ کے ایک شہر میں کسی عیسائی دیندار صاحب نے مشہور کیا کہ چند روز کے بعد مسیحؑ کا آسمان سے نزول ہوگا اور اُس کے لئے دن اور تاریخ مقرر کر کے بتلا دیا لوگوں کو اس کا اسقدر یقین ہوا کہ اپنے مال و اسباب سے دل برداشتہ ہو گئے خوب خرچ کرنا اور خیرات دینا شروع کر دیا یہ سمجھ کر کہ اب دنیا میں رہنے سے کیا کام ہے بہشت میں چلکر رہیں گے اور ایک صاحب نے اپنا سارا گھر لٹا دیا اور آسمان پر پہن کر جانے کے جامے بیچنے کی دو دکانیں بازار میں قایم ہو گئیں کثرت سے وہ جامے بکنے لگے جاموں کے خرید و فروخت کا خوب بازار گرم رہا اور اُس دن کہ جس میں مسیحؑ کا آنا ٹھہر گیا تھا سب نے آسمان پر جانے کے لئے ہر طرح سے آپ آپ کو طیار کیا اور شام سے اپنے مکانوں کی چھتوں پر وہ جامے پہن کر جا بیٹھے کہ یہیں سے آسمان کو روانہ ہوں گے اتفاقاً اُس رات کچھ ابر آگیا اور بادل گرجا (اوّل تسلونیقیوں کا ۴ باب ۱۶ و ۱۷) اور بھی زیادہ سب کو یقین ہوا کہ خداوند کا پیش خیمہ آیا اور خدا کا نرسنگا پھونکا گیا اب مسیحؑ کا آنا جلد ہوا چاہتا ہے سب نے پکارنا شروع کیا کہ اے خداوند جلد آ۔ اے خداوند جلد آ (مکاشفات ۲۲ باب ۲۰) غرضکہ اسی طرح اُس ابر کی طرف پکارتے پکارتے حلق خشک ہو گیا اور صبح ہو گئی تب تو چہرے فق ہو گئے اور آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور آسمان بھی صاف ہو گیا تھا تب کھل گیا کہ سراسر بے وقوفی کے دریا میں ڈوبے تھے گھر بار لٹا دینے کی شرم سے پانی پانی ہونے لگے آسمان پر جانے کے جامے زمین میں سما جانے کے لئے کفن ہو گئے۔ مسیحؑ کا انتظار اشد من الموت ہو گیا اُنہوں نے تو دنیا میں مرے زندہ کئے تھے اور یہ جیتے جی مر گئے۔

وہ رات صبح ہوئی نالہ ہائے زار کیساتھ قیامت آگئی عیسیٰؑ کے انتظار کیساتھ

مرآۃ الصدق مؤلفہ پادری بیڈیلی صاحب اور ترجمہ طامس انگلس صاحب حسب ارشاد پادری مریا انجلو صاحب چھاپہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۲۵-۲۹ میں لکھا ہے کہ شروع سلطنت

۱؎ کیونکہ خداوند آپ دھوم سے مقرب فرشتوں کی آواز کیساتھ خدا کا نرسنگا پھونکتے ہوئے آسمان پر سے اُترے گا اور جو مسیح میں ہو کر مرے ہیں وہ پہلے اُٹھیں گے بعد اُس کے ہم میں سے جو جیتے ہیں ان کے ساتھ بدلیوں پر ناگاہ اُٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خداوند سے ملاقات کریں سو ہم خداوند کے ساتھ ہمیشہ رہیں گے (اوّل تسلونیقیوں کا ۴ باب ۱۶ و ۱۷) اور وہ یہ کہکے اُن کے دیکھتے ہوئے اوپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا (اعمال ۱ باب ۹)

بادشاہ ہنری ہشتم میں انگلینڈ کے باشندے کل کاتہولک تھے مگر جبکہ پوپ نے اسی شہزادی کے طلاق دینے اور دوسری سے جیساکہ بعضے روایت کرتے ہیں یعنے اُس کی بیٹی سے شادی کرنے کی اجازت نہ دی بعد اُس کے یہ بادشاہ دین پروٹسٹنٹ نباتے والا ٹھہرا اور نیا ایمان بنانا شروع کرکے عبادت کی نئی طرز ڈالی اُس نے طرز عبادت کو اتنے متفاوت نقشوں میں بدلا اور ایسا متواتر اور جلد جلد بدلا کہ مخلوق اُس کی پیروی میں قاصر رہی اور ان کمی بیشیوں سے جو ہنری نے خاص اپنی ذات سے قوم کے طرز ایمان میں کہیں تہوڑے تھے جو جانتے تھے کہ کیا خیال کریں اور کس چیز کا اقرار کریں یہ لوگ اگرچہ اُس کی تعلیموں کی پیروی کرنے کو تیار تھے گو وہ تعلیمیں کیسی ہی ذلیل اور باہم مختلف تھیں مگر بسبب اس کے کہ وہ ہمیشہ انہیں بدلتا تھا وے بمشکل اُس کا تعاقب کر سکتے تھے ایسا جلد کہ جیسا وہ اون کے آگے بڑہا جاتا تھا (ڈاکٹر گولڈاسمتھ کی تاریخ انگلستان صفحہ ۱۳-۱۶) اس کے مرنے سے پیشتر اُس نے اور اُس کے نئی پروٹسٹنٹون نے ایمان اور عبادت کا نقشہ بنایا اور جو کوئی اُس نقشہ پر عمل نکرے تو اُس کے لئے زندہ جلایا جانا سزا تھی (ہیلوس کی تاریخ گزیر جلد ۳ صفحہ ۲ ۱۴۳) یہ نقشہ عبادت کا پارلیمینٹ کے احکام سے ۱۵۴۷ء میں بدلا گیا سال آئندہ ۱۵۴۸ء میں ایڈورڈ ششم نے بارہ بشپ اور چھ پادریوں کی کمیٹی کو حکم دیا کہ عبادت کا دوسرا نقشہ بنادیں اور ۱۵۵۳ء میں اُنہوں نے اپنی عبادت کا طور بدلا اس اتفاق میں اکثروں نے خیال کیا کہ یہ پچھلی ترمیم نے عبادت کے طرز کو کامل کیا ہوگا مگر افسوس کہ ۱۵۵۹ء میں ملکہ الیزبتھ عبادت کے طریق بنانے میں دست انداز ہوئے اور اُس نے ایک عجیب کم و بیشی کی۔ بادشاہ جیمیس اوّل نے ۱۶۰۳ء میں پھر نماز کا دستور بدل ڈالا اور بعد اُس کے ۱۶۶۲ء میں بادشاہ چارلس دوئم نے پھر اُسے تبدیل کیا اور آخرکار ۱۶۸۹ء میں پراٹسٹنٹون نے پھر اپنی عبادت کی راہ و رسم کو بدلنے کا ارادہ کیا مگر پیشتر اس سے کہ کام انجام کو پہونچے تہک گئے اور عاری آئے (دیکھو ڈوڈ کی تواریخ گزیر جلد ا صفحہ ۳۵۵ و تاریخ انگلستان مصنفہ گولڈاسمتھ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء صفحہ ۱۰۰) جس پر ڈاکٹر ہیووف سیٹن نے کہا کہ یہ اصلاح اور اولٹ پلٹ مانند ایک لنگورے کے تھی جو نہیں جانتا کہ اپنی دم کو کس طرف

پھیرے انتہے تاریخ سلطنت انگلستیہ صفحہ ۲۸۰ میں ہے کہ اس بادشاہ ہنری ہشتم کے تلوّن نے جو رنگ نکاحوں کے معاملہ میں دکھایا وہی گل امور مذہب میں کھلایا انتہے اب اگر کوئی عیسائی کہے کہ مسلمانوں میں بھی شیعہ اور حنفی اور شافعی وغیرہ کچھ کچھ بظاہر عبادت کے طریق میں اختلاف رکھتے ہیں اگرچہ یہ اختلاف وہ نہیں ہے جیسا کہ پروٹسٹنٹوں میں لیکن اس اختلاف کو بھی ثابت کرنا چاہیے کہ کس بادشاہ اسلام نے مسلمانوں کے دستور عبادات میں تبدل کیا تھا جیسا کہ عیسائیوں میں کیا گیا۔ فلپ ملانکتھن نامی ایک مشہور مصلح مذہب عیسوی نے کہا ہے کہ لڑکپن میں میں نے سُنا کہ واعظ لوگ انجیل کو چھوڑ ارسطو کی دانائیوں کا وعظ کرتے تھے اور میں نے استط گارڈ شہر کے ایک عبادت خانہ میں ایک واعظ (یعنے پادری) سے یہ بھی سُنا کہ اگر انجیل کبھی کھو جائے تو ارسطو کی دانائیوں کو یاد رکھنے سے کلیسیا کو وہی فائدہ ہوگا جو انجیل سے ہوتا از ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپٹسٹ مشن کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۱۶۳ پھر اُسی تواریخ کلیسیا کے صفحہ ۱۶۵ میں لکھا ہے کہ پاپا صاحب نے آپ ہی عفونامہ کا مطلق اختیار اپنے ہاتھ میں لیا اور وہ ایسے عفونامُوں کو روپے لیکر یا کسی قیمت پر بیچا کرتا تھا۔

روم کے حاکموں نے جو عفونامے اس طرح بیچنے کا دستور جاری کیا اُس کا ایک پہل یہ تھا کہ محتاج لوگ جنہیں مول لینے کا مقدور نہ تھا انہیں کچھ تسلی نہیں ہوتی تھی یہ دھوکا دہی یہاں تک بڑھ گئی کہ لوگ جانتے تھے کہ جو لوگ راہبوں کا لباس پہنتے ہیں وہ اچھا سا ثواب بھی پاتے ہیں اس لئے اکثر بادشاہ اپنے مرنے کے وقت وصیت کرتے کہ ہمیں راہبوں کا لباس پہنا کر دفن کیجیو انتہے۔ انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۲۳ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۵ جلد ۴ مطبوعہ مئی ۱۸۷۱ء مشن پریس الہ آباد مرتبہ پادری جے جی والش صاحب میں لکھا ہے کہ لوگ مع خادم دینوں اور درویشوں کے محض نادان اور باطل پسند ہو گئے تھے انہوں نے صورتوں اور تصویروں اور تبرکات کی چیزوں کا پوجنا شروع کر دیا۔ اس کے سوا اس وقت کے خادم دینوں کا بھی یہ مقولہ تھا کہ اگر لوگ ہمیں زر نقد دیں تو اس سے بھی اُن کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں ایسی ایسی وجہوں سے لوگ یہ باطل خیال کرنے لگے کہ ہم کیسے ہی گناہ کبیرہ کیوں نکریں اگر

ہم خادم دینوں کو زر کافی دے دیں تو خدا ہمیں اُس کی سزا نہ دیگا کہتے ہیں کہ اُس زمانہ میں ایک دولتمند تھا کہ جس نے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے کثرت سے روپیہ دیا تھا یہاں تک کہ وہ ایک دن یہ کہنے لگا کہ اگر میں تین سو برس تک جیتا رہوں (اور گناہ کئے جاؤں) تو بھی وہ روپیہ جو میں نے دیا ہے میرے گناہوں کی معافی کے لئے کفایت کریگا انتہے۔

پھر انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۰۳ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۳ جلد ۴ مطبوعہ مارچ ۱۸۷۱ء میں لکھا ہے کہ اُن کے پیشوائے دین اور درویش لوگوں کو اور بھی بُرا بنانے میں اُن کی مدد اور تائید کرتے تھے وہ خود تصویروں کے آگے جھکتے اور مقدسوں اور فرشتوں سے دعا مانگتے تھے علاوہ اس کے اُنہوں نے مقدسوں کی ہڈیاں جمع کرکے اُن کا نام تبرک رکھا اور اُن کو لیکر عبادت گاہوں کے اندر سونے اور چاندی سے مڑھے ہوئے صندوقوں میں ایک بڑے تکلف کے ساتھ بند کیا اور ریا آمیز دعوے کر کے اس بات کو مشہور کیا کہ اِن ہڈیوں میں اب بھی معجزہ دکھلانے کی قدرت ہے انتہے۔ پھر انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۵۹ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۷ جلد ۴ مطبوعہ جولائی ۱۸۷۱ء میں لکھا ہے کہ شلاق بازیعنے اپنے اوپر کوڑے مارنے والے لوگ پہلے ۱۲۶۰ء میں ملک اطالیہ میں نمودہوئے اور چند عرصہ کے اندر یورپ کے قریب تمام ملکوں میں پھیل گئے اِن لوگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ زن و مرد امیر و فقیر سب کے سب ایک ساتھ ملکر اور ایک بڑا غول ہو کر سڑکوں اور میدانوں میں عنقریب برہنہ اپنے کو چابک سے پیٹتے اور چیخ مارتے ہوئے دوڑتے چلے جاتے تھے لیکن شاید تم پوچھو کہ کیا وہ سب کے سب پاگل تھے نہیں بلکہ اس بات کے کرنے میں اُن کا یہ مقولہ تھا کہ ایسا کرنے اور اپنے اوپر سختی اُٹھانے سے ہم خدا کے منظور نظر ہوں گے اور ہمارے سب گناہ معاف ہو جائیں گے انتہے۔

لہ انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۸۲ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۲ جلد ۴ مطبوعہ فروری ۱۸۷۱ء میں ہے کہ جزیرہ کریٹ میں ایک یہودی نے ۴۳۲ء کے قریب موسیٰ ہونیکا دعوے کیا تھا اور کہا تھا کہ میں خدا کی طرف سے اِن یہودیوں کو جو جزیرہ کریٹ میں ہیں نکال لیجانے اور اُن کی پیشوائی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں اور جسطرح میری وساطت سے پیشتر بنی اسرائیل بحر قلزم سے پار گذر گئے اسیطرح یہ بھی اِس سمندر سے گذر جائینگے اِس بات کی ترغیب میں وہ قریب ایک برس کے مشغول رہا اسکے بعد جب وہ دن جسمیں کہ وہ سب وہاں سے خروج کرنیکو تھے آیا تب بہت سے لوگ بھی اپنی جورو اور بچوں کے اُس کے پیچھے ہوئے اور چلتے چلتے ایک بلند پہاڑ کے دامن میں ایک ایسی اونچی زمین پر جا پہنچے کہ سمندر اُنکو صاف نیچے نظر آتا تھا پہونچے تب اُسنے اُنہیں حکم دیا کہ وہ سب کے سب سمندر میں کود پڑیں اُس وقت اُن لوگوں نے جو سب کے آگے تھے اُسکے حکم کی تعمیل کی اور سمندر میں کود پڑے اور بہتیرے اُنمیں سے یا تو چٹانوں سے ٹکریں کھا کر مر گئے یا پانی میں ڈوب کر ہلاک ہوئے لیکن اُنمیں سے بعضوں کو کتنے ملاحوں نے اپنی ڈونگیوں کے وسیلہ سے زندہ نکالا جب اُن لوگوں نے دیکھا کہ اِس شخص نے ہمیں بڑا فریب دیا تب وہ سب اُسکی تلاش کرنیکو نکلے لیکن وہ تو اُن کے درمیان سے کافور ہو گیا تھا انتہے۔ ۱۲

پھر انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۴۳ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۵ جلد ۴ مطبوعہ مئی ۱۸۷۱ء میں ہے کہ ۱۰۷۳ء میں ہلدبرنڈ نے جو گرگوری ہفتم بھی کہلاتا تھا تمام خادم دینوں کو مجرد رہنے کا حکم دیا تھا اور ان کو جو عیال دار تھے اپنی جوروؤں کو چھوڑ دینے اور ان سے کچھ سروکار نہ رکھنے کا حکم ناطق دیا انتہیٰ۔ حال میں ایک ٹکٹ ان ٹکٹوں میں سے بڑی قیمت پر بکنے آیا جسے بیان کرتے ہیں کہ ملوس نے قرنیتون کے نام والے خطوں میں لگایا تھا (انڈین آئنی بس مطبوعہ ماہ جون ۱۸۷۶ء نمبر ۱۴)

پائنیر مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۸۷۶ء میں لکھا ہے کہ مسٹر ریس صاحب جو ایک بیرسٹر انگلستان کے تھے وہ کوہ ارارات پر گئے تھے یہ وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت نوح کی کشتی جا کر ٹھہری تھی یہ کشتی اب بھی وہاں موجود ہے اور اس میں سے ایک پرزہ اپنے ہمراہ لائے تھے اب ایک کمپنی انگلستان میں قایم ہوئی ہے کہ اس کشتی کو جس طرح پر ہو سکے وہاں سے لاوے (از اودہ اخبار نول کشور مقام لکھنؤ مطبوعہ ہشتم نومبر ۱۸۷۶ء صفحہ ۱۹۸۴ کالم ۳ نمبر ۱۳۵ جلد ۱۸ مطابق بستم شوال ۱۲۹۳ھ) (پائنیر کے اڈیٹر پادری صاحب ہیں جو لارڈ بشپ ہو گئے ہیں)

اندلجنس گناہوں کی معافی کی ایک سند ہوا کرتی تھی جس کا یہ مضمون تھا اے فلانے ہمارا خداوند یسوع مسیح تجھ پر رحم کرنے میں حواریوں کی نہایت کے اقتدار سے جو مجھکو سپرد ہوا تجھکو کلیسیا کی اُس ملامت اور الزام اور تکلیفات سے جن کا تو مستوجب ہوا ہے بری کرتا ہوں علاوہ اس کے اُن تمام زیادتیوں اور تقصیروں اور گناہوں سے جو تجھ سے سرزد ہوئے ہیں کیسے ہی کیوں نہ بڑے ہوں اور کسی سبب سے وقوع میں آئے ہوں اگر وہ ساری خطائیں پوپ ہمارے مرشد کی معافی کے لئے رکھتے گئے ہوں میں ساری نالیاقتی کے نشان اور بدنامی کے داغ جو جو تجھ پر اس وقت تک ہوئے ہوں مٹاتا ہوں اور اُن تکلیفات کو جو تو اعراف میں پاوے میں دور کرتا ہوں کلیسیا کے تمام سکرمنٹ میں تیرا حصہ نیا قایم کرتا ہوں اولیاؤں کی گروہ میں تجھکو شامل کرتا ہوں اور اُس پاکی اور نیکنامی میں جو اصطباغ پاتے وقت تجھکو حاصل تھی پھر داخل کرتا ہوں پس مرنے کے وقت سب دروازے جس سے گنہگار رنج وسزا میں داخل ہوں تیرے لئے بند ہو جائیں اور اس کے بدلے خوشی اور عیش کا دروازہ

جو بہشت کو جاتا ہو تیرے واسطے کھولا جائے اور اگر تو بہت برسوں کے بعد مرے تو یہ معافی تیری زندگی کی آخر ساعت تک قایم رہے گی باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے آمین

دستخط فرانز جیانن نثزن لمستری

اور شہر ناصرہ میں اُس خانقاہ کے گرجے کے اندر جو حضرت مریمؑ کا مکان مشہور ہے پادری لوگ ایک سوراخ دکھلاتے اور کہتے ہیں کہ عیسےٰؑ لڑکپن میں اپنے دشمنوں سے بھاگ کر اسی میں چھپا تھا جو حاجی کہ اس گرجے کی زیارت کرتے وہاں سے کچھ ریزے توڑ لاتے ہیں اس دستور سے وہ مقام کچھ بڑھ گیا ہے اور ایک بڑا پتھر ہے جسے وہ کہتے ہیں کہ اس پر عیسےٰؑ اور بارہ حواریوں نے کھانا کھایا تھا اُس پتھر کے اردگرد بھی ایک گرجا اُنہوں نے تعمیر کیا ہے اور اُس گرجے کی دیوار پر پاپا صاحب کا ایک سارٹیفکیٹ ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ یہ دوامی روایت ہے جو سب پوربی اطرافوں میں جاری چلی آئی یہ وہ ہی میز ہے جس پر خداوند مسیحؑ اور اوس کے شاگرد کھانا کھاتے تھے اور پاک روم والی کلیسیا اُن لوگوں کو جو اُس کی زیارت کریں سات برس تک گناہوں کی معافی دیتی ہے بشرطیکہ وہاں جاکر خداوند کی دعا پڑھے اور کہے کہ اے مریم پسندیدہ سلام تجھ پر اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ شخص دیندار ہو انتہے ازالکتاب کے مقامات المعروف چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۱ء ترجمہ پادری شیرنگ صاحب صفحہ ۲۴۱ و ۲۴۲ یہ عجیب بات ہے کہ ہنوز اُس کی صحت کامل طور پر ثابت نہیں اور صرف پوربی روایت پر سات برس کے گناہوں کی معافی دے دی اس مقام پر حضرت عیسےٰؑ کا وہ قول جو لوقا ۱۸ باب ۸ میں لکھا ہے کیا ہی صادق آتا ہے کہ کیا ابن آدم زمین پر اگر ایمان پاوے گا انتہے

اور کتاب کی قلت کا یہ حال تھا کہ اُس زمانہ میں کاغذ اور چھاپے کے ایجاد نہونے کے سبب کتاب لکڑی کی تختیوں پر یا میشی یعنے چمڑے پر ہات سے لکھتے تھے (یسعیاہ ۳۰ باب ۸) اور نہ صرف توریت بلکہ انجیل کا بھی یہی حال تھا ہندی تواریخ کلیسیا میں لکھا ہے کہ جب عیسائی سفر کرتے اور کتاب کو لیجاتے تو اُن سب تختیوں کو جن پر کتاب لکھی ہوتی بوجھ باندھ کر پیٹھ پر لادہ لیتے تھے اور جب کاغذ ایجاد ہو چکا تھا بعد اُس کے بھی ۱۲۷۴ء میں کاغذ پر ہات سے لکھی صرف انجیل کی ایک کتاب یعنے متی یا مرقس یا لوقا وغیرہ کے

تین سو تئیس روپے قیمت پر فروخت ہوتی تھی ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۶۱ اور کل مجموعہ عہد
جدید یعنے انجیل کی پوری ایک جلد پانچ سو روپے کو مہن ہوتی تھی انتہے تاریخ سلطنت
انگلشیہ صفحہ ۲۰۵ کے آخر میں ہے کہ چونکہ اس وقت بھی (یعنے چھاپہ جاری ہونے کے
بعد سولہویں صدی میں) ان کتابوں کی قیمت گران ہی تھی اس واسطے کئی گھروں کے
آدمی ملکر ایک نسخہ خرید لیتے تھے انتہے مخزن مسیحی نمبر ۵ جلد ۴ مطبوعہ مئی ۱۸۷۱ء صفحہ ۴۷
میں پادری والش صاحب فرماتے ہیں کہ چودہویں صدی سے پیشتر ہزار ہزار روپے
بیبل کی قیمت تھی انتہے ایک تاریخ میں جو ۱۸۵۰ء میں بلدہ لندن میں مطبع چارلس ڈلیں
صاحب میں چھپی مذکور ہے کہ اگلے زمانہ میں لوہے یا پیتل یا ہڈی کی سلائی سے سیسے یا
لکڑی یا موم وغیرہ کی تختیوں پر لفظوں کے نقش کھودا کرتے تھے اور پھر سب سے پہلے مصر
والے درخت پیپرس کے پتے ان تختیوں کے بدلے کام میں لائے پھر شہر پرگمس میں خس
کی وصلی ایجاد ہوئی اور آٹھویں صدی میں روئی اور ریشم سے کاغذ ایجاد ہوا اور تیرہویں
صدی میں کپڑے سے بنایا گیا اور قلم کا ایجاد ساتویں صدی میں معلوم ہوتا ہے اور اگلے
زمانہ میں کتاب ایک ہی طرف لکھی جاتی تھی اور لپیٹ کر رکھتے تھے اور کھولنے کے وقت
بڑی جگہہ درکار ہوتی تھی بعد اس کے مربع ورقوں پر دو طرفہ لکھنا شروع ہوا پس اس بات
سے واضح ہے کہ بہ نسبت اس زمانہ کے اگلے زمانہ میں لکھنا اور ترجمہ کرنا اور پڑھنا اور کتاب
کو حفاظت سے رکھنا بہت ہی مشکل تھا اور جعل اور تحریف کا ہو سکنا خواہ ارادہ بد سے
ہو یا اور سبب سے اس وقت کی کتابوں میں بہت ہی آسان تھا اور خرابیوں مذکورہ کے
سبب سے سب سے زیادہ توریت اور انجیل میں اس کی قابلیت بلحاظ ملحدوں کے
تھی انتہے پس دیکھو کہ بلحاظ خرابیوں مذکورہ کے خود یہ مورخ عیسائی اقرار کرتا ہے کہ ملحدوں
کو بڑی گنجایش تحریف اور جعل کی توریت اور انجیل میں تھی اور کچھ اس مورخ پر موقوف
نہیں رسول مذکورہ کا اور مورخ انگریزی بھی اقرار کرتے ہیں اور جو پانچوں کتابیں موسے
علیہ السلام کے چودہ سو باون برس پہلے ولادت مسیح سے لکھی گئیں تھیں اور ساتویں صدی
تک کاغذ ایجاد نہوا تھا پس زاید دو ہزار برس سے نسخے توریت کے اور اسی طرح مدتوں دراز

تک نسخے اور کتب عہد عتیق کے اور قریب سات سو برس تک نسخے انجیل کے کس قلت سے پائے جاتے ہوں گے اور کس قدر اُن میں ملحدوں کو گنجایش جعل اور تحریف کی ہو گی سیر الاسلام کے صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے کہ وہ ملک جو علم اور عقل سے بہرہ رکھتے تھے کاغذ ولی کا جب تک عرب والوں نے سمرقند کے لوگوں سے یہ فن سیکھا تھا نہیں جانتے تھے انتہٰی۔ اس سے ظاہر ہے کہ اور ملکوں والوں نے اہل عرب سے بھی مدت کے بعد کاغذ کا بنانا سیکھا۔

اس کے سوا پاپا صاحب کے حکم سے ہر شخص انجیل اپنے پاس رکھ نہیں سکتا تھا صرف بعض پادریوں کے سوا ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۶۲ میں لکھا ہے لوگوں کو دینی کتاب کا بہم پہونچانا نہایت مشکل تھا تو بھی دینی کتاب کا پڑھنا جو کتنی ہی بار منع ہوا تھا اس سبب سے اور بھی مشکل تھا۔ ۱۵۱۷ء سے مارٹین لوتھر کے وقت میں انجیل مشہور ہونے لگی اور جب سے چھاپہ کا ہنر ایجاد ہوا تب سے کتاب ارزان بکنے لگی یعنے ۱۴۵۷ء سے مگر پوری انجیل کی پہلی چھاپ یونانی زبان میں ۱۵۱۶ء میں ہوئی پھر ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۲۳۲ میں لکھا ہے فرانس میں جو انجیلیں پانچسو روپے کو بکتی تھیں جب چھاپ کر وہاں بیچنے کو لیگئے تو چھپی ہوئی انجیل بھی وہاں ایک سو بیس روپے میں بکتی تھی انتہٰی۔ رتلیڈ صاحب کے مستفتی نمبر ۱۷ جلد ۲۸ مطبوعہ ۱۵ مارچ ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۹۹ وسط کالم میں لکھا ہے کہ ۱۵۲۴ء میں کتب فروش ہرگاٹ شہر پیزک میں مارا گیا اس قصور پر کہ اُس نے ایک بیبل بیچی تھی اُسے ڈیوک یعنے نواب جارج سکسنی نے قتل کروایا اور دوسرے کتب فروش کی اسی قصور پر آنکھیں نکالی گئیں بالفعل پانچ ہزار سوسائیٹیاں بُت پرستوں اور عیسائیوں کے درمیان بیبل پھیلانے کے کام میں مشہور ہیں رائج بیبلین آج کل ۳ کروڑ بیس لاکھ شمار کی گئی ہیں جو کہ دو سو متفرق زبانوں میں ہیں مگر اب سے پانچ برس پہلے کا ذکر ہے کہ صرف چالیس لاکھ بیبلیں متفرق پچاس زبانوں میں تھیں انتہٰی تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۷۳ میں ہے کہ ۱۵۳۵ء میں ولیم تنڈیل جس نے توریت و انجیل کا ترجمہ کیا تھا ملک فلنڈرز میں جلایا گیا انتہٰی اس سے ظاہر ہے کہ سنہ ۳۳ھ کے قریب سے جبکہ عیسائیوں پر وحشی قوموں کی

چڑھائی کے سبب علم کتاب کی طرف سے تاریکی چھائی تھی جیسا کہ ذکر ہو چکا سنہ ۱۵۱۷ء تک
جب تک کہ مارٹین لوتھر کا وقت نہ آیا یعنے گیارہ سو برس تک علم کتب کیطرف سے یہی تاریکی
عیسائیوں پر چھائی رہی اور سنہ ۱۴۰۰ء سے پیشتر جعلی کتابیں جو تصنیف کی گئیں تھیں اس گیارہ
بارہ سو برس تک اُن کے مصنفوں کی مراد اور بھی بر آئی کہ ایام جاہلیت میں کسی کو ان تصنیفات
کے جعل یا اصلیت پہچاننے کی لیاقت موجود نہ ہوئی پس اُن جعل سازوں کی خواہشوں
کے موافق اُن کی تصنیفات الہامی مشہور ہو گئیں کیونکہ اگلے زمانہ میں نہ صرف جعل سازوں
کی کثرت بلکہ عیسائیوں پر خود قوموں کی طرف سے ایسی ایسی سخت مصیبتیں اور سختیاں
رہتی تھیں کہ اُن کے آپ ہی حواس درست نہ تھے بال بچوں تک کو بچانا کمال مشکل تھا پھر
کتاب کا اُس وقت کس کو ہوش تھا دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سنہ ۱۸۴۹ء
صفحہ ۶۴ و ۱۴۹ اور اول قرنتیون کے ۷ باب ۲۶-۲۹ وغیرہ و من تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور
سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے کہ ظلم اور تصدیع دینا فقط شاہنشاہوں اور حاکموں پر موقوف
نہ تھا بلکہ اکثر عوام لوگ بھی مسیحیوں سے عداوت رکھتے تھے اور جب کوئی کال یا وبا یا حادثہ پڑتا تھا
تو سب لوگ غل مچاتے تھے کہ یہ بات مسیحیوں کی شامت سے ہوئی پھر صفحہ ۱۰۶ میں لکھا
ہے کہ چند جگہوں میں بُت پرست غضب کے مارے چڑھ گئے (یعنے حملہ آور ہوئے) خصوصا
روم میں بسبب سیلاب آنے دریا کے اور ایشیاء کوچک میں بسبب بھونچال کے اور
انطاکیہ اور کرتاگو میں بسبب آتش زدگی کے کیونکہ وے یقین کرتے تھے کہ یہ آفتیں
مسیحیوں کے سبب سے نازل ہوئیں انتہے۔ اور اسیطرح اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۲۱۶ میں بھی
ہے سنہ ۳۰۲ میں نقومیدیہ کے درمیان کلیریوس نے دیوکلیسیان قیصر سے اس بات کا اصرار کیا کہ دین
عیسوی کے نیست و نابود کرنے کے لئے کوئی زیادہ سخت تدبیر ہونی چاہیئے وہ مسن اور
ضعیف قیصر اُس کے کہنے میں آگیا اور مورخ گبّون لکھتا ہے کہ علے الصباح وہاں کے
حاکم جنرل اور عہدہ دار اور عمال ملک کو ساتھ لئے ہوئے وہاں کے بڑے گرجا گھر میں آیا۔ اور بے
فائدہ اُس میں کسی محسوس معبود کی تلاش کرنے لگے اور بمجبوری صرف کتاب مقدس کی
جلدوں کو جلانے پر قانع ہوئے۔ اور جبکہ اُن کو اس بات سے خوب واقفیت تھی کہ دین

عیسوی کے عقاید رسول اور حواریوں کی کتابوں میں مندرج ہیں ظن غالب ہے کہ انہوں نے اس حکم کی صلاح دی کہ اسقوف اور خادمان دین تمام اپنی کتب مقدسہ حاکموں کے حوالہ کریں اور حاکموں کو نہایت تخویف کے ساتھ تاکید تھی کہ اُن کو برملا عبرت انگیز طور پر جلوا دیں انتہے ۲ از اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۲۵۷ و ۲۵۸) افریقہ کے ایک اسقوف فیلکس نے اپنی کتب مقدسہ کے دینے سے انکار کیا اُس کی اطالیہ کو چالان ہوئی اور وہاں وہ قتل کیا گیا یہ ایک ایسی نظیر ہوئی کہ تمام حاکم اور صوبہ داروں نے ایسے انکار کی سزا میں قتل کرنا جائز سمجھ لیا اکثروں نے اس طرح پر شہادت پائی لیکن ایسے بھی بہت تھے جنہوں نے کتب مقدسہ تلاش کرکے اور بت پرستوں کے حوالہ کرکے رسوائی کیساتھ اپنی جان بچائی اور اس گناہ کے باعث ترادٹیر یعنے حوالہ کرنے والے کے خراب نام سے مشہور ہوئے انتہے ایضاً تواریخ صفحہ ۲۶۰ ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۱۴ سطر ۳ وغیرہ میں لکھا ہے کہ جروم کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اُس نے کتاب مقدس کو لاطینی زبان میں ترجمہ کیا ۱۰۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک مغربی کلیسیاؤں میں کرسٹیان خاص کر اسی ترجمہ سے کتاب مقدس کا مطلب سمجھتے تھے کیونکہ اُن ملکوں میں لوگ یونانی اور عبرانی نہیں جانتے تھے انتہے اور لاطینی کی بابت اُسی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۶۴ سطر ۱۹ وغیرہ میں لکھا ہے کہ سب مناجات اور بیان لاطینی زبان میں ہوتے تھے جسے عام یا متوسط درجے کے لوگ بلکہ اکثر پادری بھی نہیں سمجھ سکتے تھے انتہے

پھر پراتسطنٹ عیسائیوں نے بعداوت مذہب رومن کاتھولک کے وے سب کتب خانے جنکا ذکر جی بیل ورد کرتا ہے غارت کئے یعنے انہوں کی کتابیں ترق کیں اور اُن کے ورق کباب کی سیخوں کے صرف میں لائے اور اُن سے اپنے شمعدان اور جوتے صاف کئے اور بعضی کتابیں پنسار یوں اور صابون بیچنے والوں کے ہاتھ بیچیں اور صدہا کتابیں سمندر پار جلد سازوں کے ہاتھ فروخت کیں سو پچاس نہیں بلکہ جہاز بھرے ہوئے مذہب کی کتابوں کو اس طرح برباد کیا جنہیں دیکھکر غیر قوموں کو تعجب آیا انتہے۔ از مرأت الصدق صفحہ ۴۸ و ۴۹۔

سکرمنٹ ۹

یہ بات بھی جاننی چاہیے کہ جس طرح عہد عتیق کی کتابیں عبرانی زبان میں تھیں اسی طرح متی کی لکھی ہوئی انجیل بھی دراصل عبرانی زبان میں تھی مگر بارہ سو برس کے قریب سے وہ انجیل معدوم ہو گئی ہے اور اب عہد جدید کی یونانی زبان کی کتابیں اصلی گنی جاتی ہیں اس واسطے مناسب ہے کہ یونانی قلمی نسخوں کا بھی ہارن صاحب کی کتاب سے کچھ ذکر کیا جائے یونانی نسخے بہت کم ہیں جن میں عہد عتیق اور جدید دونوں کی کتابیں موجود ہوں اکثروں میں صرف چاروں انجیل پائی جاتی ہیں اور بعض نسخوں میں صرف اعمال جو اپیین اور کتیھلک نامی اور بعض میں اعمال اور سینٹ پال کے نامے اور چند نسخوں میں اپوکلیپس (یعنے مشاہدات یوحنا) موجود ہیں سب نسخے خصوصاً زیادہ قدیم نسخے زمانہ کے ضرر سے یا غفلت سے ناقص ہو گئے ہیں تمام نسخوں میں پہلے لکھے ہوئے کو مٹایا ہے اور اُس کو صحیح کیا ہے۔ بعض جگہہ خوب نہیں مٹایا ہے اس لئے اصلی لکھا ہوا بھی معلوم ہوتا ہے جس مقام پر نقل کرنے والے نے صحیح کیا ہے وہ تصحیح بہ نسبت اُس تصحیح کے جو بعد کو کی گئی ہے معتبر سمجھی جاتی ہے۔ محو کرنا پہلے لکھے ہوئے کا کہیں تو اس طرح پر کیا ہے کہ لفظوں پر لکیر کھینچ دی ہے اور کہیں چاقو سے چھیلا ہے اور اکثر جگہہ لکھنے والے نے اسفنج سے مٹا دیا ہے اور اُس کی جگہہ اور لفظ لکھدیے ہیں اور اس طرح کا مٹانا ایک حرف یا لفظ ہی پر موقوف نہیں ہے جیسے کوڈکس بیزی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کتابوں میں معتبر مثالیں اس بات کی ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح پر ساری کتابیں کی کتابیں مٹائی جاتی تھیں اور اور کتاب بجائے اُس قلمی کتاب کے جو مٹائی گئی تھی لکھی جاتی تھی مگر جہاں کہیں تحریر بسبب زمانہ دراز کے اوڑ گئی تھی تو اُس کو بغیر زیادہ مٹانے کے بدستور قایم رکھتے تھے اور اوسی پر لکھدیتے تھے یہ نسخے کہلاتے تھے (کوڈاسے سز پالمپسسٹی یا ری سکرپٹی) یعنے ایک ٹکڑہ جس میں سے ایک تحریر مٹائی گئی اور اُس کی جگہہ دوسری لکھی گئی بسبب قلت پارچہ منٹ (یعنے بنے ہوئے چمڑے یا کپڑے کتاب لکھنے کے) بہت سے لوگ اگلے مورخوں کی لکھی ہوئی کتابیں مٹانے لگے اس

مطلب ہے کہ اپنی یا کسی دوسرے مورخ کی کتاب جس کو وہ چاہتے ہیں اُس پر نقل کرلیں اس سبب سے بہت سی کتابیں مشہور مورخوں کی معدوم ہوگئیں خصوصاً بہت قدیم کتابیں کیونکہ زمانہ حال کی کتابیں اُس وقت کی حاجت روائی کو اُن قدیم کتابوں پر جو بسبب گذرنے زمانہ کے دھندلی ہوگئی تھیں اور مٹائی گئی تھیں نقل کرلی گئیں تھیں مدت تک یہ خیال کیا گیا تھا کہ یہ بد استعمال گیارہویں بارہویں تیرہویں چودہویں صدی تک رہا اور بالتخصیص یونان میں جاری تھا مگر حقیقت میں یہ ایک نتیجہ وحشت کا تھا جو اُن جہالت کے زمانوں میں پھیلا ہوا تھا چنانچہ یہ بد استعمال رومیوں میں بھی رائج تھا اور جیسا عموماً خیال کیا گیا تھا اُس سے زیادہ اخیر زمانہ تک اُن لوگوں میں یہ استعمال جاری رہا (اور یہ دستور اصل انجیل کی بربادی کی پوری دلیل ہے) پادری میچل صاحب اپنے خطوط کے صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں کہ پیشتر کتابوں کی نقل قلم سے کی جاتی تھی اس سبب سے اُن کا کثرت سے ہونا غیر ممکن تھا انتہے۔

گاڈفری ہیگنس صاحب کا قول ہے کہ روم کے عیسائی بادشاہوں کے متواتر احکام مخالفوں اور حکما کی کتابوں کی غارت گری کی نسبت اور کونسل اور روم کے پوپوں کے قوانین اور گرجاؤں کے متولیوں کی تہدید جن کے بموجب مخالفوں کی کتابوں کا مطالعہ عیب تھا میری دانست میں بلا شبہ زیادہ مؤثر ہوئے کہ تمام دنیا میں منتشر ہوگئے اگر پادریوں اور راہبوں کے ہزاروں یا سیکڑوں برس کے اس دستور عام کو اُس پر اضافہ کرو کہ وہ دستی تحریروں کو اپنی خانقاہوں میں باین ارادہ جمع کرتے تھے کہ اُن سے بُرے مخالفوں کی تصنیفات کو خارج کرکے اپنے حقیر اور ادوروایات کو لکھدیں تو قلت تحریر دستی کی اور کوئی تلاش کرنے کی ضرورت نہوگی۔ کئی صدیوں تک بہت سے ملکوں میں وصلی یا دفتی یا جھلی کے بنانے کا کارخانہ جاتا رہا تھا اور اس لئے اُس کی قیمت بہت گراں ہوگئی تھی (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶۴ دفعہ ۱۷ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء)

علما محققین عیسائی خصوصاً گریسباخ صاحب نے عہد جدید کے اُن فقرات کو جو سکندریہ والے کلیمنٹ اور اوریجن کی تحریروں میں ہیں اُن فقرات سے جوڑ ٹلین صاحب اور دوسرے [illegible]

صاحب نے لئے ہیں نہایت کوشش سے مقابلہ کرکے دریافت کیا ہے کہ بہت ابتدا زمانہ میں یعنے تیسری صدی تک قلمی نسخوں کے دو سلسلے موجود تھے یا اس طرح پر تعبیر کیا جاوے کہ دو پورے مختلف نسخے عہد جدید کے وجود میں تھے میکلس صاحب نے یہ دریافت کیا کہ مختلف ملکوں میں بموجب اُن کی خاص زبانوں کے مختلف ترجمے عہد جدید کے تھے (یعنی ایک دوسرے سے عبارت اور مطلب میں مختلف) اور اُن کے قلمی نسخے بالذات اپنے مخصوص ترجموں کے مطابق تھے اور یہ ترجمے ایسے قلمی نسخوں سے بنائے گئے تھے جو عام استعمال میں تھے غرضکہ مختلف طور سے پانچ طرح پر عہد جدید کی کتابوں کی ڈاکٹر گریسباخ صاحب میکلس نے اور بینٹلے اور مسٹر نولن نے اور پرافسر ہک اور پرافسر سکالز نے قسمیں نکالی ہیں ڈاکٹر گریسباخ صاحب کے قاعدہ کے بموجب عہد جدید کے یونانی نسخے تین قسموں میں منقسم ہوتے ہیں اور ہر قسم میں جسقدر نسخے کہ رائج ہوئے دوسری قسم کے نسخوں سے اپنی اپنی مختلف عبارتوں میں بطور ایک علیحدہ گواہ کے سمجھے جاتے ہیں اِن میں سے پہلی قسم الکذنڈرین نسخہ ہے اُس کو مصری نسخہ بھی کہتے ہیں اس قسم میں وہ قلمی نسخے داخل ہیں جنکی مشہور عبارتیں الکذنڈریہ کے مورخوں کی اُن عبارتوں سے جو انہوں نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں مطابقت رکھتی ہیں خصوصاً اوریجن اور کلیمنٹ الکذنڈریہ والے کی نقل کردہ عبارتوں سے اور اُن کے بعد اسی نسخہ کو مصری یونانیوں نے اختیار کیا تھا۔ دوسری قسم اکسی ڈنٹل یا ویسٹرن (یعنے مغربی نسخہ) یہ وہ نسخے ہیں جو افریقہ اور اٹلی اور گال اور مغربی یورپ میں مروج تھے۔ تیسری قسم بائیزن ٹاین یا اوری انٹیل (یعنے مشرقی نسخہ) جو چوتھی صدی کے اخیر اور پانچویں اور چھٹی صدی کے درمیان میں محققین نے ایک ایسا نسخہ تلاش کیا جو اگلے دو نسخوں سے مختلف ہے اور انہوں نے اُس نسخے کا یہ نام رکھا ہے جو اوپر مذکور ہوا اس لئے کہ اُس کا قسطنطینیہ میں جسکا نام بائیزن ٹاین ہے عموماً استعمال تھا اُس زمانہ میں جبکہ یہ شہر مشرقی شاہنشاہی یوپ کا دار الخلافت ہوگیا تھا اس نسخے سے اس شہر کے قریب کے صوبوں کے سب نسخے مطابق ہیں جہاں کے باشندے قسطنطینیہ کے پوپ کے روحانی تسلط کے مطیع تھے عبارتیں بائیزن ٹاین نسخہ کی وہ عبارتیں ہیں جو چھپے ہوئے

ولگٹ یونانی نسخے میں اور موجودہ نسخوں میں جو اس کے مطابق ہیں نہایت کثرت سے پائے جاتے ہیں گریسباخ صاحب نے ایک سو سے زیادہ اس قسم کے نسخے شمار کئے ہیں کہ جو آپس میں بخوبی متفق ہیں بسبب بہت سے اختلافات کے جو عرصہ دراز میں ابتدائے چوتھی صدی سے پندرہویں تک بغیر ہوئے نہیں رہ سکتے تھے (یعنے ممکن نہ تھا کہ گیارہ سو برس کے عرصہ میں ان میں کامل اختلاف نہ ہو جائے) میکیلس صاحب نے بائیزین ٹائن نسخے کو قدیم نسخہ اور جدید نسخہ میں تقسیم کیا ہے مگر کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا جس سے ہم اُن دونوں قسموں کو تمیز کر سکیں الکزنڈرین نسخے میں جو چاروں انجیلیں ہیں ان میں بائیزین ٹائن نسخے کی مطابقت پائی جاتی ہے پرانے روسی ترجمہ کی اصل بھی یہی نسخہ معلوم ہوتا ہے گریزباسٹم اور تھیو فلیکٹ صاحب بشپ بلگریا نے اس نسخے کی عبارتوں کو بطور سند کے لیا ہے علاوہ اس کے میکیلس صاحب نے ایک اور قسم کا نسخہ ان تین قسموں سے زیادہ کیا ہے جو چوتھی قسم شمار کی جاتی ہے

چوتھی قسم اڈسین نسخہ پیشیکیٹو یا پرانا سریا زبان کا ترجمہ عہد جدید کا ان اگلے تین نسخوں سے اختلاف رکھتا ہے اس لئے میکیلس صاحب نے گریسباخ صاحب کے بعد ایک اور قسم قرار دی ہے جس کا یہ تمام مذکورہ بالا ہے اگرچہ مغربی اور سکندریہ اور اڈسین نسخوں کی عبارتیں بعض اوقات آپس میں اختلاف رکھتی ہیں مگر پھر بھی اکثروں میں مطابقت پائی جاتی ہے کوئی عبارت جو ان تینوں کی سند سے استحکام پاوے وہ عبارت نہایت مستند مانی جاتی ہے اس پر بھی صحیح عبارت بعضی دفعہ صرف چوتھے نسخہ ہی میں ملتی ہے (مگر یہ صرف زبردستی اپنی خاطر جمع کر لینا ہے ورنہ اس صحیح عبارت کا ثبوت کیا ہے)

پروفسر ہک صاحب رومن کیتھلک نے تمام ترتیبوں کے برخلاف نسخوں کی ترتیب تجویز کی ہے اور تین نسخوں کے وجود کا اقرار کرتے ہیں (یعنے وہی جو ایک ایک ملک میں ایک ایک مختلف مضامین کے نسخے کی نقلیں رائج تھیں) اور نیو ٹسٹمنٹ کے متن کی تاریخ کو تین زمانوں پر تقسیم کرتے ہیں ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۲۵ء جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ اول وہ جو ابتدائی تیسری صدی تک کی لکھی ہوئی ہیں مگر کلیمنٹ صاحب اسکندریہ والے اور اوریجن

صاحب اور ارنی اُس صاحب اور اور قدما بیان کرتے ہیں کہ ابتدا میں وہ نسخے بے تمیزی کے ساتھ تبدیلیوں کے جائے نظر تھے اگرچہ اُن کے بیانات بہت مبالغہ سے بھرے ہوئے ہیں تاہم یہ بات تحقیق ہے کہ اُن میں تبدلات کئے گئے تھے ہگ صاحب کے قول کے بموجب یہ تبدیل شدہ نسخہ وہ ہے جو کامن یعنے عام نسخہ پکارا جاتا ہے اگرچہ عموماً یہ نسخے آپس میں ایک سے ہیں مگر پھر بھی دو طرح کے اور کچھ ایک آپس میں مختلف ہیں اُن میں سے ایک قسم گریسباخ صاحب کے مغربی نسخہ کے مطابق ہے اور دوسرا اُس سے جس کو اڈسین نام دیا گیا ہے۔

دویم وہ زمانہ جب اُن نسخوں کی تصیح ہوئی جب کہ اُس عام نسخہ کی جو کامن کہلاتا تھا تیسری صدی میں خرابیاں معلوم ہوئیں تو تین شخص جو بڑے عالم تھے اس نسخہ کے صیحح کرنے میں مصروف ہوئے تاکہ قلمی نسخوں کی مدد سے اُس کو اصلی صورت پر بحال کریں چنانچہ ارجن صاحب نے بمقام فلسطین اور ہسی چیس صاحب نے مصر میں جہاں کے وہ بشپ تھے اور لوشین صاحب نے سُریا میں یہ کام شروع کیا ہسی جیس صاحب نے جو نسخہ صیحح کیا تھا وہ مصر میں عموماً تسلیم ہوا اور الکذندرین نسخے اُسی سے نکلے ہیں اور لوشین صاحب نے جو نسخہ صیحح کیا تھا وہ زیادہ مشہور ہوا اور سُریا اور ایشیا مائینر اور تھریس اور کانسٹنٹ ان اوپل میں پھیل گیا اور بعض اوقات اُس کو عام نسخہ کہتے تھے اور اوریجن صاحب نے جو نسخہ صیحح کیا تھا وہ اُن کے بعد اُن کے شاگردوں نے مروّج کیا مگر صرف فلسطین میں اُس کا رواج ہوا اور پھر بسبب مروّج ہونے لوشین صاحب کے نسخہ کے بالکل معدوم ہو گیا۔

سویم وہ زمانہ ہے جس میں تیسری صدی کے دو چند و سہ چند نسخوں سے ہمارے زمانہ تک اختلافات ہو گئے ہیں جاننا چاہیے کہ کتاب ہائے اقدس کے قلمی نسخوں کی مذکورہ بالا خاندانوں میں تقسیم کرنے سے عالموں کا مطلب یہ تھا کہ اس تحقیقات سے ایک صیحح اصلی قلمی نسخہ کو ایک غیر اصلی نسخہ سے اور ایک صیحح عبارت کو غلط عبارت سے تمیز کر سکیں ضرورت اِن نکتہ چین تلاشوں کی خواہ تو حواریوں کی اصلی تحریروں کے جاتے رہنے سے پیدا ہوئی یا اُن نسخوں کے جاتے رہنے سے جو نسخے خود حواریوں نے امتحان کر لئے تھے اور

جن کی اصلیت پر انہوں نے اپنی تحقیق رائے ظاہر کی تھی اسی سبب سے ہارن صاحب نے لکھا ہے کہ اب کسی نسخے میں مصنف کی سب عبارت نہیں بلکہ سب جہان کے نسخوں میں پھیل رہی ہے (ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء) بینٹلی صاحب نے یوں کہا ہے کہ چونکہ مصنفوں کے اصلی نوشتے ابتک موجود نہیں ہیں اس لئے اُن کے تمام الفاظ اصلی کسی نقل میں شاید نہیں ملتے لیکن سب نقلوں کے مقابلہ سے دریافت ہوتے ہیں انتہٰی (از طلوع آفتاب صداقت یعنے دین مسیحی کی تواریخی ثبوت چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۱ء باہتمام پادری شیر نگ صاحب نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے صفحہ ۲۴۵) اور پادری فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ اب درحالیکہ اصل نسخہ موجود نہ رہا اور قدیم کتابوں کا شاید ایک بھی اصل نسخہ ابتک باقی نہ رہا ہو پس ان غلطیوں کی تصحیح کرنے کی کوئی اور راہ اور تدبیر نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی سب نقل نزدیک و دور سے جمع کریں اور عالم و فاضل زبان دان اُن سب کو مقابلہ کر کے اس راہ سے تصحیح کریں اور جتنے نسخے زیادہ ہوں تصحیح بھی اتنا ہی آسان تر ہے (از اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء صفحہ ۵۱ و ۵۲) پھر فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ وریوس ریڈنگ بہت ہیں اور کہ ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۲ و ۱۳۔

اب مجھکو مناسب معلوم ہوا کہ اُن کوڈکسوں کا تھوڑا سا بیان کروں جنکی قدامت پر علماء عیسائی اناجیل کی صحت اور اصلیت کا عوام کے سامنے بڑا دعوا کر رہے ہیں چنانچہ جو بیان آگے لکھا جاتا ہے ہارن صاحب کے انٹروڈکشن جلد ۲ سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۱) کوڈکس الکزنڈرین مینوسکرپٹس (یعنے سکندریہ کا یونانی قلمی نسخہ) اس میں عہد عتیق کی جھوٹی سچی کتابیں اور عہد جدید کی کتابیں ہیں علماء عیسائی نے جو مصححین بیبل ہیں قدامت کے درجہ میں اُس کا نمبر اول رکھا ہے یہ نسخہ چار جلدوں میں سے تین جلدوں میں عہد عتیق کی کتابیں ہیں اور چوتھی جلد میں عہد جدید کی مع نامہ اوّل کلیمنٹ بنام کارنتھیز

اور زبور سلیمان، جنکو اب عیسائی جھوٹی جانتے ہیں اور عہد جدید کی کتابوں میں سے متی کی انجیل ابتدا سے ۲۵ باب ۶ تک نہیں ہے اور یوحنا کی انجیل ۶ باب ۵۰ سے ۸ باب ۲۵ تک نہیں ہے، اور نامہ دویم قرنیتون کا ۴ باب ۱۳ سے ۱۲ باب ۷ تک غائب ہے زبور سے پہلے ایک نامہ اتہانی سیس کا بنام مارسی لینس اور اس کے بعد ایک فہرست ایسی زبوروں کی جو دن رات کے ہر گھنٹہ کی نماز میں استعمال کی جائیں مندرج ہے اور چند ہیمز (یعنے دہرم گیت) بھی اس فہرست میں تھے اور ان میں گیارہواں گیت حضرت مریم کی تعریف میں تھا اور دلایل یوسی بیس زبوروں پر اور اس کے قواعد انجیلوں پر لگائے ہیں بعض عیسائی عالموں نے اس نسخہ کی بہت تعریف کی ہے اور بعضوں نے بڑی مذمت کی ہے چنانچہ وٹسٹین صاحب اس نسخہ کی مذمت کرنے والوں کے سردار ہیں اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ یہ نسخہ کہاں کا لکھا ہوا اور کس کا لکھا ہوا اور کب کا لکھا ہوا ہے گریب صاحب اور بسکایر صاحب اس کو اخیر چوتھی صدی سے پہلے کا لکھا ہوا بتاتے ہیں اور وٹسٹین صاحب پانچویں صدی کا اور ڈاکٹر سیملر صاحب ساتویں صدی کا اور میکیلس صاحب اٹھویں صدی کا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں اتہانی سیس کا نامہ موجود ہے اور اوڈن صاحب دسویں صدی کا لکھا ہوا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نامہ اتہانی سیس کا جھوٹا ہے اور اس کی زندگی میں بن نہیں سکتا اور جو دسویں صدی میں جھوٹ کا بڑا زور تھا تو اسی صدی میں یہ نامہ جعلی بھی بنایا گیا ہوگا اور مونٹ فاکن صاحب کہتے ہیں کہ غالب ہے کہ کوئی یونانی نسخہ چھٹی صدی سے قبل کا لکھا ہوا نہیں ہے ہشنم صاحب کا قول ہے کہ مورخان معتبر کے نزدیک یہ بات قرار پا گئی ہے کہ دسویں صدی میں یورپ غایت درجہ کی جہالت میں پڑا ہوا تھا انتہے۔ از کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب صفحہ ۹۲۔

(۲) کوڈکس واٹیکینس (یعنے وہ نسخہ جو واٹیکین محل میں تھا) علماء عیسائی نے اس کا دوسرا نمبر رکھا ہے رومی ترجمہ سپٹواجنٹ کا جو سنہ ۱۵۹۰ء میں چھپا اس میں اس نسخہ کا متن ہے اور اس رومی نسخہ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ پیشتر سنہ ۳۸۷ء یعنی چوتھی صدی کے

اخیر کا لکھا ہوا ہے پروفیسر ہگ صاحب اسکو چوتھی صدی کی ابتدا کا لکھا ہوا کہتے ہیں اور شب مارش صاحب پانچویں صدی کی اخیر کا اور مونٹ فاگن صاحب اور بلین کا ین صاحب پانچویں یا چھٹی صدی کا اور دلوین صاحب ساتویں صدی کا بتاتے ہیں با اینہمہ تعجب یہ ہے کہ باوجود قدیمی ہونیکے اور باوجود برابر تعداد کتابوں کے کوڈکس الکنذندرین اور یہ نسخے آپس میں اسقدر مختلف ہیں کہ کسی دو نسخوں میں ایسا اختلاف نہوگا ہارن صاحب نے اپنی جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۷۸ میں لکھا ہے کہ جہاں میں کسی کتاب کے دو نسخے ایسے مختلف نہیں ہیں. جیسے کوڈکس اسکندریہ نوس اور وانی ٹکا نوس اور فانڈر صاحب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۱۴۴ میں بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہارن صاحب نے دوسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء کے ۱۲۲ صفحہ میں اس بات کو یوں لکھا ہے کہ ان دو نسخوں کے بیچ میں زیادہ اختلاف قرأت اور نقل کے ہیں انجیل کے دو کسی اور قدیمی نسخوں کی نسبت اتنے اور ان دونوں نسخوں میں تو عہد عتیق کی کتابیں اصل عبرانی بھی نہیں ہیں بلکہ صرف یونانی ترجمہ ہے اور کوڈکس افریمی میں تو اس کا نشان اور گمان بھی نہیں ہے نہ اصل زبان میں اور نہ ترجمہ بلکہ اس میں صرف عہد جدید کی ناتمام کتابیں ہیں اس نسخہ کوڈکس واٹیکا نوس میں عہد عتیق میں سے چھیالیس ۴۶ باب اول سے پیدایش کی کتاب کے نہیں ہیں اور ۳۲ زبور یعنے ایکسو پانچ زبور سے ایکسو سینتیس ۱۳۷ تک نہیں ہیں عہد جدید میں عبرانیوں کے ۹ باب ۱۴ سے آخر نامہ تک اور دو نامے بنام طمطاؤس اور نامہ بنام طیطس اور نامہ بنام فلیمان اور تمام کتاب مشاہدات غایب ہے مگر پندرہویں صدی میں کتاب مشاہدات یوحنا اور آخر نامہ عبرانیوں کا لکھکر شامل کر دیا ہے اور بہت جگہہ سے لفظ مٹے ہوئے اور پھر درست کئے ہوئے ہیں اور جو اس نسخہ میں اور اسی طرح نسخہ الکنذندرین میں کسی جا نشان نشانوں مقررہ اُرجن سے نہیں تو اس سے ڈاکٹر کنی کات نے دلیل پکڑی ہے کہ یہ دونوں نسخے نہ اصل نسخہ اُرجن سے نہ اُس کی اُن نقلوں سے جو قریب اُس کے زمانہ کے ہوئی تہیں لکھے گئے ہیں بلکہ بعد مدت کے اُن نقلوں سے جن میں وے نشان نہ تھے اور وے نشان نقلوں میں لکھنے موقوف ہو گئے تھے لکھے گئے ہیں اور چونکہ یہ نسخہ کوڈکس ٹکانوس ترجمہ سپٹواجنٹ کی ایک نقل ہے ترجمہ سپٹواجنٹ کی بابت وارڈ صاحب اپنی کتاب

اغلاطنامہ منطبعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں کہ مشرق کے ملحدوں نے اس میں تحریف کی ہے اور فرقہ پروٹسٹنٹ کا اگرچہ ظاہر میں اُس کا ادب کرتا ہے لیکن اُن کو بعض جا لاچار ہوکر ترجمہ لاطینی اختیار کرنا پڑتا ہے انتہےٰ۔ اور ترجمہ لاطینی کی بابت ہارن صاحب اپنی کتاب مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء جلد ۴ صفحہ ۴۶۳ میں لکھتے ہیں کہ پانچویں صدی سے پندرہویں صدی تک بہت سی خرابیاں اور الحاق اُس میں ہوئے اور صفحہ ۴۶۷ میں ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ یہ بات ضرور یاد رکھی جاوے کہ کوئی ترجمہ مثل ترجمہ لاطینی کے خراب نہیں کیا گیا اس کے نقل کرنے والوں نے بہت ہی ناجائز خودسری سے عہد جدید کی ایک کتاب میں دوسری کتاب کے فقرے داخل کئے اور عبارت حاشیہ کو متن میں درج کر لیا انتہےٰ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اِن میں سے کوئی نسخہ ظہور اسلام سے پیشتر کا نہیں ہے صرف اُن کے بوسیدہ اوراق دیکھکر چوتھی صدی سے دسویں صدی تک اُن کی تحریر کا زمانہ قیاس کرتے ہیں اور مونٹ فاکن صاحب اقرار کرتے ہیں کہ چھٹی صدی سے قبل کا لکھا ہوا ان دونوں میں سے کوئی نسخہ نہیں انتہےٰ۔ اور باوجود اس کے اِن نسخوں میں اکیس سے پورے اختلاف اور لفظوں کے چھیلنے اور بنانے وغیرہ اور اصل یونانی نسخہ میں مشرق کے ملحدوں کی تحریف ہونے سے اور بھی کسی طرح کے اعتبار کے قابل نہیں ہے اور جب ان نسخوں کی قدامت کو انجیل کی صحت کا وسیلہ ٹھہرائیں تو بقول شخصے چور کی ڈاڑھی میں تنکا اور بھی زیادہ ثبوت انا جیل کی بربادی کا ظاہر ہے ورنہ تمام دنیا میں جسقدر مذاہب ہیں کون اپنی پرانی کتابیں اظہار صداقت کیلئے لئے پھرتا ہے اور تو بھی کوئی مخالف اُن پر تحریف کا الزام نہیں لگاتا اور جس مذہب کی کتابوں میں تحریف ہو جانے کا عالم میں شور مچ رہا ہے اُس مذہب والے اگر پرانی سے پرانی کتاب پیش کریں تو بھی صادق نہیں ٹھہر سکتی کیونکہ تحریف اٹھارہ سو برس سے چلی آتی ہے یہانتک کہ ہر ملک کے لوگ اپنی انجیل مختلف رکھتے تھے جیسا کہ ڈاکٹر ہارن صاحب کے قول اور ڈاکٹر گریسباخ وغیرہ کی تحقیقات سے ظاہر ہے اور پھر یہ کہ یہ پرانی کتابیں بھی تو اسی اختلاف پر گواہی دے رہی ہیں کہ اُن میں ایک دوسرے سے مطابقت نہیں رہی اگرچہ

حاجت نہیں کہ اب اِن دو نسخوں کے بعد کہ جو سب نسخوں میں نمبر اوّل رکھتے ہیں اور نسخوں کا بھی حال لکھا جائے لیکن پڑھنے والوں کی خاطر جمع کے لئے اور بھی دو ایک کوڈکسوں کا حال لکھنا مناسب ہوا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ شاید اِن دو کے سوا اور نسخے اعتبار میں کافی ہوں گے۔

کوڈکس کاٹونیئینس اِس کے چند ورق رہ گئے ہیں باقی سب اُس آگ میں جل گئے جو بمقام ویسٹ مینسٹر کاٹن صاحب کے گھر میں جہاں وہ رکھا تھا لگی تھی یہ نسخہ کسی قلمی نسخے یا چھپے ہوئے نسخہ سے بجز کوڈکس الکذنڈرینیس کے مطابقت نہیں رکھتا اس میں صرف کتب عہدِ عتیق ہیں اور وہ بھی جو جلنے سے بچ رہیں باقی سب جل گئیں۔

کوڈکس ایمبروسینیس اس نسخہ کا یہ نام کتب خانہ ایمبروسیین واقع مقام ملن سے نکلا ہے جہاں وہ رکھا ہوا ہے غالباً وہ ساتویں صدی کا ہے اِس نسخہ میں لہجہ اور دیگر علامات سے علانیہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ حال کے کسی شخص نے زیادہ کیا ہے۔

کوڈکس افریمی یا کوڈکس ریجی آس یہ نسخہ مصر کا لکھا ہوا ہے اِس نسخہ کی عہدِ جدید میں بہت سی جگہہ سے عبارتیں گئی ہوئی ہیں جنکا حال گریسباخ یعنے گریس بک صاحب نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اس نسخہ میں یوحنا کی انجیل کے پانچویں باب کی چوتھی آیت جس پر نہایت بحث ہے حاشیہ پر ثبت ہے بشپ مارش صاحب اس کو ساتویں صدی کا لکھا ہوا کہتے ہیں اور اس نسخے میں کسی محقق نے تبدیل کی ہے اور گریسباخ صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ تبدیل اُس نسخے کے لکھے جانے کے بہت عرصے پیچھے ہوئی ہے اور اُس میں بہت سی عبارتوں کو چھیلا ہے اور ہارن صاحب جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۹۴ و ۹۵ میں لکھتے ہیں کہ عہدنامہ جدید کے اندر اس نسخے میں بہت سے نقصان جنکو ویتستین نے اول ظاہر کیا اور میکائیلس اور گریسباخ نے ثانیاً ویتستین کے اظہار سے نقل کیا ہے پائے جاتے ہیں اور علاوہ اُن نقصانوں کے بہت جا سے پڑھا بھی نہیں جاتا انتہےٰ۔

کوڈکس بیزی یا کوڈکس کینٹ بریجی ایسس اس میں چاروں انجیلیں اور اعمال حواریین ہیں مگر انجیل متی کی ابتدا سے کچھ گئی ہوئی ہے اِس نسخہ کے زمانہ تحریر میں اختلاف

ہے بعضے دوسری صدی کا اور بعضے پانچویں صدی اور بعضے چھٹی صدی کا اور بعضے ساتویں صدی کا لکھا ہوا خیال کرتے ہیں اور اس نسخہ میں بہت سی اصلاحیں کی گئی ہیں جن میں سے چند کا ڈاکٹر گریسباخ صاحب نے بیان کیا ہے اور چند صفحہ جن میں متی ۳ باب ۸ سے لغایت ۱۶ اور یوحنا ۱۸ باب ۱۳ سے لغایت ۲۰ باب ۱۳ تک اور مرقس ۱۵ باب سے انجام تک ہیں اُن سبھوں کو زمانہ حال کے کسی شخص نے لکھا ہے کہ جس کی تاریخ لکھی جانے کی وٹسٹین صاحب دسویں صدی قرار دیتے ہیں مگر گریسباخ صاحب بارہویں صدی اس نسخہ کی بہت سی علامتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے شخصوں نے مختلف وقتوں میں اس نسخہ میں اصلاحیں کی ہیں اب وہ مقام کیمبرج کے مدرسہ اعظم کے کتب خانہ سرکاری میں رکھا ہوا ہے۔

کوڈکس کارس دانسنس کل عہد جدید سوائے مشاہدات یوحنا کے ہے اور بارہویں صدی کا ہے جس نسخہ سے نقل کیا ہے اُس کے حاشیہ پر جو عبارت بطور شرح کے لکھی تھی نقل کرنے والے نے متن میں ملا دی ہے۔

مکیلس صاحب ڈاکٹر بنٹلی صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد اول صفحہ ۲۶۴ میں نقل کرتے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس صرف ایک قلمی نسخہ بچا ہوا تھا جیسے رومی اور یونانی اُن میں یہودی معلموں کے ایسے قصور پائے گئے ہیں اور اُن کی اصلاح میں ایسے عیب ملے ہیں کہ باوجود دو پوری صدیوں سے نہایت عالم اور تیز فہم نکتہ چینوں کی محنتوں کے وہ کتابیں اب تک غلطیوں کا ترا انبار ہیں اور اسی طرح رہیں گی برخلاف اس کے جہاں کہیں کسی مصنف کے بہت نسخے ہوتے ہیں اگرچہ بموجب مقدار نسخوں کے اختلاف عبارت ہمیشہ بڑھتے جاتے ہیں مگر وہ اصلی نسخہ جسکا مقابلہ ہنرمند اور عقیل لوگوں کے ہاتھوں سے ہوا ہمیشہ بہت صحیح ہوتا اور مصنف کے اصلی الفاظوں سے قریب تر پہنچتا ہے باینہمہ جبکہ یہ سب کتابیں قلمی تھیں اور فن چھاپہ کا نہ معلوم تھا علاوہ ان کے اور بہت سے قلمی نسخے موجود تھے تو کسی طرح ممکن نہ تھا کہ اُن میں غلطیاں واقع نہ ہوتیں ہارن صاحب انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۲۲ء جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ میں لکھتے ہیں کہ عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابیں اور دیگر تمام

قدیمی تحریریں عموماً بذریعہ نقل کے ہر ایک کے پاس ہیں اور مروج ہوئی ہیں اس لئے ممکن نہ تھا کہ اُن میں غلطیاں داخل نہوتیں اور جس قدر کثرت سے کتابیں بڑھیں اُسی قدر غلطیاں اُن میں پڑیں اور اختلاف عبارت اُن میں پیدا ہوئے انتہیٰ۔

سکرمنٹ ۱۰

اب ایک اور بات کا ذکر کرنا مناسب ہے وہ یہ ہے کہ علماء عیسائی اکثر دعوے کرتے ہیں کہ قدیم مصنفوں نے بھی جیسے کہ کلیمنس نامی اسقوف اور یگناتیوس وغیرہ نے اپنی اپنی تصنیفات میں اناجیل کے فقرات کو داخل کیا ہے جن سے اناجیل مروجہ کی صحت ظاہر ہوتی ہے اس کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے کلیمنس جوروم کا اسقوف سمجھا جاتا ہے اُس کا صرف ایک خط قرنیتوں کے نام ہے اُس کے سال تحریر میں اختلاف ہے رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۴۷ میں ۹۵ء کا لکھا ہوا مرقوم ہے ارچ بشپ آف کنٹربری ۶۴ء اور ۷۰ء کے درمیان سمجھتا ہے اور ڈیوپن اور ٹلی منٹ سمجھتے ہیں کہ ۹۱ء یا ۹۳ تک کلیمنس بشپ بھی نہوا تھا اور لیکلرک کے نزدیک ۶۹ء اور ڈاڈول کے نزدیک ۶۴ء میں وہ خط لکھا گیا ہے اور اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۴۶ میں ہے کہ قریب ۹۶ء میں وہ لکھا گیا تھا اور لارڈنر ۹۶ء کا لکھا ہوا سمجھتے ہیں اس کے سوا اُسکے سارے خط سے کسی جا صاف نہیں دریافت ہوتا کہ کسی انجیل کا حوالہ لیتا ہو بلکہ جو چند فقرے اُس کے کسی جا اتفاقاً کسی انجیل کی عبارت سے ملگئے ہیں اُن کی بابت علماء عیسائی نے شور مچایا ہے کہ یہ فقرے انجیل سے لئے ہوں گے چنانچہ نمونہ کے طور پر ایک مقام اُس کا نقل کیا جاتا ہے تاکہ زبردستی ان عیسائیوں کی ظاہر ہو جاوے اور بعد اُس کے دو اور مقام بھی جنکو علماء عیسائی بڑی سند جانتے ہیں اور اُن سے بڑھکر پھر کوئی مقام سند کے لایق نہیں ہے مسٹر جونس کہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کلیمنس نے اس فقرے میں جو مجھسے کو پیار کرتا ہے اُس کو چاہیے کہ اُس کے حکم پر عمل کرے یوحنا ۱۴ باب ۱۵ کا حوالہ لیا ہے انتہیٰ اگرچہ اس میں بخوبی مطابقت نہیں تو بھی مطلب کچھ ملتا ہے انجیل میں لکھا

چاہیے مگر یہ صرف ایک غلط گمان ہے کلیمنس کے خط کا سال تحریر ۹۶ء سے تجاوز نہیں کرتا اور یہی مسٹر جونس کہتا ہے کہ یوحنا نے اپنی انجیل ۹۸ء میں لکھی ہے (از تفسیر ہارن صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۰۷) کلیمنس کے خط لکھنے کے وقت انجیل یوحنا کا وجود کہاں تھا اس لئے بشپ پیٹرس نے صاف اقرار کیا کہ کلیمنس نے انجیل سے نہیں لکھا ہے (دیکھو لارڈنر کی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۷ء جلد ۲) اور ایسی موافقت کسی ملک کی زبان میں ایک دوسری سے نہیں ہوتی صاحب اکسیہومو لکھتا ہے کہ وہ عمدہ اخلاق مندرجہ عہد جدید جن پر عیسائی بڑا فخر کرتے ہیں لفظاً کنفیوشس کی کتاب اخلاق سے جو قریب چھ سو برس پیشتر حضرت عیسیٰؑ سے تصنیف ہوئی ہے منقول ہیں مثلاً ذیل اخلاق ۲۴ کے یوں مرقوم ہے دوسرے سے وہ کرو جو تم چاہتے ہو کہ وہی تمسے کرے اور نہ کرو وہ جو تم نہیں چاہتے کہ وہ تم سے کرے اور تم کو صرف اسی خلق کی حاجت ہے اور یہ سب خلقوں کی اصل ہے متی ۲۲ باب ۳۹ و ۴۰ یہ مضمون عیسائیوں میں نہایت عالی سمجھا جاتا ہے اسے گولڈن رول یعنے سنہرا قانون کہتے ہیں لیکن جب حضرت عیسیٰؑ سے چھ سو برس پیشتر کنفیوشس نے یہ مضمون لکھا تو کون کہہ سکتا ہے کہ کسی انجیل سے یہ لکھا گیا ہو بلکہ گمان ہے کہ ان انجیل لکھنے والوں نے ایسے سنجیدہ قول اپنی کتاب کی عظمت کے لئے درج کر لئے اور ذیل خلق ۱۵ کے مرقوم ہے اپنے دشمن کی موت مت چاہ کہ وہ خواہش بے فائدہ ہے اور اُس کی زندگی خدا کے اختیار میں ہے فقط یہ مضمون متی ۵ باب ۴۴ میں ہے اور ذیل خلق ۵۳ کے ہے نیکی کا بدلہ نیکی کے ساتھ کرو اور کبھی بدی کے بدلہ میں بدی نکرو فقط دیکھو رومیوں کا ۱۲ باب ۱۷ چنانچہ متی ۲۲ باب ۳۹ میں جو مضمون ہے جسے انگریزی میں گولڈن رول کہتے ہیں یعنے سنہرا قانون تواریخ چین مصنفہ پادری ایکسوس صاحب جسے پادری بورنو صاحب نے فارسی میں ترجمہ کرایا نمبر ۲ مطبوعہ سین ٹیفک سوسائٹی کلکتہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۹۸ میں دربیان مذہب حکما لکھا ہے کہ اہل چین یہ تفصیل درکتاب ہائے خود بیان میکنند این حکم راکہ ہر چیزیکہ نسبت بخودت نمیخواہی کہ بکنند بدیگران مکن استفادہ از تواریخ چین مصنفہ پادری ایکسوس صاحب جسے پادری بورنو صاحب

پیشوائے پادریان مقیم جہان آباد نے ترجمہ کرایا نمبر ۲ مطبوعہ سین ٹیفک سوسائٹی کلکتہ بسنہ ۱۸۶۴ء فصل دہم صفحہ ۹-

اب حال ان دو بڑی سندی عبارتوں کا سنئیے اول یہ کہ ۱۳ باب اُس نامہ میں یوں واقع ہوا ہے کہ ہم کریں جیسا کہ لکھا ہوا ہے اس لیئے روح القدس نے اس طرح کہا ہے کہ دانا آدمی اپنی دانائی پر فخر نہ کرے خصوصاً یاد رہیں خداوند یسوع کے الفاظ جو بردباری اور مجاہدہ کی تعلیم کے وقت یوں فرمائے تھے رحم کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے بخشو تاکہ تم بخشے جاؤ جیسا تم کروگے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا جیسا تم دوگے ویسا ہی تمہیں دیا جائے گا جیسے تم عیب گیری کروگے ویسے ہی تمہاری عیب گیری کی جائے گی جیسے تم مہربانی دیکھاؤ گے ویسے ہی تم کو مہربانی دیکھائی جائے گی اور جس پیمانہ سے تم ناپوگے اُسی پیمانہ سے تمہارے لیئے ناپا جائے گا انتہے۔

علماء عیسائی اس جا کہتے ہیں کہ کلیمنس نے یہ الفاظ لوقا ۶ باب ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ متی ۷ باب ۱ و ۲ و ۱۲ سے نقل کیئے ہیں مگر اس میں بھی صرف کچھ مطلب کا میل ہوگیا ہے نہ یہ کہ سب عبارت کا انجیلوں میں دیکھ لیا جائے اور دوسری عبارت یہ ہے جو کلیمنس نے ۴۶ باب اس نامہ میں لکھی ہے یاد رکھو خداوند یسوع مسیح کے الفاظ اس لیئے اُس نے کہا ہے کہ اس آدمی پر افسوس (جس کی طرف سے جرم آوے) اُس کے لیئے یہ بہتر تھا کہ وہ پیدا نہ ہوتا اس سے کہ وہ میرے کسی پسندیدہ کو دکھ دیوے اُس کے لیئے یہ بہتر تھا کہ چکی کا پاٹ اس کی گردن میں باندھ کر سمندر میں ڈبویا جاتا اس سے کہ وہ میرے کسی ایک کو چھوٹے بچوں سے دکھ دیوے انتہے۔ کہتے ہیں کہ یہ فقرے متی ۲۶ باب ۲۴ اور متی ۱۸ باب ۶ مرقس ۹ باب ۴۲ لوقا ۱۷ باب ۲ سے منقول ہوئے ہیں اب ان دونوں مقاموں کو اناجیل سے ملا کر پڑھنا چاہیے تو معلوم ہوگا کہ کسقدر تفاوت ہے ان سب باتوں کا مفصل بیان بہت طول ہو جائے گا اس لیئے اتنی تکلیف اس کتاب کے پڑھنے والے پر بھی منحصر رہی۔ دوسرے یہ کہ اگر کلیمنس نے اناجیل کے حوالہ کا ارادہ کرکے لکھا ہوتا تو متکلمین کے دستور کے موافق اُس انجیل کا نام لکھ دیتا اور جبکہ ایسا نہیں کیا تو ظاہر ہے

کہ اُس کا ارادہ انتخاب عبارت انجیل کا تھا۔ تیسرے یہ کہ اگر وہ انتخاب کرتا تو ایک مضمون کو ایک ہی انجیل سے لکھتا جیسا کہ سب کا دستور ہے اور یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آدھا فقرہ ایک انجیل سے اور آدھا فقرہ دوسری انجیل سے بلکہ اُس کا پچھلا حصہ تیسری انجیل سے اپنی عبارت کے جملے میں شامل کرے ایسا کوئی نہیں کر سکتا ہے اگر یہی دستور اختیار کریں تو کوئی عبارت ایسی نہ نکلے جس کے الفاظ اناجیل سے نہ انتخاب ہو سکیں اور میرے اس اعتراض کی بھی حاجت تبھی ہے جب یہ ثابت ہو کہ کلیمنس کی وہ عبارت کسی چالاک کی ملائی ہوئی نہیں ہے اس کے سوا تاریخ کلیسیا چھاپہ رومن مرزاپور ۱۸۵۶ء حصہ ۲ صفحہ ۷۴ دفعہ ۲۰ میں لکھا ہے کہ خط مذکور (یعنے کلیمنس کا خط) اُس جماعت کی طرف سے جو شہر روم میں مقیم تھی لکھا گیا تھا خاص روم کے اسقوف (یعنے کلیمنس) کی طرف سے تحریر نہیں ہوا تھا۔ (اور اسی طرح اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۴۸ میں بھی ہے) یہاں سے ثابت ہے کہ کلیمنس اُس کا راقم نہیں ہے خدا جانے کس نے لکھا ہوگا چنانچہ اُسی صفحہ کے حاشیہ میں اس کی پہچان کہ کلیمنس نے یہ خط نہیں لکھا مرقوم ہے کہ عبارت خط کی ایسی ہی ہے انتہے (جس سے کلیمنس کا لکھا ہوا وہ خط نہیں ثابت ہوتا اب اگناشیوس[1] کی تحریر کا حال سنئے جو ۷۰ء سے پیشتر انطاکیہ کا اسقوف تھا دیکھو رومن تواریخ کلیسیا حصہ ۲ صفحہ ۵۳ سطر ۱۷ لارڈنر اپنی تفسیر کی دوسری جلد میں لکھتا ہے۔

قول یوسی بیوس اور جروم نے اُس کے سات خطوں کا ذکر کیا ہے اور اُن کے سوا اور خطوط بھی اُس کی طرف منسوب ہیں کہ جنکو جمہور علماء عیسائی جعلی سمجھتے ہیں اور میرے نزدیک بھی ظاہر یہی ہے اور اُن سات خطوں کے دو نسخے ہیں ایک بڑا دوسرا چھوٹا اور سوا مسٹر وسٹن اور دو چار اُس کے تابعین کے سب کی یہی رائے ہے کہ بڑے نسخے میں الحاق ہوا ہے اور چھوٹا نسخہ اس کی قابلیت رکھتا ہے کہ اُس کی طرف منسوب ہو اور میں نے جو غور سے دونوں نسخوں کا مقابلہ کیا تو یہ بات معلوم ہوئی کہ چھوٹے نسخہ میں الحاق کر کے بڑا بنا لیا ہے اور یوں نہیں کہ چھوٹا نسخہ بڑے نسخہ سے مختصر کر لیا ہو اور حوالے قدمائے کے بھی چھوٹے نسخے سے مناسبت بہ نسبت

[1] رومن تواریخ کلیسیا صفحہ ۵۳ میں اس کا نام اگناتیوس لکھا ہے ۱۲

بڑے نسخے کے زاید رکھتے ہیں باقی رہا یہ سوال کہ آیا خطوط مندرجہ چھوٹے نسخے کے بھی حقیقت میں اگناتیوس کے ہیں یا نہیں اس میں بڑا جھگڑا ہے اور بہت بڑے بڑے محققوں کے قلم اس امر میں کام آئے ہیں اور میں جانبین کی تحریر کو دیکھکر اس سوال کو مشکل سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک اتنی بات ثابت ہے کہ یہ خطوط وہی ہیں جنکو یوسی بیوس نے پڑھا اور اُرجن کے وقت میں موجود تھے اور بعض فقرے ٹھیک زمانہ اگناتیوس کے مناسب نہیں تو یہ بات معقول معلوم ہوتی ہے کہ انہیں الحاقی مانیں نہ یہ کہ اُن کا لحاظ کر کے اُن سب خطوں کو رد کریں خصوصاً صورت کیابی نسخوں میں جسمیں ہم اب مبتلا ہیں اور جو بڑے خطوں میں کسی ایرین نے الحاق کیا ہے اسی طرح ہوسکتا ہے کہ چھوٹے خطوں میں بھی کسی ایرین یا کسی دیندار یا دونوں نے دست اندازی کی ہوگی گو میرے نزدیک اس دست اندازی سے بڑی خرابی نہیں آئی انتہے۔ ملخصاً اور کتاب بیلی کا محشی اُس کے حاشیہ میں لکھتا ہے کہ پچھلے دنوں میں اگناتیوس کے تین خطوں کا ترجمہ سریانی ظاہر ہوا اور اُس کو کیوری ٹن نے طبع کیا ہے اور اس نئے ملفوظ نے قریب تحقیق کے اس امر کو کردیا ہے کہ چھوٹے خطوں یونانی میں جنکو آشر نے درست کیا ہے الحاق ہوا ہے اور بعد اُس کے چار دلیلیں اس کی ذکر کرتا ہے جس کو منظور ہو اُس میں دیکھے اور جب حال اس کے خطوں کا یہ ہو تو ہم کو اس کے فقروں کی نقل کر کے جواب دینا ضرور نہیں انتہے۔

اب دیکھئے کہ بڑی کتاب مجموعہ خطوط اگناتیوس کے جمہور علماء اور محققین عیسائی کے نزدیک جعلی اور محرف ہے اور لارڈنر اس میں فرقہ ایرین کی تحریف کا قایل ہے اور چھوٹی کتاب مجموعہ خطوط اگناتیوس بھی بعض محققین کے نزدیک جعلی ہے۔ اور بعض کے نزدیک اگرچہ سب جعلی نہیں لیکن موافق تحریر لارڈنر اس میں بھی الحاق ہوا ہے اور گمان دست اندازی کا فرقہ ایرین یا دیندار عیسائیوں یا دونوں یعنے ایرین اور دیندار عیسائی دونوں کیطرف سے ہے اور اردو تواریخ کلیسیا مطبعہ ۱۸۴۸ء صفحہ ۱۴ میں ہے کہ اگناشیس جب انطاکیہ سے روم کو جاتا تھا اُس سفر میں کہ جسکا انجام جیسا اوپر لکھا گیا اُس کی شہادت میں ہوا اُس نے ازمرنہ (یعنے سمرنہ) افسس مگنیشیہ فلدلفیہ تراس اور روم کی کلیسیاؤں کو اور ازمرنہ کے

پلوکرپ کو سات خط لکھے تھے ۱۶۴۶ء تک اِن کی نقلیں صرف تحریف اور تصنیع کے ساتھ ملتی تھیں سنہ مذکور میں شہر فلورنس کے درمیان ایک قلمی نسخہ ایسا برآمد ہوا کہ اُس میں سے وہ ساتوں خط اصلی چھاپے گئے الخ لیکن اُن اصلی خطوں کا ثبوت صرف حسن ظن سے قطع نظر اِس کے دیونی شیس بشپ آف کارنتھ دوسری صدی عیسوی میں باآواز بلند چلاتا تھا کہ میں نے بھائیوں کی خاطر سے خط لکھے تھے لیکن اِن شیطانوں کے خلیفوں نے میرے خطوں کو گندگی سے بھر دیا بعض باتیں بدل دیں اور کچھ داخل کیں جن کے لئے دوہرا غم ہے اِس لئے یہ مقام تعجب کا نہیں کہ اگر بعض نے خداوند کی پاک کتابوں میں بھی ملانے کا ارادہ کیا ہو کیونکہ انہوں نے اور کتابوں میں جو اُن کتابوں کے مقابل تھیں وہی قصد کیا انتہےٰ. از تاریخ یوسی بیوس جلد ۴ باب ۲۳-

پس جب عیسائیوں نے دیونی شیس کے عین حیات ہی میں اُس کے خطوں کا یہ حال کیا تو اُس کی موت کے بعد کیا کچھ نہ خاک اور ملائی ہوگی اور اسی طرح یوسیفس کی تاریخ میں بھی الحاق ہوا ہے مثلاً وہ جملہ جس میں حضرت عیسےٰ کا ذکر ہے بیشک الحاقی مانا گیا ہے جیسا کہ لارڈنر نے خوب محکم دلیلوں سے ثابت کیا ہے اسی طرح ہارن صاحب کی کتاب کی بھی جبکہ وہ دوسری اور تیسری دفعہ چھاپی گئی ہر دفعہ میں صورت اور کیفیت بدلتی گئی دیکھو کتاب ہارن صاحب مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۸ء چھٹا چھاپا اور مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ء تیسری چھپائی لب التواریخ جلد ۳ باب ۹ فصل ۱ صفحہ ۹ ۳ میں ہے کہ ایسوڈورس کے مکتوب کا جعل سولھویں قرن تک مکمل آشکار نہ ہوا تھا انتہےٰ نقل بعینہ۔

منادی

متی ۲۷ باب ۸ میں اُس کھیت کی بابت جو مسیح کی مصلوبی کے وقت یہوداہ اسکریوطی کے رشوتی روپیوں سے مول لیا لکھا ہے آج تک وہ کھیت خون کا کھیت کہلاتا ہے یعنے اگر یہ انجیل مسیح کی مصلوبی کے وقت لکھی گئی تو آج تک کے لفظ کی کیا حاجت تھی اور اگر اُس وقت کوئی انجیل موجود نہ تھی تو الہام الٰہی سے صرف زبانی تعلیمات اور

مسیح کے مرنے اور جی اوٹھنے کی خبر سنانے پر کیوں حصر کیا گیا اور اگر صرف یہی کافی تھا تو اس سے
پیشتر انبیاء علیہم السلام نے توریت اور صحیفوں کو کس واسطے لکھا (یسعیاہ ۳۰ باب ۸ استثنا
۳۱ باب ۹) اور انجیل کے بھی لکھنے کے مدت دراز کے بعد کیا حاجت تھی اور کسی ضرورت کے
وقت جس طرح آگے زبانی تعلیم و نصیحت کی جاتی تھی اسی طرح پھر بھی اور ہمیشہ تک کر سکتے
تھے کیونکہ بولنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ (یعنے خدا) کی روح ہے جو تم میں بولے گی (متی ۱۰
باب ۲۰) اور یوحنا سے رویا میں کیوں کہا گیا کہ لکھہ کیونکہ یہ باتیں سچ اور برحق ہیں (مکاشفات
۲۱ باب ۵) پھر حضرت عیسےٰ نے جب طرح طرح کی نصیحت کی خصوصاً جب قیامت کا ذکر کیا تب
کیوں نہ کہا کہ لکھہ الخ (متی ۲۵ باب) مکاشفات ۲۲ باب ۱۸ و ۱۹ میں جو کتاب کے گھٹانے اور
بڑھانے والے پر لعنت لکھی ہے عیسائی اسی کتاب کے محفوظ رہنے کا ایک سبب سمجھتے
ہیں لیکن اگر مصنف کتاب مشاہدات یہ باتیں نہ لکھتا تو بھی کتب الہامی کے گھٹانے اور
بڑھانے والے کا یہی نتیجہ سب جانتے ہیں اور جبکہ باوجود جاننے کے توریت وغیرہ کتب
الہامی میں دخل و تصرف علانیہ موجود ہے خصوصاً سامری یہودی ہیکل کی بابت تو مشاہدات
میں کہ جس کا نہ صرف الہامی بلکہ معتبر ہونا بھی سیکڑوں برس تک ثابت نہوا گھٹانے اور
بڑھانے والے کو تامل کا کیا سبب تھا۔ دوسرے یہ کہ خلاف سب الہامی کتابوں کے جو
مشاہدات میں سخت لعنت گھٹانے اور بڑھانے والے پر لکھی ہے تو یقیناً مصنف مشاہدات
اگلی کتابوں کی تحریف سے خوب واقف ہو چکا تھا اور دستور کے بموجب اسے اپنی کتاب میں
بھی لوگوں کے دخل و تصرف کا یقین تھا وہ جانتا تھا کہ جب لوگ اگلی کتابوں میں گھٹانے
اور بڑھانے سے نہ چوکے تو مشاہدات کو کب سلامت رہنے دیں گے (متی ۱۰ باب ۲۴)
کیونکہ جب ہرے درخت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں تو سوکھے کے ساتھ کیا نہ کیا جائے گا
(لوقا ۲۳ باب ۳۱) تیسرے مکاشفات ۲۲ باب کی ۱۸ و ۱۹ آیت صرف کتاب مکاشفات
ہی کی بابت معلوم ہوتی ہے نہ یہ کہ اور کتب مشمولہ عہد جدید کی بابت بھی کیونکہ اس وقت
تک انجیل یوحنا تو موجود بھی نہ تھی پھر بعض علماء عیسائی جو انجیل کے غیر محرف ہونے کے لئے
متی ۲۴ باب ۳۵ کو دلیل لاتے ہیں کہ آسمان و زمین ٹلجائیں گے پر میری باتیں کبھی نہ

ٹلیں گی انتہے اگر یہ آیت صحیح ہو تو نیت پہلے اتنا دریافت کرنا چاہیے کہ مسیح نے جس وقت یہ بات فرمائی اس وقت یہ انجیل بقول علماء عیسائی موجود کہاں تھی بلکہ حضرت عیسے نے بقول علماء عیسائی کسی انجیل لکھنے کا حکم بھی نہیں دیا ہے پھر کیونکر ثابت ہوا کہ یہ آیت ساری انجیل کی صحت پر دلیل ہے - - - - - اور یہی جواب ان سب آیتوں کے لئے ہے جو عیسائی لوگ حضرت عیسے کا قول انجیل کی صحت پر دلیل لائیں کیونکہ اناجیل سے ہرگز ثابت نہیں کہ مسیح نے کبھی ان انجیلوں کو دیکھا ہو پھر کیونکر ان کی صحت پر گواہی دے سکے۔

پس ایسے ایسے انقلابوں اور شدت مصائب عیسائیان اور کمال قلت کتاب اور طوالت زمانہ جہالت و تاریکی عیسائیاں اور کثرت جعل سازان مصنف کتاب جعلی اور نامعلومی حال مصنفان اناجیل وغیرہ اور گواہی علماء عیسائی درباب تحریف اور خود دیندار عیسائیوں کی طرف سے بھی تحریف ہونا اور غیر الہامی ہونا بدلائل نوقا اول باب اور ۲ و ۳ و حالات مرقس اور بے ضرورت و خلاف دستور کتب الہامی ان انجیلوں کا شمار چار تک پہونچنا اور گم ہونے اصل انجیل عبرانی اور بے ترتیبی فقرات اناجیل اور اختلاف اقوال روح القدس ان سب باتوں سے پادری فانڈر صاحب کا قول یاد آتا ہے کہ ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے انتہے از اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۰ سطر ۱۲ و ۱۳۔

کلیسیا

اس میں دس سکرمنٹ ہیں

سکرمنٹ ا

متی ۵ باب ۱۸ میں لکھا ہے جب تک آسمان و زمین ٹل نجائیں ایک نکتہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا انتہے علماء عیسائی اس آیت کو توریت کی صحت پر بڑی دلیل سمجھتے ہیں لیکن اس کے بعد ۱۹ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں توریت کے

احکام شریعت مراد ہیں چنانچہ وہی حکم جو لوحوں پر لکھے تھے اور دستور قربانی اور ختنہ وغیرہ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دے اور ویسا ہی لوگوں کو سکھاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا (متی ۵ باب ۱۹) اگرچہ اناجیل میں کثرت الحاق یا شمول کتب جعلی کے سبب سے بیقین نہیں کہہ سکتے کہ جو آیات اناجیل وغیرہ کی کسی ضرورت میں پیش کی جائیں وہ ضرور صحیح ہوں گی تو بھی بپاس خاطر اہل کتاب تنگی تکلیف میں گوارا کر سکتا ہوں۔

عیسائیوں نے ختنہ کا دستور بالکل موقوف کر دیا اور اصطباغ کو قایم مقام اس کا جانتے ہیں لیکن یہ عقیدہ کئی سبب سے بے بنیاد ہے۔ اول یہ کہ انجیل میں کہیں اس کا حکم نہیں پایا جاتا جس سے ثابت ہو کہ اصطباغ قایم مقام ختنہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اصطباغ قایم مقام ختنہ ہے تو مختونوں کو اصطباغ دینے کی کچھ حاجت نہیں یعنے اگر کوئی یہودی یا مسلمان عیسائی ہو جائے تو باوجود اُس کی مختونی کے پھر اصطباغ جو کہ ختنہ کے بدلے میں ہے دینا کیا ضرور اور جبکہ ایسا نہیں کرتے تو اصطباغ قایم مقام ختنہ کیونکر ہوا تیسرے یہ کہ پیدایش ۱۷ باب میں خدا نے اِس دستور ختنہ کو اپنے اور اپنے لوگوں کے یعنی حضرت ابراہیم اور اُن کی اولاد کے درمیان پشت در پشت اور نسلاً بعد نسلٍ اور عہد ابدی فرمایا ہے پس اصطباغ کے ساتھ اُس کے بدل جانے کا کیا سبب ہے کیونکہ عیسائی عقیدے کے بموجب قربانی تو مسیح کی مصلوبی سے بیکار ہو گئی مگر ختنہ تو یہودیوں میں اصطباغ کے ساتھ ہمیشہ سے جاری تھا اگر کوئی سمجھے کہ وہ توبہ کا اصطباغ تھا اور یہ گناہوں کی معافی کا تو اگرچہ یہ صرف بے اصل بات ہے کیونکہ مسیح نے (یوحنا ۳ باب ۳) فرمایا کہ دل کی تبدیل یعنے سر نو پیدا ہونا نجات کے لئے ضرور ہے نہ یہ کہ اصطباغ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ جب تک توبہ نہ ہو گناہوں کی معافی کیونکر ہو سکتی ہے پس اگرچہ گناہوں کی معافی کا بپتسما ہے تو توبہ کا بپتسما اس سے پیشتر کب دیا جاتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ وہی اصطباغ ہے جو یہودیوں میں ختنہ کے ساتھ دیا جاتا تھا۔

پس متی ۵ باب ۱۸ و ۱۹ کے بموجب شریعت کے احکام کبھی منسوخ نہوں گے نہ یہ کہ توریت

میں سے کوئی حرف ضائع نہ ہوگا کیونکہ سب کتابیں جب بہت پرانے ورق ہوجاتے ہیں ضائع ہوجاتی ہیں اور اگر اُن کی دوسری نقل نہ کی جائے تو بیشک ہمیشہ کے لئے ضایع ہوجائیں یہ فضیلت تمام جہان میں صرف قرآن مجید کے لئے ہے کہ اگر اُس کی ایک نقل بھی دنیا میں نہ رہے تو بھی ہمیشہ ہزاروں حافظ ہوتے رہتے ہیں پھر متی ۲۳ باب ۲ و ۳ میں لکھاہے کہ مسیح ؑ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں اس لئے وہ جو کچھ تمہیں (احکام شریعت) ماننے کو کہیں مانو! اور عمل میں لاؤ انتہےٰ اس کے بعد مسیح نے زیادہ تاکید کے طور پر فرمایا کہ لیکن اُن کے سے کام نکرو کیونکہ وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں انتہےٰ یہاں مسیح ؑ نے نہایت تاکید کے واسطے یہ فرمایا کہ اگر فریسی وغیرہ بھی شریعت کی بات پر عمل نکرتے ہوں تو بھی تم ضرور عمل کرو اس مقام پر علمار عیسائی کی طرف سے بڑا تعجب آتا ہے کہ یہ توریت کے حرف حرف کی صحت کے دعوے پر تو جان لڑا رہے ہیں مگر توریت کے کسی ایک حکم کی تعمیل سے کچھ غرض نہیں رکھتے لازم تھا کہ تم انہیں اختیار کرتے اور انھیں کبھی نچھوڑتے۔ (متی ۲۳ باب ۲۳) یعنے شریعت کی ایک بات ماننا اور دوسری نماننا کسی طرح جائز نہیں پس شریعت میں ختنہ کی بابت اس طرح لکھا ہے کہ وہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہی شخص اپنے لوگوں سے کٹ جائے کہ اُس نے میرا عہد توڑا انتہےٰ۔ اور لوقا ۲ باب ۲۱ میں مسیح کی ختنہ کا مذکور ہے اور لوقا ۱ باب ۵۹ میں یوحنا بپتسما دینے والے کی ختنہ کا ذکر ہے اور پولوس نے مسیح ؑ کے عروج کے ۲۰ برس بعد یعنی تخمیناً باون یا ترپن سنہ عیسوی میں دربہ و لسطرہ میں طمطاؤس کا ختنہ کیا اعمال ۱۶ باب ۱-۳ اور رومن تواریخ کلیسیا حصہ ۲ صفحہ ۳۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ یروسلم کی کلیسیا میں ۱۳۵؁ء کے قریب تک ختنے کا دستور جاری رہا اور اسی سبب سے اُس کلیسیا کے پادری ملقب بہ اسقوف ختنہ ہیں جب اورینؓ قیصر نے یہ حکم جاری کیا کہ جو کوئی ختنہ کرے گا مار ڈالا جائے گا تب فلسطین کے عیسائیوں نے اس خیال سے کہ مبادا ہم بھی یہودیوں میں گنے جائیں جان و مال کے خوف سے رسومات موسوی کو بالکل ترک کر دیا اور ایک غیر یہودی مرقس کو اپنا پیشوا قرار دیکر اُن سے الگ ہو گئے۔

ؓ ۱۳۸؁ء میں اورین کی دفات ہوئی رومی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۰۶، ۱۲

ازردو تواریخ کلیسیا مسطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۶۶ مگر بعض عیسائیوں نے اپنے قدیم رسومات مذہبی کو نہچھوڑا اور رسومات موسوی کو ادا کرتے رہے اور پے بالاملک فلسطین میں اپنی جماعتیں قائم کیں یہی فرقہ ابیونی کہلایا۔

سکرمنٹ ۳

عیسائی لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف ایمان سے نجات ہے نہ نیک اعمال سے اور اسی تعلیم کے سبب گناہ بعضوں کی نظر میں ثواب ہے اور ثواب گناہ کیونکہ مسیح کا کمایا ہوا ثواب وہ اپنے لئے کافی سمجھتے ہیں وہ حرام سے پرہیز نہیں کرتے نیکو کاری وصفائی اور پاکیزگی کو بے وقوفی جانتے ہیں دیکھو میزان الحق تصنیف پادری فانڈر صاحب چھاپہ آگرہ ا باب ۳ فصل صفحہ ۱۷ دوسری چھاپ ۱۸۵۰ء سطر ۲۰-۲۷ چونکہ انجیل میں مثل توریت کے احکام شریعت مندرج نہیں ہیں اس لئے عیسائیوں نے جانا کہ ہم شریعت کے بند سے آزاد ہیں لیکن یہ صریح بات نہ سمجھے کہ سوا توریت کے کسی نبی کے صحیفے میں بھی احکام شریعت نہیں ہیں وہ سب یعنے حضرت داؤد اور یرمیاہ اور یسعیاہ اور عزرا اور دانیال اور حزقیل اور خاصکر یشوع وسموئیل وغیرہ علیہم السلام کیوں نہ شریعت کے بند سے آزاد رہے اور خود حضرت عیسے بھی شریعت کی باتوں کی حفاظت کرتے تھے اس کا سبب یہ ہے کہ سب کے لئے وہی ایک شریعت تھی جو توریت میں مندرج تھی پس انجیل میں احکام شریعت نہونا ناسخ شریعت رہی نہیں ہے جبکہ مسیح نے خود اس پر عمل کرنے کے لئے بار بار تاکید فرمائی دیکھو متی ۲۳ باب ۲ و ۳ و ۲۳ اس ملک کے عیسائی بعضی عورتیں اگر وہ اپنی قوم میں رہتیں تو ذات و برادری کے ڈر سے شاید اس قدر بے باک نہو جاتیں مگر کلیسیا میں آکر جبکہ انھیں مطلق آزادی حاصل ہوئی بلا مبالغہ رنڈیوں کو بھی شرما دیتی ہیں اور اس کام کے لئے وہ اس مسئلہ کو دلیل لاتی ہیں جو انجیل یوحنا ۸ باب ۱-۱۱ میں لکھا ہے کہ مسیح نے ایک زانیہ عورت کو بے سزا دئے چھوڑ دیا تھا اور باوجود ان بداعمالیوں کے وہ آپ کو خدا کے فرزند جانتی ہیں پس ایسی عورتوں کو بہ لغت ہندی رام جنی کہیں تو مناسب ہے کیونکہ ہندو لوگ رام کو پرمیشر یعنے خدا جانتے

ہیں اور رام جنی یعنے خدا کی بیٹیاں ہندوستانی رنڈیوں کی ایک قسم سے ہے چنانچہ مخزن مسیحی مطبوعہ اکتوبر ۱۸۶۹ء مشن پریس الہ آباد صفحہ ۵۳ میں پادری والش صاحب فرماتے ہیں

قولہ بعض وقت یہ شکایت سُننے میں آتی ہے کہ ہندوستانی عیسائی عورتیں اکثر بہت شوخ آزاد ہوتی ہیں یعنے یہ کہ حیا و حلم و اطاعت کو جو نیک عورتوں کی خاص خوبیاں ہیں بھول جاتیں یا اُن پر توجہ نہیں کرتی ہیں انتہےٰ۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتی ہیں (متی ۲۱ باب ۳۱) کیونکہ کسبیوں کا توبہ کرکے خدا پر ایمان لانا اس سے بہتر ہے کہ کوئی پارسا بپتسما پاکر کسبیوں کا کام کرے اخبار بنگالی بحوالہ پائینیر لکھتا ہے کہ کلکتہ میں دس ہزار چھ سو اڑسٹھ ۱۰۶۶۸ کرسچین رہتے ہیں اُن میں سے بہت سے آدمی نہایت مجہول ہیں اور اُن کی عورتیں اس قسم کی ہیں کہ اگر اُن کو بازاری کسبی کہا جائے تو بجا ہے چنانچہ ایک پادری نے صاحب اخبار موصوف کو لکھا ہے کہ جو لوگ ان کرسچنوں میں سے مفصلات کی عدالتوں میں نوکر ہیں اُن کی بہو بیٹیاں علی الاعلان کسب کرتی ہیں اور اُن کی اِس بد افعالی پر ہندو مسلمان دونوں قوم کے آدمی نفرین کرتے ہیں انتہےٰ (از طلسم حیرت مدراس مطبوعہ بست و پنجم شوال ۱۲۹۱ھ مطابق پنجم دسمبر ۱۸۷۴ء جلد ۱۷ نمبر ۴۳ صفحہ ۷ بحوالہ سید الاخبار۔

گرجا گھر کو کبھی بھنگی اندر سے جھاڑتا ہے اگرچہ اجنبی آگ تک ہیکل میں جانے نہیں پاتی تھی چہ جائے آنکہ اجنبی انسان احبار ۱۰ باب ۱-۳ اعمال ۲۱ باب ۲۸ و ۲۹ نمازیوں میں سے بعضے شراب پیئے ہوئے عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اگرچہ ہیکل میں کوئی کاہن تشنہ پیکر جا نہیں سکتا تھا احبار ۱۰ باب ۹ و ۱۰ نمازیوں کے گوزوں سے عبادت خانہ گونج اوٹھتا ہے گویا جس طرح ہیکل یروسلم میں بخور کی خوشبویوں کے ساتھ دعائیں آسمان کی طرف بھیجتے تھے (لوقا ۱ باب ۱۰ مکاشفات ۸ باب ۴) اسی طرح یہ لوگ گوزوں کی بو کے ساتھ اپنی دعائیں آسمان کی طرف بھیجتے ہیں او کبھی بندگی کے وقت عبادتخانہ میں گتے پھرا کرتے ہیں اگرچہ فاحشہ کی خرچی اور کتے کی قیمت تک خدا کے حضور میں نہ آئے

ہے استثنا ۲۳ باب ۱۸ اور کتّے اور جادوگر وغیرہ کوئی بہشت میں نجائیں گے مکاشفات
۲۲ باب ۱۵ اے گنہگارو تم اپنے ہاتھ دھوؤ اے دودلو اپنے دلوں کو پاک کرو یعقوب ۴ باب
۸ اپنے تئیں دھوؤ آپ کو پاک کرو اپنے بُرے کاموں کو میری آنکھوں کے سامنے سے دور
کرو یسعیاہ ۱ باب ۱۶ عبرانیوں کا ۱۰ باب ۲۲ لطیفہ یہ ہے کہ پلوس نے رومیوں وغیرہ کے
خطوں میں ختنہ وغیرہ احکام شریعت کو بے فائدہ بتایا اور آپ ہی پھر طِمطاؤس کا ختنہ کیا اعمال
۱۶ باب ۱-۳ اور جسمانی طہارت وغیرہ تکلیفوں کو بے وقوفی ٹھہرایا گلتیوں کا ۳ باب ۳ و ۱۰
و ۱۱ و ۱۳) اور آپ ہی ہیکل میں جانے کے لئے اپنے جسم کو طاہر کیا اعمال ۲۱ باب ۲۶
اور پلوس رسول نے آپ ہی فرمایا کہ آپ کو ہر طرح کی جسمانی اور روحانی نجاست سے
پاک کریں ۲ قرنتیوں کا ۱۰ باب ۱۵ اور آپ ہی قواعد رسوم کو ضعیف اور ادنےٰ بنایا گلتیوں کا ۴ باب
۹ اور یعقوب کے تمام خط اور خاصکر اُس کے ۲ باب ۱۹ و ۲۰ میں لکھا ہے کہ تو ایمان لاتا
ہے کہ خدا ایک ہے اچھا کرتا ہے شیاطین بھی یہی مانتے اور تھرتھراتے ہیں پرا ہے واہی
آدمی کب تجھے معلوم ہوگا کہ ایمان بے عمل مردہ ہے انتہےٰ پس عمل سے مراد اگر ساری
نیکیاں اور خوبیاں ہیں تو طہارت اور ریاضت کو بھی کوئی بداعمالی نہیں کہہ سکتا ہاں
صرف ظاہری صفائی اور غسل اور طہارت ایمان کی بنیاد تو نہیں ہے مثلاً جب بُت
پرست خوب نہا دھو کر صاف ہوتے ہیں تو ہم اُن ہیں ایمان دار نہیں کہہ سکتے اور جب
کوئی مسلمان کسی نجاست سے ناپاک ہوگیا ہو تو اُس کے پاک ہونے تک چاہیے کہ
اُسے بے ایمان کہیں ایسا ہرگز نہیں پھر یہ کہ اگر کوئی شخص خوب نہا دھو کر بلکہ وضو اور نماز بھی
کر کے آئے اور کسی مسافر کا اسباب لوٹ کر اُسے کنوئیں میں دھکیل دے اور دوسرا شخص
میلا کچیلا بلکہ گُو میں تھڑا ہوا آئے اور اُس کنوئیں میں گرے ہوئے کو نکالے اور اپنے مال
سے اُس کی مدد کرے تو تم کسے بہتر سمجھو گے ہاں وہی نہیں جس نے نیکی کی اور کیا وہ ظاہر
کی صفائی والا خدا اور انسان کے نزدیک ناپاک اور گندہ سے بھی بدتر نہ ٹھہرے گا بلکہ ایسا
پرہیزگار شکل دوہری سزا کے لائق ہوگا۔ یُضٰعَفُ لَھُمُ الْعَذَابُ (سورہ ہود رکوع ۲ جزو ۱۲) یعنے
بے ایمانی اور ریاکاری کی سزا پائے گا پس ایسی ظاہری صفائی سے وہ ظاہری ناپاکی کہیں

بہتر ہے بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ۔

نیک باشی و بدت گوید خلق — بہ کہ بد باشی و نیکت گویند

ظاہری صفائی کے ساتھ باطن کی صفائی بھی ضرور ہے۔

گر جامہ پاک است و سیرت پلید — در دوزخش را نباید کلید

خورندہ کہ خیرش برآید ز دست — بہ از صایم الدہر دنیا پرست

صفائیست در آب و آئینہ نیز — و لیکن صفا را بباید تمیز

خیالات نادان خلوت نشین — بہم برکند عاقبت کفر و دین

با حسانی آسودہ کردن دلے — بہ از الف رکعت بہر منزلے

لیکن یہ بھی کسی طرح جائز نہیں ہے کہ کوئی سچا پرہیزگار جسمانی طہارت سے بالکل قطع نظر کر جائے اور میں اس وقت مطلق نیک اعمالی کی ضرورت بیان کیا چاہتا ہوں خواہ وہ طہارت ہو یا عبادت یا اور کسی طرح کا نیک عمل چنانچہ اوّل طمطاؤس ۵ باب ۲ میں ہے اگر کوئی اپنوں اور خاصکر اپنے گھر کی خبر گیری نکرے تو ایمان سے منکر اور بے ایمان سے بدتر ہے انتہے! اب دیکھئے کہ اس سے زیادہ اعمال کی ضرورت اور کیا ہوگی اور پھر ۲ طمطاؤس ۲ باب ۱۹ میں لکھا ہے کہ ہر ایک جو مسیح کا نام لیتا ہے بدی سے باز رہے انتہے یعنے جو نیک عمل نکرے وہ آپ کو عیسائی ہی نہ سمجھے اور لوقا ۱۹ باب ۸ و ۹ میں لکھا ہے کہ ذکی نے کھڑا ہو کر خداوند سے (یعنے مسیح سے) کہا دیکھ اے خداوند میں اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں اور اگر کسی کا مال دغابازی سے لیا ہے اُس کا چوگنا دیتا ہوں تب یسوع نے اُس کے حق میں کہا کہ آج اس گھر میں نجات آئی انتہے اس سے ثابت ہے کہ ذکی کی نجات کا سبب وہی نیک اعمالی تھی جو اُس نے لوقا ۱۹ باب ۸ میں غریبوں کو اپنا آدھا مال اور جن سے دغا کی تھی ان ہیں چوگنا دینا کہا اور اُسی کے بعد مسیح نے بھی اُسے نجات کی خبر دی۔

اور اسی طرح متی ۲۵ باب ۳۱-۴۶ میں صرف اعمال نیک اور بد قیامت کے دن اُس کی جزا و سزا کا بیان ہے پھر مکاشفات ۲۰ باب ۱۲ اور ۲۲ باب ۱۲ اور متی ۱۶

باب ۷ ۲ امثال ۴ باب ۱۱ و ۱۲ ایوب ۴ باب ۱۱ و ۲۲ زبور ۱۲ حیلس اباب ۱۶ متی ۷ باب ۲۱ اور ۲۴ اباب ۲ ۳ و ۳۱ یوحنا ۱۴ اباب ۱۵ کو دیکھو اور لوقا ۱۰ اباب ۲۵-۲۸ لکھا ہے کہ ایک شریعت سکھلانے والے نے حضرت مسیح سے پوچھا کہ میں کیا کروں جو نجات پاؤں تب حضرت عیسے نے اُس سے فرمایا کہ شریعت میں کیا لکھا ہے یعنے شریعت کے احکام بجا لانے سے نجات ہوگی اور جب اُس نے شریعت کا خلاصہ بیان کیا تب حضرت عیسے نے اُس سے فرمایا کہ جا یہی کر تو جئے گا یعنے نجات پائے گا اس سے ظاہر ہے کہ شریعت کے احکام بجا لانے سے نجات ہے کیونکہ خدا کے نزدیک شریعت کی سننیوالے راستباز نہ ٹھہریں گے بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے (رومیوں کا ۲ باب ۱۳) مبارک وے جو خدا کے کلام سنتے اور مانتے ہیں (لوقا ۱۱ باب ۲۸) تم کلام پر عمل کرنے والے ہو نہ آپ کو فریب دیکر صرف سُننے والے رہو (یعقوب اباب ۲۲) اور اسی طرح متی ۷ باب ۲۱ میں بھی ہے اور گلتیوں کے ۴ باب ۴ میں ہے کہ جب وقت پورا ہوا تب خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہو کے شریعت کے تابع ہوا اب سمجھنا چاہیے کہ شریعت توریت میں مندرج ہے اور ختنہ شریعت میں داخل ہے احبار ۱۲ باب ۳ سُود نہ لینا شریعت میں داخل ہے خروج ۲۲ باب ۲۵ احبار ۲۵ باب ۳۶ و ۳۷ امثال ۲۸ باب ۸ حزقیل ۱۸ باب ۸ یرمیاہ ۱۵ باب ۱۰ اور ۱۵ زبور ۵۔

سُور کا گوشت نکھانا شریعت میں داخل ہے احبار ۱۱ باب ۷ استثنا ۱۴ باب ۸ یسعیاہ ۶۵ باب ۳ و ۴ و ۶۶ باب ۱۷ آپ کو پاک اور طاہر رکھنا شریعت میں داخل ہے احبار ۱۵ باب ۱۶-۱۹ استثنا ۲۳ باب ۱۰ و ۱۱ عورتوں کو مہر دینا شریعت میں داخل ہے خروج ۲۲ باب ۱۶ پیدایش ۳۴ باب ۱۲ استثنا ۲۲ باب ۲۹ اول سموئیل ۱۸ باب ۲۵ اور اسی طرح کی بہت سی باتیں شریعت کی ہیں کہ یہ سب مسلمانوں میں رائج ہیں مگر عیسائی لوگ ایک بھی اُن میں سے بجا نہیں لاتے بلکہ اُس کے برخلاف سراسر عمل کرتے ہیں چنانچہ شرابی کو انجیل میں جہنمی لکھا ہے اول قرنتیوں کا ۶ باب ۹ و ۱۰ احبار ۱۰

باب ۹ اور عیسائیوں میں سکرمنٹ کے دن شراب بڑی عبادت سمجھ کر پیتے ہیں۔

جوتی اوتارنے کا حکم ہے خروج ۳ باب ۵ یشوع ۵ باب ۱۵ - اعمال ۷ باب ۳۳ اور یہ ٹوپی اوتارتے ہیں۔

ختنہ کا حکم ہے پیدایش ۷ باب اور یہ موے زیر ناف تک نہیں دور کرتے۔

طاہر ہونے کا حکم ہے احبار ۱۵ باب ۱۶ - ۱۹ - استثنا ۲۳ باب ۱۰ - ۱۱ - اوّل سموئیل ۲۱ باب ۴ - ۲۰ - سموئیل ۱۱ باب ۴ - ۲ - قرنیتوں کا ۷ باب ۱ - اور یہ آبدست تک نہیں لیتے

کتے کی قیمت تک خدا کے حضور میں ناپاک ہے استثنا ۲۳ باب ۱۸ - اور یہ کتے کو بھی ناپاک نہیں سمجھتے۔

سؤر کا گوشت چھونا تک منع ہے استثنا ۱۴ باب ۸ - احبار ۱۱ باب ۲۶ - اور یہ بیسیوں سؤر ہضم کر جاتے ہیں۔

کتاب مقدس کو نہایت تکریم کے ساتھ رکھنے کا حکم ہے احبار ۲۲ باب ۱۵ - استثنا ۳۲ باب ۳ یہ اُسے چوتڑوں کے تلے اور پاؤں کے پاس رکھتے ہیں اور لکھے ہوئے ورقوں سے چوتڑوں کا گو پونچھتے ہیں۔

خدا کے نام کی قربانی گذران نے کا حکم ہے احبار ۷ باب اور یہ خدا کا نام بھی لیکر جانور ذبح نہیں کرتے۔

عورتوں کو حیض و نفاس تک ناپاک رہنے کا حکم ہے احبار ۱۲ باب ۲ - ۵ - اور یہ خون حیض و نفاس تک ناپاک نہیں سمجھتے۔

خدا کو ایک جاننے کا حکم ہے خروج ۲۰ باب ۳ - اور یہ اُس میں نہ صرف ایک بلکہ تین تک کا شمار بڑہاتے ہیں۔

نہ ناچ دیکھنے اور نہ گانا سننے کی اجازت ہے دیکھو روسن تفسیر متی ۱۴ باب ۶ صفحہ ۱۱۳

سلہ اور انجیل میں پاک چیز کتّوں کو دیجانا تک منع ہے متی ۷ باب ۶ اور پھر ہوکر کتے بہشت میں نجائیں گے مکاشفات ۲۲ باب ۱۵ ۔ سلہ جامعۃ الفرائض مطبوعہ امریکن مشن لدہیانہ باہتمام پادری روڈالف صاحب ۱۸۶۳ء باب ۴ فصل ۸ صفحہ ۱۳۶ میں لکھا ہے کہ مسیحی لوگ ایسی نیت پر شادی نکریں کہ اُن کی جورو ناچنے اور گانے اور محفل میں شیریں کلامی سے خوش کرنے کی امداد کریگی انتہے - پھر جامعۃ الفرائض مطبوعہ ۱۸۶۳ء باب ۳ فصل اول صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے کہ جبکہ خوبصورت تصویر دیکھ کے انسان کی طبیعت بگڑ جاتی ہے تو پھر ایک خوبصورت اور ویسی طرز و ادا سے ہزار رہی ہو کر خوبصورت سے ناچتی اور گاتی صورت کو دیکھ کر گناہ میں کیوں نہ پھنسیں گے - انتہے ۳

اور یہ آپ ہی ناچتے اور گاتے ہیں بلکہ مارٹین لوتھر صاحب تو لوگوں کے دروازوں پر گاتے پھرتے تھے اور کوئی پادری ایسا نہوگا جسے گرجے میں گیت گانا نہ آتا ہو (ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپٹسٹ مشن صفحہ ۲۲۶) اگر کوئی کہے کہ حضرت داود صندوق عہد کے آگے ناچے تھے اور اسی طرح حضرت مریم بہن حضرت ہارون کی وغیرہ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ وہ ناچنا خدا کو راضی کرنیکے لئے تھا اور یہ شیطان کو خوش کرنے کے لئے ہے۔

حضرت عیسے نے آپ کو خدا کا بندہ اور رسول کہا ہے مرقس ۱۶ باب ۴ یوحنا ۱۲ باب ۴۹ اور یہ نہ صرف حضرت عیسے کو بلکہ آپ کو بھی خدا کے فرزند جانتے ہیں۔

سنیچر کو سبت سمجھ کر عبادت کرنے کا دستور تھا خروج ۲۰ باب ۸ و ۹۔ اور یہ اتوار کو سبت مناتے ہیں۔

سود نہ لینے کا حکم ہے احبار ۲۵ باب ۳۵-۳۷- اور نیا اُس کے لئے مہاجنی کوٹھیاں جاری کرتے ہیں اور عدالت سے سود دلانے کو فتوے یعنے ڈگری تمام ملک میں جاری ہوتی ہے یعنے یہ کہ نہ صرف آپ سود لیتے بلکہ اوروں کو بھی سود دلواتے ہیں۔

عورت کو مرد کے تابعدار رہنے کا حکم ہے افسیون کا ۵ باب ۲۲ و ۲۳ و ۲۴- اول پطرس ۳ باب ۱- اول طماؤس ۲ باب ۱۴- اور ان میں مرد عورت کی تابعداری کرتے ہیں باوجود اس کے عیسائی آپ کو توریت وانجیل کا پیرو کہتے ہیں اب کون اس بات کا انصاف کرے کہ عیسائی لوگ توریت وانجیل کی پیروی کرتے ہیں یا مسلمان۔

ان سب باتوں پر غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ ان عیسائیوں کا کھانا ہرگز مسلمانوں کو حلال نہیں کیونکہ یہ وہ عیسائی نہیں ہیں جو پیشتر حواریوں کے سامنے تھے اور انجیل ہی کے حکم کے بموجب ان عیسائیوں کے ساتھ کہانا ہرگز جائز نہیں ہے کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرامکار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اُس سے صحبت نہ رکھنا بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کہانا اول قرنتیون کا ۵ باب ۱۱ گلتیوں کا ۲ باب ۱۲ یوحنا ۲ باب ۹۔ اور عجیب یہ ہے کہ عیسائی عقیدہ کی کوئی بات انجیل وغیرہ سے ثابت نہیں ہوتی مثلاً تثلیث کا لفظ کسی انجیل میں موجود نہیں صرف زبانی یہ محاورہ ٹھہرالیا

گیا ہے اصطباغ ختنہ کا قایم مقام کسی انجیل سے ثابت نہیں ہوتا اور کہیں مسیح کا حکم نہیں ہے کہ عشاء ربانی عید فصح کی جگہہ کیا کرو اور عید فصح کو نمانو یا اور اتوار سینیچر کے بدلے سبت سمجھا جائے بلکہ حواریین سینیچر ہی کو سبت مانتے تھے متی ۲۴ باب ۲۰ اور خوبی یہ کہ جمعہ کا دن جو عیسائیوں میں گڈفرائی ڈے پیدایش مسیح کا دن ہے اور جمعہ کا دن کہ جس میں قصہ صلیب واقع ہوا اور بموجب عقیدۂ عیسائی اسی دن نجات کا کام پورا ہوا یوحنا ۱۹ باب ۳۰ اُسے اتوار اور سینیچر دونوں سے زیادہ فضیلت ہے۔

سکرمنٹ ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحَلَّ النِّکَاحَ وَحَرَّمَ السِّفَاحَ وَخَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ثُمَّ جَعَلَہٗ سَمِیْعًا بَصِیْرًا وَ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْہَا زَوْجَہَا وَبَثَّ مِنْہُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَّقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا وَالصَّلٰوةُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّةً وَبَعَثَ ھَادِیًا اِلَی النَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ طَہُرُوْا عَنْ رِجْسِ الشِّرْکِ وَالطُّغْیَانِ تَطْہِیْرًا ۔

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔ پس نکاح کرو جو خوش لگے تم کو عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔ (سورہ نساء رکوع ۱)

عیسائی لوگ مسلمانوں کو اس بات پر الزام دیتے ہیں کہ اُن کے یہاں چار جوروان کرنے کا حکم ہے لیکن مسلمانوں میں یہ حکم اس لئے ہے کہ چار سے زیادہ جوروان کرنا جائز نہیں ہے نہ یہ کہ ہر شخص چار سے کم جوروان نکرے چنانچہ ہزاروں لاکھوں مسلمان آنکھوں کے سامنے موجود ہیں کہ اُن کی صرف ایکہی بی بی ہے چونکہ دنیا عالم امتحان ہے اس میں تعلقات سے فارغ رہکر تو ہر شخص خدا کی طرف دل لگا سکتا ہے مگر وہ جو باعیال ہو کر خدا کو نہ بھولے اُسی کا اعتبار ہے کیونکہ خدائے عالم الغیب ہر شخص کے دل کو جانچتا ہے اور کسی کی بندگی کا وہ محتاج نہیں حضرت ابراہیم کے بیٹے کی قربانی کا خدا حاجتمند نہ تھا اگر حاجتمند ہوتا تو کیوں

معاف کرکے اُس کے عوض میں برّہ ابراہیم کو بھیجتا مگر حضرت ابراہیم کے لئے یہ امتحان تھا پس اوّل طمطاؤس ۳ باب ۲ اور طیطس ۱ باب ۶ میں جو ایک ایک جورو کرنے کا حکم ہے یہ صرف نگہبانوں یعنے پادریوں کے لئے ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ عیسائیوں میں اُن دنوں کئی جوروان کرنے کا دستور تھا تب اس قانون کے مقرر کرنے کی حاجت ہوئی ورنہ ضرور کیا تھا جو اس کا بندوبست کیا جاتا اور یہ قانون بھی صرف پادریوں کے لئے مقرر ہوا چنانچہ اُن دونوں آیتوں سے ظاہر ہے اور اس حکم سے اور عیسائیوں کو کئی جوروان کرنے کی ممانعت نہیں ہے اور پادریوں کو بھی اس حکم کے مطابق ایک جورو سے زیادہ کرنا غیر مناسب ہے مگر گناہ ہرگز نہیں ہے جیسے کہ اوّل قرنتیوں کے ۷ باب میں لکھا ہے کہ مرد کے لئے یہ اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے اور اسی باب کے ۸ میں مردوں اور بیواؤں کو شادی نکرنے کی صلاح دی گئی ہے مگر اس صلاح کے برخلاف کرنے والوں کو کچھ گنہگار نہیں ٹھہرایا چنانچہ آج تک ایسا ہی ہوتا ہے اور اس کے لئے ایک اور دلیل یہ ہے کہ علماء رومن کاتھولک آپ بے جورو رہتے اور عیسائیوں کو جو اُن کے معتقد ہیں جورو کرنے سے منع نہیں کرتے اسی طرح اوّل طمطاؤس ۳ باب ۲ کے مطابق جو پادری کہ ایک جورو کریں تو اُن کے پیرؤں کو کئی جورو کرنا ناجائز نہیں ہے۔

اور لطیفہ یہ ہے کہ پادریان رومن کاتھولک پادریان پراٹسٹنٹ کو ایک عورت کرنے کی بابت ویسا ہی ملزم ٹھہراتے ہیں جیسا کہ علماء پراٹسٹنٹ مسلمانوں کو چار عورتیں کرنے کی بابت سندی تواریخ کلیسیا سے معلوم ہوا کہ حواریوں کے زمانہ میں اور اُس کے بعد عیسائیوں پر رومی وغیرہ بت پرستوں کے ہاتھ سے بڑی بڑی مصیبتیں رہتی تھیں اکثر بھاگنے اور وطن چھوڑنے اور پہاڑوں وغیرہ میں چھپے رہنے کی سالہا سال حاجت رہتی تھی بیشتر طرح طرح کی اذیتوں کے ساتھ قتل کئے جاتے بیٹے کو باپ کی اور باپ کو بیٹے کی یہ حالت دیکھنی پڑتی تھی اور جب مار ڈالے جاتے تو عورتیں اور بچے تباہ پھرتے تھے اور جب بھاگتے تو سب گھر کو ساتھ لیکر بھاگنا اور جنگلوں اور پہاڑوں میں عورتوں اور بچوں سمیت رہنا مشکل پڑتا تھا مخزن مسیحی صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ فروری ۱۸۶۹ء میں

پادری والش صاحب مصر کے اندر دنی قبروں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ دس بارکی خوفناک تکلیفات میں جو رومی شاہوں نے عیسائیوں کو پہونچائیں وہ انہیں تاریک غاروں میں پناہ لیتے اور اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے انتہےٰ اس لئے اُن دنوں میں بہت جوروان کرنا اور عیال دار ہونا بڑے دکھوں کا سبب تھا چنانچہ اول قرنیتوں کے ۷ باب ۲۶-۲۹ میں بھی اس کا مذکور ہے۔

اب سُنو استثنا ۲۱ باب ۱۵ میں لکھا ہے اگر کسی کی دو جوروان ہوں الخ یہاں آیت کے مضمون سے صاف دو جوروان ایک ساتھ ہونا ظاہر ہے دیکھو تفسیر اسکاٹ انگریزی مطبوعہ نیویارک ۱۸۱۱ء و ۱۸۱۲ء وغیرہ ہاں دو حقیقی بہنوں کا ایک ساتھ جورو بنانا احبار ۱۸ باب ۱۸ کے مطابق منع ہے اور یہی شرع اسلام کا بھی حکم ہے اور پیدایش ۱۶ باب ۹ اور ۱۶ باب ۳ و ۲۵ باب ۱ کے بموجب حضرت ابراہیم نے تین عورتیں کیں حضرت بی بی سارہ اور حضرت بی بی ہاجرہ اور حضرت بی بی قطورہ اور اگر بی بی قطورہ بی بی سارہ کی وفات کے بعد عقد حضرت ابراہیم میں آئی ہوں تو بھی بی بی سارہ اور بی بی ہاجرہ کا اتفاق بالاتفاق ہے حضرت موسےٰ کے دو جوروان تھیں ایک حضرت بی بی صفورہ اور دوسری ایک کوشی شاہزادی یوسیفس نے بیان کیا کہ جسوقت موسیٰ فرعون کی بیٹی کا لڑکا کہلایا گیا اُس وقت مصری فوج کا سپہسالار ہو کر اُس نے کوشیوں کو شکست دی اور ایک کوشی شاہزادی سے شادی کی کوئی سبب نہیں ہے کہ یہ بات سچ نہو اگرچہ وہ پاک کتاب میں لکھی نہیں گئی (بعینہ نقل از لغت کتاب مقدس مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۷ء صفحہ ۳۵۸) اور پیدایش ۳۵ باب ۲۳-۲۶ میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب کی چار عورتیں تھیں لیاہ اور راحیل جو دونوں حقیقی بہنیں تھیں اور ان دونوں کی دو لونڈیاں ان چاروں سے بارہ بیٹے اور ایک بیٹی حضرت یعقوب کے تھی اور حضرت سموئیل نبی جنہوں نے حضرت داؤد کو بھی ممسوح کیا (اوّل سموئیل ۱۶ باب ۱۳) اور جو شفاعت کے اقتدار میں موسےٰ سے مشابہ کئے گئے ہیں (یرمیاہ ۱۵ باب ۱ و ۹۹ زبور ۶) اُن کے باپ کے دو عورتیں تھیں اوّل سموئیل ۱ باب پس جب ۱ سے مقبول نبی کے باپ کے دو بیبیاں تھیں ان میں سے ایک سے حضرت سموئیل پیدا ہوئے اگر ایک سے زیادہ جوروان کرنا حرام

ہوتا تو خدا ایسے انبیاء علیہم السلام کو ایسی عورتوں سے نہ پیدا کرتا اور یہی حال حضرت اسحاق اور تمام بنی اسرائیل کا بھی ہے جو اپنے باپ کی دوسری بی بی سے پیدا ہوئے اب دو چار جوروان کرنے کے جواز میں اس سے زیادہ واضح دلیل اور کیا چاہیے۔ اور ۲ تواریخ ۲۴ باب ۲ و ۳ میں لکھا ہے اور جو خداوند کی نظر میں درست ہے سو یواس یہویدہ کاہن کے جیتے جی کیا کرتا تھا اور یہویدہ نے اُس کے لئے دو جوروان کر دیں اور اُس کے اُن سے بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں انتہے چونکہ یواس بادشاہ یہویدہ سردار کاہن کے جیتے جی وہی کام کرتا رہا جو خدا کی مرضی کے موافق تھے تو دو جوروان کرنا مرضی الٰہی کے برخلاف نہ ہوگا اور خود اُس سردار کاہن نے جو توریت میں بہت دیندار لکھا ہے جیسا کہ ۲ تواریخ ۲۴ باب کے اگلے پچھلے بابوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے یواس بادشاہ یروسلم کو دو جوروان کر دیں تھیں تو اور کون اُس پر اس بات میں الزام لگا سکتا ہے اور حضرت داؤد نبی (اعمال ۲ باب ۳۰) نے سو جوروان کیں دیکھو ۲ سموئیل ۳ باب ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۵ باب ۱۳ و ۱۱ باب ۲۷ و ۱۵ باب ۱۶ و اول تواریخ ۳ باب ۱-۹ و ۱۴ باب ۳ و اول سموئیل ۲۵ باب ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ - اول سلاطین ۱ باب ۴ اگر کوئی کہے کہ داؤد کی سو جوروان نہ تھیں تو وہ آپ ہی گن کر ثابت کردے کہ کتنی جوروان تھیں۔

متی اول باب میں مسیح کو داؤد اور ابراہام کی نسل لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ داؤد کا رتبہ اور نبیوں سے بڑا اور ابراہام کی برابر ہے ورنہ اگر صرف داؤد کی بادشاہت سے مراد ہوتی تو مسیح ابن سلیمان ابن ابراہام لکھا ہوتا۔

بیبل میں حضرت داؤد کی بڑی عظمت کے ساتھ تعریف ہے وہ معزز نبی مورد الہام تھا جب تک کہ زندہ رہا اور سوا اوریاہ کی جورو کے اور کثرت ازدواجی میں حضرت داؤد پر الزام نہیں لگایا گیا ہے اور حضرت داؤد کی زبور کتب مقدسہ عیسائی اور یہودیوں میں کمال عظمت کے ساتھ موجود ہیں اور اول سلاطین ۵ باب ۵ میں ہے اس لئے کہ داؤد نے خداوند کی نگاہ میں نیکوکاری کی اور جب تک جیتا رہا خداوند کے کسی حکم سے روگردان نہیں ہوا سوا اوریاہ حتی کی جورو کی بات کے انتہے مفتاح الکتاب رومن صفحہ ۱۲ پہلی دلیل میں داؤد

کو نبی لکھا ہے اور تواریخ کلیسیا روسن جلد اوّل مقدمہ ۲ دفعہ ۱۲ صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے کہ داؤدؑ آپ فضل الٰہی سے ایک نبی تھا اور اعمال ۲ باب ۳۰ میں حضرت داؤدؑ کی بابت یوں لکھا ہے سو اس سبب سے کہ نبی تھا اور جانتا تھا کہ خدا نے اُس سے قسم کھائی ہے کہ میں تیری نسل سے جسم کی رو سے مسیحؑ کو ظاہر کروں گا انتہےٰ۔

دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۲۶۰ و ۲۶۱ میں پادری اگسٹس براڈ ہیڈ صاحب فرماتے ہیں کہ داؤدؑ نہ صرف مسیحؑ کا باپ دادا تھا بلکہ مسیحؑ کی جو علامتیں پرانے عہدنامہ میں پیش کی گئیں اُن سبھوں میں بڑی علامت وہی ہے گویا داؤدؑ ہی میں مسیح مخصوص اور ممسوح کیا گیا چنانچہ پاک نوشتوں میں دونوں کے ممسوح ہونے کا ایسا ذکر ہے کہ گویا وہ ایک ہی ہیں انتہےٰ پس سب سے زیادہ مشہور صفت جو حضرت داؤدؑ سے علاقہ رکھتی ہے وہ یہی ہے کہ حضرت داؤدؑ کثیر الازواج تھے اور اس حالت میں بقول پادری اگسٹس براڈ ہیڈ صاحب یہی صفت حضرت عیسےٰؑ میں قرار دینا چاہیے اور یہ صرف پادری صاحب کا عقیدہ ہے حالانکہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۰۰ میں یہی پادری صاحب فرماتے ہیں کہ داؤدؑ ہمارے مانند خطاکار اور گنہگار تھا انتہےٰ۔

اور حضرت سلیمانؑ کی سات سو جوروان اور تین سو حرم تھیں اول سلاطین ۱۱ باب ۱-۳ اور حضرت سلیمانؑ پر بھی کثرت ازدواج کا کہیں الزام نہیں ہے سوائے بت پرستوں میں شادی کرنے کے کہ اجنبی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا بنی اسرائیل کے لئے ناجائز تھا (استثناء باب ۲ و ۳) اور حضرت سلیمانؑ کے بیٹے رحبعام کے ۱۸ جوروان اور ۶۰ حرمین تھیں ۲ تواریخ ۱۱ باب ۲۱ اور حضرت سلیمانؑ کے پوتے ابیاہ کے ۱۴ جوروان تھیں ۲ تواریخ ۱۳ باب ۲۱ اور حضرت جدعون کے بہت سی جوروان تھیں (قاضیوں کا ۸ باب ۳۰) دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۲۲ میں ہے کہ لمک کے ایک ہی وقت میں دو جوران تھیں انتہےٰ۔

اور عیسو اور یعقوبؑ کے دو دو جوروان تھیں (دینی و دنیوی تاریخ مصنفہ پادری اگسٹس براڈ ہیڈ مطبوعہ مشن پریس الٰہ آباد ۱۸۷۴ء صفحہ ۸۲) اور اسی طرح اور بہت

بادشاہوں بنی اسرائیل اور یہودیوں میں کثرت ازواج کا ذکر ہے سب کا لکھنا طول
ہو جائے گا اور عیسائیوں میں ایک فرقہ مورمن نامی ہے اُن میں ہر عیسائی کو بارہ۱۲
عورتیں رکھنے کی اجازت ہے اور اِن دنوں اُن کا پیشوا جس کا نام برگم نیگ بکسر اول
وسکون ثانی و فتح ثالث کہ کاف فارسی است و فتح خاے و سکون نون و کاف
فارسی اُس کے پاس پچاس جوروان ہیں اور عیسائی عقیدہ کے بموجب حضرت عیسٰے
دو۲ جوروؤں کے شوہر ٹھہرتے ہیں ایک پُرانی کلیسیا یعنے یہودی جماعت کے اور دوسرے
نئی کلیسیا یعنے عیسائی جماعت کے (غزل الغزلات ۸ باب ۵ و ۱۲-۲ قرنتیون کا
۱۱ باب ۲ مکاشفات ۸ باب ۴ و ۲۱ باب ۱ و ۹ باب ۷ و ۲۱ باب ۹ و ۲۲ باب ۱۷
مفتاح الکتاب صفحہ ۲۸۴ و ۲۸۶) اور مارٹین لوتھر نے فلپ نامی ایک رئیس
کو دو۲ جوروان رکھنے کی اجازت دی اور بعضی جگہہ میں مارٹین لوتھر صاحب فرماتے
ہیں کہ انسان دس۱۰ یا زیادہ جوروان ایک ساتھ رکھہ سکتا ہے (مسٹرن دی ہیت
ازمرأۃ الصدق جسے پادری ہیڈلی صاحب نے انگریزی میں تالیف کیا اور
طامسن انگلس صاحب نے بارشاد مریا انجلو صاحب ترجمہ کیا مطبوعہ گوالیار
سنہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۹۴ اور آٹھویں ہنری بادشاہ نے جو انگلستان کے پرانسٹنٹون کا
مربی تھا اپنی نکاحی بی بی کہترائن کے ساتھ انیس۱۹ برس رہنے کے بعد کہ اسی عرصہ
میں دو اور عورتیں الیشر تہہ بیٹابیس نامی سر گلبرٹ بیٹابیس کی بیوہ اور مریا بولین انا بولین
کی بہن بھی رکھتا تھا بے اجازت پوپ اور پارلیمینٹ کے اپنی ملکہ کہترائن کے
جیتے جی انا بولین کے ساتھ شادی کرلی جو بموجب بعضے لکھنے والوں کے اس کی
حرام کی بیٹی تھی (دیکھو لنگارڈ کی تواریخ انگلنڈ جلد ۴ اور ساندرس کی کتاب دینی
انگریز تفرقہ پردازوں کے صفحہ ۱۵) ازمرأت الصدق مطبوعہ سنہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۹۳
۹۴ اور جان ڈیون پورٹ صاحب کی کتاب صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹ وغیرہ میں بھی آئی

سلہ دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۲۶ میں ہے کہ سلیمان کے عہد سلطنت میں ہیکل کی تعمیر کرنے کے بعد یہودی کلیسیا کی سب سے بڑی
سرفرازی ہوئی انتہٰی ۱۲

طرح سے اور ہندؤں میں منو کے شاستر کی ۹ آدہیاے ۱۴۹ اشلوک سے ظاہر ہوتا ہے کہ برہمن چاہے تو چار جورو کرے (دین حق کی تحقیق مصنفہ پادری اسمتھ صاحب و پادری نیوپولٹ صاحب مطبوعہ امریکن مشن لدہیانہ واسطے ٹرکٹ سوسائٹی کے باہتمام پادری ویری صاحب ۱۸۷۱ء صفحہ ۲۵۳) اس سے ظاہر ہے کہ ہندؤں کی نہایت شریف قوم یعنے برہمنوں میں ازروے حکم شاستر ہندؤں کو چار جوروان تک کرنا جائز ہے اگرچہ اور قوموں اہل ہنود میں اس کا جواز نہو اور جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۲-۱۷۸ میں لکھتے ہیں **قولہ** سی زر یعنے قیصر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں ہمارے باپ دادا کے یہاں یہ رسم تھی کہ دس بارہ آدمیوں میں ایک جورو ہوتی تھی پلوٹارک صاحب لکھتے ہیں کہ قدیم اہل یونان کے یہاں بہت سے نکاح کرنے جائز تھے مگر شرط یہ تھی کہ اگر سپاہی جوان ہوں اور ایک جگہہ سے کہیں اور بھیجے جائیں تب وہ نکاح کریں۔ افلاطون اور یورے پای ڈیز (یعنے یورقدوس) حکیموں نے بھی ایک سے زیادہ نکاح کرنے کے جواز میں کتابیں لکھیں۔ قدیم اہل روم حد سے زیادہ مہذب تھے اگرچہ اُن کو ایک سے زیادہ شادی کرنے کی ممانعت نتھی لیکن اُنہوں نے کبھی زیادہ شادیاں نہیں کیں کہتے ہیں کہ اول مارک آین ٹونے اس رسم کو ترک کیا اور بیبیاں کیں تھیں اس زمانہ سے اکثر اہل روم تہیوڈوسی سیشن اور نوریس اور اُرگدیس (یعنے ارقدوس) بادشاہوں کے زمانہ تک ایک سے زیادہ شادیاں کرتے رہے لیکن آرگدیس نے پہلے ہی پہل ۳۹۳ء میں اس امر کی ممانعت کا قانون جاری کیا تھا بعد ازان ارکیدی اکش ڈیین ٹنینٹن بادشاہ نے منادی کرائی کہ میری رعیت میں سے جس کا جی چاہے جتنی بیبیاں کرے کچھ ممانعت نہیں ہے اور اس زمانہ کی مذہبی تواریخ سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ کسی پادری نے اس حکم پر اعتراض کیا ہو ڈئیں ٹنینی انیس کانستن سیس ابن قسطنطین اعظم کے بہت سی بیبیان تھیں۔ کلوٹیر بادشاہ فرانس اور ہنری برٹسلی اور ہی پرکیس اُس کے دو بیٹے ان سب کے یہاں ایک سے زیادہ بیبیاں تھیں ان بادشاہوں کے علاوہ سنیٹ اس جین بسس

(یعنے ارس تتس) نے لکھا ہے کہ پی پن اور شارلی مین کے یہاں بھی بہت سی بیبیاں
تھیں۔ لوتھیر اور اُس کا بیٹا ارتون فس ہفتم شاہنشاہ جرمن ۸۸۸ء فرڈرک باربروسا
اور شارلی سن کا ایک بیٹا اور فلپ تہیوڈی متس بادشاہ فرانس اور فرنگ کے متقدمین
بادشاہوں میں جنہوں نے کئی کئی جوروان ایک ہی زمانہ میں کیں یہ ہیں گون ٹران
گاری برٹ سجی برٹ چل پرک گون ٹرین کی حرم سرا میں تین بیبیاں تھیں دلی انیڈا
مرکٹروڈ اوسٹری جلڈ برجلدی اور کہتا تھا کہ یہ میری شرعی بیبیان ہیں اور گیری برٹ کے
یہاں مرقلی ڈا مارکونسا تہیودو جلڈا بیبیاں تھیں ڈمی نیل صاحب پادری خود مقر
ہیں کہ فرانس کے بادشاہ بہت سی بیبیان کیا کرتے تھے اور اُن کو اسبات کا بھی انکار
نہیں ہے کہ دگوبرٹ اول نے تین بیبیاں کیں اور پادری صاحب موصوف کو یہ
بھی اقرار ہے کہ تہیودوریٹ نے ڈٹری سے اُس حال میں شادی کی کہ جب اُس کا
شوہر موجود تھا اور اُس کے پاس زری جلڈی اُس کی بی بی موجود تھی اور صاحب موصوف
یہ بھی لکھتے ہیں کہ تہیودوریٹ نے اپنے چچا کلوٹیر کی نقل کی جس نے گرنوڈومر بیوہ سے
تین جوروؤں کے ہوتے نکاح کیا تھا۔

اب انجیل کے مندرجہ ذیل فقروں سے معلوم ہو جائے گا کہ ایک سے زیادہ نکاحوں کو
خدا تعالی صرف پسند نہیں کرتا بلکہ برکت دینے کا وعدہ کرتا ہے پیدایش ۳۰ باب ۳
ایکزوڈس ۲۱ باب ۱۱ ڈیوٹرونومی ۲۱ باب ۱۷ اوّل سموئیل ۱ باب ۱ و ۲ و ۱۱ و ۲۰
ایضاً ۲ باب ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ دوم سموئیل ۱۲ باب ۱۸ ایضاً ۵ باب ۱۳ و ۸ باب ۳۰
و ۱۰ باب ۴ ججز ۱۲ باب ۹ و ۱۴ اسنہ ۷۲۶ء میں یونی تئس صاحب جرمنی پادری نے
پوپ گرگری سے مسئلہ پوچھا کہ آدمی کو کس حالت میں دو بیبیاں کرنی جائز ہیں تو اُس
نے جواب دیا اگر جورو کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ خاوند اُس سے مباشرت نکر سکے تو اُس
صورت میں خاوند کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے لیکن اس شرط پر کہ بیمار جورو کی ہر طرح
خبرگیری کرتا رہے۔ عیسائیوں نے خود بہت سی کتابیں بہت سی بیبیاں مجتمع کرنے
کے جواز میں لکھی ہیں برنارڈو۔ اوکینس نے جو فرقہ کیپی چن کے جنرل تھے سولھویں صدی

کے وسط میں اِس رسم کے اچھا ہونے میں ایک کتاب لکھی ہے اور اسی زمانہ میں ایک
اور شخص نے بھی اِسی مضمون پر جواب مضمون لکھا ہے اس جواب مضمون کے لکھنیوالے
کا اصلی نام لائی سپرس تھا مگر اُس نے اپنے جواب مضمون کا تخلص تھی اوفیلس اینہوپس
اختیار کر لیا تھا۔ سیلڈن صاحب اپنی کتاب موسوم یوکزر ہبرایکہ میں ثابت کرتے
ہیں کہ بہت سی بیبیاں مجتمع کرنی صرف یہودیوں ہی میں جائز نہ تھیں بلکہ تمام قوموں میں
بھی ناجائز تھیں۔ مگر سب میں بڑا مشہور آدمی جو ایک سے زیادہ عورتیں جمع کرنے کی
رسم کی حمایت کرتا ہے جان ملٹن تھا اس شخص نے اپنی کتاب موسوم بجواب مضمون
درباب مذہب عیسائی میں اس امر کے ثبوت میں انجیل کے بہت سے فقرے
نقل کئے ہیں صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ علاوہ اس کے خدائے تعالیٰ نے اپنے
تئیں ایک استعارہ کی حکایت (ازی کئیل باب ۲۳) میں ایک مرد بنایا ہے جس نے
احولا اور احولیاہ دو بیبیوں سے نکاح کیا اگر یہ رسم اصل میں بُری ہوتی تو خدائے تعالےٰ
اپنی نسبت استعارہ میں بھی اس رسم کو کبھی نہ اختیار کرتا۔ جس رسم کی انجیل میں ممانعت
نہو ہم اُس کو کس دلیل سے بُرا اور ذلیل کہیں کیونکہ انجیل نے کسی ملکی قانون کو جو اُس
سے پہلے رائج تھا بُرا نہیں کہا انجیل میں صرف یہ حکم ہے کہ ایلڈر اور ڈیکن پادری وہ لوگ
بنائے جائیں جو صرف ایک جورو رکھتے ہوں اول طمطاؤس ۳ باب ۲ اور طیطس ۱ باب
۶ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا گناہ ہے کیونکہ اگر گناہ ہے تو
یہ حکم سب کے واسطے عام ہوتا صرف پادریوں ہی کے واسطے نہوتا اس حکم میں یہ حکمت
ہے کہ ایک جورووالے دنیا کے کاروبار میں اس قدر گرفتار نہوں گے جتنا کہ زیادہ جوروؤں
والے اس لئے یہ لوگ گرجے کا کام بخوبی کر سکیں گے اور چونکہ اس فقرے کے موافق
کئی بیبیاں مجتمع کرنے کی صرف پادریوں کو ممانعت ہے اور اور لوگوں کو نہیں ہے اور
یہ ممانعت بھی کچھ گناہ ہونے کے سبب سے نہیں ہے اس لئے جیسا ہم نے اوپر بیان
کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سب کو ایک سے زیادہ بیبیاں جمع کرنے کی اجازت
ہے اور اکثر لوگوں نے اس رسم کو اختیار کیا ہے آخر الامر میں عبرانیوں کے ۱۳ باب ۴

کے موافق اس طرح دلیل کرتا ہوں۔ ایک سے زیادہ بیبیاں جمع کرنا یا نکاح یا حرام
کاری یا زنا ہو سکتا ہے حضرت موسےٰ نے کوئی چھوٹی صورت بیان نہیں کی اکثر عالے
نبیوں نے ایک سے زیادہ بیبیاں مجتمع کی ہیں لہذا مجھے یقین ہے کہ کوئی ایسی بے
ادبی نکرے گا کہ اس رسم کو حرام یا زنا ٹھہراے کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کہ حرام کاروں اور
زانیوں کو اللہ تعالےٰ سزا دے گا اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی لوگوں کا میں خود محافظ
ہوں پس ایک سے زیادہ بیبیاں جمع کرنی نکاح ٹھہرا اور نکاح ہر طرح حلال اور درست
ہے اور حضرت موسےٰ یہی فرماتے ہیں کہ نکاح کرنا بہت اچھا ہے اور گناہ نہیں ہے۔
لہذا آنحضرت صلعم نے اس رسم کو جائز کیا کہ جو رسم صرف عمدہ ہی نہ تھی بلکہ جس کو خدا
نے اپنی قدیم کتاب میں مبارک فرمایا تھا اور پھر اپنی جدید کتاب میں بھی جائز فرمایا کہ
جائز ہے اور عمدہ۔ لہذا ہم آنحضرت صلعم پر ہرگز یہ الزام نہیں لگا سکتے انتہےٰ پادری
ٹاکس صاحب مشنری لکھنو اپنی کتاب موسوم بہ اصلاح سہو مطبوعہ امریکن مشن
پریس لکھنؤ باہتمام پادری مسمور صاحب ۱۸۷۱ء صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں فرماتے ہیں کہ تعدد
ازدواج کے مقدمہ میں ہم بے تردد تسلیم کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں بھی اس دستور
نے رواج پایا تھا اور خدا نے بھی اس کو منع نہیں کیا بلکہ اکثر ان کو برکت کا وعدہ کیا جو
اس پر چلتے تھے (یعنے کثرت ازدواجی کے دستور پر) انتہےٰ۔ اور پھر اپنی کتاب کے صفحہ
۱۴۷ میں جان ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں کہ اور یہ جو عیسائی الزام لگاتے ہیں
کہ آنحضرت صلعم شہوت پرست تھے یہ ان کا الزام باطل ہے کیونکہ جب آنحضرت
صلعم نے ظہور کیا تو اس زمانہ میں اہل عرب میں بے انتہا نکاحوں کا رواج تھا پس
یہ امر ظاہر ہے کہ بیہودہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو شہوت پرست ہو وہ بدکاری
اور بدرسمی کو خود معدوم کر دے۔ علاوہ اس کے جو ہم پہلے اس بات میں بیان
کر چکے ہیں ہم یہ بات بھی آنحضرت صلعم کی طرف سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ بھی اپنے
ہم وطنوں کی مانند عورتوں سے بہت رغبت رکھتے تھے اور آپ نے یہ کبھی دعوے
نہیں کیا کہ میں ان انسانی خواہشوں سے بری ہوں جو سب آدمیوں کو ہوتی ہیں

بلکہ برعکس یہ فرمایا ہے کہ میں بھی تمہیں جیسا آدمی ہوں اور بمقابلہ حضرت داؤد کے جو نبی اور بادشاہ تھے اور جن کی تعریف انجیل میں لکھی ہے کہ وہ ایسے آدمی تھے کہ جو خدا کا سا دل رکھتے تھے آنحضرت صلعم ایسے صاف تھے جیسے ایک برف کا ٹکڑا دُنیا کے (پاکدامنی اور عفت کی دیوی) مندر پر گرا ہوا ہو ساؤل کی دوسری دختر لیشبست حضرت داؤد کی پہلی زوجہ تھی اس زوجہ کو اُس کے باپ نے آپ کی جلاوطنی کے زمانہ میں آپ سے لے لیا اور بعد ازاں آپ نے برابر کتنے ہی نکاح کئے مگر بانیمہ اپنی پہلی زوجہ کا بھی دعوے کئے گئے حضرت داؤد نے ایک غیر مختوں بادشاہ کی بیٹی سے بھی بے تکلف نکاح کر لیا اور اگرچہ آپ کے یہاں اکثر بیبیوں سے اولاد تھی لیکن پھر بھی یروسلم میں حرمین کیں اور آخر کار نیت سبع کے مقدمہ میں آپ نے حرام اور خون ناحق بھی کیا جب حضرت داؤد ایسے ضعیف ہو گئے کہ آپ پر چند کپڑے ڈالے مگر آپ کو گرمی نہ پہونچی اور سردی نہ موقوف ہوئی تو یہ تجویز ٹھہری کہ ایک نوجوان پاکیزہ عورت بہم پہونچانا چاہیئے جو آپ کی خدمت کرے اور آپ کے ساتھ ہمخواب ہو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم ایک نہایت حسین اور نوعمر عورت لاؤ۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ایک نیک آدمی ایسی حرکت کر سکتا ہے یقیناً وہ عیسائی جو آنحضرت صلعم پر عیاشی کا اعتراض کرتے ہیں اُنہیں اس انگریزی مثل کا ضرور ہی خیال رکھنا چاہیے کہ جو لوگ شیش محل میں رہتے ہیں اُنہیں پتھر پھینکنے میں پیش قدمی نکرنی چاہیے اُنتھا۔

گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۷ میں فرماتے ہیں کہ بادشاہ روم اور دوسرے بادشاہوں نے بہت سی بیبیاں کی ہیں جو کہ حرموں سے جُدا تھیں حالانکہ یہ بادشاہ اور باتوں میں نہایت پابند مذہب (عیسائی) کے تھے۔ علاوہ اس کے یہ بیبیاں مشروع تصور کی گئیں ہیں کیونکہ اگر پہلا فرزند بادشاہ کا چوتھی یا پانچویں یا دسویں بی بی سے ہو تو وہی وارث تخت کا بموجب شرع کے ہوگا اور اُس کی ماں کی وہی عزت ہوتی ہے جو کہ بادشاہ آئندہ کی والدہ کی ہونی چاہیے۔

(حمایۃ الاسلام صفحہ ۹۳ دفعہ ۷۵ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) پس اِن سب باتوں پر لحاظ کرکے خدا اور رسول کو ملزم نہ ٹھہرانا چاہیے مگر بعض مسلمانوں نے جو کچھ احکام الٰہی سے تجاوز کیا اس میں قصور انہیں کا ہے کیونکہ مسلمانوں کو صرف چار نکاح تک حکم ہے اور واقعی اکثر سلاطین اسلام نے اس حکم سے یہاں تک تجاوز کیا کہ جس سے زیادہ شاید ممکن بھی نہو اور یہی سبب خصوصاً زوال اقبال کا ہوا کیونکہ سلطنت رعایا پروری کے لئے ہے نہ یہ کہ صرف دن رات عیش کرنے کے لئے ہندوستان میں عیش محمد شاہی مشہور ہے جس کے وقت میں خود اس بادشاہ اور اس کے شہر دہلی پر نادر شاہ کے ہاتھ سے آفت آئی اور ایران میں فتح علی شاہ بادشاہ کے اسقدر جوروان تھیں کہ جنسے پانچ سو بیٹے یعنے فرزند نرینہ پیدا ہوئے اور محمود کابلی کے تین سَو عورتوں سے گیارہ سو فرزند نرینہ پیدا ہوئے اور واجد علی شاہ نے جن کے ہاتھ سے لکھنؤ کی سلطنت لیلی گئی ایک وقت میں متفرق فرقوں کی لونہزار عورتیں جمع کی تھیں اور شجاع الدولہ کی جنہوں نے بکسر میں شکست کہائی اور اپنے ساتھ قاسم علی خان اور شاہ عالم کو بھی مورد زوال کیا سترہ سو عورتیں تھیں اور پچھلی عورت اُن کی حافظ رحمت خان کی دختر تھی جس کے ہاتھ سے نشتر کا زخم ناف پر کہا کر انہوں نے جان دی اور غیاث الدین بادشاہ ابن محمود بادشاہ مالوہ کی حرم سرا میں پندرہ ہزار عورتیں موجود تھیں از ترجمہ مارشمن ہسٹری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۲ء صفحہ ۲۲۹ فصل ۱۴۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ اتنی عورتوں کا خدا اور رسول نے مسلمانوں کو کب حکم دیا تھا لیکن عیسائی بادشاہوں میں سے جنہوں نے ایک سے زیادہ عورتیں کیں وہ اُسی قدیم دستور بنی اسرائیل اور اپنے اپنے وقت کے علماء کے حکم یا دینی طور پر خود جائز سمجھ کر کیں اور اسی سبب سے بعض کے سوا اکثروں نے چار تک کی حد کا لحاظ رکھا اور اُس سے بہت کم تجاوز کیا برخلاف اہل اسلام کے کہ جس طرح عیسائیوں نے شراب کی کثرت کو اسقدر[1] رواج دیا کہ اپنے طور پر اُوسے سب

[1] ممالک متحدہ امریکہ کی عام ترقی اور اقبال مندی اس سے ... سکتی ہے کیونکہ وہاں بالفعل ایک لاکھ چالیس ہزار شرابخانے اور ایک لاکھ ... اور ... ہزار اگرچہ موجود ہیں ... کی تعداد سے ... تعداد مقابلہ کرکے سمجھ لینا چاہیے کہ ... تعلیم کا ما حاصل ہے ... انگلستان میں ایک ... ۱۸۸۲ء میں ایک ... لاکھ ... [illegible]

عیب کر دیا اسی طرح مسلمانوں نے کثرت ازواجی کو اسقدر رواج دیا کہ اُسے اپنے طور پر بے عیب کر دیا لیکن خدا کے نزدیک دونوں بے الزام نہ ٹھہر سکیں گے۔

یہودیوں میں چار جوروں تک کرنیکا دستور جاری ہے اور اُن میں جو ممسوح ہوتا اُس کے لئے چھ اور چھ اور چھ یعنے اٹھارہ جوروان کرنے کے واسطے ۲ سموئیل ۱۲ باب ۸ کے بموجب اُن کی شریعت میں فتویٰ ہے یعنے یہودی لوگ حضرت داؤد کے علاوہ بیلگیشیم یعنے لونڈیوں کے چھ ازواج خاص شمار کرتے ہیں اور ۲ سموئیل ۱۲ باب ۸ میں جو دو بار ہتن وہین یعنے اتنی اور اتنی زیادہ دینے کا خدا نے حضرت داؤد سے وعدہ فرمایا اس کے بموجب ممسوح کو یعنے چھ اور چھ اور چھ یعنے اٹھارہ جوروان کرنا جائز ہوا اور عیسائیوں میں جو شادی کے وقت چوتھی انگلی میں انگشتری پہنائی جاتی ہے اور سوا چوتھی انگلی کے کسی اور انگلی میں یعنے پہلی یا دوسری وغیرہ میں انگشتری نہیں پہناتے (پادری صاحبوں کا اخبار کوکب عیسوی رومن کرسٹر مطبوعہ ۲ فروری ۱۸۶۷ء نمبر ۲ جلد ۸ صفحہ ۱۷ کالم ۱ باہتمام پادری مسمور صاحب) اس کا سبب فقط یہی ہے کہ عیسائیوں کو چار جوروان تک جائز ہیں اور پانچ تک کی اجازت نہیں ہے افلاطون کی رائے میں بہت سی بیبیوں سے نکاح کرنا درست تھا قوانین محمد صلعم میں سے ہر ایک شخص کو چار بیویوں تک سے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ سوائے حرم کے یہ قید چار بیبیوں کی موافق رواج قدیم یہودیوں کے تھی اور پرانے مصنفوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے پادریوں کی اجازت چار بیویوں تک تھی انتہے بعینہ قول صاحب سیر الاسلام ترجمہ بیتھم باب ۵ صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ ۱۸۴۹ء

اس کے سوا یہ بھی غور کے قابل ہے کہ اگر عیسائیوں کو موسوی شریعت پر چلنے کا دعوےٰ ہے تو خود حضرت موسےٰ کے دو بیبیاں تھیں اور ہر سردار قوم کو اسرائیلیوں میں اٹھارہ جوروان تک کرنا جائز تھا اور اگر عیسائیوں کو محض حضرت عیسےٰ کی پیروی پر تکیہ ہے تو حضرت عیسےٰ کے ایک بیوی بھی نہتی پھر عیسائی کیوں اپنا شادی بیاہ کرتے ہیں اگر کوئی عیسائی یہ کہے کہ حضرت آدم کے ایک ہی بیوی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کہنے والا گویا اقرار کرتا ہے کہ اُسے خدا کی کسی شریعت سے جو حضرت آدم کے بعد

خدا نے نازل کی کچھ سروکار نہیں ہے اس لئے وہ شریعت سے قبل کی باتوں پر اکتفا کرتا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت آدم ؑ کے ہم عہد کوئی دوسری عورت اگر ہوتی اور وہ دوسری بیوی نکرتے تب اس کہنے کی گنجایش تھی کہ حضرت آدم ؑ نے دوسری بیوی نہیں کی تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت آدم ؑ کے وقت میں بھائی کا بہن کیساتھ عقد ہوتا تھا پھر عیسائی لوگ اس شریعت آدم ؑ پر کیوں نہیں چلتے۔

اب رہی وہ بات جو متی ۲۲ باب ۳۰ میں لکھی ہے کہ بہشت میں نہ کوئی بیاہ کرتا نہ بیاہا جاتا ہے انتہےٰ اس کا مطلب صاف یہ ہے کہ بہشت میں پھر نکاح اور بیاہ نہوگا ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ صرف مرد بہشت میں جائیں گے اور عورتیں سب فنا ہو جائیں گی اور جب عورتیں بہشت میں گئیں تو وہاں وہ کس کی ہو کر رہیں گی اور یہ کیونکر ممکن ہو کہ فرشتوں کی طرح مرد بے سبب اپنے مرتبے سے گھٹ کر نسائیت کے درجے میں بھی شامل ہوں اور عورتیں بے سبب اپنے مرتبے سے بڑھکر تذکیر کا منصب بھی حاصل کریں یعنے مرد و عورت دونوں نہ مذکر رہیں نہ مؤنث بلکہ مخنث ہو جائیں یہ بات انصاف الٰہی کے صاف خلاف ہے اور نکاح اس لئے وہاں نہوگا کہ بہشت میں گناہ نہیں ہے جو طلاق کا باعث ہو اور جب طلاق نہیں تو نکاح اور بیاہ کی کیا حاجت ہے اور اسی طرح جانوروں میں بھی ایک قسم کی چڑیا سات سکھی کا لال نام جس کا نر کچھ رنگین اور مادہ سب مثل طوطی ہندوستانی کے قد اور رنگ میں ہوتی ہیں ان میں ایک نر اور چھ مادینیں اُس کے گرد رہتی ہیں اور اسی طرح چھچھوندر کا بھی ایک نر اور اُس کے ستو مادہ ہوتی ہیں اور اسی طرح شہد کی مکھی کہ اُس کی ایک مادہ کے ساتھ ہزاروں نر ہوتے ہیں اور یہ سب انتظام الٰہی سے مقرر ہے (دی مارک ایبل ان سکٹس چھاپہ لندن ۱۸۴۰ء صفحہ ۴) اور فورتھ بک چھاپہ لندن ۱۸۵۹ء صفحہ ۳۰

سکرمنٹ ۴

عیسائی لوگ توریت و انجیل کی کچھ بھی تعظیم نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کو اس معاملہ میں

کتاب پرست بتاتے ہیں اور عجب یہ کہ حلف اوٹھانے کے وقت وہی کتاب توریت و انجیل جو عیسائیوں کے پاؤں کے پاس رکھی رہتی ہے سراسر عزت کے لایق ہوجاتی ہے۔

ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۲۶۵ میں چھٹویں اڈورڈ بادشاہ کا حال لکھا ہے کہ جب بادشاہ لڑکا اور لڑکوں میں کھیلتا تھا کسی چیز کو اونچے پر سے اوتارنا چاہا اور اُس کا ہاتھ وہانتک نہ پہونچا تب اُس کے ساتھیوں میں سے کسی نے ایک بڑی جلد بیبل کی اُسے دی کہ اُس پر کھڑا ہوکر اوتارے لیکن بادشاہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ناراض ہوکر اپنے اُس ساتھی کو ڈانٹ کر کہا کہ یہ کتاب پاؤں تلے رکھنے کے لئے نہیں بلکہ تعظیم کرنے اور دل میں رکھنے کیلئے ہے انتہے۔ پس مسلمان جو دینی کتاب کی تعظیم کرتے ہیں اُس دیندار بادشاہ کی طرح ہیں اور یہ عیسائی لوگ بادشاہ کے اُس ساتھی کی طرح۔ جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ یہودی بھی اپنی کتاب کی اسی قدر عظمت کرتے ہیں اور وضو بغیر اُسے کبھی نہیں چھوتے انتہا۔

سکرمنٹ ۵

قرآن مجید کی سورہ احقاف رکوع ۴ میں لکھا ہے

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○	یعنے اور جب متوجہ کردی ہمنے تیری طرف ایک جماعت جنوں سے وے سننے لگے قرآن پس جب وہاں حاضر ہوے بولے کان دہر کے سنو اور جب تمام ہوا پھر گئے اپنی قوم کیطرف متنبہ کرنے کو بولے اے ہماری قوم ہمنے سنی ایک کتاب جو نازل ہوئی ہے موسیٰ کے بعد تصدیق کرتی ہے اُسکو جو اُس سے پہلے ہے ہدایت کرتی ہے طرف حق کے اور طرف سیدھی راہ کے انتہے۔

از شہادت قرآنی صفحہ ۲۶۔

علماء عیسائی اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جنوں کو انسانی شریعت سے کیا کام ہے اور بنی آدم میں سے کسی نے جنوں پر نبوت کا دعوے کیا ہے وغیرہ دیکھو رسالہ ابطال

اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ طالمود وغیرہ میں ہوا و جن وغیرہ کو حضرت سلیمانؑ کا تابع لکھا ہے لیکن قطع نظر اس کے اول پطرس ۳ باب ۱۹ میں لکھا ہے اور اُس نے (یعنے مسیح نے) اُن روحوں کے پاس جو قید تھیں جا کر منادی کی انتہٰے یہاں انگریزی مہری بادشاہ جیمس والی بیبل چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء میں پریزن لکھا ہے بمعنے قید یعنے ہیل دیکھو ولبسٹر کالم ۳ صفحہ ۵۳۵ مطبوعہ ۱۸۵۳ء اور اور انگریزی انجیلوں میں پریزن کی جگہہ صرف ہیل بھی لکھا ہے اور مراد اس سے دوزخ یا عالم برزخ یا عالم ارواح عبرانی میں شعول اور یونانی میں ہا دیز بدال مہملہ اور پھر اول پطرس ۴ باب ۶ میں لکھا ہے کہ مُردوں کو بھی انجیل سنائی گئی کہ وے آدمیوں کے آگے جسم کی راہ سے گنہگار ٹھہریں لیکن خدا کے آگے روح سے جیویں انتہٰے اور اسی طرح فلپیوں کے ۲ باب ۱۰ میں بھی ہے اب خیال کرنا چاہیے کہ بندگی اور توبہ صرف اسی دنیا کی زندگی میں انسان کر سکتا ہے اور مرنے کے بعد انجیل سنکر وہ کیا کرے گا اور جن تو اسلامی عقیدہ کے بموجب اس دنیا میں قرآن کے معتقد ہوئے اور ہر ذی عقل کو خدا کی فرماں برداری سے چارہ نہیں ہے کچھ انسان پر منحصر نہیں کیونکہ شیطان جو راندہ درگاہ آلہی ہوا وہ بھی خاکی جسم سے جدا تھا مگر طاعت آلہی میں قاصر ہو کر سزا سے بچ نہ سکا پس جب شیطان آدم خاکی کے سبب گنہگاری میں مبتلا ہوا تو جنوں کو بنی آدم میں کسی پیغمبر کے وسیلے خدا کی مرضی پہچاننا کیا تعجب ہے کیونکہ اول قرنتیوں کے ۶ باب ۲ و ۳ کے مطابق انسان کا مرتبہ راستبازی کی حالت میں جبکہ فرشتوں سے زیادہ ہے تو جنوں سے کتنا زیادہ سمجھنا چاہیے اور بد روح اور دیو جنکا ذکر متی ۱۷ باب ۱۸ اور اعمال ۱۶ باب ۱۶ وغیرہ مقاموں میں ہے یہ بھی تو خاکی جسم سے آزاد ہیں پھر کیونکہ حضرت عیسےٰؑ اور اُن کے شاگردوں کے فرمان پذیر ہوئے کیونکہ انہیں تو جسم انسان سے کچھ علاقہ نہیں ہے پھر انسان کا حکم ماننا انہیں کیا ضرور تھا اور میزان الحق باب ۲ فصل ۷ صفحہ ۱۴۲ سطر ۴ چھاپہ آگرہ ۱۸۵۰ء دوسری چھپائی میں پادری فانڈر صاحب نے انہیں بد روحوں کو جن لکھا ہے۔

سکرمنٹ ۶

بعضے عیسائی سود کہانے کو مثل نفع تجارت کے جانتے ہیں اور اُس کے جائز ہونے کے لئے اُس توڑوں والی تمثیل کو پیش لاتے ہیں جو متی ۲۵ باب ۱۴ - ۳۰ میں ہے اور کہتے ہیں کہ اُس وقت ایک توڑے والے سے اُس کے مالک نے جو کہا تھا کہ تو نے میرا توڑا صرافوں کو کیوں نہ دیا کہ میں سود سمیت پاتا یہ سود جائز ہونے کا اشارہ ہے فقط لیکن یہ تو دینداری میں ترقی کرنے کی تعلیم ہے کچھ توڑوں کے جمع کرنے سے انسان کی نجات نہیں ہو سکتی اور اسی تمثیل کے ماقبل دس کنواریوں کی تمثیل ہے کہ ان میں سے پانچ کو جنکی مشعلیں روشن تھیں دولھانے قبول کر لیا اگر اس تمثیل کو لفظی معنے کے ساتھ سمجھیں تو پانچ عورتیں ہر عیسائی کو کرنا جائز ہو سکتا ہے اور پھر اُسے تمثیل جیسا کہ متی ۲۵ باب ۱۴ میں لفظ مانند اور ۱۳ باب ۱۰ میں لفظ تمثیل کہنا بے معنی ہو جاتا ہے بلکہ اُسے تلقین کہنا چاہئے تھا۔

یوحنا ۱۵ باب ۱ میں حضرت مسیح نے فرمایا کہ میں سچے انگور کا درخت ہوں الخ پس کیا کوئی سمجھے گا کہ مسیح واقعی انگور کا پیڑ ہے اور متی ۱۳ باب ۳۷ میں لکھا ہے اچھا بیج کا بونے والا ابن آدم ہے فقط کیا اس سے کوئی مسیح کو کاشتکار سمجھے گا اس کے سوا انجیل میں اور کہیں سود کا نام تک نہیں ہے اور اُس کی ممانعت میں دیکھو ۱۵ زبور ۵ یرمیاہ ۱۵ باب ۱۰ حزقئیل ۱۸ باب ۸ و ۷ نحمیاہ ۵ باب خروج ۲۲ باب ۲۵ احبار ۲۵ باب ۳۶ و ۳۷ استثنا ۲۳ باب ۱۹ امثال ۲۸ باب ۸ اول سموئیل ۸ باب ۳ اس کے سوا اول پطرس ۵ باب ۲ اور اول طیمطاؤس ۳ باب ۳ میں جو ناروا نفع کی ممانعت ہے سود کو بھی اسی میں شامل سمجھنا چاہیئے۔

اب اگر کوئی کہے کہ بعضے مسلمان بھی تو بطمع نفسانی سود لیتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کا مدار انہیں کے چال چلن پر نہیں ہے بلکہ اعتبار اس بات پر ہے کہ حضرت آدم سے حضرت نوح تک اور حضرت ابراہیم سے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ

اور حضرت نبی اسلام علیہم الصلوۃ والسلام تک بلکہ ابتک جتنے مخصوصین بارگاہ الٰہی گذرے ہیں کسی کتاب سے ثابت نہیں کہ اُن میں سے ایک نے بھی کبھی ایک دفعہ اپنی زندگی میں خواہ اپنے ملک والوں خواہ غیر ملک والوں سے سود لیا ہو اور قرآن مجید میں جو کچھ اس کی بابت سخت ممانعت ہے اُسے توسب جانتے ہیں کہ علماء اسلام نے سود کو زنا سے اشد لکھا ہے اس لئے کہ سود لینے والے کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یعنے خبردار ہو ساتھ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے (سورہ بقر رکوع ۳۸)

سکرمنٹ

قال اللہ تعالےٰ

وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ۝ وَاِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّھُمْ اٰیَۃً اَنْ یَّعْلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	اور بالتحقیق یہ۔ وتارا ہے رب العالمین سے اوتارا روح الامین نے اُسے تیرے دلپر تاکہ تو بھی ایک ڈرانے والا ہو صاف زبان عربی میں اور بالتحقیق یہ ہے پہلوں کے صحیفوں میں اور کیا اُن کیواسطے یہ نشانی نہیں ہوئی کہ بنی اسرائیل کے علماء اسے جانتے ہیں انتہٰی۔

(سورہ شعرا آیت ۱۹۱)

از شہادت قرآنی بر کتب ربانی مطبوعہ لکھنؤ مطبع منشی نول کشور ۱۸۶۱ء فصل ۳ اولیم میور صاحب فرماتے ہیں کہ الہامات مندرجہ قرآن کا بھی وہی مطلب ہے جو کتب انبیاء سابق میں لکھا ہے انتہٰی (دیکھو شہادت قرآنی صفحہ ۱۹) اور صفحہ ۳ میں وہ لکھتے ہیں **قولہ** قرآن کی آیات کثیرہ میں ایسے قصص اور روایات بھی لکھے جو یہود و نصاریٰ کی کتب ربانی میں درج ہیں اور بہت مقامات پر ان قصص اور روایتوں کا وہی ڈول اور وہی طریقہ ہے جو توریت و انجیل میں ہے بلکہ بعض جگہہ تو الفاظ طابق النعل بالنعل ملجاتے ہیں چنانچہ ہبوط آدم اور حوا کا بیان اور نوح و طوفان اور ابراہیم اور سارہ اور اسحاق اور لوط کے قصص الخ لیکن عیسائی لوگ نا واقفی سے اسبات پر مسلمانوں کو الزام دیتے ہیں کہ یہ بہشت میں دنیاوی سامان بیان کرتے ہیں جیسے حور قصور نہر کوثر و سلسبیل و شراب طہور درخت سدرہ خرمی انار وغیرہ دیکھو دو من تفسیر انجیل

مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۴۰۷ کالم اول واضح ہو کہ قرآن مجید توریت سے بالکل مطابق ہے جیسا کہ بابو رام چندر صاحب بھی اعجاز قرآن مطبوعہ دہلی ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۳ میں صریح اقرار کرتے ہیں کہ حال دین ابراہیم کا اور اُن کا اور اُن کی اولاد کا جو قرآن میں مذکور ہے وہ توریت اور تفاسیر یہود و نصاریٰ میں پایا[۱] جاتا ہے۔ انتہے پھر اعجاز قرآن صفحہ ۲۳۴ میں لکھا ہے کہ انبیا سلف کے حالات اور معجزات اور اُن کی تعلیمات توحید خدا اور آخرت وغیرہ جو قرآن میں مندرج ہیں یقیناً توریت و انجیل سے ہیں اور اس واسطے خدا کی طرف سے ہیں نہ یہ کہ بناوٹ انسانی انتہے پھر اعجاز قرآن صفحہ ۱۱ میں مرقوم ہے کہ حال حضرت ابراہیم اور اُن کی اولاد اسحاق اور یعقوب اور یوسف وغیرہ یعنے کل بنی اسرائیل کا توریت و انجیل اور تفاسیر یہود و نصاریٰ میں قدیم سے مفصل مذکور تھا چنانچہ قرآن میں بھی یہی حالات پائے جاتے ہیں۔ انتہے اور بعض جگہ کچھ تفاوت بھی ہے مگر وہ تفاوت صریح غلطی ترجمہ انجیل کے سبب سے مثلاً قرآن میں ہے۔ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ مگر اعمال ۱۵ باب ۲۸ و ۲۹ میں ہے کہ روح القدس نے اور ہم نے بہتر جانا کہ تم بتوں کے چڑھاوے اور لہو اور گلا گھونٹے اور حرامکاری سے پرہیز کرو انتہے یعنے سور کی جگہہ حرامکاری لکھا ہے لیکن یہ تو صرف ظاہر ہے کہ اس مقام پر ذکر احکام حلت و حرمت کا تھا یہاں محرمات سے علاقہ کیا ہے حرامکاری کو تو ہر حال میں لوگ برا جانتے ہیں بتوں کے چڑھاوے اور لہو اور گلا گھونٹے کے ساتھ حرامکاری کے لفظ کا کیا موقع تھا وہاں لفظ سور کا ہونا یقینی مناسب حال ہے کیونکہ حرامکاری کون شخص دلیری سے کرسکتا ہے جس طرح سے لہو اور گلا گھونٹے وغیرہ کو بت پرست جائز جانتے تھے حرامکاری کس قوم میں جائز ہے جسے احکام شریعت کے ساتھ شامل کرنا ضرور ہوا اور اگر یہی سمجھیں کہ سوا ان چار باتوں کے اب کچھ اور ضرور نہیں تو چوری اور دغابازی اور راہزنی اور جھوٹ وغیرہ ان سب کو جائز سمجھنا چاہیے۔

---

[۱] قصہ حضرت ابراہیم کو ستاروں کو رب کہا (سورہ انعام آیت ۷۶) یشوع ۲۴ باب ۲ و ۳ اور تفاسیر اور احادیث یہود و نصاریٰ سے ظاہر ہے کہ شروع میں قبل از ہدایت حضرت ابراہیم اپنے باپ دادا کے مذہب بت پرستی پر قائم تھے اور یہ قصہ بھی (یعنے ستاروں کو رب کہنا) بعینہ یہودیوں کی کتاب طالمود میں مذکور ہے اور اس لئے اہل کتاب اس قصہ سے نفرت نہیں کرتے بلکہ اس کے مقصد اور مضمون کو حق جانتے تھے انتہے از اعجاز قرآن ۱۲

پس یہ مقام حرام کاری کے لفظ کے شمول کا ہرگز نہیں ہے اس طرح کی نصیحت کے اور سیکڑوں
مقام انجیل میں موجود ہیں جیسے اول قرنتیوں کا ۶ باب ۹ و ۱۰ میں ہے کیا تم نہیں جانتے کہ نا
راست خدا کی بادشاہت کے وارث نہوں گے فریب نکھاؤ کیونکہ حرام کار اور بت پرست اور
زنا کرنے والے اور عیاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنے والے اور ظالم خدا کی بادشاہت
کے وارث نہوں گے انتہے یہ تو سور کا حرام ہونا چھپانے کے لئے حرامکاری کا لفظ بجائے سور کے
شامل کیا گیا اور تعجب کہ روح القدس کی تعلیم میں بھی تبدیل کرنے سے نہ ڈرے دیکھو اعمال ۱۵
باب ۲۸ اصل یہ ہے کہ انجیل میں کوریاس تھا جس کے معنے گوشت خنزیر ہے اور ساس کے نسخوں
انجیل میں اس کی جگہہ لفظ پورنیاس لکھا گیا جس کے معنے زنا چنانچہ ڈاکٹر بنٹیلی و مسٹر ریوس جو
بڑے مصححین انجیل ہیں اسی لفظ کوریاس کو ترجیح دیتے ہیں اس مقام پر کہنے کو جی چاہتا ہے کہ
اہل کتاب واقعی توریت و انجیل کو دل لگا کر نہیں پڑھتے دیکھو تعلیم الایمان چھاپہ لدھیانہ ۱۸۶۹ء
صفحہ ۱۴۲ سطر ۱-۸ میں میرے اس قول پر گواہی جہاں لکھا ہے کہ بہت آدمی جنہوں نے نئی
پیدایش نہیں پائی پاک نوشتے کے ظاہری علم سے بھی جاہل ہیں الخ اگرچہ توریت میں قیامت اور
بہشت کی بابت صاف بیان کم ہے چنانچہ یہودیوں میں صادوقی فرقے کے لوگ مردوں کی قیامت
اور فرشتوں کی ہستی اور آخرت میں جزا و سزا پانے کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے (مفتاح الکتاب صفحہ
۲۲۶) مگر فریسی فرقے کے لوگ اپنے اس عقیدہ کے سبب کہ وہ خیال کرتے تھے کہ اگر دو آدمیوں
میں سے صرف دو بہشت میں جائیں تو ضرور اُن میں ایک فریسی ہوگا انتہے (مفتاح الکتاب
صفحہ ۲۲۷) معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ آخرت اور بہشت وغیرہ کے قایل تھے چنانچہ اعمال ۲۳ باب
۸ میں بھی اس کا ذکر ہے اور یسینی فرقہ کے لوگ اگرچہ آخرت کی خوشی کے منتظر تھے مگر جسم
کے جی اوٹھنے کی بابت شبہہ رکھتے تھے اور انجیل میں توریت کی نسبت آخرت کا زیادہ بیان
ہے توریت میں لکھا ہے کہ خدا نے بیابان میں بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں اُس
زمین میں لاؤں گا جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے خروج ۳ باب ۸ اور جب بنی اسرائیل نے نا
فرمانی کی تب خدا نے فرمایا کہ وے اس زمین کنعان میں داخل نہوں گے جہاں دودھ اور شہد
بہتے ہیں (گنتی ۱۴ باب ۳۰) (حزقئیل ۲۰ باب ۱۵) اگرچہ ان کتب سے مراد ظاہری وہی ملک

ہے جس کا خدا نے حضرت ابراہیمؑ اور اسحاقؑ و یعقوبؑ و موسےؑ سے وعدہ فرمایا تھا (پیدایش ۵ اباب ۷ و ۷ اباب ۸ و خروج ۶ باب ۸) مگر علماء عیسائی یہ وعدہ اپنے حق میں بھی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کنعان ایک حقیقی کنعان کا اشارہ تھا جو بہشت سے مراد ہے دیکھو عبرانیونکا ۳ باب ۸-۱۸ و ۴ باب ۶ و ۹ پس اگر حقیقی کنعان بہشت کو سمجھیں تو دودہ اور شہد کوثر و تسنیم میں بہتا ہے اگرچہ اِن نہرونکا نام بالفعل توریت و انجیل میں نظر نہیں آتا پھر مکاشفات ۲۲ باب ۱ میں آبحیات کی صاف ندی اور ۲ آیت میں سڑک کے بیچ اور اُس ندی کے وار پار زندگی کا درخت جو لکھا ہے یہ درخت طوبیٰ سے مراد سمجھنا چاہیے اور سونے کی سڑک اور موتی کے در اور لعل و زمرد و یشم و نیلم و عقیق اور شب چراغ اور سنہرے پتھر اور فیروزہ اور زبرجد اور یمنی یاقوت اور سنگ بنسلی کی نیویں اور ریشم کی دیوار جو مکاشفات ۲۱ باب ۱۰-۲۵ میں مندرج ہے یہ قصر جنت کا صاف بیان ہے اور مکاشفات ۷ باب ۹ میں لکھا ہے کہ ایک ایسی بڑی جماعت جسے کوئی شمار نہیں کرسکتا سفید جامے پہنے اور خرمے کی ڈالیاں ہاتھوں میں لئے اُس تخت اور برہ کے آگے کھڑی ہے انتہےٰ تخت سے مراد خدا کا تخت اور برہ سے بموجب عقیدہ عیسائی مسیح مصلوب اور پیدایش ۳ باب ۷ میں حضرت آدمؑ کا حال لکھا ہے کہ انجیر کے پتوں کو سیکر لنگیاں بنائیں انتہے۔ اب دیکھئے کہ خرمے اور انجیر اور سونا اور جواہرات سب کچھ بہشت میں بموجب کتب اہل کتاب موجود ہے۔ اور حضرت عیسےؑ نے فرمایا کہ میرے باپ کے گھر میں بہت مکان ہیں نہیں تو میں تمہیں کہتا کہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہہ تیار کروں (یوحنا ۱۴ باب ۳) پس یہ مکانات جنت کا ذکر ہے بعضے عیسائی بہشت کے آسمان پر ہونے کا یقین نہیں کرتے (ہدایت المسلمین باب ۹ فصل ۳) اور کہتے ہیں کہ زمین ہی پر خدا نے حضرت آدمؑ کو بنایا تھا (نیاز نامہ صفحہ ۶۲) اس کے جواب میں ایک عیسائی عالم نے پانیر میں جو الہ آباد کا مشہور اور نامور انگریزی اخبار ہے یوں چھپوایا ہے

قولہ وہ بیان عدن بھی اُسوقت کی زمین اور اُسوقت کے انسان کا نہیں ہے جو بہشت کی حالت میں ہو اس نام کا ایک ضلع واقع مسوپوتامیہ (یعنے عراق عرب) کا تو بیان ہے اور انسان کی اُس گری ہوئی حالت کا بیان ہے جبکہ اُس زمین اور وہاں کے دریا

کا علم اُسے حاصل ہوگیا ہو۔ علاوہ اس کے یہ بیان بھی کسی الہامی مصنف کا معلوم نہیں ہوتا بلکہ محض بیہودہ اور کارخانہ خلقت کے خلاف ہے یہ جو لکھا ہے کہ اُس باغ سے ایک دریا نکلا جس کے چار سر یعنے منبع ہوگئے کسی دریا کے سر یا منبع نہیں ہو سکتے اگرچہ شاخیں ہو جائیں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ چاروں دریا ایک ہی دریا سے نکلے جبکہ باغ سے خارج ہوئے اور کہا گیا ہے کہ وہ چاروں موجود بھی ہیں مگر نقشہ پر اس ملک کے ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک سے نہیں نکلے علاوہ اس کے یہ بھی بیان ہے کہ یہ چاروں جہاں موجود ہیں وہیں وہ باغ تھا اور پہلے کہہ چکے کہ چار حصہ ہونے سے پیشتر یہ دریا باغ سے خارج ہو چکے تھے اس طفلانہ بیان مختلف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مصنوعی ہے سچ یہ ہے کہ ایک ہی دریا ہو گا جس سے باغ عدن سیراب ہوگا اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے ستر برس کی اسیری کے بعد توریت میں یہ شامل کر دیا اس طرح پر کہ کسی مفسر کو نام عدن کا خیال آیا اور اُس نے حاشیہ پر عدن لکھدیا اپنی یادداشت کے واسطے اور رفتہ رفتہ عمداً یا سہواً وہ بطن عبارت میں پہونچ گیا اور متن میں راہ پائی اور الہامی عبارت توریت کو بدل ڈالا۔ اُس زمین کے ملنے کا وعدہ محض ایمانداروں سے ہے اور انہیں بھی بعد مرنے اور قیامت کے بعد۔ حالانکہ وہ زمین آباد ہے اور آباد بھی بے ایمانوں سے ہے پیشتر اس سے کہ کوئی کفارہ دیا گیا ہو اس لئے وہ ارث دیران نہیں کہے جا سکتے جیسے یسعیاہ نبی علیہ السلام کے کفارہ سے پھر مل سکنے والے بتاتے ہیں انتہےٰ یعنے جس بہشت کا وعدہ عیسائیوں سے اُن کے مرنے اور قیامت کے بعد بطفیل کفارہ مصلوبی مسیح ہے وہ بہشت اُن کو جو عیسائی نہیں ہیں اُن کی زندگی ہی میں بے قیامت آئے کفارہ مصلوبی مسیح سے پیشتر ہی ملچکی ہے (از پائینیر) اس سے مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم کی پیدایش کی جگہہ اور بہشت جسکا ایمانداروں سے وعدہ ہوا وہی ہے جو آسمان پر ہے نہ یہ کہ جو زمین پر اور بے ایمان اُس میں بستے ہیں ۵ از بور ۱۶ میں ہے عرش اور سارے آسمان خداوند کے ہیں انتہےٰ (از روزمن بیبل مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء) مخزن مسیحی صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ مطبوعہ نومبر ۱۸۶۸ء میں پادری والش صاحب فرماتے ہیں قولہ کرچف نامی ایک صاحب نے ایک ایسی کل ایجاد کی کہ جس کے وسیلے سے جو کوئی چیز جلتی ہوا ہو اُس سے روشنی

پیدا ہوا اسی روشنی کی خاصیت سے وہ چیز آپ ہی جانی جاتی ہے پس جب معلوم ہوا کہ ہندوستان میں سرب گرہن ہونے والا ہے تو کتنے ہیئت دانوں نے (انگلستان سے) ارادہ کیا کہ ایسی کل لیکر ہم ہندوستان کو جائیں اور جب سورج چھپ جائے اور وہ ہالہ نظر آوے تب اُس کل کی معرفت اُس ہالہ کا سبب دریافت کریں۔

پس اگر دریافت کیا کہ جیسی اس زمین کے گرد خدا نے ہوا بنائی ہے ویسے ہی سورج کے گرد بھی ایک طرح کی ہوا ہے اور جو دہاتیں جیسے لوہا وغیرہ زمین میں ملتے ہیں سو سورج میں پگھلتے اور ابلتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ ماہواری مخزن مسیحی مطبوعہ دسمبر ۱۸۶۹ء صفحہ ۹۴-۹۷ میں لکھا ہے ولایت کے ہیئت دانوں نے ستارے شہابوں کی حقیقت دریافت کرنے میں نہایت کوشش کی ہے رات رات بھر یہ علما اپنی اپنی مان منڈلوں میں ستاروں کو دیکھا کرتے سو کہتے ہیں کہ بشرطیکہ چاندنی نہو اور دیکھنے والے اتنے ہوں کہ تمام فلک پر نگاہ لڑائے رہیں تو بحساب اوسط ایک ایک گھنٹے میں ۲۴ نظر آتے پھر جو ہم ملاحظہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ایسے ستارے دن کو بھی موجود ہیں مگر بسبب سورج کی روشنی کے دکھائی نہیں دیتے ایسا حساب کرکے جانا جاتا ہے کہ اوسط میں آٹھ پہر میں قریب ایک ہزار ستاروں کے ہر جگہہ گرتے ہیں علماء مذکور نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ جو شہاب کسی شہر کے اوپر ہی نظر آوے سو پنیتالیس ۴۵ کوس تک دکھائی دیا کرتا ہے مثلاً ایک ایسا دائرہ ہو کہ جسکا قطر نوے کوس ہو تو اُس کے بیچ جو جو شخص ہوں سو وہی شہاب دیکھیں گے اور اُس کے باہر جو ہوں سو اور دیکھیں گے غرض تمام دنیا میں اتنی جگہہ ہے کہ جس میں آٹھ ہزار ایسے دائرے بن سکتے ہیں اور ایک ایک دائرہ کے بیچ ہی میں جو ایک ایک دیکھنے والا ہو تو ہر ایک کو جُدا جُدا شہاب نظر آتے پس یہ عجیب نتیجہ نکلتا ہے کہ جس صورت میں کہ ایک ہی ایسے دائرہ کے اندر آٹھ پہر میں روز روز ایکہزار ستارے ٹوٹتے تو آٹھ ہزار ایسے دائروں میں یعنے تمام دنیا میں چار کروڑ گرا کرتے یہ تو ایسا شمار ہے کہ انسان کی سمجھ میں بھی نہیں آتا لیکن حقیقت میں اس سے بھی بہت ہیں کیونکہ ہزاروں تیر شہاب ایسے چھوٹے ہیں کہ بغیر دوربین کے دیکھے نہیں جاتے پر چھوٹے بھی دوربین جو اگلے ہیئت دانوں نے گمان کیا کہ چالیس گنا زیادہ دکھائی دیں یعنے

کم سے کم بحساب اوسط آٹھ پہر میں تنتیس۳۳ کروڑ گرا کرتے ہیں سب لوگوں کو معلوم ہے کہ علم ریاضی سے سورج اور ستاروں کی پیمایش ہو سکتی ہے اور اُن کا حال ایسا معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک ایک کی مقدار اور فاصلہ اور گردش کتنی ہے غرض اسی طرح اہل علم ہیئت نے شہابوں کا بھی حال دریافت کر لیا اور اُن کو اتنا معلوم ہوا کہ حقیقت میں یہ سب چھوٹے چھوٹے سیارے ہیں کہ جو اس زمین کی مانند سورج کے گرد اپنے اپنے دورے پر گردش کر رہے ہیں جسوقت کہ ایسے ستارے ہمارے دیکھنے میں آتے تو اوسط میں زمین سے تنتیس۳۳ کوس دور ہیں اور ایک لحہ میں جب تک ہم اُس کو دیکھنے پاتے ساٹھ کوس چلے جاتے اس سے معلوم ہوتا کہ جیسے اور ستارے ویسے یہ بھی ایک نہایت تیز روی سے سورج کی گردش کرتے ہیں اس کی بھی پیمایش ہوئی اور اتنا معلوم ہوا ہے کہ ایک منٹ بھر میں نوسو کوس چلا کرتے اُن کا مقدار اور وزن بھی دریافت ہوا اُن میں سے تھوڑے ایسے ہیں کہ نہایت بڑے کہ جن کی موٹائی پاؤ کوس سے کم نہیں ہوگی اور وزن اُن کا ایک پہاڑ کے برابر ہے لیکن اکثروں کا وزن ایک ماشہ سے بھی کم ہے پھر اگر پوچھا جائے کہ یہ تیر شہاب جو سورج کی گردش کرتے سو کتنے عرصہ میں ایک دورے کرتے جواب اس کا یہ ہے کہ سبھوں کا دور ہنوز ناپا نہیں گیا لیکن اتنا معلوم ہے کہ سنہ ۱۸۶۶ء میں نومبر مہینے کی تیرہویں تاریخ جو گرے سو تینتیس۳۳ برس میں ایک دورے کرتے ایسا حساب کر کے ہیئت والوں نے آگے سے کہا تھا کہ سنہ ۱۸۶۶ء نومبر کی ۱۳ یا ۱۴ تک بہت سے گرنے والے ستارے نظر آویں گے اور ایسا ہی ہوا ۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ سنہ ۱۸۹۹ء نومبر کی ۱۴ یا ۱۵ تاریخ کو پھر شہابوں کی وہی جماعت زمین کے نزدیک آکے دکھائی دیگی۔ اور مہینوں میں جو گرا کرتے اُن کا دور اور گردش اور ہے مثلاً جو بہادوں کے شروع میں نظر آیا کرتے اُن کی گردش ایک سو برس سے کچھ زیادہ میں تمام ہوتی لیکن البتہ اس لئے کہ یہ ایک جماعت میں ہو کر نہیں چلتے مگر الگ الگ وہ کم نظر آتے اور برس برس برابر دکھائی دیتے ۔

کوئی پوچھے کہ اگر یہ سیارے ہوں تو کس سبب سے فقط دم بھر نظر آتے اور پھر غایب ہو جاتے ہیں جواب کہ حال تو یہ ہے کہ ہر وقت نہیں چمکتے رہتے ہیں مگر جب آسمان سے آکر ہوا میں

لگ جاتے تو اُسکی رگڑے سے یہانتک گرم ہوجاتے کہ پگھل جاتے ہیں اور مانند آگ میں ڈالے ہوئے لوہے کے روشنی دیتے ہیں لیکن جب سورج کے گردگردش کرکے اپنے دورپر چلتے چلتے پھر ہوا سے نکل جاتے ہیں تو کچھ رگڑ نہیں رہتی اور وہ پھر ٹھنڈے اور کالے ہوجاتے وہ پتھر اور دہات ہیں کسلیے کہ عالموں نے روشنی کا بھید ایسا کھولا ہے کہ جس چیز کے جلنے سے جو روشنی پیدا ہوسکتی ہی دور وہ ہم سے کیوں نہو اُسی روشنی کی خاصیت سے وہ جلتی ہوئی چیز آپ ہی پہچانی جاتی ہے کہ کون چیز ہے سو چاہے لوہا ہو یا پارہ ہو جو کچھ ہو سو جلتے ہی اپنی روشنی ہی سے گویا اپنا نام ظاہر کرتا ہے اسی طرح جب اہل علم کسی ستارہ یا شہاب کو دیکھیں تو اپنی کلوں سے اُن کی روشنی کو جانچ کر بتلا سکتے ہیں سو ثابت ہوا کہ شہابوں اور ستاروں میں وہی دہات ملتی ہیں جو زمین میں بھی ملتی ہیں یہ تو ثابت ہوچکا لیکن اس کا ایک اور بھی ثبوت ہے بارہا ایسا ہوا کہ یہ ستارے زمین ہی پر گرے لوگوں نے اُن کو گرتے دیکھا پھر پاس جاکر کیا دیکھا کہ یہ جو شہاب آسمان سے گرا سو پتھر ہے یا لوہا ہے مثلاً امریکہ کے ملک میں ۱۸۰۷ء میں دن کو ایک ایسا ستارہ ٹوٹا کہ جس کی روشنی باوجود سورج کے موجود ہونے کے ظاہر ہوئی اور اُس کا ایسا سناٹا کان میں پڑا کہ گویا بھونچال آیا لوگوں نے دیکھا کہ ایک کھیت میں گرا وہاں دوڑکے کیا دیکھا کہ وہ شہاب زمین پر ایسے زور سے گرا کہ ایک گز اندر زمین کے گڑ گیا اور اُسے آزما کے اُن کو معلوم ہوا کہ یہ جو آسمان سے گرا لوہا ہے وزن اُس کا بیس سیر سے زیادہ تھا اور یہانتک گرم معلوم ہوا کہ وہ ایک گھنٹے تک کوئی اُس پر ہات نہیں رکھ سکتا تھا اور ایسے شہاب گرے کہ جو اُس سے بھی کہیں بڑے ہیں مثلاً آسٹریلیا ملک میں ایک ایسا ملا کہ جسکا وزن چار ہزار من سے اوپر تھا بلکہ امریکہ جنوبی میں ایک ایسا شہاب آج ہی تک پڑا رہا ہے کہ جس کا وزن ساڑھے پندرہ ہزار من سے کم نہیں ہے حاصل کلام شہابوں کا حال یہ ہے کہ بڑے بڑے ستاروں اور سیاروں کے بیچ جو فاصلہ ہے اُس میں کروڑوں ایسے ستارے چھوٹے بڑے سورج کے گرد گردش کررہے ہیں یہ ایسے چھوٹے ہیں کہ اکثر اوقات وہ دکھائی نہیں دیتے مگر نہایت تیزی سے جو چلتے ہیں جسوقت ہوا میں اُڑنے لگتے ہیں اُسوقت ہوا کی رگڑ سے پگھلتے بلکہ جلجاتے بھی ہیں اور جب تک ہوا میں چلتے رہیں یا زمین پر نگریں اسی طرح جلتے ہوئے نظر آتے ہیں

پھر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن جن عناصر سے خدا نے اس زمین کو بنایا ہے سو ہی تمام عالم میں بھی موجود ہیں تھے یعنے جسقدر اور عالم سوا اس عالم کے ہیں سب کی ترکیب انہیں عناصر سے ہے اب ایک اور بھی دلیل اس کے لئے یہ ہے کہ اگر اور سب عالم انہیں عناصر سے نہ بنے ہوتے تو ہم انہیں ان آنکھوں سے دیکھہ نپاتے کیونکہ ہم انہیں چیزوں کو ان آنکھوں سے دیکھہ سکتے ہیں جو انہیں عناصر سے بنی ہیں پھر اگر کوئی کہے کہ بہشت میں اگر یہی دنیا کی چیزیں موجود ہیں تو ہم اُسے کیوں ان آنکھوں سے دیکھہ نہیں سکتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ زحل ستارا اتنا بڑا ہے کہ اُس کے ساتھ آٹھ چاند گردش کر رہے ہیں اور تو بھی زحل ستارہ بسبب دور ہونے کے اسقدر چھوٹا نظر آتا ہے پس ممکن ہے کہ بہشت اس سے بھی بلند تر ہو اور بسبب دور بہت ہونے کے ہم اُسے دیکھہ نہیں سکتے پھر یہ کہ چاند اور سیاروں میں بھی ہیئت داں لوگوں کو یہی دہاتیں نظر آئی ہیں جو زمین میں ہیں چنانچہ فورتھہ بک چھاپہ لندن ۱۸۵۹ء صفحہ ۹۱ و ۱۲۶ اور وانڈرس آف دی ہیونس مطبوعہ لندن میں لکھا ہے کہ چاند کا قطر دو ہزار ایکسو ساٹھہ میل اُس کا فاصلہ زمین سے دو لاکھہ چالیس ہزار میل چاند کو دوربین سے دیکھا تو اُس کی سطح میں پہاڑ اور میدان نظر آئے۔ جیسے زمین میں ہیں اور بعضے پہاڑوں کو اُن کے سایہ سے ناپا تو دو میل اونچے پائے گئے اور اُن میں چٹانیں اور بڑے بڑے پتھر پڑے ہیں اور سورج کا گھیرا یعنے محیط ۲۸۰ لاکھہ میل (اور مرات الساعات صفحہ ۹۰ کے بموجب قطر آفتاب ۵۷۰۳۴۴ میل یعنے بہ نسبت زمین کے چودہ لاکھہ گنا بڑا ہے) اور فاصلہ زمین سے پچانوے ملین میل (یعنے نو کروڑ پچاس لاکھہ میل) اور سٹرن (یعنے زحل یا کیوان) آٹھہ سو پچاس گنا زمین سے بڑا ہے اس کا فاصلہ سورج سے نو سو ملین میل (ہر ملین دس لاکھہ کا) اس کے ساتھ تو آٹھہ چاند ہیں اٰہم تھے منویل جاگرفی چھاپہ مدراس ۱۸۶۶ء صفحہ ۳ اور مراٰت پاپیولر نالج صفحہ ۲ میں لکھا ہے چاند میں یہی دہات پائی جاتی ہیں جو زمین میں ہیں انتہٰے اور ایک اور انگریزی کتاب علم ہیئت کے صفحہ ۵۴ میں لکھا ہے کہ سٹرن کے بعضے حصوں میں پہاڑ افراط سے نظر آتے ہیں اور بعضے حصوں میں کم ایک نہایت مشہور عالم گاڈفری ہیگنس صاحب کا قول ہے کہ مورخوں نے بیان کیا ہے کہ محمد صلعم کے زمانہ سے پیشتر اہل عرب میخواری اور قماربازی کے نہایت عادی

تھے مگر آپ کے دو حکموں کی وجہ سے شراب اور قماربازی کا رواج قطعی موقوف ہوگیا۔ درماندہ حاجی کے لئے کوئی مقام آرام کا مقرر نہیں نہ یہ کہ آوے ہی دور جا کر ٹھہر رہے بلکہ کل سفر طے کرنا چاہیے ورنہ کوچ کرنے کی ضرورت نہیں گبن صاحب درست کہتے ہیں کہ جس عیش و عشرت سے دل للچاوے اُس کی قیدوں تکلیف دہندہ کو بلاشبہہ رندوں اور منافقوں نے اوٹھا دیا ہے مگر اُس واضع قانون پر جس نے کہ اُن کو بنایا یقیناً انصاف کی روسے اسبات کی تہمت نہیں ہوسکتی کہ اُس نے اپنے مریدوں کو اُن کی شہوات نفسانی کی اجازت دینے سے فریب دیا (حمایۃ الاسلام صفحہ ۴۰ دفعہ ۶۱) پھر اُسی کتاب میں لکھاہے کہ جو لوگ محمد صلعم کے خلاف ہیں شاید آپ پر بوجہ بہشت حسیؔ کے طنز کریں مگر درحقیقت کوئی بہشت خیال میں نہیں آسکتی جس سے حواس متمتع نہوں کیونکہ جیسا لاک صاحب نے ثابت کیا ہو کہ انسان کے دل میں کوئی خیال بلا وساطت حواس کے نہیں آسکتا پس ضرور ہوا کہ اگر آدمی کو خیال بہشت کا آوے تو وہ حسی ہی ہو۔ سب سے بڑا اجر اور حظ اہل اسلام کا دیدار آلہی میں ہے جس سے کہتے ہیں کہ ایسی بڑی خوشی حاصل ہوگی کہ اُس کے مقابل میں بہشت کی اور خوشیاں ہیچ اور نسیاً منسیا ہوجائیں گی تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی منصف جور و رعایت نکرے یہ نہیں کہیگا کہ اس کی تحقیر حسی ہونے کے سبب سے زیادہ کی جائے بہ نسبت اُس بیان کے جس میں اُن لوگوں کے مسکنوں کا ذکر ہے جن پر خدا کی مہر ہے کہ بڑا اعظیم الشان شہر سونے اور قیمتی پتھروں کا بارہ دروازوں کا ہے جس کے کوچوں میں دریائے آب حیات رواں درخت ایسے جن میں بارہ قسم کے پھل اور پتے اکسیر کی خاصیت کے اور نیز بہ نسبت اُس بیان کے کہ دوسرے مقام پر ذکر ہے کہ اشخاص منعم علیہم اپنے مسیح کے ساتھ میز پر کھاتے اور پیتے ہیں اگر ناظرین یہ جاننا چاہیں کہ گرجا کے پہلے اکابر نے اِن کیفیتوں کو کیا خیال کیا ہے تو وہ اریینوس کے بیان کی طرف رجوع کریں جو لکھتا ہے کہ ملّی نیم[1] کے وقت میں انگور دنکے خوشے ایمانداروں کو بلائیں گے اور کہیں گے کہ آؤ اور ہمیں کہاؤ۔ ویسٹ منسٹر رویو مطبوعہ ۱۸۲۶ء نمبر ۹ صفحہ ۲۱۶ سے بدون انتخاب کئے ہوئے میں باز نہیں رہ سکتا۔ فردوس کی مستورات کے باب میں

[1] جب حضرت عیسےٰ دنیا میں آکر دنل ہزار برس حکومت کریں گے اُس زمانہ کو ملی نیم کہتے ہیں ۱۲

محمد صلعم کے بیان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے عیاشی کے خیالات اور بہریں اُن کو کہا ہے کہ ایسی باکرہ ہوں گی جیسے باکرہ عورتیں بنی اسرائیل ساکن بیت اللحم کی اور مثل اور مومنوں کے اُن کا حسن عالم شباب گذشتہ کا سا ہو جائے گا جس میں کہ آدمی صانع کے ہاتھوں سے ابھی آیا ہوا متصور ہو سکتا ہے مگر نہ تو اُن کی گردنیں مثل ہاتھی دانت کے برج نکلے ہیں اور نہ مونہہ ایسے کہ سوتے آدمیوں کے لبوں کو گویا کردیں نہ سینے مثل خوشہ انگوروں کے اور نہ پستان مثل دو توام ہرن کے بچوں کے سوسن میں چرتے ہوئے اور نہ اُن کی رانوں کے جوڑ مثل جواہر کے ہوشیار کاری گری صنعت کے نہ وہ اپنے بہشتی خاوند کو بلاتی ہیں کہ اُن کا مونہہ چومے اور نہ مثل گوندکی ڈلی کے تمام شب اُن کی چھاتیوں پر چپٹا رہے (غزل الغزلات) اہل عرب کی بیبیاں اپنی سیاہ پتلیاں نیچے ڈھلے ہوئے اپنے خاوندوں کے روبرو حیا سے بیٹھی ہیں جیسے موتی سیپ کے اندر چھپا رہتا ہے۔ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝

(حمایۃ الاسلام صفحہ ۴۱-۴۵ دفعہ ۶۳ و ۶۵ و ۶۷ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء)

اور متی ۲۶ باب ۲۹ میں جو مسیح ؑ نے بہشت میں انگور کے شیرہ کا وعدہ کیا یہ شراب طہور سے مراد ہوگی اور حزقئیل ۴۷ باب خصوصاً اُس کی ۵ و ۶ و ۷ آیت میں بھی بہشت کی نہر اور درختوں کا بیان ہے اور عبرانیوں کے ۱ باب ۶ میں لکھا ہے پھر جب پہلوٹھے کو دنیا میں یعنے خاکی جسم میں لایا تو کہا کہ خدا کے سب فرشتے اُس کو سجدہ کریں فقط علماء عیسائی پہلوٹھے سے مراد مسیح ؑ کو سمجھتے ہیں مگر یہ سمجھ اُسوقت درست ہوتی کہ جب کتاب کے کسی اور جگہہ پیدائش یا تواریخ وغیرہ میں اس کا ذکر ہوتا پس بموجب عقیدہ اہل اسلام حضرت آدم ؑ کا جسم خاکی میں پیدا ہونا اور فرشتوں کا اُن کو سجدہ کرنا یہاں سے ثابت ہوتا ہے اور اول طمطاؤس ۳ باب ۶ میں بھی اسی کی بابت اشارہ ہے کہ کہیں وہ غرور کر کے شیطان کی طرح عذاب میں پڑے انتہٰے یعنے شیطان نے غرور کر کے حضرت آدم ؑ کو سجدہ نکیا تھا اس کے سوا اور کسی وقت میں شیطان کا غرور کرنا مذکور نہیں ہے اس سے ظاہر ہے کہ جو اب مسلمانوں کا عقیدہ ہے قدیم عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا مگر اُس کے

بعد پھر عیسائیوں میں بالکل تبدیل ہو گئی اور اصحاب کہف کا حال ایک شخص افرائیم نامی کی کتاب اور روسن تواریخ کلیسیا جلد ثانی صفحہ ۱۱۶ میں موجود ہے کہ ۵۳ء میں واقع ہوا تھا اور اعجاز القرآن مصنفہ بابو رام چندر عیسائی فاضل مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۵۷ میں بھی اس کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ وہ عیسائی تھے فقط اور جبکہ قدیم زمانہ میں یہ سب باتیں عیسائیوں میں معتبر اور مشہور تھیں تو اس زمانہ میں اس سے غفلت کمال تبدیل عیسائی عقیدے کی دلیل ہے۔

میزان الحق چھاپہ لدھیانہ باہتمام پادری روڈالف صاحب مطبع امریکن مشن لدھیانہ میں امریکن ٹراکٹ سوسایٹی کے واسطے مطبوعہ سنہ ۱۸۶۲ء باب ۳ فصل ۳ صفحہ ۲۱۰ میں لکھا ہے۔

قولہ اور یہودیوں کی حدیثوں سے بھی محمد صلعم نے کئی ایک حکایتیں قرآن میں لکھ دی ہیں چنانچہ آدم کا پیدا ہونا اور فرشتوں کا اُسے سجدہ کرنا اور شیطان کا خدا سے برگشتہ ہونا اور آدم کا بہشت سے نکالا جانا جو سورہ بقر میں اور سورہ اعراف کے اوایل میں مرقوم ہے انہیں حکایتوں میں سے ہے اور اسی طرح ابرہام اور داؤد اور سلیمان کے حالات کہ سورہ انبیاء اور سورہ نمل میں ذکر ہوئے ہیں کہ ابرہام نے اپنے باپ کے بتوں کو توڑ ڈالا اور اس کی قوم نے اُسے آگ میں ڈال دینے کا قصد کیا[1] اور پہاڑوں اور پرند جانوروں نے داؤد کے ساتھ حمد و ثنا بیان کی اور ہوا اور جن وغیرہ سلیمان کے حکم میں تھے اور پھر بہشت کی کیفیت اور فرشتوں کا ذکر اور سوال قبر اور جہنم کا سات حصوں پر تقسیم ہونا اور اعراف کی خبر اور یہ نقل کہ قیامت کے دن زبان اور پاؤں اور ہاتھ وغیرہ گنہگاروں کے گناہ پر گواہی دیں گے چنانچہ سورہ یٰس کے آخر میں بیان ہوا ہے پھر غسل اور طہارت اور تیمم کا حکم کہ اگر پانی نہ ملے تو خاک سے تیمم کریں اور روزہ کھولتے وقت خیط ابیض اور خیط اسود کے درمیان امتیاز نہونا اور نماز وغیرہ کے قاعدے یہ سب یہودیوں

[1] اور حضرت ابراہیم کے آگ میں ڈالنے کا حال توریت میں اس طرح لکھا ہے کہ خدا ابراہیم کو کسدیوں کے اور سے نکال لایا عبرانی زبان میں اور کے تین معنے ہیں ایک یہ ہے ایک شہر کا نام جس میں ابراہیم کے باپ دادے بستے تھے۔ دوسرے معنی روشنی اور تیسرے معنے شعلہ یا آتش (حاشیہ رودن ترجمہ قرآن مطبوعہ سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۲۶۰ و ۲۶۶) یہودی مفسرین کا اس تیسرے معنے پر اتفاق ہے اور بقول انہیں نصرانی علماء کے جنہوں نے رودن ترجمہ قرآن پر یہ حاشیہ لکھا یعنے عیسائی بھی اسی عقیدہ کے پیرو تھے علاوہ اس کے توریت میں خدا نے بار بار جو اپنا یہ احسان یاد دلایا ہے جیسے حضرت کلنانی اسرائیل کو بار بار یاد دلایا گیا ہے اس سے صریح ظاہر ہے کہ کیسی عجیب کیفیت اور الٰہی قدرت کے ساتھ حضرت ابراہیم کو کسدیوں کے اور سے نکالا تھا اس کے حاسدان کا انہیں آگ میں جل جانا ثابت کرتا ہے کہ اور کے معنے دراصل یہاں یعنے شعلہ یا آتش ہیں ۱۲

کی حدیثوں اور تواتر سے لیا گیا ہے چنانچہ اب اس زمانہ میں بھی اس قسم کی حدیثیں طالموت وگمرا و شعار و میدراس نامی کتابوں اور یہودیوں کی اور اور کتابوں میں بھی منضبط ہیں اور یہ بات کہ یسوع نے ہنڈولنے میں باتیں کیں اور لڑکپن میں اُس سے معجزے ظاہر ہوئے جیسا کہ سورہ آل عمران کے اوایل اور سورہ مریم میں مذکور ہے اور اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ جو سورہ کہف میں ہے محمد صلعم نے اُس زمانہ کے مسیحیوں کی احادیث سے لیکر قرآن میں ذکر کیا ہے چنانچہ پہلی بات تو احادیث کی کتاب میں جس کا نام نقل یا انجیل طفولیت یسوع مسیح ہے مرقوم ہے اور اصحاب کہف کا قصہ افراہیم نامی ایک شخص کی تصنیف کی ہوئی کتاب میں پایا جاتا ہے انتہے اور اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۶۰ء کے حاشیہ صفحہ ۲۴۶ میں ہے کہ افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشس کے ظلم کی سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار میں جا چھپے تھے اور وہاں وہ دو سو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جب جاگے اور اُن میں سے ایک شہر میں گیا تو وہ وہاں تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب میں آیا نقل اصحاب کہف کی قرآن میں بھی بہت سی خیالی باتوں کے ساتھ ملکر مذکور ہوئی ہے اس میں اس خواب کے ایام بجائے دو سو برس کے ۳۰۹ برس لکھے ہیں پس اس کو جس طرح بیجا مبالغہ صاف ہے گبن کی کتاب کا ۳۳ باب کا آخر دیکھو انتہے اس مورخ کلیسیا کو اصحاب کہف کی بابت تو اقرار ہے صرف تعیین مدت میں تکرار ہے پس اس کا ثبوت رومن تواریخ کلیسیا سے جو میں ابھی لکھ چکا ہوں دیکھنا چاہیے۔

پس توریت سے زیادہ انجیل میں اور انجیل سے زیادہ قرآن میں آخرت کا بیان ہے اور یہی گویا خدا کا تیسرا حکم ہے کہ کبھی نہ ٹلیگا۔

اور اُس کی مثال یہ ہے کہ اول خدا پرست یہودی ہوئے پھر عیسائی پھر مسلمان پس یہ گویا خدا کا تیسرا حکم ہے جو کبھی نہ ٹلیگا۔

اور اُس کی دوسری مثال یہ ہے کہ اول ہیکل یروسلم حضرت سلیمان نے بنائی جو کہ عیسائی علماء کے بموجب یہودی کلیسیا سے نسبت رکھتی تھی (دیکھو دیباچہ تفسیر ۳۰ زبور چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۷ جہاں لکھا ہے کہ قدیم کلیسیا ۱۷ اور ۱۴ زبور ۲ - اور تعلیم الایمان صفحہ ۱۱۸

سطر ۱۶ مطبوعہ امریکن مشن لودہیانہ ۱۸۶۹ء باہتمام پادری روڈلف صاحب۔ جسے پہلے ڈاکٹر جان ملڈول صاحب نے تصنیف کیا اور ۱۸۴۳ء میں مطبوع ہوئی اور صفحہ ۱۱۷ جہاں لکہا ہے کہ ابیرہام کے زمانہ میں فضل الٰہی کی روشنی پیشتر کی بہ نسبت زیادہ چمکنے لگی اُسوقت خدا نے کلیسیا کو ایک ظاہری صورت عطا کی اور ابیرہام کو بت پرستوں کی زمین اور اُس کے گہرانے سے بلا کے جدا کیا انتہےٰ وہ ہیکل بخت نصر بادشاہ بابل کے ہاتھ سے غارت ہوئی پھر دوسری ہیکل اُسی جگہہ پر بنی اور ہیرودیس نے ۴۸ برس کے عرصہ میں اُسے پھر سدہارا (یوحنا باب ۲۰) یہ زمانہ مسیح کا تھا یہ دوسری ہیکل عیسائی کلیسیا سے نسبت رکھتی تھی وہ طیطس شاہزادہ روم کے ہاتھ سے غارت ہوئی اب اُسی جگہہ حضرت عمرؓ کیوقت میں اسلامی مسجد اقصےٰ تیار ہوئی پس یہ خدا کا تیسرا حکم ہے جو کبھی نہ ٹلیگا اور عجیب یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ سے چھسو برس پیشتر پہلی ہیکل بالکل غارت و برباد ہوئی اور دوسری ہیکل بھی حضرت نبی آخرالزمان صلعم سے چھہ ہی سو برس پیشتر رومیوں کے ہاتھ سے اُسی تاریخ اور اُسی مہینے میں کہ جسمیں پہلی ہیکل برباد ہوئی تھی یعنے ماہ ایلول کی نویں تاریخ (مفتاح الکتاب صفحہ ۵۸ و ۵۹) برباد ہوئی یہ بندوبست اللہ جل شانہ کے عین ٹھہرائے ہوے ارادے سے ہوا کیا۔

اور اس کی تیسری مثال یہ ہے کہ حضرت موسےٰ سے پندرہ سو برس بعد حضرت عیسےٰ نے دستورات مذہبی کی اصلاح کی اور اُس کے پندرہ سو برس بعد مارٹین لوتہر نے دستورات مذہبی کی اصلاح کی اب کے پندرہ صدی میں جو اصلاح اس مذہب کی ہوئی تو خالص دین حق کا رواج ہوگا اور یہی گویا خدا کا تیسرا حکم ہے جو کبھی نہ ٹلیگا چنانچہ یونی ٹیرین فرقہ کے لوگ جن کی کلیسیائیں ہندوستان میں بھی موجود ہیں تثلیث سے انکار کرتے اور صرف خدا کی طرف الوہیت کو منسوب کرتے ہیں اور اس میں دو فرقے ہیں ساسیٹین اور ایرین ساسیٹین پیرو تھے ساسینیر کے جو باشندہ سینا واقع ملک تسکنی کا سولہویں صدی عیسوی میں تھا یعنے لوتہر سے قریب سو برس بعد اُس کی یہ تعلیم تھی کہ اُس کے پیرو عیسےٰ کو صرف انسان اور الہام یافتہ کہتے تھے اور مسیح کی الوہیت اور کفارہ اور اصلی ڈپنٹی یعنے حضرت آدم کے گناہ میں ہم سب کے شریک ہونے سے انکار کرتا تھا اور اسی طرح ایرین فرقے کا بھی عقیدہ

ہے انتہٰے دیکھو ویسٹر چھاپہ اسپرنگ فیلڈ ۱۸۵۳ء صفحہ ۱۰۴۹ کالم ۲ اور صفحہ ۱۲۰۶ کالم ۱ چونکہ یہ سب تیسری پندرہ صدی کے آثار ہیں اس لئے امید ہے کہ اب حق ظاہر ہو جائے

اس لئے عیسائیوں کو چاہیے کہ جس طرح اگلی سب کتابوں اور سب نبیوں کو مانتے ہیں سب سے پچھلی کتاب یعنے قرآن مجید اور حضرت نبی آخر الزمان صلعم پر بھی ایمان لائیں اور اگر ایسا نکریں تو اگلی کتابوں پر بھی خدا کے حضور اُن کا ایمان بے کار ہے۔ جسطرح کوئی خادم اپنے آقا کی مدت دراز خدمت کرے اور آخر کو نافرمانی پر کمر باندھے تو اُس کی ساری خدمت بے کار ہو جائے گی جس طرح تمام برسات خوب برسے اور پچھلی بارش نہو تو پیداوار محال ہے اور گذری بارش بے فائدہ ہو جائے گی استثنا ۱۱ باب ۱۴ یعقوب ۵ باب ۷ ہوسیاہ ۶ باب ۳ یرمیاہ ۵ باب ۲۴ زکریاہ ۱۰ باب ۱ یوئیل ۲ باب ۲۳ امثال ۱۶ باب ۱۵ انجام بخیر اس میں ہے کہ آخر تک فرمانبردار رہے اور جو آخر تک سہیگا سو ہی نجات پاوے گا انتہٰے متی ۱۰ باب ۱۲۔

سکرمنٹ ۸

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (سورہ بقر رکوع ۱۳)	اور کہا انہوں نے ہرگز نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر جو کوئی یہودی یا عیسائی ہو یہ ہیں آرزوئیں اُن کی کہہ لاؤ دلیل اپنی اگر تم سچے ہو۔

احبار ۱۷ باب ۱۱ میں لکھا ہے کہ وہ جو جان کے لئے کفارہ دیتا ہے سو لہو ہے انتہٰے۔ یعنے قربانی کا لہو گناہوں کا کفارہ ہے اور عبرانیوں کے ۹ باب ۲۶ میں ہے کہ وہ (یعنے مسیح) ایکبار ظاہر ہوا کہ اپنے تئیں قربانی کرنے سے گناہ کو نیست کرے انتہٰے اور اسی باب کی ۲۲ آیت میں ہے کہ بغیر لہو بہائے معافی نہیں ہوتی انتہٰے احبار ۱۷ باب ۱۱ پیدائیش ۹ باب ۴۔ اور قربانی کی شرط میں اُس معتبر کتاب میں جس کا نام بڑی باتوں کا مجموعہ ہے لکھا ہے کہ لہو اس قدر بہایا جائے جس سے موت آوے انتہٰے مطلب یہ ہے کہ مسیح ؑ کا مصلوب ہونا عیسائی عقیدہ میں ایمانداروں کی نجات کا باعث ہے اور اس کے سوا اور کوئی نجات کی تدبیر نہیں ہے اگر مسیح ؑ مصلوب نہوتے تو جہان میں کوئی نجات نپاتا کیونکہ خدا کا عدل اور رحم اسمیں

پورا ہوا ہے یوحنا ۱۹ باب ۳۰ دیکھو رومن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۲۷ باب ۵۰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ساری قربانیوں اور شریعت کے دستوروں کا مطلب پورا ہوا اور انسان کی نجات کیلئے جو کچھ کرنا تھا یہ سب پورا ہوا تھا۔ اب اسکے برخلاف دیکھو متی ۹ باب ۲-۶ میں لکھا ہے کہ مسیح نے مصلوبی سے بہت دن پیشتر ایک مفلوج کے گناہ بخشدیے تھے اور کہا کہ ابن آدم کو (یعنی مسیح کو) زمین پر گناہ بخشدینے کا اختیار ہے حالانکہ ہنوز قصہ صلیب واقع نہوا تھا۔

اور لوقا ۷ باب ۴۸ میں لکھا ہے کہ مسیح نے ایک عورت کے بھی گناہ بخشدیے تھے اور ہنوز قصہ صلیب واقع نہوا تھا۔

اور متی ۲۰ باب ۱۵ تمثیل مزدوران انگورستان میں لکھا ہے کہ کیا روا نہیں کہ میں اپنے مال میں جو چاہوں سو کروں انتہےٰ اس تمثیل سے ظاہر ہے کہ مصلوبی سے پیشتر مسیح کو گناہ بخشدینے کا اختیار تھا پھر مصلوبی اور کفارہ کی حاجت کیا رہی۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا قادر مطلق ہے کچھ کفارہ و مصلوبی مسیح کے قانون کا وہ پابند نہیں بلکہ بغیر اس کے بھی وہ گنہگاروں کو بخشدیتا ہے۔

اور صلیب پر ایک چور کے گناہ مسیح نے بخشدیے تھے لوقا ۲۳ باب ۴۳۔

اور ایک زانیہ عورت کو بھی معاف کیا تھا اور اس سے فرمایا کہ جا اور پھر گناہ نہ کر انتہےٰ یوحنا ۸ باب ۱-۱۱۔

اور ذکی کو اس کی نجات کی خبر دی لوقا ۱۹ باب ۹۔

یوحنا ۲۰ باب ۲۳ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ جن کے گناہ تم بخشو گے ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور یہ اجازت انجیل یوحنا کے مطابق بعد مصلوبی پھر جی اوٹھ کر حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو دی تھی اور متی ۱۶ باب ۱۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصلوبی سے بہت دن پیشتر یہ اختیار حواریوں کو دیدیا تھا پس نہ صرف مسیح کو مصلوبی سے پیشتر گناہ بخشدینے کا اختیار تھا بلکہ حواریوں کو بھی یہ اختیار دے دیا تھا بلکہ بہشت کی کنجی بھی حواریوں کے پاس تھی متی ۱۶ باب ۱۹ و ۱۸ باب ۱۸ دوسرے قرنتیون کا ۲ باب ۱۰ اور اب تک رومی پاپا صاحب اسی کے بموجب بہشت کی کنجی اپنے پاس رکھتے ہیں۔

پس دیکھئے کہ ان میں سے کوئی بھی مصلوب نہیں ہوا تو بھی گناہوں کے بخشنے کا اختیار مل گیا اور یہی سبب تھا کہ پاپائے روم کی طرف سے گناہوں کے معافی کی چٹھیاں یروسلم پر لڑنے والوں عیسائیوں کو اور سیکڑوں برسوں تک بانٹی گئیں۔

اور نہ صرف حواریوں اور اُن کے جانشینوں بلکہ ہر عیسائی مرد اور عورت کو بھی اپنے گنہگار شوہر یا جورو کو جہنم سے بچا لینے کا مرتبہ حاصل ہے اول قرنیتوں کا ۷ باب ۱۶ اور نہ صرف مرد عورت کو بچاتا اور عورت مرد کو بلکہ ہر ایک شخص اپنی نجات کی آپ ہی تدبیر کر سکتا ہے لوقا ۱۰ باب ۲۵-۲۸ اور دیکھو متی ۱۰ باب ۲۲ اور مرقس ۱۳ باب ۱۳ و ۱۳۔

اور کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۷ سوال ۵۷ کے جواب میں حضرت سموئیل ؑ کی بابت لکھا ہے کہ یرمیاہ نبی کا ۱۵ باب ۱- اور ۹۹ زبور ۶ کو دیکھو کہ وہ شفاعت کے اقتدار کی نسبت موسےٰ ؑ کے ساتھ مشابہ کیا گیا ہے انتہٰے پس حضرت موسےٰ ؑ اور حضرت سموئیل ؑ کا شفیع ہونا تو اسی مقام سے ثابت ہے اس کے سوا مصلوبی سے پیشتر حضرت عیسےٰ ؑ نے کتنوں ہی کے گناہ بخشے اور اپنے شاگردوں کو بھی یہ اختیار دیا۔

اور ہر مرد اور عورت کو بھی اپنے شوہر یا جورو کے لئے یہ اختیار حاصل ہے۔

پھر ہر شخص آپ بھی اپنی نجات حاصل کر سکتا ہے باوجود ان سب باتوں کے اب حضرت عیسےٰ ؑ کی مصلوبی اور کفارہ کی حاجت کیا رہی فقط

سکرمنٹ ۹

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ۔

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ یعنے اوتار ڈال دونوں جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہے کہ نام اسکا طوےٰ ہے۔ (سورہ طٰہٰ رکوع ۱ جزو ۱۶)

عیسائی لوگ عبادت خانوں میں جوتی پہنے رہتے اور اس کے لئے اول قرنیتون کے ۱۱ باب ۳-۱۶-

جو پلوس نے صلاحاً عورتوں کے سر ڈہاپ سنے اور مرد کے سر نہ ڈہاپ سنے کی بابت فرمایا جو تی پہنے رہنے کی عوض جانتے ہیں لیکن وہ پلوس کا قول تو صرف صلاح کے طور پر اور خاص کر عورتوں کے لئے ہے اور مردوں کا نام اُس جگہہ مثال کے لئے آیا ہے مفتاح الکتاب صفحہ ۱۶۷ میں قرنیتون کے نام اول خط کے بیان میں یوں لکھا ہے کہ گیارہویں باب سے چودہویں تک اس مضمون کی نصیحت مندرج ہے کہ عورتوں کو خدا کے گھر میں کس طور سے بندگی کرنا چاہیے بعد اس کے عشاء ربانی کا ذکر ہے انتہےٰ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں صرف عورتوں ہی کے لئے نصیحت ہے نہ مردوں کے لئے اور چوتھی آیت میں جو مرد کا سر ڈہاپنا بے حرمتی لکھا ہے اس سے مراد عورتوں کی طرح سر و گردن ڈہاپنا ہے نہ یہ کہ ٹوپی یا پگڑی کوئی اوتار رکھے کیونکہ جو لفظ ڈہاپ سنے کا مردوں کے لئے ہے وہی ڈہاپ سنے کا لفظ عورتوں کے لئے بھی ہے اور چھٹی آیت میں عورتوں کے لئے صاف اوڑہنی کا نام موجود ہے اگر پلوس کا مقصد یہ ہوتا کہ مرد عبادت کے وقت پگڑی اور عمامہ سر سے اوتاریں تو ضرور تھا کہ عورتیں پگڑی اور عمامہ سر پر باندہیں کیونکہ مردوں کا عورتوں کے مقابل میں بیان مذکور ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسطرح عورتیں اوڑہنی سے سر ڈہانپتی ہیں اسی طرح مردوں کو ڈہانپنا چاہیے یعنے یہ جو لکھا ہے کہ مرد کا سر ڈہانپنا بے حرمتی اور عورت کو سر ڈہانپنا مناسب ہے تو کنعانی خواہ مصری و شامی عورتوں کو سوا اوڑہنی کے پگڑی اور عمامہ سے سر ڈہاپ سنے نہیں دیکھا اس لئے چاہیے کہ مرد عورت کی طرح اوڑہنی یعنے چادر سے سر ڈہانپے اور عورت کو جائز نہیں کہ ٹوپی سر پر رکھ کر گرجا گھر میں بیٹھے یہ اُس کے سر کھلے رہنے کی برابر ہے جس کے واسطے انجیل حکم کرتی ہے کہ یہ اُس کے سر منڈنے کے برابر ہے کیونکہ اگر عورت اوڑہنی نہ اوڑہے تو اُس کی چوٹی بھی کاٹی جاوے پر اگر عورت چوٹی کاٹنے یا سر منڈنے سے بے حرمت ہوتی ہے تو اوڑہنی اوڑہے (قرنیتوں کا ۱۱ باب ۵ و ۶) پس انگلستانی عورتیں اگر اپنے ملک کے دستور سے ٹوپی سر پر رکھیں تو ہندوستانی عیسائیوں کی عورتیں چاہیے کہ عمامہ سر پر باندہیں لیکن انجیل میں نہ عمامہ نہ ٹوپی بلکہ اوڑہنی اوڑہنے کی تاکید کیا انگلستانی اور کیا ہندوستانی سب عورتوں کے لئے ہے اور نہ انجیل میں کہیں آ سکا

ذکر ہے کہ مسیح یا حواریوں نے عبادت کے وقت اپنا سر ننگا کیا ہو چونکہ سر انسان کے سب اعضا میں عضو شریف ہے پس جبکہ اور اعضا کی لباس نفیس سے آرایش کی جاتی تو سر کی آرایش اور عضو کی نسبت زیادہ ضرور ہے اب اگر کوئی کہے کہ عبادت کے وقت سر ننگا کرنا کمال انکسار ہے کہ خدا کے حضور وہی عضو جو زیادہ آراستہ اور شریف تھا ننگا کرنے سے ذلیل اور حقیر کیا گیا تو اس کا وہی جواب ہے جو تیسری آیت میں پلوس مقدس نے فرمایا کہ ہر ایک مرد کا سر مسیح ہے پس اُس کے ننگا کرنے والے وہی لوگ تھے جنہوں نے عیسائی عقیدہ کے بموجب اُس کے کپڑے اوتار کر اُسے صلیب پر کھینچا پس کون ایماندار نچاہے گا کہ حضرت مسیح کی شرافت نہ سمجھے اور اُس کی زیادہ زیب زینت نکرے مگر وہی ایسا نکرے گا جو حضرت عیسے کا مخالف ہو۔

بادشاہوں اور امیروں کو جو ایک نشان جیسے جیغہ یا کلغی وغیرہ سر پر رکھنا لازم ہوتا ہے اگر سر کھلا رکھنا گھڑی گھڑی عزت کے مقاموں میں ضرور ہوتا تو یہ سب نشان جوتے میں لگانے کے لئے تجویز کئے جاتے اور ہرگز سر پر نہ لگاتے چونکہ جوتی صرف راہ میں پاؤں کی حفاظت کے لئے ہے اس لئے ضرور نہیں کہ فرش پر بھی اُسے پہنیں اور پگڑی سر کی زینت کے لئے ہے اس لئے مناسب نہیں کہ جماعت کے آگے اُسے اوتار رکھیں اس کے سوا یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی پاک جگہہ میں جاتے وقت وہی چیز اپنے پاس سے دور کی جاتی ہے جو ناپاک ہو پس اگر تمیز کریں تو تمام لباس میں صرف جوتی کو ناپاک کہہ سکتے ہیں اس سبب سے کہ صرف یہی گندہ اور ناپاک راہوں میں جاتی ہے اور جب اس کا گرجا گھر بلکہ پلپٹ یعنی ممبر تک پاؤں میں جانا جائز ہوا تو پگڑی یا ٹوپی میں کیا ناپاکی ٹھیری ہے کہ دروازہ کے اندر تک سر پر نجائے اور خدا نے حضرت ہارون کے لباس بنانے کے لئے جب عمامہ اور جبہ وغیرہ سب بتایا تب جوتی کا حکم نہیں دیا تھا چنانچہ کاہن بے عمامہ کے کبھی ہیکل میں اپنے کام پر جا نہیں سکتا تھا اور جب خدا نے حضرت موسےٰ سے (خروج ۳ باب ۵) اور فرشتے نے حضرت یشوع سے (یشوع ۵ باب ۱۵-اعمال ۷ باب ۳۳) جوتی اوتارنے کا حکم کیا تب یہ نہیں کہا کہ سر ننگا کرو اور اُس کے سوا پلوس نے یہ نہیں کہا کہ سر ننگا کرو اور جوتی پہنے رہو

اور جو کچھ پلوس نے کہا ہے اُس کا ماننا دو سبب سے ضرور نہیں اول یہ کہ وہ صرف صلاح کے طور پر ہے نہ یہ کہ حکم کے طور پر دوسرے یہ کہ یعقوب ۵ باب ۱۴ میں بیمار پر تیل ڈال کے دعا مانگنے کے لئے جو لکھا ہے اُس کی بابت مارٹین لوتھر اپنی کتاب کی جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ گو یہ نامہ یعقوب کا ہو لیکن میں جواب دیتا ہوں کہ حواری کو نہیں پہنچتا کہ اپنی طرف سے حکم شرعی بناوے یہ منصب مسیح کا تھا انتہے۔

پس جبکہ یعقوب کا حکم ماننا عیسائیوں کو جائز نہیں تو پلوس کی یہ صلاح ماننا جو کہ حکم کے طور پر بھی نہیں ہے کیونکر جائز ہوا کیونکہ پلوس تو حواری بھی نہ تھے اور یعقوب ہی نے پلوس کو خادم دین بنایا تھا گلتیوں کا ۲ باب ۹ اور دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۴۱ والسن صاحب کی چوتھی جلد میں رسالہ الہام کے اندر جو ڈاکٹر بنسن کے پارافریز یعنے تفسیر سے لکھا ہے یہ بات لکھی ہے کہ حواری لوگ جب وے دین کی بات بولتے یا لکھتے تھے تو وہ خزانہ الہام سے جو اُن کو حاصل تھا اُنہیں درست رکھتا تھا۔ لیکن وہ انسان اور ذوی العقول تھے اور اُنہیں الہام بھی ہوتا تھا اور جس طرح اور آدمی معاملات میں الہام بغیر عقل سے بولتے اور لکھتے ہیں ویسا ہی وے بھی عام معاملوں میں بولا اور لکھا کرتے تھے انتہے ہارن صاحب اپنے انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ میں سینٹ اگسٹین صاحب کا قول نقل فرماتے ہیں کہ جن شخصوں پر روح القدس مذہب کی باتیں الہام سے پہونچاتے تھے وہی شخص بعض اوقات مثل دیانت دار مورخوں کے (یعنے بغیر الہام بھی) لکھا کرتے تھے اور بعض اوقات الہام کی تاثیر میں ہو کر پیغمبروں کی مانند لکھتے تھے اور وہ تحریریں ایک دوسرے سے اس قدر اختلاف رکھتی ہیں کہ اُن میں سے ایک قسم اُن لوگوں کی طرف اس طرح منسوب کی جاتی ہے کہ گویا اُنہوں نے اس کو بطور مصنف کے تصنیف کیا ہے اور دوسری قسم خدا پر منسوب کی جاتی ہے کہ گویا خدا اُن کے ذریعہ سے کلام کرتا ہے اُن میں سے اول قسم کی تحریریں ہمارے علم کے بڑھانے کے کام آتی ہیں اور دوسری قسم کی تحریریں مذہب کی سند کے واسطے انتہے اور تفسیر ہنری و اسکاٹ کی اخیر جلد میں ہے کہ ضرور نہیں کہ ہر لکھا پیغمبر کا الہامی ہو یا قانونی انتہے اب سمجھنا چاہیے کہ یہ پلوس کی صلاح ہے

اور جوتی اوتارنا خدا کا حکم ہے یہ کلیسیا کی طرف اشارہ ہے اور وہ موسےٰ اور یشوع کو حکم ہے
پس جبکہ نبیوں کو پاک جگہہ میں داخل ہوتے وقت جوتی اوتارنا فرض ہوا تو اور لوگ اس فرض سے
کیونکر معاف رہ سکتے ہیں مگر وہی کہ جو اپنا رتبہ حضرت موسےٰ اور حضرت یشوع بلکہ تمام
مقدسوں سے زیادہ سمجھیں پھر پلوس کی اس سب مصلحت کے بموجب مرد کا چوٹی رکھنا یا
سر ڈہانپنا انسان کے نزدیک صرف بے حرمتی ہے کچہہ گناہ نہیں اور حکم الٰہی کے موجب
جوتی پہنے رہنا خدا اور انسان کے نزدیک خلاف ادب اور خدا کا حکم ٹالنا سراسر گناہ ہے
کیونکہ جوتی اوتارنی اور عمامہ باندہنے کا دستور ہمیشہ کے لئے خدا ہی کا مقرر کیا ہوا ہے خروج
۲۰ باب ۳۴ چونکہ عورت کو پاؤں کی جوتی سے اکثر مناسبت ہے اور عیسائی لوگ عورت کو
سر کا تاج سمجھتے ہیں اس سبب سے جوتی اوتارنے کی عادت نہیں رکہتے۔

تجربہ سے ظاہر ہے کہ خواب میں نئی جوتی پہننا عورت ملنے کا نشان ہے اور خواب میں جوتی
اوتارنا اس کے برخلاف ہے اور توریت میں بھی جورو کو جوتی سے مناسبت دی گئی ہے دیکھو
استثناء ۲ باب ۹ روت ۴ باب ۷ و ۸۔

چونکہ جوتی ہر طرح گندگی اور نجاست سے راہ وغیرہ میں آلودہ ہوتی ہے جس طرح عورت ہر
ایک مرد کے لئے ناپاکی اور گندگی کا سبب ہے اور پگڑی یا ٹوپی جو کہ سر کی زینت اور شرف ہے
اس لئے ماں باپ کو بسبب کمال بزرگی کے سر کا تاج یا تاج شرف سمجھتے ہیں (امثال ۱
باب ۹) مگر عیسائی لوگ جو ٹوپی اوتار ڈالتے اور جوتی پہنے رہتے ہیں یہ انجیلی تعلیم پر عمل کرتے ہیں
کہ مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی جورو سے ملا رہے گا (متی ۱۹ باب ۵ مرقس ۱۰ باب ۷)
اور جس طرح جوتی کو راہ کی گندگی سمیت گرجا گھر میں پہنے رہتے ہیں اسی طرح عورت کی ناپاکی اور
گندگی سمیت یعنے جنب اور حائض گرجا گھر میں بیٹھتی ہیں کاش کہ یہ لوگ پگڑی اور ٹوپی
کی جوتی ہی کے برابر عزت سمجھتے کہ اوتاری تو نجاتی افسوس کہ سر پوشی اور گوہری جوتی تو گرجا گھر میں
جائے اور سفید دہوئی پگڑی کا وہاں گزر نہو یہ زمانہ کا انقلاب ہے اس الٹی سمجھ کا کون انصاف
کرے۔

لطیفہ

چونکہ عابد لوگ ازروے عقیدت گرجا گھر میں سر کے بل جاتے ہیں اس لئے گمان ہے کہ پگڑی اور ٹوپی راہ کی گندگی میں آلودہ ہو اور جوتی بمنزلہ پگڑی کے پاک رہے اس سبب سے پگڑی اوتارتے اور جوتی پہنے رہتے ہیں اور جب بازار میں پادری صاحب کتاب سُناتے ہیں تو کبھی اُنہیں سر کہولے ہوئے نہیں دیکہا اگرچہ انجیل کہلی ہوئی اُن کے ہاتھ میں ہوتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ اُن اینٹ پتھروں کی جن سے گرجا گہر بنا انجیل سے زیادہ عزت ہے کہ وہاں آکر ادب کے واسطے سر کہولنا ضرور ہوتا ہے لیکن اصل حال یہ ہے کہ اہل انگلستان میں برف کی شدت کے سبب جوتی پہنے رہتے اور ادب کے مقاموں میں سر کہولنے کا دستور ہے گویا پاؤں کی خدمت سر سے لیگئی چونکہ اہل انگلستان میں کنت کا بادشاہ اتہل برٹ اپنی ملکہ برتا کی سعی سے عیسائی ہوگیا تھا اور بادشاہوں میں سب سے پہلے یہ دین اسی نے اختیار کیا تھا انتہے دیکہو تاریخ سلطنت انگلشیہ مولفہ سرشتہ تعلیم پنجاب مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۱۳ غالباً اسی وجہ سے اِن میں عورت کو دنیا و دین کا حاصل جانتے اور جوتی کو جس سے عورت مشابہ کی گئی ہے عزیز رکہتے ہیں اور یہ دستور ان میں اسقدر قدیم ہے کہ پلوس کا خط بھی قرنیتوں کو نہ لکہا گیا ہوگا یعنے اہل یورپ نے یہ دستور اول قرنیتوں کا ۱۱ باب ۳-۱۶ پڑہ کر نہیں سیکہا ہے بلکہ جس وقت یہ خط قرنیتوں کو لکہا گیا ہو اُس سے پیشتر یہ دستور اہل یورپ میں جاری تھا اور عیسائی دین اختیار کرکے اناجیل اور اس خط کو پڑہنا تو ایک مدت دراز کے بعد ان میں رایج ہوا ہے پس کون کہہ سکتا ہے کہ یہ عبارت سر کہولنے کی بابت اُن عیسائیوں نے جن میں سر کہولنے کا قدیم دستور ہے قرنیتون کے اس خط میں نہیں داخل کی کیونکہ اس کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں یا قرنیتون کے خط کی تعلیم نے اہل یورپ میں سرایت کی ہے اور جبکہ یہ ثابت نہیں ہے کیونکہ اُس خط کے آغاز تحریر سے پیشتر وہ اس دستور کے پابند تھے تو ثابت ہوا کہ خود اُنہیں کے عادات نے قرنیتون کے خط میں تصرف کیا ہے کما لایخفے۔

اور دوسری دلیل اس بات کے لئے کہ اہل انگلستان میں سر کہولنے اور جوتی پہنے

رہنے کا قدیم دستور ہے یہ ہے کہ اب بھی بعض اہل یورپ جو کہ عیسائی نہیں ہیں تو بھی اس دستور کے پابند ہیں پس اگر انجیلی تعلیم سے یہ دستور اُن میں رایج ہوا ہوتا تو سوا عیسائیوں کے اُن لوگوں کو جو عیسائی دین اور انجیل سے بیگانہ ہیں اس دستور پر چلنے کا کیا سبب ہے پس ظاہر ہے کہ انجیلی تعلیم کے سبب نہیں بلکہ قدیم سے اُن میں یہ دستور جاری ہے۔

اب اگر کوئی کہے کہ جوتی اوتارنے کا دستور بھی تمام ملکوں میں نہایت قدیم زمانہ سے رائج ہے پس توریت میں یہ تعلیم از قبیل تصرفات عادات خلایق ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی عیسائی اور یہودی اور مسلمان تو ایسی لا یعنی بحث نہیں کر سکتا کیونکہ ان تینوں خدا پرست قوموں کا یہ خاص دینی ادب ہے لیکن بے گانوں میں بھی جو یہ دستور قدیم سے جاری ہے پس کہہ سکتے ہیں کہ خدا پرستوں کا بھی یہ نہایت قدیم دستور ہے کچھ بے گانوں کے لئے اس میں خصوصیت نہیں ہے یعنے ثابت نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم اور اُن سے پیشتر کے زمانہ میں یہ دستور جاری نہ ہو پس اُسی کے مطابق خدا نے حضرت موسےٰ کو آگاہ کیا کہ اپنی جوتی اوتار اور اس میں اعتراض کی گنجایش کیا ہے لیکن سر کہولنا تو صرف اہل یورپ کا قدیم دستور ہے نہ یہ کہ دنیا کے تمام ملکوں اور انبیاء سلف کا پس اُس کا شمول انجیلی تعلیم میں باوجودیکہ جوتی اوتارنے کا دستور خدا پرستوں میں موجود ہے سر کہولنے کا دستور جاری کرنے کے لئے صرف انگلستانی عیسائیوں کا تصرف ثابت کرتا ہے کیونکہ جس طرح اہل دنیا کے قدیم دستور ادب کے بموجب خدا نے حضرت موسےٰ سے جوتی اوتارنے کو فرمایا یہ ہرگز ثابت نہیں ہے کہ اسی طرح پلوس رسول نے صرف انگلستان کے قدیم دستور کے بموجب تمام اہل دنیا کو سر کہولنے کی اجازت دی ہو یہ تو نہایت محال عقل اور خلاف نقل ہے اور جب ثابت ہوا کہ یہ پلوس کی عبارت نہیں ہے تو یقیناً اُس کے الحاق کی یہ کامل دلیل ہے ناظرین ذرا غور فرمائیں تو ساری کیفیت کہل سکتی ہے۔ اور یوسی بیوس اپنی تاریخ کی چھٹی کتاب کے پچیسویں باب میں نقل کرتا ہے کہ ارجن نے پانچویں جلد شرح انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ پلوس نے تمام گرجوں کو کچھہ لکھکر نہیں بہیجا مگر بعض کو جو لکھا تو یہی دو چار سطر عبارت انتہےٰ۔

تفسیر اعمال مصنفہ پادری فلکس صاحب مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۷ء مقدمہ کتاب صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ اعمال ۱۳ باب سے ۲۸ باب تک پلوس رسول کے سب احوال و اعمال کی خبر ہے لیکن وہ سب حال جو پلوس کے خطوں میں مندرج ہے (بلکہ اُن خطوں کے لکھنے ہی کا ذکر) کتاب اعمال سے ثابت نہیں ہے انتہے۔ اِن سب دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس مضمون کا جو اول قرنیتون کے ۱۱ باب ۳-۱۶ میں مرد کے سر کہولنے اور عورتوں کے سر ڈہاپنے کی بابت لکہا ہے کچھ اعتبار نہیں فقط۔

سکرمنٹ ۱۰

عیسائی یہ بھی مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے بتوں کی تعریف کی تھی یعنی سورہ نجم میں أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ الخ کے بعد تلک الغرانیق العلی الخ فرمایا دیکھو تاریخ محمدی مصنفہ پادری عماد الدین مطبوعہ لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۸۰ و ۸۱ کتاب مظہر العجائب تفسیر سورہ فاتحہ مطبوعہ ۱۲۸۳ھ صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں ہے یہ جو مشہور ہے کہ استعاذے کا حکم اُس وقت آیا کہ جب حضرت صلعم نے سورہ نجم کو تلاوت فرمایا اور آیۃ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ تک پہونچے القائے شیطانی ہوا تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی زبان ہدایت ترجمان سے نکل پڑا۔

تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر اور کتب معتبرہ تذکیر سے بخوبی معلوم ہے کہ یہ قصہ سراسر باطل اور موضوع ہے اور اہل وضع کا مصنوع ہے پیغمبر کی شان وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ہے۔

اکبر میں بہ بانگ بلند پکار رہا ہے کہ پیغمبروں کی طرف اِن باتوں کی نسبت عین کفر ہے اور صاحب اصرار منجملہ کفار و قاضی عیاض نے اِس قصے کو ایسا مہمل اور بے اصل ٹھہرایا کہ من بعد کسی کو تصحیح کی مجال باقی نہیں خلاصہ اُس کا منحصر ہے دو امر میں ایک یہ کہ یہ قصہ من اصلہ غلط ہے نہ طریق نقل سے ثابت نہ جہت عقل سے متحقق اول اِسواسطے کہ بعض مورخین اور متلقفین کے سوا کسی اہل صحت نے اسکو اخراج نہیں کیا بلکہ ابوبکر بزار نے فرمایا کہ

ـــــــــــــــــــ

لہ یعنی یہ ہیں بہت بڑے درجے کے اور اُن کی سفارش کی امید ہے ۱۲ سـ ۵۳ سورہ نجم شروع جزو ۲۷۔

هٰذَا الْحَدِیْثُ لَا نَعْرِفُهٗ یُرْوٰی عَنِ النَّبِیِّ بِاِسْنَادٍ مُتَّصِلٍ وَّاِنَّمَا یُعْرَفُ عَنِ الْکَلْبِیِّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ وَّالْکَلْبِیُّ مِمَّنْ لَا یَجُوْزُ الرِّوَایَةُ عَنْهُ وَلَا ذِکْرُهٗ لِقُوَّةِ ضُعْفِهٖ وَشِدَّةِ کِذْبِهٖ	یعنے ہم نہیں جانتا کہ یہ حدیث پیغمبر خدا سے باسناد متصل روایت کیگئی ہاں مشہور ہے کہ اِس حدیث کو لوگوں نے کلبی سے روایت کیا اور کلبی نے ابی صالح سے اور کلبی اُن بے اعتباروں میں داخل ہے کہ جنسے روایت کرنی جائز نہیں اور نہ اُس کا ذکر کرنا درست ہے کیونکہ اُسکا ضعف اور دروغ نہایت قوی اور شدید ہے

اور ثانی اسواسطے کہ یہ مسئلہ مجمع علیہا ہے کہ پیغمبر معصوم ہے اور معصوم ان اقسام کے رذایل بے نشان سے محفوظ اور برکنار رہتا ہے۔ شفاے قاضی عیاض میں کلبی کا ضعف اور عدم وثوق مجملاً معلوم ہوا اگر مفصلاً دریافت کرنا چاہے گوش فرمائے قاضی ابن خلکان اُس کے حال بدمآل میں فرماتے ہیں کہ

کَانَ مِنْ اَصْحَابِ ابْنِ سَبَا الَّذِیْ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ عَلِیًّا لَمْ یَمُتْ وَاِنَّهٗ یَرْجِعُ اِلَی الدُّنْیَا	یعنے کلبی عبداللہ بن سبا یہودی صنعانی کے یاروں میں سے تھا اور یہ ابن سبا یہودی وہ ہے کہ کہتا تھا کہ حضرت علی نے وفات نہیں پائی پھر دنیا میں تشریف لائینگے۔

تہذیب الاخلاق جلد ۳ نمبر ۲ مطبوعہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۸۹ہجری صفحہ ۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳ میں لکھا ہی مضمون نمبر ۱۰ مصنفہ مہدی علی خان صاحب ڈپٹی کلکٹر روایت تلک الغرانیق العلے یہ روایت منقول ہے ابن جریر مفسر اور قتادہ اور مقاتل اور زہری اور کلبی سے اور منجملہ ان روایتوں کے ایک حدیث مرفوع ہے جو سعید بن جبیر نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے اور باقی روایت کلبی کی ابن صالح سے اور روایت ابن شہاب کی ابوبکر بن عبدالرحمن سے غیر مرفوع ہیں اور جس طرح پر یہ قصہ بیان کیا جاتا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلعم کافران قریش کے سامنے سورہ والنجم پڑہ رہے تھے جب اس آیت پر پہونچے کر اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی تو آپ نے یہ پڑہا کہ تلک الغرانیق العلے وان شفاعتهن لترتجے یہ سنکر کافران قریش خوش ہوئے اور سمجھے کہ پیغمبر خدا بھی ان بتوں کی شفاعت کے قایل ہوگئے اور بعد ختم ہونے سورہ کے جب آنحضرت نے سجدہ کیا تو کافر بھی سجدہ میں شریک ہوئے۔

یہ قصہ اور یہ روایت محض بے اصل اور غلط اور یہ حدیث بالکل موضوع ہے اور جنہوں نے اسے نقل کیا ہے اُن کو دھوکا ہو گیا اور بطلان اس کا عقلاً و نقلاً و اعتقاداً ثابت ہے۔

عقلاً بطلان اس کا ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلعم بتوں کی برائیاں اور اُن کی عبادت کی اور شفاعت پر اعتقاد رکھنے کو کفر و شرک فرماتے رہے اور ابتدائے بعثت سے آخر تک اس وعظ پر ثابت قدم رہے کفار مکہ نے اسی وجہ سے طرح طرح کی تکلیف دی تو کیونکر قیاس میں آسکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی زبان سے ایسا کلمہ نکلا ہو پھر یہ کلمات ایسے بے ربط و بے ضبط ہیں کہ اول کو آخر سے کچھ نسبت نہیں اور پیغمبر خدا صلعم کی فصاحت و بلاغت مسلم تھی تو کیونکر خیال میں آسکتا ہے کہ ایک فقرہ بیچ میں ایسے کلام حضرت نے فرمایا ہو جس کو کچھ بھی مقام اور موقع سے مناسبت نہ ہو۔

نقلاً اس کی موضوعیت ظاہر ہے دو طرح سے اول نفس روایت میں اس درجہ اختلاف ہے کہ وہ اختلاف ہی اُس کی موضوعیت پر شاہد ہے کوئی کہتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان شفاعتہا لترتجی فرمایا کوئی بکتا ہے کہ لترتضی ارشاد فرمایا کوئی کہتا ہے کہ الغرانقۃ العلی تلک الشفاعۃ ترتجے فرمایا کوئی لکھتا ہے کہ انہا لمع الغرانیق العلی زبان مبارک سے نکلا پھر کوئی نادان کہتا ہے کہ شیطان نے آنحضرت صلعم کی زبان سے یہ لفظ پڑھ دیے کوئی کہتا ہے کہ شیطان نے لوگوں کے کانوں میں آواز ایسی کہہ دی کہ انہوں نے جانا کہ حضرت صلعم فرماتے ہیں اور حضرت کو خبر تک نہ ہوئی جب تک کہ جبرائیل امین آئے اور انہوں نے اس واقعہ کی خبر دی دوسرے اس روایت کا سلسلہ منقطع ہے اور رواۃ مشتبہ اور جھوٹے ہیں کلبی ایک جھوٹا ساری دنیا کا ہے گو وہ مفسر ہو اور گو چند جہلا نے اس کی تفسیر کو عمدہ تفاسیر سمجھا ہو مگر محققین نے اُس کو کذاب اور ضعیف لکھا ہے جیسا کہ ابوبکر بزار نے کہا ہے کہ اما حدیث الکلبی فمما لا یجوز الروایۃ عنہ بقوۃ ضعفہ وکذبہ اور باقی روایتوں کے سلسلے منقطع ہیں کوئی متصل نہیں اور وہ حدیث جس میں روایت شعبہ سے ہے وہ معنعن ہے کما روی شعبۃ عن ابی بصیر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس

اور اُس کی نسبت قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ ولم یسندہ عن شعبہ الا امیہ بن خالد وغیرہ یرسلہ عن سعید بن جبیر اور یہ واقعہ عبداللہ بن عباس کی پیدایش یا ہوش سے پہلے کا ہے اور انہوں نے راوی کا نام نہیں بتایا مگر حقیقت میں یہ تہمت ہے عبداللہ بن عباس پر اور یہ امر تحقیقات سے ظاہر ہے کہ سلسلے روایت عبداللہ بن عباس کے اکثر جھوٹے اور غلط اور موضوع ہیں کیونکہ لوگوں نے اُن پر بہت سی تہمتیں کی ہیں اور اکثر تفسیروں کی غلط روایتوں کو اُن سے منسوب کیا ہے کہ اسے ہم تفسیر کے مضمون میں بخوبی ثابت کر چکے ہیں الخ۔

تفسیر مظہر العجائب صفحہ ۲۶ میں ہے سیدی صاحب رواج القرآن ہیں جو بطمطراق بیان فرماتے اور تیز زبانیوں سے اپنی اصالت جتاتے ہیں کہ اہل سنت پیغمبر کی نسبت شیطان کا تسلط اور اوثان کی مدح جائز رکھتے ہیں تا مثالب بکر یہ وعمر یہ نہاں ہوں انتہٰے اور اُسی تفسیر کے صفحہ ۲۷ میں ہے کہ غرانیق کے قصہ کے مصحح شیعہ ہیں رسالہ المکاتیب فی رویۃ الثعالیب کیا نظر فتنہ منظر سے نہیں گذرا کہ جب کنبوہ نے نورالدین سے اس بارہ میں استشارہ چاہا اُس نے بتاکید اکید وصیت و تہدید کی کہ اس مقدمہ میں چھیڑ چھاڑ نہ کیجیے سرود بیادستان ندیجیے کہ فضل ابن شاذان جو سرمایۂ افتخار شیعان ہے خود اِس قصے کی تصحیح کر گیا انتہٰے اور مجمع البحرین میں لفظ غرانیق کے بیان میں بھی اس حکایت کی نسبت طرف اہل تشیع کے ثابت ہوتی ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت صلعم نے ایسا فرمایا بھی ہوتا تو یہ بات اُس سے زیادہ نہیں ہے جو پولوس رسول نے باوجود اس دعوے کے کہ میں اپنے تئیں سب سے بڑے رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا (۲ قرنیتوں کا ۱۱ باب ۵) فرمایا کہ میں بے شریعت والوں میں بے شریعت سا بنا (اول قرنیتوں کا ۹ باب ۲۱)

اور حضرت ہارون نے بچھڑا بنایا (خروج ۳۲ باب ۴) اور حضرت موسیٰ نے دو کروبی بنائے (خروج ۲۵ باب ۲۰) اور حضرت سلیمان نے بتوں کے آگے قربانی گذرانی (اول سلاطین ۱۱ باب ۷ و ۸) اور حضرت نحمیاہ ایک بت پرست بادشاہ کے ساقی ہوئے (نحمیاہ

۲باب ۱) اور حضرت یعقوب نے پتھر کھڑا کر کے اُس پر تیل ڈالا (پیدایش ۲۸ باب ۱۸) دوسرے اگر حضرت نے ایسا فرمایا ہوتا تو اور مسلمان جو سچے تھے جیسے حضرت عمرؓ (اعجاز قرآن صفحہ ۲۰۲) اور جو صلح نامہ حدیبیہ میں سے لفظ رسول اللہ کاٹ ڈالا جانے پر کمال برہم ہوئے تھے (تاریخ محمدی صفحہ ۱۷۷) بتوں کی تعریف حضرت صلعم کی زبان سے سنکر کبھی چپ نرہتے۔ تیسرے عرب کے بت پرستوں نے کبھی یہ الزام حضرتؐ کو نہیں دیا اگر حضرت صلعم نے ایسا فرمایا ہوتا تو کفار مکہ ہمیشہ یے طعنہ دیئے رہتے۔

چوتھے ولیم میور صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں شک لانا ضرور نہیں کہ محمدؐ صاحب کو اپنی نبوت کی پیشین گوئی کا کتب سابقہ میں ہونا دل سے متیقن تھا (شہادت قرآنی صفحہ ۲۰) پس باوجود یقین نبوت حضرت صلعم بتوں کی تعریف کبھی نہیں کر سکتے تھے پانچویں معلم اسپرنگر صاحب کا قول ہے کہ یہود اور عیسائیوں کے افراط سے واجبی رائے بابت خدا کے ملک عرب میں پھیل گئی (ہندوستانی جوانوں کو خط صفحہ ۲۰) مطلب یہ کہ یہود و نصاریٰ کے افراط و تفریط عقاید میں اسلام کے سبب واجبی رائے خدا کی بابت ملک عرب میں شائع ہوئی پس اگر حضرتؐ نے بتوں کی تعریف کی ہوتی تو واجبی رائے خدا کی بابت کہاں ہوئی چھٹی یہ روایت تلک الغرانیق العلی کی ایسی ہے کہ شیعوں نے سنیوں کو اور سنیوں نے شیعوں کو اس بہتان کا الزام دیا ہے اور کسی ایک مذہب والے نے اپنی طرف اسے منسوب نہیں کیا ہے جیسا کہ مظہر العجائب کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں روایح القرآن اور رسالہ المکاتیب فی رویۃ الثعالیب والغرابیب کے حوالہ سے مرقوم ہے اس سے ثابت ہے کہ کسی مذہب میں یہ روایت معتبر نہیں سمجھی گئی ہے۔ ساتویں اگر حضرت صلعم نے لات وعزےٰ و منات بتوں کی تعریف کی ہوتی تو بھی نصاریٰ کو اس الزام کے ثابت کرنے کا منصب نہ تھا کیونکہ اسمیں کچھ عقیدہ تثلیث سے تجاوز نہیں ہوا اگرچہ تعین اشخاص میں اختلاف ہے مگر نفس تعداد تثلیث میں کچھ کلام نہیں ہے اور یہ صرف ایک لطیفہ ہے اور اصل یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس مقام پر اعتراض میں نصاریٰ کی رعایت بھی کرے تو یہی کہیگا

کہ حضرت صلعم نے کفار سے بطریق استعجاب یا معارضہ فرمایا ہوگا کہ یہ نادان قریش ان بتوں سے توقع شفاعت رکھتے ہیں یعنے یہ امر نہایت عجیب ہے اور شیطان کا نبی کی بات میں بات ملا دینا اس مقام سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا ہے اور اگر علاقہ ہو تو یہی ہوگا کہ اس آیت کو نبی کی طرف منسوب کرنا یا اس کا مطلب بطور اثبات سمجھنا اور بطریق معارضہ یا استعجاب خیال نکرنا یہی نبی کی بات میں شیطان کی بات کو ملانا ہے یعنے اُس کے اصل مطلب کو بدل کر شیطانی خیالات اُس میں داخل کرنا فقط۔

کلیسیا ۶

کہ جس میں چار سکرمنٹ ہیں اور ایک منادی

سکرمنٹ ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحَانَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَی المُرسَلِینَ ۝ سِیَّمَا عَلیٰ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ۔ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

یَااَھلَ الکِتَابِ لَاتَغلُوا فِی دِینِکُم وَلَا تَقُولُوا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الحَقَّ اِنَّمَا المَسِیحُ عِیسَی ابنُ مَریَمَ رَسُولُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلقٰھَا اِلیٰ مَریَمَ وَرُوحٌ مِّنہُ فَاٰمِنُوا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَا تَقُولُوا ثَلٰثَۃٌ ط اِنتَھُوا خَیرًا لَّکُم اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سُبحَانَہٗ اَن یَّکُونَ لَہٗ وَلَدٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الاَرضِ وَکَفیٰ بِاللّٰہِ وَکِیلًا ۝ (سورہ نساء آیت ۱۶۹)

اے کتاب والو زیادتی نکرو اپنے دین میں اور مت کہو اللہ کے باب میں مگر حق یعنے مسیح مریم کا بیٹا اور اللہ کا رسول ہے اور اللہ کا کلمہ جسے ڈالا مریم کی طرف اور روح اُس کے یہاں سے پس خدا پر اور اوس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور مت کہو تین (یعنے تثلیث) باز رہو بہتر ہوگا واسطے تمہارے کیونکہ اللہ ایک ہی خدا ہے اور اس سے برتر ہے کہ اُس کے اولاد ہو۔ اور اُسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ کافی ہے حافظ انتہٰی۔

از شہادت قرآنی فصل ۴ ۱۰ صفحہ ۱۵۳۔

قطعہ

دے حیات ابدی لا کہوں کو گویائی میری | اہل تثلیث سمجھ جائیں یہ یکتائی مری
میرے ہونٹوں سے اُٹھے موج یم آبحیات | خضر ہو جائے نصاریٰ کو مسیحائی مری

عیسائی علماء اس بات کے معتقد ہیں کہ خدا کی ذات واحد تین اقنوم کے ساتھ مشتمل ہے یعنی وجود اور حیات اور علم کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس جس سے مراد ہے۔

اگرچہ توریت اور انجیل میں کسی جگہہ لفظ تثلیث موجود نہیں ہے اور نہ حضرت عیسیٰ نے یا کسی حواری نے کسی ایک عیسائی کو بھی یہ تعلیم دی کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو۔ چنانچہ میزان الحق چھاپہ مرزاپور ۱۸۴۳ء باب ۲ فصل ۱ صفحہ ۶۴ و مفتاح الاسرار مطبوعہ اکبرآباد سنہ ۱۸۵۰ء باب ۲ شروع فصل صفحہ ۳۵ مصنفہ پادری فانڈر۔ و ایضاً مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ مسیحیوں کے اعتقاد میں اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث وحد کہتے ہیں اور اگرچہ یہ لفظ بعینہ انجیل میں نہیں پائے جاتے مگر انجیل کی اس عمدہ تعلیم کا عادت کے موافق ایسا نام ہوا ہے انتہٰی۔ لیکن عہد نامۂ جدید میں تین مقام ہیں کہ جہاں لفظ تثلیث تو نہیں مگر باپ اور بیٹا اور روح القدس مذکور ہے یعنے متی ۲۸ باب ۱۹-۲۰ اور ۲ قرنیتون کا ۱۳ باب ۱۴ میں دعا کے طور پر اور اول یوحنا ۵ باب ۷ میں صاف صاف مگر اس صاف صاف کے الحاقی ہونے کے معتبر اور مقبول علماء عیسائی مقر ہیں جیسا کہ پادری فانڈر صاحب کا قول کلیسیا ۴ سکرمنٹ ۴ میں بیان کر چکا ہوں۔

اور ایک تاریخ میں جو لائبریری یوسفل نالج کرکے موسوم ہے۔ اور علماء کمیٹی کی طرف سے تالیف اور لندن میں ۱۸۳۳ء کو بحکم کمیٹی چھپی مرقوم ہے کہ اسحاق نیوٹن نے ایک رسالہ پچاس صفحوں کا لکھا اور اس میں دو فقروں نامۂ یوحنا اور پلوس سے درباب مسئلہ تثلیث کے بحث تحقیقی کی ہے۔ اور نیوٹن صاحب خیال کرتے ہیں کہ کاتبوں نے ان میں تبدیلی کی ہے انتہٰی۔ اس سے ان دونوں آیتوں تثلیث گر یعنے یوحنا[۱] باب ۸ اور ۲ قرنیتون کے

---

[۱] پادری ہیتھر صاحب نے اُردو بیبل مع رفرنس مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۹ء میں اول یوحنا ۵ باب ۷ و ۸ کے حاشیہ پر صاف لکھدیا ہے کہ یہ الفاظ کسی قدیم نسخہ میں نہیں پائے جاتے انتہٰی۔ ۱۲

۳۱باب ۳ اکا الحاق ثابت ہے۔ اب فکر اس بات کی ہے کہ عیسائی عقیدے کے موافق اگر حضرت عیسےٰ خدا کا بیٹا اور دوسرا اقنوم اقانیم ثلاثہ میں سے ہے تو تیسرے اقنوم کا بھی جو کہ روح القدس انجیل میں مندرج ہے ہونا محال عقل نہوگا مگر دوسرا ہی اقنوم ثابت نہوا تو تیسرے تک کیونکر نوبت پہونچے گی۔ اس کے لئے ایک عقلی دلیل یہ ہے کہ اگر ہر واحد کو اقانیم ثلاثہ میں سے ہر طرح کے کاموں کی قدرت ہے تو تعین تعداد ثلاثہ اور تخصیص تثلیث کی ضرورت نہیں رہی اور اگر ہر اقنوم کو اقانیم ثلاثہ سے بطرز خاص جدا جدا کام کی قدرت ہے تو نقص عظیم اقانیم ثلاثہ سے ہر واحد کی شان وقدرت میں لازم آتا ہے کہ ایک کا کام دوسرا نہیں کر سکتا تھا تب ذات واحد خدا میں تثلیث کا تعین لازم ہوا اور یہ بات قادر مطلق کی شان کے برخلاف ہے۔

اور عیسائی لوگ اگرچہ اپنے کو خدائے واحد کا پرستار کہتے ہیں تو بھی یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ذات کی وحدانیت باوجود تین اقنوم کے معدوم نہو۔ اس کے جواب میں عیسائی علماء کہتے ہیں کہ خدا نے اس لئے اس بھید کو ہم سے چھپا رکھا کہ انسان کی عقل اس کے سمجھنے سے قاصر ہے (مفتاح الاسرار چھاپہ اکبرآباد ۱۸۵۰ء طبع ثانی صفحہ ۵۳) لیکن یہ ان کی دوسری نادانی ہے کیونکہ خدا جب اس بھید کو انسان پر ظاہر کرتا تو کیا وہ اس کے سمجھنے کے لایق عقل بھی نہیں عنایت کر سکتا تھا اپنی وحدانیت کو کس طرح اس نے تمام عالم کے ذہن نشین کر دیا اسی طرح تثلیث سے بھی حضرت ابراہیم اور حضرت نوح ؑ اور حضرت موسےٰ ؑ اور سب انبیاء علیہم السلام کو آگاہ کر سکتا تھا پھر عیسائی کہتے ہیں کہ بے روح القدس کی تائید کوئی اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کر سکتا (اول قرنیتون کا ۱۲ باب ۳) اور یہ تیسری نادانی وہ اپنی ظاہر کرتے ہیں کیونکہ تمام عسائیوں میں سے جو کہ ہمیشہ روح القدس پانے کا دعوےٰ کرتے ہیں کسی نے بھی کب تثلیث کا مفصل بیان کر پایا ہے۔ دیکھو میزان الحق چھاپہ آگرہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۱۰۹۔

دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۱۲ میں ہے کہ دنیا کے شروع ہی میں قربانی گزراننا ظہور میں آیا اور چار ہزار برس تک یہ رسم خدا کی عبادت میں نہایت بڑی بات تھی مگر ایک طرح کے

طور پر تھی۔ اور جبتک کہ کلوری پہاڑ پر وہ صاف وروشن ظاہر نہوئی تب تک اُس کا مطلب بخوبی سمجھ میں نہیں آیا انتہے اُس سے ظاہر ہے کہ دنیا کے شروع سے حضرت عیسےٰؑ کے زمانہ تک کوئی بھی عرفان میں کامل نتہا۔ حالانکہ آپ ہی پادری صاحب دینی ودنیوی تاریخ کے صفحہ ۱۱۰ میں فرماتے ہیں کہ خدا نے موسےٰؑ کے وسیلہ سے اپنے ارادہ کو انجام تک پہونچایا انتہے۔ پس جب تثلیث اور کفارہ کا راز مخفی رہا تو خدا کا ارادہ انجام تک کیونکر پہونچا۔

یہودیوں میں تو کوئی فرقہ باوجود اختلاف عقائد ہمد گر حضرت عیسےٰؑ کی الوہیت تو کیا بلکہ رسالت کا بھی قائل نہیں ہے اور نہ توریت اور انبیاء کے صحیفوں میں کہیں تثلیث کی تعلیم ہے اب عیسائیوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ یہ کن سببوں سے حضرت عیسےٰؑ کی الوہیت کے قائل ہیں۔

اگر اس سبب سے کہ حضرت عیسےٰؑ روح القدس کے وسیلہ سے پیدا ہوئے تھے (متی ۱ باب ۱۸) تو پیدایش ۱۸ باب ۱۱۔ اور ۲۵ باب ۲۱ میں لکھا ہے کہ حضرت سارہ اور حضرت ربقہ دونوں بانجھ تھیں قوائے انسانی نے سے توالد وتناسل کی امید ان دونوں میں باقی نرہی تھی صرف خدا کے حکم سے حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ پیدا ہوئے اور حضرت یحییٰؑ کے پیدا ہونے کا بھی یہی حال ہے لوقا ۱ باب اور خروج ۳۱ باب ۲ و ۳ میں بزلئیل بن اوری کو خدا نے روح اللہ فرمایا ہے دیکھو بیبل رومن مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۰ء اور عہدنامہ عتیق فارسی مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۵۶ء اور عہدنامہ عتیق اُردو مطبوعہ لدہیانہ سنہ ۱۸۶۸ء پس اسبات میں حضرت عیسےٰؑ کے لئے کچھ خصوصیت نہیں ہے۔

اگر اس سبب سے کہ مسیحؑ بے باپ پیدا ہوئے تھے تو الوہیت کی صرف یہی دلیل نہیں ہے کہ بے باپ پیدا ہو جبکہ باوجود الوہیت انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہو سکتا ہے تو ماں باپ دونوں سے پیدا ہونا کب مانع الوہیت ہوگا اور چونکہ حضرت عیسےٰؑ کو عیسائی علماء پورا خدا اور پورا انسان کہتے ہیں تو از روے عقل انسانی وہ پورا انسان تب ہی ہوتے جبکہ ماں اور باپ دونوں سے پیدا ہوتے (کیونکہ اگر مسیحؑ کو پورا انسان کہیں

توسب انسانوں کی طرح مسیح ہ کی گنہگاری کا بھی انجیل کے بموجب اقرار کرنا پڑے رومیوں ۳ باب ۹-۱۲) اور جبکہ مسیح ہ پورے انسان نہ تھے جوکہ نہایت چھوٹی بات ہے تو پورے خدا کیونکر ہو سکتے ہیں جوکہ نہایت بڑی بات ہے۔

اس کے سوا پیدایش ا باب ۲۷ میں ہے کہ خدا نے آدم ہ کو اپنی صورت پر بنایا انتہٰے۔ اب دیکھو کہ حضرت عیسٰے ہ کے توصرف باپ کا ذکر نہیں ہے مگر حضرت آدم ہ کے ماں باپ دونوں نہ تھے اور ملک صدق کا حال اس سے بھی عجیب وغریب ہے کہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ جس کے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر مگر خدا کے بیٹے کی مانند ہمیشہ کاہن رہتا ہے عبرانیوں کا ۷ باب ۱ و ۲ و ۳ ملک صدق کے حال میں علماء اہل کتاب نے بہت مختلف بیان کیا ہے بعضے سمجھتے ہیں کہ وہ ایک فرشتہ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ خود مسیح ہ تھے کہ اس وقت بھی ظاہر ہوئے تھے مگر یہ دونوں گمان غلط ہیں کیونکہ فرشتہ کو کہانت سے کیا کام ہے اور عبرانیوں کے ۷ باب ۳ میں ملک صدق کو خدا کے بیٹے (یعنے مسیح ہ) سے مشابہ یا مانند لکھا ہے اگر وہ مسیح ہ آپ ہوتے تو مسیح ہ سے مشابہ یا مسیح ہ کی مانند جو لکھا ہے غلط ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ صرف انسان اور کنعانی بادشاہوں میں سے تھا۔ اور علماء یہود کہتے ہیں کہ ملک صدق تو سام حضرت نوح کا دوسرا بیٹا تھا مگر عبرانیوں کے خط کے بموجب یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس میں ملک صدق کو بے ماں بے باپ بے نسب نامہ لکھا ہے اور سام کے باپ کا نام نوح اور اس کا نسب نامہ توریت میں مندرج ہے اور ملک صدق کا ذکر توریت میں دو جگہہ ہے یعنے پیدایش ۱۴ باب ۱۸-۲۰ اور ۱۱۰ زبور ۴ (از خیر خواہ ہند روممن مرزاپور مطبع اکتوبر ۱۸۶۳ء جلد ۴ نمبر ۱۰ باہتمام پادری جے آف برایٹ) مسلمانوں میں ملک صدق کا نام کتاب چار درویش کے آخر میں اگرچہ وہ کتاب خیالی ہے اسطرح پر ہے کہ وہ ایک بادشاہ اجنہ ہے ماتحت ایک بادشاہِ اعظم قوم جن کے واللہ اعلم۔ لیکن اتنا ظاہر ہے کہ مصنف کتاب چار درویش نے ملک صدق کا نام توریت وانجیل سے نہیں معلوم کیا ہے کیونکہ اسوقت میں توریت وغیرہ ہندوستان میں جاری نہوئی تھی

اور اگر رائج بھی ہوتی تو کتاب چاردرویش میں یہ نام درج کرنے کے لئے توریت و انجیل سے اُس کے معلوم کرنے کا کوئی سبب نہ تھا۔

اور تاریخ چین مصنفہ مسٹر جمس کا کرن صاحب بہادر مطبوعہ ۱۸۶۵ء جلد ۲ دفتر ۱ باب ۱۶ صفحہ ۲۶۵ میں لکھا ہے کہ ایک عورت النقوا کے جو بیوہ تھی آفتاب کے وسیلہ سے تین لڑکے پیدا ہوئے جنکا نام بوکم کتاگن۔ اور باسکن سالجی۔ اور بوزنجر تھا ان سب کا لقب نورانیون ہوا جس کے معنے ترکی زبان میں اطفال نور۔ اور بوزنجر کی نسل سے چنگیز خان ہوا انتہے۔ اور اُسی تواریخ چین مطبوعہ ۱۸۶۵ء کی جلد ۱ دفتر ۲ باب ۱۰ صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ میں کا کرن صاحب فرماتے ہیں کہ سنہ عیسوی سے چھ سو برس پیشتر ایک عورت پر آفتاب کی شعاع نازل ہوئی اور اُسی دن سے حمل کے نشان ظاہر ہوئے کئی برس کے بعد اُس کے شوہر نے (جو کہ ستر برس سے زیادہ کا تھا) اُسے طلاق دی پینتالیس برس وہ حمل رہا اُس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام لاؤزی یعنے پیر نابالغ رکھا کیونکہ اُس کے سر کے بال اور بدن کے رونگٹے سب سفید تھے اسی حکیم لاؤزی کے شاگردوں نے اپنے اُستاد کے نام سے اکسیر بقا کا نسخہ ایجاد کیا جسے اکثر فغفور اور ہزاروں اُمرا وغیرہ کھا کر ہلاک ہوئے اور اسی حکیم لاؤزی کی پرستش چین کے بادشاہوں اور رئیسوں وغیرہ میں رائج ہے حکیم لاؤزی کا لقب اورٹی اَزی یعنے بہشتی حکیم چینی زبان میں ہے انتہے۔ اور حضرت بی بی حوا بھی بے ماں باپ کے پیدا ہوئی تھیں۔ اور تاریخ چین مصنفہ پادری ایکسوس صاحب جسے پادری پورنو صاحب نے فارسی میں ترجمہ کرایا نمبر ۲ مطبوعہ سین ٹیفک سوسائٹی کلکتہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۹۳ فصل ۱۰ میں لکھا ہے کہ حکیم لاؤزی ہشتاد سال در شکم مادر بود انتہے اور ایک عورت باکرہ مسماۃ ریسیا دختر نیومیٹر شاہ ایلبا نے بیان کیا کہ مجھکو دیوتا مارس سے حمل رہا ہے اور اُس سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام رملیس اور دوسرے کا روملس یہ روملس وہی ہے جس نے شہر روم قدیم کی ۷۵۲ء پیشتر مسیح سے بنا ڈالی۔ از کتاب تذکرۃ الکاملین مطبوعہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۲ مصنفہ بابو را محمد صاحب عیسائی مصنف کتاب اعجاز قرآن۔

اگر سبب ہے کہ وہ خدائے مجسم عیسائیوں میں سمجھا جاتا ہے اوّل طمطاوس ۳ باب ۱۶

اگرچہ گریسباخ کہتا ہے کہ اس آیت میں لفظ خدا کی جگہہ وہ کا لفظ چاہیے یعنے وہ کہ جسم میں ظاہر کیا گیا روح سے راست ٹھہرایا گیا انتہے۔ دیکھو رومن بیبل مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء
اس سے ظاہر ہے کہ خدا کا لفظ یہاں کسی الوہیت گر کا الحاق کیا ہوا ہے تو بھی ایسے موقع پر الحاق کیا ہے کہ جس کا سر دست پہچان لینا بالکل ناممکن تھا اور اگر نہیں یعنے عیسائی علماء نے یہ جعل نہ پہچانا ہوتا تو اس پر الحاق کا گمان تک کرنا نہایت مشکل تھا۔

تو بھی غور کرنا چاہیئے کہ ۸۲ زبور ۶۔ اور یوحنا ۱۰ باب ۳۴ میں لکھا ہے میں نے تو کہا تم سب خدا ہو الخ انگریزی تفسیر اسکاٹ میں ہے کہ مجسٹریٹ کلام الٰہی میں خدا کہلاتے ہیں یہ لقب اکثر اختیار کے سبب ظاہر کیا گیا جس سے وہ لوگوں میں خدا کے نائب تھے لیکن یہ لقب اسرائیلی حاکموں کے سوا اور کسی کو صاف صاف نہیں دیا ہے انتہے پس جبکہ خدا نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا تو حضرت عیسےٰ کو کہ جنہوں نے خدا کا کلام پہونچایا خدا کہلانا یوحنا ۱۰ باب ۳۴ کے مطابق کیا تعجب ہے کیونکہ عبرانی محاورہ میں قاضی اور مفتی سب الٰہ کہلاتے تھے جیسا کہ ۸۲ زبور ۱ میں لکھا ہے خدا الٰہی جماعت میں کھڑا ہے الہوں کے درمیان وہ عدالت کرتا ہے انتہے۔ اور خروج ۷ باب ۱ میں لکھا ہے پھر خدا نے موسےٰ سے کہا دیکھہ میں نے تجھے فرعون کے لئے خدا سا بنایا اور تیرا بھائی ہارون تیرا پیغامبر ہوگا انتہے۔ اور خروج ۴ باب ۱۶ میں لکھا ہے اور تو (اے موسےٰ) اُس کے (یعنے ہارون کے) لئے اُن لوگوں پاس خدا کی جگہہ ہوا انتہے۔ اور صحیفہ حضرت زکریا ۱۲ باب ۸ میں حضرت داؤد کے خاندان کو خدا لکھا ہے پس یہ بات بھی حضرت عیسےٰ کیلئے مخصوص نہیں معلوم ہوتی۔

اگر کوئی کہے کہ یسوع کے لفظ کے معنے یہی ہیں یعنی نجات دہندہ تو حضرت یشوع جو حضرت موسےٰ کے جانشین تھے اُس نام کے معنے بھی یہی ہیں نجات دہندہ۔ اور حضرت یسعیاہ کے نام کے معنے خدا کی نجات۔

اگر اس سبب سے کہ اُن کا شفیع ہونا دلیل الوہیت نصارےٰ میں سمجھی جاتی ہے تو ۹۹ زبور ۶۔ اور یرمیاہ ۱۵ باب ۱ میں حضرت موسےٰ اور حضرت سموئیل کو اور حزقیل ۱۴

باب ۴ و ۲۰ میں حضرت نوح اور حضرت دانیال اور حضرت ایوب کو شفیع لکھا ہے۔ اور پیدایش ۱۸ باب ۲۳-۳۲ میں حضرت ابراہیم کے شفاعت کرنے کا ذکر ہے۔

پھر اگر اس سبب سے کہ حضرت عیسےٰ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں جیسا کہ یوحنا ۱۰ باب ۳۶ میں لکھا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں انتہے اور اسی طرح متی ۳ باب ۱۷ میں بھی ہے چونکہ یوحنا ۱۰ باب ۳۵ میں لکھا ہے کہ خدا نے سب بنی آدم کو خدا کہا ہے تو ابن آدم یعنے حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا کہنا چاہیے کیونکہ جب ہر آدمی خدا ہے تو ابن آدم خدا کا بیٹا ہوا اور یہ لفظ یعنی ابن آدم انجیل میں ساٹھ جگہہ ہے اگرچہ ابن آدم سب انسان ہیں مگر حضرت عیسےٰ نے شاید یہ سمجھکر کہ لوگ مجھے الوہیت کے رتبے میں نہ شامل کریں اس لئے خاص رفع شک کے لئے بار بار آپ کو ابن آدم کہا۔ پھر ایوب ۱ باب ۶۔ اور ۲ باب ۱ کی تفسیر میں طامس اسکاٹ مفسر انگریزی نے لکھا ہے کہ بنی اللہ یعنے خدا کے بیٹے جو اس میں لکھے ہیں ان سے مراد پاک فرشتے اور دوسری جگہہ ایوب ۳۸ باب ۷ میں جو بنی اللہ یعنے خدا کے بیٹے لکھے ہیں ان سے مراد انبیا و مفسرین سمجھتے ہیں انتہے۔ پھر حضرت آدم خدا کے پہلوٹھے عبرانیوں کا ۱ باب ۶ اور لوقا ۳ باب میں جو نسب نامہ لکھا ہے اُس میں جس طرح یوسف کو ہیلی کا اور ہیلی کو متہات کا اسی طرح آخر میں آدم کو خدا کا بیٹا لکھا ہے۔ پھر حضرت شیث خدا کے بیٹے پیدایش ۶ باب ۲۔ پھر حضرت اسحاق وعدے کے فرزند گلتیوں کا ۵ باب ۲۸ پیدایش ۲۱ باب ۱ و ۲ وغیرہ۔ پھر اسرائیل خدا کے پہلوٹھے بیٹے خروج ۴ باب ۲۲ پھر افرائیم خدا کا پہلوٹھا اور پیارا بیٹا یرمیاہ ۳۱ باب ۹ و ۲۰ اگرچہ یہاں بھی تمام بنی اسرائیل و تمام قوم افرائیم سے مراد ہے پھر حضرت داؤد خدا کے بڑے بیٹے ۸۹ زبور ۲۶ و ۲۷۔ پھر سلیمان خدا کے بیٹے اول تواریخ ۲۲ باب ۹ و ۱۰ اور ۲۸ باب ۶ اور ۲ سموئیل ۷ باب ۱۴ تمام اسرائیلی خدا کے فرزند استثنا ۱۴ باب ۱ رومیوں کا ۹ باب ۴ سب عیسائی خدا کے فرزند رومیوں کا ۸ باب ۱۶ سب خاص و عام خدا کے فرزند متی ۶ باب ۹ اور ۷ باب ۱۱۔ گمراہ بھی خدا کے فرزند یسعیاہ ۳۰ باب ۱ عبرانیوں کے بارہ باب ۹ میں خدا روحوں کا باپ لکھا ہے۔ اس میں بھی حضرت عیسےٰ کے لئے کچھ تخصیص نہیں ہے۔

اگر اس سبب سے کہ حضرت عیسےٰ نے مردے زندہ کئے تھے مرقس ۵ باب ۴۱ یوحنا ۱۱

باب ۳۴- لیکن اول سلاطین ۱۷ باب ۲۲ میں لکھا ہے کہ حضرت الیاس نے ایک مُردہ لڑکے کو زندہ کیا تھا اور ۲ سلاطین ۴ باب ۸-۳۷ میں لکھا ہے کہ ایک عورت سے (جس کا شوہر بوڑھا تھا) حضرت الیسع نبی نے فرمایا کہ اسی وقت سے حساب کر کہ پورے معین وقت پر ایک بیٹا تو گود میں لے گی اور ایسا ہی ہوا یہاں حضرت الیسع کی ایک عظیم قدرت کا بیان ہے کہ ہنوز وہ عورت اپنے بوڑھے شوہر کے پاس نہیں گئی تھی کہ اُس کے حمل کی مدت شمار کی گئی پس یہ لڑکا بھی اُنہیں میں سے شمار کیا جا سکتا ہے جو بے باپ پیدا ہوئے ہیں اور جب وہ لڑکا بڑا ہو کر مر گیا تب حضرت الیسع نے آکر اُسے زندہ کیا بعد اُس کے اُسی کتاب کے ۴ و ۵ و ۶ باب وغیرہ میں حضرت الیسع کے اور بہت معجزوں کا بیان ہے کہ بیس ۲۰ روٹی اور ایک ٹوکری اناج کی بالیوں سے سو انبیا زادوں کو کھلایا اور کچھ بچ رہا اور ایک برص کے بیمار کو چنگا کیا اور ایک تندرست کو ابرصی کر دیا اور لوہے کو پانی پر تیرا دیا وغیرہ مگر عجیب یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ نے تو اپنی زندگی میں مُردے زندہ کئے تھے اور حضرت الیسع کی مدفون لاش نے مردے کو زندہ کر دیا تھا ۲ سلاطین ۱۳ باب ۲۱ مفتاح الکتاب صفحہ ۲۴۱ اور اعمال ۹ باب ۳۶-۴۳ میں لکھا ہے کہ پطرس نے ایک مردہ عورت کو جس کا نام تابیتھا تھا زندہ کیا پھر اعمال ۲۰ باب ۹-۱۲ میں لکھا ہے کہ پلوس نے ایک جوان کو جو کوٹھے پر سے گر کے مر گیا تھا زندہ کیا اس بات میں بھی حضرت عیسےٰ کے لئے کچھ تخصیص نہیں پائی جاتی۔

اگر اس سبب سے کہ حضرت عیسےٰ کو مسیح کہتے ہیں تو توریت کے تمام مقاموں سے ثابت ہے کہ ہر نبی اور ہر بادشاہ بنی اسرائیل اور سردار کاہن مسموح ہوتا اور مسیح کیا جاتا تھا چنانچہ ۲ سموئیل ۱ باب ۱۴ میں ساؤل کو مسیح اور اول سموئیل ۱۶ باب ۱۳ اور ۲ سموئیل ۲۳ باب ۱ میں حضرت داؤد کو مسیح لکھا ہے اور یسعیاہ ۴۵ باب ۱ میں کیخسرو بادشاہ فارس کو بھی خدا کا مسیح لکھا ہے اور حضرت یسعیاہ نبی نے اپنی کتاب کے ۶۱ باب ۱ میں لکھا کہ خداوند نے مجھے مسیح کیا اور ۲ سلاطین ۹ باب ۱-۶ میں یاہو کو اور ۲۳ باب ۳۰ میں یہوآخز کو مسیح لکھا ہے اور ۲ قرنتیون کا ۱ باب ۲۱ میں پلوس فرماتے ہیں کہ جس نے ہم کو مسموح

کیا سو صدات ہیں یہ مرتبہ بھی حضرت عیسےٰ کے لئے خاص نہیں ہے اگر اس سبب سے کہ وہ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں تو پیدایش ۵ باب ۲۴ میں حنوخ کا اور ۲ سلاطین ۲ باب ۱۱ میں الیاس کا آسمان پر اٹھایا جانا لکھا ہے اور رومن کیتھلک چھاپہ پٹنہ ۱۸۶۶ء کے آخر میں جہاں عیدوں کا بیان ہے حضرت مریم کے آسمان پر اٹھائے جانے کی بھی ایک عید لکھی ہے اور اس کے ثبوت میں یہ نشان لکھے تھے۔ 20 - 11 XXIV یعنے سرہم ۲۴ باب ۱۱-۲۰ ورس تک اور یتّی کے گرجا گھر میں ایک سیڑھی مسیح کی اور دوسری مریم کی ہے یعنے یہ کہ جس طرح حضرت عیسےٰ آسمان پر گئے اسی طرح حضرت مریم بھی آسمان پر گئی ہیں از اردو تفسیر جے ال اسکاٹ بحروف انگریزی مطبوعہ ۱۸۶۶ء اور رومن کاتھلک عیسائی حضرت مریم سے بھی دعا مانگتے اور انہیں بہشت کی ملکہ کہتے ہیں اور ۲ قرنیتون کے ۱۲ باب ۲-۴ میں پلوس رسول فرماتے ہیں کہ میں تیسرے آسمان تک اور فردوس تک پہنچایا گیا تھا پس اس میں بھی حضرت عیسےٰ کے لئے کوئی کافی دلیل الوہیت نہیں ہے۔

کوکب ہند لکھنؤ بحروف رومن کرکٹر مطبوعہ سیوم جو ستمبر ۱۸۸۶ء نمبر ۳۳ جلد ۱۹ صفحہ اول میں جو باہتمام پادری صاحبان امریکن میتھوڈسٹ مشن شایع ہوتا ہے لکھا ہے کہ بنگالہ میں رومن کیتھلک لوگوں نے ایک اخبار زبان بنگالی میں شروع کیا جس کا نام اوے مریا یعنے قادر مریم رکھا ہے ماہ جولائی میں جو اخبار نکلا اس میں یہ جملہ تھا کیا کنواری مریم ہماری سفارش کر سکتی ہے چونکہ خداوند عیسےٰ مسیح مبارک مریم سے پیدا ہوا اس لئے انہیں کل آسمانی باتوں پر اختیار حاصل ہوا اور جبکہ مسیح پیدا ہوا تبھی سے کل آسمانی برکتیں مریم سے مثل دھارا کے بہتی ہیں سنٹ برنارڈ نے صفائی سے اپنے وعظ میں بیان کیا کہ جب خدا کا کلام مریم پر اترا کہ مسیح تجھ سے پیدا ہوگا اسی وقت سے آسمانی برکتوں پر اسے کلّی اختیار حاصل ہو گیا خصوصاً روح القدس پر اور جب ہی سے کل برکتیں اسی کے ذریعہ لوگوں کو ملتی ہیں پھر ایک عالم بیان کرتے ہیں کہ ہو نہیں سکتا کہ جس حال مسیح نیکی کا چشمہ ہے بغیر مریم کے کوئی برکت حاصل ہو کیونکہ اسی نے اس پر اختیار حاصل کیا ہے پھر دوسرے کہتے ہیں کہ چونکہ مریم کو کل اختیارات خدا نے دے دئے ہیں وہ جا ہتی ہیں دیتی ہیں ایک اور کہتے ہیں کہ عین مرضی خدا کی ہے کہ مریم

ہی کے ذریعہ میری خلقت (یعنی مخلوق) کو برکتیں حاصل ہوں پس نتیجہ یہی نکلا جیسا کہ اُن کی تعلیم کی خاص غرض ہے کہ اگر کسی کو کچھ مانگنا ہے وہ مریم ہی کے ذریعہ سے مانگے کیونکہ بغیر اُس کی مرضی کبھی کسی کو کچھ نہ دیگا انتہٰی۔

اگر اس سبب سے کہ زبدی کی بیٹوں کی ماں نے جب حضرت عیسیٰ ؑ کو سجدہ کیا متی ۲۰ باب ۲۰ تو حضرت عیسیٰ ؑ کا اپنے آگے سجدہ کرنے سے منع کرنا یہ حضرت عیسیٰ ؑ کی الوہیت کا سبب تھا۔ مکاشفات ۳ باب ۹ میں لکھا ہے کہ یہودی آکر فرشتہ (یعنی پادری) کلیسیائے فلدلفیہ کے پاؤں پر سجدہ کریں گے انتہٰی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انجیلی محاورہ میں اکثر سجدہ سے مراد خوشامد یا فرمانبرداری ہے کیونکہ یہودی جو کہ توحید کی تعلیم اور عقیدہ میں تمام عالم سے مخصوص کیے گئے خروج ۲۰ باب ۳۔ استثناد باب ۷ یسعیاہ ۴۵ باب ۵۔ وہ انسان یعنے پادری کے پاؤں پر سجدہ کریں یہ سراسر خدا پرستی کے خلاف ہے کیونکہ خداوند نے یہ عہد ہمارے باپ دادوں سے نہیں کیا بلکہ خود ہم سے یعنے ہم سب سے جو آج کے دن جیتے ہیں (استثناہ باب ۳)

اور جبکہ پادری کے پاؤں پر یہودیوں کا سجدہ کرنا انجیلی محاورہ میں جائز ہوا تو حضرت عیسیٰ ؑ کے آگے زبدی کے بیٹوں کی ماں کا سجدہ کرنا مسیح ؑ کی الوہیت کی دلیل نہیں ہو سکتا ہے اور ۲ سلاطین ۹ باب ۶ و ۸ میں ہے کہ ناتان کے بیٹے میفیبوست نے داؤد ؑ کو سجدہ کیا۔ اور یسعیاہ ۴۵ باب ۱۴ میں لکھا ہے کہ مصر اور کوش اور سبا وغیرہ کے لوگ کورس یعنے کیخسرو کے آگے سجدہ کریں گے اور یہاں بھی سجدہ سے مراد منت اور خوشامد ہے۔ چنانچہ اُسی آیت میں لکھا ہے کہ تیرے آگے سجدہ کریں گے اور وہ تیرے آگے منت کریں گے اور کہیں گے خداوند یقیناً تجھ میں ہے اور کوئی دوسرا نہیں اور اُس کے سوا کوئی خدا نہیں انتہٰی۔ عبرانی محاورہ میں اکثر ایک مضمون کو ۲ طور پر بیان کرتے اور مطلب ایک ہی ہوتا تھا جیسے اِس آیت میں ہے کہ تیرے آگے سجدہ کریں گے وہ تیرے آگے منت کریں گے انتہٰی۔ کورس بادشاہ بت پرست اور خدا سے ناواقف تھا چنانچہ یسعیاہ ۴۵ باب ۴ میں خدا فرماتا ہے کہ تو مجھکو نہیں جانتا انتہٰی۔ اور اسی طرح ۴۵ باب ۵ میں بھی ہے کہ میں نے تیری کمر باندھی اگرچہ

تو نے مجھے نہ پہچانا۔ اس نے۔ اور کوشی نے یواب کو (جو حضرت داؤد کا سپہ سالار تھا) سجدہ کیا ۲ سموئیل ۱۸ باب ۲۱۔ اور اخی معاز بادشاہ کے آگے اوندھا ہو کر گرا اور سجدہ کیا ۲ سموئیل ۱۸ باب ۲۸۔ اور ارنون نکلا اور بادشاہ کے آگے جھک کے زمین پر سجدہ کیا ۲ سموئیل ۲۴ باب ۲۰۔ اور شاہ بنوکدنذر (یعنے بخت نصر) اوندھے مُنہ گرا اور دانیال کو سجدہ کیا۔ دانیال ۲ باب ۴۶۔ اور روت نے جو مسیح کی پڑدادیوں میں تھی بوعاز کے آگے منہ کے بل جھکی اور زمین پر سجدہ کیا۔ روت ۲ باب ۱۰۔ اس میں بھی مسیح کی الوہیت کا کچھ ثبوت نہیں ہے۔

عیسائی لوگ بڑا یقین کرتے ہیں کہ مسیح نے جو معجزے دکھائے وہ اپنی قدرت سے دکھائے اور اور نبیوں نے جو معجزے دکھائے وہ مسیح کی طرف سے یعنی اُس کے بخشے ہوئے اختیار سے دکھائے اور یہی مسیح کی الوہیت کی دلیل ہے۔

لیکن اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کہ مسیح کے بخشے ہوئے اختیار سے اور نبیوں نے معجزے دکھائے تھے صرف خیالی بات ہے پھر یہ کہ خدا کی قدرت ہر وقت یکساں رہتی ہے اگر الوہیت کی قدرت سے مسیح نے لاذر کو جلایا تھا تو اب عیسائی کیوں مرجاتے ہیں اب بھی وہ کسی عیسائی کو مرنے نہ دیں یعنے اگر مسیح میں خدائی قدرت تھی تو چاہیے کہ اب بھی ویسی ہی قدرت ہو کیونکہ یہوواہ قادر مطلق کی قدرت جیسی تھی ویسی ہی ہے اور ہمیشہ تک رہے گی۔

متی ۲۲ باب ۴۴ میں داؤد کا قول ہے کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا کہ میرے داہنے بیٹھ الخ اس جگہہ ایک خداوند سے مراد خدا اور دوسرے سے مراد مسیح اور یہ بھی مسیح کی مرتبہ الوہیت کی دلیل سمجھی جاتی ہے یہ آیت ایکسو دسویں زبور کے شروع میں بھی ہے۔

اگرچہ ممکن نہیں کہ علماء یہود اس کا مطلب مسیح کی طرف لگاتے ہوں اور نہ اس کا ثبوت ہے کہ حضرت داؤد نے حضرت عیسےٰ کی بابت یہ کہا ہو کیونکہ گانے والے جب حضرت داؤد کے سامنے بیٹھکر گاتے تھے تو اُن کے مُنہ سے اس طرح کے الفاظ نکلتے ہوئے اچھے معلوم ہوتے تھے جبکہ وہ داؤد کی طرف اشارہ کر کے کہتے۔ نَاُمْ اَدُونَائی لَا دُونِی شِیْب لِی مِینِی یعنے خداوند نے میرے خداوند (یعنے داؤد بادشاہ) سے کہا الخ اصل عبرانی میں اول ادونائی اور بعد اُس کے لادونی کا لفظ ہے یعنے ادونائی کے معنے خداوند اور لادونی کے معنے ہمارا خداوند

یہ اسم صفت خدا کے سوا اوروں کے لیے بھی مستعمل ہے اور اس کی جمع ادونیم برخلاف لفظ یہوواہ
کے کہ جس کی کچھ جمع نہیں ہے تاکہ ذات الٰہی واحد مطلق غیر اقانیم ثلاثہ کے سمجھی جائے۔ مگر متی
نے مسیح کے واسطے داؤد کے قول کو پیشین گوئی ٹھہرایا اور ایسا[1] اکثر جگہہ انجیل میں آیا ہے
چنانچہ متی ۲ باب ۱۵ میں ہے اور ہیرودیس کے مرنے تک وہاں رہا کہ جو خداوند نے نبی کی
معرفت کہا تھا پورا ہو کہ میں نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا اور یہ مضمون ہوسیاہ ۱۱ باب ۱ میں
صرف بنی اسرائیل کے حق میں ہے جبکہ وہ حضرت موسےٰ کے ساتھ مصر سے نکلے مگر
جبکہ حضرت عیسےٰ اپنی ماں کے ساتھ مصر سے پھرے تو وہی آیت ہوسیاہ ۱۱ باب ۳ کی حضرت
عیسےٰ کے مصر سے لوٹنے کی پیش خبری ٹھہرائی گئی اگرچہ ہوسیاہ ۱۱ باب ۲ میں پھر اُسکی بت پرستی
مذکور ہے پس حضرت عیسےٰ کی بابت یہ پیشین گوئی ہوتی تو حضرت عیسےٰ کب بت پرست
ہوگئے تھے۔ پس یہ سب مصنفوں کی خوش بیانی ہے نہ یہ کہ واقعی یوں ہی ہو۔

اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے متی ۲ باب ۱۵ کی تفسیر میں یوں لکھا ہے **قولہ** یہ بات
جو ہوسیع نبی کی کتاب میں لکھی یہودیوں کی تخلصی سے مراد رکھتی ہے کیونکہ خدا اُس قوم کو
جسے وہ اکثر بیٹے کے خطاب سے بلاتا ہے مصر کی غلامی سے نکال لایا اور جس طرح اُن کو نکال لایا ویسے
ہی یسوع اپنے خاص بیٹے کو بھی نکال لایا غالب ہے کہ یہ آیت ایک کہاوت ہو گئی ہوگی یعنے
جب کوئی کسی آفت سے بچتا تو لوگ کہتے ہوں گے کہ خدا اُس کو مصر سے نکال لایا اور نبی
کی بات یسوع کے حق میں پوری ہوئی اس واسطے کہ وہ اُس کے حال سے کمال مناسبت
رکھتی ہے انتہیٰ اس کے سوا حضرت عیسےٰ کا مصر کو جانا لوقا وغیرہ کی تحریر سے ثابت نہیں
ہے چنانچہ لوقا ۲ باب میں لکھا ہے کہ مسیح بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور آٹھویں دن ختنہ

---

[1] لیکن ایک جگہہ پیدائش ۱۹ [illegible] ہے کہ خداوند نے سدوم و عمورہ پر گندھک خداوند کی طرف آسمان سے برسائی اس آیت
میں دو جگہہ لفظ یہوواہ ہے [illegible] عیسائی سمجھتے ہیں کہ اول یہوواہ سے مراد مسیح ہیں مگر آیت کا مطلب تو یہ صاف
ہے کہ خدا نے [illegible] برسائی جیسے ۶۵ زبور میں ہے یعنے اول آیت میں اے خدا حمد و ثنا الخ اور ۹ آیت میں ہے تو اُس کو
خدا کے دریا سے مالا مال کرتا ہے [illegible] مطلب یہ ہے کہ اے خدا تو اُس کو خدا کے دریا سے الخ یعنے اول آیت میں جس خدا کو حمد و ثنا سے [illegible] اُسی خدا
کے دریا سے وہ مالا مال کرتا ہے اور اُس کا [illegible] آنند الٰہی دریا یعنے اپنے دریا سے الخ دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۹۰ میں پادری آکسٹس
[illegible] کا قول ہے کہ خداوند نے سدوم و عمورہ پر گندھک اور آگ خدا کی طرف سے آسمان پر سے برسائی تھی یعنی پادری صاحب کے نزدیک اس جملہ
یعنی خداوند [illegible] آسمان پر سے اور بیبل کی ایک شرح میں جو یہودیوں میں مشہور ہے آیت مذکور کا یہ بیان ہوتا ہے
کہ خدا کے کلام سے خدا کی طرف سے آگ اور گندھک برسایا گیا تھا (ایضاً) ۱۲

ہوا اور (چالیس) دن پاک ہونے کے پورے کرکے یروشلم میں آئے اور وہاں سے شہر ناصرۃ کو گئے (آیت ۳۹) اور سال سال عید فصح میں ناصرۃ سے یروشلم کو جایا کرتے تھے دیکھو آیت ۴۱۔ اسی سبب سے حضرت عیسیٰؑ کو یسوع ناصری کہتے ہیں اگر مصر کو جاتے تو یسوع مصری کہلاتے دیکھو الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۳۹۔ اور متی کے سوا اور کسی انجیل میں مسیحؑ کے مصر کو جانے کا ذکر نہیں ہے۔ اب خداوند کا لفظ جو متی ۲ - باب ۱۴ میں ہے اُس کا حال سُنئے کہ یہ لفظ خدا اور انسان دونوں کے واسطے مستعمل ہے اور اس لفظ سے صرف خدا مراد نہیں ہے۔ چنانچہ سارہ ابیرہام کی فرمانبرداری کرتی اور اسے خداوند کہتی تھی اول پطرس ۳ باب ۶۔ اور حضرت یوسف نے اپنے حق میں فرمایا کہ خدا نے مجھکو سارے مصر کا خداوند کیا پیدایش ۴۵ باب ۹ پس یہ بھی حضرت عیسےٰؑ کی الوہیت کی کچھ دلیل نہیں ہے۔

اب اگر کوئی کہے کہ یہ سب صفات جو مسیحؑ کی مرقوم ہوئیں ایک شخص میں جمع نہیں ہیں تو میں کہتا ہوں کہ مجھ میں جسقدر عیب جمع ہیں خدا مجھے بخشے کسی دوسرے میں نپائے جائینگے۔ پس جب عیب میں ایک دوسرے کی مثل نہیں پایا جاتا تو ہنر میں کب کامل موافقت ہوسکتی ہے۔ حضرت موسےٰ نے جو معجزے مصر میں دکھائے (خروج) مسیح نے ایک بھی ایسا معجزہ نہیں دکھایا۔ اور نہ الیاس کی طرح کبھی آسمان سے آگ اور پانی نازل کیا۔ (مقدس کتاب کا حوال چھاپہ لندن سنہ ۱۸۶۱ء باب ۱۴۔ ۱۰۔ اول سلاطین ۱۸ باب سے ۲ سلاطین ۳ باب تک) اور نہ حضرت الیسعؑ کی طرح کسی عورت کو اولاد دی ۲ سلاطین ۴ باب

سکرمنٹ ۲

غور کرنا چاہیے کہ انجیل کی ہر ایک آیت کو پیش لانا اور اُس کا مفصل حال بیان کرنا گویا ساری کتاب کی صحت کا اقرار کرنا ہے اور یہ کسی طرح ممکن نہیں یہ سب آیات انجیل کی جو میں نے نقل کیں یقیناً ان میں کتنی ہی ایسی ہوں گی جو چالاک لوگوں کی طرف سے ملائی گئیں اب اُن کا پہچاننا مشکل ہے تو بھی خدا کی وحدانیت اور مسیحؑ کی عبدیت کا انجیل سے ثبوت کامل ہوتا ہے چنانچہ اول طمطاؤس ۲ باب ۵ میں لکھا ہے کہ خدا ایک ہے اور خدا اور آدمیوں کے

بیچ ایک آدمی درمیانی ہے وہ عیسےٰ مسیح ہے انتہے۔ اور مرقس ۱۳ باب ۳۲ میں قیامت کی بابت لکھا ہے مگر اُسدن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا (یعنے مسیح) کوئی نہیں جانتا ہے انتہے۔ اس آیت سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ نے کبھی الوہیت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ کیونکہ اگر الوہیت کا دعوےٰ ہوتا تو حضرت عیسےٰ اس طرح فرماتے کہ اُسدن کی بابت سوا باپ اور بیٹے کے فرشتے تک نہیں جانتے فقط اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے صفحہ ۱۹۱ و ۱۹۲ متی ۲۴ باب ۳۶ میں اسی آیت کی تفسیر میں یوں لکھا ہے قولہ یعنے اگر مسیح میں الوہیت تھی تو وہ کیوں نہیں جانتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسیح حقیقی انسان بھی تھا اور انسان ہو کر وہ بے حد اور بے پایان نہیں تھا اور سب کچھ نہیں جانتا تھا جب لڑکا تھا (تب وہ اور لڑکوں کی طرح) قد اور حکمت میں بڑہا (لوقا ۲ باب ۵۲) اور انسان ہو کر اُس نے انسان کے طور پر کلام کیا۔ دلیلوں سے اپنی بات کو ثابت کیا پڑھا پڑھا سیکھا کھایا پیا (بھوکھا ہوا) لوقا ۴ باب ۲ متی ۱۲ باب ۱۸۔ اور مخزن مسیحی مطبوعہ اکتوبر ۱۸۶۸ء مشن پریس الہ آباد صفحہ ۶۹ میں پادری والسن صاحب فرماتے ہیں کہ عیسےٰ ہمارا بڑا بھائی ہے وہ ہم لوگوں کی سی سرشت رکھتا ہے انتہے۔ اور دین حق کی بڑی باتوں کا مجموعہ سوال ۲۲۔ اور سوال ۲۷ کے جواب صفحہ ۵۲ مطبوعہ ۱۸۶۹ء میں لکھا ہے کہ مسیح انسان کا بھائی ہوا انتہے۔ اور سوال ۲۳ کے سوال ۴۱ کے جواب صفحہ ۵۶ میں بھی اسی طرح ہے از میزان الحق مطبوعہ لدھیانہ ۱۸۶۲ء باہتمام پادری روڈلف باب ۲ فصل ۳ صفحہ ۱۱۷۔

اور میزان الحق چھاپہ مرزاپور ۱۸۴۳ء صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ میں لکھا ہے کہ جسم کی رو سے عیسےٰ مسیح کھانے اور پینے اور سونے اور جاگنے اور خوشی اور غم میں ہم سب آدمیوں کی طرح ہو کر انسان کی مانند تھا اور عیسےٰ مسیح خود اقرار کرتا ہے کہ باپ مجھ سے بزرگ تر ہے اور میں نہیں آیا ہوں کہ اپنی خواہش کو عمل میں لاؤں بلکہ اُس کی خواہش کو جس نے مجھے بھیجا اور اسواسطے کہ عیسےٰ مسیح انسان کے سلسلے کا واسطہ ہے اُس نے خدا سے مناجات مانگی انتہے۔ اور یوحنا ۱۳ باب ۱۳۔۱۷ میں مسیح نے حواریوں سے فرمایا کہ تم مجھے خداوند اور اُستاد کہتے ہو خوب کہتے ہو

میں نے جس طرح تمہارے پاؤں دھوئے تم بھی ایک دوسرے کے پاؤں دھوؤ۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ نوکر اپنے آقا سے بڑا نہیں اور نہ وہ جو بھیجا گیا اپنے بھیجنے والے سے انتہے۔ یہاں مسیح ؑ نے ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا جس سے شاگردوں کو نصیحت اور مسیح کی عبدیت مفصل ظاہر ہوتی ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شاگرد بھی حضرت مسیح کی الوہیت کے قائل نہ تھے صرف اُستاد اور خداوند کہتے تھے۔ اور مسیح ؑ نے بھی اُن سے کہا کہ تم خوب کہتے ہو۔

پھر لوقا ۲۲ باب ۳۱ و ۳۲ میں مسیح ؑ نے شمعون سے کہا میں نے تیرے لئے دعا مانگی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے انتہے۔ اگر حضرت عیسےٰ کو الوہیت کا دعوےٰ ہوتا تو یوں کہتے کہ میں نے تیرا ایمان بچایا مگر یہ کہا کہ تیرے لئے میں نے خدا سے دعا مانگی۔

اور یوحنا ۲۰ باب ۱۷ میں لکھا ہے کہ آسمان پر جانے سے پہلے مسیح ؑ نے (مریم ؑ سے) کہا مجھکو مت چھو کیونکہ میں ہنوز اوپر اپنے باپ کے پاس نہیں گیا ہوں پر میرے بھائیوں (یعنے حواریوں) سے کہہ کہ میں اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ پاس اور اپنے خدا اور تمہارے خدا پاس جاتا ہوں فقط اس سے معلوم ہو جائے گا کہ خدا کی نسبت باپ کا لفظ صرف عام محاورہ اُس وقت کا تھا۔ اور اللہ جل شانہٗ جیسے حواریوں کا خدا ویسے ہی حضرت عیسےٰ ؑ کا بھی خدا ہے اگر کوئی کہے کہ مسیح ؑ میں الوہیت اور انسانیت دونوں تہیں اور انسانیت کے سبب سے اُس نے ایسا کہا تھا تو میں کہتا ہوں کہ مسیح ؑ نے یوحنا ۲۰ باب کے بموجب مصلوبی کے بعد پھر جی اُٹھکر یہ بات کہی تھی اُس وقت مسیح ؑ میں انسانیت کہاں باقی رہی تھی کیونکہ انسانیت تو صلیب پر کھینچی گئی صرف الوہیت باقی تھی اور اگر بعد مصلوبی بھی مسیح ؑ میں انسانیت باقی رہی تو عیسائیوں کا ایمان مسیح ؑ کی قربانی پر بے کار ہو جاتا ہے کیونکہ لکھا ہے کہ انسان کے خون کا بدلہ انسان ہی سے لیا جائے گا پیدایش ۹ باب ۶ پس جبکہ بعد مصلوبی بھی انسانیت اس میں باقی رہی تو عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ کیونکر ہوا اور قربانی کہاں گزری دونوں صورتوں میں عیسائی عقیدہ کا بطلان ظاہر ہے۔

پھر یوحنا ۱۴ باب ۲۸ میں مسیح ؑ نے فرمایا کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے انتہے۔ پس جبکہ

باپ بیٹا اور روح القدس ایک ہی ذات واحد خدا ہے تو اُن میں بڑا اور چھوٹا ہونا کیا بات ہے کیا خدا گھٹتا اور بڑھتا بھی رہتا ہے۔ معاذاللہ مگر مطلب یہ کہ میں صرف بندہ ہوں اور وہ بزرگ خدا ہے۔

اور مرقس ۳ باب ۲۸ و ۲۹ میں ہے جو کوئی ابن آدم کے حق میں کفر بکے اُسے معاف کیا جائے گا مگر جو روح کے حق میں کفر بکے اُسے معاف نہو گا انتھےٰ۔ یہاں مسیحؑ یعنے ابن آدم کا رتبہ روح القدس سے کم معلوم ہوتا ہے اُس کی بابت حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں لے یہوداہ آدم زاد کیا ہے کہ تو اُسے جانے اور ابن آدم کون ہے کہ تو اُسے شمار کرے۔ آدم زاد باطل چیز کی مانند ہے ۴ ۱۴ زبور ۳ و ۴۔ اگرچہ بموجب عقیدہ عیسائی الوہیت حضرت مسیحؑ میں بھی ویسی ہی تھی جیسی روح القدس میں بلکہ روح القدس آپ بیٹے یعنے مسیحؑ سے پیدا ہوا۔ دنیا میں ہر بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے اور یہ بیٹے سے پیدا ہوا۔

اور مرقس ۱۲ باب ۲۹ و ۳۰ میں لکھا ہے کہ یسوع نے اُس سے جواب میں کہا کہ سب حکموں سے اوّل یہ ہے کہ اے اسرائیل سُن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے اور دوسرا جو اُسکی مانند ہے یہ ہے کہ تو اپنے پڑوسی کو اپنی برابر پیار کر ان سے بڑا اور کوئی حکم نہیں ہے انتھےٰ۔ اس مقام میں ایک بڑا اشارہ یہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ نے اُس پوچھنے والے سے فرمایا کہ وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے الخ اگر الوہیت کا دعوے مسیحؑ کو ہوتا تو یوں کہتے کہ وہ خداوند جو تیرا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے مگر مسیحؑ نے اس مقام پر اپنی عبدیت کا مفصل بیان کر دیا پس ان دونوں آیتوں سے بالکل حجت کا خاتمہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خدا ہے اس سے بڑا اور کوئی حکم نہیں ہے (متی ۲۲ باب ۳۶) اب اس کے برخلاف اگر کوئی سیکڑوں دلیلیں لائے تو یقین کرنا نچاہیے اور حضرت عیسےٰؑ نے بھی یہی خاص وسیلہ نجات کا بتلایا ہے (لوقا ۱۰ باب ۲۵-۲۸) اور تمام توریت اور انجیل کا خلاصہ بھی یہی ہے (متی ۲۲ باب ۳۷ و ۴۰)

یوحنا ۱۲ باب ۴۹ میں مسیحؑ کا قول لکھا ہے کہ میں نے تو آپ سے نہیں کہا بلکہ باپ نے جس نے مجھے بھیجا فرمادیا کہ میں کیا بولوں انتھےٰ۔ اس مقام پر مسیحؑ نے اپنی رسالت

بھیجا کا لفظ کہکر بیان کردی کیونکہ اگر باپ اور بیٹا دونوں ذات واحد ہیں تو یہ کون ہے جو کہتا ہے کہ میں نے تو آپ سے نہیں کہا بلکہ باپ نے جس نے مجھے بھیجا فرمادیا الخ اب اگر کوئی کہے کہ انسانیت کی راہ سے یہ کہا تھا تو میں کہتا ہوں کہ الوہیت اُس وقت مسیح میں سے کہاں چلی گئی تھی بلکہ اُس وقت بھی الوہیت ایسی ہی موجود تھی جیسی ہمیشہ رہتی تھی۔

اب جو متی ۲۸ باب ۱۹ میں لکھا ہے کہ مسیح نے آسمان پر جاتے وقت اپنے شاگردوں سے کہا کہ سب قوموں کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسما دیکر شاگرد کرو انتہے۔ اس کا ذکر اور کسی انجیل میں نہیں ہے۔ اگر یہ بات سچ ہوتی تو اور انجیلوں میں بھی ضرور اس کا ذکر ہوتا۔ حالانکہ کسی میں نہیں ہے اور بالفرض اگر اسے مان بھی لیں تو غالباً اس کے معنے یہی ہوں گے کہ سب قوموں کو باپ کے نام سے جو خدا ہے اور بیٹے کے نام سے جو اُس کا رسول ہے اور روح القدس سے پیدا ہوا ہے بپتسما دیکر شاگرد کرو اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں ہے کیونکہ خدا کے نام کے ساتھ اُس کے رسول کا بھی نام آنا ضرور ہے۔

اور متی ۲۷ باب ۲۹ میں لکھا ہے کانٹوں کا تاج بناکر اُس کے (یعنے مسیح کے) سر پر رکھا اور ایک سرکنڈا اُس کے ہاتھ میں دیا اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اُس پر ٹھٹھا مار کر کہا اے یہودیوں کے بادشاہ سلام انتہے۔ اور لوقا ۲۳ باب ۳۶ و ۳۷ میں ہے کہ سپاہیوں نے بھی اُس پر (یعنے مسیح پر) ہنسی کی انتہے۔ اور ہیرودیس نے اپنی فوج سمیت اُسے ناچیز ٹھہرایا اور اُسے چمکتی پوشاک پہناکر اُس کا تمسخر کیا لوقا ۲۳ باب ۱۱۔ اور یوں ہی سردار کاہنوں نے بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ ٹھٹھا مار کر کہا اُس نے اوروں کو بچایا آپ کو نہیں بچا سکتا متی ۲۷ باب ۴۱ و ۴۲۔ اور لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے اور سردار اُن کے ساتھ ٹھٹھا مار کر کہتے تھے کہ اوروں کو بچایا اگر یہ مسیح خدا کا برگزیدہ ہے تو آپ کو بچاوے (لوقا ۲۳ باب ۳۵) اور جنکی حوالات میں یسوع تھا اُس کو کوڑے مار کے ٹھٹھے میں اڑانے لگے (لوقا ۲۲ باب ۶۳) اور فریسی جو دولت کو پیار کرتے تھے ان سب باتوں کو سنکر ٹھٹھے میں اڑانے لگے (لوقا ۱۶ باب ۱۴) باوجود اس کے اُس مصلوب کو خدا سمجھنا نہایت کفر ہے تم دغا نکھاؤ خدا ٹھٹھوں

میں نہیں اُڑایا جاتا (گلتیوں کا ۶ باب ۷) کیا خوب ہو کہ وہ تمہیں اچھی طرح آزماوے کیا تم اُسے مسخرہ بناؤ گے جس طرح کوئی آدمی دوسرے کو مسخرہ بناتا ہے۔ (ایوب ۱۳ باب ۹) کیا اُس کی عظمت تمہیں نہیں ڈراوے گی اور اُس کا رعب تم پر نہیں پڑے گا تمہاری سُنی سُنائی باتیں تو راکھ کی مانند ہیں تمہارے ثبوت کے پُشتے مٹی کے پُشتے ہیں چپ ہو رہو ایوب ۱۳ باب ۱۱-۱۳۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ عیسائیوں کے عقیدے کے موافق اگر خدائے واحد تین اقنوم کے ساتھ مشتمل ہے تو بھی اہل اسلام کا حال خوب ہے کہ خدائے واحد پر اُس کی سب صفات کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کیونکہ اقانیم ثلاثہ بھی ذات واحد خدا سے جدا نہیں ہیں اور اگر اسلامی عقیدہ کے موافق خدا کی پاک ذات صرف واحد مطلق غیر اقانیم ثلاثہ ہے تو ان عیسائیوں کا حال خوب نہیں ہے کیونکہ ان میں وہ عیسائی ہی نہیں جو تثلیث کا عقیدہ نہ رکھے۔

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کے اصول میں سب کو اتفاق ہے اور جس میں کوئی ایسی کنہ نہیں جو زبردستی ماننی پڑے اور سمجھ میں نہ آئے انتہے۔ اور پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۷ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ٹوپن اور گبن اور پورسن صاحب اور دیگر محققین نے یہ بات بڑی محنت سے ثابت کی ہے کہ تین ہیں جو الخ (یوحنا نامہ اول ۵ باب ۷) جو مسئلہ تثلیث کی بنیاد ہے بالکل مصنوعی ہے اور کان مٹ صاحب خود اس بات کا مقر ہے کہ اس آیت کو میں نے کسی قدیم انجیل کے نسخہ میں نہیں پایا۔ حضرت عیسےٰؑ نے صرف خدائیتعالیٰ کی وحدانیت کی تلقین کی تھی مگر پلوس اور یوحنا حواریوں نے جو افلاطون کے پیرو تھے مذہب عیسائی کی وحدانیت اور سادگی کو بالکل خراب کر دیا اور اس میں افلاطون کے غیر مفہوم مسئلہ کو جو تثلیث کا مسئلہ تھا داخل کر دیا۔ بنیاد مسئلہ یہ ہے کہ افلاطون نے اللہ تعالےٰ کی دو صفتوں کو دو جسم فرض کیا ہے اگر لوک صاحب کی رائے درست ہے کہ مسلمان حضرت عیسےٰؑ کی رسالت کے قایل ہیں اور اُن کے معجزوں کا دل سے یقین کرتے

ہیں تو وہ عیسائی ہیں۔ سرولیم جونیر صاحب کی کتاب موسوم بہ ایشیاٹک رویو جلد اوّل صفحہ ۷۵۔۲
معلم اسپرنگر صاحب کا قول ہے کہ یہود اور عیسائیوں کی افراط (یعنے توحید میں تثلیث کے
عقیدے وغیرہ) سے واجبی رائے بابت خدا کے ملک عرب میں پھیل گئی ا تھی۔ ہندوستانی
جوانوں کو خط مطبوعہ مشن پریس الہ آباد ۱۸۶۹ء مصنفہ پادری والس صاحب صفحہ ۲۰۷ جس
میں الہ آباد کی جگہہ اپنی کسی مصلحت سے لکھنؤ لکھدیا ہے۔ غرض اس کا مطلب یہ ہے
کہ ذات الہٰی کی بابت جو کچھ عقیدہ واجب ہے اسلام کے سبب اہل عرب میں شایع ہوا۔
الحاصل خدا کی وحدانیت پر تو عیسائی اور مسلمان دونوں گواہی دیتے ہیں بلکہ تینوں یعنے
یہودی بھی کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ او وہی دعوے ازروے شریعت درست اور صحیح ہے
کہ جس پر دو یا تین گواہ بالاتفاق گواہی دیں (استشنا ۱۹ باب ۵۔ ۲ قرنتیون کا ۱۳ باب ۱)
پس جو بات دو یا تین گواہوں کے مُنہ سے ثابت ہو شریعت کے حکم کے موافق اُس کو مان
لینا ہر شخص پر فرض ہے اگرچہ بعید از قیاس ہو اور جبکہ باوجود تکملۂ گواہان قریب قیاس بھی
وحدانیت الہٰی ہے تو اُس سے انکار اور گردن کشی کرنا کسقدر بغاوت اور انحراف بارگاہ الہٰی
سے ہے سو اس کتاب کے پڑہنے والے آپ ہی قیاس کرلیں گے۔ اور تثلیث کے
ثبوت میں صرف ایک ہی یعنے عیسائی گواہی ملتی ہے کہ جس کا مان لینا کسی شخص پر واجب
نہیں اگرچہ قریب قیاس ہو۔ اور جبکہ باوجود نقص شہادت بعید از قیاس بھی تثلیث کا ثبوت
ہے تو اُس کا مان لینا کسقدر غفلت اور نادانی عرفان حقیقی سے ہے سو اس کتاب کے پڑہنے
والے آپ ہی قیاس کرلیں گے۔

اب اگر کوئی کہے کہ تثلیث کی گواہی بھی تو بُت پرستوں وغیرہ سے عیسائیوں کو ملتی ہے
(دیکھو مفتاح الاسرار) تو اس کے جواب میں سمجھ لینا چاہیے کہ یہاں تین قوم خدا پرست یعنی
یہودی اور عیسائی اور مسلمانوں کی گواہی سے مراد ہے اور بت پرستوں کے عقیدے کو پہلے
ہی خدا نے باطل ٹھہرا کر بنی اسرائیل کو وحدانیت کا عقیدہ رکھنے کی تعلیم فرمائی اور اسی لئے
توریت نازل کی اُن کی گواہی خدا پرستوں کے مقابلے میں کب معتبر ٹھہر سکتی ہے نہ کہ کلام الہٰی
کے مقابلے میں۔ مگر جس طرح یہودی باوجود تعلیم وحدانیت (خروج ۲۰ باب ۳۔ یسعیاہ ۴۵ باب ۵)

بُت پرستی اور گوسالہ پرستی (خروج ۳۲ باب ۴ قاضیوں کا ۲ باب ۱۱-۱۲) کی طرف مائل ہوجاتے تھے اسی طرح عیسائی باوجود اقرار وحدانیت تثلیث کے عقیدہ کی طرف جھک پڑے۔ اس معاملہ میں ان دونوں کا حال قریب قریب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُنہوں نے اگرچہ خدا کو پہچانا تو بھی خدا کے لایق اُس کی بزرگی اور شکرگزاری نہ کی بلکہ باطل خیالوں میں پڑ گئے اور اُن کے نافہم دل تاریک ہو گئے۔ رومیوں کا ۱ باب ۲۱۔

اور حضرت عیسٰے نے آپ بھی صاف صاف فرمادیا کہ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند کہتا ہے آسمان کی پادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے اُسدن (یعنے قیامت میں) بہتیرے مجھے کہیں گے۔ کہ اے خداوند ایخداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیوؤں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے کرامات ظاہر نہیں کئے اُس وقت میں اُن سے صاف کہوں گا کہ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو اتتھے۔

متی ۷ باب ۲۱-۲۳۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسیح ؑ کو خداوند خداوند کہنے والے یعنے مسیح ؑ کی الوہیت کا عقیدہ رکھنے والے کبھی بہشت میں داخل نہوں گے۔ بلکہ آسمانی باپ کی مرضی یعنے شریعت پر عمل کرنے والے نجات پاویں گے اور شریعت یعنی توریت میں صاف لکھا ہے وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے مرقس ۱۲ باب ۲۹۔ اور استثناء باب ۴ و ۵۔ اور پھر یہ کہ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہو (خروج ۲۰ باب ۳)۔ اور حضرت داؤد ؑ فرماتے ہیں کہ تو ہی اکیلا خدا ہے (داؤد ؑ کی نماز ۸۶ زبور ۱۰) اور یہوداہ ۲۵ آیت میں ہے خدا وحید حکیم اور ہمارا بچانے والا ہے۔ اور رومیوں کے ۱۶ باب ۲۷ میں واحد دانا خدا اوّل طمطاؤس ۱ باب ۷ میں ہے۔ اب ازلی بادشاہ غیرفانی نادیدنی واحد حکیم خدا کی عزت اور جلال ہمیشہ ہمیشہ کو ہوئے آمین۔ اور اسی طرح انگریزی بیبل مہری مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء کے ۸۶ زبور ۱۰ میں ہے۔ اور بیبل فارسی مطبوعہ لندن ۱۸۵۶ء کے ۸۶ زبور ۱۰ میں ہے زیراکہ تو عظیمی واعمال عجیبہ بجامی آوری تو بہ تنہا خدائی انتہٰے اور اسی طرح ۳۶ زبور ۴۔ اور ۷۲ زبور ۱۸ میں بھی ہے۔ اور اسی طرح متی ۴ باب ۱۰ میں بھی ہے

پس اگر مسیح کی الوہیت کا عقیدہ رکھنے والے قیامت کے دن کہیں گے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے لئے نبوت یعنے منادی نہیں کی وغیرہ تو حضرت عیسےٰ فرماتے ہیں کہ اُس وقت میں اُن سے صاف کہونگا کہ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو پھر یہ کہ جنہوں نے کرامتیں دکھلائیں وہ حضرت عیسےٰ کی الوہیت کا عقیدہ رکھنے کے سبب بہشت میں نجات پائیں گے تو اس زمانہ کے لوگوں کا جو کرامات بھی نہیں دکھا سکتے حضرت عیسےٰ کو خدا کہنے کے سبب کیا حال ہوگا۔

سکرمنٹ ۳

رومن تواریخ کلیسیا ۳ باب ۲ حصہ ۶ ۳ شمار صفحہ ۹۷ میں لکھا ہے کہ ابیونی فرقہ کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عیسےٰ کو محض آدمی جانتے تھے انتہےٰ۔

سنہ ۲۰۰ء میں ارتمن کا فرقہ پیدا ہوا اور اُس کا بھی یہی عقیدہ مسیح کی بابت تھا جیسا کہ ابیونی فرقہ کا۔

پھر اُسی تواریخ کلیسیا ۵ باب کے صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے کہ اسکندریہ کا ایک بزرگ اریوس نامی پہلے کلیسیا کے دین میں بدعت برپا ہونے کا باعث ہوا اُس شخص نے برملا عیسےٰ کی الوہیت سے انکار کیا اور یہ تعلیم دی کہ وہ صرف ایک مخلوق ہے اس بات کے فیصلہ کرنے کے واسطے ۳۲۵ء کو شہر نیس میں بڑی مجلس جمع کی گئی اُن میں سے تہوڑے آدمیوں کو چھوڑ سبہوں نے اریوس کی تعلیم کو باطل ٹہرایا (یعنے انہیں لوگوں سے جو اریوس کی تعلیم کو باطل ٹہراتے آئے تھے تہوڑے لوگ اریوس کی تعلیم کے قایل اور معتقد ہوگئے اور اُن لوگوں کے قول کو جنہوں نے اریوس کی تعلیم کو تسلیم نکیا تسلیم نکیا یعنی معتبر نہ سمجھا) مگر اریوس کے مرنے کے بعد تک اُس تعلیم کے مباحثے کا آخر نہیں ہوا۔ چنانچہ شاہنشاہ کانستن تیوس نے اریوس کی تعلیم کو پسند کیا اور جو بڑی مجلسیں ۳۵۴ء و ۳۵۵ء میں آرلس اور میلن شہروں میں جمع ہوئیں اُن میں سے اکثر لوگ اُس تعلیم کو قبول کرتے تھے اس دینی مباحثہ کے سبب بہت لوگ ستائے گئے بلکہ جان سے مارے گئے

اور بڑی خون ریزی کی لڑائیاں ہوئیں اریوس کی تعلیم اُس کے پیچھے یا جوجی۔ ستھوایوی۔ برگنڈی لنگو بردی۔ وندلی لوگوں کے درمیان جاری ہوئی اتنہے۔

لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۲۸ باب ۶ فصل ۱ میں لکھا ہے کہ تابعین اریوس وپلاجیا کے شقاق کے باعث کلیسیائے مسیحی مرور دہور تک پراگندہ رہی۔ اریوس جو کہ اسکندریہ کے قسیسوں سے تھا اُس نے تثلیث کے دوسرے اقنوم کو ایک موجود جُدا اور کمتر سمجھا اور مسیح کو یوں قرار دیا کہ وہ افضل المخلوقات ہے کہ جس کے وسیلہ خالق نے ساری کائنات بنائی۔ شورائے نیس نے جس کو قسطنطین نے ۳۲۵ء میں مجتمع کیا تھا اس اعتقاد کو مردود کیا پر اریوس اپنے عقیدہ کا معتقد رہا۔ یہ اعتقاد کئی قرنوں تک بڑا ہی مروج رہا اور اس میں سے کئی فرقے چنانچہ یونومیان اور سیمی اریوس اور یوسیبیان وغیرہ متفرع ہوئے انتہے۔

اس کونسل نائیس کا مفصل حال سیل صاحب نے اس طرح پر لکھا ہے کہ ۳۲۵ء میں کونسل نائیس منعقد ہوئی اور اُس میں مسیح کی الوہیت جس کی مدت سے گفتگو در پیش تھی تصفیہ ہوئی اس کونسل کے انعقاد کی وجہ یہ تھی جب اریوس نے جو مسیح کی الوہیت کا منکر تھا اپنے مسئلہ کو دونوں یوسی بیوسیوں اور اور علما وغیرہ کی مدد سے خوب پھیلانا شروع کیا۔ اور اتھانیشیس اُس کا مقابل ہوا تب قسطنطین نے اس نزاع کو دیکھکر اس کونسل کے انعقاد کا حکم دیا سو اس کونسل میں تیرہ۱۳ بشپ لوگوں اور بہتیرے پادریوں نے تثلیث سے انکار کیا اور بعض لوگ تثلیث کے تو قایل ہوئے مگر حضرت مریم کو بجائے روح القدس کے داخل کرتے تھے۔ اسی سبب سے اُن لوگوں کا نام میریامائٹ رکھا گیا تھا لیکن جب بادشاہ نے علانیہ حکم دیا کہ جو شخص تثلیث سے انکار کرے گا اُس کا مال ضبط ہو کر جلا وطن کیا جائے گا۔ تب اکثروں نے بادشاہ کے خوف سے تثلیث کے عقیدہ پر دستخط کر دیے سو اس وقت سے تثلیث قایم ہوئی اور اتھانیشیس کا عقیدہ مشہور ہونے لگا۔

اور عرب میں ایک فرقہ تھا جس کو کلائیریڈینس کہتے تھے وہ بھی حضرت مریم کو تثلیث میں

داخل کرتے اور اُن کے لئے ایک قسم کی روٹی تیار کرتے تھے (دیکھو سیل صاحب کے مقدمہ ترجمہ قرآن) اور ترجمہ مذکور آیت ۱۷۱ سورہ نساء کے ذیل میں لکھا ہے کہ مورخین مشرق نے ذکر کیا کہ ایک فرقہ تھا کہ تثلیث اُن کے نزدیک یہی تھی یعنے خدا و عیسےٰ و مریم اور مدت سے وہ فرقہ معدوم ہوگیا انتہےٰ۔

اور عہدو پیمان حلفی جوکہ بہادروں کی طرف سے ہوا کرتا تھا وے اکثر اُس میں کنواری مریم کو خالق و خواتین کے درمیان جوکہ جمیع عزائم امور عظام کی اصل بانی تھیں گواہ پکڑتے انتہےٰ از لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۹۷۔

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۰ میں لکھتے ہیں کہ مسیح کے عروج کے بعد آپ کے مقولوں کے دو مختلف ترجمے ہوئے اور انہیں انجیل کا نام دیا گیا پہلے انجیل حواریوں کے اعتماد پر جاری ہوئی اور دوسرے قسطنطین اعظم کے اس بادشاہ نے صرف اپنے ملک کو استحکام دینے کے لئے مذہب عیسائی اختیار کیا تھا اور یہ ایسا ظالم تھا کہ اُسے لوگ نیرو ثانی کہتے تھے۔ اس کے یہاں ایک مشہور انجمن تھی جس کو نیس کہتے تھے۔ اس مجلس نے پہلے پہل ۳۲۴ء میں حضرت مسیح کی خدائی کا مسئلہ نکالا سینٹ ہلیری جو چوتھی صدی میں پوائیٹرز ضلع کا بشپ تھا اور اگلے زمانہ کے پادریوں میں تھا وہ اُن مذہبی تکراروں اور مناقشوں کو بہت ناپسند کرتا تھا جس کے سبب ہزارہا عیسائی مارے گئے اور اُن لوگوں سے ظلم ہوا جنہیں آپس میں بھائی بنکر رہنا چاہیے تھا اُس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ بڑے افسوس اور خوف کی بات ہے کہ جس قدر ہم لوگوں میں رائیں ہیں اُسی قدر مسئلے ہیں اور جیسا جس کسی کا میلان ہے ویسا ہی اُس کا قدرہے اور جتنی ہم میں خطائیں ہیں اُتنی ہی ہماری کفر گوئی اور بے ادبی ہے کیونکہ ہم لوگ مسئلے اپنے دل کی خواہش کے موافق بنا لیتے ہیں اور پھر اُن مسئلوں کو اُسی طرح بناوٹ سے بیان کر دیتے ہیں ہر سال نہیں بلکہ ہر مہینہ ہم نے مذہب پوشیدہ گنہوں کے بیان کرنے کے لئے نکال لیتے ہیں انتہےٰ۔

فلٹن صاحب کی رائے ہے کہ قسطنطین کے زمانہ سے بہت پہلے بھی اکثر عیسائی

لوگ خراب ہو گئے تھے اور اصول مذہب میں فتور آگیا تھا۔ مگر بعد ازاں جب اُس نے معلمان مذہب کی بہت قدر کی اور اُنہیں اعلےٰ اعلےٰ مرتبے دیئے تو یہ لوگ دولت کے خواہش مند اور اختیارات ملکی کے شایق ہو گئے اور اُنہوں نے مذہب عیسائی کو خراب کر دیا انتہےٰ۔ از کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب صفحہ ۸۹۔

یونی ٹیرین فرقہ کے لوگ تثلیث سے انکار کرتے اور صرف خدا کی طرف الوہیت کو منسوب کرتے ہیں۔ ساسینین فرقہ والے مسیح کو صرف انسان اور الہام یافتہ کہتے تھے۔ سرنتھس جو کہ سنہ ۱۰۰ء کے قریب تھا اُس نے اپنی تصنیف میں یہ باتیں لکھیں کہ مسیح کے ظاہر ہونے سے پیشتر وہ بزرگ خدا جو سب سے بڑا ہے بالکل نامعلوم تھا اور بڑی بڑی روحوں کے ساتھ بلند ترین آسمان پر جس کا نام پلیروما رہا ہے اُس بزرگ خدا نے پہلے پہل بیٹا پیدا کیا اور اس سے کلمہ پیدا ہوا جو اُس پہلوٹھے بیٹے سے درجہ میں کم ٹھہرا پھر رافضی مذکور کا یہ خیال بھی تھا کہ مسیح اگرچہ اکثر روحوں سے نہایت برتر ٹھہرتا مگر ایک کمتر درجہ کی روح ہے چنانچہ دو اور روحیں بھی ہیں جو بزرگی میں مسیح سے ممتاز ہیں اُن میں سے ایک کا نام ضوی یعنے زندگی ہے اور دوسرے کا نام فوس یعنے روشنی ہے اور ان روحوں سے پھر چھوٹی چھوٹی روحیں نکلیں اور ایک خاص روح نے جس کا نام ڈمیرگس تھا اِس دیدنی جہان کو اُس مادے سے جو ہمیشہ تک باقی رہنے کے قابل ہے بنایا یہ ڈمیرگس اُس بزرگ خدا سے جو بلند ترین آسمان پر ہے جس کا نام پلیروما (یعنے صمدو کامل ہے) ہے ناواقف تھا۔ اور اُن روحوں سے جو بالکل نادیدنی ہیں نہایت چھوٹا تھا۔ اور یہی اسرائیلیوں کا خاص خدا اور حامی تھا جس نے موسےٰ کو اسرائیلیوں کے پاس بھیجا اور اُن کو شریعت دی کہ ہمیشہ اُس پر عمل کیا کریں وہ کہتا تھا کہ عیسےٰ فقط ایک انسان ٹھہرا جو پاکیزگی اور انصاف میں نہایت ممتاز تھا اور وہ یوسف اور مریم کا حقیقی بیٹا تھا اور جب عیسےٰ بپتسما پا چکا تو مسیح اُس پر کبوتر کی صورت میں اُترا اور نامعلوم خدا کو اُس پر ظاہر کر دیا اور اُسے معجزے دکھانے کی قدرت بخشی پھر کہتا ہے کہ روشنی کی روح یوحنا بپتسما دینے والے میں بھی اُسی طرح داخل ہوئی اور اسی واسطے بعضی بعضی باتوں میں یوحنا مسیح سے بڑھکر تھا اور جب

عیسےٰ اُس مسیح کے ساتھ ملگیا تو اُس نے یہودیوں کے خدا یعنے ڈیمیرگس کے ساتھ مقابلہ کیا اور اُس ہی خدا کی ترغیب سے یہودیوں کے سرداروں نے عیسےٰ کو پکڑ کر صلیب پر کھینچا اور جب عیسےٰ کو گرفتار کر کے صلیب پر کھینچنے کو لئے جاتے تھے تو مسیح آسمان پر صعود کر گیا فقط عیسےٰ ذلت اور دردناک دُکھ کے ساتھ مارا گیا الخ اور ایسا ہی کچھ نکلائیوں کا عقیدہ تھا تمت کلامہ فقط از مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور مطبع ارفن سکول پادری میتھر صاحب مطبوعہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۵۳۔

مذہب برہم سماج کے علماء نے اِس کی بابت اپنے اخبار مذہبی ہادی حقیقت میں یوں درج کیا ہے۔

صاحب مہتمم نورافشاں (یعنے لدھیانہ کے پادری صاحب مہتمم اخبار نورافشاں) اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا کے تین پرسنس یعنے وجود ہیں اب ہمارے ناظرین منصفی کر لیں کہ تین شخص کبھی ایک ہو سکتے ہیں ایک سے زیادہ خدا وہ لوگ اور نورافشاں کے فرقہ کے عیسائی لوگ بھی مانتے ہیں اِن کے سوا باقی لوگ اور کئی قسم کے عیسائی بھی خدا کو واحد جانتے ہیں اور اسی بیبل سے وہ اپنا یہ اصول نکالتے ہیں مگر چونکہ بیبل ایک قسم کی نہیں ہے اور اصلی بیبل کا کوئی پتہ نہیں اس لئے یورپ و امریکہ کے عالموں کی یہ رائے ہے کہ کسی انجیل پر بھروسہ کلی نہیں کیا جاتا ہم آئندہ کو مختصر حال بیبلان جعلی کا دیا کریں گے۔ اب ہم صاحب نورافشاں کے لفظوں سے شروع ہوتے ہیں کہ ،، عیسےٰ خدا کی برابر بلکہ خدا ہے ،، یہاں عیسیٰ تو اسم معرفہ ہے مگر نہیں معلوم کہ لفظ خدا کس معنے میں لیا ہے۔ اگر خدا کو بطور اسم نکرہ استعمال کیا ہے (یوحنا ۱۰ باب ۳۴ میں ہے کہ میں نے کہا تم سب خدا ہو) تو کتنے ہی خدا ہوئے۔ اور اس جنس خدا سے اگر کہتے ہو کہ ایک عیسےٰ بھی ہے تو مہربانی فرما کر بتلادیں کہ کن صفتوں کو لیکر یہ جنس مانی ہے پھر ہم دیکھیں گے کہ یہ صفات عیسےٰ میں ہیں یا نہیں اگر ہوں گی تو البتہ اس نام سے پکارے جاتے میں کچھ نقص نہیں مگر اس حالت میں اس کلام کے یوں معنے ہوں گے۔ مولا بخش آدمی کی برابر بلکہ آدمی ہے اس کلام کے کچھ معنے ہی

نہیں اور اگر لفظ خدا معرفہ ہوا (یوحنا ۱۰ باب ۳۰ میں ہے میں اور میرا باپ ایک ہیں) تو عیسےٰ اور خدا ان لفظوں سے ایک ہی مراد ہوئے اور پھر یہ کلام یوں ٹھہرا کہ مولا بخش مولا بخش کی برابر بلکہ مولا بخش ہے اس کے معنے بھی ہم نہیں سمجھتے خیر نور افشاں کا دعوے جب وہ اچھی طرح کھول کر اور کسی مروجہ زبان کے محاورہ کے مطابق بیان کریں گے تب ہم پھر لکھیں گے جو دانایان زمانہ ہیں اُن کے خیال سے تو مسئلہ تثلیث اُڑ گیا ہے نہ کوئی سمجھدار عیسائی اور نہ ہندو اور نہ مسلمان نہ یہودی اس بات کو مانتا ہے مگر ہم اپنے اسکولوں کے طالبعلموں سے پوچھتے ہیں کہ پیارو تم نے زبدۃ الحساب میں کوئی ایسا قاعدہ دیکھا یا پانڈے سے پڑھا کہ ایک تینیاں ایک ہووے اور اے طالبعلمان کالج آپ نے بھی کوئی جبر مقابلہ میں ایسا قاعدہ پڑھا ہے کہ جس سے مساوات ذیل حل ہوسکے۔ ۱+۱+۱=۱

پھر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بات صرف بیبل پر منحصر ہے۔

جواب اوّل تو یہ ہے کہ کوئی بات صرف ایک گواہ کے تصدیق کرنے سے سچی نہیں ہوتی جبکہ ایک گروہ کثیر اُس کے برعکس پختہ گواہی دیویں اور اگر ایسا ہوتا تو ہماری عدالتوں میں سارے مقدمے سچ سچ ہی ہوتے۔

دوم یہ کہ جس بیبل کو آپ گواہ بناتے ہیں وہ اصل گواہ اس وقت موجود نہیں ہے۔

سوم اگر بالفرض اصلی گواہ یعنے اصلی بیبل موجود بھی ہوتی تو صاحب مہتمم نور افشاں کے پاس کوئی ایسی سند نہیں ہے کہ جس سے بیبل کے جو معنے وہ ٹھہراتے ہیں وہی اصلی معنے ہوں۔

چہارم ہم یہ بھی نہیں مانتے کہ عیسےٰ نے اپنے کو دونوں جہان کا خالق اور مالک کہا ہو۔ صاحب اخبار نور افشاں یوحنا کی انجیل کا حوالہ دیتے ہیں۔

واضح ہو کہ ولایت (انگلستان) میں دریافت سے ٹھیک معلوم نہیں ہوا ہے کہ اس انجیل کا لکھنے والا کون تھا۔ اور کس زمانہ میں اور کس مقام پر یہ لکھی گئی تھی اہل یورپ کا یہ خیال ہے کہ جب بعض عیسائی عیسےٰ کو حد سے زیادہ بلکہ برابر خدا کی عزت کرنے لگے اور کچھ ان میں سے اس بات کو کفر کہنے لگے تو کسی شخص نے یہ کتاب اپنے فرقہ کے اصولوں کو ثابت کرنے کے لئے بنائی اور سب انجیلوں سے یوحنا کی انجیل ولایت میں زیادہ تر شکی وغیرہ

معتبر گنی جاتی ہے لوگ خیال کرتے ہیں کہ کسی عیسائی نے جس کی بابت کچھ معلوم نہیں یہ کتاب بنائی جس میں کچھ کچھ اور انجیلوں سے نکال کچھ ایزاد و ایجاد کرکے بھر دیا۔ (ازہادی حقیقت جلد ا نمبر ۴ مطبوعہ لاہور ۱۵ مئی ۱۸۷۳ء صفحہ ۳ و ۴)

سکرمنٹ ہم

اور مسیح کی آخری باتوں اور کاموں سے جیسے کہ پکڑوائے جانے کی رات بہت اضطراب کے ساتھ دعا مانگنا اور ایلی ایلی لما سبقتنی پکارنا جس کے معنے یہ کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا نہایت تعجب ہوتا ہے کہ اگر وہ خدا تھا تو دعا کس سے مانگا گیا۔ اور جبکہ مسیح میں الوہیت اسی طرح موجود تھی جیسے کہ انسانیت تو خدا نے کب مسیح کو چھوڑ دیا کیونکہ الوہیت تو موجود تھی۔ اور اگر خدا نے چھوڑ دیا تو حضرت عیسےٰ نہ صرف الوہیت سے بلکہ قرب الٰہی سے بھی جدا ہوئے لیکن استغفراللہ یہ سب باتیں حضرت عیسیٰ کے حال کے برخلاف ہیں۔

پھر علماء عیسائی کا روح القدس کی بابت یہ عقیدہ ہے جیسا کہ عقائد نامہ میں لکھا ہے کہ وہ ایک قوت ہے جو کہ باپ اور بیٹے سے نکلتی ہے اور در اصل جیسا کہ باپ ویسا ہی بیٹا ویسی ہی روح القدس یہ تینوں مرتبے میں برابر ہیں۔

اور اس کا مفصل حال کہ کیونکر اور کس سبب سے نکلتی ہے کوئی بیان نہیں کر سکتا دیکھو میزان الحق چھاپہ آگرہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۱۰۹

فانڈر صاحب نے مفتاح الاسرار میں بہت سی مثالیں موجودات میں تثلیث پائی جانے کی لکھی ہیں لیکن وحدہ لاشریک کا عرفان دنیا کی خس و خاشاک سے حاصل ہونا محال ہے کہ خداوند کہتا ہے کہ میرے تصور تمہارے تصور نہیں اور نہ تمہاری راہیں میری راہیں ہیں کہ جسقدر آسمان زمین سے بلند ہے اسی قدر میری راہیں تمہاری راہوں سے اور میرے تصور تمہارے تصوروں سے بلند ہیں یسعیاہ ۵۵ باب ۸ و ۹۔

اسی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ گویا خدا کی ذات تین حقیقی نسبتوں سے مرکب ہے

اور یہ عقیدہ الہامی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ وحدہ لاشریک بذات خود قایم ہے اور ترکیب اور تجنیس کا محتاج نہیں ہے۔

چونکہ ترکیب کے لئے تفریق ضرور ہے یعنی جب تک تفریق نہ تھی ترکیب کیونکر ہوئی اور آخر کو بقول حکماء سلف مرکب کے لئے فنا بھی لازم ہے یعنے جب پھر تفریق اُس میں عاید ہوئی ترکیب فنا ہو جائے گی اور خدائے واحد یہوواہ ازل سے ابد تک جیسا تھا ویسا ہی ہے اور ہمیشہ تک بنا رہے گا۔

اعجاز قرآن مطبوعہ ۱۸۷۰ء مصنفہ فاضل ریاضی دان بابو رام چندر عیسائی کے صفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ بعض یہود و نصارے بد اعتقاد ہو گئے تھے اور عقلی فیصلہ انہوں نے یہ کیا تھا کہ فقط ایک خدا کی بندگی کرنی چاہیے جیسے کہ ابراہیم کا مذہب تھا نہتے۔

علماء عیسائی توریت میں سے بھی بعضی باتوں کو تثلیث کی دلیل قرار دیتے ہیں چنانچہ پیدایش ۱ باب ۲۶ میں ہے تب خدا نے کہا کہ ہم آدم کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں اس کا ترجمہ کا طرز ایسا ہے جیسے کہ کئی شخص ہوں وہ سب ملکر ایک کام کرنا چاہیں اور آپس میں کہیں کہ ہمکو یہ کام کرنے دو اس طرز کلام کو اردو محاورہ کے بموجب اس طرح پر کہنا چاہیے اور خدا نے کہا آؤ ہم بناویں آدمی کو جب انگریزی مترجموں نے اس طرح پر اس کا ترجمہ کیا جس سے انسان کے پیدا کرنے پر خدا کا مشورہ کرنا اور ملکر کام کرنا نکلتا تھا تب علماء عیسائی نے کہا کہ اس طرز کلام سے الہیت میں جمعیت وجودوں کی پائی جاتی ہے۔

ای پی فینیس صاحب نے کہا کہ خدا نے یہ کلام صرف اپنے پیدا کئے ہوئے بیٹے سے کیا ہے جیسے کہ تمام ایماندار یعنے عیسائی یقین کرتے ہیں اور پھر یہ بات کہی کہ آدم باپ اور بیٹے اور روح القدس کے ہاتھ سے بنا۔

مگر جب غور کیا جائے تو یہ ترجمہ جو انگریزی مترجموں نے اختیار کیا ہے وہ کسی طرح عبری لفظوں سے نہیں نکلتا۔ اس مقام پر عبری کے صرف چار لفظ ہیں ایک (ویومر) جس کا ترجمہ ہے اور کہا اور اگر بطور حاصل مطلب ترجمہ کیا جاوے تو اس کا ترجمہ یہ ہے (اور کہا) دوسرا لفظ ہے (الوہیم) جس کے معنے خدا کے ہیں۔

تیسرا لفظ ہے (نعسہ) جس کے معنے ہیں بناویں ہم۔ چوتھا لفظ آدم کا ہے پس تحت لفظی ترجمہ اس کا یہ ہوا کہ (اور حکم کیا خدا نے بناویں ہم آدم کو) تمام کتاب پیدایش میں جہاں پہلا لفظ آیا ہے اُس سے یہ مراد لی گئی ہے کہ خدا نے چاہا اس تقدیر پر ترجمہ ان الفاظ کا یہ ہوتا ہے کہ (اور چاہا خدا نے بناویں ہم آدم کو) پس ان عبری لفظوں سے کسی طرح یہ بات نہیں نکلتی کہ آدم کے بنانے پر خدا نے کسی سے مشورہ کیا ہو یا خدا کے ساتھ کسی نے ملکر آدم کو بنایا ہو خصوصاً اُس صورت میں کہ اُس نے بارہا اُس کام کو اپنے ہی اوپر موقوف رکھا ہے یہ کہتے ہوئے کہ میں نہ دوں گا عزت اس کام کی کسی کو یسعیاہ ۴۲ باب ۸ و ۴۸ باب ۱۱۔

باقی رہا لفظ نعسہ کا جو صیغہ جمع متکلم کا ہے اس کا استعمال ہر بڑا شخص اپنے لئے کرتا ہے خدا تعالیٰ نے انسان کی عزت اور اُس کی قدر اور اُس کا مرتبہ جتانے کو بہت سے مضامین یہاں فرمائے ہیں جیسے اُس کو اپنی صورت پر بنانا اور تمام حیوانات پر اُس کو سرداری دینا اسی طرح اپنے آپ کو بھی ایسے لفظ سے بتایا ہے جس لفظ کا استعمال اس زمانہ کے محاورہ کے موافق جب کہ حضرت موسےٰ کو وحی دی گئی ایک بڑے ذی اقتدار اور عظیم الشان بادشاہ کو زیبا تھا تاکہ اپنے تئیں انسان کا ایسا عظیم الشان پیدا کنندہ ظاہر کرکے زیادہ تر انسان کی عظمت اور شرافت اور دیگر مخلوقات پر ثابت کرے۔

اسی طرح کا استعمال بہت دفعہ انسان بھی اپنے اوپر کیا کرتے ہیں مگر کبھی کسی کو ایسے متکلم کے وجودوں کی جمعیت کا خیال بھی نہیں گزرتا چہ جائیکہ اُس واحد حقیقی کے اس طرح پر کلام کرنے سے اُس پر وجودوں کی جمعیت کا گمان گزرے جس نے بارہا بتایا کہ میں اکیلا اور نرالا ہوں میرا شریک دوسرا کوئی نہیں۔ خداوند خدا اسرائیل کا خدا مبارک ہے جو اکیلا ہے عجائب کام کرتا ہے (۷۲ زبور ۱۸)

دوسری پیدایش ۳ باب ۲۲ میں ہے اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ آدم نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہ ہو کہ اپنا ہاتھ بڑھا کر اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لیکر کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے۔

اس آیت میں جو عبری یہ لفظ ہے (کاحد ممنو) اس پر علما مسیحی نے بہت بحث کی ہے

وہ کہتے ہیں کہ ممنو جمع متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے اور اس لئے وہ اس آیت کا ترجمہ اس طرح پر کرتے ہیں اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ آدم نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا الخ اور جبکہ انہوں نے اس آیت کا اس طرح پر ترجمہ کیا تو اب وہ اس آیت سے علانیہ الوہیت میں وجودوں کی تثلیث ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلاشبہ کوئی ایسا طرز کلام نہیں ہے کہ جس میں کوئی تنہا شخص یہ کہہ سکے (کہ ہم میں سے ایک) یہ ایسا طرز کلام ہے جس کے کچھ معنے نہیں ہو سکتے جبتک کہ اُس میں ایک شخص سے زیادہ شامل نہوں۔

لیکن ممنو صیغہ جمع متکلم مع الغیر کا نہیں ہے بلکہ غائب کا صیغہ ہے اور اُس کے معنے ہیں (اُس میں سے. اصل میں یہ لفظ من نہو تھا اور یہ دو لفظ تھے ایک من دوسرا ہو ان دو لفظوں کے بیچ میں ایک اور نون دونون کے ملانے کو آیا ہے جیسے کہ عربی زبان میں اسی عبری کے قاعدہ کے مطابق نون وقایہ کا آتا ہے بعد اُس کے (ہی) نون سے بدلی گئی اور (منن) ہو گیا اور تین نون ایک کلمہ میں جمع ہو گئے اس لئے پہلا نون میم سے بدلا گیا اور دوسرا نون تیسرے نون میں ادغام ہو گیا اور عبری زبان کے قاعدہ کے مطابق اُس پر داغش یعنے تشدید دی گئی جو علامت ہے حذف یا ادغام کی اور اس طرح پر یہ لفظ ممنو ہو گیا۔

اب ہم کو اس بات کی سند بیان کرنی چاہیے کہ کس وجہ سے ہم اِس لفظ کو غائب کا صیغہ کہتے ہیں۔ اُس کے لئے سند یہ ہے کہ تمام اربع عشر یم میں ممنو کا لفظ جس میں داغش ہو جمع متکلم مع الغیر کے معنوں میں نہیں آیا بلکہ غائب کے معنوں میں آیا ہے۔ چنانچہ غالباً تمام مقامات کتاب ہائے اقدس کو جنمیں لفظ ممنو کا مع داغش آیا ہے دیکھنا چاہیے کہ اُن میں سے صرف توریت میں استثنا تک (کُنتُتھ) جگہہ یہ لفظ آیا ہے۔ اور انبیاء کے صحیفوں میں جہاں جہاں یہ لفظ ہے اُن کا شمار علحدہ ہے غرض تمام عہد عتیق میں جن جگہوں میں یہ لفظ آیا ہے اُن میں تمام مقامات ایسے ہیں جن میں کوئی شخص انکار نہیں کرتا کہ یہ لفظ غائب کا صیغہ نہیں ہے صرف تین مقام ایسے ہیں جن میں تکرار ہو سکتی ہے مگر بہت سی دلیلیں ایسی ہیں جن سے ثابت ہو سکتا ہے کہ اُن مقاموں میں بھی وہ لفظ غائب کا صیغہ ہے غور کرنے کا مقام ہے کہ ابھی اس مقام سے پیشتر ہی لفظ ممنو

جگہہ آیا ہے اور سب نے بلا اختلاف اُس کے معنے غائب کے لئے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس مقام میں اُس کے وہ معنے چھوڑ کر دوسرے معنے جمع متکلم مع الغیر کے جو کسی مقام پر نہیں لئے گئے لئے جاویں پس کچھ شبہ نہیں کہ یہ لفظ غائب کا صیغہ ہے اور اُس کے معنے (اُس میں سے) کئے ہیں

ایک دوسرا عبری لفظ اَحد کا جو اسی آیت میں ہے اُس کا بھی ذکر کرنا مناسب ہے اُس کا ترجمہ علماء عیسائی نے ایک کیا ہے حالانکہ اُس کا ترجمہ یکتا ہونا چاہیے جس کو عربی میں وحید کہتے ہیں۔ چنانچہ انقلس نے جو ایک بہت بڑا عالم یہودی زبان کا ہے اُس کا ترجمہ یحیدی کیا ہے جو بمعنے وحید کے ہے علاوہ اس کے کتب مقدسہ کے چند مقاموں میں اس لفظ کے یہی معنے آئے ہیں جن میں سے دو مقام یہ ہیں ایوب ۲۳ باب ۱۳ غزل الغزلات ۷ باب ۹۔ پس اس تمام گفتگو کے بعد اس آیت کا صحیح ترجمہ جو بالکل عبری لفظوں کے مطابق ہے اس طرح پر پڑھنا چاہیے (اور کہا خدائے معبود نے اب آدم ہو گیا یکتا اُن میں سے (یعنے حیوانوں میں سے) بسبب جاننے بھلائی اور برائی کے۔

اب غور کرو کہ ان الفاظ سے جو اس آیت میں ہیں کسی طرح الہیت میں وجودوں کی جمعیت پائی نہیں جاتی۔ تفسیر رشی میں ربی شمعون یہودی عالم نے اس مقام کی تفسیر یوں لکھی ہے کہ خدا نے کہا دیکھو وہ یکتا ہے نیچے والوں میں جیسا کہ میں یکتا ہوں اوپر والوں میں اور کیا ہے اُس کی یکتائی جاننا نیک اور بد کا۔

تیسرے لفظ الوہیم (پیدایش ۱ باب ۱) یہ خدا کا اسم ذات نہیں بلکہ اسماء صفات میں سے ہے علماء عیسائی اس لفظ سے تثلیث ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ (برا) فعل واحد ہے اور الوہیم اس کا فاعل صیغہ جمع کا ہے اس طرز کلام سے پایا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کو خدا کے وجودوں کی تثلیث ظاہر کرنے کا ارادہ تھا چنانچہ یہ جمع کا اسم وجودوں کی جمعیت ظاہر کرتا ہے اور فعل واحد کا اُس کے ساتھ لگانے سے خدا کی یکتائی ظاہر ہوتی ہے یعنے تثلیث میں توحید۔

اس خیال کو تمام اگلے اور حال کے یہودی جو عبری زبان کے محاورے سے بخوبی واقف

ہیں صحیح نہیں جانتے کیونکہ اس مقام سے نہ تثلیث پائی جاتی ہے اور نہ جمعیت وجودوں کی ثابت ہوتی ہے۔ الوہیم کے لفظ کا مادہ الہ ہے بمعنے عبادت مگر یہ لفظ عبری زبان میں مستعمل نہیں ہے۔ الوہ کا لفظ جو اس سے مشتق ہوا ہے وہ مستعمل ہے اور معبود برحق اور معبود باطل دونوں معنوں میں اس کا استعمال آیا ہے۔ الوہیم اسی لفظ سے بنا ہے اس کے معنے معبودان کے ہیں اور اس کا بھی استعمال معبود برحق اور معبودان باطل دونوں پر آتا ہے چنانچہ الوہ بمعنے معبود باطل دانیال ۱۱ باب ۳۸ و ۳۹ ۲ تواریخ ۳۲ باب ۱۵- حبقوق ۱ باب ۱۱- ایوب ۱۲ باب ۶- اور بمعنے معبود برحق یسعیاہ ۴۴ باب ۸-

علاوہ اس کے یہ لفظ یعنے الوہیم بادشاہوں اور قاضیوں اور سرداروں اور فرشتوں کے معنے میں بھی آیا ہے جمعیت کے معنے اس لفظ میں لازمی نہیں ہیں چنانچہ خروج ۴ باب ۱۶ اور ۷ باب ۱ میں خدا نے حضرت موسےٰ کو کہا کہ میں نے تجھے فرعون کے لئے الوہیم بنایا اور یہ بھی کہا کہ تو ہارون کے لئے الوہیم ہوگا جن آیتوں سے بخوبی ظاہر ہے کہ یہ لفظ ایک حضرت موسےٰ پر بولا گیا جن میں کسی طرح نہ تثلیث کے نہ جمعیت کے معنی ہیں۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ عبری زبان کے محاورے میں اس لفظ کا استعمال واحد اور جمع پر کیونکر آتا ہے سو ہم کتب مقدسہ پر غور کرنے سے پاتے ہیں کہ اکثر اس لفظ کا استعمال جمعیت کے معنے میں معبودان باطل پر ہوا ہے اور بادشاہوں یا سرداروں یا قاضیوں یا فرشتوں پر اکثر بمعنے جمعیت اور کبھی بمعنے وحدت اور معبود برحق پر ہمیشہ بمعنے واحد حقیقی استعمال ہوا ہے پس بموجب اس استعمال کے ثابت ہوا کہ اس مقام پر جو الوہیم کا لفظ معبود برحق کے معنوں میں آیا ہے صرف وحدت حقیقی اس سے مراد ہے اور کسی طرح معنے جمعیت کے اس میں نہیں ہیں۔ پس جمعیت وجودوں کی اس لفظ سے ثابت نہیں ہوتی

پھر یہ کہ اگر ذات واحد حقیقی کا عرفان تثلیث کے ساتھ لازم ہوتا تو اللہ رب العالمین اس بات کو بھی صاف صاف ظاہر کر دیتا جس طرح اپنی وحدانیت کو اس نے بار بار جتا دیا تاکہ حضرت موسےٰ یہی تعلیم یہودیوں کو دیتے۔ مگر کبھی حضرت موسےٰ نے ہم کو اس عقیدہ تثلیث

سے اطلاع تک نہ تھی اور اس سے وہ سب باتیں جو لکھی ہیں کہ ابراہیم نے میرے دن دیکھے وغیرہ (یوحنا ۸ باب ۵۶) بالکل بناوٹ معلوم ہو گئیں کیونکہ حضرت ابراہیم کو تثلیث کے نام تک سے خبر نہ تھی اور نہ صرف حضرت ابراہیم بلکہ وہ تمام انبیا بنی اسرائیل جن کا شمار ہزاروں سے زیادہ تھا ان میں سے کوئی بھی تثلیث سے واقف نہ تھا کیا خدا نے اُن کو کامل عرفان نہ بخشا تھا تو ان میں سے جن کا کلام توریت میں شامل ہے وہ الہامی کیوں سمجھا جاتا ہے پھر یہ کہ یہوداہ جو خدا کا اسم ذات ہے اس میں تثلیث کا ذکر تک نہیں ہے۔ اگر ذات الٰہی میں تثلیث ہوتی تو ضرور تھا کہ اسم ذات سے اُس کا ثبوت ہوتا حالانکہ وہاں اشارہ تک نہیں ہے۔

پھر یہ کہ خدا نے حضرت موسےٰ کو جو الوہیم کہا اگر اس سے وجودوں کی جمعیت مراد ہوتی تو حضرت موسےٰ کا رتبہ حضرت عیسےٰ سے زیادہ سمجھنا چاہیے کیونکہ حضرت عیسےٰ کو تو صرف بیٹے کا رتبہ حاصل تھا اور حضرت موسےٰ کو باپ اور بیٹے اور روح القدس تینوں کا رتبہ حاصل تھا اور نہ صرف حضرت موسےٰ بلکہ اُن سب قاضیوں اور مفتیوں کو بھی جو الوہیم کہلائے کیونکہ بموجب عقیدہ عیسائی اگرچہ باپ اور بیٹا اور روح القدس تینوں ایک ذات واحد خدا ہے۔ لیکن یہ بھی ثابت ہے کہ باپ بیٹا نہیں ہے (متی ۲۷ باب ۴۶) اور بیٹا روح القدس نہیں ہے۔ (یوحنا ۱۶ باب ۷) اگر ایسا ہوتا تو تثلیث کا شمار کیونکر پورا ہوتا۔ کوئی عیسائی عالم باپ کو بیٹا اور بیٹے کو روح القدس نہیں کہہ سکتا تینوں اقنوموں کے جدا جدا مخصوص نام ہیں اور ایک کا نام دوسرے پر نہیں پکارا جاتا۔ ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ پیدایش ۱ باب ۲ میں ہے کہ روح خدا کے پانی پر جنبش کرتی تھی انتہےٰ۔ یہاں خدا لفظ الوہیم کا ترجمہ ہے یعنے روح الوہیم پس اگر الوہیم کے لفظ میں وجودوں کی جمعیت یعنے تثلیث ثابت ہے تو تثلیث میں بھی تین نام ہیں یعنے باپ اور بیٹا اور روح القدس اور آیت میں ہے کہ روح الوہیم پس باپ اور بیٹا اور روح القدس سے مراد تو الوہیم کو سمجھنا چاہیے اب یہ دوسرا روح القدس کہاں سے آگیا جو فرمایا کہ روح الوہیم کیونکہ روح کا لفظ مضاف ہے الوہیم کی طرف اور مضاف ہمیشہ مضاف الیہ کے سوا ہوتا ہے۔

اب سفو الوہیم یعنے جمع واسطے معبودان باطل کے استثنا ۳۱ باب ۱۷- اور ۳۲ باب ۳۹ قاضیوں کا ۵ باب ۸- اور ۱۰ باب ۱۴- اول سلاطین ۹ باب ۳- اور ۲ سلاطین ۱۹ باب ۱۸- اول تواریخ ۵ باب ۲۵- اور ۲ تواریخ ۲ باب ۹- اور ۲۵ باب ۱۴- اور ۹۷ زبور ۷- اور ۹۶ زبور ۵ اور ۲- اور یرمیاہ ۲۵ باب ۱۱- اور ۱ باب ۱۲- اور ۱۶ باب ۲۰-

الوہیم یعنے بادشاہان و سرداران و قاضیان خروج ۲۲ باب ۲۸- استثنا ۱ باب ۱۷ اور ۸۲ زبور ۱- اور ۱۳۸ زبور ۱- پیدایش ۶ باب ۲ و ۴ خروج ۲۱ باب ۶- اور ۲۲ باب ۹ و ۹-

الوہیم یعنے فرشتگان اول سموئیل ۴ باب ۸- اور ۲۸ باب ۱۳- اور ۲ سموئیل ۷ باب ۲۳ اور ۸۲ زبور ۶- اور ۸ زبور ۵-

الوہیم یعنے خدائے واحد حقیقی پیدایش ۱ باب ۱- اول سلاطین ۱۸ باب ۲۴ و ۳۹-

---

منادی

چونکہ کلیسیا مسیح کی زوجہ اور مسیح کلیسیا کا شوہر ہے ۲ قرنتیون کا ۱۱ باب ۲- افسیوں کا ۵ باب ۲۲ و ۲۳ و ۲۵ تو زوجہ وہی پارسا گنی جاتی ہے جو ایک شوہر کی ہو اور جس نے دو تین شوہر کئے وہ تو فاحشہ کہلائے گی پس یہ حال تثلیث کے معتقدوں کا ہے۔

اسلامی فرقوں میں بھی ایک فرقہ مشہور ہے جسے نصیری کہتے ہیں (آتش) ع
دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا + اس فرقہ کے لوگ حضرت علے کو خدا کہتے ہیں جسطرح نصارے حضرت عیسے کو پس نصارے کو نصیری کے ساتھ ایک راس ہیں ان دونوں یعنے نصارے اور نصیری کا عقیدے کی موافقت میں جوڑا ہے۔

لوقا ۲۴ باب ۳۹ میں ہے کہ مسیح نے حواریوں سے جبکہ وہ پھر زندہ ہونے میں مسیح کے شک کرتے تھے فرمایا میرے ہاتھ اور پاؤں کو دیکھو کہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں جیسا مجھ میں دیکھتے ہو اسنے یعنی کوئی بھوت یا آسیب نہیں ہے صرف میں ہی ہوں فقط اس سے بھی حضرت عیسے کی انسانیت محض معلوم ہوتی ہے۔

کیونکہ خدا روح ہے (یوحنا ۴ باب ۲۴) اور روح میں جسم اور ہڈی نہیں ہوتی یعنے جسم اور خون سے مراد انجیلی محاورہ میں انسانیت محض ہے بلکہ بعض جگہہ جسم اور خون صرف خواہش نفسانی سے مراد ہے متی ۱۶ باب ۱۷-۱ قسیوں کا ۶ باب ۱۲ پھیر یہ کہ اول قرنیتون کے ۱۵ باب ۵۰ میں لکھا ہے کہ جسم اور خون خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہو سکتے انتھے یعنے نہ ایماندار ہو سکتے ہیں اور نہ بہشت میں جانے پائیں گے لیکن یہ ایک لطیفہ ثبوت انسانیت محض مسیح ؑ کے بیان میں ہے ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ مسیح ؑ نے اپنے ہاتھ پاؤں دیکھا کر آپ کو محض جسمانی کہ جس سے مراد صرف گناہ ہے ثابت کیا ہو۔

کلیسیا

عیسائی علما اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ ؑ جو کہ تثلیث میں سے ایک اقنوم ہے اس ایک اقنوم میں بھی تین مرتبے شامل ہیں یعنے نبی اور بادشاہ اور سردار کاہن اور یہ تینوں مرتبے حضرت عیسےٰ ؑ میں ہیں۔ دیکھو تعلیم الایمان چھاپہ لدہیانہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۳۹-۱۷۲- اور دینی اور دنیوی تاریخ صفحہ ۲۶۲ میں بھی نبوت اور سلطنت اور کہانت کا عہدہ رکھنا لکھا ہے اور اسی طرح دینی اور دنیوی تاریخ صفحہ ۶ میں بھی ہے۔

لیکن جس طرح تثلیث میں صرف ذات واحد الہی کے سوا دوسرے اور تیسرے اقنوم کا پتہ نہیں اسی طرح حضرت عیسےٰ ؑ میں سوا ایک مرتبہ نبوت کے دوسرے اور تیسرے مرتبے کا ثبوت نہیں ہے۔ چنانچہ یوحنا ۱۸ باب ۳۶ میں یسوع نے جواب دیا کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہیں ہے اگر میری بادشاہت اس جہان کی ہوتی تو میرے نوکر لڑائی کرتے انتھے یعنے میرے پاس جنگ کرنے کے لائق فوج نہیں اس لئے میں بادشاہ نہیں ہوں اور متی ۸ باب ۲۰ میں مسیح ؑ نے فرمایا کہ میری چڑیوں کے بسیرے اور لومڑیوں کو ماندیں ہیں مگر ابن آدم کو سر رکھنے کی جگہہ نہیں انتھے اور کاہن کے عہدہ پر مقرر نہونا تمام اناجیل اور حالات مسیح ؑ سے ظاہر ہے صرف عیسائی عقیدے میں

یہ ایک خیالی مضمون ہے کہ بادشاہ اس لئے کہ اُس کی بادشاہت روحانی اور ابدی ہے اور سردار کاہن اس لئے کہ مصلوب ہوکر قربان گزرانا۔ دیکھو عبرانیوں کا ۵ باب اور خاص کر اُس کی ۲ اور ۳ آیت اور ۷ باب وغیرہ غرض یہ کہ حضرت عیسےٰؑ کے صرف مرتبہ نبوت کا ثبوت قرار واقعی ہے چنانچہ مسیحؑ نے جب ایک بیوہ کے لڑکے کو زندہ کیا تو سب ڈر گئے اور خدا کی تعریف کرکے بولے کہ بڑا نبی ہم میں اُٹھا لوقا ۷ باب ۱۱ - ۱۶ - اور جب اُن پانچ ہزار آدمیوں نے جن کو مسیحؑ نے پانچ روٹیوں سے کھلایا یہ معجزہ دیکھا تو کہا فی الحقیقت وہ نبی جو جہان میں آنیوالا تھا یہی ہے انتہےٰ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اُس وقت کے لوگ بھی حضرت عیسےٰؑ کے مرتبہ نبوت کے ساتھ ظاہر ہونے کے منتظر تھے نہ الوہیت کے ساتھ یوحنا ۶ باب ۱۴۔ اور اسی طرح اُس اندھے نے جس کی مسیحؑ نے آنکھیں کھولی تھیں پوچھنے والوں کو جواب دیا کہ وہ ایک نبی ہے یوحنا ۹ باب ۱۷۔ اور مسیحؑ نے آپ اپنے کو نبی کہا کہ نہیں ہو سکتا کہ نبی یروسلم کے باہر ہلاک ہو انتہےٰ لوقا ۱۳ باب ۳۳۔

لیکن یہ بات کہ کسی نبی کا مزار یروسلم کے باہر نہیں کچھ ضروری نہیں کیونکہ یوسفؑ مصر میں مدفون ہوئے اور حضرت موسےٰؑ سرزمین مواب میں استثنا ۳۴ باب ۵ اور حضرت آدمؑ جب عدن سے نکلے تو یروسلم میں نہیں گئے تھے اور حضرت نوحؑ اور شیثؑ اور حضرت ایوبؑ یہ سب یروسلم سے باہر تھے اگر کوئی کہے کہ قریب دو سو برس کے بعد حضرت یوسفؑ کی ہڈیاں حضرت موسےٰؑ مصر سے لے آئے تھے دیکھو پیدایش ۵۰ باب ۲۶ اور خروج ۱۳ باب ۱۹۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حضرت عیسےٰؑ کا قول صرف یروسلم میں انبیاء علیہم السلام کی وفات سے علاقہ رکھتا ہے ورنہ حضرت عیسےٰؑ تو بعقیدہ عیسائی صرف تین ہی دن یروسلم میں مدفون رہے اور پھر آسمان پر تشریف لے گئے اور حضرت یوسفؑ تو قریب دو سو برس مصر میں مدفون رہے ۱۲ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۰ اور حضرت حزقیل نبی بابل میں شہید ہوئے تھے اور سام بن نوحؑ کی قبر میں مدفون ہوئے اور حضرت دانیال ہوتے بابل میں وفات پائی اور حضرت یرمیاہؑ مصر میں مقتول و مدفون

ہوئے اور عرصہ دراز کے بعد سکندر نے اسکندریہ میں لیجا کر دفن کیا تھا اور عزرا کاہن کنارہ دجلہ پر مدفون ہیں۔ دیکھو سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ اور پادری والسن صاحب چھاپہ مشن پریس الہ آباد ۱۸۶۵ء صفحہ ۵۶ سوال ۲۱۰ و ۲۱۱ و صفحہ ۵۷ سوال ۲۱۵ و صفحہ ۵۹ سوال ۲۲۵ و صفحہ ۵۴ سوال ۲۰۳ و صفحہ ۳۸ سوال ۱۱۷۔ اور بابل کی اسیری میں بخت نصر برس کے عرصہ تک جتنے انبیا بنی اسرائیل نے وفات پائی سب یروسلم کے باہر مدفون ہوئے اور تواریخ نادر العصر جغرافیہ ملک اودھ چھاپہ لکھنؤ مطبع منشی نولکشور ۱۸۶۳ء صفحہ ۹۴ بیان فیض آباد میں جو کہ لکھنؤ کے کمشنر صاحب کے واسطے تصنیف کی گئی لکھا ہے کہ فیض آباد کے قریب دو بڑی قبریں ہیں طول اُن کا سات سات آٹھ آٹھ گز سے کم نہ ہوگا عوام اُن کو حضرت شیث اور حضرت نوح سے منسوب کرتے ہیں اور حضرت عیسےٰ کے حواریوں میں سے جنکا رتبہ انبیا سلف سے زیادہ سمجھا جاتا ہے ۲ پطرس ۱ باب ۱۹ متی ۱۱ باب ۹۔ ۱۱ اول قرنیتوں کا ۱۲ باب ۲۸۔

اور میزان الحق چھاپہ لدھیانہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۱۹۳ میں لکھا ہے **قولہ** اور سب پیغمبروں کی نسبت حواریوں کی رسالت کا مرتبہ بھی اعلےٰ ہے انتہےٰ۔

اُن میں سے پلوس رسول روم میں شہید ہوئے اور پطرس بھی روم میں صلیب پر کھینچے گئے اور لوقا یونان میں اور متی حبش میں اور مرقس اسکندریہ میں اور یوحنا شہر افسس میں اور یہوداہ فارس میں مجوسیوں کے ہاتھ سے مارا گیا از مفتاح الکتاب صفحہ ۱۴۰۔ ۱۴۵۔

اور حواریون بھی حضرت عیسےٰ کو ہمیشہ نبی جانتے تھے چنانچہ لوقا ۲۴ باب ۱۹ میں مصلوبی کے بعد کا بیان ہے کہ دو شاگردوں نے کہا یسوع ناصری کے ماجرے جو نبی تھا الخ یعنے مصلوبی کے بعد تک بھی حواریوں میں مسیح کے صرف نبی ہونے کا عقیدہ تھا۔

مرقس ۶ باب ۴ میں مسیح نے اپنی بابت فرمایا کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں اور اسی طرح متی ۱۳ باب ۵۷۔ اور لوقا ۴ باب ۲۴۔ اور یوحنا ۴ باب ۴۴ میں بھی ہے

اب چاروں انجیلوں میں جو حضرت عیسےٰؑ کے نبی ہونے کی بابت بیان ہے
تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ نہ خدا کی ذات واحد میں تین اقنوم کا ہونا ثابت ہے اور نہ اس ایک
اقنوم میں جو کہ عیسائی لوگ حضرت عیسےٰؑ کی طرف عقیدہ رکھتے ہیں۔ تین مرتبوں یعنے بادشاہی
و کہانت و نبوت کا جمع ہونا ثابت ہے۔ بلکہ جس طرح خدا کی ذات واحد مطلق ہے اُسی
طرح حضرت عیسےٰؑ میں بھی صرف نبوت کے مرتبہ کا اطلاق ہے یہ وہ راہ ہے جس کی
تین شاخیں پھوٹی ہیں ایک سیدھی راہ اور دو داہنی اور بائیں طرف ہیں اگر سیدھی راہ پر
کوئی چلنا چاہے تو تنگ ہے یہ راہ اور تھوڑی ہیں جو اُس میں داخل ہوتی ہیں کیونکہ یہ
راہ چلنے والوں کو بہشت تک پہنچاتی ہے اور اگر داہنی یا بائیں طرف کی راہ پر کوئی مُڑے تو
کشادہ ہے وہ راہ اور بہت ہیں جو اُس میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ وہ راہ چلنے والوں کو
دوزخ تک پہنچاتی ہے جیسا کہ استثناء کے ۵ باب ۳۲ و ۳۳ میں لکھا ہے تم
بالکل اُسی راہ پر جو خداوند تمہارے خدا نے تمہیں فرمائی (استثناء باب ۴-۹) چلے چلو
اور داہنے یا بائیں کو نہ مُڑو انتہےٰ۔ پس اسلامی عقیدے کے بموجب مسیح کی رسالت اور
خدا کی وحدانیت کا تو عیسائی علماء کو بھی ہر طرح اقرار ہے۔ اب عیسائی عقیدے کے
بموجب تثلیث اور مسیح کی الوہیت کا ثبوت اسی طرح پر کہ اہل اسلام بھی اقرار کریں
عیسائی علماء کے ذمہ ہے اور یہی بات اگر پسند آئے تو حجت تمام ہونے کے لئے
کافی ہے۔

کلیسیا ۸

کہ جس میں دو سکرمنٹ اور ایک منادی ہے

سکرمنٹ ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا
وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (سورہ نساء رکوع ۲۲)

اور نہیں مارا اُس کو اور نہ صلیب دی اُس کو و لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے اُن کے۔

علما عیسائی بالکل اس کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے صلیب پائی اور تین دن قبر میں رہکر پھر جی اُٹھے اور کئی بار حواریوں کو دکھائی دیے۔

۱ لیکن سب انجیلوں کے پچھلے باب پڑھنے سے ثابت ہے کہ سوائے گیارہ حواریوں کے اور کسی نے مسیحؑ کو پھر جی اُٹھا ہوا نہیں دیکھا۔ چنانچہ اعمال ۱۰ باب ۴۰ و ۴۱ میں لکھا ہے کہ اُس کو یعنے مسیحؑ کو خدا نے تیسرے دن اوٹھایا اور ظاہر کر دکھایا ساری قوم پر نہیں بلکہ اُن گواہوں پر کہ آگے سے خدا کے چنے ہوئے تھے یعنے ہم پر انتہے اور اعمال ۱۳ باب ۳۱ سے بھی ظاہر ہے کہ اُنہیں حواریوں کے سوا کسی نے نہیں دیکھا اور اسی طرح مرقس ۱۶ باب ۱۴ میں بھی گیارہ حواریوں کا جنہوں نے یہ ماجرا دیکھا ذکر ہے لیکن اول قرنیتون کے ۱۵ باب ۵ میں پلوس رسول فرماتے ہیں کہ بارہوں کو دکھائی دیا اور ظاہر ہے کہ اُس وقت بارہ حواری کہاں تھے وہ بارہواں تو مسیحؑ کے آسمان پر چڑھ جانے کے بعد مقرر ہوا تھا تب تو چھٹی ڈالنے کی نوبت آئی نہیں تو زبانی مسیحؑ سے پوچھ لیتے اعمال ۱ باب

بعد اس کے اول قرنیتون کے ۱۵ باب ۶ میں پلوس رسول فرماتے ہیں کہ پانچسو بھائیوں سے زیادہ تھے جنہیں وہ ایکبار دکھائی دیا تھا۔ اس پانچسو نے اُن باتوں کو بھی جو اناجیل میں مسیحؑ کے دکھائی دینے کی بابت لکھی ہیں بالکل ثابت کر دیا۔ انجیلوں میں تو گیارہ کے سوا بارہ تک کا ذکر نہیں ہے کہ جنہوں نے مسیحؑ کو دیکھا مگر پلوس نے نہ صرف بیس تیس یا پچاس ساٹھ بلکہ پانچسو سے زیادہ کا ایکبارگی شمار لکھدیا اگرچہ پانچسو تو کیا دو سو شاگرد بھی مسیحؑ کے سب نہ تھے اعمال ۱ باب ۱۵۔ اور چونکہ انجیلوں میں اس کا ذکر نہیں ہے اس لیئے پلوس رسول کو اتنا فقرہ اور بڑھانا پڑا کہ اکثر اُن میں سے ابتک موجود ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اُن دیکھنے والوں سے منکر

پلوس نے یہ بات لکھی مگر متی اور یوحنا اور پطرس وغیرہ دو انجیلوں اور چند نامجات مشمولہ
اناجیل کے مصنف جو کہ مسیح کے مقرب حواری ہیں کیا یہ اُن پانچسو میں نہ تھے جو اپنی
تصنیفوں میں اس کا ذکر کرتے۔ اور اگر یہی اُن میں نہ تھے تو اور کہاں سے آئے جو پانچسو سے
زیادہ جمع ہو گئے اور لوقا اور مرقس جنہوں نے بقول علماء عیسائی انہیں پلوس اور پطرس
کے بتانے سے اپنی اپنی انجیلیں لکھیں اور اعمال کی کتاب اُنہوں نے بھی بارہ تک کا
ذکر نہیں کیا چہ جائے کہ پانچسو سے زیادہ اور خاصکر لوقا نے بقول علماء عیسائی پلوس ہی
سے دریافت کر کے مسیح کا حال لکھا اور تو بھی صرف گیارہ حواریوں کے سوا کسی نے بھی
بارہ تک کا نام نہیں لکھا ہے اور وہی لوقا کتاب اعمال میں پطرس کا قول ۔ ا باب ۳۹ و ۴۱
میں اور پلوس کا قول ۱۳ باب ۱۳ میں لکھتا ہے کہ سوا حواریوں کے جو کہ صرف گیارہ تھے اور
کسی نے مسیح کو جی اُٹھا ہوا نہیں دیکھا اس سے یہ ساری بناوٹیں مصلوبی مسیح اور پھر
جی اُٹھنے وغیرہ کی صفا صفا ظاہر ہیں یعنے جب کہ جی اُٹھنا ثابت نہیں ہے تو مصلوبی پہلے
ہی غلط ہو گئی کیونکہ حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں اس کے سوا جبکہ جی اُٹھا ہوا
دیکھنے والے پانچ پانچسو جھوٹے گواہ ٹہرائے گئے تو مصلوبی جس کے وقوع سے پیشتر ہی
سب شاگرد بھاگ گئے تھے کیونکر صحیح ٹہر سکتی ہے اور یہ جو لکھا ہے کہ یوحنا سے زیادہ مسیح
کے شاگرد ہوئے تھے (یوحنا ۴ باب ۱) تو وہاں کچھ شمار نہیں لکھا ہے اور اس کے سوا بہت
شاگرد برگشتہ بھی ہو گئے تھے حضرت عیسےٰ کے سامنے ہی (یوحنا ۶ باب ۶۶) اور اعمال ا باب ۱۵
میں جو شمار شاگردوں کا لکھا ہے یہ مسیح کے عروج کے بعد کا ذکر ہے اس لئے اُس شمار
سے ہرگز زیادہ نہ تھے۔

پھر یہ کہ تھوما جو مسیح کے اور رسولوں پر ظاہر ہونے کے وقت حاضر نہ تھا اس امر میں اسقدر
کم اعتقاد تھا کہ اُس نے اس مقدمہ میں اور شاگردوں کی گواہی بھی نہ مانی اور کہا کہ جبتک
میں آپ اُسے نہ دیکھوں اور نہ ٹٹولوں تب تک کبھی یقین نہ کرونگا یوحنا ۲۰ باب ۲۴ و ۲۵
پس جبکہ تھوما نے اپنے ساتھی رسولوں کو سچا نہ جانا تو اس زمانہ کے لوگوں کو کب لازم ہے مان
لینا چاہیے جبتک اُسے اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیں۔

ولادت یہودی یوسیفس مورخ سنہ ۹۳ء میں ہوئی اُس کی کتاب میں جناب مسیح ؑ کی نسبت یہ فقرہ مرقوم ہے کہ جناب مسیح ؑ ایک دانشمند آدمی تھے اُن سے معجزات اور خرق عادات ظہور میں آئے وہ مصلوب ہوکر مدفون ہوئے اور پھر مُردوں میں سے زندہ ہوکر آسمان پر تشریف لے گئے انتہیٰ۔ ڈاکٹر ہاسلم نامی عالم و فاضل اپنی کتاب لیٹرس نوودی کلرجی کے صفحہ ۲ خط ۱۶ میں لکھتے ہیں کہ جب مورخ مذکور کی کتاب میں یہ فقرہ زمانہ کے لوگوں کی نظر سے گزرا تو اُن کو اس میں شبہ ہوا کہ یہ مورخ مذکور کا کلام ہے کیونکہ مورخ مذکور یہودی تھا اور یہودی حضرت مسیح ؑ مصلوب کے جانی دشمن ہیں پس کسطرح وہ باوجود یہودی ہونے کے جناب مسیح ؑ کی نسبت ایسی شہادت جو اُس کے مذہب کے خلاف اور سراسر یہودیوں کے باعث شکست ہو لکھ سکتا تھا بعد تحقیق معلوم ہوا کہ مورخ مذکور نے وہ فقرہ ہرگز نہ لکھا تھا بلکہ پادریوں نے اپنے مذہب کی تائید کے لئے یہ فقرہ بڑھا دیا ہے لہٰذا محققین نے اِس بات کا پادریوں پر الزام لگایا اول تو پادری صاحبوں نے انکار کیا مگر آخر میں چونکہ محققین کے دلائل قوی تھے عاجز ہوکر اقرار کیا کہ ہم نے یہ فقرہ مورخ مذکور کی کتاب میں لوگوں کو اعتقاد دلانے کے لئے الحاق کردیا ہے۔ ڈاکٹر لارڈنر۔ بشپ واربرٹن۔ ویانڈل۔ کلرک وغیرہ نے جو دین مسیحی کے معاون و مددگار ہیں اسے تسلیم کیا ہے کہ بیشک یہ فقرہ مورخ مذکور کی کتاب میں نہ تھا بلکہ پادریوں نے پیچھے سے الحاق کردیا ہے۔

۲ یوحنا ۲۰ باب ۱۴ میں لکھا ہے کہ مریم مگدلینی نے مسیح کی مصلوبی کے تیسرے دن مسیح ؑ کو کھڑے دیکھا پر نہ پہچانا کہ وہ یسوع ہے انتہیٰ اور اس میں بھی بہت اختلاف ہے مثلاً لوقا ۲۴ باب ۴ و ۵ و ۶ میں لکھا ہے کہ مریم مگدلینی نے فرشتوں سے یسوع کے جی اُٹھنے کا حال سُنکر شاگردوں کو خبر دی تھی اور یوحنا ۲۰ باب ۱ و ۲ و ۱۴ سے ظاہر ہے کہ مریم مگدلینی کو خود مسیح ؑ کے جی اُٹھنے کی خبر نہ تھی بلکہ جبتک یسوع کو نہیں دیکھا تھا وہ جانتی تھی کہ یسوع ؑ کی لاش کوئی اُٹھا کرلے گیا ہے اور جب یسوع کو دیکھا تب بھی اُسے نہ پہچانا بلکہ سمجھی کہ کوئی باغبان ہے فقط اور اِس میں

بھی اختلاف ہے۔ مرقس ۱۶ باب ۹ میں ہے کہ یسوع قبر سے جی اٹھنے کے بعد پہلے مریم مگدلینی کو دکھائی دیا اور لوقا ۲۴ باب ۱۳ و ۳۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ دو مردوں کو پہلے یا شمعون کو پہلے دکھائی دیا۔ متی ۲۸ باب ۹ میں ہے مریم نے یسوع کو دیکھکر اس کے قدم پکڑے اور یوحنا ۲۰ باب ۱۷ میں ہے کہ یسوع نے کہا مجھکو مت چھو کیونکہ میں ہنوز اوپر اپنے باپ کے پاس نہیں گیا۔

پھر یوحنا ۲۰ باب ۱۲ میں ہے کہ مریم نے دو فرشتے یسوع کی قبر میں بیٹھے دیکھے اور لوقا ۲۴ باب ۴ میں ہے کہ دو شخص اپنے پاس کھڑے دیکھے اور مرقس ۱۶ باب ۵ میں ہے کہ ایک جوان کو سفید پوشاک پہنے ہوئے قبر میں بیٹھے دیکھا اور متی ۲۸ باب ۲ میں ہے کہ ایک فرشتے کو قبر کے باہر پتھر پر بیٹھے دیکھا۔ اب دیکھئے کہ ایک بات چار انجیلوں میں چار طرح پر لکھی ہے۔

۳ پھر یہ جو لکھا ہے کہ عورتیں خوشبوئیاں لیکر یسوع کی لاش پر تیسرے دن لگانے آئیں مرقس ۱۶ باب ۱ لوقا ۲۴ باب ۱ یہ سراسر غلط ظاہر ہے کیونکہ ساٹھ رومی سپاہیوں کا پہرہ قبر پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سوا قبر کے منہ پر ایک بڑا پتھر رکھا اور اس پر مہر کی متی ۲۷ باب ۶۰ و ۶۶ اور رومن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۲۸ باب ۱۵ آیت پر صفحہ ۲۳۳۔ ایسے حال میں یہ عورتیں کیونکر امید رکھتی تھیں کہ لاش پر عطر لگانے پائیں گی کیا وہ ایسی بیعقل تھیں اور رومی فوج میں یہ قانون تھا کہ جو کوئی سپاہی اپنے پہرے پر سوجائے تو قتل کیا جائے رومن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۲۸ باب ۱۴ آیت پر پھر اگر کوئی یہ سمجھے کہ انہیں مسیح کے جی اٹھنے کا یقین تھا تو یہ بات ہرگز کسی انجیل سے ثابت نہیں ہے اور مرقس ۱۶ باب ۳ میں جو لکھا ہے اور آپس میں (یہ عورتیں) کہنے لگیں کہ ہمارے لئے اس پتھر کو قبر کے دروازے پر سے کون ڈھلکاوے گا اتنے۔ اس سے یہ شبہہ بالکل رفع ہو سکتا ہے یعنے اگر انہیں یقین ہوتا کہ یسوع زندہ ہوگیا تو پتھر ڈھلکانے کی بابت فکر مند ہونیکا کیا سبب تھا بلکہ قبر پر جانا کیا ضرور تھا کیونکہ زندہ ہونے کے بعد یسوع کو پھر قبر سے کیا علاقہ تھا چنانچہ لوقا ۲۴ باب ۳۔ ۱۱ اور خاصکر یوحنا ۲۰ باب ۹ میں لکھا ہے

اور متی ۲۷ باب ۶۳-اور ۱۲ باب ۴۰ میں جو کہ مسیح کا قول لکھا ہے کہ میں تین دن زمین کے نیچے رہوں گا انتہٰے اس سے شاید مراد یہ ہے کہ مسیح نے تین برس زمین پر نبوت کا کام کیا تھا پھر آسمان پر اٹھائے گئے کیونکہ صرف دو رات اور ایک دن مسیح انجیل کے بموجب قبر میں رہے تھے کیونکہ نبیوں کا ایک دن ایک سال سے مراد ہے دیکھو حزقیل ۴ باب ۶- تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لدہیانہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۳۰ میں جسے پہلے ڈاکٹر جان مکڈو صاحب نے تصنیف کیا اور ۱۸۳۸ء میں چھپی لکھا ہے کہ اکثر عالموں نے کلام الٰہی کی تفسیر میں ایک دن کو ایک برس تصور کیا ہے اور قدیم یہودی اور سب مسیحی عالم بھی اسی شمار میں متفق ہیں انتہٰے۔

۴ پھر مسیح کی مصلوبی کے وقت کا بھی کچھ ٹھکانا نہیں ہے مرقس ۱۵ باب ۲۵ میں لکھا ہے کہ تیسرا گھنٹا یعنے نو ۹ بجے اور یوحنا ۱۹ باب ۱۴ میں ہے کہ چھ ۶ بجے یعنے صبح کیوقت صلیب دیئے گئے ایک کتاب ہیلس[1] اتالسس کرونالاجکا میں جو کہ لاطینی ہے اُس کے ۸ باب صفحہ ۲۰۹ میں لکھا ہے کہ اسی طرح اُنہوں نے ستدا (یعنے مریم ۲) کے بیٹے سے کیا کہ اُنہوں نے آدمیوں کو دوسرے کمرے میں چھپا کر کھڑا کیا کہ اُس پر گواہی دیں اور فصح کے دن شام کے وقت اُنہوں نے اُسے صلیب پر لٹکایا- اور متی سے معلوم ہوتا ہے کہ عید فصح کے وقت یعنے پہر دن چڑھے کے بعد جو برہ ذبح کرنے کا وقت تھا صلیب پر کھینچا کیونکہ دو پہر سے لیکر تیسرے پہر تک تو ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا تھا متی ۲۷ باب ۴۵ مگر یہ اندھیرا چھا گیا جو لکھا ہے شاید اُس دن کچھ ابر آ گیا ہو اور یہ جو لکھا ہے کہ قبریں کھُل گئیں اور مُردے جی اُٹھے اس کا بالکل اعتبار نہیں کیونکہ اس کا کوئی سبب نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا تو حضرت عیسےٰ کی قبر پر پہرہ نہ بیٹھایا جاتا یہ سمجھ کر کہ جس نے مُردوں کو قبر سے زندہ نکالا وہ آپ سپاہیوں کی حفاظت سے کب قبر میں رہے گا مگر پہرہ تو صرف اس لیے تھا تاکہ کوئی لاش کو چُرا نہ لے جائے چنانچہ جسے

[1] ہیلس بالکسر و اجتماع ساکنین نام مصنف اتالسس بالفتح و لام مکسور و سین مفتوح بمعنے خلاصہ کرونالاجکام بالفتح و جیم مکسور بمعنے زمانہ ۱۲

عیسائی مسیح کا پھر زندہ ہونا سمجھتے ہیں یہودیوں میں اُس مصلوب کی لاش چوری ہو جانا مشہور ہے متی ۲۸ باب ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ اور اگر مصلوبی کے وقت یہ معجزے ظاہر ہوئے ہوتے تو یہودی فوراً معلوم کر لیتے کہ یہ مسیح موعود ہے۔

اور شاگرد تو مسیح کی گرفتاری کے وقت سب بھاگ گئے تھے یہ دیکھا کس نے کہ زمین کانپی اور پتھر تڑک گئے اور لاشیں قبروں سے جی اُٹھکر نکل آئیں اور اندھیرا چھا گیا وغیرہ اگر انجیل یوحنا کے بموجب یوحنا اُس وقت حاضر تھا تو یوحنا نے اِن باتوں کا مطلق ذکر نہیں لکھا ہے اور متی نے جو حاضر نہ تھا یہ سب عجائبات کہاں سے دیکھے۔ اس کی بابت پانیر اخبار انگریزی مطبوعہ جون و جولائی ۱۸۷۰ء میں سے کسی ایک پرچہ میں ایک عیسائی عالم کا قول میں نے دیکھا وہو ہذا قولہ ایک اور ایسا ہی مضمون ہے جسے ناظرین پڑھتے ہوئے سمجھ جائیں کہ جعلی ہے یہ ہے انجیل متی میں اور صرف اسی میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ نے اپنی جان دی قبریں کھل گئیں اور بہت مُردے نکل آئے اور لوگوں کو شہر میں نظر آئے کیا یہ سچ ہے اور تعلیمات بیبل کو بغیر چھوٹا کئے یہ سچ ہو سکتا ہے یہ صریح جھوٹ ہے اب خیال کیجئے کہ ایک حواری نے لکھا ہے کہ وہ جسم جو بربادی میں دفن ہوا سلامتی میں اُٹھیگا وہ مردے جو قبر سے نکلے ہوں گے پھر اُن میں نجا سکے ہوں گے اب تک ہمارے ہی ساتھ زمین پر ہوں گے مگر ایوب میں لکھا ہے کہ کوئی انسان قیامت سے پہلے اُٹھ نہیں سکتا (ایوب ۷ باب ۹ و ۱۰) اب یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ کس طرح یہ آیتیں ۵۲ و ۵۳ (متی ۲۷ باب کی) بے موقع ہوئیں اور کس طرح اِن کا سلسلہ مضمون ۵۱ و ۵۴ سے قطع ہو گیا موقع یوں تھا کہ ۵۱ میں زلزلہ کا بیان اور ۵۴ میں صوبہ دار کا اس موقع پر حیران ہونا یہ دونوں باقی آیتیں مصنوعی رہگئیں مگر ہم لوگ انہیں صرف سچی ہی نہیں جانتے بلکہ کوششیں ہیں کہ ایک اور مہمل بات کا یقین کرا کے جہالت بڑھاویں انتھے۔

۵ پھر اگر مصلوبی کے وقت آفتاب سیاہ ہو جاتا تو پلاطوس اُسی وقت مسیح کا رتبہ پہچان کر یہودیوں کو خوب سزا دیتا اور جبکہ اُس کی جورو نے بھی رات کو کچھ خوفناک خواب

دیکھا تھا تو اندھیرا چھا جانے کے وقت بالکل اُسے مسیح ؑ کے رتبہ کا یقین ہو جاتا متی ۲۷ باب ۱۹۔

۶ پھر لوقا ۲۳ باب ۲۶۔ اور مرقس ۱۵ باب ۲۱۔ اور متی ۲۷ باب ۳۲ میں لکھا ہے کہ مسیح ؑ کی صلیب شمعون قرینی پر رکھکرے چلے تھے اور یوحنا ۱۹ باب ۱۷ میں لکھا ہے کہ یسوع نے آپ اپنی صلیب اوٹھائی تھی۔

۷ پھر متی ۲۷ باب ۴۴ میں ہے کہ دو چور صلیب پر مسیح ؑ کو برا کہتے تھے اور لوقا ۲۳ باب ۳۹ ۴۳ میں لکھا ہے کہ ایک چور برا کہتا تھا اور دوسرا اچھا۔

۸ پھر کتبہ جو یسوع ؑ کی صلیب پر لگایا گیا تھا اُس کی عبارت یوحنا ۱۹ باب ۱۹ میں لکھی ہے یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ اور متی ۲۷ باب ۳۷ میں لکھا ہے یہ یسوع یہودیوں کا بادشاہ ہے انتہے یعنے ناصری کا لفظ نہیں ہے اور مرقس ۱۵ باب ۲۶۔ اور لوقا ۲۳ باب ۳۸ میں یسوع کا لفظ مطلق نہیں ہے۔

۹ پھر متی ۲۶ باب ۵۶ میں ہے کہ سب شاگرد اُسے چھوڑکر بھاگ گئے اور اسی طرح مرقس ۱۴ باب ۵۰ میں ہے تب وے اُسے چھوڑکر بھاگ گئے اور لوقا ۲۳ باب ۴۹ میں لکھا ہے عورتیں وغیرہ مسیح ؑ کے صلیب پانے کے وقت دور سے کھڑی دیکھ رہی تھیں اور یوحنا ۱۹ باب ۲۵ میں ہے کہ یہ سب صلیب کے پاس کھڑی تھیں یہاں تک کہ مسیح ؑ نے اپنی ماں کو ایک شاگرد کی ماں فرمایا اور اُسے سپرد کیا۔

۱۰ اور حضرت عیسےٰ کی گرفتاری کا بھی صحیح بیان اناجیل میں پایا نہیں جاتا چنانچہ متی ۲۶ باب ۴۸ و ۴۹ میں لکھا ہے کہ یہوداہ اسکریوطی نے اپنے ساتھی پکڑنے والوں کو عیسےٰ ؑ کے پکڑنے کے لئے یہ نشان بتادیا تھا کہ جسے میں چوموں اُسی کو پکڑ لینا اور ایسا ہی کیا اور یوحنا ۱۸ باب ۴۔ ۸ میں لکھا ہے عیسےٰ ؑ نے خود آگے بڑھکر دو بار اپنے پکڑنے والوں سے کہا کہ تم کسے ڈھونڈتے ہو میں یسوع ہوں اور وے یہ سنکر پیچھے ہٹے اور زمین پر گر پڑے اور آخرکار حضرت عیسےٰ نے جب آپ اپنے کو خوب پہچنوایا تب گرفتار کیا۔

۱۱ اور لطیفہ یہ کہ اگر حضرت عیسےٰ ؑ میں بعد مصلوبی بھی اُسی طرح انسانیت کا وجود ہے

جیسے کہ دنیا میں تھی تو قربان کون چڑھا جس کی شرط یہی ہے کہ اس قدر خون بہایا جائے جس میں موت[1] آئے اور موت صرف مخلوق کے لئے ہے نہ خالق کے لئے اور مصلوب کون ہوا کہ چھیدنے کے وقت خون اور پانی اُس کی پسلی سے نکلتا تھا جو کہ خاص انسانیت کے نشان ہیں نہ یہ کہ الوہیت کے اور عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ کہاں گذرا کیونکہ لکھا ہے کہ انسان کے خون کا بدلا انسان ہی سے لیا جائے گا (احبار ۲۴ باب ۱۷ اور ۲۱ خروج ۲۱ باب ۱۲ پیدایش ۹ باب ۶) یعنے اگر انسانیت مصلوب اور مفقود نہیں ہوئی تو انسان کے گناہوں کا کفارہ کیا گذرا لیکن اس عیسائی عقیدہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰؑ آسمان پر زندہ اوٹھائے گئے اور وہی جسم اُن کا اب بھی موجود ہے جو دنیا میں تھا اور وہی انسانیت بھی جو دنیا میں تھی نہ قربان چڑھے ہے نہ مصلوب ہوئے نہ کفارہ گذرا۔

۱۲ استثنا ۲۱ باب ۲۳ میں لکھا ہے کیونکہ وہ جو لکڑی پر لٹکایا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے اور گلتیوں کے ۳ باب ۱۳ میں لکھا ہے کہ وہ (یعنے مسیح ہمارے بدلے لعنتی ہوا کہ لکڑی پر لٹکایا گیا فقط اس آیت کو اگر غیر الحاقی سمجھیں تو اس کا مطلب بہت مشکل ہے کیونکہ خدا اپنے برگزیدوں خصوصاً انبیا میں سے کسی کو اگر ملعون اور بدکار (مرقس ۱۵ باب ۲۸ لوقا ۲۲ باب ۳۷) اور گناہ مجسم (۲ قرنتیوں کا ۵ باب ۲۱) کرے تو اُسے اپنی ہی نجات سے ناامید ہونا چاہیے نہ کہ وہ اوروں کی نجات کا وسیلہ ہو اور پیدایش ۳ باب ۱۴ میں خدا نے سانپ کو کہ شیطان جس سے مراد ہے ملعون کہا ہے اِس سے اور استثنا کے ۲۱ باب ۲۳ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے حضرت عیسےٰؑ کو ضرور صلیب پانے سے محفوظ رکھا کیونکہ اگر یہ آیت صحیح ہو تو مسیح کی مصلوبی غلط ہو جائے گی اور اگر وہ بات صحیح ہو جو گلتیوں کے ۳ باب ۱۳ میں لکھی ہے تو پیدایش اور استثنا کی یہ دونوں آیتیں بلکہ تمام توریت غلط ہو جائے گی کہ جس میں قربانی گذراننے کے احکام نہایت تاکید اور تہدید کے ساتھ لکھے ہیں کیونکہ اکثر عیسائی مسیح

---

[1] دیکھو دین حق کی بڑی باتوں کا مجموعہ جلد ا مطبوعہ مشن مرزاپور ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۳

کی مصلوبی پر بھروسہ کر کے قربانی مطلق نہیں گذرانتے ہیں پس میں تمہیں جتاتا ہوں کہ کوئی نہیں جو خدا کی روح سے بولتا یسوع کو ملعون کہتا ہے (اول قرنتیونکا ۱۲ باب ۳)
دین حق کی بڑی باتوں کا مجموعہ مصنفہ پادری ڈاکٹر میتھر و پادری ڈبلیو گلین مطبوعہ مشن پریس مرزا پور ۱۸۶۵ء صفحہ ۹۰ سوال ۱۲ کے سوال ۱۴ کے جواب میں لکھا ہے کہ مسیح کو جو ذوالجلال ہے صلیب دینا سب سے برا کام تھا تو بھی خدا کے عجیب انتظام سے تمام عالم کی مخلصی اس ہی میں سے نکلی انتہٰے۔ اور سوال ۲۲ کے جواب صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے کہ خدا نے مسیح کو یہودیوں کے درمیان میں بھیجا بلکہ مسیح اس قوم کے روبرو آیا پر وہ دشمنی جو دیکھتے ہی ان کے دل میں اٹھی جس کے سبب سے انہوں نے اس کو صلیب دی وہ خدا کیطرف سے نتھی انتہٰے۔ پس ایسا برا کام اور شیطانی حرکت کیونکر عیسائیوں کی نجات کا وسیلہ ہوسکتی ہے کہ برا درخت اچھے پھل نہیں لاسکتا (متی ۷ باب ۱۸) کیا کانٹوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں (متی ۷ باب ۱۶)

۱۳ متی ۲۸ باب ۱۵ میں جو لکھا ہے کہ یہ بات آج تک یہودیوں میں مشہور ہے انتہٰے اس کی تفسیر میں اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے صفحہ ۲۳۲ میں یوں لکھا ہے کہ جب تک کہ متی نے اس صحیفے کو قریب تیس برس مسیح کے جی اوٹھنے کے بعد لکھا بلکہ بہت دن اس کے پیچھے بھی یہودی لوگ اس جھوٹ پر مستعد رہے (یعنے یہ کہ مسیح کی لاش کو لوگ چورا لے گئے) بعد اس کے صفحہ ۲۳۳ میں اسی تفسیر کے لکھا ہے ہاں البتہ سیکڑوں برس بعد بعضے برگشتہ عیسائی انجیل سے ناواقف اور اپنی فیلسوفی کے وہم میں گرفتار ہو کر کہنے لگے کہ خدا نے یسوع کو اسوقت اوٹھا لیا اور یہودیوں کے ہاتھ میں ایک اس کا شبیہہ دیا کہ یہی مصلوب ہوا انتہٰے۔ از رومن تفسیر اسکاٹ صاحب جلد اول چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۳۳ کالم اول تفسیر متی ۲۰ باب ۱۵۔
رومن اخبار کوکب عیسوی مطبوعہ امریکن میتھوڈسٹ مشن پریس لکھنؤ یکم مارچ ۱۸۷۶ء جلد ۸ نمبر ۱۳ صفحہ ۱۹۰ کالم ۲ میں پادری جی ایچ مسمو صاحب لکھتے ہیں کہ چونکہ ارادہ تھا کہ اس کی لاش صرف دو تین روز یوسف کی قبر میں رہے اغلب ہے کہ مریم نے

یہ سوچا کہ اور شاگرد مجھ سے پیشتر آکر اُسے لے گئے اور اب میں نہیں جانتی ہوں کہ وہ لاش کہاں ہے انتہی۔

لوقا اور مرقس اور متی میں لکھا ہے کہ مسیح ؑ کی صلیب شمعون قُرینی پر رکھکر صلیب دینے لے چلے تھے اور دستور یہ تھا کہ ہر شخص جو صلیب دیا جاتا اپنی صلیب آپ لے چلتا تھا دیکھو رومن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۲۷ باب ۳۲ پر صفحہ ۲۲۳ کالم ۱ اور دیکھو متی ۱۰ باب ۳۸ بھی اور قرآن مجید کے اُس ترجمہ میں جس پر علماء عیسائی نے اپنے طور کا حاشیہ لکھا اور پریسبٹرین مشن پریس الہ آباد میں ۱۸۴۴ء کو چھاپا ترجمہ سورہ آل عمران آیت ۵۳ کے حاشیہ صفحہ ۸۳ میں لکھا ہے کہ زمانہ اسلام سے آگے عیسائیوں میں باسیلیدی ایک فرقہ تھا جو خیال کرتے تھے کہ مسیح آپ مصلوب نہوا پر شمعون ایک قرینی اُس کے عوض پکڑا گیا اور مصلوب بھی ہوا۔ پھر سرنتھی اور کارپوکراتی اور دوسیتی تین فرقے تھے جو زمانہ اسلام سے پیشتر یہی خیال کرتے تھے انتہے تم کلامہ۔

پس اِن تین انجیلوں اور اِن چار عیسائی فرقوں سے کہ جن میں لاکھوں عالم و فاضل و تواریخ دان ہوں گے اور حضرت عیسے ؑ کے عروج کے بعد اُنہیں دنوں میں موجود تھے ثابت ہے کہ صرف شمعون قرینی مصلوب ہوا نہ یہ کہ حضرت عیسے ؑ یہ سب باتیں علماء عیسائی کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ کر کہولدینی پڑیں ورنہ اور کتابیں جسقدر کہ ہندوستان میں اکثر تصنیف کیں اُن میں ایسی باتوں کا ذکر تک نہیں ہے مگر جب قرآن مجید کا ترجمہ دیکھا تب سمجھ گئے کہ اب خدا کے سامنے کوئی بھید چھپ نہیں سکتا لاچار ہو کر صاف صاف کہدینا پڑا اور قرآن مجید کے اُسی رومن ترجمہ کے حاشیہ میں حضرت ابراہیم ؑ کا بتوں کو توڑنا اور نمرود کا حضرت ابراہیم ؑ کو آگ میں پہینکنا بھی اسی توریت کے بموجب کہدینا پڑا دیکھو حاشیہ رومن ترجمہ قرآن صفحہ ۲۶۵ و ۲۶۶۔ اور اس آگ میں پہینکنے کا مفصل بیان اُس عبرانی کتاب میں بھی ہے جس کا نام سفر حی شار ہے مگر اور جسقدر ترجمے آجتک توریت کے اُن ملکوں میں مشتہر کئے اُن میں سے کسی میں بھی اِن باتوں کا ذکر تک نہیں کیا ہے اِس سے ظاہر ہے کہ جو کچھ مخالفت قرآن مجید

کی توریت وغیرہ سے یہ پکار رہے ہیں یہ سب انہیں کی مخالفت پر دلیل ہے اور قرآن مجید دراصل توریت وغیرہ سے بالکل مطابق اور موافق ہے بشرطیکہ توریت و انجیل اصلی اور صحیح ہو۔

گناستی فرقہ کے عیسائیوں کا یہ قول تھا کہ دنیا مادہ سے پیدا ہوئی اور مادے کے لئے شرارت اور معصیت ضرور ہے اور مسیح مادے سے پیدا نہ ہوا تھا اس لئے مصلوب نہیں ہو سکتا کیونکہ اُس کا جسم نہ تھا انتہے چنانچہ تعلیم الایمان چھاپہ لدہیانہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۳۶ میں لکھتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں ایک فرقہ نے یہ گمان کیا کہ مسیح کا حقیقی جسم نہ تھا اور نہ وہ پیدا ہوا نہ اُس نے دُکھ اٹھایا پر اُس کا جسم ایک مجازی طور پر تھا جیسا کہ فرشتے اکثر اوقات انسانیت کو اختیار کر لیتے تھے یا جیسا کہ روح کبوتر کی مانند اوتری تھی چنانچہ محمد صلعم نے بھی اسی تعلیم کو اختیار کر کے اپنے تابعین کو تلقین کیا کہ مسیح خود نہیں مارا گیا انتہے۔ اور دیکھو رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزا پور ۱۸۵۶ء صفحہ ۹۶ دین حق کی تحقیق مصنفہ پادری اسمتھ صاحب وغیرہ مطبوعہ الہ آباد ارفن پریس ۱۸۶۶ء صفحہ ۸۰ میں ہے کہ عیسے مسیح کا احوال کہ کس طرح وہ ہنڈولنے میں بولا مٹی کی چڑیاں بنائیں اور یہودیوں کو بندر بنایا اور یہ کہ وہ نہیں مارا گیا بلکہ دوسرا اُس کے عوض مصلوب ہوا یہ باتیں اُسنے (یعنے حضرت صلعم نے) ناصریوں کے قصے سے نکالیں جن کو دو تین شخصوں نے مسیح کے پانچ چار سو برس بعد بنایا انتہے۔ اور برناباس کی انجیل میں مسیح نے اپنی مصلوبی کا بطلان صاف بیان کر دیا یہ کہتے ہوئے کہ دنیا ہی میں یہودا کی موت کے سبب میری تضحیک ہو جائے اور ہر شخص یہ گمان کرے کہ میں صلیب پر کھینچا گیا پر یہ ساری ہتک اور ہنسائی محمد رسول اللہ صلعم کے آنے تک رہے گی جب وہ دنیا میں آویگا تو ہر ایک ایماندار کو اس غلطی سے آگاہ کریگا اور یہ دہوکہا لوگوں کے دل سے اوٹھا دیگا انتہے ترجمہ قرآن شریف مصنفہ سیل صاحب صفحہ ۴۳۔

کتاب سیر الاسلام باب ۵ ترجمہ کیا ہوا متھرا کا انگریزی زبان سے اردو زبان میں حسب الحکم لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی مطبوعہ ۱۸۴۵ء صفحہ ۲۰۲ میں لکھا ہے

کہ (مسلمان) انکار کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو سولی نہیں ملی اور مطابق مسئلوں نصاریٰ کے جو اپنے مذہب سے زمانہ گذشتہ میں برگشتہ ہوگئے تھے کہتے ہیں کہ عیسیٰ یہودیوں سے بچکر چوتھے آسمان پر جانشین ہیں انتہیٰ اس سے ثابت ہوا کہ جو مسلمانوں کو مسیح کے مصلوب ہونے کی بابت دعوے سے عیسائی عقیدہ بھی یہی ہے گو وہ برگشتہ عیسائی کہلائے جاتے ہیں اور شاید یہ عقیدہ ہی کہ مسیح نے صلیب نہیں پائی اُن عیسائیوں کے برگشتہ سمجھے جانے کا سبب ہوا ہوگا اور اگر ایسا ہی ہے تو ضرور نہیں کہ اس زمانہ کے عیسائیوں کا عقیدہ جو اُن سے سیکڑوں برس پیچھے ہوئے ہیں سچا ہو اور اُن قدیم عیسائی محققوں کا عقیدہ اس لئے کہ مسیح کو ان کے عقیدہ کے موافق نہیں سمجھتے تھے باطل سمجھا جائے بلکہ شاید اُنہیں کا عقیدہ درست ہو اور اُنہیں برگشتہ سمجھنے والوں کی رائے خطا پر ہو اور اس کے سوا صرف یہی برگشتہ عیسائی نہیں جنہوں نے چوتھے آسمان پر مسیح کا ہونا بیان کیا اور یہی برگشتہ عیسائی ہیں جن کا اسکاٹ صاحب رومن مفسر نے ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے مسیح کے شبیہ کا مصلوب ہونا بیان کیا اور اُن کے سوا وہ چار فرقے سرنتھی وغیرہ جنہوں نے مسیح کے عوض شمعون قرینی کا مصلوب ہونا بیان کیا پھر گناستی فرقے کے عیسائی ان سب کے سوا ہیں۔

پیدائش ۳ باب ۱۵ میں جو لکھا ہے کہ عورت کی نسل سانپ کے سر کو کچلے گی اور اسے عیسائی علماء مسیح کی مصلوبی اور کفارہ کی پیشین گوئی جانتے ہیں اس کی بابت پادری اگستس براؤ ہیڈ صاحب دینی و دنیوی تاریخ کے صفحہ ۱۹ میں لکھتے ہیں کہ عورت کی نسل کی بابت یہ نہیں بیان ہوا کہ ایک خاص شخص جو عورت کی نسل اور انسان کا بیٹا کہلائے گا سانپ کی نسل سے لڑے گا اور اُن سبھوں کو جن کے واسطے وہ لڑتا ہے بچائے گا مگر مکاشفہ کی رو سے یہ بات رفتہ رفتہ زیادہ صاف اور روشن ہوگئی انتہیٰ

اس سے ظاہر ہے کہ نہ آیت مذکورہ میں کسی خاص شخص کا ذکر ہے اور نہ اگلے زمانوں میں کسی کا یہ عقیدہ تھا مگر رفتہ رفتہ عیسائیوں نے یہ مطلب پیدا کر لیا کہ جس کا کچھ اعتبار نہیں۔

سکرمنٹ ۲

۱۴۔ میری دانست میں حضرت عیسےٰؑ کی مصلوبی ثابت کر کے جو عیسائی اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں اگر ایسا ہوتا بھی تو اُس کا نفع صرف قربانی گذراننے والے یعنے یہوداہ اسکریوطی کو پہنچتا یا صرف باتیں بنانے والوں کو درحالیکہ جو قربانی گذرانتا ہے خاص اپنے ہی لئے گذرانتا ہے پس ہر عیسائی جب تک مسیح کا گرفتار کرنے والا آپ کو ثابت نکرے تب تک اس قربانی اور کفارہ میں حصہ دار کیونکر ہو سکتا ہے دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۱۳۵ میں پادری اگسٹس براڈ ہیڈ صاحب فرماتے ہیں کہ کاہنوں کو لازم تھا کہ پہلے اپنے لئے قربانی گذرانیں انتہےٰ۔ یعنے یہ کاہنوں میں دستور تھا متی ۲۶ باب ۲۴ میں مسیح نے یہوداہ اسکریوطی کی بابت فرمایا اُس شخص پر افسوس جس کے ہاتھوں ابن آدم گرفتار کروایا جاتا ہے اگر وہ شخص پیدا نہوتا اُس کے لئے بہتر تھا انتہےٰ۔ اس سے کفارہ کا فائدہ صاف جاتا رہا یعنے اگر یہ کفارہ یعنی مسیح کی مصلوبی فائدہ عام کے لئے تھی تو یہوداہ بڑے اجر کا مستحق ہے کہ جس کے ہاتھ سے اتنا بڑا فیض جاری ہوا اور یہوداہ اسکریوطی کو حضرت عیسےٰؑ نے اُن بارہ تخت نشینوں میں فرمایا تھا اگر وہ ایسا گنہگار ٹھہرا تو قیامت کے دن تخت نشین کیونکر ہوگا متی ۱۹ باب ۲۸۔ اور حضرت عیسےٰؑ نے اُسے انجیل سنانے کو بھیجا تھا متی ۱۰ باب ۴۔ اور یہوداہ اسکریوطی کو معجزے دکھانے کی قوت حاصل تھی متی ۱۰ باب ۱۔ اور جبکہ کفارہ ایمانداروں کے گناہ معاف ہونے کے لئے تھا تو یہوداہ کیونکر بُرا ٹھہرا جو اُس کفارہ کا بانی اور مسیح پر ایمان بھی لاچکا تھا اور یہ انصاف کیونکر ہوا جبکہ ہزاروں کی نجات کے لئے وہی شخص جو نجات کا باعث تھا گنہگار ٹھہرایا گیا اور صرف یہوداہ کے گنہگار ہونے کے سبب اوروں کو نجات ملی اور یوحنا ۶ باب ۷۰ میں مسیح نے یہوداہ اسکریوطی کو شیطان فرمایا مگر یہ عجب شیطان ہے کہ جس نے بہشت کا دروازہ تمام خلقت کے لئے کھولا اور اگرچہ مسیح کو اُس کا شیطان ہونا معلوم تھا تو بھی اُسے اپنے اور اپنے شاگردوں کے ساتھ بنا رہنے دیا ایک شیطان حضرت آدمؑ سے بہشت

سے نکالے جانے کا باعث ہوا تھا اور یہ دوسرا شیطان اولاد آدم ؑ کے بہشت میں جانے کا باعث ہوا گویا بہشت سے نکالنا اور بہشت میں لیجانا شیطانوں ہی کے اختیار میں ہو گیا ہے لیکن خزینہ بیت المال لقمہ مساکین است نہ طعمہ اخوان الشیاطین غالباً جسطرح سانپوں کے ڈسے ہوئے لوگ اُس پیتل کے سانپ پر نظر کر کے چنگے ہو جاتے تھے (گنتی ۲۱ باب ۹ یوحنا ۳ باب ۱۴ و ۱۵) اسی طرح اُس پرانے سانپ (پیدایش ۳ باب ۱-۴) یعنے شیطان کے فریب سے بہشت سے نکالے ہوئے کی نسل شیطان ہی کی تدبیر سے پھر بہشت میں گئے فقط اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ شیطان کے بگاڑے ہوؤں کو شیطان ہی کی فرمانبرداری سے نجات ملے گی جس طرح راحاب فاحشہ جھوٹ بولنے سے مقبول ہو گئی یہ عیسائی تعلیم دل کی پاکیزگی کے لئے کافی ہے پھر یہ کہ مسیح کی مصلوبی اگر ہر ایک عیسائی کی اُس عمر تک کا کفارہ معصیت ہے کہ جب تک وہ ایمان نہیں لایا تھا تو باقی عمر میں ایمان لانے کے بعد جو اُس سے گناہ ہوئے اُن گناہوں کے لئے قربانی گذراننا چاہیے اور جب قربانی گذرانی تو اسی طرح وہ اپنے پچھلے گناہوں کے لئے بھی قربانی گذران سکتا تھا مسیح کی قربانی کی تخصیص کہاں رہی اور اگر انسان کی تمام عمر کے گناہوں کا مسیح کی قربانی کفارہ ہے تو پھر دینی ریاضت اور اتوار کے دن عبادت اور نیک اعمال بے فائدہ سمجھے جائینگے کیونکہ جب تمام عمر کے گناہوں کا ایک مقبول اور معتبر کفارہ گذر چکا ہے تو پھر دین کی بابت کوئی اپنے اوپر کسی طرح کی تکلیف کیا ضرور سمجھیگا لیکن عبرانیوں کے ۱۰ باب ۲۶ میں لکھا ہے اگر بعد اس کے کہ ہم نے سچائی کی پہچان حاصل کی ہے جان بوجھ کر گناہ کریں پھر گناہوں کے لئے کوئی قربانی باقی نہیں ہے انتہے۔ یہ عیسائیوں کے لئے بہت مشکل مقام ہے کیونکہ کوئی ایسا نہیں جس نے عیسائی ہونے کے بعد پھر کوئی گناہ نہ کیا ہو اور اس کے بعد اسے اپنے گناہوں کی معافی کا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور جان بوجھ کر گناہ کرنا انجیل کی تعلیمات سے واقف ہونے اور پھر ایک دفعہ بھی جھوٹ بولنے یا زنا کرنے وغیرہ سے ثابت ہے متی ۲۵ باب ۴۱-۴۶- رومیوں

۳ باب ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ اور اسی طرح پادری فانڈر صاحب کا قول اختتام دینی مباحثہ میں صفحہ ۸۲ کے آخر اور ۸۳ کے شروع تک دیکھنا چاہیے۔

۱۵ پھر یہ کہ اگر حضرت عیسٰی ؑ میں الوہیت اور انسانیت دونوں کمال کے ساتھ تھیں تو جبکہ عیسائی عقیدہ کے موافق حضرت آدم ؑ کی اولاد میں کوئی بے گناہ نہیں ایک بھی نہیں رومیوں کا ۳ باب ۱۰-۱۲- تو یوحنا اصطباغی کے پاس مسیح کا بپتسما لینے کو جانا کیا ضرور تھا کیونکہ یوحنا صرف توبہ کا بپتسما دیتے تھے اور توبہ خاص گنہگاروں کے لئے لازم ہے فرشتے جو بے گناہ ہیں اُن میں سے کوئی بھی حضرت یوحنا بپتسما دینے والے کے پاس بپتسما لینے نہیں آیا متی ۳ باب ۲ مرقس ۱ باب ۴ و ۵ لوقا ۳ باب ۳- اِن دونوں عیسائی دلیلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن آدم یعنے حضرت عیسٰی ؑ بھی پورے انسان ہو کر گناہ سے پاک نہیں ہو سکتے ایوب ۲۵ باب ۴ میں ہے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر پاک نکلتا ہے انتہٰے۔ پس باوجود حالت گنہگاری کے جو کہ ہر عورت سے پیدا ہوئے کے لئے لاحق ہے حضرت عیسٰی ؑ کی قربانی بیداغ (جیساکہ اول پطرس ۳ باب ۱۸- اور رومیوں کے ۳ باب ۲۵ و ۲۶ میں لکھا ہے کہ راستباز نے ناراستوں کے بدلے میں اپنی جان دی) کیونکر ہو سکتی ہے اور یہ جو علماء عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع نے اس لئے بپتسما لیا تاکہ علانیہ اپنے کام پر مقرر ہو روسن تفسیر متی ۳ باب ۱۵ لیکن مرقس ۱ باب ۴ و ۵ میں صاف لکھا ہے کہ اپنے گناہوں کا اقرار کر کے سب لوگ یوحنا سے بپتسما لیتے تھے اور اس کے سوا علانیہ کام پر مقرر ہونے کے لئے بپتسما لینے کی کیا حاجت تھی بلکہ ضرور تھا کہ حضرت عیسٰی ؑ مثل کسی نبی یا یوحنا اصطباغی کے ہاتھ سے ممسوح ہوتے جیساکہ دستور تھا اول سموئیل ۹ باب ۱۶- اور ۱۶ باب ۱۳- اور ۲ سلاطین ۹ باب ۳ و ۶

۱۶ پھر یہ کہ تمام انسانوں کا حضرت آدم ؑ کے گناہ میں شریک ہونا یہ بات بہت محال عقل اور خلاف نقل ہے کیونکہ حضرت آدم ؑ نے ایک گناہ کے عوض دو سزائیں پائیں یعنے بہشت سے نکالا جانا اور موت پیدائش کے ۳ باب میں دیکھو اب وہ گناہ

لہ گلتیوں کے ۴ باب ۴ میں ہے کہ خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہو کر شریعت کے تابع ہوا۔ ۱۲

کہاں باقی رہا جو اولاد آدم ؑ بھی سیکڑوں پشت تک اُس کی سزا میں مبتلا ہو کیونکہ اگر حضرت آدم ؑ نے اُس گناہ کی سزا نہ پائی ہوتی تو وہ گناہ باقی رہتا اور جبکہ اُس ایک گناہ کی دوہری سزا ہو چکی تو گناہ کہاں باقی رہا اور اگر باقی ہے تو اسی طرح قیامت تک باقی رہے گا کیونکہ توبہ کرنے اور مسیح ؑ پر ایمان لانے سے بھی تو موت سے نہیں بچتے جس طرح حضرت آدم موت سے نہیں بچے اور یہ جو عیسائی علماء سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ ؑ کی مصلوبی تمام اولاد آدم ؑ کے گناہ کا کفارہ ہے تو سمجھنا چاہیے کہ جس طرح حضرت آدم ؑ کے گناہ کے سبب سب بنی آدم کے لئے موت ہے چاہیے کہ حضرت عیسےٰ ؑ پر ایمان لاکر کوئی نہ مرتا پھر مسیح ؑ کا کفارہ کیا کام آیا کیونکہ اُس اصلی گناہ سے آزاد ہونے والوں کی یہی پہچان ہے کہ بہشت میں رہنے والوں کی طرح موت سے بچیں دیکھو ملک ویلس کے پلگیوس کا قول رومن تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۵۱ میں اگر خروج ۲۰ باب ۵ کا یہ مضمون کہ باپ دادوں کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر جو مجھ سے کینہ رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پشت تک پہونچاتا ہوں اس بات کے لئے دلیل سمجھی جائے کہ حضرت آدم ؑ کی اولاد گناہ آدم میں شریک ہے تو سمجھنا چاہیے کہ صرف تیسری اور چوتھی پشت تک کا یہاں ذکر ہے اور اولاد آدم کی تو اب تک سیکڑوں پشتیں گذر چکی ہیں اور استثناء ۲۳ باب ۲ میں لکھا ہے کہ حرامی بچہ اور اُس کی دسویں پشت تک خداوند کی جماعت میں کوئی داخل نہ ہو تو فارس بن یہوداہ اجداد حضرت عیسےٰ ؑ میں ہے (پیدایش ۳۸ باب) اگرچہ مسیح ؑ سے یہوداہ تک دس پشت سے زیادہ گذر چکی تھیں تو بھی جبکہ سیکڑوں پشت تک اولاد آدم گناہ آدم ؑ میں شریک ہے تو دس بیس پشت کے بعد عیسےٰ ؑ کیونکر اولاد فارس میں ہو کر بے گناہ ہو گئے[1] کیونکہ وہ یہوداہ کے حقیقی بیٹے بلکہ حقیقی دو بیٹوں کی منکوحہ بیوہ تھی کوئی اُن میں سے متبنیٰ بھی نہ تھا یعنے متبنیٰ کا حق بیٹے کی برابر نہیں ہوتا ہے جیسا قرآن مجید میں لکھا ہے۔

وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ	یعنے اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں۔

[1] اگر اولاد آدم کا حضرت آدم ؑ کے گناہ میں شریک ہونا تسلیم کیا جائے تو نسل یہوداہ میں حضرت عیسےٰ ؑ کا ہونا گناہ یہوداہ میں شریک ہونا ثابت کیوں نہ ٹھہرے گا لیکن ایسا عقیدہ ان ہی لوگوں کا ہونا چاہیے جو اولاد آدم کو حضرت آدم ؑ کے گناہ میں شریک جانتے ہیں ۱۲

یعنے بیٹا وہی جو صلب سے پیدا ہوا اور لیپالک بیٹا نہیں ہوتا یوں تو حضرت اسحاق نے اپنی بی بی کو بہن کہا تھا پیدایش ۲۶ باب ۷۔ اور مسیح نے پطرس کو شیطان کہا تھا (متی ۱۶ باب ۲۳) اور یوحنا ۱ باب ۱۲ گلتیوں کا ۳ باب ۲۶۔ ۱ فسیوں کا ۱ باب ۵ گلتیوں کے ۴ باب ۵۔ اور رومیوں کے ۸ باب ۱۵۔ اور افسیوں کے ۱ باب ۵ میں سب عیسائیوں کو خداوند کا لیپالک لکھا ہے اگر سب عیسائی مرد و عورت لیپالک ہونے کے سبب خدا کے فرزند سمجھے جائیں تو سب عیسائی عورتیں اپنے مردوں کی بہنیں ہوئیں (اول قرنیتوں کا ۹ باب ۵) پھر نکاح کیونکر درست ہوا اس سے ثابت ہے کہ لیپالک کا لفظ حقیقی فرزند سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا ہے اس کے سوا حضرت ابراہیم نے مصر میں اپنی بی بی کو بہن کہا (پیدایش ۱۲ باب ۱۴ وغیرہ) پھر جرار میں بی بی کو بہن کہا (پیدایش ۲۰ باب ۲) پس زبانی کہنے کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا لیکن استغفر اللہ سر اپا اور کسی نیک اعتقاد کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضرت عیسےٰ گنہگار تھے بلکہ جس طرح حضرت عیسےٰ بے گناہ تھے اسی طرح سب اولاد آدم حضرت آدم کے گناہ سے مبرا ہے پھر یہ کہ حضرت آدم کے گناہ کے سبب سے جو تمام بنی آدم پر موت متسلط ہے یہاں تک کہ بچے بھی جنہوں نے کچھ گناہ نہیں کیا ہے مرتے ہیں رومیوں کا ۵ باب ۱۲۔ ۱۹۔ ۱ اول قرنیتوں کا ۱۵ باب ۲۱ تو پرندوں اور جانوروں نے حضرت آدم کی طرح کس نیک و بد کے پہچان کے درخت سے پھل کھایا تھا جس کی سزا میں ان کے بچے مرجاتے ہیں اور سانپ جس نے کہ حضرت آدم سے وہ گناہ کروایا اس کے بچے تو اژدہا بنکر ہزاروں برس جیتے ہیں چاہیے یہ تھا کہ سب سے پہلے سانپ پر موت متسلط ہوتی اس سے ظاہر ہے کہ یہ سب عقیدہ مہمل ہے ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سنہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ میں لکھا ہے پلاگی نامی ملک ویلس کے ایک راہب نے یہ تعلیم شروع کی کہ انسان کی خاصیت میں گناہ کی کچھ جڑ نہیں ہے اور ہم لوگ آدم کی نسل میں ہونے سے ناپاک نہیں ہیں جسمانی موت خاص انسان کے اپنے ہی گناہ کی سزا ہے اور اچھی خواہش اور دین ایمان کے کام کرنے کی طاقت سبھوں کو خاصیت

ہی سے ہوتی ہے انتہےٰ۔ اس کے بعد مورخ ہندی تواریخ کلیسیا لکھتا ہے کہ مشرقی کلیسیا (ذیل) اور ملک فرانس میں اس کا (یعنے پلاگی نامی کی اس تعلیم کا) یقین ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں انتہےٰ اور اسی طرح رومن تواریخ کلیسیا جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ میں بھی ہے لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۲۰ باب ۶ فصل ۲ میں لکھا ہے کہ پانچویں قرن (یعنے پانچویں صدی عیسوی) کے آغاز میں برطانیہ کے متوطن پلاجس (یعنے پلاگی) اور ایرلینڈ کے باشندے سیلس شئیس نے اعتقاد گناہ جبلی کا اور اس بات کا کہ فضل ربانی اضاءت عقل اور خلوص قلب کے لئے ضرور تھا انکار کیا اور یہ بات ٹھہرائی کہ انسان کی قوت جبلی اس لئے کافی تھی کہ اپنے کو تقوے اور نیکوکاری کے ذروہ کمال پر پہونچائے اس تعلیم بے ہودہ کا بطلان مقدس اگستین نے کیا ہے اور فقہائے بھی اس کو مردود کیا ہے پر مقتدی اس کے بہت سے نکلے انتہےٰ پلاگی اور سیلس شئیس کے عقیدہ کی بنا حزقیئل[۱] ۱۸ باب سے ہو گی وہ تمام باب پڑھنا چاہیے پس ان سب باتوں پر غور کرنا چاہیے۔

۱ | یہ کہ مسیح کے پھر زندہ ہونے کے گواہ جنہوں نے دیکھا ان کی تعداد مختلف ہے اناجیل میں گیارہ حواری مرقوم ہیں تھوما کا بے وجہہ شک اور اپنے ساتھیوں کو نامعتبر جاننا پلوس نے جس نے مسیح کو دیکھا بھی نہ تھا پہلے بارہ جو کہ اس وقت موجود ہی نہ تھے پھر پانچسو سے زیادہ گواہوں کا ذکر کیا کہ جس کے آدھے بھی سب شاگرد ملا کر اس وقت نہ تھے۔

۲ | گواہوں کے دیکھنے میں بڑا اختلاف

۳ | عورتوں کا خوشبو لیکر مسیح کی لاش پر ملنے کو جانا سراسر خلاف عقل۔

۴ | مصلوبی کے وقت کا کچھ ٹھکانا نہیں۔

۵ | مصلوبی کے وقت اندھیرا وغیرہ ہونا بالکل غلط کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو سب خلقت اسی وقت مسیح کے گرفتار کرنے والوں کو گرفتار کرتے۔

۶ | صلیب اوٹھانے والے میں اختلاف۔

[۱] حزقیئل ۱۸ باب ۲۰ میں ہے وہ جو گناہ کرتا ہے وہی مریگا بیٹا باپ کی بدکاری میں پکڑا نہ جائے گا اور باپ بیٹے کی بدکاری میں گرفتار نہوگا صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پر پڑے گی انتہےٰ اسی طرح استثنا ۲۴ باب ۱۶ اور ۲ سلاطین ۱۴ باب ۶ اور ۲ تواریخ ۲۵ باب ۴ یرمیاہ ۳۱ باب ۲۹ و ۳۰ میں بھی ہے ۳۰

۷ | صلیب پانے والے چوروں میں اختلاف۔

۸ | صلیب پر جو کتبہ لگایا گیا تھا اُس میں اختلاف۔

۹ | عورتیں جو دیکھتی تھیں اُن کے کھڑے ہونے میں اختلاف۔

۱۰ | مسیح کی گرفتاری میں اختلاف۔

۱۱ | صلیب پر جان دینے کے بعد بھی انسانیت ویسی ہی بنی رہنا۔

۱۲ | لکڑی پر لٹکایا ہوا ملعون ہے پس حضرت عیسےٰ مصلوب نہیں ہوئے۔

۱۳ | اکثر فرقوں کا مسیح کی مصلوبی کو غلط جاننا جیسے کرسنتھے کارپوک راتی و گناسٹک وغیرہ۔

۱۴ | اگر ایسا ہو تو اس کا فائدہ صرف یہوداہ اسکریوطی کے لئے ہے۔

۱۵ | توبہ کا بپتسما لینے اور کامل انسان ہونے کے بموجب عقیدہ عیسائی مسیح کی قربانی بیداغ نہ تھی۔

۱۶ | مسیح کا مصلوب ہونا ضرور نہ تھا جبکہ حضرت آدم نے آپ اپنے گناہ کی دوہری سزا پائی۔

۱۷ | مسیح کی مصلوبی گناہ کے کفارہ کے لئے ضرور نہ تھی جبکہ مصلوبی سے پیشتر بھی مفلوج وغیرہ کے گناہ بخشے تھے جیسا کہ کلیسیا سکرمنٹ ۸ میں لکھ چکا ہوں اب اگر کوئی کہے کہ ان سارے اختلافات مندرجہ اناجیل کا اصل مطلب مصلوبی ہے تو پہلے اور تیسرے اور پانچویں اور گیارہویں سے پندرہویں کی باتیں اس کا جواب ہیں ہم نہیں دیکھنا چاہیے اور صحیح یوں ہے کہ مصلوبی اور انجیل نویسوں کا بیان دونوں غلط ہیں کیونکہ ایک کا غلط ہونا دوسرے کی غلطی کا نشان ہے یعنے اگر مصلوبی غلط ہے تو یہ انجیلیں بھی جنمیں مصلوبی مرقوم ہے بے تامل غلط ہو گئیں اور اگر یہ انجیلیں غلط ہیں تو مصلوبی آپ ہی غلط ہو گئی۔

اور ان اختلافوں کے رفع کرنے میں جو بعض مفسر جیسے جے ال اسکاٹ صاحب وغیرہ یہ راہ نکال گئے ہیں کہ چاروں انجیلوں کو اکٹھا کر کے ہر مختلف بات کو ترتیب وار ایک دوسرے کے بعد رکھ دیا مثلاً ایک انجیل میں لکھا ہے کہ ایک چور برا کہتا تھا

اور دوسری میں کہ دونوں اُس جگہہ مفسر نے لکہا کہ پہلے دونوں بُرا کہتے تھے پھر ایک نے توبہ کی فقط انجیل سے کہیں ان بناوٹوں کا ثبوت نہیں ہے صرف زبانی باتیں ہیں اور اس میں بڑی گنجایش ہے اگر دس انجیلیں جہوٹی اور ہوں تو انہیں بھی اسی طرح ترتیب دیکر ملا سکتے ہیں کہ ایک کا بیان تمام کرکے دوسرے کا بیان شروع کردیں اور اپنی طرف سے کہیں کہ اُس کے بعد یوں بھی ہوا تھا پس اِن مصنفوں کی صداقت اُن کے اس اختلافِ بیان سے ظاہر ہے کیونکہ تو اپنی باتوں ہی سے راست کار گنا جائیگا اور اپنی باتوں ہی سے گنہگار ٹھہرے گا متی ۱۲ باب ۳۷۔

۱۸ | متی ۲۷ باب ۵۹ میں لکہا ہے کہ یوسف نے سوتی کپڑے میں حضرت عیسےٰ کی لاش لپیٹ کر دفن کی تھی اور لوقا ۲۳ باب ۵۳ میں لکہا ہے کہ یوسف نے کتان میں حضرت عیسےٰ کی لاش لپیٹ کر دفن کی تھی اور یوحنا ۱۹ باب ۳۸ و ۳۹ میں لکہا ہے کہ یوسف اور نقودیموس نے پچاس سیر مُر اور عود ملا کر یہودی دستور کے موافق کفنایا تھا اور سوا یوحنا کے اور کسی انجیل میں مُر وغیرہ کا ذکر نہیں ہے اور نہ نقودیموس کا ذکر ہے۔

منادی

قیاساً حضرت عیسےٰ کے آسمان پر جائیگا اگر ان انجیلوں میں ذکر ہے تو وہ وقت ہوگا جس کا متی ۱۷ باب ۱ و ۲ مرقس ۹ باب ۲ و ۳ لوقا ۹ باب ۲۹ میں بیان ہے کہ حضرت عیسےٰ کے چہرے کی رنگت تبدیل ہوگئی تھی چونکہ مسیح نے جب یہ نصیحت کی کہ اِن میں سے جو یہاں کھڑے ہیں جب تک مجھے پھر آتے (یعنے قیامت کے دن آسمان سے آتے) دیکھہ نہ لیں جیتے رہیں گے انتہیٰ متی ۱۶ باب ۲۸ مرقس ۹ باب ۱ لوقا ۹ باب ۲۷۔ اور اس نصیحت کے چھٹے دن بعد متی اور مرقس کے مطابق اور تخمیناً آٹھہ روز بعد لوقا ۹ باب ۲۸ کے مطابق حضرت عیسےٰ کا چہرہ بدل گیا تھا دیکھو متی ۱۷ باب ۱ اور مرقس ۹ باب ۲۔ اور دوسرا وہ وقت کہ دو شاگردوں کو دوسری صورت میں مسیح کا نظر آنا مرقس ۱۶ باب ۱۲ میں لکہا ہے۔ اور تیسرے وہ کہ مریم مگدلینی نے مسیح کو

دیکھکر نہ پہچانا تھا بلکہ سمجھی کہ کوئی باغبان ہے یوحنا ۲۰ باب ۱۴ و ۱۵- اگرچہ یہ پچھلے دو بیان مصلوبی کے بعد کے ہیں مگر یہ تینوں بیان مسیح ؑ کے اُس شبیہ بدل جانے سے اشارہ کرتے ہیں جس کا عقیدہ سرنتھی اور کارپوک راتی وغیرہ قدیم عیسائی فرقے رکھتے تھے اور ان تینوں بیانوں کی پوری ترتیب کرنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسا کہ ان انجیلوں کی ترتیب ناممکن ہے۔

اور اس کے سوائے یہ بات دانشمند کے سمجھنے کو کافی ہے کہ حضرت عیسےٰ ؑ بموجب عقیدہ عیسائی صلیب پانے کے بعد جب جی اُٹھے تو انسانیت کے ساتھ آسمان پر گئے کیونکہ اگر بعد مصلوبی کے وہ انسانیت حضرت عیسےٰ ؑ میں باقی نہ رہی ہوتی تو پھر جی اُٹھنے کا ثبوت کیا تھا اور اگر اُسی انسانیت سے آسمان پر نگئے ہوتے تو آسمان پر جانے کی فضیلت کیا تھی یوں تو جو شخص مرتا ہے ہر ایک کی روح آسمان پر جاتی ہے مگر فضیلت یہ تھی کہ حضرت الیاس ؑ اور حضرت ادریس یعنے حنوک کی طرح انسانی جسم کے ساتھ آسمان پر حضرت عیسےٰ ؑ بھی اوٹھائے گئے تعلیم الایمان چھاپہ لدھیانہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۵۵ میں ہے کہ مسیح ؑ اوسی وجود سے جو مردوں میں سے اوٹھا تھا آسمان پر چڑھ گیا چنانچہ یہی بات مسیح ؑ اور تھوما کی گفتگو سے بھی ثابت ہے انتہے۔

یوحنا ۲۰ باب ۲۷ لوقا ۲۴ باب ۳۹- اور چونکہ حضرت عیسےٰ ؑ نے عیسائی عقیدے کے بموجب انسان کے گناہوں کے فدیہ میں اپنی جان دی تھی افسیوں کا ۵ باب ۲ تو جو چیز کہ فدیہ میں دی جاتی ہے تو اُسے پھر لوٹا اور پھیر نہیں لیتے ہیں یا جو برہ قربان کیا جاتا ہے اُسے پھر چراگاہ میں چرتا ہوا نہیں پاتے پس حضرت عیسےٰ ؑ کو بھی صلیب پانے کے بعد انسانیت کے ساتھ جی اُٹھنا لازم نہ تھا تاکہ قربانی اور فدیہ مقبول ہو اور خدا کی طرف سے عطا تو یہ لقائے تو کا معاملہ نہ ٹھہر جائے اس سے ظاہر ہے کہ قصہ صلیب کو حضرت عیسےٰ ؑ سے کچھ علاقہ نہیں۔

اور یہ جو عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ ؑ سے پیشتر جو قربانی گذرانی جاتی تھی وہ حضرت عیسےٰ ؑ کو قربان ہونے کا نمونہ اور نشان تھا اور اب کہ حضرت عیسےٰ ؑ آپ قربان ہوئے تو

اُس بھیڑ بکری کی قربانی کی حاجت نہیں رہی لیکن کیوں حضرت عیسےٰ نے حضرت نوحؑ کے وقت سے ہزارون برس تک آنے میں دیری کی کر کروڑوں بھیڑ بکریوں کی قربانی میں جان گئی اگر پیشتر سے تشریف لاتے تو اتنے حیوان کیوں قربانی میں بے جان ہوتے دوسرے یہ کہ حضرت اسحاقؑ یا حضرت اسمٰعیلؑ کی جگہہ تو خدا نے برہ قربان ہونے کے لئے بھیجا پیدایش ۲۲ باب ۱۳-اور برہ کی جگہ حضرت عیسےٰؑ کو قربان ہونے کے لئے بھیجا یہ عجیب بات ہے وہان انسان کے بدلے حیوان قربانی ہوا اور یہاں حیوان کے بدلے انسان قربانی ہوا اور انسان بھی وہ کہ جو خدا تھا مگر وہاں تو حضرت اسحاقؑ کی جان خدا کو بچانا منظور تھی اور یہاں برہ کی جان بچانا کیا ضرور تھا کیونکہ وہ تو یوں بھی انسان کی خورش کے لئے ذبح ہوا کرتے ہیں پھر یہ کہ قربانی کا برہ بالکل کہایا جاتا تہا تعلیم الایمان مطبوعہ لدہیانہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۱۹ سطر ۳) اور حضرت عیسےٰؑ تو جسم کے ساتھ آسمان پر موجود ہیں پھر وہ برہ کی قربانی مسیحؑ کی مصلوبی کا نشان کیونکر ہوئی۔

کلیسیا ۹

کہ جس میں چار پیشین گوئیاں مرقومہ کتب مقدسہ اہل کتاب وغیرہ بحق حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قال اللہ تعالےٰ جل شانہ

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (قرآن) (سورہ اعراف آیت ۱۵۷ رکوع ۱۹)

پس وہ (یعنے اپنی رحمت) لکھ دوں گا اُن کو جو پرہیزگار ہیں اور دیتے ہیں زکوۃ اور ہماری آیتوں کا یقین کرتے ہیں وہ تابع ہوتے ہیں اس رسول امی نبی کے جس کو پاویں گے لکھا ہوا اپنے پاس توریت و انجیل میں وہ اُن کو حکم دے گا نیک کام کے واسطے اور منع کرے گا برائی سے

از شہادت قرآنی چھاپہ لکھنؤ مطبع منشی نول کشور ۱۸۶۱ء صفحہ ۸۱ فصل ۶۱۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مُسْلِمٌ اَبُوْذَرٍّ اِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَ اَرْضًا یُذْکَرُ فِیْهَا الْقِیْرَاطُ وَیُرْوٰی سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِیَ اَرْضٌ یُسَمّٰی فِیْهَا الْقِیْرَاطُ۔

(رواہ مسلم)

مسلم میں ابوذر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ البتہ تم آگے فتح کروگے اُس زمین کو جس میں قیراط کا رواج ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فتح کروگے ملک مصر اور وہ زمین ہے جس میں قیراط کا نام مشہور ہے (از مشارق الانوار حدیث ۱۰۸۹)

عیسائی اور یہودی ہمیشہ یوں سورج پر خاک ڈالا کرتے ہیں کہ حضرت نبی اسلام یعنے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اور دین اسلام کی بابت کوئی پیشین گوئی توریت و انجیل میں نہیں ہے اگرچہ متقدمین اسلام نے بہت سی پیشین گوئیاں اسلام کی بابت توریت و انجیل سے بیان کی ہیں اب میں بھی ایک ایسی پیشین گوئی کتاب یسعیاہ سے کہ جو عیسائیوں میں وفور اعتبار اور عظمت کے سبب پانچویں انجیل کہلاتی ہے اور حضرت یسعیاہ بمحاورہ فرقۂ یہود انبیاء کلاں میں سے سمجھے جاتے ہیں (دیکھو کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الٰہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۴۸ سوال ۱۸۲-۱۸۱ و صفحہ ۶۱ سوال ۲۳۳) لکھوں کہ جب سنتے ہی کان پکارا ٹھیں کہ ہاں یونہی ہے اور اس کے بعد اور کچھ حاجت نہیں۔

پیشین گوئی نمبر ۱

یسعیاہ ۱۹ باب ۱۹-۲۳ میں لکھا ہے اُس روز مصر کی مملکت کے بیچوں بیچ خداوند کا ایک مذبح اور اس کی سرحد میں خداوند کا ایک ستون ہوگا اور مصر کی سرزمین میں رب الافواج کا ایک نشان اور ایک گواہ ہوگا کہ وے ستمگروں کے ظلم سے خداوند کو پکاریں گے اور وہ اُن کے لئے ایک شفیع اور ایک نجات دینے والا بھیجے گا اور وہی اُنہیں نجات دیگا اُس دن خداوند مصر میں جانا جائے گا اور مصری خداوند کو پہچانیں گے اور ذبیحہ اور ہدیہ گذرانیں گے ہاں وے خداوند کی نذریں مانیں گے اور ادا کریں گے اور خداوند مصر کو

مارے گا اور وہی چنگا کرے گا اور وے خداوند کی طرف رجوع ہوں گے اور وہ اُن کی دعا سُنے گا اور اُنہیں صحت بخشے گا اُس روز مصر سے اسور تک ایک شاہ راہ ہوگی اور اسوری مصر میں آویں گے اور مصری اسور کو جاویں گے اور مصری اسوریوں کے ساتھہ ملکے عبادت کریں گے یہ پیشین گوئی حضرت یسعیاہ نبی نے مسیحی حساب کے مطابق حضرت عیسےٰ ؑ سے سات سو چودہ برس پیشتر الہام الٰہی سے کی تھی اُس وقت میں اہل مصر کی خاص دو حالتیں تہیں ایک تو یہ کہ وے سب بُت پرست تھے اور دوسرے یہ کہ اسور اور مصر کے بادشاہوں میں ہمیشہ مخالفت اور لڑائی رہا کرتی تھی اس پیشین گوئی میں خدا فرماتا ہے کہ وے بُت پرستی کو چھوڑ کر خدا کی طرف رجوع لاویں گے اور خدا کے نام کی قربانی گذرانیں گے اور خدا اُن کے لئے ایک شفیع بھیجے گا اور خدا مصر کو مارے گا اور پھر چنگا بھی کرے گا اور مصر اور اسور میں موافقت ہو جاوے گی اور مصری اور اسوری ساتھہ ملکر عبادت کریں گے انتہیٰ۔

اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے یسعیاہ ۱۹ باب کی ۲۳ وغیرہ آیتوں کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مدت تک اسوری مصریوں سے لڑتے رہے لیکن یہاں پیشین گوئی ہے کہ یہ آپس میں ملجائیں گے اور اسرائیلیوں کے ساتھہ خداوند کی عبادت کریں گے اور یوں بنی اسرائیل اِن دونوں قوموں کے لئے بسبب اظہار راہ نجات نعمت ہوں گے اور خداوند انہیں مبارک کرے گا اور اُن پر یوں عنایت کرے گا گویا کہ یہ اُس کے لوگ اور اُس کے ہاتھہ کی صنعتیں ہیں جو تقدیس میں تازہ مخلوق ہوئیں جس طرح کہ وہ بنی اسرائیل کے ساتھہ جو اُس کے وارث ہیں کرتا رہا تو تہہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہاتھہ کی صنعت ہمیشہ اس پیغمبر کے محاورہ میں وہ لوگ مراد ہیں جو خدا سے عہد کر چکے اور اُس کی جماعت میں شریک ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیشین گوئی اور شاید اس عجیب پیشین گوئی کی بعض خبر ہنوز پوری ہونا باقی ہیں ہاں مذہب عیسائی کچھہ دنوں تک اُن ملکوں میں پھیلا تو ضرور رہا لیکن اب تک یہ سامان جنکا یہ نبوت انتظار کرا رہی ہے نہیں ہوئے انتہیٰ۔

سلہ اس مفسر کے قول سے اتنا تو ثابت ہوا کہ یہ پیشین گوئی عیسائیوں کے حق میں ابھی تک پوری نہیں ہوئی ہے

پادری فانڈر نے میزان الحق چھاپہ آگرہ سنہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۲۲۸ و مطبوعہ لدہیانہ سنہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۲۶۹ میں لکھا ہے کہ سنہ ۲۱ھ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں سعد بن ابی وقاص نے ایران اور اسی عہد میں خالد اور معاویہ نے شام کا ملک اور عمرو بن العاص نے مصر کو فتح کیا تھا انتہےٰ پس ایک ہزار اور دو سو برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی چنانچہ سیر الاسلام صفحہ ۴۴ و ۴۵ میں لکھا ہے کہ ۲۳ ہزار مسلمان جنگ اسکندریہ میں شہید ہوئے (سنہ ۶۳۸ء میں) عمرو نے خلیفہ کو لکھا کہ بڑا شہر مغربی میرے قبضہ میں آگیا ممکن نہیں کہ میں اس کی دولت اور خوبی کا بیان کروں اور اتنا لکھنا کافی ہے کہ اس میں چار ہزار محل اور چار ہزار حمام اور چار ہزار تماشہ گاہ اور بارہ ہزار دوکانیں کنجڑوں کی اور چالیس ہزار یہودی باجگذار ہیں اس شہر کو صلح یا شرط سے نہیں لیا بلکہ ہتیار کے زور سے اس پر قابض ہوئے اور مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ اپنی اس فتح سے نفع اوٹھاویں حضرت عمرؓ نے لکھ بہیجا کہ رعیت کے مال کو ہاتھ نہ لگاویں اور خزانہ بادشاہی کو واسطے تعلیم کرنے وحدانیت خدا اور پیغاموں رسول کے رہنے دیں انتہےٰ الغرض کوئی مسلمان اور عیسائی اور یہودی بلکہ بت پرست بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مصر میں خدا پرستی جاری ہے اور مصری اور اسوریوں کا ایک ہی دین اسلام اور ان میں ایک ہی خدا کی پرستش ہوتی ہے اور مصری اسوریوں کے ساتھ اور اسوری مصریوں کے ساتھ گھروں اور مسجدوں میں مل کے عبادت کرتے یعنے نماز جماعت ادا کرتے ہیں اور ان دونوں میں کسی طرح کا خطرہ مخالفت وجدال باقی نہیں رہا اور مصر سے اسور تک ایک شاہ راہ ہو گئی کہ وہ دونوں آپس میں موافقت اور رسم و راہ رکھتے ہیں اب کون کہہ سکتا ہے کہ اس پیشین گوئی کے پورے ہونے میں کوئی بات باقی رہ گئی جو کہ سوا دین اسلام کے اور کسی دین کے مصر و اسور میں جاری ہونے سے مراد ہے پھر یہ کہ وے ستم گروں کے ظلم سے خداوند کو پکاریں گے انتہےٰ سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۵۴ میں لکھا ہے کہ اہل مصر یا نصارے کچھ مسلمانوں کے آنے سے خوش ہوئے انہوں نے (یعنے مصریوں نے) بسبب اصول اور قواعد اپنے مذہب کے شہنشاہوں

استنبول کے ہاتھ سے بہت ایذا اوٹھانی تھی اور اس نے انہیں تبدیلی حکومت کی توقع سے خوشی حاصل ہوئی انتہٰے اس کے لئے ایک اور خاص دلیل یہ ہے کہ مصر میں قربانی خدا کے نام کی گذرانی جاتی ہے جیساکہ پیشین گوئی میں لکھا ہے کہ ذبیحے اور ہدیے گذرانیں گے انتہٰے اور یہ خاص نشان دین اسلام کا ہے کیونکہ یہودی سوائے ہیکل یروسلم کے اور کہیں قربانی نہیں گذرانتے تھے اور وہ چھ سو برس پیشتر آغاز اسلام سے بالکل برباد ہوگئی اور اسی کی بنا پر اسلامی مسجد تیار ہوئی اور عیسائیوں میں باوجود عقیدۂ مصلوبی مسیح ؑ قربانی گذراننا ناجائز ہے اب قریب تیرہ سو برس سے جو مصر میں اہل اسلام قربانیاں گذرانتے ہیں منجملہ او بہت علامتوں کے کہ مذہب حق میں ہوتی ہیں ایک یہی علامت مذہب حق ہونے کی اسلام کی بابت تمام عالم میں آفتاب کی طرح روشن ہے کہ مصری لوگ اسلام قبول کرکے اسی خدا کی جو ابراہیم ؑ اور اسحاق ؑ اور یعقوب ؑ کا خدا ہے مصر میں قربانی گذرانتے ہیں اور چونکہ اونیسویں آیت میں مذبح کا لفظ موجود ہے اس سے ذبیحہ (آیت ۲۱) یا قربانی کی کوئی اور تاویل نہیں ہوسکتی سوا جانور ذبح کرنے کے جیساکہ مسلمانوں میں دستور ہے ایک اور پہچان بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت یسعیاہ الہام الٰہی سے فرماتے ہیں کہ اس دن خداوند مصر میں جانا جائے گا انتہٰے یہ بات مصر میں اسلام ہی کے سبب سے پائی گئی ورنہ یہودی اور عیسائی الٰہی خداپرستی کو تو مصر والے آغاز اسلام سے پہلے ہی جانتے تھے چنانچہ ہزاروں یہودی اور عیسائی مصر میں بستے تھے تو بھی نہ ان دونوں ملکوں والوں نے خداوند کے لئے کبھی ذبیحے گذرانے اور نہ ان دونوں کے آپس میں موافقت ہوئی مگر اس پیشین گوئی میں اس دن کا لفظ اسی دن سے پکار رہا ہے کہ اسلامی خداپرستی سے اہل مصر واقف ہوں گے یعنے جس دن اسلامی خداپرستی مصر میں پھیلے گی اس دن خداوند مصر میں جانا جائے گا اور مصری خداوند کو پہچانیں گے اور ذبیحے (یعنی قربانی) اور ہدیے گذرانیں گے۔

پھر یہ کہ خداوند مصر کو مارے گا وہی مارے گا اور وہی چنگا کرے گا انتہٰے یہ اہل مصر کا

لشکر اسلام سے شکست کہانا اور مارا جانا مراد ہے چنانچہ سب اہل تواریخ جانتے ہیں کہ ملک مصر صلح[1] یا شرط سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے تصرف اسلام میں آیا (دیکھو سیر الاسلام مطبوعہ ۱۸۴۵ء باب ۲ صفحہ ۵۴) اور وہی جنگا کرے گا انتہے۔ اس سے زیادہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لڑائی میں اہل مصر کا مغلوب ہونا اور پھر تسلط اسلام کے امن میں رہنا بیان ہوا ہے چونکہ یہودیوں کو بار بار مصریوں اور اسوریوں نے آپ بار کر مغلوب کیا تھا چنانچہ سیسق اور انتیوکس وغیرہ کے حالات سے ظاہر ہے اور اس پیشین گوئی میں تو اہل مسر کے مغلوب ہونے کا ذکر ہے اور عیسائی لوگ دین کے واسطے لڑنا ہرگز جائز نہیں سمجھتے پس اس پیشین گوئی میں سوا اہل اسلام کے اور کسی کا حصہ نہیں ہے پھر یہ کہ انہیں صحت بخشے گا مصریوں نے بادشاہوں تولومی کے وقت میں اور رومیوں نے سلطنت میں ٹریجن قیصر کی بہت سعی کی کہ ایک نہر واسطے آمد و رفت اجناس کے دریائے نیل اور بحر قلزم کے بیچ میں تیار کریں لیکن یہ امید اُن کی نہ برآئی حضرت عمرؓ کے حکم سے عمرو بن العاص کے سپاہیوں نے یہ نہر اسی میل لمبی کہو دی اور وہ جاری اور محفوظ رہی انتہے از سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۲۶۴ پس جو تمنا کہ مصریوں کو ایک مدت سے تھی اور جو مرض پورا نا ہو رہا تھا اُس کے لئے یہ نہر صحت بخش بلکہ چشمہ زندگی یا کہ آب حیات ہو گئی لیکن اگر اہل کتاب کو یقین ہو تو وہ مضمون جو اہل مصر کی طغیانی رود نیل کے وقت ہر سال اُس میں ایک لڑکے کو پھینک نے کا دستور ہو قوف کرنے کے واسطے حضرت عمرؓ سے ظہور میں آیا اہل مصر کے لئے زیادہ صحت بخش ہے فیران بادشاہ مصر سیسا سترس[2] کی گدی پر بیٹھا مگر چونکہ اُس کی بات اُسی کے ساتھ تھی تو اُس کی شان و شوکت کو نہ پہونچا ہیروڈوٹس صاحب کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ اپنے بزرگوں کی راہ پر نہ چلا چنانچہ ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ نیل کی طغیانی وقت

---

[1] دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۱۰۷ میں ہے کہ ملک یہودیہ اسوری فارسی یونانی اور رومی لوگوں کے تحت میں آیا انتہے ۱۲

[2] سیسا سترس یعنے سیسق از لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ جدول تاریخ یہ سیسا سترس سنہ عیسوی سے ۹۷۱ برس پیشتر مصر رجعام بن سلیمان میں تھا ۱۲

تک پہنچی اور اس بادشاہ نوجوان نے پانی کے جوش وخروش اور موجوں کے زور شور پر تاؤ کھا کر دریا کے تیر مارا اور اپنے گمان فاسد میں اُس کو (یعنے دریا کو) گستاخی کی سزادی اگر یہ بات سچ ہے تو اُس نے وہیں یہ سزا پائی کہ اُس کی آنکھوں میں پانی اوتر آیا اور جو کچھ کیا تھا وہ اُس کے آگے آگیا انتہے۔ از قدیم تاریخ مصر مؤلفہ رولن صاحب ترجمہ سین ٹیفک سوسئٹی مطبوعہ الہ آباد گورنمنٹ پریس ۱۸۶۴ء صفحہ ۸۵۔ اب اس واقعہ کو حضرت عمرؓ کی اُس کرامت سے جو رود نیل کی نسبت ابھی بیان ہو چکی مقابلہ کرنا چاہیے اس مقام پر ایک بڑا اشارہ سمجھنے کے لائق یہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے ایک ساتھ مصر اور اسور کی بابت یہ پیشین گوئی فرمائی یعنے ضرور ہوا کہ ایک ہی ساتھ ان دونوں ملکوں کی یہ سب حالتیں بدل جائیں حالانکہ اُس وقت میں جب پیشین گوئی ہوئی اُن دونوں ملکوں کی بادشاہتیں جدا جدا تھیں جس طرح بت پرستی کے عقاید اور دستور اُن دونوں میں جدا جدا تھے اور ایک ہی دفعہ ان دونوں ملک والوں کی یہ سب حالتیں بدل جانا ایسا امر عظیم بلکہ ناممکن تھا کہ کسی انسان کے تو کیا بلکہ فرشتے کے بھی خیال میں نہ آسکے لیکن قادر مطلق خدا جس نے یہ پیشین گوئی فرمائی ہی سب کچھ کر بھی سکتا تھا چنانچہ پادری فانڈر صاحب کے قول سے میں لکھہ چکا ہوں کہ قریب ہی زمانہ میں خالد اور معاویہ نے شام اور عمرو بن العاص نے مصر خلافت حضرت عمرؓ میں فتح کیا تب ہی سے یہ دونوں ملک دار الاسلام اور ایک ہی سلطنت سے متعلق ہو گئے کہ پھر کسی طرح کی جنگ وجدال کا موقع ہی نہ رہا اور کشف الآثار مطبوعہ ۱۸۴۶ء صفحہ ۱۳۸ میں لکھا ہے کہ مصر ۲۱ھ میں لشکر اسلام نے فتح کیا انتہے پس ہر شخص اس پیشین گوئی کی آیتوں کو پڑھ کر فوراً یہ کہدے گا کہ یہ پیشین گوئی مصر اور اسور میں دین اسلام کے جاری ہونے سے پوری ہو چکی اور اس کے پورے ہونے سے یہ بات ثابت ہے کہ دین اسلام بھی سچا دین ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مصریوں کے بھی شفیع ہیں جیسے اپنی ساری امت کے شفیع ہیں اگرچہ یہود و نصارےٰ اس بات میں اپنے دل کو سخت کریں مگر اس سے خدا

کے بندوبست میں کچھ نقصان واقع نہیں ہوتا اور یہ سخت دلی بھی کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ توریت میں سے جہاں جہاں مسیح کی خبر عیسائی علما بتاتے ہیں یہودی اب تک اُسے اپنے طور پر ثابت ہونے نہیں دیتے اور کسی اور مسیح کی جسے اہل اسلام مسیح الدجال کہتے ہیں منتظر ہیں اسی طرح عیسائی بھی حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کی خبر توریت وانجیل سے ثابت ہونے نہیں دیتے اگلے فلاسفہ بھی انبیاء علیہم السلام کی باتوں کو اپنے نزدیک بے اصل سمجھتے تھے مگر خدا کے حضور نہ حکمت چلتی ہے نہ زبان درازی کام آتی ہے کہاں حکیم کہاں فقیہ کہاں اس جہان کا بحث کرنے والا کیا خدا نے اس دنیا کی حکمت کو بے وقوفی نہیں ٹھہرایا اول قرنتیون کا باب ۲۰۔

واضح ہو کہ مصر جس کے پائے تخت کا نام القاہرہ اور مصر بھی کہتے ہیں مزرائیم یا مصر نامی حام کا بیٹا اُس کا بانی تھا وہ ملک افریقہ کے برّ اعظم کے پورب اور اتر کے کونے میں ایک لمبے وادی کے درمیان جس کے بیچ دریائے نیل بہتا ہے واقع ہے از طلوع آفتاب صداقت مطبوعہ مرزاپور باہتمام پادری ایم اے شیرنگ صاحب ۱۸۶۰ء ناتھ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹی کی طرف سے صفحہ ۹

اسور جس کا دار السلطنت شہر نینوی تھا جہاں کا بادشاہ سلم نصر (یا سلمن آذر) بنی اسرائیل کے دس فرقوں کو مغلوب اور اسیر کرکے لے گیا اور انہیں مادے کی بستیوں میں بسایا یہ دار السلطنت دجلہ ندی کے کنارے پر تھا از طلوع آفتاب صداقت مطبوعہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۶ و ۷۔ اس کے ایک بادشاہ نے شہر دمشق کو ضبط کر لیا تھا دوسرا اسرائیلی ملک کو قبضے میں لاکر اُس کے باشندوں کو سات سو اکیس برس مسیح سے آگے اسیری میں لے گیا تھا تیسرے نے ملک یہوداہ کے دار السلطنت یروشلم پر حملہ کیا تھا سنہ ۲۰ء میں ایک مورخ لوسین نامی نے جو اُس اطراف میں رہتا تھا بیان کیا ہے کہ شہر نینوی بالکل برباد ہو گیا ہے اُس کا کوئی پتہ باقی نہیں رہا کوئی نہیں بتلا سکتا کہ اس کا مقام کہاں ہے از طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۶ و ۷

حضرت یونس ؑ اِسی دارالسلطنت میں خدا کی طرف سے بھیجے گئے تھے اُس شہر والوں نے توبہ کی اور اس کے سو برس بعد یہ شہر غضب الٰہی سے زمین کے اندر دھنس گیا اس سبب سے اُس کی ویرانی کا کچھ نشان باقی نہ رہا از سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۵ء صفحہ ۳۰۷ و ۳۰۴ یہ دارالسلطنت اسور یعنے شہر نینوی دجلہ کے کنار مشرق پر شہر موصل کے مقابل میں آباد تھا وہاں کے رہنے والے اپنی ہجرت کے زمانہ سے یہی نام اُس مقام کا بتاتے ہیں اسی جگہہ پر رومی بادشاہ ہرقل کے لشکر اور قشون خسرو پرویز سے قتال ہوا تھا اور گیبون مورخ لکھتا ہے کہ رومی لشکر دلیرانہ رود ارس سے دجلہ تک چلا آیا اور خسرو پرویز کی فوج کا سپہ سالار ہر اس کے ساتھہ اُن کا تعاقب کرتا رہا جب تک کہ اُس نے اپنے بادشاہ خسرو سے حکم قطعی نہ پایا کہ البتہ یکبارگی لڑائی کو تمام کرنا چاہیے اور کنار مشرق پر دجلہ کے شہر موصل کے مقابل قدیم زمانہ میں نینوی آباد تھا لیکن مدت سے یہ شہر (نینوی) اور کھنڈر اُس کے ناپدید ہوگئے پس یہ خالی مقام عرصہ قتال دونوں لشکروں کا ہوا انتہے از کشف الآثار فی قصص انبیاء بنی اسرائیل چھاپہ اڈن برغ ۱۸۴۶ء اصل زبان انگریزی مصنفہ ڈاکٹر کنیت قسیس کُتی سے پادری مریک صاحب نے فارسی میں ترجمہ کیا صفحہ ۹۵ - ۹۸ پس نینوی شہر ملک اسور کا دارالسلطنت تھا دیکھو مقدس کتاب کا احوال چھاپہ لندن ۱۸۶۱ء باب ۷، ۴ صفحہ ۱۱۳ - اور ۲ سلاطین ۱۹ باب جیسا کہ صفنیاہ ۲ باب ۱۳ میں ہے وہ اوتر پر اپنا ہاتھ چلاویگا اور اسور کو خراب کریگا اور نینوی کو ویران اور جنگل کی مانند خشک کرے گا انتہے بعضے لوگ خیال کرتے ہیں کہ نینوی وہ مقام ہے جسے اب کربلا یعنی مقتل امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کیونکہ کربلا کا ایک نام نینوی بھی ہے چنانچہ یہ بات ورچ صاحب کے بیان سے بھی جو ایک مدت تک بغداد شریف میں سرکار انگریزی کی طرف سے ایلچی رہی کچھہ ثابت ہوتی ہے دیکھو کشف الآثار صفحہ ۹۸ وہ دارالسلطنت خسف ہوگیا تھا اور وہ ملک سلطنت شام کا ایک ضلع ہوگیا چنانچہ اب تک ہے - یہ بھی معلوم کرنا چاہیے

کہ اسوریوں کے بت اور تھے یعنی نسروک اسوریوں کا معبود تھا ۲ سلاطین ۱۹ باب ۳۷ اور مسریوں کے بت اور تھے یعنے ونئیس وغیرہ دیکھو کیفیت نامہ ترجمہ پادری اسٹرن صاحب مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۷ء نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی کے لئے صفحہ ۳۴۲ جہان لکھا ہے کہ یہ عبادت ملک مصر سے اجرا ہو کر کنعان اور فونیکی ملک تک پہنچی رفتہ رفتہ استارات کی عبادت میں ایسی شامل ہوگئی کہ جہاں استارات کا ذکر ہے وہاں سیرت (جسے رومی فینس یا ونیس کہتے تھے کیفیت نامہ صفحہ ۳۴۲ سطر ۱۳) کی عبادت سے یہی مطلب ہے انتہے مگر اب تو وہاں دونوں ملکوں میں اسلام جاری ہے۔

رومن تواریخ کلیسیا حصہ ۲ صفحہ ۵۵ میں مصری عیسائیوں کا حال اس طرح لکھا ہے

قولہ اس شہر کے مسیحیوں کی خبر ایک رومی مورخ دوسپکس نامی کی کتاب میں ملتی ہے اُس نے قریب سنہ ۳۰۰ء میں روم کی تواریخ لکھی اور اُس میں ایک خط جو ادرین شہنشاہ نے ۱۳۴ء میں اسکندریہ کی سیر کر کے لکھا مندرج کیا خط مذکور میں یہ عبارت ہے کہ میں نے اہل مصر کو ہر اطراف میں دیکھا سب کو سبک مزاج اور متلون پایا سراپس (نام مصری بت) پرست مسیحی ہیں اور وہ جو آپ کو مسیحی اسقوف ظاہر کرتے ہیں سراپس کو مانتے ہیں انتہے۔

حزقئیل ۳۰ باب ۱۳ میں مصر کی بابت یہ پیشین گوئی ہے خداوند یہوواہ یوں فرماتا ہے کہ میں بتوں کو بھی تڑواؤں گا اور نوف میں .... سے مورتوں کو مٹا ڈالوں گا اور آگے کو مصر کی زمین کا کوئی بادشاہ نہوگا اور مصر کی زمین میں ایک دہشت رکھوں گا انتہے۔ یہ پیشین گوئی پانچسو بہتر برس پیشتر سنہ عیسوی سے حزقئیل نبی نے فرمائی تھی تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لدہیانہ باہتمام پادری روڈلف صاحب ۱۸۶۹ء جسے پہلے ڈاکٹر جان مکڈول صاحب نے زبان انگریزی میں لکھا اور ۱۸۳۹ء میں مطبوع بھی ہوئی تھی اُس کے صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے کہ پیشتر ملک مصر بہت ہی وسیع اور آباد تھا۔ اٹھارہ ہزار بڑے بڑے شہر اس سے متعلق تھے۔ اس کی عین ابادی کی حالت میں حزقئیل نبی نے یہ پیشین گوئی کی تھی سراسین (یعنے عرب) اور اُن

سے گے بعد مملوکس (یعنے مملوک) مصر کے حاکم ہوئے اور آخر کو ترک لوگ اُن پر قابض ہو گئے اور آجتک وے انہیں کے ماتحت ہیں اگرچہ یہ پیشین گوئی نبوت سے دو ہزار برس پیشتر کی گئی تو بھی ٹھیک ٹھیک پوری ہوئی انتہے۔ اس پیشین گوئی میں خدا فرماتا ہے کہ میں بتوں کو توڑواؤں گا پس یہ بت پرستی مصر کی وہاں دین اسلام کے رایج ہونے سے موقوف ہو گئی اور مسلمانوں کے ہاتھ سے خدا نے اُن کے بتوں کو توڑوایا اور پھر یہ کہ آگے کو کوئی مصر کی زمین کا بادشاہ نہوگا انتہے۔ سو یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ سلطنت روم یعنے استنبول کے ماتحت بلکہ اس سلطنت کا ایک صوبہ ہے جیساکہ مترجم تعلیم الایمان کے قول سے ثابت ہے کاش کہ اہل مصر اس پیشین گوئی پر غور کرکے اپنی حالت پر قناعت کرتے تو کبھی سلطان ترک کی فرماں برداری سے اُن کا جی سیر نہوتا اور ہمیشہ بے خطرہ رہتے۔

لب التواریخ مؤلفہ مدرس سکندر فریزر ٹیٹلر نوان چھاپا تصیح کی ہوئی اور کسفورڈ کے مدرسہ کے مدرس التواریخ ڈاکٹر ایڈورڈ نیرس کی اور بمبئی اڈوکیشن کمیٹی کے حکم سے کلکتہ میں اُردو ترجمہ لوئس وکاستا اسسٹنٹ سوپرنٹنڈنٹ پولیس متعلقہ صوبہ جات بنگالہ و بہار واڈویسہ جلد ۲ مطبوعہ مطبع چرچ مشن سنہ ۱۸۲۹ء صفحہ ۲ میں لکھا ہے **قولہ** یہودیوں کی امید اس بات کی کہ ایک مسیح آنے والا تھا اور مسیحیوں کا اعتقاد بسبب وعدہ ربانی کے کہ ایک تسکین دینے والا (پارہ قلت یا فارقلیط) آئے گا ان دونوں باتوں سے محمد نے فائدہ اوٹھایا اور کہا کہ وہی شخص تھا جو کہ سارے عالم کو آرام و شادمانی پر پہونچائے ماسوا اس کے عربوں کا بھی ایک قول ایسا رایج تھا جو کہ اس بات کی اعانت کرے کیونکہ اُن میں مشہور تھا کہ ایسا شخص قبیلہ قریش سے ظاہر ہوگا اور اُسی قوم سے خصوص محمد صلعم نکلا تھا تمت کلامہ بعینہ نقل کالاصل۔

قدیم رومیوں کے ایک نسخہ کتاب میں جو سبی لنون کہلاتا ہے یہ پیش خبری لکھی ہے کہ جس وقت میں رومیوں اور مصریوں کی سلطنت ملجائے گی اُسی وقت آدمیوں کے درمیان ایک نہایت زبردست بادشاہ ظاہر ہوگا جو

کارلؔ دیندار اور ممتاز ہوگا اور ہمیشہ تک سب ملکوں پر حکومت اور سلطنت کریگا فقط
قدیم الیمانیوں کی کتاب میں جو اِدا کہلاتی ہے لکھا ہے کہ ایک نہایت خوبصورت اور عزت دار جوانمرد آکر دیوتاؤں کے راج کو نیست کرے گا اور ایک دین اور ایک سچائی کی حکومت زمین پر قایم کرے گا فقط

چونکہ حضرت عیسےٰؑ نے رفیقوں کی قلت کے سبب سے فرمایا کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہیں ہے یوحنا ۱۸ باب ۳۶۔ اور پھر یہ کہ چڑیوں کو بسیرے اور لومڑیوں کو ماندیں ہیں پر ابن آدم (یعنے مسیحؑ) کو زمین پر سر رکھنے کی جگہہ نہیں ہے متی ۸ باب ۲۰۔ اور رومیوں میں تو ایک نہایت زبردست بادشاہ کی خبر ہے جبکہ مصر اور روم کی سلطنت ملجائے گی سو ظہور اسلام کے سبب ایسا ہی ہوا جو کہ روم یعنے قسطنطنیہ اور مصر کی سلطنت کے ملجانے سے علاقہ رکھتا تھا۔

واضح ہو کہ حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بقول پادری فانڈر قریب سات ہی برس بعد مصر میں حکومت اسلام قایم ہوئی یعنے ۶۴۱ء میں اور اسی سال میں روم کی سلطنت سے بھی اکثر ملک حکومت اسلام میں شامل ہوئے بلکہ اس سے پیشتر رومیوں نے اُسی سال جس سال میں کہ حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم نے وفات پائی بصرہ اور دمشق وغیرہ کے میدانوں میں فوج اسلام سے شکست کہائی اور یہ سب ملک جو اُن دنوں روم کی سلطنت کے بڑے صوبے تھے تصرف اسلام میں آئے یعنے وفات حضرت نبی آخر الزمان صلعم ہفتم جون ۶۳۲ء میں فتح بصرہ اُسی سال یعنے ۶۳۲ء میں فتح دمشق میدان اجنادین کی لڑائی میں اُسی سال یعنے ماہ جولائی ۶۳۲ء میں اور دوسری فتح ۶۳۴ء اور فتح حمص اور بعلبک ۶۳۵ء میں فتح بیت المقدس ۶۳۷ء میں فتح حلب ۶۳۸ء میں فتح انٹی اوک (یعنے انطاکیہ) بھی ۶۳۸ء میں فتح مصر بھی اسی سال یعنے ماہ جون ۶۳۸ء میں (از سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۲۵۔ ۴۵) لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۹ میں ہے کہ چند سال کے عرصہ میں اُس نے (یعنے حضرت صلعم نے

سارا ملک عرب کا مطیع کر لیا اور پھر ملک سیریا پر حملہ کر کے روم کی کئی شہروں کو اپنی اطاعت میں لایا تھا۔
اب رہا یہ اختلاف کہ پادری فانڈر کے قول سے قریب سات برس بعد وفات حضرت نبی اسلام صلعم کے مصر اور شام سنہ ۲۱ھ میں فتح ہوئے اور سیر الاسلام کے بموجب حضرت صلعم کی وفات کے چھ ۶ برس بعد اور قریب چھ برس بعد پہلے فتح دمشق کے مصر فتح ہوا یہ اختلاف کچھ بڑا نہیں ہے دستور ہے کہ ہر مہم میں اُس کے کامل سر ہونے تک کچھ عرصہ گذرتا ہے اور بعد فتح دار الریاست کے اُس کے توابع جو ملک ہوتے ہیں اُن میں تسلط ہونے تک بھی کچھ عرصہ گذرتا ہے چنانچہ ملک مصر میں چودہ مہینے تک لشکر اسلام نے صرف اسکندریہ کا محاصرہ کیا تھا اور ایران پر بھی سنہ ۶۳۲ع میں لشکر اسلام نے فتح پائی تھی مگر تمامی فتح ایران کی بقول پادری فانڈر سنہ ۲۱ھ اور بقول سنہ ۶۳۸ع میں ہوئی دیکھو سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۴۴ و ۴۵ پس سنہ ۶۳۲ع میں شام کی پہلی فتح اور سنہ ۶۳۸ع میں مصر کی پچھلی فتح ہوئی تھی اس حساب سے ان دونوں ملکوں کی آغاز فتح سنہ ۶۳۲ع کے ہی سال وفات رسول اللہ صلعم کا بھی ہے اور پچھلی فتح سنہ ۶۳۸ع میں ہوئی اُس کے سوا پادری فانڈر نے سنہ ۲۱ھ لکھے ہیں اور مہینے کا نام نہیں لکھا پس ممکن ہے کہ شروع سنہ ۲۱ھ ہو اور سال قمری یعنے ہجری اور سال شمسی یعنے عیسوی میں بھی جو تفاوت ہوتا ہے اسے سب جانتے ہیں اس حساب سے فتح شام اور مصر اور سال وفات رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں کچھ تفاوت واجبی نہیں ہے اور آدمیوں کے درمیان ظاہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ اُسی زمانہ میں دنیا کی قومیں حضرت نبی آخر الزمان صلعم سے خوب واقف ہوئیں اس کے سوا سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۴۱۔ ۴۳ لکھا ہے کہ فتح انطاکیہ سنہ ۶۳۸ع میں ہوئی یہ پچھلی بار تھی کہ فوج روم کی ہاتھ سے مسلمانوں کے قتل ہوئی۔ ایک وبا آئی اور اُس کے باعث سے بہت سے مسلمان بہ نسبت تلوار دشمن یا عیاشی انطاکیہ کے ہلاک ہوئے۔ اس سال پچیس ہزار آدمی موئے اور اہل عرب اپنا

برس ہجری کو ساتھ بڑے غم کے یاد کرتے ہیں تمت کلامہ اس سے ظاہر ہے کہ ۱۸ ھ میں مصر فتح ہوا کیونکہ یہی سال یعنے ۶۳۹ء مصر کی فتح کامل کا بھی ہے پادری فانڈر نے معلوم نہیں کس سبب سے ۲۱ ھ لکھے ہیں اور اس حساب سے وفات حضرت صلعم سے شام کی کامل فتح تک صرف پانچ برس کا عرصہ ہوتا ہے اور چونکہ حضرت یسعیاہ کی پیشین گوئی مصر اور اسور کی بابت تھی پس روم کی سلطنت میں سے انہیں ملکوں کے ملجانے اور وہاں دین اسلام جاری ہونے سے اس رومی کتاب سبھی نئون اور کتاب یسعیاہ کا مطلب پورا حاصل ہوتا ہے اور یہی روم اور مصر کا ملجانا ہے اور آخر وہ تمام سلطنت روم مع تخت گاہ کے تصرف اسلام میں درآیا اور مصر بھی مع اسور وغیرہ اس میں شامل رہا چنانچہ ابتک ہے۔

اور الیمانیوں میں جو اس کی خبر ہے کہ ایک خوبصورت اور عزت دار جوانمرد آکر بت پرستی کو نیست کرے گا الخ سو خوبصورتی اور شرافت حضرت صلعم کی تو مثل آفتاب روشن ہے کتاب سیر الاسلام صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے کہ مورخین تاریخ عربستان کے کہتے ہیں کہ حضرت صلعم بہت حسین و عقیل تھے انتہےٰ اور اسپانی ہمیبس جو کہ نہایت متعصب مسیحی ہے گواہی دیتا ہے کہ حضرت صلعم حسین اور ذہین تھے (سیل کا مقدمہ صفحہ) اور گبن صاحب مورخ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم حسن میں شہرۂ آفاق تھے از کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب صفحہ ۱۷۔

اور شرافت کی بابت دیباچہ رومن ترجمہ قرآن شریف صفحہ ۱۲ دفعہ ۲۲ میں جس پر علماء عیسائی نے اپنے طور کا حاشیہ اور دیباچہ لکھا اور ۱۸۴۴ء میں الہ آباد مشن پریس میں چھاپا لکھا ہے کہ محمد صلعم کا تولد درمیان اُس فرقے اور گھرانے کے جو اُن میں شریف الشرفا تھا یعنے قریش کے ہوا انتہےٰ اسی طرح سیر الاسلام صفحہ ۵ و ۶ میں دیکھنا چاہیے خاصکر صفحہ ۵ میں یہ فقرہ کہ عرب کی سب قوموں سے قریش کی قوم بڑی عزت دار تھی انتہےٰ اور جان ڈیون پورٹ صاحب کی کتاب صفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ آنحضرت ملک ایشیا کے سب میں بڑے نامی وگرامی آدمی تھے انتہےٰ۔

اور اسی طرح لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۷ سطر ۲ میں بھی ہے اور حمایۃ الاسلام مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء صفحہ ۹ دفعہ ۱۰ میں جو ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء کا ہے ڈاکٹر روبیت کے قول سے لکھا ہے کہ محمد صلعم عرب کے ایک نہایت معزز قوم اور نہایت عمدہ خاندان میں سے تھے۔ صورت میں شکیل اور اطوار میں رسیلے اور بے تکلف تھے۔ اور بلند حوصلگی وہ عنایت ہوئی جو طوفان مصیبت کو فرو کر سکے اور غیر معقول تعلیم کے قبایح کے مقابلہ میں فروغ پائی غرضکہ آپ جامع ان اوصاف کے تھے جو فی حد ذاتہا زیادہ عمدہ تھے انتہے۔

اور بت پرستی کے نیست ہونے کا مضمون ان عبارتوں سے جو میں لکھتا ہوں دریافت ہو جائے گا سیر الاسلام صفحہ ۱۵-۱۸ میں لکھا ہے ساتویں برس ہجری کے آخر میں اپنے وطن کے اندر جناب رسالت مآب صلعم امور دینی اور دنیوی کے سردار مقرر ہوئے۔ انہوں نے بتوں کو خانہ کعبہ کے توڑ ڈالا اور اس آلودگی سے اس مکان کو پاک کیا یہ حکم جاری ہوا کہ مکہ میں کوئی کافر نہ آوے اور رہنے پاوے مگر دوسرے شہروں میں ملک حجاز کے جن میں شہر مکہ و مدینہ واقع ہیں آنے جانے کی رخصت ہوئی۔ جناب باوقار کو حالت مذلت کفار قریش پر رحم آیا یا ان کی شجاعت کا لحاظ کیا اور مغلوب قریشوں سے فرمایا کہ اس شخص سے جس کو تم نے بہت ایذا دی ہے اور ستایا کیا رحم کی توقع رکھتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں بھروسہ آپ کی عالی ہمتی سے ہے رسول نے خدائے رحیم کے جواب دیا کہ یہ تمہارا اعتماد بہت صحیح ہے جاؤ ہمنے تمہیں امن دیا اور آزاد کیا۔

عرب کی اور قوموں سے جو کہ ریگستان میں رہتی تھیں تابعداری پیغمبر صلعم کی اختیار کی مگر فرقہ ہوازن ------------- اور طایف کے

رہنے والوں نے جو کہ تمام عربستان میں ایک نہایت زرخیز جگہہ ہے اور آب و ہوا اس ضلع کی بہت اچھی ہے مقابلہ کیا اور ان کی جان و مال دونوں برباد ہوئے اور بت ان کے توڑے گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایمان لائے اور بعد

ص۵ میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۵ء ص ۲۶۶

اُس کے تمام ملک عرب میں ایک مذہب اور ایک سلطنت ہو گئی۔ رسول کریم نے بعد مقرر کرنے اپنی سلطنت کے مکہ اور مدینہ میں ارادہ کیا کہ قرب وجوار کے بادشاہوں کو مذہب حق سے اطلاع دیں۔ ایک شخص واسطے پہنچانے پیغام رسالت کے بصرہ کو بھیجا گیا اور شرحبیل نے اُسے کہ امیر قوم نصرانی اور عربوں کا اور ہرقلیس شاہ استنبول کا تابعدار تھا دمشق کے نزدیک پکڑ کر مار ڈالا۔ گو کہ یہ ایذا بہت تھی مگر اس میں شکی کمال تھی۔ تین ہزار آدمی تیار ہوئے اور حضرت نے اُنہیں فرمایا کہ تم خدا کی راہ میں خوب شجاعت سے لڑنا اور بیان خوبیوں دنیا اور آخرت اور انعام غازیوں اور شہیدوں کا بہت فصاحت سے کیا اور کہا کہ دشمن کے خزانے کے سوا اور کسی کا مال رعیت میں سے نہ لوٹنا۔ میری مصیبتوں اور سختیوں کے عوض میں خانہ نشین لوگوں کو ایذا نہ دینا اور عورتوں اور دودھ پیتے بچوں اور بڈہوں کو جو مرنے کے قریب ہوں نہ چھیڑنا۔ مکان اُن لوگوں کے جو مقابلہ نکریں توڑنا نہیں اور وہ چیزیں جن کے وسیلے سے وہ اپنے اوقات بسر کرتے ہیں تباہ نکرنا اور پھلدار درختوں کو تلف نکرنا اور درخت کو ہاتھ نہ لگانا کیونکہ اہل شام کو اُس کے سایہ سے بہت آرام ہے۔ جنوب میں دمشق کے بیچ قریہ موتے ضلع بلقا کے اہل اسلام کا لشکر روم اور شام کی فوج سے مقابل ہوا۔ زید جو کہ غلامی سے آزاد کیا گیا تھا اور جعفر اور عبداللہ فوج اہل اسلام کے سردار مقرر ہوئے اور اُن کو جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ اگر تم میں سے ایک مارا جاوے دوسرا اُس کی جائے پر فوج کا سردار ہو اور یہ تینوں سردار نامدار اس لڑائی میں شہید ہوئے۔ گبن صاحب لکھتے ہیں کہ زید بعد ظاہر کرنے کمال شجاعت کے اول قطار میں شہید ہوئے۔ جعفر نے میدان شہادت میں بڑی مردانگی دکھلائی اور شجاعت سے نام کو روشن کیا جب اُن کا داہنا ہاتھ کٹ گیا اُنہوں نے علم کو بائیں ہاتھ میں لیا اور جب وہ بھی تن سے جدا ہو گیا اُنہوں نے اُس کو کٹے بازوؤں سے نچھوڑا آخر کار پچاس زخم کاری کہا کر زمین پر گرے اور درجہ شہادت کا حاصل کیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ اُن کی جگہہ پر آ کھڑے ہوئے اور بولے آگے بڑھو

بیان لڑائی ہونیکا جو روم والوں کیساتھ ہوئیں ۹ء

ساتھ یقین اور ایمان کے قدم آگے رکھو اور ہمارے لئے فتح یا بہشت ہے وہ بھی نیزہ سے ایک رومی کے شہید ہوئے اور خالد[1] نے جوکہ حال میں مسلمان ہوئے تھے جہنڈے کو گرنے نہ دیا نو تلواریں اُن کے ہاتھ میں ٹوٹیں اور نصرانیوں کو جو کہ مسلمانوں سے بہت تھے آپ نے شجاعت اور مردانگی سے ہٹا دیا۔ اسدن دشمنوں کا غلبہ رہا اور دوسرے دن خالد نے اپنے لشکر کو اس تدبیر سے لڑایا کہ فوج عدو کی سراسیمہ ہوگئی اور تفرقہ اُن کی جمعیت میں پڑگیا۔ اہل اسلام کا لشکر فتح یاب ہوا اور مدینہ کو ساتھ بڑی شوکت وشان اور تہوڑے سے مال غنیمت کے پھر آیا۔ خالد کی ہوشیاری اور چالاکی سے مذہب محمدی صلعم کی بہت ترقی ہوئی اور اُس نے اپنی جانفشانی اور دلاوری سے لقب سیف اللہ کا حاصل کیا انتہیٰ۔ اور رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء جلد ۲ صفحہ ۱۶۲ سطر ۱۹۔ اور صفحہ ۱۶۳ میں لکھا ہے خلفاء اسلام تہوڑے برسوں میں تمام ملکِ شام اور یہودیہ مع یروسلم اور فارس اور عراق اور مصر اور کوچک ایشیا پر غالب آئے۔ اُنھوں نے اپنے سب مخالفوں کو تلوار سے قتل کیا بتخانوں اور شہروں کو تباہ کیا اور اُن کے باشندوں سے دین محمد[illegible]ل کرایا اہل تواریخ لکھتے ہیں کہ بعد وفات حضرت نبی علیہ السلام کے بارہ برس کے اندر عرب لوگ چھتیس ۳۶ ہزار شہروں اور قلعوں پر قابض ہوئے اور مسیحیوں کے چار ہزار گرجوں کو ڈہا دیا شاید یہ مبالغہ ہے لیکن اتنا تحقیق ہے کہ وے ٹڈیوں کی فوج کی مانند فتح کرتے ہوئے پھیلتے گئے اور اُن کے موافق ملکوں کا بہت نقصان کیا شمالی افریقہ کا تمام ساحل جس پر بہت مسیحی جماعتیں مقیم تہیں اُن کے قبضہ میں آیا اور انہوں نے مسیحی دین کو اُن اطراف سے یہاں تک مٹا ڈالا کہ اُن کا نشان باقی نرہا صرف مصر میں کاپٹی (یعنے قبطی) اور فارس میں نسطوریانی عیسائی رہ گئے اور اُن کے سوا بعض اور مقاموں میں عیسائیوں کی چند چھوٹی جماعتیں مگر وے سخت ظلم اوٹھاکے رفتہ رفتہ نہایت پست اور خراب حال ہوگئیں۔

[1] خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۱۲

عربوں نے اپنے خلیفوں کے برگزیدہ کرنے کی بابت آپس میں جھگڑا کیا اور تین[1] برس تک اس لڑائی میں دل و جان سے مشغول رہے جس کے باعث مسیحیوں نے کچھ کچھ فرصت پائی اِن قضیوں کے سبب مسلمان لوگ شیعہ اور سُنی نامی دو جدے فرقوں[1] میں تقسیم ہو گئے شیعہ لوگ جو خصوصاً ملک فارس میں رہتے ہیں قرآن کے موافق چلتے ہیں مگر سُنی لوگ اگلے چار خلیفوں کی روایت یا قول کو بھی مانتے ہیں سنہ ۶۶۸ء میں وے غیر ملکوں پر پھر چڑھائی کرنے لگے اور سات برس تک شہر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا مگر اُن کی فوج لڑائی کی کسی زبردست چیز[2] یونانی آگ نامی کے وسیلے سے ہٹائی گئی سنہ ۷۰۰ء کے بعد وے افریقہ کے شمالی ساحل کے تمام ملکوں پر قابض ہو کر اور پچھم کے حد بحر اتلانتک کے پاس پہونچکر ابنائے جبر الٹر[3] کے پار ہو کر ملک اسپین میں غول کے غول داخل ہوے بلکہ اُن کا یہ ارادہ تھا کہ یورپ میں سے گذر کر خشکی کی راہ شہر قسطنطنیہ پر حملہ کریں اُس وقت وسگوتہہ لوگوں کا بادشاہ جو ملک اسپین کا حاکم تھا اُن سے دیر تک بڑی خونریزی کی لڑائی کر کے کہیت آیا تب عرب لوگ بے روک ٹوک ملک اسپین میں سے گذر کر کوہ پری نیز[4] کے پار ہوئے اور نیمس اور بسینس شہروں میں پہونچے اور جیسے تین سو برس پیشتر اُن لوگوں نے طوفان کی مانند یورپ سے آکر پچھم کی کلیسیاؤں کو نیست ہونے کے خطرہ میں ڈالا تھا ویسے پھر حملہ اور عربوں کی اِس تیز باڑھ کے باعث جو پچھم سے آئے وہ ہلاکت کے خوف میں پڑیں فرانس او ایلمان کے سب لوگ تھرتھرا گئے اِنتہے۔

[1] یہاں سے شیعوں کا مذہب بہ نسبت سُنیوں کے جدید معلوم ہوتا ہے کیونکہ جو لوگ عہد رسول اللہ صلعم اور زمانہ خلفا میں ترقی دین کے واسطے لڑتے تھے مورخ کے اِس قول سے کہ پھر چڑھائی کرنے لگے ثابت ہے کہ اُسی فرقہ کے لوگ بعد اُس کے بھی اِس کام میں سرگرم رہے ۱۲ [2] رومیوں نے ایک چیز نافتہ اور گندک اور رال سے جو کہ درخت صنوبر سے نکلتی ہے تیاری اور جہازوں کو اہل اسلام کے اِس سے تباہ و برباد کیا ترکیب سے مذکور کی ایسے اجزا قوی سے تھی کہ وہ پانی سے نہ بجھ سکتی تھی بلکہ زیادہ بھڑکتی تھی اور اِس سبب سے نام اُس کا آتش بحری رکھا گیا ۱۲

[3] جبر الٹر یعنے جبل الطارق کہ طارق نامی ایک سردار فوج اسلام کے نام سے جس نے اسپین کو فتح کیا تھا منسوب ہے ترکی میں اس کو جبل عطار کہتے ہیں طارق سے پہلے اسے کیلپ کا پہاڑ کہتے تھے از سیر الاسلام صفحہ ۴۳ ۱۲

[4] فرانس اور اسپین کے بیچ میں ایک سلسلہ پہاڑوں کا ہے جسے پری نیز کہتے ہیں ۱۲

اب اگر کوئی کہے کہ جب یہ قدیم رومیوں اور قدیم ایمانیوں کی پیشین گوئیاں سچ نہیں تو اُن کا دین بھی سچا ہوگا تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اُنہوں نے یہ بات قدیم خدا پرستوں سے سُنی ہوگی اور اُس کے ظہور کا انتظار کرتے ہوئے اپنی معتبر کتابوں میں درج کر رکھیں یا جیسے قدیم زمانہ میں خدا ہمارے باپ دادوں یعنے ابراہیم اور اسحاق سے وعدہ کے ساتھ ہمکلام ہوا اُن کے باپ دادوں سے بھی کسی وقت میں وعید کے ساتھ ہمکلام ہوا ہوگا اور اس کے لئے کچھ خدا پرستی کی خصوصیت نہیں ہے دیکھو بلعم بن باعور اور اُس کے گدھے کا حال گنتی ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ باب اور ابلیس سے خدا کا باتیں کرنا پیدایش ۳ باب ۱۴ و ۱۵-۱ اور اسی طرح کرنیلیوس رومی سے اعمال ۱۰ باب ۱-۴- اور عیسائی عقیدہ کے بموجب مسیح کا جو عیسائیوں کا خدا ہے اُس سامری عورت سے باتیں کرنا اسی طرح سمجھنا چاہیے یوحنا ۴ باب ۷-۲۶- اور خدا نے ابی ملک سے باتیں کیں جو جرار کا بادشاہ تھا جس کی بابت حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ ہرگز خدا کا خوف یہاں نہیں ہے (پیدایش ۲۰ باب ۱۱) دیکھو ایضاً ۲۰ باب ۳-۷ پس آجتک توریت و انجیل میں کوئی پیشین گوئی ایسی لکھی ہوگی کہ جس کی صداقت پر دنیا کے بُت پرستوں نے بھی گواہی دی ہو مگر یہ وہ پیشین گوئی ہے کہ جس سے اسلام کی شرافت نہ صرف دوسرے مذہب والوں کی الہامی کتاب سے ثابت ہوتی اور یہود اور نصاریٰ دونوں کو اس میں کسی طرح کے عذر کی گنجایش نہیں ہے بلکہ بُت پرستوں کو بھی اس کی صداقت اور اسلام کی فضیلت کا صاف اقرار ہے اور یہ کمال عنایت قادر ذوالجلال اور دین اسلام کی سراسر بلندی اقبال سمجھنا چاہیے ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ۔

سفرنگ وساتیر مطبوعہ ۱۸۶۴ء و ۱۲۸۰ھ نامہ شت ساسان نخست صفحہ ۱۸۸

و ۱۸۹ یعنے در آخر نامہ و آخر کتاب این پیشین گوئی مرقوم است (۵۴) از تازیان مردے پیدا شود یعنے از ملک عرب (۵۵) کہ از پیروان او یعنے از پیروان یزدان و دیہیم و تخت و کشور و آئین ہمہ برافتد اینہمہ در عہد حضرت عمر رض شد (۵۶) و شوند سرکشان زیردستان یعنے عرب (۵۷) ببینید بجاے پیکر گاہ و آتشکدہ خانہ آباد بے پیکر شد نماز برون سو یعنے بجانب

مسمار شوند خانہ کہ در تازیان است در ریگ ہا واوراں ساختہ آبا داست و دراں پیکر ہائے اختران بود گویند شود ان خانہ نماز بروں سو برداند ازاں پیکرہا آباد نام حضرت ابراہیم ؑ بانی کعبہ و ما دراں زمین یمن انتہے۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کیا یہ بات خیال میں آسکتی ہے کہ جس شخص نے اِس نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدلے جس میں اُس کے ہموطن (یعنے اہل عرب) مدت سے ڈوبے ہوئے تھے خدائے واحد برحق کی پرستش قایم کرنے سے بڑی بڑی دایم الاثر اصلاحیں کیں مثلاً اولادکشی کو موقوف کیا نشہ کی چیزوں کے استعمال کو اور قمار بازی کو جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہونچتا ہے منع کیا بہتایت سے کثرت ازدواج کا اُس وقت میں رواج تھا اُس کو بہت کچھ گھٹا کر محدود کیا غرضکہ ایسے بڑے اور سرگرم مصلح کو ہم فریبی ٹہراسکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسے شخص کی تمام کارروائی مکر پر مبنی تھی نہیں ایسا نہیں کہہ سکتے بیشک محمد صلعم بجز دلی نیک نیتی اور ایمانداری کے اور کسی سبب سے ایسے استقلال کے ساتھ اپنی کارروائی پر ابتدائے نزول وحی سے جو خدیجہ سے بیان کی اخیر دم تک جبکہ عائشہ کی گود میں شدت مرض میں وفات پائی مستعد نہیں رہ سکتے تھے جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے اور جو اُن سے بہت ربط وضبط رکھتے تھے اُن کو بھی کبھی اُن کی ریاکاری کا شبہہ نہیں ہوا اور کبھی اُنہوں نے اپنے نیک برتاؤ سے تجاوز نہیں کیا بیشک ایک نیک اور صادق طبیعت شخص جس کو اپنے خالق پر بھروسہ ہو اور جو ایمان اور رسم و رواج میں بہت بڑی اصلاح کرے حقیقت میں صاف صاف خدا کا ایک آلہ ہوتا ہے اُس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا پیغمبر ہے جس طرح خدائے تعالےٰ کے اور وفادار خادم گذرے ہیں اگرچہ اُن کی خدمتیں کامل نہیں اسی طرح محمد صلعم کو بھی ہم خدا کا ایسا سچا خادم کیوں نہ سمجھیں جس نے خدا تعالےٰ کی خدمت ایسی وفاداری سے کی جیسے اوروں نے جو مثل اوروں کی خدمت کے پوری اور کامل نہ تھی اس بات پر کیوں یقین نکیا جائے کہ اُس کو زمانہ اور اپنے ملک میں اپنی قوم کو خدا کی وحدانیت

اور تعظیم سکھلانے کے لئے اور اُن کے حالات کے مناسب اُن کو ملکی اور اخلاقی امور میں نصیحت کرنے کے لئے خدا نے بھیجا تھا اور وہ راست بازی اور نیک کرداری کا واعظ تھا انتہےٰ۔

ایڈورڈگبن صاحب لکھتے ہیں کہ محمد صلعم کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک صاف ہے قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے مکہ کے پیغمبر نے بتوں کی انسانوں کی ستاروں اور سیاروں کی پرستش کو اِس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شے طلوع ہوتی ہے غروب ہوجاتی ہے اور جو شے ہے وہ فانی ہوتی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہوجاتی ہے اُس نے اپنی معقول سرگرمی سے کائنات کے بانی کو ایک ایسا وجود تسلیم کیا جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ وہ کسی شکل میں محدود نہ کسی مکان میں اور نہ کوئی اُس کا ثانی موجود ہے جس سے اُس کو تشبیہ دے سکیں وہ ہمارے نہایت خفیہ ارادوں پر بھی آگاہ رہتا ہے۔ بغیر کسی اسباب کے موجود ہے۔ اخلاق اور عمل کا کمال جو اُس کو حاصل ہے وہ اُس کو اپنی ہی ذات سے حاصل ہے ان بڑے بڑے حقایق کو پیغمبر نے مشہور کیا اور اُس کے پیروؤں نے اُن کو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور قرآن کے مفسروں نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ اُن کی تشریح و تصریح کی ایک حکیم جو خدا تعالےٰ کے وجود اور اُس کے صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانوں کے مذکور بالا عقیدہ کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے موجودہ ادراک اور قوائے عقلی سے بہت بڑھکر ہے اِس لئے کہ جب ہم نے اُس نا معلوم چیز (یعنے خدا) کو زمان اور مکان اور حرکت اور مادہ اور حس اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کردیا تو پھر ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے کے لئے کیا چیز باقی رہی وہ اصل اول (یعنے ذات باریتعالےٰ) جس کی بنائے عقل اور وحی پر ہے محمدؐ کی شہادت سے استحکام کو پہونچی چنانچہ اُس کے معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہیں اور بتوں کو بیکار سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا انتہےٰ۔

مسٹر ٹامس کارلیل صاحب لکھتے ہیں کہ ہم لوگوں (یعنے عیسائیوں) میں جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد صلعم ایک پرفن اور فطرتی شخص اور گویا جھوٹ کے اوتار تھے اور اُن کا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے اب یہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہرتی جاتی ہیں جو جو جھوٹ باتیں دوراندیش اور مذہبی سرگرمی رکھنے والے آدمیوں (یعنے عیسائیوں) نے اُس انسان (یعنے محمد صلعم) کی نسبت قایم کی تھیں اب وہ الزام قطعًا ہماری روسیاہی کے باعث ہیں چنانچہ ایک یہ بات مشہور ہے کہ پاکوک صاحب نے جب گروٹیس صاحب سے پوچھا کہ یہ قصہ جو تم نے لکھا ہے کہ محمد صلعم نے ایک کبوتر کو تعلیم کیا تھا کہ وہ اُن کے کان میں سے ہیل نکالا کرتا تھا اور مشہور کیا تھا کہ وہ فرشتہ ہے جو اُن کے پاس وحی لایا کرتا ہے تو اس قصہ کی کیا سند ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس قصہ کی کوئی سند اور کچھ ثبوت نہیں (حمایۃ الاسلام صفحہ ۲۸ دفعہ ۱۴ میں بھی یہی مرقوم ہے) حقیقت یہ ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایسے ایسے قصوں کو بالکل چھوڑ دیا جاوے۔ جو جو باتیں اس انسان (یعنے محمد صلعم) نے اپنی زبان سے نکالیں بارہ سو برس سے اٹھارہ کروڑ آدمیوں کے لئے بمنزلہ ہدایت کے قایم ہیں ان اٹھارہ کروڑ آدمیوں کو بھی اُسی طرح خدا نے پیدا کیا ہے جس طرح ہم کو پیدا کیا ہے اس وقت جتنے آدمی محمد صلعم کے کلام پر اعتقاد رکھتے ہیں اس سے بڑھکر اور کسی کے کلام پر اس زمانہ کے لوگ یقین نہیں رکھتے پھر کیا ہم یہ خیال کرسکتے ہیں کہ جس کلام پر خدائے قادر مطلق کی اسقدر مخلوق زندگی بسر کرگئی اور اسی پر مرگئی کیا وہ ایسا جھوٹا کھیل ہے جیسا ایک بازیگر کا ہوتا ہے میں اپنے نزدیک ہرگز ایسا خیال نہیں کرسکتا بلکہ میں یہ نسبت اور چیزوں کے اُس پر جلد یقین کرتا ہوں اگر جھوٹی اور فریب کی باتیں دنیا میں اسقدر زور آور ہوں رواج پکڑ جائیں اور مسلم ٹھہر جائیں تو پھر اس دنیا کی نسبت کوئی کیا سمجھیگا۔ اس قسم کے خیالات جو بہت پھیلے ہوئے ہیں بہت ہی افسوس

سلہ دیکھو گبن صاحب کی کتاب موسوم بہ ڈِکلائین اینڈ فال کی جلد ۵ صفحہ ۱۱۸ مطبوعہ ۱۸۲۰ اون صاحب و موید الاسلام صفحہ ۲۵ اور انگریزی کتاب جہان و دین پرحط صفحہ ۳ ۱۲

کے قابل ہیں اگر ہمکو خدا کی سچی مخلوقات کا علم کچھ حاصل کرنا منظور ہو تو ہم کو ایسی باتوں پر یقین کرنا ہرگز نہیں چاہیے۔ وہ باتیں اُسی زمانہ میں پھیلی تھیں جبکہ توہمات کو بہت دخل تھا اور اُنہیں توہمات کے سبب خیال تھا کہ آدمی کی روحیں غمگیں خرابی میں پڑی ہوئی ہیں اور جو اُن کی ہلاکت کا سبب ہے۔ میرے نزدیک اس خیال سے کہ ایک جھوٹے آدمی نے ایک مذہب قایم کیا اور کوئی اِس سے زیادہ بد اور ناخدا پرست خیال دنیا میں نہیں پھیلا۔ بھلا یہ کب ہو سکتا ہے کہ ایک جھوٹا آدمی جو چونہ اور اینٹ اور مصالحہ کی حقیقت کو سچ نجانے اور پختہ مکان بنائے وہ پختہ مکان کا ہیکو ہوگا بلکہ خاک کا ایک ڈھیر ہوگا۔ بارہ سو برس تک اُس کو کب قیام ہو سکتا ہے اور اٹھارہ کروڑ آدمی اُس میں کب رہ سکتے ہیں بلکہ ابتک وہ مکان کبھی کا سر کے بل گر پڑا ہوتا ضرور ہے کہ ایک آدمی اپنے طریقوں کو قانون قدرت کے مطابق کرے اور قدرت کے سامانوں کی حقیقت کو سمجھے اور اُس پر عمل کرے ورنہ قدرت سے اُس کو یہ جواب ملے گا کہ نہیں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا جو جو قانون اور قاعدے خاص ہیں وہ خاص ہی رہتے ہیں عام نہیں ہو جاتے افسوس ہے کہ کوئی شخص مثل کاگ لسترویا اور ایسے ہی بہت سے دنیا کے سرآوردہ لوگوں کے چند روز کے لئے اپنے فن فطرت سے کامیاب ہو جاتے ہیں مگر اُن کی کامیابی ایک جعلی ہنڈوی کی مانند ہوتی ہے جس کو وہ اپنے نالایق ہاتھوں سے جاری کرتے ہیں اور خود الگ تھلگ رہتے ہیں اور اُن کو اُس کے سبب سے نقصان پہونچاتے ہیں مگر قدرت آگ کے شعلوں اور فرانسیسی ہنگاموں اور اسی قسم کے اور غضبناک ظہور سے ظاہر ہو کر یہ بات بہت غضب اور قہر سے دنیا پر ظاہر کر دیتی ہے کہ جعلی ہنڈویاں جعلی ہی ہیں انتہے۔

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی اُردو کتاب مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۵۹-۶۱- اور انگریزی صفحہ ۵۳-۵۵ میں لکھتے ہیں طامسؔ کارلایل صاحب نے جو آپ کا یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا ذکر لکھا ہے وہ ایسا عجیب ہے اور اُس میں اسقدر انصاف

سلہ کارلایل صاحب کی کتاب جلد ۶ صفحہ ۲۲۵-۱۲

پایا جاتا ہے کہ ہم اُسے اس جگہہ بغیر لکھے نہیں رہ سکتے اُس کا قول ہے کہ اِس صحرا نشین شخص میں صرف سیر چشمی اوصاف باطنی اور بلند نظری ہی نتھی بلکہ اور بات بھی تھی آپ نہایت سنجیدہ تھے اور اُن میں سے تھے جن کا شعار متانت ہے اور جنکو خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے صاف باطن خلق کیا ہے اور لوگوں کا قاعدہ ہے کہ وہ قواعد قدیم اور روایات پر عمل کرتے ہیں مگر آپ صرف حق پر عمل درآمد کرتے تھے مخلوقات کا راز آپ پر خوب افشا تھا اور آپ اُس کے خوفوں اور شان و شوکت سے خوب واقف تھے روایات قدیمہ اصل حقیقت اِس بات کو آپ سے مخفی نکر سکتی تھیں اِس طرح کی صاف باطنی فی الحقیقت خدا ہی کی طرف سے محصول ہو سکتی ہے ایسے آدمی کی آواز براہ راست خدا ہی کی آواز ہے آدمی کو اُسکی تعمیل کے بغیر بن نہیں آتی اور تمام چیزیں اُس کے مقابل میں بے اصل محض ہیں قدیم سے آنحضرت کے دل میں ہر سفر میں اور ہر جگہہ ہزارہا خیالات رہتے تھے آپ سوال کیا کرتے تھے کہ میں کیا ہوں اور یہ لاانتہا چیز جسے لوگ دنیا کہتے ہیں اور جس میں میں رہتا ہوں کیا ہے زندگی کیا ہے اور موت کیا ہے مجھے کس بات کا یقین کرنا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے۔ جبل حرا اور جبل سینا کے خوفناک ٹیلے اور صحرا کی تنہائی اور ریت نے اِس سوال کا جواب ندیا اور آسمان نے بھی جو مع اپنے ثوابت اور سیاروں کے گردش کرتا ہے اِس کا ہرگز جواب ندیا صرف آنحضرت صلعم کی روح اور اللہ تعالےٰ کے الہام کو جو اُس میں تھا جواب دینا پڑا آنحضرت صلعم نے پہلے اپنی نبوت اپنے خاندان کے دلوں میں ٹھہائی باوصفیکہ آپ ایک سادہ وضع غریب تھے مگر آپ نے اپنے ملک میں تمام مجنون اور برہنہ اور بہوکی قوموں کو مجتمع کیا اور انھیں اپنا فرمانبردار بنایا اور تمام عالم کے سامنے نئی خصلتیں اور صفتیں پھیلائیں تیئس[۲۳] برس سے کم عرصہ میں اس مذہب نے شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہان شام و مصر و مسوپوتامیہ کو مغلوب کیا اور فتحوں کو اٹلانٹک[۱] سے بحیرہ خضر اور اوکسس[۲] تک پھیلایا

[۱] اٹلانٹک یعنی بحر اٹلانٹس یا محیط غربی از حاشیہ نوید الاسلام صفحہ ۱۰۰ [۲] اوکسس کو عرب و فارس دریاے جیحون اور اریسے کہتے ہیں ۱۲

اگرچہ جب سے ابتک بارہ سو برس کا عرصہ منقضی ہوا ہے مگر یہ مذہب سوا ہسپانیہ کے اور سب جگہہ اُسی طرح رایج ہے برخلاف اِس کے اسلام ایک شمالی ایشیا اور وسطے افریقہ اور اُن ملکوں میں جو بحیرہ خضر کے گرد ہیں شایع ہوتا جاتا ہے آنحضرت ایسے شخص ہوئے کہ جن کی جرات اسلام اور متانت راے نے ایک ایسا مذہب نکالا جس نے تمام زردشت کی ایک چندلونی ہوئی تعلیں بنا دین ہندوستان پر حملہ کیا اور قدیم مذہب برہمن کو مغلوب کیا اس کے بعد دریاے گنگ کے پار بودھ مذہب کو جو برہمن مذہب سے بھی زیادہ رایج تھا بالکل غارت کر دیا اور مذہب عیسائی سے بھی اُس کے قدیم ملک چھین لئے اور رفتہ رفتہ اُسے اُس کے مشرقی ملکوں اور رومی افریقہ مصر سے لیکر آبناے جبرالٹر سے نکال دیا یورپ کی مغربی حد پر حملہ کیا ہسپانیہ کا بھی بہت سا حصہ دبا لیا اور لوایر کی حدوں تک بڑھ گیا اور اِس سبب سے قدیم سلطنت روم نہایت خایف ہوئی اور آخرکار وہ قسطنطنیہ کے نئے روم میں قایم ہوئی انتہے۔

(کارلئل صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

پیشین گوئی ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِۦ فَآمَنَ وَٱسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِي ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ط (قرآن)

یعنے گواہی دیچکا ایک گواہ بنی اسرائیل کا ایک ایسی ہی کتاب کی اور یقین لایا اور تم نے غرور کیا بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا قوم ظالمین (سورہ احقاف آیت ۱۰)

از شہادت قرآنی صفحہ ۲۲ فصل ۱۵۔ بیضاوی میں ہے علی مثلہ مثل القران وھو ما فی التورىة من المعانی المصدقة للقران والمطابقة له او مثل ذلك وھو کونه من عند الله فامن ای بالقران لما رای من خبر الوحی مطابقا للحق علی مثله۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ توریت میں ہے اُس کے معنے قرآن کے مطابق یا مثل قرآن کے ہیں اور اِن

لحاظ سے قرآن کو تصدیق کرتا ہے اور اُس کا من عند اللہ یعنی ربانی ہونا بھی ثابت کرتا ہے
از شہادت قرآنی صفحہ ۲۳۔

انجیل یوحنا اول باب ۱۹-۲۵ میں لکھا ہے کہ جب یہودیوں نے بیت المقدس سے کاہنوں (یعنے اماموں اور لاویوں یعنے اُس فرقہ کے لوگ جس میں حضرت ہارون تھے یوحنا بپتسما دینے والے کے پاس بھیجا تاکہ پوچھیں کہ تو کون ہے تب حضرت یحیٰی نے جواب دیا کہ میں عیسےٰ نہیں ہوں پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا تو الیاس ہے آپ نے جواب دیا کہ نہیں پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا تو وہ نبی ہے آپ نے جواب دیا کہ نہیں (۲۰ و ۲۱ و ۲۵ آیت) اور اسی کا ذکر یوحنا ۔ باب ۴ میں بھی ہے طامس اسکاٹ مفسر کہ بہ نسبت اور مفسرین کے زیادہ تر عیسائی دین میں سرگرم معلوم ہوتا ہے اپنے دل پسند علما کے قول سے لکھتا ہے کہ یہودی غلطی کرتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ نہ صرف الیاس بلکہ ایک اور نبی مثل موسےٰ کے مسیح سے پیشتر آئے گا اور دوسرے مفسر کا یہ قول کہ ۲۱ و ۲۵ آیت میں ایک نبی سے جو کہ مثل موسےٰ ہو مراد ہے یا ایک انبیاء سلف سے مُردوں میں سے جی اُٹھا ہو کیونکہ یوحنا اپنے نبی ہونے سے کبھی انکار نکرتا جبکہ انجیل لوقا اول باب ۷۶ آیت میں یوحنا کے نبی ہونے کی خبر موجود ہے انتہے کلام اِس کا مفصل بیان یہ ہے کہ بعضوں نے وہ نبی کی جگہہ ایک نبی کا لفظ لکھا ہے لیکن اگر فریسیوں نے حضرت یحیٰی سے صرف اُنہیں کے نبی ہونے کی بابت پوچھا ہوتا اس طرح پر کہ کیا تو ایک نبی ہے تو حضرت یحیٰے اُس کے جواب میں کبھی نفرماتے کہ نہیں کیونکہ حضرت یحیٰی کو اپنے نبی ہونے سے انکار کا کوئی سبب نتھا جبکہ پیشتر سے حضرت جبرئیل نے حضرت یحیٰی کے نبی ہونے کی خبر حضرت زکریا کو دی تھی (لوقا ۱ باب ۷۶) مگر جبکہ یحیٰی نے فرمایا کہ میں وہ نبی نہیں ہوں اس سے ظاہر ہے کہ یہودیوں نے یحیٰی سے کسی اور نبی کا گمان کرکے پوچھا تھا کہ آیا تو وہ نبی ہے تب حضرت یحیٰی نے جواب دیا کہ نہیں۔

عیسائی علما میں سے بعضوں نے وہ نبی کی جگہہ ایک نبی کا لفظ جو لکھا ہے حضرت

اس لئے تا کہ حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر کچھ چھپی رہے اور پڑھنے والے خیال کریں کہ گویا یہودیوں نے حضرت یحییٰ سے صرف انہیں کے نبی ہونے کی بابت پوچھا تھا یعنے یہ کہ تم نبی ہو یا نہیں لیکن اگر ایسا ہوتا تو یہودی صرف یحییٰ کے اپنی ہی نبوت کا اقرار یا انکار کرنے پر اکتفا کرتے اور حضرت عیسےٰ اور حضرت الیاس کا ذکر درمیان میں نہ لاتے اس سے ظاہر ہے کہ توریت سے جن نبیوں کے آنے کی خبر یہودی علماء پاتے تھے اُن کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کہ تم کون ہو یعنے مسیح ہو یا الیاس ہو یا وہ نبی ہو یا اسواسطے ایک نبی کا لفظ وہ نبی کی جگہہ لکھا تا کہ اُس پیشین گوئی سے جو یہودی قوم سے حضرت موسیٰ نے فرمائی (استثناء باب ۱۸ ورس ۱۵-اعمال ۳ باب ۲۲ و ۷ باب ۳۷) کو مطابقت ہو۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ نبی توریت اور صحف انبیاء علیہم السلام میں حضرت عیسےٰ اور حضرت الیاس سے زیادہ موعود اور مذکور اور یہودیوں میں زیادہ معروف اور مشہور تھا کہ بغیر نام لینے کے بھی ہر شخص اسے پہچان لیتا تھا۔ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ (سورہ انعام آیت ۲۰)	یعنے جنکو ہم نے دی ہے کتاب وہ پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو۔

از شہادت قرآنی صفحہ ۶ فصل ۳ کشاف میں ہے

یعرفونه ای محمداً بنعته فی کتابھم	یعنے پہچانتے ہیں اُس کو یعنے محمد صلعم کو اُس کے نشانوں سے جو اُن کی کتاب میں ہیں۔

بیضاوی میں ہے۔

یعرفون رسول اللہ صلعم بحلیته المذکورۃ فی التوراۃ والانجیل کما یعرفون ابناءھم	یعنے پہچانتے ہیں رسول اللہ صلعم کو اُس کے نشانوں سے جو توریت و انجیل میں مذکور ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

اس لئے ضرور نہ تھا کہ مثل عیسےٰ اور الیاس کے اُس نبی کا بھی پہچان لینے کے لئے نام لیا جاتا اور ایسا ہی ہوا کہ جب یہودیوں نے پوچھا آیا تو وہ نبی ہے حضرت یحییٰ نے فوراً پہچان کے جواب دیا کہ نہیں یعنے جس طرح حضرت الیاس کو نام لینے سے

اسی طرح وہ نبی بغیر نام لئے حضرت یحیٰی نے پہچان لیا۔ یا یہ کہ وہ نبی صلعم بنی اسمٰعیل میں مبعوث ہونے کے سبب نام لینے کی کچھ حاجت نہ تھی برخلاف انبیاء بنی اسرائیل کے کہ ان میں نبیوں کی کثرت کے سبب جس کا ذکر کرنا منظور ہو اُسے پہچان نے کے لئے نام لینا ضرور تھا اور بنی اسمٰعیل میں اس سبب سے کہ صرف حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے حاجت نہ تھی کہ ذکر کرنے کے وقت حضرت کا نام لیا جائے۔ یا یہ کہ وہ نبی پیغمبر صلعم آخرالزمان تھے اور اُن کے بعد کوئی دوسرا نبی ہونے والا نہ تھا پس ضرورت نہ ہوا کہ کسی طرح کے امتیاز کے واسطے نام لیا جاتا۔ یا یہ کہ وہ نبی سردار انبیاء علیہم السلام ہیں پس بسبب کمال عظمت اور شرف حضرت کے ادب مقتضی نہ ہوا کہ بے ساختہ حضرت کا نام مونہہ سے نکال بیٹھیں۔ یا یہ کہ وہ نبی ناسخ ادیان سابقہ ہے پس یہودی تعصب اور ذاتی حسد نے رخصت نہ دی کہ یہ نام کسی طرح زبان پر آنے پائے۔ یا یہ کہ وہ نبی افضل اور اشرف موجودات اور اقدس ترین مخلوقات ہیں اور یہودی لوگ بغیر طہارت کامل کبھی یہوواہ جو عبرانی میں خدا کا اسم ذات ہے زبان سے نہیں کہتے تھے پس بپاس اتقا جائز نہ ہوا کہ بغیر طہارت وہ پاک نام بھی زبان پر لائیں۔ یا یہ کہ وہ نبی موسےٰ کی مانند توریت میں لکھا ہے (استثنا ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸) اور یہودی قوم سب حضرت موسےٰ کی پیرو اور مطیع تھی وہ حضرت موسےٰ کو ایسا پہچانتے تھے کہ ویسا اور کسی کو بھی نہیں پہچانتے تھے پس حاجت نہ رہی کہ کوئی اور دوسری پہچان بھی بیان کریں۔

اور یوحنا ۱ باب ۲۰ سے ظاہر ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت یحیٰی سے پوچھا کہ تو کون ہے آپ نے فرمایا کہ میں مسیح نہیں ہوں یعنے بغیر اس کے کہ یہودی حضرت عیسےٰ کا نام لیں حضرت یحیٰی نے آپ ہی نام لیکر جواب میں کہا کہ میں مسیح نہیں ہوں اس کا یہی سبب تھا کہ حضرت عیسےٰ کا ظہور حضرت نبی آخرالزمان صلعم سے پیشتر ہونا تھا بلکہ اُس وقت پیدا ہو چکے اور غالباً قریب تیس ۳۰ برس کی عمر تک بھی پہونچے تھے اس لئے کہ حضرت عیسےٰ کا ذکر اور اعلان حضرت نبی آخرالزمان صلعم سے مقدم

لازم ہوا بمناسبت وقت نہ بمناسبت حال اور چونکہ کئی نبیوں کے آنے کی خبر توریت
سے ملتی تھی اس لئے حضرت یحییٰ ع نے یہودیوں کے پہلے سوال کے جواب میں نام
لیکر فرمایا کہ میں مسیح ع نہیں ہوں تا مغالطہ نہ رہے کیونکہ وہ پہلا سوال ہی مبہم تھا یعنے
یہ کہ تو کون ہے مطلب یہ کہ ان آنے والوں میں سے تو کون ہے اور یہ مطلب نہ تھا
کہ تو نبی ہے یا نہیں کیونکہ اگر یہ مطلب ہوتا تو حضرت یحییٰ معروف اتنا ہی جواب دیتے
کہ میں نبی ہوں چنانچہ ان سب آیتوں سے یہ حال ظاہر ہے اور دوسرے سوال
میں چونکہ دو نبیوں کا ذکر ابھی باقی تھا اس لئے امتیاز کے واسطے نام لیکر یہودیوں نے
پوچھا کہ کیا تو الیاس ہے (دیکھو ملاکی ۴ باب ۵) اس کے جواب میں حضرت یحییٰ ع کو
اتنا ہی کہنا پڑا کہ میں نہیں ہوں تب انہوں نے کہا کہ آیا تو وہ نبی ہے اب اس
پچھلے نبی کی بابت وہ اس کی حاجت نہ سمجھے کہ نام لیں کیونکہ بعد اس کے اور کوئی
نبی نہ تھا جو سمجھنے میں مغالطہ ہوتا اور حضرت یحییٰ ع نے بھی فوراً پہچان کر کہدیا کہ نہیں
یہاں سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ نبی مثل حضرت مسیح ع اور حضرت الیاس ع کے
کوئی خدا کا برگزیدہ اور مقدس ہے نہ یہ کہ کوئی ظالم یا نافرماں بردار خدا کا یا خلقت کو گمراہ
کرنے والا۔

اب اگر کوئی پوچھے کہ یہودیوں نے پہلا سوال کیوں مبہم کیا اور دوسرے سوال کیطرح
پہلے بھی صاف نام لیکر کیوں نہ پوچھا کیونکہ تین نبیوں کے آنے کے وہ منتظر تھے
تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ پہلے سمجھے کہ حضرت یحییٰ انہیں تینوں میں سے کوئی ہوں
گے اور وہ آپ ہی بتادیں گے تب پوچھا کہ تو کون ہے اور جب حضرت یحییٰ ع نے
ان میں سے ایک کا نام لیکر کہا کہ میں مسیح ع نہیں ہوں تب انہوں نے بھی نام لیکر پوچھا
کہ کیا تو الیاس ہے الخ پھر اگر کوئی سوال کرے کہ کیوں حضرت یحییٰ ع نے ان تینوں
میں سے صرف ایک نبی کا نام لیا پہلی ہی دفعہ کیوں نہ کہدیا کہ میں ان تینوں
میں سے کوئی بھی نہیں ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت یحییٰ ع کو منظور ہوا کہ
اس رد و بدل میں حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے ذکر کی صراحت ہو جائے اور سب کے

معلوم ہوجائے کہ وہ نبی صلعم سب سے پیچھے آنے والے ہیں اور اس کے بعد پھر یہودیوں نے بھی کسی نبی کی بابت سوال نہیں کیا بلکہ حضرت یحییٰؑ سے یہی پوچھا کہ نبی جو آنے والے تھے اُن میں سے تو تو کوئی بھی نہیں ہے اب تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے تب حضرت یحییٰؑ نے فرمایا کہ میں وہ ہوں کہ جس کی بابت حضرت یسعیاہ نبی نے پیشین گوئی کی ہے۔

اب حضرت یحییٰ کی بابت علمائے عیسائی سمجھتے ہیں کہ الیاسؑ کی روح اور قوت حضرت یحییٰؑ میں تھی (متی ۱۱ باب ۱۴ و ۱۷ باب ۱۲-۱ اور حضرت الیاسؑ کا ذکر ملاکی ۴ باب ۵ میں ہے۔ واضح ہو کہ یہود لوگ اب تک نہ صرف حضرت عیسےٰؑ بلکہ حضرت یحییٰؑ کی بھی نبوت کے قائل نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ نبوت حضرت ملاکیؑ نبی تک ختم ہوگئی اس سبب سے ظاہر ہے کہ یہودیوں نے صرف انہیں نبیوں کی بابت حضرت یحییٰؑ سے سوال کیا تھا نہ یہ کہ حضرت یحییٰؑ کی نبوت کی بابت بھی لیکن چونکہ انجیل میں یوں ہی لکھا ہے پس ہمیں اس کی بھی رعایت ناگزیر ہوئی۔

مفسرین انجیل نے لکھا ہے کہ یہودی سمجھتے تھے کہ نہ صرف الیاسؑ بلکہ ایک اور نبی بھی مثل موسےٰؑ کے مسیحؑ سے پیشتر آئیگا انتہے۔ مگر کسی یہودی نوشتہ سے یہ بات ثابت نہیں ہے سوا حضرت الیاسؑ کے آنے کے اور بقول علماء اہل تثلیث الیاسؑ کی روح حضرت یحییٰؑ میں تھی تو تین نبیوں کے آنے کی خبر توریت و انجیل سے پائی جاتی ہے مگر سب سے پچھلا وہ نبی صرف حضرت پیغمبر خاتم الانبیا صلعم ہیں چنانچہ یوحنا ۱ باب ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ میں دوبار مفصل پہلے حضرت عیسےٰؑ پھر حضرت الیاسؑ پھر وہ نبی یعنی نبی موعود صلعم کا ذکر ہے۔

علماء عیسائی اس بابت بڑے تردد میں ہیں کہ وہ نبی کون ہے اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ وہ نبی مثل موسےٰؑ کے ہوگا جس کا ذکر استثناء ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸ میں ہے لیکن اعمال ۳ باب ۲۲-۱ و ۷ باب ۳۷ کے بموجب جو علماء عیسائی حضرت موسےٰؑ کی اُس پیشین گوئی کا اشارہ حضرت عیسےٰؑ کی طرف سمجھتے ہیں یوحنا ۱ باب ۲۱ و ۲۵ کے جواب

یہ دعوے بالکل باطل ہو گیا کیونکہ اُن آیتوں میں صاف لکھا ہے کہ وہ نبی سوائے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسےٰ کے ہوگا اور مفسرین کے قول سے بھی جو کہ مرقوم ہو چکا صاف ظاہر ہے کہ یہودی لوگ توریت کی اس پیشین گوئی کے بموجب ایک نبی کے جو کہ مثل موسےٰ کے ہو آنے کے منتظر تھے پیشتر حضرت عیسےٰ کے تو اس سے بھی یہ مطلب نکلتا ہے کہ یہودیوں کے عقیدے کے موافق مسیح کا آنا بھی باقی ہے اور وہ نبی صلعم جو مثل موسےٰ کے آنے والا تھا یعنے حضرت نبی آخرالزمان صلعم آ چکے پس جس طرح یہودی لوگ حضرت عیسےٰ کے آنے سے بے خبر ہے اسی طرح اس نبی موعود صلعم سے بھی۔ یا یہہ کہ قیامت کے نزدیک حضرت عیسےٰ کے آنے سے یہاں مراد ہے اور حضرت نبی آخرالزمان صلعم اس سے پیشتر اس جہان میں آ چکے۔

اور اگر اعمال ۳ باب ۲۲ کے مطابق استثنا کے ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸ کا مطلب حضرت عیسےٰ ہی کی طرف اشارہ کرتا تو بھی انجیل یوحنا اول باب ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ کا وہ نبی جو کہ سوائے حضرت عیسےٰ کے ہے صرف حضرت نبی آخرالزمان صلعم کو سمجھنا چاہیے کیونکہ دونوں حالتوں میں وہ نبی سوائے حضرت نبی آخرالزمان صلعم کے اور کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا یعنے اگر اعمال ۳ باب ۲۲ آیت صحیح ہے تو انجیل یوحنا اول باب ۲۱ و ۲۵ کا وہ نبی جو کہ سوائے حضرت عیسےٰ کے ہے صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہیں اور اگر مفسرین انجیل کے اقوال کے مطابق وہ نبی وہی ہے جس کا ذکر حضرت موسےٰ نے استثنا ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸ میں کیا ہے تو حضرت موسےٰ کی پیشین گوئی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی طرف انہیں مفسرین کے اقوال سے صاف اور اقراری معلوم ہوتی ہے نہ یہ کہ حضرت عیسےٰ کی طرف کیونکہ سوائے حضرت عیسےٰ و الیاس کے وہ نبی بتایا گیا ہے خلاصہ یہ کہ انجیل یوحنا اول باب ۲۱ و ۲۵ کا وہ نبی جبکہ نہ حضرت عیسےٰ سے مراد ہے کیونکہ اُن دونوں آیتوں میں سوائے حضرت عیسےٰ کے وہ نبی مرقوم ہے اور جب کہ نہ حضرت موسیٰ سے مراد ہی کیونکہ استثناہ ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸ میں موسےٰ کی مانند ایک نبی کی خبر ہے اور نہ حضرت الیاس اور حضرت یحییٰ سے مراد ہے کیونکہ یہ دونوں نبی حضرت موسےٰ کی مانند صاحب

کتاب تھے۔ اور انجیل یوحنا اول باب ۱۹سے ۲۵ تک نبی سوا ئے الیاس کے بیان ہوا اور حضرت یحیٰ نے کہا کہ میں وہ نبی نہیں ہوں تو سوائے حضرت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی دوسرا نہیں ہے اور اس سے زیادہ حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی بابت پیشین گوئی توریت وانجیل سے اور کیا ڈھونڈھنا چاہیے۔

ولیم میور صاحب کتاب شہادت قرآنی چھاپہ لکھنؤ مطبع نول کشور ۱۸۶۱ء فصل ۱۳ صفحہ ۲۰ میں فرماتے ہیں **قولہ** اس میں شک لا ناظر ور نہیں کہ محمد صاحب صلعم کو اپنی نبوت کی پیشین گوئی کا کتب سابقہ میں ہونا دل سے متیقن تھا اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ چند عالم یہودیوں نے اس بھروسہ پر کہ محمد صاحب صلعم ہماری کتاب ربانی بدل تصدیق کرتے اور بحال برقرار رکھتے ہیں ان کے (یعنی محمد صلعم کے) الہام اور ان کی نبوت کی شہادت دے دی انتہے اس سے ثابت ہے کہ ان یہودی عالموں نے بھی جو مسلمان نہیں ہوئے تھے ان یہودیوں کی طرح جو مسلمان ہو گئے تھے حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے الہام اور نبوت پر گواہی دی پس ظاہر ہے کہ جس طرح پیغمبر خدا صاف دلی سے توریت وانجیل کی صداقت بیان فرماتے تھے اسی طرح یہودیوں میں بھی جو عالم تھے انہوں نے بھی صاف دلی سے حضرت صلعم کے الہام اور نبوت پر گواہی دی اور یہ ثبوت انہیں توریت کی پیشین گوئیوں اور اپنے بزرگوں کے عقاید سے حاصل ہوا پھر ولیم میور صاحب شہادت قرآنی فصل ۳۰ کے صفحہ ۱۱۸ میں فرماتے ہیں کہ یہ جو یہودیوں کے باب میں لکھا ہے کہ وے البتہ جانتے ہیں کہ یہ بیشک حق ہے ان کے رب کی طرف سے چاہیے اس سے یہ مراد ہو کہ کعبہ سچا قبلہ تھا جیسا جلال الدین لکھتا ہے اور چاہیے یہ معنے ہوں جو قرین قیاس ہیں کہ یہودی لوگوں نے محمد صاحب صلعم کی نبوت اور قرآن کی صداقت پہچانی انتہے ایک بہت نامور عیسائی ماسٹر رامچندر نے جو فاضل ریاضی دان مشہور ہیں اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۷۳ء میں جس کا نام انہوں نے مسیح الدجال رکھا ہے صفحہ ۹۷-۹۹ پر اس طرح لکھا ہے **قولہ** ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ اگر دعوے قرآن

اور تفسیر کا (صحیح) ہے کہ یہودیوں مدینہ نے پہلے سے محمد صاحب صلعم کو پہچان رکھا
تھا کہ وہی ہمارا نبی آخرالزمان ہے کہ ہم کو ہمارے دشمنوں کافروں پر فتح دلوادی اور
جب اُنہوں نے حال محمد صاحب صلعم اور قرآن کا دریافت کیا اُس وقت اُن
کے حال کو مطابق اُس کے پایا جو اُنہوں نے پہلے سے پہچان اور معلوم کر رکھا
تھا تو یقیناً وہ صفات کلیہ جس کے موافق یہودیوں مدینہ نے پہچان لیا ہوگا کہ محمد
صاحب صلعم بھی ہمارے آخری زمانہ کے نبی اور بادشاہ فتح دلوانے والے ہیں یہ
ہوں گے ۔ اوّل یہودیوں مدینہ نے سُنا ہوگا کہ مکہ میں ایک شخص جس کا نام محمد
یا احمد ہے ظاہر ہوا ہے اور رسول اللہ ہونے کا دعوے کرتا ہے اور شرک اور
بُت پرستی کو منع کرتا ہے اور خدا کی وحدانیت کی تعلیم کرتا ہے تو ان یہودیوں نے
آپس میں اس بات کا چرچا کیا ہوگا اور کہا ہوگا کیا محال ہے کہ یہ احمد نبی اُس قوم کا
وہی ہمارا نبی اور بادشاہ آخر زمانہ کا ہو جس کا نام مسیح بن داؤد ہے (یہ عجب کہ احمد کا
نام معلوم کر کے پھر بھی مسیح بن داؤد سمجھے ہوں گے) اور جس کے ہم آج تک
منتظر ہیں سوائے ازیں اس کے نام احمد یا محمد سے بھی متحقق ہوتا ہے کہ یہ کوئی
عظیم الشان شخص ہے اور یہی تعریف موافق ہماری کتب سماوی توراۃ وغیرہ
کے ہمارے مسیح کی ہے (مسیح سے یہاں مراد شاید ممسوح جو ہر نبی اور بادشاہ ہوتا
تھا کہ وہ ایک بادشاہ عظیم الشان اور صاحب جلال ہو اور ہم کو ہمارے مخالفوں
کافروں پر فتح دلوادے اور ہم کو بر و بحر یعنے سارے جہان کا مالک کر دے ۔

اور یہ امر کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ یہ محمد قوم اُمّی یعنے قوم بُت پرست عربوں
میں سے ہے نہ ہماری قوم بنی اسرائیل سے کیونکہ ہم لوگوں میں بہت سے ایسے
بھی ہیں کہ وہ اصل میں بُت پرستوں میں سے تھے ۔ لیکن اُنہوں نے دین اور
شریعت موسوی کو اختیار کیا ہے پس وہ بھی بنی اسرائیل میں باعتبار دین کے شمار
کئے جاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی محمد شریعت موسوی کو مانتا ہے کیونکہ وہ
شرک اور بُت پرستی کو منع کرتا ہے اور خدا کی توحید کی تعلیم کرتا ہے اور یقیناً

توراۃ کے ہے پس بہت یقین ہوتا ہے کہ یہ محمد وہی ہمارا آخر زمانہ کا نبی اور بادشاہ ہے جو کہ ہم کو فتح دلوا دے۔

دوئم جس وقت محمدؐ صاحب مدینہ میں آگئے یا قدرے مدت پہلے اور جب یہودیوں مدینہ نے معلوم کیا کہ یہ محمدؐ اپنے قرآن میں قصے آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور یوسفؑ اور موسےؑ وغیرہ کے بیان کرتا ہے اور وضو اور طہارت جسمانی کا حکم کرتا ہے اور بعض جانوروں کے گوشت کو حلال اور بعض کے گوشت کو حرام بیان کرتا ہے اُسوقت تو بقول شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے ان یہودیوں نے اپنی کتب سماوی توراۃ وغیرہ میں اور حال محمدؐ صاحب اور قرآن میں مطابقت کُلی اور جزئی پائی ہوگی اور ان یہودیوں نے کہا ہوگا کہ یہ محمدؐ ہمارا مسیح یا بادشاہ آخر زمانہ میں ظاہر ہونے والا بیشک ہے اور عیسےٰ ابن مریم ہمارا مسیح یا بادشاہ ہرگز نہ تھا کیونکہ اُس عیسےٰ کی کتاب انجیل میں یہ احکام توراتی نہیں ہیں چنانچہ عیسائی لوگ طہارت جسمانی پر کچھ ایمان نہیں رکھتے ہیں اور نہ گوشتوں حلال و حرام میں امتیاز کرتے ہیں۔

سوئم جبکہ مدینہ میں آنکر یا قدرے پہلے واسطے تالیف قلوب یہودیوں کے محمدؐ صاحب نے بیت المقدس کو اپنا قبلہ نماز قرار دیا (دیکھو تفسیر عزیزی مقام تحویل قبلہ) اُس وقت تو اُن یہودیوں مدینہ نے بیشک کہا ہوگا کہ واللہ یہ محمد ہمارا مسیح یا بادشاہ آخر زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہے الخ۔

اس عیسائی مصنف نے جو یہ سب صفائی سے بیان کر دیا اگرچہ مصنف کا ارادہ اور غرض اس بیان میں کچھ اور ہی ہو لیکن یہود و نصارےٰ کے ابطال دعوون اور اثبات مراتب اسلام کے لئے کافی ہے کیونکہ اس بیان میں اپنی کوئی دوسری غرض ظاہر کرنے کے لئے مصنف کتاب مذکور جب اپنے دلائل کو ثابت کرے گا تب اُس کی تردید مسلمانوں کے ذمہ لازم ہوگی اور وہ بھی علیحدہ طور پر نہ یہ کہ اس بیان مرقومہ بالا کو کچھ اُس سے علاقہ ہو مثلاً مصنف مذکور ثابت کرے کہ بصورت کے جب یہودی لوگ مسیح الدجال کے منتظر تھے اور حضرت پیغمبر

اسلام علیہ السلام کو بھی انہوں نے توریت کے مضمون سے پہچانا تھا تو اس عیسائی مصنف کو ثابت کرنا چاہیے کہ توریت میں کہاں دجال کا نام اور اس کے نشان مرقوم ہیں اور انجیل نئے آخر کتاب مکاشفات میں جو بے نام و نشان کچھ اس قسم کا ذکر ہے اس سے یہودیوں کو کیا کام اور جب یہ ثابت نہ ہوسکے تو مسلمانوں کو کیا ضرر ہے جو کسی عیسائی مصنف کی ہر واہیات خرافات کو جو کچھ وہ بک جائے مان لیں مگر جو بات کہ حق اور واجبی عیسائی مصنفوں کی زبان سے نکل جاتی ہے اس سے قطع نظر کرنا بھی جائز نہیں ہے تا معلوم ہو کہ اس عیسائی فرقہ کے لوگوں میں جو سب سے زیادہ متعصب ہیں توریت خوانی کے سبب جب وہ اسلام کی فضیلت کا اسقدر اقرار کرتے ہیں تو اور منصف مزاج عیسائی علماء کہاں تک نہ فضیلت اسلام کے مقر ہوں گے اس کے سوا باوجود اس کے اس طول کلام مرقومہ صدر کے اگر یہ نصرانی مصنف اپنے اس بیان کے خلاف کچھ کہنا چاہے تو سمجھ جاؤ کہ وہ دیوانہ ہے پھر یہ کہ اس عیسائی مصنف کے شروع بیان پر غور کرنا چاہیے جہاں لکھا ہے کہ ہم پھر عرض کرتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ وہ سارا بیان جو اس کی کتاب سے میں نقل کرچکا ہوں صریحاً مصنف کا دوبارا اقرار ہے نہ یہ کہ کسی دوسرے کا قول اس عیسائی مصنف نے اپنی کتاب میں درج کیا ہو یہاں سے ثابت ہے کہ ضرور یہودیوں نے حضرت رسول اللہ صلعم کی رسالت کو خوب پہچان لیا تھا اور یقین کر گئے تھے کہ وہ نبی جس کا حال انہوں نے توریت سے معلوم کیا اور حضرت یحییٰ سے پوچھا تھا (یوحنا ا باب ۱۹-۲۵) حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہی ہیں

پادری فلکس صاحب مشنری لکھنؤ اپنی کتاب الموسوم بہ اصلاح سہو مطبوعہ امریکن مشن پریس لکھنؤ سنہ ۱۸۷۱ء باہتمام پادری مسمور صاحب صفحہ ۲ و ۳ میں لکھتے ہیں کہ جان ڈیوینپورٹ صاحب کی تصنیف کا ترجمہ انگریزی زبان

سے اُردو زبان میں بنام مظاہر الحق ہوا جس سے مراد حضرت محمدؐ پیغمبر اسلام اور قرآن کی معذرت سے ہے یہ تصنیف دونوں قوم یعنے عیسائیوں اور اہل اسلام کی نظر میں غیر معمول اور تعجب انگیز ہے جتنے مسیحی اپنے مذہب کے قدر دان ہیں اس تصنیف سے واقف ہو کر غم کہاتے اور بیزار ہوتے ہیں زیراکہ ایک اُن میں سے جس نے عیسوی مذہب میں تربیت پائی اور ابتک عیسائی کہلاتا ہے اسلام اور اُس کے بانی کا حافظ اور مددگار ہوا اہل اسلام اون کے برابر متعجب ہو کر اپنے طریقے کے ایسے غیر مترقب اور سرگرم حامی اور خیرخواہ سے مسرور ہوتے یہ سمجھ کر کہ تصنیف مذکور کے ذریعہ سے اُن کی ملت کی فضیلت اور رونق آشکار ہوئی مگر راقم بافسوس اعتراف کرتا ہے کہ ان ایام میں فرنگستان کے بہت علماء و فضلا صاحب موصوف کی طرح طریق حق سے منحرف ہوئے اسیتے!۔

چونکہ عیسائی علما بھی توریت اپنے پاس رکھتے ہیں پس یہودیوں کی طرح عیسائیوں کو اسلام کی فضیلت کے اقرار سے چارہ نہیں ہے۔

پیشین گوئی ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالےٰ جل شانہ

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِیَ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی ط (سورہ قصص آیت ۴۷) یعنے اور جبکہ ہمارے یہاں سے اُن کے پاس حق آیا تو کہتے ہیں کہ اگر ویسا ہی آتا جیساکہ موسیٰ کے واسطے آیا تھا۔ (تو ہم ایمان لاتے ؟)

از شہادت قرآنی فصل ۴۴۔ اب اُس پیشین گوئی کا حال سُنئے جو حضرت موسیٰؑ نے استثناء باب ۱۵ و ۱۸ میں کی اور عیسائی علماء اُسے حضرت عیسےٰؑ کی بابت سمجھتے ہیں دینی و دنیوی تاریخ صفحہ ۱۰۴ میں ہے کہ موسےٰؑ کی معرفت خدا نے فرمایا کہ تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اُس کے برابر اگلے زمانوں میں مسیح کی

لہ واضح ہو کہ [illegible] صاحب کی [illegible] کتاب [illegible] اس کا نام مظاہر الحق رکھا گیا ۱۲

بابت کوئی صاف و صحیح پیشین گوئی نہیں ہوئی تھی انتہٰی اور جس کا ذکر اعمال ۳ باب
۲۲۔اور ۷ باب ۳۷ میں بھی اس طرح لکھا ہے کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے
بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اوٹھاوے گا جو کچھ وہ تمہیں
کہے اوس کی سب سنو اگرچہ یہ کتاب اعمال تصنیف لوقا ہے جو کہ حواری نہ تھا اور صرف
پلوس اور پطرس کی تواریخ ہے اور فرقہ ولن ٹی ٹینس اور مارسیونی اور سویرینس اور
بعض فرقہ منی کی نیس نے اوس کتاب کا انکار کیا ہے یعنی معتبر نہیں جانا تو بھی انجیل سے
مجھے اس پیشین گوئی کا لکھنا مناسب معلوم ہوتا کہ یہود و نصاریٰ دونوں کے سامنے
دلیل اور حجت ہو حضرت موسےٰ کے کلام میں یہ عبارت زیادہ ہے تیرے درمیان
سے (دیکھو استثناء ۱۸ باب ۱۵) مگر خدا کی طرف سے جو حضرت موسیٰ کو ارشاد ہوا اوس
میں عبارت مذکورہ نہیں ہے (دیکھو استثناء ۱۸ باب ۱۵) پطرس حواری کے کلام
میں بھی جو استثناء ۱۸ باب ۱۵ میں منقول ہوئی اوس میں عبارت مذکورہ نہیں ہے
(دیکھو اعمال ۳ باب ۲۲) اور استیفان نے اعمال ۷ باب ۳۷ میں جو اس کا ذکر کیا
اوس میں بھی عبارت مذکورہ نہیں ہے اور نہ صرف یہی کہ انجیل سے توریت میں
اتنی عبارت زیادہ ہے توریت کے ترجمہ سپٹواجنٹ میں بھی عبارت مذکورہ
نہیں ہے اس عبارت کے اصل حرف یہ دو حرف ہیں یعنی خ م اور
کاتبوں کا قدیم زمانہ میں دستور تھا کہ سطر کے آخر میں جو جگہہ رہجاتی اوس میں دو
ایک بیکار حرف لکھدیتے تھے تاکہ سطر بھر جاوے پس جبکہ یہ دو حرف لکھے
گئے تو اس کی نقل کرنے والوں نے غلطی سے انہیں داخل متن کر لیا اور چند
مدت کے بعد وہ کتاب کی عبارت ہو گئی ڈاکٹر جوزف انگس صاحب مسیحی
عالم کتاب وجزہ بیبل حصہ اول دفعہ ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ عہد عتیق کے نسخوں میں
کاتبوں کا دستور تھا کہ لفظ کے حصے نہیں کرتے تھے اور سطروں کے آخر میں خالی
جگہہ نہیں چھوڑتے تھے اس لئے وہ لوگ سطر کو کسی حرف سے پورا کر دیتے تھے
یا دوسرے لفظ کا اول حرف لکھدیتے تھے اور پھر اوس کو دوسری سطر میں

تھے یسعیاہ ۵۳ باب میں اُن کے لئے اس کی ایک مثال ہے انتہے۔

ایک بات اور ذکر کرنے کے لایق ہے کہ استثناء ۱۸ باب ۱۵ میں ضمیر جمع غائب یعنے اُن کے بھائیوں میں سے اور استثناء ۱۸ باب ۱۸ میں ضمیر واحد مخاطب ہے یعنے تیرے بھائیوں میں سے مگر اعمال ۳ باب ۲۲- اور ۷ باب ۳۷ سے بھی صیغہ جمع کا ثبوت ظاہر ہے جہاں لکھا ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے علاوہ اس کے توریت میں اکثر جگہہ جمع کو واحد اور واحد کو جمع کر کے لکھا ہے دیکھو استثناء ۱ باب ۷ و ۴۴ و ۲ باب ۴ پس خدا نے حضرت اسحاق ؑ کی نسل میں جو نبوت قایم کی اُس میں حضرت موسےٰ ؑ اوّل بانی شریعت ظاہر ہوئے اور خدا نے حضرت اسمٰعیل ؑ کے واسطے بھی جو برکت کا وعدہ فرمایا تھا اُسی کے بموجب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخر بانی شریعت ظاہر ہوئے پس جس برکت کا شروع حضرت موسےٰ ؑ سے ہوا تھا اوس کا تکملہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے ہوا اور جس طرح حضرت موسےٰ ؑ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نکال کر خدا پرست بنایا اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم عرب کو بتوں کی پرستش سے نکال کر خدا پرست بنایا مگر حضرت عیسےٰ ؑ کے زمانہ میں تو بنی اسرائیل حضرت موسےٰ ؑ کی شریعت پر عمل کرنے والے توریت خواں اور خدا پرست تھے۔

اگرچہ یہودی علماء سمجھتے ہیں کہ پیشین گوئی مندرجہ استثناء ۱۸ باب حضرت یشوع بن نون ؑ کی بابت ہے لیکن چونکہ عیسائی علماء یہ خبر حضرت عیسےٰ ؑ کی بابت ثابت کرتے ہیں پس اگر ایسا ہو تو یہ خبر حضرت رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلعم سے حضرت عیسےٰ ؑ کی نسبت زیادہ علاقہ رکھتی ہے کیونکہ اعمال ۳ باب ۲۰ و ۲۱ کا مضمون تو یہی ہے اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جس کی مناوی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی (۲۱) ضرور ہے کہ آسمان اُسے لئے رہے اُس وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت

پر آویں (۲۲) کیونکہ موسےؑ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اوٹھاویگا انتہے یہاں سے توصاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسےؑ کے نزول سے پیشتر ایک نبی کا اوٹھنا ضرور ہے طامس اسکاٹ مفسر نے اعمال ۳ باب ۲۱ کی تفسیر میں لکہا ہے کہ وہ منتظر تھے کہ مسیحؑ جلد اسرائیل کی بادشاہت کو پھر قایم کریگا۔ اور جسطرح پیشتر اُس نے یہودیوں کو توبہ کے واسطے ہدایت کی اسی طرح یہودیوں کے وسیلے اور قوموں کو اسرائیل کے مذہب میں داخل کرے گا جسطرح موسیٰؑ نے نومریدوں کو دین یہود میں داخل کیا۔

اس سے شاید وہ منتظر تھے کہ مسیحؑ آسمان سے پھر آئے گا اور زمین پر ایک جلالی بادشاہت قایم کرے گا اور تمام دشمنوں کو ہلاک کرے گا جس کا تمام نبیوں نے ذکر کیا ہے اور یہ بیشک ہے کہ حواری بہت دنوں بعد تک پنتکوست کے بھی مسیحؑ کی تعلیم کو نہیں سمجھے تھے یعنے یہودیوں کو رد کرنے کے واسطے غیر قوموں کو ہدایت کرنے اور پیشین گوئیاں پوری ہونے کا مطلب نہیں سمجھے تھے انتہے یہاں سے ثابت ہوا کہ اگر حواریوں نے پیشین گوئی مندرجہ استثناء ۱۸ باب کو حضرت عیسےؑ کی نسبت کہا تو اس کا مطلب بھی بقول مفسر انجیل نہیں سمجھے تھے اور اگر اُنہوں نے سمجھ لیا تھا تو اعمال ۳ باب ۲۱ سے ظاہر ہے کہ یہ پیشین گوئی انہوں نے حضرت عیسےؑ کے سوا کسی اور نبی کی نسبت بیان کی ہے۔

اس پیشین گوئی میں پہلی یہ بات ہے کہ تمہارا خدا ہے اور حضرت موسےؑ جس خدا کی پرستش کرتے تھے وہ وحدہ لاشریک ہے نہ یہ کہ صاحب تثلیث ہیں اوس خدا کے بھیجے ہوئے نبی کی پہچان یہی ہے کہ وہ موسےؑ کی مانند صرف توحید کی تعلیم دیتا ہو بے عقیدہ تثلیث اور یہ تمام دنیا میں صرف دو ہی فرقوں کا عقیدہ ہے یعنی امت موسوی اور امت محمدی صلعم کا پھر یہ کہ تمہارے بھائیوں میں سے انتہے یعنے اولاد اسحاق یا بنی اسرائیل سے نہیں بلکہ بنی اسمٰعیل ہی جو کہ حضرت اسحاقؑ

کے بھائی تھے اور اگر بنی اسرائیل سے مراد ہوتی تو بھائیوں کا لفظ کہنے کی کیا حاجت
تھی بلکہ صرف یہی کہنا کافی تھا کہ تم میں سے دیکھو گنتی ۲۰ باب ۱۴ میں موسے نے
قادس سے ادوم کے بادشاہ کو ایلچی کے ہاتھہ یوں کہلا بھیجا کہ تیرے بھائی اسرائیل نے
کہا ہے الخ پس جبکہ ادومی بنی اسرائیل کے بھائی کہلائے تو اسمعیلی زیادہ تر اس
قرابت اور برادری میں ممتاز ہیں اور اسی طرح استثنا ۲ باب ۴ میں بھی ہے۔
پھر پیدایش ۱۶ باب ۱۲ میں بنی اسرائیل ہی کے مقابل میں اولاد حضرت اسمعیل
کا ذکر یوں لکھا ہے کہ وہ اپنے سب بھائیوں کے سامہنے بود و باش کرے گا،
اور پیدایش ۲۵ باب ۱۸ میں ہے کہ وے اپنے سب بھائیوں سے پورب طرف
ڈیرہ کرتے تھے انتہے۔ پس جن لوگوں سے حضرت موسے نے یہ خطاب کر کے
فرمایا وہ اس پیشین گوئی کے پورے ہونے کے وقت کہاں تھے اسی طرح بھائیوں
کے لفظ سے بنی اسرائیل کے حقیقی بھائی نہ سمجھنا چاہیے یعنے جس طرح تمہیں
کے لفظ سے وہاں تمہاری اولاد مراد ہے اسی طرح بھائیوں کے لفظ سے بھی
چچازاد بھائی مراد ہیں اور عجیب یہ کہ دو جگہہ کتاب اعمال میں اسکا ذکر آیا ہے مگر
کسی جگہہ تیرے درمیان کا لفظ مذکور نہیں ہوا اور نہ استثناء ۱۸ باب ۱۸ میں جہاں
خدا کی طرف سے موسے کو خطاب ہے یہ لفظ لکھا ہے باوجود اس کے اگر اس
لفظ کو غیر محرف سمجھیں تو اس سے مراد یہی ہے کہ تیرے درمیان سے یعنے خدا
پرستوں کی نسل سے مطلب یہ کہ اولاد ابراہیم سے یا یہ کہ خدا کی نسبت تمہارا
ہی سا عقیدہ رکھتا ہوا وہ نبی قایم ہوگا اور پھر انیسویں آیت میں جو مطالبہ کا لفظ
ہے اس سے مراد دنیوی مطالبہ ہے کیونکہ مطالبہ اخروی تو ہر نبی سے انکار کرنے
والے کے لئے ضرور ہے پس یہ دنیاوی مطالبہ یعنے انتقام وغیرہ صرف اسلامی
شریعت میں ہے پھر یہ کہ اس کی سب سنوا نتہے۔ بنی اسرائیل میں ہزاروں
نبی ہوئے ان میں سے کس کے لئے یہ خصوصیت منسوب ہو سکتی ہے کیونکہ
جو ان میں نبی ہوتا تھا خواہ جہوٹا خواہ سچا وہ اس کی سنتے ہی تھے اور جس کی نہیں

سُنتے تھے تو دوسرا اُس کے بعد یا اُس کے ساتھ ہی نصیحت کرنے کو موجود ہو جاتا تھا چنانچہ چار سو سے زیادہ انبیا ایک وقت میں موجود تھے ۲ تواریخ ۱۸ باب ۵ و ۶ و ۷۔ اور حضرت عیسےٰؑ کے ہم عہد بھی یوحنا بپتسما دینے والا یعنے حضرت یحییٰؑ اور انبیاء بنی اسرائیل تھے دیکھو اعمال ۱۱ باب ۲۷ مگر یہ خصوصیت اُسی کی طرف منسوب ہے جو بنی اسمٰعیل یعنے بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوتا کہ یہودی اُسے اپنے بارہ فرقوں سے علیٰحدہ سمجھ کر انکار کریں۔

پھر یہ کہ میری مانند یعنے حضرت موسےٰؑ کی مانند پس حضرت نبی آخرالزمان صلعم کے سوا اور کوئی نبی موسےٰؑ کی مانند نہیں ہوا جیسا کہ استثنا ۳۴ باب سے ظاہر ہے جس کی بعینہٖ عبارت یہ ہے اب تک بنی اسرائیل میں موسےٰؑ کی مانند کوئی نبی نہیں اُٹھا جس سے خدا وند آمنے سامنے آشنائی کرتا انتہےٰ چنانچہ قال اللہ تعالےٰ۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزمل جزو ۲۹)

۱	حضرت نبی آخرالزمان صلعم نے جہاد کیا۔		جیسے حضرت موسیٰؑ نے جہاد کیا تھا خروج ۱۷ باب ۱۶ گنتی ۲۱ باب ۲۳-۲۵۔ اور ۳۱ باب استثنا اوّل باب
۲	حضرت صلعم پر شریعت نازل ہوئی		جیسے حضرت موسیٰؑ پر خروج ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ باب استثنا ۳۰ باب ۱۰۔
۳	حضرت صلعم قضا یا فیصل کرتے تھے۔		جیسے حضرت موسیٰؑ خروج ۱۸ باب ۱۳-۲۶ اعمال ۷ باب ۳۵
۴	حضرت صلعم نے مدینہؑ میں ہجرت کی		جیسے حضرت موسیٰؑ نے مدین میں۔ خروج ۲ باب[1]

[1] اگر کوئی کہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بھی ہجرت کی تھی تو جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ سے پیشتر تھے اور یہ پیشین گوئی اُس کے لئے ہے جو موسےٰؑ کے بعد ہو ۱۲

۵	حضرت صلعم نے معراج میں اکیلے خدا سے کلام کیا۔	جیسے حضرت موسےؑ نے طور پر خروج ۱۹ باب ۲۰۔
۶	حضرت صلعم نے چاند کو انگشت شہادت اُٹھا کر دو ٹکڑے کیا۔	جیسے حضرت موسےؑ نے عصا اُٹھا کر بحر قلزم کو دو حصہ کیا خروج ۱۴ باب ۱۶ و ۲۱۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ دریا کو چاند سے مناسبت ہے چنانچہ سمندر چاند کی ترقی کے ساتھ جوش میں رہتا اور بڑہتا ہے لیکن اس سے رسول اللہ صلعم کا رتبہ بلند ظاہر ہوتا ہے اور اس کے مقابل میں حضرت موسیٰؑ کی کمال فروتنی ظاہر ہوتی ہے یعنی جس طرح حضرت موسےؑ کا معراج طور پر تھا اور حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معراج عرش سے بھی بلند تر تھا اسی طرح حضرت موسےؑ کا یہ معجزہ زمین پر ہوا اور حضرت صلعم کا یہ معجزہ آسمان پر ہوا حضرت موسیٰؑ کو تو عصا کا سہارا تھا اور یہاں صرف انگلی کا اشارہ تھا ؎

ہوا کب جادہ ہمسر کہکشاں کا | تفاوت ہے زمین و آسمان کا

اور چونکہ بعد حضرت موسےؑ کے حضرت صلعم نے معجزہ دکھایا تو ضرور ہوا کہ نظر امتیاز حضرت موسےؑ کے اُس معجزہ پر اسے تفوق ہو ؎

اولین نسخہ گرچہ چسپت بود | آخرین بہتر از نخست بود

یہی سبب ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر موسےؑ میرے وقت میں ہوتے تو میری پیروی کرتے جیسا کہ مشکوٰۃ میں دارمی سے منقول ہے بروایت جابرؓ (اعجاز قرآن صفحہ ۱۴۲)

۷	حضرت صلعم کی اُنگلیوں سے پانی کے سوت جاری ہوئے	جیسے حضرت موسیٰؑ نے چٹان سے پانی نکالا تھا خروج ۱۷ باب گنتی ۲۰ باب ۱۱ اول قرنتیوں کا ۱۰ باب ۴۔

۸	حضرت صلعم نے اپنے بھائی یعنے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۵۶	اور کسی نبی نے اپنے بھائی کو بمنزلہ ہارون نہیں کہا
۹	حضرت صلعم کی پشت مبارک پر مُہر نبوت تھی	جیسے حضرت موسےٰ کے ہاتھ میں یدبیضا خروج ۴ باب ۶۔ ان کے سوا اور کوئی پیغمبر ظاہری نشان نبوت کیساتھ نہیں ظاہر ہوا۔
۱۰	حضرت صلعم نے کعبہ کے بُت پرستوں میں نشو نما پایا۔	جیسے حضرت موسےٰ نے فرعون کی صحبت میں اعمال ۷ باب ۲۲ خروج ۲ باب ۱۰۔
۱۱	حضرت صلعم باعیال تھے	جیسے حضرت موسیٰ، خروج ۲ باب ۲۱ و ۲۲ اور ۱۸ باب ۶۔
۱۲	حضرت صلعم کے جانشین فرماں روا ہوئے۔	جیسے حضرت موسےٰ کے جانشین دیکھو یشوع کی کتاب اور قاضیوں کی کتاب وغیرہ۔
۱۳	حضرت صلعم چالیس برس کی عمر میں نبی ہوئے۔	جیسے حضرت موسےٰ نے پورے ۴۰ برس کی عمر میں اسرائیلی کی مدد میں قبطی کو مار ڈالا تھا اور پھر پورے چالیس برس کے بعد نبوت پائی اعمال ۷ باب ۲۳ و ۳۰ خروج ۷ باب ۷
۱۴	حضرت صلعم دنیا میں مدفون رہے	جیسے حضرت موسیٰ، استثنا ۳۴ باب ۶

۱۵ حضرت صلعم یروشلم سے باہر نبوت کرتے رہے۔	جیسے حضرت موسےٰ دیکھو خروج سے استثنا تک۔
۱۶ حضرت صلعم نہایت حسین تھے سیر الاسلام باب اول صفحہ ۲۲ مقدمہ سیل صاحب صفحہ ۹ گبن صاحب مورخ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم حسن میں شہرۂ آفاق تھے از کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب صفحہ ۱۷	جیسے حضرت موسیٰ ۱۲ اعمال ۷ باب ۲۰ خروج ۲ باب ۲۔
۱۷ حضرت صلعم بڑے موحد تھے	جیسے حضرت موسیٰ استثنا ۴۳ باب ۳۹
۱۸ حضرت صلعم کے سنہ ہجری جاری ہوئے۔	جیسے حضرت موسےٰ کے مصری ہجرت کے سنہ جاری تھے گنتی ۳۳ باب ۳۸

اول سلاطین ۶ باب ا چنانچہ گنتی ۳۳ باب ۳۸ میں لکھا ہے کہ ہارون نے مصری ہجرت کے چالیسویں برس کے پانچویں مہینے کی پہلی تاریخ وفات پائی اور اول سلاطین ۶ باب ۱ میں ہے کہ مصر سے بنی اسرائیل کے نکلنے کے چار سو اسی برس گذرے تھے الخ

۱۹ حضرت صلعم نے گلہ بانی کی	جیسے حضرت موسےٰ نے خروج ۳ باب
۲۰ حضرت صلعم یروشلم سے باہر مدفون ہوئے۔	جیسے حضرت موسےٰ ۱۲ استثنا ۳۴ باب ۶۔
۲۱ حضرت صلعم نے کعبہ کے بتوں کو توڑا۔	جیسے حضرت موسےٰ نے اُس بچھڑے وغیرہ کو خروج ۳۲ باب ۲۰ گنتی ۳۳ باب ۵۲۔
۲۲ جس طرح خدا نے قوم یہود کو	اسی طرح خدا نے مسلمانوں کو یہود و

دنیا کی تمام قوموں سے چُنکر حضرت موسےٰ کی معرفت اپنی وحدانیت کی تعلیم میں ممتاز فرمایا تھا۔	نصاریٰ سے چنکر حضرت محمد صلعم کی معرفت برگزیدگی اور تعلیم توحید میں ممتاز فرمایا ہے اور کسی فرقے میں یہ

مطابقت اور امتیاز نہیں ہے چنانچہ ابتک دو ہی فرقے دنیا میں مختون مشہور ہیں یہودی اور مسلمان اور فرقے والے اگر ختنہ بھی کرائیں تو بھی یہ لقب انہیں دونوں فرقوں کے لئے مخصوص ہے۔

۲۳ حضرت صلعم میں مطلق انسانیت تھی۔	جیسے حضرت موسیٰ میں محض انسانیت تھی

۲۴ حضرت موسےٰ سے خدا پرستی کے لئے عبادت خانہ کا آغاز اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کا تکملہ ہوا چنانچہ بیت المقدس اور کعبہ شریف دونوں پر نظر کرنا چاہیے اور آخر کو حضرت صلعم کے جانشین اُس وعدہ کے بھی وارث ہوئے جو خدا نے حضرت موسےٰ سے ملک کنعان کی بابت کیا تھا اور آخر وہ مقام جسے خدا نے پسند کیا تھا اور حضرت موسےٰ کو بتایا کہ اُسی جگہہ خدا کی بندگی کیا کریں اسلامی مسجد بنائی گئی استثنا ۱۲ باب ۵ و ۱۱۔ اول سلاطین ۹ باب ۳ دوسری تواریخ ۷ باب ۱۲

اب اگر کوئی کہے کہ ان میں سے بعضی مماثلتین ایسی ہیں کہ جو اگرچہ حضرت عیسےٰ اور حضرت موسےٰ میں نہیں مگر حضرت موسےٰ اور انبیا بنی اسرائیل میں تو ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ علما عیسائی یہ پیشین گوئی حضرت عیسےٰ کے حق میں سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے اسرائیلی نبی کی طرف اس کا گمان نہیں ہے۔

پس اگر حضرت عیسےٰ میں یہ مماثلت نہیں تو حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اس کا اطلاق کامل ہے اور چونکہ پیشین گوئی میں لکھا ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے اگر یہ بنی اسرائیل سے مراد بھی جائے تو ضرور ہے

کہ حضرت عیسےؑ میں ایسی مماثلت حضرت موسےؑ سے ثابت ہو جس سے کسی دوسرے نبی کو علاقہ نہ ہے کیونکہ وہاں انبیاء علیہم السلام کی کثرت کے سبب جس کا ذکر کرنا ضرور ہو اُس کی خاص پہچان بتلانا ضرور ہے تاکہ باہم امتیاز ہوجائے اور بنی اسمٰعیل میں تو صرف حضرت نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اُن کے لئے اس خصوصیت کی کچھ حاجت نہیں یعنے بنی اسمٰعیل میں بہت سے بھائی ایسے نبی نہ تھے جیسے بنی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی اسرائیل میں تو حضرت عیسےؑ کی طرح بہت سے نبی تھے۔

پس حضرت عیسےؑ میں ایسی مماثلت چاہیے جو کسی دوسرے نبی کو حضرت موسیٰؑ سے نہو تب تو معلوم ہوگا کہ خاص حضرت عیسےؑ کے واسطے یہ پیشین گوئی ہے

۲۵ یہودیوں میں تین سالانہ عیدیں تھیں ایک عید فصح دوسری عید خیمہ تیسری عید پنتکوست احبار ۲۳ باب صرف یہی تینوں یہودی عیدیں خاص خدا کے حکم سے تھیں۔

اب بھی یروسلم میں ہیکل کی جگہہ مسجد اور عید فصح کی جگہہ عید الضحیٰ اور عید خیمہ کی جگہہ عید الفطر اور پنتکوست کی جگہہ شب برات مقرر ہے عید الضحیٰ اور عید الفطر کی مشابہت تو عید فصح اور عید خیمہ سے ظاہر ہی ہے شب برات کو بھی پنتکوست سے کامل مشابہت ہے کیونکہ پنتکوست کے دن خدا نے شریعت لکھہ کر حضرت موسےؑ کو دی تھی اسی طرح شب برات کو قسمت بندگان آلہی جناب آلہی میں مرقوم ہوتی ہے اس کے سوا یہودیوں میں خلاف تمام قوموں کے پہلے رات پیچھے دن کو شمار کرتے ہیں اور اسی طرح مسلمانوں میں بھی ہے لغت کتاب مقدس صفحہ ۱۳ کالم ۲ یہودیوں میں ایک اور عید پوریم بھی تھی جسے استر ملکہ بادشاہ بت پرست فارس اردشیر نے مقرر کیا دیکھو استر کی کتاب مگر یہ عید حضرت موسیٰؑ کے وقت میں نہ تھی اسی طرح مسلمانوں میں بھی عید نوروز کہ احیاء مجوس سے اور شروع سال جلوس بادشاہ بت پرست بکرماجیت سے ہے بعضے کرتے ہیں۔

۲۶ حضرت موسےٰ کی اولاد اور کاہنوں کی (یعنے اماموں کی) زیر حکم تھی دیکھو مفتاح الکتاب مطبوعہ سنہ ۱۸۵۶ع باہتمام پادری اینتھ صاحب بمدد لندن ٹرکٹ سوسائٹی صفحہ ۱۵ یہ طرز بھی ہمارے پیغمبر خدا صلعم سے کمال مطابقت رکھتا ہے چنانچہ حضرات اخلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے حال سے اس کا ثبوت ظاہر ہے۔

۲۷ عبرانیوں میں مہینوں کا شمار انگریزوں کے طور پر شمسی نہیں مگر قمری شمار ہوتا تھا چنانچہ اُس کے مہینے ۲۹ و ۳۰ دن کے ہوتے تھے دیکھو مفتاح الکتاب صفحہ ۵۳ یہ دستور بھی صرف اسلامی دستور سے مطابقت رکھتا ہے چنانچہ سنہ ہجری پر لحاظ کرنے سے اِس کی مطابقت ظاہر ہے۔

۲۸ جس طرح حضرت موسےٰ کے رفیقوں میں شروع میں حضرت یشوع نے ملک کنعان میں تصرف کیا اور خدا کے حضور قربانی گذرانی اسی طرح حضرت رسول خدا صلعم کے اصحاب میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آخر میں وہاں تسلط کر کے مسجد اقصےٰ بنوائی یعنے حضرت موسےٰ کے رفیق کے ہاتھ سے اُس کا شروع اور حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے صحابی کے ہاتھ سے اُس کا انجام ہوا۔

۲۹ چونکہ دنیا میں صرف تین ہی قومیں خدا پرست گنی جاتی ہیں یعنے یہود و نصارےٰ و مسلمان ان تینوں قوموں کی جو الہامی کتابیں ہیں اُن کا شروع حضرت موسےٰ سے اور خاتمہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے ہوا ہو الاول والآخر کیونکہ اُس خدا کی طرف سے جو ابراہیم اور اسحاق و یعقوب کا خدا ہے اور کسی مذہب کے بانی نے کوئی کتاب نہیں ظاہر کی فقط

۳۰ جو کتاب خدا نے حضرت موسےٰ پر نازل کی یعنے توریت اُس کا نام فرقان فرمایا اور جو کتاب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی اُس کا بھی نام فرقان فرمایا اور کسی کتاب کا قرآن میں یہ نام نہیں ہے کما قال اللہ تعالےٰ جل شانہ وعم نوالہٗ۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ○ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○ (سورہ انبیا رکوع ۴ آیت ۴۹)	یعنے اور بالتحقیق ہم نے دیا موسےٰ اور ہارون کو الفرقان اور روشنی اور نصیحت خدا پرستوں کے واسطے وہ جو غیب میں اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اُس گھڑی (یعنے قیامت) سے کانپتے ہیں اور یہ بھی ذکر مبارک ہے جسے ہمنے نازل کیا ہے پس کیا تم اس سے انکار کروگے۔

اِس آیت میں کتاب موسےٰ کا نام الفرقان لکھا ہے از شہادت قرآنی مصنفہ ولیم میور صاحب چھاپہ لکھنؤ مطبع منشی نول کشور ۱۸۶۱ء صفحہ ۶۷ فصل ۴۸۔ اور اسی شہادت قرآنی کے صفحہ ۹۴ و ۹۵ میں قرآن کی یہ آیت بھی مرقوم ہے۔

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○	یعنے اور جب ہمنے موسےٰ کو کتاب اور فرقان دیا کہ تم ہدایت پاؤ (سورہ بقر آیت ۵۳)

ولیم میور صاحب لکھتے ہیں کہ کتاب موسےٰ کو اس مقام پر الفرقان[1] کے نام سے لکھا ہے اور یہی الفرقان اور مقامات پر قرآن کے معنے میں بھی مستعمل ہوا ہے (از شہادت قرآنی فصل ۶۸) اور قرآن مجید کو جہاں فرقان حق تعالےٰ نے فرمایا اُن میں سے ایک آیت یہ ہے۔

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ○	یعنے اوتاری اِس سے پہلے توریت و انجیل لوگوں کی ہدایت کو اور اُتارا فرقان (سورہ آل عمران)

از شہادت قرآنی فصل ۱۰۵۔ اور اسی طرح خدا نے توریت کا نام ذکر اور قرآن کا نام ذکر قرآن مجید میں فرمایا چنانچہ سورہ نحل آیت ۴۳ میں ہے۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ الخ	یعنے پوچھو اہل ذکر (یعنے اہل کتاب اے یہود) سے اگر نہیں جانتے ساتھ صاف نشانیوں کے اور کتابوں کے اور تیرے پاس بھی بھیجے ذکر (یعنے کتاب) ہم ہی انتہے۔

[1] ایک سریانی عیسائی افرائیم نامے نے توریت و انجیل کی کتاب تفسیر لکھی تھی افرائیم کی اُس کتاب میں توریت فرقان کہلاتی ہے یعنے فرقان عربی زبان میں تقسیم یا فرق کرنا ہے سریانی میں اُس کے معنے رہائی یا نجات ہے انتہے۔ اندرون قرآن ترجمہ مطبوعہ الہ آباد [illegible] میں پر جلد [illegible] کے [illegible] کا اردو حاشیہ لکھا صفحہ [illegible] حاشیہ ۱۲

دیکھو شہادت قرآنی فصل ۵۵- اور فصل ۹۴ کو بھی دیکھنا چاہیے جہان یہ آیت لکھی ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ الخ	اور بالتحقیق ہمنے ذکر یعنے توریت کے بعد زبور میں لکھا ہے۔

(سورہ انبیاء آیت ۱۰۵)

۱۳ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ط	وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں اُنہوں نے نیک کام لاہر آئینہ خلافت بخشیگا اُن کو زمین کی۔ س طرح پر کہ خلافت بخشی تھی اُن لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے اور قایم کریگا اُن کے لئے دین اُن کا جسکو پسند کیا ہے اُس نے اُن کے لئے اور ہر آئینہ بدل دیگا اُن کیلئے اُن کے خوف کے بعد امن ا تنجے۔

یہاں پہلے لوگوں سے قوم موسےٰ مراد ہے جو حضرت موسےٰ کے بعد فرماں روا ہوئے یعنے حضرت یشوع اور اُن کے بعد سب سلاطین یہود- اسی طرح خلفاء اسلام کو سلطنت ملی مگر حضرت عیسےٰ کی تین سو برس بعد تک کوئی عیسائی بادشاہ نہوا تھا اور اُن تین سو برس کے بعد بادشاہ ہونا داخل مماثلت قوم موسےٰ نہیں ہے یوں تو سیکڑوں برس کے بعد ہر قوم اقبال مند ہوتی رہتی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسےٰ نے فرمایا کہ اے چھوٹے جھنڈ خوش ہو کیونکہ باپ کو پسند آیا کہ بادشاہت تمہیں دے (لوقا ۱۲ باب ۳۲) تو باوجود سیکڑوں برس تک عیسائیوں میں بادشاہ نہونے کی یہ پیشین گوئی باطل ٹھیرتی ہے اس لئے عیسائیوں کو اس پیشین گوئی کا نام بھی نہ لینا چاہے۔

۳۲ مسلمانوں میں موافق رسم یہود کے کہ پسند خاطر اکثر ایشیا کے باشندوں کے ہے مسجدوں میں بروقت نماز کے اور جب لوگ وہاں جمع ہوں عورتوں کا جانا منع ہے دیسیر الاسلام باب ۵ ترجمہ تہہ پہیر صفحہ ۲۰۰۔

۳۳ اور خدا نے حضرت موسےٰ کو شریعت جب دی تو کوہ طور پر کیونکہ حضرت اسمٰعیل

کے بیٹے اطور کے نام سے وہ منسوب تھا دیکھو پیدایش ۲۵ باب ۱۵ یہ اشارہ تھا کہ خدا کی شریعت کا جائے نزول یہی پاک خاندان ہوگا کیونکہ توریت کہ جس کے معنے شریعت ہیں صرف حضرت موسےٰ پر نازل ہوئی بالائی طور اور اُن کے بعد سب انبیاء علیہم السلام اُسی شریعت موسوی پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عیسےٰ بھی دیکھو لوقا ۱ باب ۲۵-۲۸ متی ۲۳ باب ۲ و ۳ لیکن آخر کو حضرت نبی آخرالزماں صلعم پر شریعت نازل ہوئی جو کہ قرآن میں ہے پس خدا کی شریعت کا آغاز حضرت اسمٰعیل کے خاندان سے اور انجام بھی حضرت اسمٰعیل کے خاندان میں ہوا اور اس سے ثابت ہوا کہ شروع سے مصلحت ایزدی مقتضی اسی کی تھی۔

۳۴ سوانح عمری حضرت عیسےٰ مصنفہ ایبان صاحب باب ۴ میں لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم بے پڑھے تھے جیسے حضرت موسےٰ ازکتاب جان ڈیون پورٹ صاحب حاشیہ صفحہ ۱۸ مطلب یہ کہ صرف یہی دو نبی علیہما السلام اُمّی محض تھے اور سب نبی پڑھے اور خاص کر حضرت عیسےٰ تو ضرور ہی پڑھے ہوئے تھے دیکھو لوقا ۴ باب ۱۶ و ۱۷ ایسعیاہ نبی کی کتاب پڑھی

۳۵ انجیل متی کی تفسیر ملقب بہ خزانۃ الاسرار مصنفہ پادری آر کلارک مطبوعہ مشن پریس لدھیانہ ۱۸۷۵ء پنجاب ریلجس بک سوسائٹی کے لیے صفحہ ۳۹۰ متی ۲۳ باب ۷ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہودیوں کے مدرسوں میں کبھی شاگردوں نے استاد کا نام نہیں لیا بلکہ استاد جی وغیرہ کہا کرتے تھے انہیں سے یہ دستور مسلمانوں میں آیا ہے کہ اُستاد کا نام لینا بے ادبی جانتے ہیں انتہےٰ پس یہ دستور مسلمانوں میں اسی لئے رایج ہوا کہ حضرت پیغمبر اسلام صلعم حضرت موسیٰ کی مانند تھے۔

۳۶ تعویذ یعنے وہ چمڑے اور مشکی کے لمبے لمبے ٹکڑے تھے جن پر توریت کی آیات لکھی تھیں اُن کو کبھی کبھی بازوں پر باندھتے تھے۔ یہ دستور اُنہوں نے خروج ۱۳ باب ۹ سے ۱۶ و استثنا ۶ باب ۸ و ۱۱ باب ۱۸ و ۲۰ سے نکالا تھا اور آج تک ربی لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اُنہیں سے مسلمانوں میں یہ دستور تعویذ گنڈے کا

نکلا ہے استثنا (خزانۃ الاسرار صفحہ ۳۹۷ و ۳۹۸ و متی ۲۳ باب ۵)

۳۷ جس طرح حضرت موسےٰ کے رفیق حضرت یشوع نے جہاد میں یریحو کی شہر پناہ کو نرسنگوں کی آواز سے گرا دیا تھا (یشوع ۶ باب ۲۰) اسی طرح حضرت پیغمبر اسلام صلعم کے رفیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانوں کی تکبیر کی آواز کے صدمہ سے جہاد میں قلعہ اسطخر کی دیوار گر پڑی تھی۔ از بستان التفاسیر ترجمہ تفسیر عزیزی مطبوعہ ۱۲۶۴ھ صفحہ ۱۵۳ شروع تفسیر سورہ مدثر۔

۳۸ دین مشرکین سے یہود نے اسی عقیدہ کے سبب جدائی حاصل کی۔ کہ ہماری قوم کا ایک ہی زندہ اور حقیقی خدا ہے اور مسلمانوں نے انہیں سے واحد خدا کا عقیدہ حاصل کیا اور لا الہ الا اللہ (خزانۃ الاسرار صفحہ ۳۹۱ تفسیر متی ۲۲ باب ۳۷) پادری کلارک نے یہاں اقرار کیا ہے کہ یہود اور مسلمانوں کے سوا اور سب مذہبوں والے بت پرست و نصاریٰ وغیرہ مشرک ہیں۔

۳۹ یہودی ویسی ہی چادر اوڑھتے تھے جیسے اندنوں ہندوستان کے لوگ کام میں لاتے ہیں (یعنے مسلمانان ہند یا لباس احرام مسلمانان) ٹھیک جیسے وہ جولاہے کے ہاتھ سے آئیں یعنے بغیر سلائی اور گوشہ کے یہ دستور خدا کو پسند ہوا اور اس نے حکم دیا کہ یہودی جھالر پر آسمانی رنگ کا ڈورا لگا دیں (لغت کتاب مقدس مصنفہ مسٹر پادری میتھر مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۷۵ء صفحہ ۱۳۵۔

۴۰ جس طرح اسرائیلی خاندان میں فقط حضرت موسےٰ صاحب شریعت ہوئے اسی طرح اسمعیلی خاندان میں فقط حضرت محمد صلعم صاحب شریعت ہوئے۔

واضح ہو کہ یہ سب مشابہتیں شریعت کے سارے احکام کو بغیر شامل کئے ہوئے لکھی ہیں ورنہ اگر انہیں بھی شامل کرتے تو سیکڑوں کا شمار ہو جاتا۔

غرض کہ جس قدر مشابہتیں حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کو حضرت موسےٰ کے ساتھ تھیں اتنی کسی اور نبی سے تھیں اور نہ کسی اور نبی کو اسقدر مشابہتیں

حضرت موسےٰ سے ہوئیں اور حضرت عیسےٰ کو تو حضرت موسےٰ سے کچھ بھی مشابہت نہ تھی کیونکہ [1] حضرت عیسےٰ نے کبھی گلّہ بانی نہیں کی اور [2] حضرت عیسےٰ نے کبھی اسطرح فوج لیکر جہاد کرنے کا موقع نہیں پایا جیسے حضرت موسےٰ نے اور [3] نہ حضرت عیسےٰ کی انجیل میں شریعت مرقوم ہے جیسے کہ توریت میں اور [4] نہ حضرت عیسےٰ کو قضائے فیصل کرنے کا اختیار تھا (یوحنا باب ۱۱) اور [5] نہ حضرت عیسےٰ کے سنہ ہجری جاری ہوئے اور [6] نہ حضرت عیسےٰ صاحب عیال تھے اور [7] نہ حضرت عیسےٰ کی خوبصورتی ثابت ہے اور [8] نہ حضرت عیسےٰ چالیس برس کے بعد صاحب الہام ہوئے بلکہ چالیس برس کی حضرت عیسےٰ کی عمر بھی نہ ہوئی تھی اور [9] نہ حضرت عیسےٰ یروسلم کے باہر مدفون ہوئے اور [10] نہ حضرت عیسےٰ دنیا میں مدفون رہے اور [11] نہ حضرت عیسےٰ نے غیر قوم میں نشوونما پایا جیسے حضرت موسےٰ نے فرعون کے گھر میں اور [12] نہ حضرت عیسےٰ کے پاس کوئی ظاہری نشان نبوت تھا جیسے حضرت موسےٰ کے پاس ید بیضا اور [13] نہ حضرت عیسےٰ کے کوئی حواری فرماں روا ہوئے جیسے حضرت موسےٰ کے جانشین حضرت یشوع وغیرہ اور [14] نہ حضرت عیسےٰ نے کبھی بُت شکنی کی اور [15] نہ حضرت عیسےٰ کی قوم یا امت اُس وعدہ موافق ملک یعنی کنعان کی وارث ہوئی بلکہ اُسی زمانہ میں وہ ملک یہودیوں سے نکل کر رومیوں کے قبضے میں آگیا تھا اور اب سیکڑوں برسوں سے مسلمانوں کے قبضے میں ہے اور [16] نہ حضرت عیسےٰ ماں اور باپ دونوں سے پیدا ہوئے جیسے کہ حضرت موسےٰ اور [17] نہ حضرت عیسےٰ نے اپنے کسی بھائی کو بمنزلہ ہارون کہا۔

اسی طرح اور بھی سب باتوں میں حضرت عیسےٰ کو حضرت موسےٰ سے کچھ بھی مشابہت نہ تھی۔ اور علمائے عیسائی جو کہتے ہیں کہ جس طرح حضرت موسےٰ نے پیتل کا سانپ لکڑی پر لٹکایا اسی طرح حضرت عیسےٰ صلیب پر لٹکائے گئے

[1] اگر کوئی جہالت سے کہے کہ حضرت عیسےٰ نے آپکو اچھا گلہ بان کہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ربانی کہا اور کبھی یہ کام کیا نہیں اسطرح مسیح نے آپکو انگور کا درخت فرمایا اگر کیا اس سے انہیں درخت سمجھنا چاہیئے اور بیج کا بونیوالا آپکو کہا دیکھو یوحنا ۱۵ باب اور متی ۱۳ باب ہم نہیں کہا اس سے مسیح کا کاشتکار ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔ ۱۲

تھے گنتی ۲۱ باب ۹ یوحنا ۳ باب ۱۴ و ۱۵ لیکن اگر ایسا ہوتا نہ یہ ایک مشابہت حضرت عیسےؑ کو اُس پیتل کے سانپ سے ہوئی نہ یہ کہ حضرت موسےؑ سے۔

پھر یہ کہ اُس پیتل کے سانپ کو جس سانپ سے ڈسے ہوئے نے دیکھا جی گیا تھا اور حضرت عیسےؑ کا معتقد نصرانی خود ہی سانپ سے بچ گیا تھا وہ سانپ نیست و نابود ہو گیا اور حضرت عیسےؑ اب تک زندہ موجود ہیں وہ حضرت موسےؑ کے حکم سے نیزہ پر لٹکایا گیا تھا اور یہ وہی بت پرست کے حکم سے اب یہاں حق و باطل کا تفاوت واقع ہو گیا۔

پس حضرت عیسےؑ کو اُس سانپ سے اگرچہ مشابہت سے تو اس قدر کہ جس طرح اُس سانپ کے پوجنے والے بت پرست گنے جاتے تھے دیکھو ہندی تواریخ[1] کلیسیا صفحہ ۵۴ سطر ۱-۹-اسی طرح حضرت عیسےؑ کے پرستار تثلیث پرست ہو گئے اور سب باتوں میں حضرت عیسےؑ کا حال اُس سانپ سے بالعکس تھا اور نعوذ باللہ حضرت عیسےؑ کو سانپ سے کہ بجاوہ توریت شیطان اُس سے مراد ہے نسبت دینا صرف عیسائی ایمان والوں کی یہ جرات ہے دیکھو پیدایش ۳ باب۔

پھر یہ کہ حضرت موسےؑ تو دشمن مسیح اور چور اور بٹمار عیسائیوں میں سمجھے جاتے ہیں جیسے کہ کلیسیا ۴ سکرمنٹ ۸ میں قول مارٹین لوتھر وغیرہ کا لکھ چکا ہوں تو حضرت موسےؑ کی مانند حضرت عیسےؑ کو اس پیشین گوئی مرقومہ استثناء ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸ کے رو سے سمجھنا عیسائی سمجھ کی دوسری خوبی ہے اسی سبب سے جانڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۰ میں فرماتے ہیں کہ اسلامی مذہب زردشت کے مذہب سے زیادہ صاف اور حضرت موسےؑ کے مذہب سے زیادہ پاک معلوم ہوتا ہے انتہٰی پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۹۱ میں وہ لکھتے ہیں کہ

[1] جسطرح آخز بادشاہ کے دنوں میں یہودی لوگ اُس پیتل کے سانپ کی جسے موسےؑ نے بیابان میں بلند کیا تھا پوجا کرتے تھے اسیطرح اُسوقت کے عیسائی لوگ (نسطہ اور نسلہ و غیرہ میں) عیسےؑ کے مرنے اور جی اُٹھنے پر نہیں مگر صلیب کے نشان اور مورت پر بھروسہ رکھتے تھے ۱۲-۱۳ از ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ کلکتہ بیپٹسٹ مشن پریس ۱۸۴۸ء صفحہ ۱۲۴ سطر ۹-

میں شک نہیں معلوم ہوتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور عیسائی دونوں کی کتابوں کو پڑھا ہے اُنہیں بیشک یہ شبہہ ہوتا ہوگا کہ کونسا مذہب ان دونوں میں صحیح ہے اور اُنہیں یہ اقرار کرنا پڑتا ہوگا کہ مذہب اسلام بہت عمدہ مطالب کیواسطے ایجاد کیا گیا ہے۔ انتہیٰ

پھر بعضے علماء عیسائی کہتے ہیں کہ جس طرح حضرت موسےٰؑ نے شریعت کی قوم کو تعلیم دی اسی طرح حضرت عیسےٰؑ نے ایک باطنی شریعت کی بنیاد ڈالی (طلوع آفتاب صداقت) اگرچہ یہ ایک خیالی بات ہے کہ جس کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور نہ کوئی اس کا یقین کرسکتا ہے مگر اس قول پر بھی اپنے وہ مضبوط نہیں ہیں کیونکہ شریعت موسوی کو تین قسم پر تقسیم کرتے ہیں یعنے شریعت رسمی اور شریعت ملکی اور شریعت اخلاقی اور کہتے ہیں کہ شریعت اخلاقی اب بھی موجود ہے (اردو تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۵ باب ۹ ا پرا) پس وہی شریعت موسوی تو رہی کوئی دوسری شریعت باطنی حضرت عیسےٰؑ کی طرف سے کہاں قایم ہوئی کیونکہ بقول علماء عیسائی شریعت اخلاقی بھی تو شریعت موسوی کا ایک حصہ ہے تو بھی شریعت اسلامی کو شریعت موسوی سے زیادہ مطابقت اور مشابہت رہی کیونکہ حضرت موسیٰؑ کی تینوں طرح کی شریعت اہل اسلام میں موجود ہے اور عیسائیوں میں اگر اُن کے قول کو مان لیں تو صرف تیسرا حصہ ہے۔

اس کے سوا شریعت باطنی میں وہ کونسی بات ہے جو شریعت ظاہری کا نتیجہ نہیں ہے یعنے یہ کہ طہارت اور قربانی وغیرہ اب عیسائیوں میں بیکار ہے تو حضرت عیسےٰؑ نے یہ کب کہا کہ ایسے کام کرنے والا جہنم میں جائے گا بلکہ انہیں انجیلوں کے بموجب ایسے کاموں کے کرنے کی تاکید ہے دیکھو متی ۲۳ باب ۲ و ۳۔ اور یہ کہ مسیح کی قربانی پر بھروسہ کرنے والے شریعت موسوی سے آزاد ہیں تو یہ عیسائیوں کا ایک خاص عقیدہ ہے اسے شریعت موسوی کی مشابہت سے کیا علاقہ یہ مشابہت ہے کہ مخالفت ہے اور اگر یہی باطنی

شریعت حضرت موسےٰ ہی کی شریعت کا تکملہ یا جواب ہے تو ہر رند اور بد اعمال شخص کہہ سکتا ہے کہ میں باطنی شریعت رکھتا ہوں ظاہری شریعت موسوی کی اب کچھ حاجت نہیں پس عیسائی شریعت کی اس میں کیا تخصیص ہے اور پلوس وغیرہ نے بار بار شریعت موسوی کی کیوں مذمت کی کیونکہ عیسائی بھی تو اسی شریعت کے تیسرے حصہ کو اپنی باطنی شریعت جانتے ہیں۔ دیکھو دسوں حکم توریت کے اور اس کے مقابل میں ۲ قرنتیون کا ۳ باب ۱۳ و ۱۴ عبرانیوں کا[ف] باب ۱۰ اور غیرہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر باطنی شریعت اُس ظاہری شریعت موسوی کے مقابل میں ہے تو یہ نتیجہ اسی ظاہری شریعت کا ہے اور مسلمان جو ظاہری شریعت کی تکمیل کرتے ہیں اُن میں ترقی کرنے والے اس کی غایت اور نتیجہ تکمیل سے بھی کامیاب ہیں متی ۵ باب ۱۷-۴۸ پس کامل مشابہت مسلمانوں ہی کو شریعت موسوی سے رہی کہ یہ ظاہر و باطن دونوں طور سے شریعت موسوی سے بہرہ ور ہیں متی ۶ باب ۴ و ۶۔ اور نہ صرف اکیلی شریعت بلکہ بیسیوں باتوں میں حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت موسےٰ سے برملا مشابہت ہے اور حضرت عیسےٰ کو کسی ایک بات میں بھی خصوصیت نہیں ہے اور ان باتوں کی تصدیق کے لئے عیسائی علماء کو چاہیے کہ اہل اسلام کی دینی معتبر کتابوں کو دیکھیں کہ توریت و انجیل کی ظاہری اور باطنی تعلیموں میں سے ایسی کون بات ہے جو ان کتابوں میں نہیں ہے اور مسلمانوں میں کسی مجھ ایسے بدوضع کا نالائق چال چلن دیکھکر اسلام کی پاکیزگی پر شک نہ لائیں۔

پادری عماد الدین عیسائی اپنی تحقیق الایمان کے صفحہ ۵۹ و ۶۰ مطبوعہ مطبع الحتاب پنجاب لاہور ۱۸۶۶ء میں لکھتے ہیں کہ مولوی رحمت اللہ اور آل حسن جو احکام شرعیہ میں محمد صاحب صلعم کو موسےٰ سے تشبیہ دیتے ہیں یہ محض غلط ہے کیونکہ وہ سب احکام جو محمدی تعلیم میں مذکور ہیں سب موسےٰ ہی کی شریعت سے اور اور توریت

[ف] یہ عبرانیوں کا خط پلوس کی تصنیف نہیں بلکہ کسی دوسرے کی تصنیف سمجھا جاتا ہے ۱۲

ہی سے انتخاب ہو کر خواہ عمداً خواہ تواردا ً قرآن میں لکھے گئے ہیں یہ تشبیہہ موسےٰ سے نہیں ہوسکتی تشبیہہ کمالات میں دینا چاہیے پس دیکھو کہ کمالات میں موسیٰ کی مانند محمد صاحب ہیں یا حضرت عیسےٰ ہیں موسےٰ جب پیدا ہوئے تو بچوں کو فرعون نے مارا مسیح جب تولد ہوئے ہیرودوس نے بیت اللحم کے لڑکوں کو قتل کیا موسےٰ چالیس دن پہاڑ پر بھوکے رہے مسیح بھی چالیس رات دن پہاڑ پر بھوکے رہے موسےٰ کا منھ خدا کے جلال سے چمکنے لگا مسیح کا چہرہ بھی خدا کے جلال سے چمکنے لگا پھر موسےٰ ایک جسمانی شریعت لایا مسیح اُس سے بڑھ کر خدا کا فضل اور روحانی شریعت لایا موسےٰ نے عجیب و غریب معجزے دکھائے مسیح نے اُس سے زیادہ عجیب معجزے دکھائے الغرض کمالات ہی میں مشابہت درکار ہے انتہیٰ ۔ یہ تین چار مشابہتیں جانے کتنے فاقہ کرکے اور خون جگر کھا کر پادری عماد الدین صاحب نے پیدا کر پائیں ہوں گی لیکن ایسے لوگ جو صرف توریت و انجیل کا نام سُنکر اپنی قابلیت دکھلانے کے لئے غل مچاتے ہیں یہ صرف عیسائی دین کی بدنامی کرنے والے ہیں کیونکہ اس سے بعضے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان میں وہی لوگ عیسائی ہوتے ہیں جنکو کچھ لیاقت نہیں ہے پہلے عماد الدین کو کچھ توریت و انجیل کسی پادری سے پڑھنا چاہیے کہ حضرت موسےٰ کے تولد سے پیشتر فرعون نے کل بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کیا تھا اور اُس کا ارادہ یہ تھا کہ اس تدبیر سے حضرت موسےٰ کو قتل کرے بلکہ حضرت موسےٰ کے تولد سے (توریت کے بموجب) اُسے کسی طرح کا خطرہ ہی نہ تھا صرف اس لئے نرینہ اولاد کو دریا میں ڈبونے کا اُس نے حکم دیا تاکہ بنی اسرائیل کی قوم کثرت پا کر بغاوت نکرے پس جو بچے کہ پیدا ہو چکے تھے اُنہیں دریا میں بھی ڈالنے کا حکم نہیں کیا بلکہ یہ حکم دیا کہ اُن میں جو پیدا ہو اُسے دریا میں ڈالدو نتیجے یعنی پیدا ہونے کے وقت نہ یہ کہ جو اب تک پیدا ہو چکے اور دو چار مہینے یا برس دو برس کے ہوں دیکھو خروج اول باب ۹-۲۲- از رومن بیبل چھاپہ مرزا پور ۱۸۵۴ء

ہاں راجہ کنس نے البتہ کنہیا جی کے قتل کے ارادہ سے بچوں کو مار ڈالا تھا مگر یہاں بھی مشابہت نہیں ہو سکتی کیونکہ اُس نے کنہیا جی کے تولد سے پیشتر قتل کیا تھا اور مسیح ؑ کے تولد سے قریب دو برس بعد ہیرودو نے دو برس تک کے بچوں کو قتل کیا تھا متی ۲ باب ۱۶ پس حضرت موسےٰ ؑ کے تولد سے پیشتر فرعون نے تمام اسرائیلی بارہوں فرقوں کے بچوں کو پانی میں ڈالنے کا حکم دیا تھا اور حضرت عیسےٰ ؑ کے تولد کے قریب دو برس بعد ہیرودو نے اُن بارہوں فرقوں میں سے ایک فرقے کے صرف تہائی چوتھائی بلکہ اُس سے بھی بہت کم یعنے صرف ایک گانوں بیت اللحم اور اُس کے گرد نواح کے بچوں کو قتل کروایا چنانچہ پادری عماد الدین بھی اپنی ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۲۲۴ میں لکھتے ہیں کہ بیت اللحم ایک چھوٹی سی جگہ تھی جس کے اندر مع گرد نواح کے دو ہزار کے قریب باشندے ہوں گے۔ اور کُل بچے پچاس کے قریب قریب مارے گئے تھے ایسا تہلکہ بھی نہ تھا جس کو ہر ایک مورخ لکھتا انتہیٰ۔ فرعون کو حضرت موسےٰ کے پیدا ہونے سے کچھ خطرہ نہ تھا اور ہیرودو نے صرف حضرت عیسےٰ ؑ کو قتل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کیا۔ وہاں پہلے اس کام کے لئے دائیوں کو فرعون نے حکم کیا تھا اور یہاں دائیوں کا نام بھی نہیں ہے اور ایسے واقعات تو دنیا میں بار بار ہوتے رہتے ہیں کیا یہ قتل خدا کے حکم سے مسیح ؑ کا حال موسےٰ ؑ سے مطابق کرنے کو ہوا تھا استغفر اللہ یہ تو ایک شیطانی حرکت تھی اس سے مشابہت ڈھونڈھنا عماد الدین ہی کا کام ہے پھر یہ کہ یہ قتل ہیرودیس کے عہد کا کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا یوسیفس نے جو بڑا لکھنے والا حال ہیرودیس کا ہے اس قتل کا حال نہیں لکھا اور اسی طرح نہ کسی عالم یہود نے جو بڑے خواہاں بدنامی ہیرودیس کے تھے اس کا ذکر کیا ہے اگر سچ ہوتا تو ضرور یہ لوگ بے لکھے نہ رہتے عماد الدین نے بھی

لہ نور افشاں لدھیانہ نمبر ۲۰ جلد ۸ مطبوعہ ۱۴ مئی ۱۸۸۳ء صفحہ ۵ کالم ۳ با اہتمام پادری ویری صاحب میں لکھا ہے کہ یوسیفس مورخ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ بیت اللحم ایک چھوٹا سا شہر تھا اور تعداد ان لڑکوں کی جو اس شہر میں مقتول ہوئے کچھ بہت نہ ہوگی انتہیٰ۔

اپنی ہدایت المسلمین صفحہ ۲۲۴ میں اِن باتوں کا اور اِس کا بھی کہ یوسیفس وغیرہ نے یہ بیان فروگذاشت کیا صاف اقرار کیا ہے اور یہ بھی کہ والشر نے بھی سترہویں صدی میں یہ اعتراض کیا ہے باوجود ان باتوں کے عماد الدین ایک کافی دلیل اس اطفال کشی کی بیان کرتے ہیں کہ متی نے ۳۸ء میں انجیل لکھکر کلیسیا میں جاری کردی اُس وقت کے لوگوں نے متی کو کیوں نہیں جھٹلایا تھا لیکن عماد الدین کو پہلے کسی عیسائی سے یہ بات پوچھ رکھنا چاہیے کہ علمار عیسائی نے متی کی عبرانی انجیل کی تصنیف کا زمانہ ۳۸ء گمان کیا ہے نہ اس انجیل مروجہ کا اگر اسے کوئی مان بھی لے تو وہ عبرانی ۳۸ء والی انجیل کہاں ہے دوسرے یہ کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ متی کو اُس وقت لوگوں نے نہیں جھٹلایا تھا۔

اور چالیس دن روزہ کی بابت عماد الدین صاحب کو کسی پادری صاحب سے پوچھنا چاہیے کہ کسی اور نبی نے بھی سوا مسیح اور موسے علیہما السلام کے چالیس دن روزہ رکھا تھا یا نہیں اور اتنا تو میں بھی بتا سکتا ہوں کہ موسیٰ نے چالیس دن روزہ رکھا تھا خروج ۳۴ باب ۲۸۔ اور الیاس نے بھی اول سلاطین ۱۹ باب ۸ اور روسن تفسیر اسکاٹ صاحب صفحہ ۳۷ متی ۴ باب ۲ پھر مسیح کی اس میں خصوصیت کیا ہوئی بلکہ حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کو البتہ خصوصیت ہے کہ آج تک سیکڑوں ہزاروں مومنین اسلام چلے کھینچتے اور چالیس چالیس دن صایم رہتے ہیں اور سوا اسلام کے یہود و نصاریٰ میں تو اِس چلے کشی کا نام تک نہیں ہے اور انجیل میں تو لکھا ہے کہ مسیح چالیس دن بیابان میں شیطان سے آزمایا گیا۔ متی ۴ باب ۱ و ۲ مگر عماد الدین زبردستی حضرت موسے سے مشابہ کرنے کے لئے پہاڑ کو قایم کرتے ہیں تھہر جے ایسی سمجھ پر معلوم ہوتا ہے کہ عماد الدین نے پہاڑی وعظ تک بھی انجیل اچھی طرح نہیں دیکھی ہے۔ پس حضرت موسے پہاڑ پر صائم تھے اور حضرت عیسے بیابان میں حضرت موسے دو دفعہ پہاڑ پر صایم رہے خروج ۳۴ باب ۲۸۔ اور ۲۴ باب ۱۸۔ اور حضرت عیسے بیابان میں صرف ایک دفعہ

وہ خدا کے حضور میں حاضر تھے یہ شیطان سے آزمائے جاتے تھے اور تو بھی عماد الدین صاحب کا باوجود ایسی شیطانی مشابہت کے مسیحی ایمان باقی رہا لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ عماد الدین صاحب بڑے فخر سے مسلمانوں کو سکھلاتے ہیں کہ تشبیہہ کمالات میں دینا چاہیے (تحقیق الایمان صفحہ ۵۹ سطر ۱۳) اچھے کمالات حضرت عیسےٰ کے ڈھونڈھ کر نکالے وہ ہنوز کمالات ہی نہیں جانتے کہ کسے کہتے ہیں تشبیہہ کمالات میں تو تب معلوم ہوتی کہ جب حضرت موسیٰ کا تثلیث میں سے کوئی ایک ہونا اور صلیب پر کھینچا جانا ثابت کرتے اور بغیر اس کے جو مسیح کو موسےٰ سے مشابہہ ٹھہراتے ہیں تو ثابت ہوا کہ مسیح نہ اقانیم ثلاثہ میں سے ایک اقنوم ہیں اور نہ مصلوب ہوئے لیکن اس صورت میں تو یہ عیسائی مذہب ہی بالکل باطل ہوا جاتا ہے۔ اور چہرہ کا چمکنا یہ عجیب مطابقت ہے ہر شخص کا خوشی اور غضب وغیرہ بعض حالتوں میں چہرہ چمکنے لگتا ہے اور حضرت رسول اللہ صلعم کا تو بار بار شق صدر وغیرہ کے وقت چہرہ چمکنے لگا تھا مگر اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت صلعم خود شمع عرفان حقیقی تھے پس پشت بھی حضرت کا نور نظر ویسا ہی تھا جیسا کہ سامنے یہ اس سبب سے کہ حضرت صلعم نور مجسم تھے چنانچہ اس نور مجسم ہونے کے ثبوت میں بہت سے دلائل اہل اسلام میں موجود ہیں صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا

یا فلان الا تحسن صلاتک الا ینظر المصلی اذا صلی کیف یصلی فانما یصلی لنفسہ انی لابصر من ورائی کما ابصر من بین یدی	یعنے اے فلانے تو کیوں نہیں اپنی نماز خوبی سے پڑھتا کیوں نہیں دیکھتا نمازی جب نماز پڑھتا ہے کہ کسطرح پڑھتا ہے سو وہ تو اپنے ہی لئے کیواسطے پڑھتا ہے مقرر میں دیکھتا ہوں اپنے پیچھے جیسا اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

(مشارق الانوار باب ۵ یا حدیث ۱۱۴) اور اسی طرح باب ۵ یا حدیث ۱۰۳۹ میں صحیح مسلم سے منقول ہے کہ۔

أنس ایها الناس انی امامکم فلا تسبقونی بالرکوع ولا بالسجود ولا بالقیام ولا بالانصراف فانی اراکم امامی ومن خلفی الخ	انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو میں تمہارا امام ہوں مجھ سے آگے رکوع نکیا کرو اور نہ سجدہ اور نہ قیام اور نہ سلام پھیرنا اسواسطے کہ میں دیکھتا ہوں اپنے آگے سے اور پیچھے سے الخ
وعن انس قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم اقیموا الرکوع والسجود فوالله انی لاریکم من بعدی متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الرکوع فصل الاول	روایت ہے انسؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے سیدھا کرو رکوع اور سجود کو پس قسم ہے اللہ کی تحقیق میں البتہ دیکھتا ہوں تمکو پیچھے اپنے سے۔ روایت کی یہ بخاری و مسلم نے

اور اسی طرح کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ الفصل الثالث کی آخر حدیث ابی ہریرہؓ بروایت احمد مظاہر حق میں دیکھو۔

اور شریعت کی باتوں میں جو اسلام کو توریت سے مطابقت ہے اس کے بیان کی حاجت کیا ہے اگر لکھوں تو ساری توریت نقل کرنی پڑے اس لیے میں نے بالکل وہ باتیں نہیں لکھیں۔

اب رہے معجزات سو اہل ایمان ان باتوں کو خوب جانتے ہیں اور ہر نبی صاحب معجزہ ہوتا ہے اس میں کس کس سے حضرت موسےؑ کو مشابہت دینا چاہیے۔

لیکن ایک مشابہت مسیحؑ کی موسےؑ سے اور باقی رہگئی کہ وہ عمادالدین کے بھی فرشتوں کو نہ سوجھی اگرچہ وہ بھی شیطانی ہے یعنے یہ کہ شیطان مسیح کو ہیکل کے اونچے مکان پر لے گیا جیسے موسےؑ کو خدا نے پہاڑ پر بولایا تھا۔

اور جس طرح قوم کی گئوسالہ پرستی کے سبب خدا نے حضرت موسےؑ سے کہا کہ اب نیچے جا اسی طرح شیطان نے مسیحؑ سے کہا کہ آپ کو نیچے گرا دے۔

مولوی عمادالدین صاحب کو عیسائی ہوئے اتنی مدت گذری اور ابتک مسیحؑ کی یہ پیشین گوئی انہیں کسی نے نہیں بتائی

کہ کیا ابن آدم آکے زمین پر ایمان پاوے گا تو اب سب عیسائی جانتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی صرف عیسائیوں ہی کے حق میں مسیحؑ نے فرمائی ہے۔

طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ غالباً ہمارے خداوند کی یہ مراد تھی کہ جس وقت وہ (یعنے مسیح ؑ) آیا چرچ کے چھڑانے کو اور بدلا لینے کو اپنے لوگوں کا ظلم یہودیوں سے تو وہ پائے گا بہت کم ایمان زمین پر بعضے خیال کرتے ہیں کہ بڑا غلبہ بے دینی کا ہو جائے گا پیشتر اس کے کہ مسیح آئے دنیا کا انصاف کرنے کو انتہیٰ دیکھو تفسیر اسکاٹ چھاپہ نیویارک سنہ ۱۸۱۲ء جلد ۵ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائیوں کے عقائد بالکل بگڑتے جاتے ہیں اور حضرت عیسےٰ ؑ کے آنے یعنے قیامت تک کوئی بھی سچا عیسائی جو حضرت عیسےٰ ؑ کا حقیقی پیرو اور صحیح تعلیم پر عمل کرنے والا ہو باقی نہ رہے گا اگرچہ باسباب ظاہر دین عیسوی کی روز روز ترقی ہوتی جاتی ہے تو بھی صحیح عقیدہ میں کمال تخالف اور تجاہل واقع ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ قیامت تک بالکل عیسائی مذہب صرف نام کو اس پیشین گوئی کے بموجب رہجائے گا چونکہ لوقا ۱۸ باب ۸ میں یہ پیشین گوئی علیحدہ آیت میں ہونی چاہیے تھی لیکن آیتوں کی ترتیب دینے والے نے ایسا نہیں کیا اور یہ صرف اس لئے تاکہ یہ مضمون خوب صاف نہ معلوم ہونے پائے تو بھی اہل انصاف کی نظر سے یہ بات چھپی نہیں رہ سکتی پھر یہ کہ متی ۲۴ باب ۱۲ میں مسیح ؑ فرماتے ہیں کہ بیدینی کے بڑھ جانے سے بہتوں کی محبت گھٹ جائے گی انتہیٰ۔ طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اگرچہ جاری ہوگی بے انصافی ظلم اور سب طرح کی برائیاں ہوں گی بے محبت کھوئیں گے اپنی صریح حمیت واسطے کسی سبب کے اور کھوئیں گے پیار بھائیوں کا اور ہوں گے کشیدہ اُن سے اور ڈریں گے مہربانی ظاہر کرنے سے تو بھی کچھ رہیں گے ثابت قدم انتہیٰ۔

لیکن یہ ثابت قدم رہنا صرف عیسائی مفسر کی طرف سے رعایت ہے خلاف مطلب آیت کے چونکہ اب قیامت کا قرب اور دین عیسوی مروجہ حال ترقی پر ہے اب نہیں معلوم کہ یہ بیدینی کی ترقی سے یادینداری کی۔

رسالہ شریف نسبتین مطبوعہ امریکن مشن پریس لکھنؤ باہتمام پادری واصاحب ۱۸۶۷ء مصنفہ پادری رجب علی میں لکھا ہے پہلی نسبت موسٰےؑ کی پیدایش پر بہت سے لڑکے مصر میں فرعون نے ہلاک کرائے یسوع ؑ کے ظہور کے وقت یروسلیم میں بیشمار لڑکوں کو ہیرودیس نے مروایا تھا۔ (صفحہ ۱۲)

اس کا جواب پادری عمادالدین کے قول کے رو میں دیکھ لو اور پادری عمادالدین تو لکھتے ہیں کہ کل پچاس لڑکے قتل ہوئے تھے اور آپ انہیں بیشمار بتاتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ آپ حساب دان بھی بڑے ہیں۔

دوسری نسبت موسٰیؑ چالیس دن رات تک سینا پہاڑ پر بھوکھا پیاسا خدا سے ہمکلام رہا ایسا ہی یسوع مسیح چالیس دن رات تک بھوکھا پیاسا بیابان میں رہا لیکن محمد میں یہ مناسبت نہیں پائی جاتی ہے بلکہ اس کے برخلاف عربی کتابوں سے ظاہر ہوا ہے کہ محمد کو مرگی کا آزار تھا (ایضاً) ج اگرچہ حضرت صلعم کو تو مرگی کا آزار نہ تھا لیکن شریف نسبتوں کے مصنف کا دیوانہ پن سب پر ظاہر ہو گیا اس کے سوا وہ کونسی عربی کتابوں سے یہ پادری صاحب پر ظاہر ہوا اُن کتابوں کا صفحہ سطر پادری صاحب نہ بتا سکے تو صرف نام ہی اُن کا بتا دیا ہوتا۔

تیسری نسبت موسےؑ کاہن بنا اور بھی بادشاہ یسوع مسیح بھی سردار کاہن بلکہ اُس سے زیادہ درجہ رکھتا تھا جیساکہ الٰہی کلام سے ظاہر ہے کہ کیونکہ ایسا سردار کاہن ہمارے لائق تھا جو پاک اور بے عیب گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں سے بلند ہے الخ (صفحہ ۱۳) ج پادری صاحب نے حضرت عیسےؑ کی کہانت کا دعوے جس کتاب کی آیت کے بموجب کیا ہے اپنی بیوقوفی کے دعوے سے اُس کتاب کو بھی بے اعتبار کیا کیونکہ سب جانتے ہیں کہ حضرت عیسےؑ نے کبھی ایک دفعہ بھی ہیکل میں کہانت نہیں کی تھی پھر وہ کاہن کہاں سے ہو گئے پس جس طرح پادری صاحب بہت بہک گئے اپنے ساتھ کتاب کو

بھی چھوٹا ٹھہرایا اور چونکہ وہ عبرانیوں کے ۷ باب کی ۲۶ آیت ہے اور انجیل میں وہ خط ابتک کسی عیسائی عالم کو ثابت نہیں کہ کس کی تصنیف ہے اسی جہت سے بیبل چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء میں اُس خط کے شروع میں برخلاف اور سب خطوں کے مصنف کا نام نہ دارد ہے اسی شرم کے سبب پادری صاحب وہاں نہ لکھہ سکے کہ وہ آیت کس کتاب کی ہے۔

چوتھی نسبت۔ موسے ؑ اگرچہ اولاد آدم ہونے کے سبب اور بھی بعض فعلوں سے گنہگار تھا مگر قصور معاف ہونے کے پیچھے اور نازل ہونے وحی کے ایک طرح کے گناہ سے پاک تھا اور بے عیب۔ مسیح ؑ ہر قسم کی خطا سے مبرا اور پاک تھا برخلاف اس کے محمدؐ گنہگار تھا جیسا کہ سورہ والضحیٰ میں ہی

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ | یعنے پایا تجھکو اے محمدؐ گمراہ پس ہدایت کی ۶

(صفحہ ۱۴ و ۱۵) ج اگر حضرت موسے ؑ پاک اور بے عیب تھے تو پرانا عہد نامہ یعنے توریت موسے ؑ عیسائیوں کے نزدیک کیوں عیب دار ہو گئی اور اولاد آدم ہونے کے سبب اور بھی بعض فعلوں سے بقول پادری خوش اعتقاد اگر حضرت موسے ؑ گنہگار تھے تو ابن آدم یعنے حضرت عیسے ؑ کیا اولاد آدم نہ تھے جو ہمیشہ آپ کو ابن آدم کہتے رہے اور ایک طرح کے گناہ سے اگر حضرت موسے ؑ پاک تھے تو دس طرح کے وہ کون سے گناہ ہیں جن کی نسبت ناپاک رہے کیا چور اور بٹ مار ہونے کے سبب جس کا ذکر انجیل یوحنا ۱۰ باب ۸ میں ہے اور سورہ والضحیٰ کی اس آیت کا مطلب علماء اسلام نے بخوبی طرح سے پادریوں کو سمجھا دیا ہے بار بار اُن کا اعادہ کرنا لاحاصل ہے خلاصہ یہ کہ قرآن کے کسی مفسر نے پادری صاحب کی حسب مراد اس آیت کی تفسیر نہیں کی ہے پھر پادری صاحب کی خام خیالی کا کیا اعتبار اور میری طرف سے مختصر جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نبوت پانے سے پیشتر الہام الٰہی سے ناواقف تھے جیسے کہ حضرت موسے ؑ اُس مصری کو مارنے کے وقت (خروج ۲ باب ۱۲)

اور بعد اُس کے واقف ہوئے جیسے حضرت موسےٰ جھاڑی کے پاس (خروج ۳ باب)
پانچویں نسبت۔ موسےٰ سے کیسے کیسے عجیب و غریب معجزے صادر ہوئے
یسوع مسیح سے معجزے صادر ہوئے۔ محمدؐ سے ایک معجزہ بھی صادر نہیں ہوا
(صفحہ ۱۶) ج سب نبی صاحب معجزہ ہوتے ہیں اور حضرت پیغمبر اسلام علیہ
الصلوۃ والسلام کا ذکر کلیسیا ۱۰ میں دیکھنا چاہیے۔

چھٹی نسبت۔ موسےٰ سے پیشنخبریاں توریت میں لکھی گئی ہیں جیساکہ پیشین گوئی
منسوب بہ آدم و ابراہام و یعقوب وہو و اثبوت میں دیکھو پیدایش ۳ و ۲۲ و ۲۸ و
۴۷ باب اور ایسا ہی یسوع مسیح سے بہت سی پیشین گوئیاں و پیشنخبریان
ظاہر ہوئیں چنانچہ روح القدس کا نازل ہونا حواریوں پر یوحنا ۱۶ باب کو دیکھو اور
ثبوت اس پیشنخبری کا اعمال ۲ باب میں ملاحظہ کرو اور بھی پیشین گوئی انجیل
کی منادی کے بارہ میں کہ تمام جہان میں کی جائے گی مرقس ۱۳ باب سے ثبوت
اس کا ظاہر ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں کہ جہاں انجیل کے وعظ نہیں
سنائے جاتے اور خدا کی قدرت سے واسطے پورا ہونے اس پیشین گوئی کے انجیل
آج کے زمانہ تک قریب دو سو زبان مختلف میں ترجمہ ہو چکی ہے اور ہمارے زیرک
اور فہیم اور عقیل پادری ایس نولس صاحب نے اس امر کو اپنی کتاب اصول عقاید
مذہب مسیحی میں بخوبی تحقیقات کرکے لکھا ہے اور پھر پیشین گوئی یسوع مسیح
کی ایک جھوٹے نبی کے ظاہر ہونے میں متی کے ۲۴ باب ۱۱ کو دیکھو ثبوت اس
کا ظہور محمدؐ سے کہ ایک جھوٹا نبی تھا بخوبی ہو گیا کیونکہ اُس سے پیشنخبری کا ظاہر ہونا
تو در کنار رہا جا بجا قرآن میں نفی پیشین گوئی کی پائی جاتی ہے جیساکہ سورہ الاعراف
میں ہے

يعنے اگر میں غیب کی بات جانتا تو البتہ میں بھلائی بہت کرتا اور برائی مجھکو نہ پہونچتی ۱۲	لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ۔

ج رسول اللہ صلعم سے پیشین گوئیاں بھی کلیسیا ۱۰ میں دیکھنا چاہیے اور پیشین گوئی

منسوب بہ آدم و ابراہام و یعقوب و یہودا کو آپ نے کیا ہی کامل طور پر ثابت کر دیا ہے
جو بڑی دلیری سے یہ سب نام لکھدیئے اب مولوی آل حسن صاحب کی نسبت
جو آپ نے وہ سب گستاخانہ بیوقوفیاں ظاہر کر کے صفحہ ۲۹-۳۱ زہر اگلا ہے وہ
سب آپ ہی پر صادق آگئیں کہ بے ثبوت ایسا دعوے کرنا کمال مکاری اور
بے حیائی ہے اور حضرت عیسے سے بھی پیشین گوئیاں انجیل میں ہیں مگر
پادری صاحب تو اُن میں سے ایک کا بھی مطلب مطلق نہیں سمجھتے یوحنا ۱۶
باب کی پیشین گوئی کے ثبوت میں اعمال ۲ باب کا آپ نشان دیتے ہیں حالانکہ
اُس باب میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ یہ وہی پیشین گوئی پوری ہوئی جو یوحنا ۱۶ باب
میں مرقوم ہے پھر اعمال ۲ باب سے اُس کا ثبوت کیونکر ہوا یہ تو ایسی صریح
بات ہے کہ پادری صاحب بھی باوجود کمال خرابی عقل کے فوراً اسے سمجھہ
سکتے ہیں پھر یہ جو لکھا ہے کہ تمام جہان میں انجیل سنائی جاتی ہے یہ بھی جھوٹ
ہے افغانستان اور تبت اور تاتار اور ترکستان اور ایران اور شام اور عرب اور
زنجبار اور برما اور سیام وغیرہ میں انجیل سنانے کا نام تک نہیں ہے اور جھوٹے
نبی سے مراد جو رسول اللہ صلعم آپ سمجھتے ہیں یہ پادری صاحب کی دوسری
بے وقوفی ہے متی ۲۴ باب میں عیسائی پادریوں کا ذکر ہے اور اگر یہ نہوں تو
حضرات حواریوں کے زمانہ کی یہ آیت خبر دیتی ہے اِس عقل کے دشمن نے
یہ خیال نکیا کہ متی ۲۴ باب میں بربادی یروسلم کا ذکر ہے اُسوقت کے جھوٹے
نبی ہم عہد حواریوں کے سوا اور کون ہوں گے اور اگر انجیل کے کسی قدیم مفسر نے
اُس جھوٹے نبی سے غیر عیسائی مراد اُس وقت تک لی ہو تو اُس کا قول کیوں
نہ لکھدیا واہ رے جھوٹی دلیری اسی لیاقت پر شریعت نسبتیں تصنیف کرنے
بیٹھے تھے اگر یہ بیہودگیاں پادری صاحب کی ثابت ہو چکے ہیں تو دیکھیں
اب بھی آپ ہندوستان میں مونہہ دکھائیں گے یا غیرت کو کام فرمائیں گے
اور آیت لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ الخ سے جو آپ نفی پیشین گوئیوں کی سمجھتے ہیں

تو انجیل کے اُن مقاموں کو آپ کہاں چھپائیں گے جن میں حضرت عیسےٰؑ کا انکار معجزہ سے قوم سے اور جن کا مفصل حال شروع کلیسیا ۱ میں تصریح ہے پہلے تھوڑی انجیل پڑھ کر یہ کتاب تصنیف کی ہوتی تم تو بڑے استاد ہو گئے ساتویں نسبت۔ موسےٰؑ کو نبوت کے کام میں رواداری منظور نہیں تھی چنانچہ پلوس مقدس الہام سے فرماتا ہے۔ کہ اُس نے مسیح کے لعن طعن کو مصر کے خزانوں سے بڑی دولت جانا کیونکہ اُس کی نگاہ بدلی پر تھی عبرانیوں کا ۱۱ باب خروج ۲ باب اور ایسا ہی یسوع مسیح کی انجیل میں رواداری اور طرفداری نہیں پائی جاتی۔ محمدؐ نے ایک شخص ندھر نام کو اسواسطے قتل کیا کہ اُس نے قرآن کو کہانیوں کی کتاب کہا تھا۔ اور پھر عقبہ نام ایک آدمی کو اس لئے ہلاک کیا کہ اُس نے محمد صلعم کو وعظ کرتے وقت مارنے کا ارادہ کیا تھا اور پھر مسماۃ عصمت نامی عورت کو کہ جو مروان کی بیٹی تھی اس سبب سے مروا ڈالا کہ اُس نے محمدؐ کو بُرا کہا تھا اور کعب بن اشرف کو اس جہت سے قتل کیا کہ اُس نے محمد صلعم کے مخالفوں کی بہادری کی تعریف کی تھی چنانچہ اس کے سوا اور حرکتوں اور فعلوں محمد صلعم سے کہ تاریخ محمد میں درج ہیں طرفداری صاف صاف پائی جاتی ہے الخ (صفحہ ۱۸) ج کیا کوئی نبی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رواداری کرتا ہو تو وہ پیجانبی کیونکر ہوگا اور اگر یہ بے رواداری صرف حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ پر منحصر تھی تو ان دونوں کے درمیان میں جتنے انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں بقول پادری صاحب کے اُن میں سے کوئی پیجانبی نہ تھا اور نہ صرف یہی بلکہ حضرات حواری بھی سچے رسول نتھے کیونکہ پلوس مقدس نے یہودیوں کی خاطر سے طمطاؤس کا ختنہ کرایا (اعمال ۱۶ باب ۳) اور پھر یہودیوں کے خوف سے پلوس نے ہیکل میں جانے کے لئے آپ کو یہودی شریعت کے بموجب پاک کیا (اعمال ۲۱ باب ۲۶) پھر مکاری سے بھی انجیل سنانا جائز کہا (فلپیوں کا ۱ باب ۱۸) یہ سب رواداری نتھی تو اور کیا تھا اور ندھر وغیرہ کا قتل جو حضرت پیغمبر اسلام صلعم کے حکم سے آپ

لکھتے ہیں اس کے ثبوت میں جب کسی کتاب کا صفحہ سطر بتاؤ گے تب آپ کا خبط حواس ثابت کر دیا جائے گا ابھی صرف اسی حوالہ پر کہ تاریخ محمد صلعم میں درج ہے پادری صاحب کی زٹل کا کون اعتبار کر سکتا ہے آپ ہنوز اتنا بھی نہیں جانتے کہ تاریخ محمدی کتنی تصنیف ہو چکی ہیں اُن سیکڑوں میں سے جب تک تاریخ کا خاص نشان اور صفحہ وغیرہ نہ بتایا جائے کیا معلوم کہ پادری صاحب کے قول کی سند کہاں سے ہے۔

اٹھویں نسبت۔ موسےؑ کا کلام یسوع مسیح سے مطابق ہے بلکہ مسیح نے اُس کو پورا کیا۔

محمد کے قول و فعل سے صریح پایا جاتا ہے کہ وہ مسیح اور موسےؑ ہر دو سے مخالف ہے حتیٰ کہ سب نبیوں سے برخلاف جیسا کہ استثنا کے ۱۷ باب میں حکم ہے کہ بہت سی جوروان نکرے لیکن محمد صلعم نے برخلاف اس کے حکم دیا ہے کہ

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ | یعنے پس نکاح کرو تم جو خوش آویں تمہیں عورتوں میں سے دو یا تین یا چار الخ

(صفحہ ۱۹) ج انجیل میں لکھا ہے کہ شریعت پر عمل کرنیوالا جہنمی ہے (گلتیوں کا ۵ باب ۴) اور یہ بھی کہ اگلا حکم اس لئے کہ کمزور و بے فائدہ ہے اٹھ گیا (عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸) اور ختنہ کچھ نہیں اور نا مختونی کچھ نہیں (اول قرنتیون کا ۷ باب ۱۹) یہی توریت کو شاید پورا کیا یعنے اُسے تمام کر دیا اور وحدانیت میں تثلیث بڑھا کر اُسے پورا کیا اور بکری کے گوشت پر سور کا گوشت زیادہ کر کے اُسے پورا کیا اور حضرت پیغمبر اسلام صلعم کو جو مسیحؑ اور موسےؑ حتیٰ کہ سب نبیوں سے استثنا ۱۷ باب کے بموجب آپ مخالف بتاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کتاب استثنا شاید سب نبیوں کی تصنیف ہے اور بہت سی جوروان شاید حضرت داؤدؑ و حضرت سلیمانؑ وغیرہ کسی نبی نے نہیں کی ہیں اور بہت سے لونڈ

کو بھی آیت میں آپ نسبھے کہ کیا دو چار کو بھی بہت کہتے ہیں اور یہودی شریعت میں اٹھارہ سے زیادہ بہت میں داخل تھیں کسی یہودی سے تو پوچھا ہوتا۔

نویں نسبت۔ موسےٰؑ بنی اسرائیل سے تھا اور یسوع مسیح بھی بنی اسرائیل سے ہے جیسا کہ متی کی انجیل میں وارد ہے الخ (صفحہ ۲۰) ج یہ عجیب نسبت پادری صاحب کو سوجھی کیا یہوداہ اسکریوطی بھی بنی اسرائیل سے تھا اور حضرت عیسےٰؑ کے بہتیرے شاگرد جو اولٹے پھر گئے اور بعد اُس کے اُس کے ساتھ نہ چلے (یوحنا ۶ باب ۶۶) کیا یہ سب اسرائیلی نہ تھے۔

دسویں نسبت۔ موسےٰؑ خدا سے ہمکلام ہوا۔ اور یسوع مسیح خود کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہے برخلاف اس کے محمد صلعم کو ڈاکٹر ویل صاحب کے قول کے بموجب جو اُس محقق فاضل نے عربی کتابوں سے تحقیق کرکے تاریخ محمدؐ اور اُس کے خلیفوں میں درج کیا ہے مرگی کی بیماری تھی الخ (صفحہ ۲۱) ج واہ پادری صاحب ہمکلام کے لئے کلمۃ اللہ کا لفظ کیا ہی موزوں آپ کو سوجھا ہے یہ رعایت آپ ہی کے حصہ کی تھی اب حضرت عیسےٰؑ حضرت موسےٰؑ ہی کی مانند ثابت ہوگئے اور پادری صاحب جو یہ کلمات لایعنی بک رہے ہیں پس آپ بھی تو اس دسویں نسبت سے بے علاقہ نہیں ہو سکتے ذرا عقل پادری صاحب میں کم ہے ورنہ یہ دو باتیں لکھدینی کافی تھیں کہ موسےٰؑ کلیم اللہ عیسےٰؑ کلمۃ اللہ تاکہ سب اسے لاکلام مان لیتے اور ڈاکٹر ویل صاحب نے جو عربی کتابوں سے تحقیق کرکے لکھا ہے کہ حضرت صلعم کو مرگی کی بیماری تھی اس سے ڈاکٹر صاحب کا مالیخولیا تو ثابت ہوگیا اب مرگی کی بیماری کا ثبوت باقی ہے مگر بڑی بات اس میں بھی یہ ہے کہ عربی کی کتابوں سے تحقیق کرکے لکھا ہے اگر اور کسی زبان کی کتاب سے لکھتے تو اُس کا کچھ اعتبار تھا اگر عربی زبان میں الف لیلی ہے تو وہ بھی پادری صاحب کی نظر میں تا مجات پلوس و پطرس سے کم نہیں ہے مگر افسوس کہ ڈاکٹر صاحب کو نسیان کے مرض نے ایسا گھیرا ہے کہ ان

عربی کتابوں کا نام پادری صاحب کو بتانا بھول گئے۔
اس کے بعد صفحہ ۲۲ - ۲۸ پادری فانڈر اور رنکین صاحب کے اقوال اپنے کلام کی تائید میں نقل کئے ہیں سوا اس کا کچھ اعتبار نہیں ہر مذہب والا اپنے مذہب کی حمایت کرتا ہے کسی مخالف کا قول لکھنا چاہیے تھا پھر صفحہ ۲۹ - ۳۱ میں مولوی آل حسن کی طرف خطاب ہے کہ محمدیوں کے ایک فخر العلما، عالم آل حسن نامی اپنی کتاب مسمیٰ بہ استفسار میں بڑے کرو فر اور زور شور سے بیان کرتے ہیں اور جب کوئی معقول وجہ پیش نہ کی گئی تو طول بلاطائل یہ پوچ اور نکما شبہہ کیا کہ آیت متنازعہ فیہ کا یہ فقرہ کہ تیرے ہی درمیان سے پیچھے سے بڑھا دیا گیا ہے اور یہ کہ شاید حضرت مسیح یسوع نے اپنے تئیں مصداق خبر موسوی ناحق فرمایا ہو یا اور کسی نبی کا نام لیا ہوگا موسےؑ کا لفظ کاتبوں کے سہو سے لکھا گیا۔ مولوی مذکور ایک بیجا گمان کرتا ہے کہ گویا تیرے ہی درمیان سے کئی الفاظ پیچھے سے بڑھا دئے ہوں گے زیراکہ اس کو مناسب تھا کہ اپنے اس دعوے کو بیدلیل نہ بیان کرتا بلکہ ایسی بیبل معتبر دیکھلاتا کہ جس میں فقرہ مذکور نہ ہوتا ورنہ دعوے بے دلیل پیش کرنا زیرک اور منصف آدمی کا کام نہیں ہے۔ واہ مولوی آل حسن کی عقل اور سمجھ اور انصاف افسوس ہزار افسوس انسان ایسا نادان اور ناقص العقل ہے کہ غرور اور تکبر میں آکر اپنی انصاف کی آنکھ بند کر لیتا ہے کیا آل حسن جو ایک محمدی عالم اپنے تئیں کہلاتا ہے نہیں جانتا کہ اس پیشین گوئی کی تصدیق ان الفاظ پر کہ تیرے ہی درمیان سے منحصر اور موقوف نہیں۔ یہ امر ہرگز مناسب نہیں کہ بے دلیل کا فی کوئی آدمی ایسا پوچ اور نکما دعوےٰ جیسا کہ محمدی مذکور نے کیا کرے۔ نہیں تو اس جہان میں ہلکی اور ندامت اوٹھائے گا۔ اور آنیوالے جہان میں وہی عذاب جو بے انصافوں کے لئے مقرر ہے پاوے گا۔ جب رحمت اللہ نامی مولوی نے جو ہندستان بھر کے محمدیوں میں ایک متعصب اور نا انصاف اور بہت چالاک اور گستاخ آدمی مشہور ہے دیکھا کہ آل حسن

مولوی نے اِس پیشین گوئی صریحہ کی اپنی کتاب میں غیرواقع ذکر کرنے میں از بس ندامت اوٹھائی تب رحمت اللہ نے اور پیشین گوئیوں کو جو یسوع مسیح کے حق میں ہیں اپنی ناانصاف عادت کے بموجب غیرواقع بیان کیا مگر اِس پیشین گوئی کے حق اور غیرحق ہونے میں کچھ دم نہیں مارا کیونکہ وہ جو از بس چالاک تھا جانتا تھا کہ جیسا آل حسن نے اُس کے بیان کرنے میں ایک طرح کی شرمندگی اور ندامت اوٹھائی ہے ویسے ہی مجھے بھی اوٹھانی پڑے گی اِس لئے اِس تذکرہ سے اُس نے پہلوتہی کی والا سب پر ظاہر ہے کہ اگر وہ کچھ اِس بات میں لکھتا بھی تو مسیحیوں سے صدہا معقول جواب پاتا مگر اُس نے آپ اِس ذکر سے طرح دی اور بچ نکلا اور ہم لوگ فرصت پاکر اُن بوچ باتوں کو جو رحمت اللہ نے مسیح کی پیشین گوئیوں کے بارہ میں لکھی ہیں رد کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ اور یہ چھوٹا سا رسالہ تو اِس لئے جلدی سے لکھا گیا ہے کہ لکھنؤ کے محمدی پیشین گوئی مذکورہ کو پیش کرکے اکثر دعوے کیا کرتے ہیں کہ اِس فقرہ سے جو آیت متنازعہ میں ہوسے ہے کے مانند ہے محمد ابن عبد اللہ مراد ہے الخ

ج مولوی آل حسن صاحب نے جو کچھ سمجھ کر اُس پیشین گوئی کو لکھا اور مولوی رحمت اللہ صاحب نے جس وجہ سے اُسے ترک کر دیا ہوگا اُس کی مصلحت پادری صاحب ہی کی تحریر سے ظاہر ہے یعنے جب مولوی رحمت اللہ صاحب نے دیکھا کہ یہ پیشین گوئی عیسائی علماء کی تسکین کے قابل مولوی آل حسن صاحب لکھ چکے تو پھر حاجت نہوئی کہ مکرر اُس کا ذکر کرتے کیا ایک ہی پیشین گوئی حضرت نبی اسلام صلعم کی بابت توریت میں ہے جو صرف اُسی کو بار بار ہر مصنف کتاب ردنصاریٰ میں لکھا کرے کیا یہ کم ہے کہ مولوی آل حسن صاحب نے اور بعضے اور لوگوں نے اور میں نے اپنی اپنی کتابوں میں اُس پیشین گوئی کا ذکر کیا ہے اب کیا ضرور ہے کہ جو کتاب ردنصاریٰ میں لکھے ضرور اُسی پیشین گوئی کو اپنی کتاب میں داخل کرے یہ صرف عیسائیوں کی عادت ہے کہ ہمیشہ ایک ہی بات کو ہر مصنف بے لکھے نہیں رہتا جیسے پادری صاحب کو چار و ناچار اپنے اِس رسالہ میں چار

پانچ تثلیث پرستوں کی استمداد سے چارہ نہوا پھر صفحہ ۳۲ میں ڈاکٹر بارٹ اور پادری حرنلی کا قول اپنی تائید میں لکھدیا ہے اور صفحہ ۳۳ میں پادری یوسف وارن اور باپو جان بیری کا قول لکھدیا ہے اور یہ بھی کہ ایک محقق اور زیرک مصنف اپنے ایک رسالہ موسوم بہ دین عیسوی کی سچائی کا اثبات میں تحریر فرماتا ہے کہ ایک فاضل یہودی نے مناظرہ میں صاف اقرار کیا کہ پیشین گوئی متنازعہ فی الحقیقت مسیح کے حق میں ہے الخ پھر صفحہ ۳۴ میں ہے اُن محمدیوں پر کہ جو اس پیش خبری کو تحکم اور ناانصافی سے اور عوام بے علم محمدیوں کو فریب دینے کے واسطے محمد کی نسبت رجوع کرتے ہیں واویلا ہے کہ ناحق ایسا بے بنیاد اور بے اصل دعوٰی کرتے ہیں اور ایسا دعوے کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے کیا محمدیوں کے اِس جھوٹے دعوے سے محمد جھوٹے نبی ہونے سے بچکر سچا نبی ہو جائےگا نہیں ہرگز نہیں۔ الخ

ج پادری صاحب کا فہم رسا ہر جگہہ تعریف کے قابل ہے کیا عمدہ ثبوت اس پیشین گوئی کا یہودی فاضل کے اقرار سے پہونچایا مگر افسوس کہ اُسکی فضیلت کے سوا اُس کا نام پادری صاحب کو یاد نرہا اور ایک ہرج یہ بھی بدستی کی حالت میں ہوگیا کہ اُس سے وہ اقرار لکھوا نہ لیا تاکہ زیادہ اعتبار کا کلام ہو جاتا یا یہ کہ اُسی کو عیسائی کر لیا ہوتا تاکہ ہر جگہہ رسالہ موسوم بہ شریف نسبتین کے ساتھ آپ اسے بھی بھیجدیا کرتے کہ پھر کسی کو پادری صاحب کی راست گوئی پر کچھ شک نہوتا اور یہ بے وقوفی صرف پادری صاحب کی نہیں بلکہ محقق و زیرک مصنف رسالہ موسوم بہ دین عیسوی کی سچائی کا اثبات نے بھی زبردستی پادری صاحب کو بیوقوف بنایا کہ اپنے رسالہ کے اتنے بڑے فصیح نام کے ساتھ اپنے بھی نام کا ایک حرف تک نہ بتایا اب پادری صاحب خواہی نخواہی بیوقوف نہ بنیں تو اور کیا ہو کہ نہ اُس محقق و زیرک مصنف رسالہ کا نام معلوم ہے اور نہ اُس یہودی اقرار کرنے والے کا پادری صاحب بیچارے کے ناحق ان دونوں

کی ششش و پنج میں عقل تیرہ تین ہو گئی صد حیف بل ہزار افسوس۔
اب سارے جوابات پر غور کر کے محمدیوں کے جھوٹے یا سچے دعوے کا امتیاز ہر شخص کر سکتا ہے پادری صاحب کی طرح اتنا رذیل بول چال گوئی کہاں سے لائے جو ان ہیں کے ظرف کے موافق جواب دے۔
لیکن پادری صاحب نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ حضرت موسیٰ ایک ایسی قوم میں بھیجے گئے جو باہم متفق تھے اور علاوہ اس کے ایک ظالم بادشاہ کی غلامی میں گرفتار اور وہاں سے رہائی پانے کے منتظر ہو رہے تھے اس لئے حضرت موسےٰ کو ان کے فرمان بردار کرنے میں کچھ بھی تکلیف نہیں کرنی پڑی اور با ینہمہ وہ لوگ رہائی پاکر کئی بار بت پرست ہو گئے جس کا ذکر قاضیوں کی کتاب میں ہے برخلاف قوم عرب کے کہ وہ سب بت پرست تھے اور حضرت پیغمبر اسلام صلعم سے بر سر فساد و عناد رہے با ینہمہ معتقد قرآن ہو کر پھر کبھی بت پرست نہیں ہوئے اور وہ پیشین گوئی جو قرآن میں مذکور ہے پوری ہوئی کہ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ (سبا ۶۱) ایک نہایت مشہور عالم گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کے دفعہ ۱۵۴ میں فرماتے ہیں کہ جس شخص کو دین محمدی کی طرف تھوڑی سی بھی رغبت ہے وہ بآسانی مان لے گا کہ آپ کے مسائل میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو دین عیسوی اور موسوی کے مخالف ہو یعنے کوئی ایسی بات نہ تھی کہ بنفسہ بلا توسط مخالف ہو موسےٰ نے اپنی پانچ کتابوں (یا پانچویں کتاب) میں اقرار کیا تھا کہ اللہ تعالےٰ میری نسبت ایک بڑا پیغمبر بھیجے گا اس لئے سمریا کی دس قوموں کے لئے جو اس وقت تعداد میں بہت تھیں اور عہد عتیق کی اور کتابوں کو نہیں مانتی تھیں اور جو شاید فتح کرنے والے پیغمبر کی جویا تھیں نہ روحانی مسیح کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ محمدؐ کو جو اسمٰعیل کی نسل سے تھے وہی پیغمبر موعود کیوں نہ سمجھتے اگر وہ معجزہ چاہتے تو فتوحات اور شمشیر احمدی اس کا جواب تھا کیونکہ شمشیر فتح کرنے والی اور غیر

مغلوب پیغمبر کی بمنزلہ عصائے ہارون تھی جس سے کہ فتح دنیا کی آپ کو حاصل تھی یہوداہ اور بنیامین کے فرقوں میں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اسقدر کامیابی حاصل نہوئی جیسے باقی کے بنی اسرائیل میں ہوئی کہ بالکل قومیں آپ کے مذہب میں کھپ گئیں اگر آپ کے پیروؤں میں نہیں تو پھر کیا ہوئیں (حمایۃ الاسلام صفحہ ۹۷ دفعہ ۱۵۴ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ کتاب گاڈفری ہیگنس صاحب الموسوم اپالوجی مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) واضح ہو کہ برگم نیگ کے فرقے نے بھی جو مورمن کہلاتے ہیں بنی اسرائیل ہونے کا دعوی کیا ہے اور اپنے ملک کو بہشت اور اپنی دارالسلطنت کو آسمانی یروسلم کہتے ہیں مگر سب جانتے ہیں کہ وہ تو اہل یورپ کی نسل سے ہیں جو ہرگز اولاد ابراہیمؑ بھی نہیں ہیں یہ اُن کا دعوے جیسے قوم کی بابت ویسے ہی ملک اور دارالسلطنت کی بابت صرف خیال ہی ہے۔

اسی طرح طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے بھی بعض مشابہتیں مسیحؑ اور موسےؑ میں لکھی ہیں لیکن اُن میں عمدہ یہ ہیں کہ جس طرح موسےؑ نے بحر قلزم کو دو حصہ کیا اسی طرح عیسےؑ دریا پر پاؤں سے چلے تھے اور جس طرح موسےؑ مصر میں تھے اسی طرح مسیحؑ بھی وغیرہ استھے۔ لیکن ایسی بے کار باتیں اس قابل بھی نہیں ہیں کہ ذکر کی جائیں کیونکہ مصری حالات میں مسیحؑ سے موسےؑ کو مشابہت یہ صرف زبردستی ہے اور اس بات میں شاید سو پچاس انبیاء علیہم السلام موسےؑ سے مشابہ ہو سکتے ہیں کہ جو مصر میں جا کر رہے تھے اور دریائی مشابہت مسیحؑ کو موسےؑ سے محض نقش بر آب ہے یہ دریا پر چلے اور موسےؑ دریا میں خشکی پر چلے تھے اس باب میں حضرت یشوع البتہ حضرت موسےؑ سے مشابہ ہیں کہ انہوں نے بھی موسےؑ کی طرح یردن کو دو حصہ کیا تھا یشوع ۳ باب ۱۶- اور حضرت الیاسؑ اور حضرت الیسعؑ نے بھی یہی کیا ۲ سلاطین ۲ باب ۸- ۱۴- اور حضرت یشوعؑ حضرت موسےؑ کے قایم مقام بھی ہوئے تھے اور یہودی اس پیشین گوئی

کو حضرت یشوع کے حق میں سمجھتے ہیں۔
اب کہاں ہیں وہ دعوے کرنے والے جو کہتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی مرقومہ استثنا ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸۔ اور اعمال ۳ باب ۲۲ و ۷ باب ۳۷ حضرت عیسیٰ سے علاقہ رکھتی ہے چاہیے کہ چین سے انگلستان تک اس کی بابت انصاف طلب کریں دیکھیں تو کہ تمام دنیا میں کون ہے جو اس کے برخلاف کوئی معقول عذر کسی معتبر دلیل سے پیش کر سکتا ہے اور جب کسی عذر کی اس میں مطلق گنجایش ہی نہیں ہے تو ایسے نبی مقبول سردار انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کر کے قیامت کے دن خدا کو کیا منہہ دکھائیں گے۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم۔

پیشین گوئی ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىۃِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ (قرآن) (سورۃ الصف آیت ۶)	یعنے اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں بالتحقیق بھیجا آیا ہوں اللہ کا تمہاری طرف تصدیق کرتا ہوا اس توریت کو جو مجھ سے آگے ہے اور سناتا ہوا خوشخبری ایک رسول کی جو آدے گا مجھ سے پیچھے اسکا نام ہے احمد انتہے۔

اس آیت کا اشارہ اس وعدہ کی طرف معلوم ہوتا ہے جو عیسےٰ نے فارقلیط یعنے تسلی دینے والے روح القدس کا کیا تھا سو یہاں محمد صاحب اپنی اس کو ایک پیشین گوئی قایم کرتے ہیں جو انجیل کی اصل آیت پر رجوع کرے بے تامل دریافت کرے گا کہ عیسےٰ کی باتیں درحقیقت کس کی طرف اشارہ کرتی ہیں انتہے از شہادت قرآنی فصل ۹۵۔ اگر ہم سمجھیں کہ ولیم میور صاحب کا گواہ یہاں ہے جیساکہ اُن کی کتاب کے نام سے پایا جاتا ہے تو ولیم میور صاحب

کے قول سے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ پیشین گوئی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی بابت مسیح سے کی تھی چنانچہ انجیل یوحنا ۱۴ باب ۱۶ میں لکھا ہے اور اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے انتہے جس کا ترجمہ یہ ہے یاتی من بعدی اسمہ احمد اس آیت میں لفظ پارہ قلت بہ لام مکسور مجہول جو کہ یونانی ہے اس کے معنے تسلی دینے والا اور یونانی لفظ پارا قلیت بہ لام مکسور معروف جس کا معرب فارقلیط ہے اس کے معنے احمد چنانچہ ہر شخص یونانی لغت کی کتابوں سے کہ جنکا انگریزی ترجمہ کے سبب خوب سمجھ لینا مشکل نہیں ہے اس لفظ کو دریافت کرسکتا ہے اب علمار عیسائی کہتے ہیں کہ اس مقام پر لفظ پاراقلت ہے اور اہل اسلام پارا قلیت بیان کرتے ہیں اور اہل اسلام کا دعوے اس لفظ کی بابت کئی طرح سے صحیح معلوم ہوتا ہے۔

پہلا طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۱ء باہتمام پادری شیرنگ صاحب صفحہ ۲۴۴ میں انجیل کے قدیم نسخوں کی بابت لکھا ہے **قولہ** اتنے بہتیرے نوشتوں میں جو الگ الگ زمانوں کے اور الگ الگ ملکوں میں قلم بند ہوئے نویسندوں کی غفلت سے چھوٹی چھوٹی باتوں میں بہتیرے متفرقات۔ (یعنے اختلافات) نظر آتے ہیں نقطوں اور نشانوں کا فرق ہے حرفوں کا فرق ہے لفظوں کے ہجوں کا فرق ہے اور بعضے متفرق الفاظ بھی ملتے ہیں علاوہ اس کے تھوڑے نوشتوں میں دو ایک مقاموں میں ایسا مضمون بھی مندرج ہے جو اکثر نوشتوں میں پایا نہیں جاتا اور اس سبب سے یہ مضمون مشکوک یا تردید سمجھا جاتا ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۱ میں حبشی اور ارمنی اور لاطینی وغیرہ ترجمات کے بیان میں لکھا ہے **قولہ** اگرچہ یونانی نوشتوں سے ٹھیک الفاظ ٹھہرانے کے لئے اُن سے بڑا فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے الخ۔

پس ظاہر ہے کہ جس طرح اور ہزاروں جگہہ نقطوں اور نشانوں اور حرفوں کا اور ہجوں یعنے اعراب کا فرق ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ پاراقلت اور پارا قلیت میں جو دو

صرف اعراب کا تفاوت سے واقع نہوا ہوگا اور صفحہ ۱۴۲ میں جمع بیان ترجمات میں
لکھا ہے کہ یونانی نوشتوں کے ٹھیک الفاظ ٹھہرانے کے لئے اُن سے بڑا فائدہ
حاصل نہیں ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ ٹھیک لفظ پارا قلیت ہے اگرچہ
اُن ترجموں سے اس کا مطلب متفاوت ہے۔ دوسرے یہ کہ سُریانی اور مصری اور
حبشی وغیرہ ترجمات انجیل کا عیسائی عالموں نے اٹکل سے تیسری صدی عیسوی
تک زمانہ ٹھہرایا ہے مگر عربی ترجمہ کا کوئی زمانہ نہیں ٹھہرایا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے
کہ اگرچہ عربی پہلا ترجمہ انجیل کا سب سے قدیم نہو تو بھی پُرانا ترجمہ ہے اس سبب
سے بھی لفظ پارا قلت اور پارا قلیت میں امتیاز اہل عرب زیادہ اعتبار کے قابل
ہے اور تواریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۳۲۰ میں لکھا ہے کہ اُس وقت کی چھپی
ہوئی کتابوں میں لوح کا صفحہ نہوتا تھا۔ اُس وقت املا کی بھی کچھ پابندی نتھی اور
اسی سبب سے ہر مصنف کا املا جدا تھا بلکہ ایک ہی مصنف ایک ہی لفظ
کو ایک صفحہ میں کئی طرح لکھتا تھا اُس زمانہ کی انگریزی کو مڈل انگلش کہتے ہیں اہلے
پس جب چھاپہ جاری ہونے کے بعد تک یہ حال تھا تو اُس کے پیشتر کا حال
اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ یہ آیت یاتی من بعدی اسمہ احمد
قرآن مجید میں داخل ہے اور قرآن مجید اُس ملک میں نازل ہوا جو علماء یہود و نصاریٰ
سے بھرا ہوا تھا اگر اس میں کچھ شک ہوتا تو وے ہزاروں یہود و نصاریٰ کہ جنہوں
نے دین اسلام قبول کیا تھا فوراً برگشتہ ہوکر اس غلطی کو فاش کر دیتے تاکہ اور کوئی
عیسائی اس دہوکہ میں اپنا دین چھوڑکر مسلمان نہو جائے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ جو بات
خلاف واقع ہو کسی واقفکار کے سامنے کوئی دلیری سے بیان کرے یعنے اگر یہ
آیت لفظ پارا قلیت کے ساتھ کہ جس کا معرب فارقلیط ہے انجیل میں نہوتی
تو پیغمبر خدا صلعم باوجود دعوے نبوت کسی یہودی اور نصرانی وغیرہ کے سامنے کبھی
نہ بیان کرتے چنانچہ عیسائی علماء نے بھی ترجمہ عربی میں جو کلیسیائے روم کیطرف
سے ۱۶۷۱ء میں چھپا بعینہ یہی لفظ فارقلیط لکھا ہے اور بعینہ نقل عبارت

اُس کی یہ ہے ۱۴ باب ۱۶ وَاَنَا اَطْلُبُ مِنَ الْاَبِ فَیُعْطِیْکُمْ فَارِقْلِیْطًا اٰخَرَ لِیَثْبُتَ مَعَکُمْ اِلَی الْاَبَدِ اور یوحنا ۱۶ باب ۷ لٰکِنِّیْ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنَّہٗ خَیْرٌ لَّکُمْ اَنْ اَنْطَلِقَ لِاَنِّیْ اِنْ لَّمْ اَنْطَلِقْ لَمْ یَاْتِکُمُ الْفَارِقْلِیْطُ فَاِنِ انْطَلَقْتُ اَرْسَلْتُہٗ اِلَیْکُمْ اور یوحنا ۱۵ باب ۱۶ فَاِذَا جَآءَ فَارِقْلِیْطُ ۱۶ اور اسی طرح ببیل ترجمہ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۵۵ء میں بھی ہے مفتاح التواریخ مصنفہ طامس ولیم بیل صاحب مطبوعہ ۱۸۶۰ء بموجب پسند مسٹر ہنری میرس الیٹ صاحب سکریٹری گورنمنٹ ممالک ہند میں ہے بزبان یونانی روح القدس را فارقلیط میگویند انتہے۔

اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر یہ بات سچ تھی تو کیوں سب علماء عیسائی اُس وقت مسلمان نہ ہوگئے تو اس کا جواب میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ یہودی اگرچہ حضرت عیسٰےؑ کے معجزات دیکھتے اور حضرت عیسٰےؑ کی بابت پیشین گوئیاں جو توریت وغیرہ میں سے عیسائی علماء بیان کرتے ہیں اُن میں بعض سے واقف تھے تو بھی اپنی سخت دلی یا طرح طرح کے شکوک کے سبب سب عیسائی نہ ہوئے اور جنہوں نے انصاف کو اپنے جی میں جگہہ دی عیسائی بھی ہوگئے اسی طرح عیسائیوں میں بھی جنہوں نے فارقلیط کے معنے پر انصاف سے غور کیا سیکڑوں عالم اور فاضل عیسائی دین اسلام میں داخل ہوئے۔ دوسرے یہ کہ بُت پرست اگرچہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ توریت و انجیل میں حقیقتاً بتوں کی مذمت ہو جو وے ہے استثناء باب ۳۵ - اعمال ۵ باب ۲۹ مکاشفات ۲۲ باب ۱۵ مگر اُن کتابوں پر عمل کرنا وے اپنے لئے لازم نہیں جانتے اس لئے اُن پر ایمان نہیں لاتے اسی طرح جو عیسائی کہ قرآن من جانب اللہ ہونے سے ابھی واقف نہیں ہیں اُس پر عمل کرنے سے بھی گھبراتے ہیں۔

چوتھے یہ کہ مفتاح الکتاب کے باب فہرست ترجمات میں لکھا ہے کہ عبرانی جدید میں انجیل کا ترجمہ ہوا تھا پس اگر انجیل کا ترجمہ عبرانی جدید میں ہوا تو اس

زبان کا اہل عرب کو بہ سبب اتحاد زبان عبری و عربی بہ نسبت غیر زبان والوں کے سمجھنا آسان ہے اگرچہ لفظ بلا اقیت صرف یونانی ہو مگر اصل انجیل زبان عبرانی میں تھی اور اُس کا ترجمہ بھی عبرانی جدید میں ہوا اور ہر لفظ کا مطلب اُس کی اگلی پچھلی عبارت سے خوب دریافت ہو سکتا ہے۔

پانچویں یہ انجیلیں جو یونانی زبان میں مشہور ہیں اس زبان سے بھی اہل اسلام کو واقفکاری قدیم ہے اور اہل انگلستان کو ان کے بعد بلکہ انہیں کے سبب سے واقفکاری زبان یونانی سے ہوئی ہے چنانچہ پندرہویں صدی عیسوی تک انگلستان میں یونانی زبان کا چرچہ تھا مگر جبکہ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد ثانی ابن سلطان مراد ثانی نے شہر قسطنطنیہ کو فتح کیا اُس وقت یونانی لوگ یورپ کے ملکوں کی طرف نکل گئے اور کچھ انگلستان میں بھی آئے تب سے اس زبان کا وہاں بھی چرچہ شروع ہوا اور بگسنر صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۴۵۳ء میں جب ترکوں نے یونانی سلطنت کو نیست کیا تب دار السلطنت کے رہنے والے بھاگے اور اُن کے ساتھ پہنے یونانی تھے اور ۱۵۱۶ء میں ڈاکٹر بی نیکر نے علم یونانی انگلنڈ میں داخل کیا ولیم کارنٹر جو بڑے عالم فرقہ پراٹسٹنٹ کے ہیں کہتے ہیں کہ پہلا جو نسخہ یونانی نکلا وہ نسخہ ارازمس کا ہے جو ۱۵۱۶ء میں بنایا گیا اور جن نسخوں سے ارازمس نے وہ نسخہ تیار کیا وہ صرف چار ہی تھے اور اُن میں سے تین نسخے جن کو وہ بہت استعمال کرتا تھا پورے نہ تھے بلکہ ان میں صرف عہد جدید کی کتابوں کے حصے تھے اور کچھ معتبر بھی نہ تھے اور ارازمس بعض یونانی مرشدوں کے کلام اور ترجمہ لاطینی سے (جس کی غلطیوں کا حال کلیسیا ۲ سکرمنٹ ۴-۹ میں لکھ چکا ہوں) صحیح کرتا تھا اور اگر کسی جگہ میں مطلب نہ کھلتا تو اپنے خیال کے موافق صحیح کر دیتا تھا۔ اب غور کرنا چاہیے کہ اُس کا خیال الہامی تھا سب انسانوں کی طرح وہ بھی غلطی اور خطا سے خالی نہیں ہو سکتا ہے اور مسلمانوں کو زبان یونانی سے اُس وقت سے واقفیت ہے جبکہ یونانی سلطنت کے شہر ۶۳۵ء میں انہوں نے فتح

گئے تھے تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۳۵۲ سے ظاہر ہے کہ ہنری ہشتم کا سال جلوس ۱۵۰۹ء اور سال وفات ۱۵۴۷ء تھا اور ایضاً صفحہ ۳۶۳ میں لکھا ہے کہ ملک ہالنڈ کا ایک ارازمس نام ہنری ہشتم کے عہد میں اوکسفورڈ کی یونیورسٹی میں زبان یونانی کا مدرس تھا اُس نے بہت لوگوں کو قدیم زبانوں (یعنے یونانی و لاطینی وغیرہ) کی تحصیل پر آمادہ کیا انتہے اس سے ظاہر ہے کہ سولہویں صدی میں اہل انگلستان کو یونانی زبان سے واقفیت ہوئی لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۱۶۴ میں ہے کہ اہالی فرانس اور انگلنڈ نہایت جاہل تھے اوکسفورڈ کے کتب خانہ میں فقط چھ سو جلدیں تھیں اور پارس (یعنے فرانس) کے شاہی کتب خانہ میں فقط چار معتبر مؤلف کی تالیفات تھیں مشرقی مملکت (یعنی قسطنطنیہ) کے ہبوط کے بعد پندرہویں قرن کے وسط میں یونانیوں کے انتشار سے سارے مغربی یورپ میں علوم کا مذاق اور تذکرہ پھیلا انتہے۔

اب اگر کوئی زبردستی کہے کہ آغاز اسلام کے پیشتر سے عیسائی یونانی داں اور انجیل خواں تھے تو میں کہتا ہوں کہ اُس وقت تک عیسائی اپنی انجیل کے مطابق حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے منتظر ہی تھے اور اب بھی منتظر ہیں کہ وہ نبی جس کا ذکر یوحنا ۱ باب ۲۱ و ۲۵ میں ہے کون ہے جس طرح یہودی ابتک مسیح کے منتظر ہیں چنانچہ رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء حصہ ۲ صفحہ ۹ کے آخر میں لکھا ہے کہ بعضے مسیحی مانتے تھے کہ روح القدس (یعنے فارقلیط) دوسری بار مسیح کے پھر آنے کے پہلے زمین پر اوترے گا اور یہ بات مونٹانس نے اپنے حق میں بنائی بعضے مسلمانوں نے بلا تحقیق یہی دعوے اپنے پیغمبر محمد صلعم کی نسبت بھی کیا ہے انتہے۔

واضح ہو کہ مونٹانس نے ۱۷۰ء میں دعوے کیا تھا کہ میں فارقلیط ہوں دیکھو رومن تواریخ کلیسیا صفحہ ۹۸ سطر ۲۳ و اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۲۰۵ پس اگر فارقلیط سے مراد روح القدس ہو تو مونٹانس انسان ہو کر ایسا دعوے

کیونکر کر سکتا تھا مگر مورخ کلیسیا نے روح القدس کا نام آخر صفحہ ۹۹ میں اس لئے لکھا تاکہ پڑھنے والوں کو اصل ماہیت فارقلیط میں مغالطہ ہو اور لوگ سمجھیں کہ روح القدس انسان کیونکر ہو سکتا ہے اور دوسری بار کا لفظ بھی مورخ کلیسیا کا اختراع ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ فارقلیط کا آنا انجیل میں جو موعود ہے اس سے مراد کوئی انسان ہے اور اسی سبب سے مونٹانس نے اپنے حق میں یہ دعوے کیا اور چونکہ بہت لوگ مونٹانس کے پیرو ہو گئے تھے اس سے ثابت ہے کہ اُس وقت کے لوگ فارقلیط کے آنے کے منتظر تھے اس سبب سے جب مونٹانس نے فارقلیط ہونے کا دعوے کیا تب لوگوں نے گمان کیا کہ شاید یہی فارقلیط ہو اس سے ظاہر ہے کہ اُس وقت کے لوگ بھی فارقلیط سے مراد صرف انسان سمجھتے تھے نہ یہ کہ روح القدس اس کے سوا اس اُردو تواریخ کلیسیا صفحہ ۲۰۵ میں لکھا ہے کہ اُس نے آپ کو فارقلیط قرار دیا جس کے ظہور کا انتظار زمین پر مسیح ؑ کے دوسری بار آنے سے پیشتر الہام ربانی کے تکملہ کے لئے بہتیرے دیندار کر رہے تھے۔ انتہیٰ۔

اس سے کامل تسلی حق جو انسان کی ہو سکتی ہے کہ اگر فارقلیط سے مراد روح القدس ہوتی جس کا نزول حضرت عیسیٰ ؑ کے عروج سے دس دن بعد عیسائی علماء سمجھتے ہیں تو اُس کے سوا ۱۳۰ برس بعد پھر دیندار مسیحی کیوں فارقلیط کے آنے کا انتظار کرتے۔ دوسرے یہ کہ الہام ربانی کا تکملہ بھی فارقلیط کے آنے کے بعد ہی ہوا کہ نبوت ختم ہو گئی تیسرے روح القدس کے لئے نازل ہونے کا لفظ مستعمل ہے اور آنے کا لفظ صرف انسان کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے مگر جب حضرت نبی آخر الزمان صلعم کا نور جہان میں چمکا تب ان میں تاریکی پھیل گئی وے آپ کو دانا ٹھہرا کر نادان ہو گئے (رومیوں کا باب ۲۲) اُن کی نفسانی قوتیں غالب آئیں اور اگلے ارادے بدل گئے اور مسیح ؑ کا یہ قول بھول گئے کہ جو آخر تک برداشت کرے گا وہی نجات پائے گا (متی ۱۰ باب ۲۲)

پھر اگر کوئی کہے کہ اس کا اور کیا ثبوت ہے کہ اگلے عیسائی حضرت نبی آخر الزمان صلعم کے منتظر تھے تو اس کے جواب میں ہم کہیں کہ اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ گذری پشتوں کے عیسائی حضرت صلعم کے منتظر تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ نبی ابتک کوئی نہیں آیا کہ سوائے حضرت صلعم کے ہوا ہو جس کا ذکر یوحنا باب ۲۱ و ۲۵ میں ہے۔ تیسرے سیکڑوں ہزاروں عیسائی جو مسلمان ہوئے انہیں صداقت اسلام کا صرف اپنی ہی انجیل سے یقین ہوا ورنہ آگے کوئی چھاپہ خانہ تھا کہ پادریوں کی طرح مسلمان اپنی دینی کتابیں چھپوا کر بانٹتے پھرتے۔ چوتھے یروسلم یعنی بیت المقدس کے بطریک یعنے عیسائی امام نے جو خاص کر خلیفۂ اسلام کو بلوانے کی سردار لشکر اسلام سے درخواست کی تاکہ کنجیاں شہر کی انہیں کے ہاتھ میں سونپے چنانچہ پھر ایسا ہی کیا یہ ہدایت اور آگاہی اُسے انجیل ہی سے ہوئی ورنہ اسقدر طول کلام کی حاجت کیا تھی دیکھو سیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۴۶۔ پانچویں یہی پارا قلیت یعنے فارقلیط جس کا وعدہ صاف و صریح انجیل میں موجود ہے اور جس کے آنے کا انتظار عیسائی سمجھتے ہیں کہ پنتیکوست کے دن رفع ہو گیا اگر پنتیکوست کے دن اُس کا آنا نہ ثابت ہو تو کہئے کہ اُس کے بعد سیکڑوں برسوں تک اُس کا انتظار رہا یا نہیں یہ باتیں میں نے عیسائی نوشتوں سے لکھیں ورنہ اسلامی کتابوں میں تو اس کی کمال صراحت ہے ان پانچ دلیلوں سے ہر ذی فہم خیال کرے گا کہ لفظ پاراقلیت بہ کسرۂ معروف یعنے فارقلیط بموجب امتیاز اہل عرب صحیح ہے پادری جی مرے میچل صاحب ال ال ڈی فرماتے ہیں قولہ صرف ایک آیت ہے جو اُس سے (یعنے حضرت نبی اسلام صلعم سے) ذرا سی نسبت رکھتی ہے یعنے یوحنا کی انجیل باب ۱۶ آیت ۷ جس میں مسیح نے اپنے شاگردوں سے وعدہ کیا کہ پاراقلیتس یعنے تسلی دینے والا تمہارے پاس بھیجوں گا اگر یہ لفظ پرے قلیتس ہوتا تو اُس کے معنے یہ ہوتے کہ مشہور اور لفظاً احمد یا محمد کے ایک طور پر یہ معنے ہیں انتہٰے دیکھو خطوط ہندوستانی جوانوں کے واسطے تصنیف پادری جے مرے میچل صاحب

اِن اُن ڈی جن کو پادری جے ڈے برون صاحب نے ترجمہ کیا مطبوعہ ۱۸۶۹ء باہتمام پادری واصاحب صفحہ ۲۰۶ پھر اس ۱۴ باب کی تمام ۱۶ آیت پر غور کرنا چاہیئے پہلے یہ جو لکھا ہے کہ میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا انتہےٰ دوسرا تسلی دینے والا روح القدس سے مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ عیسائی عقیدے کے موافق جبکہ باپ اور بیٹا اور روح القدس ایک ہی ذات واحد خدا ہے تو دوسرے کے لفظ کی اُس میں گنجایش کہاں رہی ۔ اور اگر ہو بھی تو بیٹے کے لئے ہے جو باپ سے متولد ہوا اور روح القدس تو تیسرا ہے جو باپ اور بیٹے سے صادر ہوتا ہے کیونکہ جب تک بیٹا ہی نہ تھا روح القدس کہاں سے صادر ہوا جو دوسرا کہلایا پس وہ دوسرا کوئی اور غیر اقانیم ثلاثہ ہونا چاہیئے۔

دوسرے یہ کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے انتہےٰ چونکہ خدا ہر وقت حاضر و ناظر ہے اُس کے لئے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گویا اُسے کوئی بھیجے گا کہ اب سے ساتھ رہے کیونکہ وہ تو ہمیشہ ساتھ ہے اسی طرح روح القدس بھی اگرچہ ساتھ ہو مگر اس وعدے کی کیا خصوصیت ہے کیا ہم نہیں جانتے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے مگر جب کوئی خاص طور کا وعدہ کرے تو اُس کے لئے کچھ اور بھی نشان چاہیئے اگر کوئی کہے کہ نشان یہی کہ معجزہ دیکھلانے کی طاقت ملی تو یہ پہلے بھی حواریوں کو حاصل تھی (متی ۱۰ باب ۱) مگر حضرت عیسےٰ کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح میں تمہارے ساتھ تینتیس[۳۳] برس رہا اسی طرح وہ[۱] ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے یعنے تم اپنی آنکھوں سے اُسے ہمیشہ دیکھتے رہو پس حضرت رسول خدا صلعم ہمیشہ ہمارے ساتھ ہیں اور اُن کا مزار مقدس ہمارے درمیان ہمیشہ تک زمین پر موجود ہے پھر اگر کوئی زبردستی کرے

[۱] یہاں ہمیشہ کے لفظ سے اس پیشین گوئی کا اشارہ حضرات حواریوں کی طرف پایا نہیں جاتا کیونکہ وہ تو پہلی صدی میں ختم ہو چکے جیسے چاہئیے کہ ابد تک مگر اس سے مراد سب مومنین ہیں جو ابد تک ہوتے رہیں گے حضرات حواریوں سے خطاب اس واسطے تھا کہ اُن کا ایمان بالغیب قائم ہو اور اُن کے وسیلہ اوروں کو جو ابد تک نسلیں پیدا ہوتی رہیں گی اس پیش خبری سے آگاہی ہو جیسا کہ یوحنا حواری کی انجیل سے اس خبر کا اعلان ہوتا رہا کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد ۱۲

کہ توریت میں حضرت اسمٰعیل کے واسطے لکھا ہے کہ خدا اُس کے ساتھ تھا (پیدایش ۲۱ باب ۲۰)

پس باوجود حاضر و ناظر رہنے کے یہ خصوصیت کیسی کہ اُس کے ساتھ تھا تو جواب یہ ہے کہ ساتھ تھا یعنے مددگار تھا اور حواریوں کا تو روح القدس پہلے ہی سے مددگار تھا کہ معجزے دکھلاتے تھے اُن کے لئے یہ خاص وعدہ کس لئے ہوا اور اس وعدہ سے کیا نتیجہ نکلا مگر یہی کہ اپنی آنکھوں سے نہ صرف ایکبار دیکھیں بلکہ ہمیشہ دیکھتے رہیں جیسے حضرت عیسےؑ کو دیکھتے تھے ایک اور بھی حجتی سوال ہو سکتا ہے کہ قبریں تو دنیا میں ہزاروں ہیں کس کس کی طرف یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر صاحب قبر کی طرف یہ سب باتیں جو اس پیشین گوئی میں مندرج ہیں منسوب نہو سکیں گی غور کر کے دیکھ لو ہر صاحب قبر فارقلیط نہیں ہے اور ہر صاحب قبر مسیحؑ سے دوسرا نہیں ہو سکتا اور ہر صاحب قبر کے آنے کے لئے مسیحؑ کا جانا فائدہ مند نہیں ہوا دیکھو یوحنا ۱۶ باب جہاں مسیحؑ فرماتے ہیں کہ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر میں نجاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آوے گا انتہے۔ اور اسی طرح اور بہت سی باتیں ہیں کہ ہر صاحب قبر کی طرف منسوب نہیں ہو سکتیں اس سارے پیشین گوئی کو دیکھنا چاہیے۔ تیسرے یوحنا ۱۶ باب ۷ کے بموجب علماء عیسائی کا یہ دعوے کہ فارقلیط سے روح القدس مراد ہے سراسر غلط ہو گیا کیونکہ روح القدس پہلے ہی تمام انبیاء علیہم السلام پر بلکہ حضرت عیسےؑ پر جبکہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے ہاتھ سے اصطباغ پا کر پانی سے نکلے نازل ہو چکا تھا دیکھو لوقا ۱ باب ۴۱ و ۶۷ و ۲ باب ۲۵۔ اب اس کے برخلاف اگر کوئی مقام انجیل سے عیسائی نکالیں تو سمجھو کہ خوے بدرا بہانہ بسیار۔ پہلے اُن مضمونوں کی جو میں نے انجیل سے لکھے تردید یا بطالت ثابت کرنا چاہیے تب اس کے برخلاف کوئی مضمون بیان کر سکتے ہیں پھر علماء عیسائی جو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اگرچہ پیشتر بھی روح القدس انبیاء

علیہم السلام کے ساتھ تھا مگر یہ نازل ہونا ایک خاص طور پر تھا (میزان الحق صفحہ ۱۶۳) جیسے کہ خدا ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے مگر حضرت موسےٰ سے ایک خاص طور پر نزول فرما کر باتیں کیں یہ جواب بالکل روح القدس کا عدم ثابت کرتا ہے کیونکہ اگر روح القدس کی کچھ بنیاد ہوتی تو خدا تعالے صرف اُسی کو موسےٰ کے پاس بھیجتا جیسے کہ حواریوں کے پاس بموجب عقیدہ عیسائی بھیجا کیونکہ حواریوں کا مرتبہ تو انبیاء سلف سے زیادہ عیسائی سمجھتے ہیں متی ۱۱ باب ۱۔

پس اگر روح القدس کا وجود ہوتا تو جبکہ حواریوں کے پاس اُسی کو بھیجا اور آپ نہیں آیا تو ضرور موسےٰ کے پاس بھی آپ نہ آتا اور صرف روح القدس ہی کو بھیجتا لیکن بات یہ ہے کہ حضرت موسےٰ کے لئے بھی خدا ہر وقت حاضر و ناظر تھا جیسا کہ سب کے لئے ہے مگر حضرت موسےٰ کے لئے اُس نے ظاہر ہو کر باتیں کیں اور یہی خصوصیت ہوئی پس میرا قول یہاں سے بھی ثابت ہے کہ اُس وعدہ کی خصوصیت کا نشان یہی ہے کہ آنکھوں سے دیکھیں پس یوحنا ۱۴ باب ۱۶ کے بموجب ضرور ہوا کہ ہمیشہ آنکھوں سے دیکھتے رہیں سوم از رسول خدا صلعم سے صریح مراد ہے دوسرے یہ کہ روح القدس کی جگہ پر مجلس نائیس کے اکثر حاضرین جو ۳۲۵ء میں جمع ہوئے تھے حضرت مریمؑ کو تثلیث میں شامل کرتے تھے اسی سبب سے اُن لوگوں کا نام میریامائٹ رکھا گیا اور عرب میں ایک فرقہ جس کو لیریڈنیس کہتے تھے وہ بھی حضرت مریمؑ کو تثلیث میں داخل کرتے اور اُن کے لئے ایک قسم کی روٹی تیار کرتے تھے (سیل صاحب) اس سے روح القدس کا وجود جس طرح پر کہ عیسائی سمجھتے ہیں کہ فارقلیط یہی تھا صرف خیالی معلوم ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ حضرت عیسےٰ نے کیوں فرمایا کہ جب تک میں نجاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آوے گا انتہٰے یعنے اگر حضرت عیسےٰ کے سامنے روح القدس اس دفعہ بھی نازل ہوتا جس کا آنا پنتکوست کے دن عیسائی جانتے ہیں تو کیا خاص طور پر اُس کا آجانا سمجھا جاتا پھر کیا ضرور تھا جو کہا کہ جب تک میں نجاؤں الخ اس سے صاف

ظاہر ہے کہ اگر فارقلیط روح القدس سے مراد ہوتی تو روح القدس حضرت عیسےٰ کے سامنے نازل ہو چکا تھا اور نازل ہو سکتا تھا مگر یہاں خاص اشارہ اُس کی طرف ہے کہ جس کا آنا حضرت عیسےٰ کے جانے کے بعد مخصوص و منحصر تھا یعنے حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکہ اگر سو بار روح القدس نازل ہو خاص طور پر اُس کا نازل ہونا ہر بار خیال کر سکتے ہیں اس خاص طور کی تخصیص کیونکر ہو سکتی ہے اگر کوئی کہے کہ خاص طور کی علامت یہ ہے کہ شکل پکڑ کر یعنی آگ کی لوکی صورت پنتکوست کے دن ظاہر ہوا تھا تو جواب یہ ہے کہ اگر اس خیالی نشان کو ہم مان بھی لیں تو پیشتر بھی روح القدس صورت پکڑ کر یعنے کبوتر کی صورت مسیح پر نازل ہوا تھا یہاں خاص طور کی خصوصیت کیا رہی دیکھو متی ۳ باب ۱۶- اور روح القدس مسیح کا قایم مقام کہاں ہوا دیکھو یوحنا ۱۴ باب ۱۶- چاہیے یہ تھا کہ جس طرح مسیح کو دیکھتے تھے اسی طرح وہ بھی ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے اس طرح تو مسیح نے اپنی بابت بھی فرمایا کہ میں زمانے کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں متی ۲۸ باب ۲۰ اس کے بموجب تو روح القدس کا انتظار باقی ہی نہیں رہتا صرف مسیح کو روح القدس خیال کر سکتے ہیں لیکن یوحنا ۱۶ باب ۷ میں تو لکھا ہے کہ اگر میں نجاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آوے گا اس سے یہ ثابت ہوا کہ جس طرح انسانی جسم کے ساتھ مسیح کا جانا ہوا اسی طرح انسانی جسم کے ساتھ اُس کا آنا ہوگا۔

اسی فارقلیط کو یوحنا ۱۴ باب ۱۷- اور ۱۵ باب ۲۶ میں روح حق بھی لکھا ہے لیکن روح حق اور روح القدس کو تجنیس لفظی کے سبب عیسائی ایک ہی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ صرف اُن کا گمان ہے کیونکہ اسی روح حق کو بعضے ترجموں میں راستی کی روح اور بعضوں میں سچائی کی روح لکھا ہے مگر اس ترجمے میں روح حق اس لیئے لکھا تاکہ روح القدس سے مشابہت ہو مگر یہ انجیلی محاورہ میں بالکل درست نہیں ہے پھر یہ کہ اُس روح کی صفات جو بیان ہوئی ہیں

اُنہیں دیکھنا چاہیے چنانچہ یوحنا ۱۶ باب ۱۳ میں ہے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى وہ اپنی نکہے گا لیکن وہ جو کچھ سُنے گا سو کہے گا انتہٰے۔ در صحفش اوصاف نکوہا۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (سورہ نجم ع ۱) (استثناء ۱۸ باب ۱۸) اس سے اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ روح حق سے مراد روح القدس نہیں ہے ورنہ جبکہ خدا اور روح القدس ایک ہی ہے تو اپنی نہ کہے گا کیا معنے یعنی جو کچھ الہامی تعلیمات ہیں یہ سب روح القدس کی طرف سے ہیں وہ دوسرا کون ہے جس کی سُن کے وہ کہے گا اس سے ثابت ہوا کہ یہ کسی انسان کی طرف اشارہ ہے یعنے وہ روح حق کوئی مقدس انسان ہے کہ جو کچھ وہ خدا کی طرف سے الہام پائے گا وہی کہے گا اور اپنی انسانی باتوں کو ہرگز اُس میں نہ ملائے گا اور یہ بات قرآن مجید کے طرز کلام سے بخوبی ثابت ہے کہ اُس میں انسان کی طرف سے ایک حرف نہیں ملایا گیا برخلاف اناجیل مروجہ کے کہ ان میں سراسر یہی ملاوٹی ظاہر ہے یعنے اُس کی تعلیمی باتیں جیسے پہاڑی وعظ اور بعض تمثیلات وغیرہ مسیحؑ کی زبانی اور اُس کی تواریخی باتیں صرف حواریوں کی طرف سے ہیں دیکھو لوقا ۱ باب ۱-۳ یوحنا ۲۰ باب ۳۰-اور ۲۱ باب ۲۴ و ۲۵ اسی روح حق یعنے راستی کی روح یا سچائی کی روح کی بابت یوحنا ۱۵ باب ۲۶ و ۲۷ میں لکھا ہے پر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہیں باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنے روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آوے تو وہ میرے لئے گواہی دے گا اور تم بھی میرے گواہ ہوگے انتہٰے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روح حق یعنے سچائی کی روح صرف اسم فارقلیط کی صفت ہے کیونکہ دنیا کے کُل مذاہب میں سوائے حضرت نبی اسلام صلعم کے اور کوئی حضرت عیسےٰؑ کے مراتب کی گواہی نہیں دیتا ہے اور یہاں لکھا ہے کہ وہ میرے لئے گواہی دے گا انتہٰے۔

پس اب کیا شک رہا کہ وہ گواہی دینے والا کوئی اور ہوگا اور یہ کہ باپ سے نکلتے ہی ہر نبی مرسل خدا کی طرف سے آتا ہے اور یہ کہ میں بھیجوں گا یعنے میرے جانے کے بعد آوے گا بشرطیکہ یہ فقرہ الحاقی نہ ہو پھر یہ کہ تم بھی میرے گواہ ہوگے انتہٰے

اِس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ روح حق یعنے فارقلیط صرف انسان ہوگا جیسے کہ حواری تھے کوئی روح یا فرشتہ وغیرہ نہوگا یعنے جیسے تم انسان میرے گواہ ہوگے ویسے ہی وہ میری گواہی دے گا اور یہ تو ظاہر ہی ہے اور قطع نظر ان سب باتوں کے حضرت عیسےٰؑ نے آسمان پر جانے سے پیشتر حضرات حواریوں سے فرمایا کہ روح القدس لو بعد اُس کے آسمان پر تشریف لے گئے جیسا کہ اسی انجیل یعنے یوحنا ۲۰ باب ۲۱ و ۲۲ میں لکھا ہے اور یسوع نے پھر اُنہیں کہا تم پر سلام (جس کا ترجمہ یہ ہے سلامٌ علیکم) جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے میں بھی اُسی طرح تمہیں بھیجتا ہوں اُس نے یہ کہکر اُن پر پھونکا اور کہا کہ تم روح القدس لو انتہے۔ پھر اُسی انجیل کے ۲۰ باب ۲۶ اور ۲۱ باب ۴ میں لکھا ہے کہ اس کے بعد دو بار اور حضرت عیسےٰؑ حواریوں کو دکھائی دئے اور اُن کے ساتھہ کھایا اور اُنہیں نصیحت کی بعد اس کے آسمان پر تشریف لے گئے فقط اس سے ثابت ہے کہ عیسائی عقیدے کے موافق وہ وعدہ جو مسیحؑ نے فارقلیط کی بابت کیا تھا کہ میرے جانے کے بعد آئے گا (یوحنا ۱۶ باب ۷) (اور جو کہ دس دن بعد عروج مسیحؑ کے اس طرح پر عیسائیوں کے نزدیک پورا ہوا کہ روح القدس حواریوں پر نازل ہوا) اگر فارقلیط روح القدس سے مراد ہوتی تو کیوں حضرت عیسےٰؑ نے پہلے اُن پر پھونکا اور کہا کہ تم روح القدس لو کیونکہ وعدہ یہ تھا کہ اگر میں نجاؤں تو تسلی دینے والا (یعنے فارقلیط یا احمد) تم پاس نہ آوے گا (یوحنا ۱۶ باب ۷) حالانکہ حضرت عیسیٰؑ ہنوز آسمان پر تشریف نہ لے گئے تھے اور روح القدس حواریوں کو دے دیا تھا

(ف) تفسیر اعمال مصنفہ پادری فکس صاحب چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۷ء صفحہ ۸ کے آخر میں لکھا ہے قول۔ جب یسوع نے اُن پر پھونکا اور کہا تھا کہ تم روح القدس لو (یوحنا ۲۰ باب ۲۲) تب اُس کے انعام میں سے کچھ ملا اب (پنتکوست کے دن) وہ اُس سے معمور ہوئے انتہے اس سے پوری گواہی ملگئی کہ وہ پھونکنا صرف روح القدس ہی دینا تھا گو بزعم علماء عیسائی اُس وقت سب

روح القدس نہیں دیا بلکہ اُس میں سے تھوڑا سا دیا تھا لیکن اس مفسر کی یہ عجیب بے دلیل بات ہے کہ تھوڑا روح القدس دیا تھوڑا باقی رکھا کیونکہ خدا پیمایش کر کے روح نہیں دیتا ہے (یوحنا ۳ باب ۳۴) اور پنتیکوست کے واقعہ کا بطلان کتاب دولت فاروقی کے محراب ۲ رکن ۲ کے آخر میں بارہ دلیلوں سے مرقوم ہے وہاں دیکھنا چاہیے پس یوحنا تو دوہری گواہی سے یعنے ۲۰ باب ۲۲ اور ۳ باب ۳۴ میں اور پادری فلکس صاحب بھی میرے قول کی صداقت پر گواہی دیتے ہیں اور وہی بات سچ ہوتی ہے جو دو یا تین گواہوں کے مُنہ سے ثابت ہو جائے (۲ قرنیتوں کا ۱۳ باب ۱) اور یہ عجب کہ دو گواہان موافق سے از روے شریعت دعوے کا ثبوت ہے مگر یہاں تو دو یا تین گواہان مخالف میرے دعوے کی صداقت پر گواہی دے رہے ہیں اب کیا کوئی تین پانچ کر سکتا ہے اور یہ بھی نہ سمجھے کہ یوحنا ۱۶ باب ۷ میں فارقلیط کی بابت جو آئے گا کا لفظ لکھا ہے یہ روح القدس کی طرف کیونکر منسوب ہو سکتا ہے کیونکہ روح القدس کے لئے نازل ہونے یا ڈالا جانے کا لفظ ساری انجیل اور عیسائی محاورہ میں مستعمل ہے دیکھو اعمال ۱۱ باب ۱۵ اور ۱۰ باب ۴۴ اور ۸ باب ۱۶ روشن تواریخ کلیسیا دوسرا حصہ صفحہ ۱۲ دفعہ ۱۶-اور ایک بڑی پہچان یہ بھی ہے کہ اعمال ۲ باب ۴ میں جہاں روح القدس کے نزول کا ذکر لکھا ہے وہاں تسلی دینے والا نہیں لکھا ہے اس سے بخوبی تسلی ہے کہ فارقلیط روح القدس نہیں ہے ورنہ جبکہ یوحنا ۱۴ باب ۱۶ میں جو فارقلیط کا وعدہ لکھا ہے اُس کے ایفا کا زمانہ عیسائی علما صرف پنتکوست کے دن سمجھتے ہیں جس کا ذکر اعمال ۲ باب ۴ میں ہے تو ضرور تھا کہ وہاں فارقلیط یا تسلی دینے والا لکھا ہوتا تا کہ ثابت ہو جاتا کہ یہ روح القدس وہی تسلی دینے والا ہے اور جبکہ ایسا نہیں ہوا تو پھر کس مُنہ سے وہ کہتے ہیں کہ فارقلیط روح القدس ہے اور یہی انجیل یوحنا واقعہ پنتکوست کے عرصہ بعد لکھی گئی اگر پنتکوست کے دن نزول روح القدس

اسی فارقلیط کا ظہور تھا تو ضرور وہ اپنی انجیل میں لکھتا کہ وہ وعدہ جو یوحنا ۱۶ باب ۱۴ میں ہے پنتکوست کے دن وفا ہوا مگر اس انجیل میں نہ صرف فارقلیط کے نزول بلکہ پنتکوست ہی کا نام تک نہیں ہے اب ثابت ہوا کہ فارقلیط اور بے اور روح القدس اور پھر یوحنا ۱۶ باب ۷ میں جو لکھا ہے کہ اگر میں نجاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آوے گا انتہےٰ اس لفظ سے کہ اگر میں نجاؤں صاف صاف تو ظاہر ہے کہ یہ حضرت خاتم الانبیا صلعم کی صریح خبر ہے جن کا آنا حضرت عیسیٰؑ کے جانے کے بعد پر منحصر تھا اس سے زیادہ صاف بیان پیشین گوئی کا اور کیا چاہیے اب ثابت ہوا کہ فارقلیط سے جو یہ مراد روح القدس سمجھتے ہیں یہ بھول ہے اور متی ۱۰ باب ۲۰ میں جبکہ مسیح نے بارہ شاگردوں کو منادی کرنے کے لیے بھیجتے وقت نصیحت کی لکھا ہے کیونکہ کہنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کی روح جو تم میں بولے گی انتہےٰ اور پھر یہ کہ معجزہ دکھلانے کی طاقت جو حواریوں کو دی گئی (متی ۱۰ باب ۱) یہ بھی روح القدس کی تائید کا سبب تھا یہ بیسیوں دلیلیں انجیل ہی میں پکار رہی ہیں کہ روح القدس مسیح کے سامنے ہی حواریوں کو مل چکا تھا اور فارقلیط کا آنا مسیح کے جانے کے بعد پر منحصر تھا اگر میں یہ سب صحیح کہتا ہوں تو کیا اب بھی ثابت نہیں ہوا کہ فارقلیط سے مراد حضرت خاتم الانبیا صلعم ہیں نہ یہ کہ روح القدس۔

پھر یہ جو علماء عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر فارقلیط حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مراد ہے تو چھ سو برس تک اس وعدے کے ایفا میں کیوں توقف ہوا تو میں جواب دیتا ہوں کہ اس کا سبب خدا ہی کو معلوم ہوگا میں نہیں جانتا مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ پرانے عہدنامے میں ۹۰ زبور ۴ اور نئے عہد میں ۲ پطرس ۳ باب ۸ میں لکھا ہے کہ خدا کے نزدیک ایک دن ہزار برس اور ہزار برس ایکدن کے برابر ہیں اور حضرت عیسےٰ ہی کی بابت جو پیشین گوئیاں توریت اور زبور وغیرہ میں عیسائی سمجھتے ہیں وہ عیسائی عقیدے کے موافق ... [illegible]

برس کے بعد پوری ہوئیں۔
میزان الحق مطبوعہ لدہیانہ سنہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۲۴۳ میں ہے کہ کئی سو پیشین گوئیاں (توریت میں) بیان ہوئی ہیں اور وقوع واقعہ سے سو ہا اور ہزار ہزار سال پہلے خبر دی گئی اور تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں اور وہ سب پوری ہو کر صادق آئی ہیں انتہے۔
عیسائی علماء ہمیشہ دعوے کرتے ہیں کہ حضرت پیغمبر اسلام صلعم کے معجزہ کا ذکر قرآن میں نہیں ہے مطلب یہ کہ اگر قرآن میں یہ ذکر ہوتا تو ہم یقین کرتے مگر قرآن ہی میں یہ قول حضرت عیسےٰ کا منقول ہے کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد پس اگر وہ بات کے سچے ہوتے تو اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نتھی اور جبکہ اسے تسلیم کرتے تو معجزہ وغیرہ تلاش کرنے کی حاجت نہ رہتی گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کے دفعہ ۶-۱۵۶ میں فرماتے ہیں۔
ایک روایت مشہور ہے اور انجیلی تواریخ میں مکتوب کہ عیسےٰ نے اپنے رفع سے پیشتر اپنے مریدوں سے اقرار کیا تھا کہ ہم تمہارے پاس ایک شخص کو کسی نہ کسی حیثیت میں بھیجیں گے جس کو ہماری انجیل کے مترجم یونانی نے پیریکلیطاس لکھا ہے جسکا ترجمہ تشفی دہندہ ہے۔ مسلمانوں نے بیان کیا ہے کہ یہ شخص محمد ہی تھے جن کی نسبت مسیح نے پیشین گوئی کی تھی جس طرح کیخسرو کی پیشین گوئی یسعیاہ نے کی تھی (یسعیاہ ۵۴ باب) کہ دونوں کے نام لیدئے گئے تھے اور مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے جو آپ کا نام لیا تھا تو نہ اُس لفظ سے یعنے پیریکلیطاس بلکہ اس لفظ سے پیریکلیوطاس جس کے معنے محمود یا ممتاز کے ہیں جو عربی میں لفظ محمد کے معنے ہیں اور عیسائیوں کی انجیل میں ابتداءمیں منجملہ ان دونوں لفظوں کے دوسرا ہی لفظ تھا مگر سچ چھپانے کے لئے اُس کو تحریف کر دیا اور عیسائی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ اُن کی کتب موجودہ حال میں تحریفیں ہیں یا اختلاف

قرات ہوا ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس عبارت کے چھپانے کے لئے تمام تحریریں دستی غارت کردی گئیں تحریرات دستی کے غارت ہوجانے کا انکار نہیں ہوسکتا اور یہ وہ بات ہے جس کی نسبت جواب باصواب دینا مشکل اور قدیمی کتابوں کی نسبت تو یہ ہے کہ چھٹی صدی سے قبل کی ایک بھی موجود نہیں (مارش کی مکیلس دیکھو) اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ ٹرٹولین اور دوسرے قدیمی مصنفوں کی عبارتوں سے ثابت ہوسکتا ہے کہ انجیلی تواریخوں کی قرات صحیح قدیم زمانہ میں محمدؐ سے پیشتر ایسے ہی تھی جیسے اب ہے اور اسی لئے اُن میں تحریف نہیں ہوئی مگر اس صورت میں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ان قدیمی مصنفوں کی تصنیفوں میں تحریف نہیں ہوئی جو کہ شاید ہوئی ہو کیونکہ جن لوگوں نے انجیل کی تواریخوں کی قدیمی تحریرات دستی کو غارت کیا ہے انہوں نے ایک وصلی کو از سر نو لکھنے میں کیا تامل کیا ہوگا جس پر ایک قدیمی مصنف کی تصنیف لکھی ہوئی تھی۔ اس امر کو اول درجہ کے حقانی عیسائیوں نے تسلیم کیا ہے کہ اور اور مقصدوں کے لئے اُن میں تحریف ہوئی ہے (مارش مکیلیس کا باب ۹ دیکھو) اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایک صورت میں تحریف کریں گے وہ دوسری میں بھی کریں گے اور چونکہ لفظ مذکور عبرانی قرار دیا گیا ہے پس اگر غلط لکھا گیا ہو تو گمان غالب یہ ہے کہ ابتدا کے عیسائی مورخوں نے جو دنیا میں سب سے بڑھکر جھوٹے ہیں اپنے خاص مطلب کے لئے جھوٹ ملا ہو دوسری صدی میں مان ٹنی اس جو کہ ٹرٹولین کی بہ نسبت پہلے ہوا ہے اُس کو اُس کے پیرو شخص موعود سمجھتے تھے جس سے اُس کے دشمنوں کو موقع ملا کہ اُس کی نسبت از راہ کینہ کے بے اصل بات مشتہر کردیں کہ وہ روح القدس ہونے کا دعوے باطل رکھتا ہے ایسے ہی اشخاص خصوصاً مان ٹنی اس کی بدولت انجیلی تواریخوں میں جھوٹ ملایا گیا۔ اور نیز مان ٹنی اس کے زمانہ کے بعد مگر محمدؐ کے زمانہ سے بہت پیشتر مُلیں کو بھی اُس کے پیرووں نے

شخص موعود قرار دیا اور رانسوبوسویر نے ثابت کیا ہے کہ اُس کے پیرو بڑے عالم اور طاقت ور فرقے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اور سب کی بہ نسبت اُس زبان کو غالباً بہتر سمجھتے تھے جس میں عیسےٰ نے پیشین گوئی کی تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ زبانہ آتشین میں شخص معہود کو تمیز نکر سکے مسلمان اِس سے بڑھ کر یہ کہیں گے کہ اگر خود عیسائیوں کی دلیل پیش کی جائے تب بھی مطلب ثابت ہے کہ وعدہ تو ایک تشفی دہندہ کا تھا پھر یہ کہنا کہ ظہور بارہ زبانہ آتشین کا وہی شخص موعود ہے محض فضول ہے اور در حقیقت محمدؐ ہی اُس شخص کے مصداق ہیں اور آپ کے سوا اور کوئی ایسا نہیں ہوا اگر اُس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ وہ عطایا جن کا بیان متی کی انجیل میں ہے اور فیض روح القدس جس کا بیان یوحنا ۲۰ باب ۲۲ میں ہے صرف چند روزہ تھی اور پھر لیلی گئی تو مسلمان جواب دیں گے کہ یہ صرف ایک حیلہ ہے جس کی تصدیق متن یعنی اصل انجیل میں نہیں مسلمانوں کی دلیل کو بابت ترجمہ لفظ پیریکلیوطاس بجائے پیریکلیطاس کے بڑی مدد اُس طرز کی وجہ سے ملتی ہے جو کہ سینٹ جروم نے انجیل کا ترجمہ لاطینی زبان میں کرنے کے اندر اختیار کیا تھا جس میں بجائے لفظ پیریکلیوطاس کے لفظ لاطینی پیرکلی طاس لکھدیا تھا اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس کتاب میں جس سے کہ سینٹ جروم نے ترجمہ کیا تھا لفظ پیریکلیوطاس تھا نہ پیریکلیطاس اِس وجہ سے مسلمانوں کے اُس بیان کی بہت مدد ملتی ہے جو پرانی تحریرات دستی کے غارت ہونے کے باب میں وہ کرتے ہیں برنباس کی انجیل کی بابت سیل صاحب اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ صفحہ ۹۰ میں کہتے ہیں یہ کتاب مسلمانوں کا اصلی جعل نہیں معلوم ہوتا گو اُنہوں نے بلاشک اِس میں اپنی کاربراری کے لئے اضافہ اور تغیر کر دیا ہے اور خاص کر بعوض پیریکلیطاس یا تشفی دہندہ کے اُنہوں نے اِس مشکوک صحیفہ میں لفظ پیریکلیوطاس کر دیا ہے جس کے معنے ممتاز یا احمد یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ لفظ مذکور (معنے فارقلیط) زبان خالدیہ ا جیسا کہ بشپ مارش نے لکھا ہے کہ یقیناً

عیسیٰ مسیح نے استعمال کیا تھا مسلمانوں کے دعوے کو بہت کچھ سہارا دیتا معلوم
ہوتا ہے جیسا کہ عالم سیل صاحب نے بیان کیا ہے میری رائے میں اہل اسلام
لفظ مذکور پیرکلیوطاس بنا لینے کا اُسی قدر اختیار رکھتے ہیں جس قدر کہ عیسائی پرکلیطاس
کر لینے کا بلکہ میں کہتا ہوں کہ غلبہ کا پلہ مسلمانوں کی طرف سے کیونکہ عیسائی مجاز
نہیں کہ پچھلے جزو میں لفظ زبان خالدیہ کے حرف یڈ یعنے یا کو جو مثل حرکت کسرہ
کے ہے یا حرف ایٹا کو کہ یائے ممدودہ معروف کی برابر ہے حرف ایوٹا کے عوض
میں بدلیں حرف یڈ حروف تہجی زبان خالدیہ کا دسواں حرف ہے اور شمار میں اُس
کے عدد بھی دس ہیں پس اگر لفظ مذکور ایک زبان سے دوسری میں بدلا جائے
تو اُس یونانی حرف سے بدلنا چاہیے جو دس کے معنے میں آیا ہے اور جو ابتدا میں
حروف تہجی میں دسواں تھا قبل اس کے کہ یونانیوں کا حرف ڈگامہ جاتا رہے۔
مگر میں علاوہ اس کے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر عیسیٰ کا استعمال کیا ہوا لفظ فارقلیط
تھا اور یہ کہ اس لفظ کے معنے ستودہ کے ہیں جیسا کہ سیل صاحب کا قول ہے
تو اُس کا ترجمہ اس لفظ یونانی پیرکلیطاس میں غلط ہے یعنے اختلاف قراءت کی
جہت سے اور یہ کہ بشپ مارش اور ارنستائی دونوں نے کل ترجمے غلط ہیں اور
لفظ مذکور اُس لفظ سے بدل کرنا چاہیے جو ستودہ کے معنے رکھتا ہو اور جو واقع
میں یہ لفظ پیرکلیوطاس ہونا چاہیے مگر اس کا ترجمہ فارقلیط علم کے معنے لیکر نکرنا
چاہیے بلکہ اسم صفت کے طور پر کرنا چاہیے چنانچہ اہل اسلام یعنے احمد کے
لیتے ہیں اگر یہ لفظ عیسیٰ کا استعمال کیا ہوا زبان خالدیہ (یعنے کلدیہ جو بابل والوں
کی زبان تھی) یا عبرانی یا عربی کا ہو تو اُس سے وہی مراد پائی جانی چاہیے جو اُس
کے معنے اُن زبانوں میں تھے اگر وہ خالدیہ کا لفظ عربی مصدر سے مشتق ہوا تو
اُس کے وہی معنی چاہییں جو عربی مصدر کے ہیں اور تب اُس کے معنے ستودہ
یا شخص ممتاز کے ہوں گے اگر ناظرین غوص کریں گے تو معلوم کریں گے لفظ
کلیوطاس کو ہومر اور ہسایڈ دونوں نے بجائے ستودہ آدمی کے استعمال کیا ہے

اس طرح میری دانست میں اہل اسلام کی دلیل اس سلیقہ کے ساتھ ہے کہ
اگر اُن کو اُن کی غلطی پر معقول کیا جائے تو عجب نہیں کہ بہت مشکل پڑے یہ ادنے
بات ہے مگر اُن کی دلیل کی تردید میری نظر سے نہیں گذری۔ مجھکو اس مشہور
لفظ فارقلیط کی نسبت کچھ اور بھی کہنا ہے اس کو بشپ مارش نے جس کے
قول کو عیسائی صادق جانتے ہیں ایک مسلمان کی منتخب کی ہوئی دلیل میں
تسلیم کر لیا ہے کہ وہ لفظ سریانی یا خالدیہ یا عربی ہے مگر یونانی نہیں ان زبانو
میں سے ایک کو یا دو کو محمد ضرور بولتے ہوں گے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ سمجھتے ہوں گے
عہد عتیق میں بھی آپ کی نسبت پیشین گوئی بقید نام کی گئی ہے پادری اور
نہایت دیندار پار کہرست صاحب کا قول جو ایسے شاہد ہیں جن کو شہادت
دینی منظور نہیں (یعنے نہایت معتبر گواہی ہے) اس لفظ حمیا کے مادہ کی
نسبت یہ ہے کہ یہ لفظ سب قسموں کی پاک چیزوں یعنے دونوں قسموں کی
عبادت سچی اور جھوٹی پر بولا جاتا ہے جن سے ہر فریق علی حسب مراتب خواہش
اور محبت رکھتے تھے دیکھو انٹرال ہیگ دوم صفحہ ۷- اور آئے گا مطلوب
کل قوموں کا و بٰا و حمد خل نگوئیم اس مادہ سے مزعوم پیغمبر محمد کا نام نکلا پار کہرست
صاحب کی اس عبارت پر ایک مسلمان کہے گا کہ دیکھو عہد جدید اور نیز عہد عتیق
میں آپ کی نسبت پیشین گوئی بقید نام کی گئی ہے اور اس پیشین گوئی کی
نسبت جو عیسےٰ مسیح کی طرف کی گئی واقع میں غلط ہے اور جیسا کہ نام سے
ظاہر ہے وہ اُس شخص کی نسبت تھی جس کو خود عیسےٰ نے اپنی رسالت
تمام کرنے کے لئے بھیجا تھا اور انجیل لوقا ۲۴ باب ۴۹ میں لفظ ایےگیلین
(یعنے وعدہ) سے اسی کی طرف اشارہ فرمایا تھا اور اس کی بابت میں تمہارے
خاص نہایت مشہور پادری پار کہرست صاحب کا حوالہ رکھتا ہوں کہ اُس
سے مراد محمد ہیں نہ عیسےٰ ہیں یا روح القدس اور یہ مراد اس سبب سے ظاہر
ہے کہ پیشین گوئی میں محمد کا نام موجود ہے اس مقام پر یہ دعویٰ نہیں کر سکتے

کہ مسلمانوں نے تحریف کی ہوگی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نسطوریا کا فرقہ عرب میں کثرت سے تھا اور میری رائے میں جب یہ خیال کیا جائے کہ اس فرقہ نے زمانہ محمد میں اس انجیل کو اختیار کیا جس کو عیسےٰ کی طفولیت کی انجیل کہتے ہیں تو یہ غالب نہیں کہ ان لوگوں نے چاروں رومی انجیلوں کو بھی مانا ہو پس اس سے صرف ممکن ہی نہیں بلکہ نہایت غالب ہے کہ محمد نے ہماری چار انجیلوں کو کبھی نہیں دیکھا میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ جب چالیس ہزار مفسر قرآن کی تفسیر کر رہے تھے تو یہ متصور نہیں ہو سکتا کہ لفظ فارقلیط کے باب میں بحث کما حقہ نہ ہوئی ہو استھے۔ از حمایۃ الاسلام مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء صفحہ ۸۱ - ۹۴ دفعہ ۱۵۶ - ۱۸۶ از ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہگنیس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء۔

کلیسیا ۱۰

کہ جس میں پانچ سات پیشین گوئیوں اور تین معجزوں کا جو حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظاہر ہوئے بیان ہے اور ایک منادی لیکن یہ وہ پیشین گوئیاں اور معجزے ہیں کہ جن کی صداقت سے سب مختلف مذاہب والے بھی انکار نہیں کر سکتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَاٰلِهِ الْاَطْهَارِ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْیَارِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ (سورۂ حشر)

قال اللہ تعالےٰ جل شانہ

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ

(سورہ رعد آیت ۴۳)

یعنے اور جو کفر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ تو اللہ کا بھیجا ہوا نہیں ہے تو کہہ کہ اللہ کافی ہے گواہ درمیان میرے اور تمہارے اور وہ بھی جس کو علم ہے کتاب کا۔

از شہادت قرآنی مصنفہ ولیم میور صاحب مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۶۱ء صفحہ ۵۵ فصل ۵۷ عیسائی علماء اس بات کے ثابت کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت نبی اسلام صلعم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا لیکن جس نے یہ حرف اپنی زبان سے نکالا اس نے بڑا بول بولا (یہوداہ ۱۶) اور حیف اس پر اگر مرنے سے پہلے اپنے اس دعوے سے پشیمان نہ ہوا ہو تواریخ محمدی مصنفہ پادری عماد الدین مطبوعہ لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے محمدی مہر پر یہ الفاظ کندہ ہوئے محمد رسول اللہ بعد اس کے حضرت نے کاتبوں سے چھ خط لکھوائے۔ پہلا خط بنام نجاشی بادشاہ حبش محمد رسول اللہ کی طرف سے لکھا جاتا ہے نجاشی بادشاہ کو میں حمد و ثنا کرتا ہوں اس خدا کی جو بے نیاز اور تمام عیبوں اور نقصانوں سے پاک ہے اور جو اپنے پیغمبروں کی تصدیق معجزات سے کرتا ہے اور اپنے بندوں کو خوف قیامت سے بچاتا ہے الخ اس سے وہ قول جو عیسائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے کبھی معجزہ دکھانے کا دعوے نہیں کیا رد ہو گیا۔ اس کے بیان سے پیشتر یہ خیال کرنا چاہیے کہ متی ۱۲ باب ۳۹ میں لکھا ہے کہ مسیح نے فقیہوں اور فریسیوں سے جو معجزہ دیکھنا چاہتے تھے فرمایا کہ یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھایا نہ جائے گا انتہے۔

اب اس جگہہ متی حواری نے یا جو مصنف انجیل متی ہو کہ اس کا نام اور ثبوت علماء عیسائی کو مطلق معلوم نہیں ہے اس نے مسیح کو نہ صرف معجزہ دکھانے سے انکار کرنے والا بلکہ خلاف صدق بھی ان کا قول ثابت کیا ہے کیونکہ اس کے بعد پھر بار بار مسیح کے معجزہ دکھانے کا انجیل متی میں ذکر ہے چنانچہ پانچ روٹیوں سے پانچ ہزار آدمیوں کا پیٹ بھرا اور دریا پر اپنے پاؤں سے چلے متی ۱۴ باب ۱۵-۲۱-۲۵

پھر سات روٹیوں سے چار ہزار کو کھلایا متی ۱۵ باب ۳۲ سے ۳۹ دو اندھوں کو بینا کیا متی ۲۰ باب ۳۰ و ۳۴ - پھر انجیر کے درخت کو سکھا دیا متی ۲۱ باب ۱۹ غرض یہ گرفتاری کے وقت تک معجزے دکھایا کئے کہ ایک شخص کا کان جو پطرس نے کاٹ ڈالا تھا چھو کر چنگا کیا لوقا ۲۲ باب ۵۱ - اب دیکھئے کہ مسیح نے اپنی خوشی سے تو اتنے معجزے دکھائے لیکن جب کسی نے سوال کیا کہ معجزہ دکھائے تب اُس کے جواب میں مسیح نے یہی فرمایا کہ یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھایا نہ جائے گا۔

۲ پھر متی ۱۶ باب ۱-۴ میں لکھا ہے کہ جب فریسیوں نے مسیح سے آسمانی نشان چاہا جیسے من حضرت موسےٰ نے اور آگ حضرت الیاس نے (۲ سلاطین ۱ باب ۱۰-۱۳) اور رعد حضرت سموئیل نے (اول سموئیل ۷ باب ۱۰) ظاہر کیا تھا تو اگرچہ تین بار حضرت عیسےٰ کے لئے آسمان سے آواز آئی تھی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے متی ۳ باب ۱۷- اور ۱۷ باب ۵ یوحنا ۱۲ باب ۲۸ تو بھی نہ کہا کہ یہ آسمانی نشان واقع ہوا تھا۔

اور اگر آفتاب مصلوبی کے دن سیاہ ہو گیا تو بھی یہ کیوں نہ کہا کہ یہ آسمانی نشان ظاہر ہوگا صرف یہی ہر بار کہا کہ یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان دکھایا نہ جائے گا اُس کے یعنی تین دن قبر میں رہوں گا اور یہ بات بھی کچھ معتبر نہیں کیونکہ سوال آسمانی نشان کا تھا اور جواب میں زمینی نشان کا وعدہ ہوا اس میں اور اُس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر شاید تین برس نبوت کرکے آسمان پر اوٹھائے جانے کا ذکر کیا ہوگا کیونکہ بعض موقع پر نبیوں کے تین دن تین برس سے بموجب عقیدہ عیسائی مراد رکھتے ہیں اور حضرت عیسےٰ کی نبوت کی مدت اناجیل کے بموجب صرف تین سال ہیں اس کے سوا مرقس ۸ باب ۱۱-۱۳ میں بھی جو اس کا ذکر ہے وہاں یونس نبی کے نشان کا وعدہ مطلق نہیں ہے صرف معجزہ دکھانے سے انکار کلی ہے - ایک اور بات بھی پیدا ہوتی ہے

کہ آسمانی نشان کی درخواست ہیں جو حضرت عیسےٰ نے نہیں کہا کہ تین دفعہ میرے لئے آسمان سے آواز آئی تھی اور یہ بھی نہیں کہا کہ آفتاب مصلوبی کے دن سیاہ ہوجاویگا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں باتیں یعنے آسمانی آواز اور آفتاب کا سیاہ ہوجانا کچھ صحیح تر نہیں ہے اور اگر آسمان سے آواز آئی بھی ہو کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے تو بیٹے خدا کے حضرت یعقوب اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان وغیرہ سیکڑوں توریت وانجیل میں لکھے ہیں دیکھو کلیسیا ۶ سکرمنٹ ا حضرت عیسےٰ کو تو خدا نے صرف زبانی کہا مگر اوروں کو بکہدیا تھا۔

۳ اسی طرح حضرت عیسےٰ نے اپنے وطن کے لوگوں کے سامنے معجزہ نہیں دیکھایا متی ۱۳ باب ۸ ۵ تہامس اسکاٹ مفسر رومن نے اس کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ اس نے دیکھا کہ اُن لوگوں میں ایمان نہیں ہے اور اس سبب سے معجزہ دیکھانا مناسب نہ جانا۔

۴ اسی طرح حضرت عیسےٰ نے ہیرودیس کے آگے کوئی معجزہ نہیں دیکھایا اگرچہ ہیرودیس نے بہت سی باتیں پوچہیں مگر کچھ جواب نہ دیا لوقا ۲۳ باب ۸ و ۹

۵ اسی طرح جب یہودیوں نے حضرت عیسےٰ سے کہا پس تو کونسا نشان دیکھاتا ہے تاکہ ہم دیکھکر تجھپر ایمان لاویں تو کیا کرتا ہے یوحنا باب ۶ یہان بھی حضرت عیسےٰ نے کوئی معجزہ نہیں دیکھایا بلکہ یہاں بھی یونس نبی کے نشان کا وعدہ نہیں کیا۔

۶ اسی طرح جب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے حضرت عیسےٰ سے اُن کے اختیار کی بابت پوچھا متی ۲۱ باب ۲۳ و ۲۴ تب بھی حضرت عیسےٰ نے کچھ صاف جواب نہ دیا اور مفصل نہ بتلایا۔

لوقا ۱۱ باب ۱۶ میں ہے کہ اوروں نے آزمایش کے لئے اُس سے ایک آسمانی نشان مانگا تہے۔ اُس وقت بھی حضرت عیسےٰ نے کوئی معجزہ نہیں دیکھایا تھا اس کا سبب یہ ہوگا کہ یہ معجزہ حضرت پیغمبر اسلام صلعم پر منحصر تھا جو کہ

وقوع شق القمر سے ظاہر ہوا اسی طرح بعض پیشین گوئیاں بھی جو حضرت عیسےٰ کی زبانی انجیل میں لکھی ہیں غلط نکل گئیں۔ مثلاً لوقا ۲۱ باب ۲۴ میں ہے کہ وے تلوار کی دہار سے گرجاویں گے اور لوگ انہیں بند ہو کر سب قوموں میں لے جائیں گے اور جب تک قوموں کا وقت پورا نہو یروسلم قوموں سے روندا جائیگا انتہےٰ۔ اس کا ذکر دولت فاروقی کی محراب ۲ رکن ۵ میں مفصل ہے اور متی ۱۶ باب ۲۸ میں ہے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُن میں سے جو یہاں کھڑے ہیں بعضے ہیں کہ جبتک اُن میں آدم کو اپنی بادشاہت میں آتے دیکھہ نلیں موت کا مزہ نہ چکہیں گے۔ انتہےٰ۔

اور مرقس ۱۳ باب ۳۰ میں ہے کہ اس زمانہ کے لوگ گزر نہ جائیں گے جبتک یہ سب کچھہ واقع نہوا انتہے۔ اسی طرح لوقا ۲۱ باب ۳۲ میں بھی ہے حالانکہ مسیح ابھی تک نہیں آئے اور اُس زمانہ کے سب لوگ سیکڑوں برس ہوئے کہ گزر گئے اب اِن دونوں پیشین گوئیوں کے مقابلہ میں اُن دونوں پیشین گوئیوں کو دیکھنا چاہیے جو حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام نے وقوع نار حجاز اور اختتام سلطنت عباسیہ بغداد کی بابت فرمائی تہیں چونکہ معجزے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک قولی ایک فعلی قولی معجزہ پیشین گوئی ہے کہ اپنے وقت پر پوری ہو اور فعلی معجزہ وہ جو اُسی وقت ظاہر ہو اور اِن میں سے ہر ایک کی دو دو قسم ہیں ایک خاص ایک عام خاص وہ کہ جو صرف اپنوں ہی کے روبرو دیکھا یا جاے جیسے حضرت عیسیٰ کا لاذر کو زندہ کرنا۔ اور عام وہ کہ جو اپنوں اور غیروں کے سامنے بھی دیکھا یا جاے جیسے حضرت موسےٰ کا مصریوں کو بحر قلزم میں غرق کرنا اور بنی اسرائیل کو سلامت نکال لیجانا اور اِن میں سے بھی ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک صرف زندگی میں معجزے ظاہر کرنا اور دوسرے بعد وفات بھی معجزے دیکھانا جیسے حضرت الیسع کی مدفون لاش نے مردہ کو زندہ کر دیا تھا (۲ سلاطین ۱۳ باب ۲۱) اب میں حضرت رسول اللہ صلعم کے چند معجزے بیان کرتا ہوں کہ یہ سب اقسام اُن

میں پائے جائیں گے باوجود اس کے۔ وہ سب معجزے ایسے ہوں گے کہ جن کے ثبوت میں یگانہ اور بیگانہ اور مسلمان اور غیر مسلمان اور اس ملک اور غیر ملک کے لوگوں میں سے کسی کو انکار کی گنجایش نہ ہوگی۔

پہلے۔ سیپارہ ۱۴ سورہ حجر رکوع اوّل میں خدا تعالیٰ قرآن مجید کی بابت فرماتا ہے

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ | یعنے ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت یعنے قرآن مجید، اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔ انتہے۔

اب دیکھیے یہ کیا ہی بڑی بات ہے (۱) اس سے کتب سابقہ کا غیر صحیح ہو جانا ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ سب بھی خدا ہی کی طرف سے نازل ہوئیں لیکن باقرار جمہور محققین نصارے وہ تحریف سے محفوظ نہ رہیں اس سبب سے اللہ جل شانہٗ نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی نہ یہ کہ اُن کی بھی (۲) انسان کی ضعیف طاقت پر قرآن مجید کی حفاظت کو منحصر نہیں رکھا بلکہ قادر مطلق آپ اسکا حافظ حقیقی ہوا اور یہ اس کے لیے کافی دلیل ہے کہ یہ کتاب خدا ہی کا کلام ہے ورنہ کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب کی خدا حفاظت کیوں کرتا (۳) سیکڑوں طرح کے ہنگامے خلفاء بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانہ میں ہوئے سادات قتل کیے گئے خلافتیں تبدیل ہوئیں اختلاف مسلمانوں میں پڑ گئے مگر قرآن مجید کا کسی منکر ملحد سے آجتک کہ تیرہ سو برس گزرے ہیں ایک حرف بھی محرف نہ ہو سکا چنانچہ موجود ہے اور ازروئے کمال تصدیق کے کہہ سکتے ہیں کہ قیامت تک ایسا ہی بنا رہے گا کیونکہ اگر دنیا میں ایک جلد بھی اس کتاب الہٰی کی نہ رہے تب بھی لاکھوں حافظ ہوتے رہتے ہیں اور ہمیشہ یوں ہی ہوتے رہیں گے پس حفاظت اس کو کہتے ہیں کہ جس میں سے کچھ ضائع جانے کا کسی وقت میں بھی خطرہ ہی نہ ہوا اور پیشین گوئی اس کا نام ہے کہ اندھا اور آنکھوں والا کسی مذہب کا کیوں نہ ہو ہر وقت اس پر یقین کر سکتا ہے اور کسی طرح کا شک اس کے پاس تک نہیں پھٹک سکتا ہے چونکہ حق تعالے نے حفاظت توریت و انجیل کی علماء یہود و نصارے پر منحصر

کردی تھی جیسا کہ فرمایا بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ (مائدہ ع ۷) (استشنا ۳ باب ۴۲ ۲۶) پس وہ کتابیں اپنی اصلی حالت پر نہیں یعنے تحریف اُن میں واقع ہوئی تب قرآن کی حفاظت خدا نے اپنے ذمہ لی چنانچہ فرمایا وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور اسی طرح بیت المقدس کو کعبہ شریف کے مقابلہ میں اور یہود کو عرب کے مقابل میں خیال کرنا چاہیئے۔

دوسرے سورہ بقر رکوع ۱۴:-

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ	یعنے ایسوں کو نہیں پہونچتا کہ داخل ہوں وہاں مگر ڈرتے ہوئے اُن کو دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑی مار ہے انتہے

یہ[1] آیت قرآن مجید میں بیت المقدس یعنے یروسلم کی بابت ہے پس دنیا میں ذلت سے مراد ہے قتل اور اسیری اور جلا وطن اور اُن کے شہروں اور ملکوں کو لے لینا اور اُنہیں عبادت گاہوں میں نہ آنے دینا اور آخرت میں بڑی مار یعنے عذاب آخرت کہ جس کا حال ظاہر ہے پس یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پوری ہوئی کہ یروسلم مع ملک شام عیسائیوں سے لے لیا گیا اور ہیکل یروسلم کی خاص بنیاد پر اسلامی مسجد تیار کی گئی جو اب تک موجود ہے۔ پس اِس مسجد کی تعمیر سے پیشتر جیولین قیصر نے ۳۶۳ء میں ہیکل کے پھر بنانے کا ارادہ کیا تھا مگر ہیکل کی نیو سے شعلوں نے نکل کر مزدوروں وغیرہ کو اِس کام سے روکا اور جب بہت محنت کر کے تھک گئے اور بہت کاریگر ہلاک ہو چکے تب اُس کام سے ہاتھ اُٹھایا دیکھو تفسیر انگریزی طامس اسکاٹ لوقا ۲۱ باب ۲۴ پر اور ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۷۴ اور بعد اُس کے اگرچہ تمام دنیا کے عیسائی بادشاہوں نے اپنی ساری طاقت

[1] تفسیر حسینی میں ہے بنیست مرایشاں را و نہ سزد آنکہ در آیند دراں مسجد مگر ترس کاراں وایں صورت در زمان دولت اسلام ظہور یافت کہ ترسایاں را قوت رفتن در مسجد اقصیٰ نیست از ترس مسلمانان انتہے۔ اور فتح العزیز صفحہ ۴۲۱ میں ہے کہ در حق نصاریٰ در خلافت امیر المومنین عمر فاروق رضہ و امیر المومنین عثمان ذی النورین رضا ایں معنی بوقوع آمد کہ ملک شام را از دست ایشاں گرفتند و در بیت المقدس بیکمال اہانت و ذلت اخراج کردند انتہے۔ ۱۲

سے اُس کے لے لینے میں کوشش کی اور صلیب کا لال نشان ہر ایک نے اپنے اپنے گلے میں پہنکر سنہ ۱۰۹۹ء میں (تواریخ کلیسیا کے بموجب) یروسلم پر چڑھائی کی اور ساٹھہ لاکھہ عیسائی اِن لڑائیوں میں مارے گئے مگر کامیابی نہوئی۔ (طامس اسکاٹ مفسر کے قول کے بموجب) اور اب تک یروسلم مسلمانوں کے قبضہ میں ہے کہ ساڑھے بارہ سو برس سے زیادہ عرصہ گزرا اور سوا مسلمانوں کے کوئی دوسرا مسجد اقصےٰ میں جانے نہیں پاتا۔ رسالہ رومن الکتاب کے مقامات المعروف جسے پادری شیرنگ صاحب نے مرزاپور میں سنہ ۱۸۶۱ء میں چھاپا اُس کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے **قولہ** مسجد کا احاطہ حرم شریف کے نام سے نامزد ہے اُس میں کوئی عیسائی ہرگز جانے نہیں پاتا اور اگر دغا سے داخل ہو اور کھلجاوے تو ضرور اُسے قتل کریں انتہےٰ۔

اور مقبلا کا غار سے جسے ابیرہام نے قبرستان بنانے کے لئے خریدا تھا آج کل وہاں ایک مسجد ہے جس میں یہودیوں اور عیسائیوں کو داخل ہونے کی پروانگی نہیں ہے از جغرافیہ پاک کتاب مؤلفہ پادری جوزف جیکب صاحب چھاپا سکندرہ آگرہ سنہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۱۹۔ اور اسی طرح حضرت داؤد کے مزار پر بھی کوئی نصرانی جانے نہیں پاتا اب دیکھیے کہ اِن ساری باتوں پر غور کرکے دنیا میں کون کہہ سکتا ہے کہ اس پیشین گوئی کے پورے ہونے میں کسی طرح کا شک ہے۔

تیسرے سورہ توبہ رکوع ۴۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا	یعنے اے ایمان والو مشرک جو ہیں سو پلید ہیں نزدیک نہ آویں مسجد حرام کے اس برس کے بعد انتہےٰ۔

مطلب یہ ہے کہ مشرک سب پلید ہیں اس لایق نہیں کہ کعبہ شریف کے نزدیک بھی پہنچنے پاویں یہ پیشین گوئی کیسی پوری ہوئی کہ قریب تیرہ سو برس سے اگرچہ دنیا میں طرح طرح کے انقلاب ہوگئے مگر کوئی مشرک ہرگز کعبہ شریف سے (کہ ممالک ایشیا کی ناف میں واقع ہے از تواریخ گبن صاحب باب ۵۰ و سیر الاسلام

باب ۱ صفحہ ۴) گرد بھی بھٹکنے نہیں پاتا اور نہ کبھی بھٹکنے پاوے گا کیونکہ جس نے قریب تیرہ سو برس سے اس کی حفاظت کی وہ قادر ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی رکھے۔

صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلعم لَاُخْرِجَنَّ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ حَتّٰی لَا اَدَعَ فِیْھَا اِلَّا مُسْلِمًا	یعنے حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں ضرور نکال دونگا یہود و نصاریٰ کو عرب کے ٹاپو سے یہانتک کہ سوا مسلمانوں کے اس میں کسی کو نہ چھوڑونگا۔ انتہی

(از مشارق الانوار باب العاشر حدیث ۱۹۸۲) عرب مبدأ اسلام ہے تو حکمت یہی تھی کہ وہاں سوائے مسلمانوں کے کوئی نہ رہے چنانچہ فاروق اعظمؓ نے بموجب اس حدیث کے یہود کو خیبر وغیرہ سے نکالا اور شام میں رکھا۔ انتہی۔

اب اگر کوئی کہے کہ برہما وغیرہ کے لوگ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہزاروں برسوں سے ہمارے اوپر کوئی غالب نہیں ہوا تو میں جواب دیتا ہوں کہ ان کے ہاں پہلے سے دعوے کرتے نہیں یہ استقلال حاصل کیا ہے اتفاقات زمانہ سے ان کا یہ حال رہا اور یہاں تو پہلے سے جو حکم نکل چکا ہے اسی وقت سے یہ قانون برابر چلا آیا کہ کوئی مشرک کعبہ شریف میں نہیں جانے پایا اس کے سوا تھوڑا عرصہ گزرا کہ انگلستان کی حکومت نے برہما کے اکثر ممالک اپنے تصرف میں کر لئے چنانچہ ابتک انہیں کے تصرف میں ہیں اور یہی حال چین کا ۱۸۵۸ء میں انگلستانی فوجوں نے کیا پس یہ دعوے سوا رب الکعبہ کے دنیا میں اور کسی کو سزاوار نہیں ہے۔ شعر

مراورا رسد کبریا و منی ... کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

پھر یہ کہ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ	یعنے کہہ کہ آیا حق اور نہ پہلی بار پیدا کرتا معبود باطل اور نہ وہ دوبارہ کرتا ہے

جزو ۲۲ آخر سورہ سبا رکوع ۶ یعنے نہ کبھی کعبہ شریف میں بعد جاء الحق یعنے ظہور اسلام کے بت پرستی وغیرہ پیدا ہوگی اور نہ اگلی بت پرستی وغیرہ اس میں کبھی عود کرے گی سو قریب تیرہ سو برس گزرے کہ ابتک ایسا ہی ہے اور اسی طرح ایک حدیث

صحیح مسلم میں مرقوم ہے۔

عَنْ جَابِرٍ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ یَئِسَ اَنْ یَعْبُدَہُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ لٰکِنْ فِی التَّحْرِیْشِ بَیْنَھُمْ

صحیح مسلم میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مقرر شیطان نا امید ہوا اس سے کہ اب نمازی لوگ عرب کے ٹاپو میں اُسکو پوجیں (یعنے بت پرست ہوں) لیکن اُن میں فتنہ و فساد ڈالنے کا قابو ہے۔ انتہےٰ۔

ابن سعد نے طبقات میں عثمان بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم ایام جاہلیت میں (یعنے مسلمان ہونے سے پیشتر) کعبہ کو دوشنبہ اور جمعرات کے دن کہولا کرتے تھے ایک دن آنحضرت صلعم لوگوں کے ساتھہ کعبہ میں داخل ہونے کو آئے میں نے آپ کے ساتھہ درشت کلامی کی اور آپ کو برا کہا آپ نے حلم کیا اور فرمایا کہ اے عثمان ایکدن تو اس کنجی کو میرے ہاتھہ میں دیکھے گا کہ میں جسے چاہوں اُسے دوں میں نے کہا کہ تب قریش مرجائیں گے اور ذلیل ہوجائیں گے آپ نے کہا کہ نہیں اُس دن قریش کو اور زیادہ عزت ہوگی اور پھر آپ کعبہ میں داخل ہوئے اور میرے دلمیں آپکی اُس بات نے ایسا اثر کیا کہ میں سمجھا ضرور یہ بات ہونے والی ہے پھر جب بروز فتح مکہ آئے مجھہ سے کنجی منگوائی میں نے لادی سو آپ نے لی پھر جب آپنے مجھے دی فرمایا کہ لو یہ تمہارے پاس ہمیشہ رہے گی پھر جب میں نے پیٹھہ پھیری آپ نے مجھے پکارا میں پھر حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ وہ بات جو میں نے کہی تھی کہ ایکدن یہ کنجی ہمارے ہاتھہ میں ہوگی سو ہوئی یا نہیں میں نے کہا کہ بیشک ہوئی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک رسول خدا ہیں انتہےٰ۔ اس حدیث میں دو پیشین گوئیوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ قبل ہجرت آپ نے عثمان بن طلحہ سے یہ بات کہی تھی کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھہ میں ہوگی سو مطابق اُس کے بروز فتح مکہ واقع ہوا دوسرے یہ کہ جب آپنے کنجی عثمان بن طلحہ کو بروز فتح مکہ پھیر دی آپ نے فرمایا کہ یہ کنجی ہمیشہ تمہارے خاندان میں رہے گی سو آج تک اُنہیں کے خاندان میں کنجی خانہ کعبہ کی ہے اور اس سے کوئی دنیا میں انکار نہیں کرسکتا کہ جیسا حضرت صلعم نے فرمایا تھا ویسا ہی اب تک ہو رہا ہے اور طبقات تو آج نہیں لکھہ لی گئی ہے۔

تواریخ محمدی مصنفہ پادری عماد الدین صفحہ ۲۰۹ میں لکھا ہے پھر کعبہ کی کنجی عثمان ابن طلحہ کو عنایت ہوئی آج تک اُن کی اولاد میں چلی آتی ہے انتہٰے۔

کیونکہ مصنف طبقات کی وفات کے ۲۳۰ھ در مقام بغداد کتاب اتحاف النبلاء مطبوعہ ۱۲۸۸ھ صفحہ ۱۰۸ و ۳۹۰ میں لکھتے ہیں

پانچویں تنبیہ صحیحین میں وارد ہے قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلعم قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرٰى

امام نووی شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں۔ قَدْ خَرَجَتْ فِي زَمَانِنَا نَارٌ بِالْمَدِينَةِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ وَسِتِّمِائَةٍ وَكَانَتْ نَارًا عَظِيمَةً جِدًّا مِنْ حَيْثُ الْمَدِينَةِ الشَّرْقِي وَرَاءَ الْحَرَّةِ تَوَاتَرَ الْعِلْمُ بِهَا عِنْدَ جَمِيعِ الشَّامِ وَسَائِرِ الْبُلْدَانِ وَأَخْبَرَنِي مَنْ حَضَرَهَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ۃ از صحیح مسلم مطبوعہ دہلی ۱۲۸۰ھ جلد ۲ کتاب الفتن صفحہ ۳۹۳ یعنے کہا ابن مسیب نے خبر دی مجھکو ابوہریرہؓ نے تحقیق رسول اللہ صلعم نے فرمایا نہیں قایم ہونے کی قیامت جبتک نہ نکلے گی ایک آگ زمین حجاز سے کہ روشن ہو جاویں گی گردنیں اونٹ کی بیچ بصریٰ کے۔

امام نووی شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں کہ تحقیق نکلی ہمارے زمانہ میں آگ مدینہ میں ۶۵۴ھ میں اور تھی آگ بڑی نہایت پہلو مدینہ شرقی و راء حرۃ سے اور متواتر علم ہوا ہے اُس کا پاس تمام شام اور سب شہروں کے اور خبر دی مجھکو اُس شخص نے جو حاضر تھا اہل مدینہ سے انتہٰے۔ اِس پیشین گوئی کے مطابق ۳ جمادی الثانی ۶۵۴ھ میں واقع ہوا کہ جمعہ کے دن بعد نماز عشاء وہ آگ ملک حجاز میں ظاہر

لے دو سو برس بعد وفات پیغمبر صلعم کے محمد بن اسمٰعیل بخاری نے ایک لاکھ مشکوک اور سو لاکھ موضوع احادیث کو جدا کر کے سات ہزار دو سو چھتر کلمات پیغمبر کے یعنے احادیث صحیح انتخاب کیں صحیح اُن کی ذکر کرتی ہیں حضرون پیغمبر کے ہے۔ معلوم ہووے کہ مولف اِس کتاب کا مکہ میں ہر روز آب زمزم سے وضو کرتا اور نماز پڑھکر لکھنے بیٹھتا وہاں اِس کتاب کو لکھکر پھر مدینہ میں گیا اور اُس کے باب اور فصلوں کو ترتیب دیکر پیغمبر کی مسجد میں منبر پر رکھی بعد مشقت سولہ برس کے یہ کتاب تیار ہوئی سنی لوگ چاروں فرقوں کے اِس کتاب کو صحیح اور محقق جانتے ہیں ہمیشہ سنی شیعہ میں اِس کتاب کی نقلیں لکھی گئیں ہیں۔ از سیر الاسلام باب ۱ ترجمہ پیتھر مطبوعہ دہلی ۱۸۶۵ء پیسوے حاشیہ صفحہ ۲۳۴

ہوئی چار فرسنگ لمبی اور چار میل چوڑی اور ترپین دنوں تک روشن رہی - چونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم چار سو برس پیشتر اس آگ یعنے نار حجاز کے ظاہر ہونے سے لکھی گئی تھیں تو اب کون اس کی صداقت سے انکار کرسکتا ہے - اگر بیں حضرت رسول اللہ صلعم کی کسی ایسی پیشین گوئی یا معجزے کا ذکر لکھتا کہ جس کی کسی طرح پر توریت و انجیل سے عظمت ثابت ہوتی تو یہود و نصارے کسدر بہ اُس کا ادب اور پاس کرتے مگر ان پیشین گوئیوں اور معجزوں کا جو اس کتاب میں مرقوم ہیں زیادہ ادب اور پاس کرنا چاہیے کیونکہ ان کی صداقت سے نہ صرف یہود و نصارے بلکہ کوئی قوم بُت پرست بھی انکار نہیں کرسکتی -

پانچویں ابوداؤد نے حضرت ابوبکرہ سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نزدیک نہر دجلہ کے ایک شہر عظیم کہ اُس کے باشندے مسلمان ہوں گے آباد ہوگا اور آخر زمانہ میں قوم ترک اُس پر حملہ آور ہوں گے اور اُس نہر کے کنارہ پر مقام کریں گے اُس وقت شہر کے باشندے تین فرقے ہوجائیں گے ایک فرقہ کے لوگ اپنا مال و اسباب لاد کر جنگل کو چلے جائیں گے دوسرے فرقہ کے لوگ ترکوں کے بادشاہ کے پاس پناہ مانگیں گے اور یہ دونوں فرقے ہلاک ہوں گے اور تیسرے فرقہ کے لوگ ترکوں سے مقابلہ کریں گے اور شہید ہوں گے انتہٰے - یہ پیشین گوئی وسط ساتویں صدی یعنے ۶۵۶ھ ہجری میں پوری ہوئی کہ چنگیز خان کے پوتے ہلاکو نے شہر بغداد[1] پر لشکر کشی کی (از سیرالاسلام صفحہ ۱۰۹) شہر کے بعضے باشندے بھاگ نکلے لیکن ترکوں نے ان سب کو قتل کیا اور اکثر اشراف اور امرا اور خود مستعصم باللہ خلیفہ بغداد نے ترکوں کے بادشاہ کے پاس پناہ لی انہیں بھی ترکوں نے قتل کیا اور باقی شہر کے لوگوں نے ترکوں سے مقابلہ کیا اور شہید ہوئے اس پیشین گوئی میں بھی کسی کو انکار کی مجال نہیں ہے کیونکہ یہ سنن ابی داؤد جس میں

---

[1] عباسی خاندان کے دوسرے بادشاہ المنصور باللہ نے ایک قریہ [illegible] شہر بغداد کے اوپر [illegible] اسی نام سے تعمیر کیا اور شاہان عباسی اس [illegible] بغداد کے [illegible] رہتے تھے اور اسی سبب سے وہ خلفاء بغداد مشہور ہوگئے از سیرالاسلام صفحہ [illegible]

یہ پیشین گوئی لکھی ہے چار سو برس پیشتر اس پیشین گوئی کے پورے ہونے سے لکھی گئی تھی۔

مفتاح التواریخ مصنفہ طامس ولیم بیل صاحب مطبوعہ مطبع نول کشور ۱۸۶۷ء حسب پسند مسٹر ہنری الیٹ صاحب سکرٹری گورنمنٹ ممالک ہند صفحہ ۶۵ میں ہے کہ خواجہ نصیر الدین طوسی نے ایلخاں یعنے ہلاکو خان کے حضور میں بڑا رتبہ پایا تھا اور قتل خلیفہ بغداد یعنی مستعصم باللہ بتحریک خواجہ نصیر الدین تھا انتہےٰ۔

چھٹے[1] بخاری میں عوف بن مالک سے روایت ہے کہ وہ جناب رسول خدا صلعم کے حضور میں حاضر ہوئے غزوۂ تبوک میں اور حضرت صلعم ایک چمڑے کے خیمہ میں تھے سو آپ نے ارشاد فرمایا کہ چھ چیزوں کو قیامت سے پہلے شمار کرو۔ پہلے میری موت بعد[2] اُس کے فتح ہونا بیت المقدس کا پھر[3] ایک وبا جو تم میں ہوگی مانند قعاص بکریوں کے پھر[4] بہت ہونا مال کا یہانتک کہ سو دینار ایک آدمی کو دیں گے اُس پر بھی ناخوش رہیگا پھر[5] ایک فتنہ کہ باقی نہ رہے گا کوئی عرب سے مگر اُس میں داخل ہو جائے گا پھر[6] ایک صلح کہ ہوگی درمیان تمہارے اور نصاریٰ کے پھر وہ بدعہدی کریں گے اور تمہارے مقابلہ کو آئیں گے تلے اسی نشانوں کے ہر نشان کے تلے بارہ ہزار انتہےٰ۔ پس پہلی اور دوسری بات کا ہونا تو ظاہر ہے اور تیسری بات یعنے وبا کا حال یہ ہے کہ عمواس میں جہاں لشکر ابو عبیدہ ابن الجراح کا متصل بیت المقدس کے تھا وبائے عظیم آئی اور تین دن میں

---

[1] ولادت امام بخاری ۱۹۴ ہجری میں مدت عمر ۶۲ برس وفات ۲۵۶ ہجری میں۔ ولادت امام مسلم بن حجاج ۲۰۴ یا ۲۰۶ھ اور وفات ۲۶۱ ہجری میں ولادت امام ترمذی ۲۰۹ھ اور وفات ۲۷۹ھ میں ولادت امام ابوداؤد در شہر سجستان ۲۰۲ھ وفات ۲۷۵ھ میں ولادت امام نسائی ۲۱۴ھ میں وفات ۳۰۳ھ میں ولادت ابن ماجہ در شہر قزوین ۲۰۹ھ اور وفات ۲۷۳ھ میں ولادت ابی الحسن دارقطنی شہر بغداد محلہ دارقطن میں ۳۰۶ھ میں وفات ۳۸۵ھ میں ولادت امام بیہقی ۳۸۴ھ میں اور وفات ۴۵۸ھ میں وفات امام ابی الحسین ... میں ولادت امام نووی در شہر نوا ۶۳۱ھ میں اور وفات ۶۷۶ھ میں انہیں کتابوں سے ولی الدین تبریزی نے کتاب مشکوٰۃ تیار کی ہے ولادت امام مالک ۹۳ھ میں ولادت امام شافعی ۱۵۰ھ اور وفات ۲۰۴ھ میں اور امام شافعی امام مالک کے شاگرد تھے ولادت ابو محمد دارمی در شہر سمرقند ۱۸۱ھ میں اور وفات ۲۵۵ھ میں ولادت امام احمد بن حنبل در شہر بغداد ۱۶۴ھ اور وفات ۲۴۱ھ میں (از تواریخ محمدی مطبوعہ لاہور ۱۸۹۱ء مصنفہ پادری عماد الدین صفحہ ۱۱-۱۲)۔

ستر ہزار آدمی مرگئے اور حضرت ابو عبیدہ رض نے اُسی وبا میں وفات پائی تھی اور چوتھی بات یعنے مسلمانوں کا مالدار ہونا ضعف قوت اسلام کا سبب سب مورخوں نے لکھا ہے دیکھو سیر الاسلام چھاپہ دہلی اردو اخبار ۱۸۴۵ء باب ۳ صفحہ ۹۸ و ۱۱۲ - اور یہی قرب قیامت کے آثار ہیں - اور پانچویں بات یعنے فتنہ عظیم سے مراد قتل حضرت عثمان رض کا ہے کہ تمام عرب اس فتنہ سے بھر گیا اور بڑے بڑے قتل عظیم ہوئے - اور چھٹویں بات اب ہونے والی ہے اور ترقی اقبال سلاطین نصارے اس پیشین گوئی کی صداقت پر دلیل واضح ہے -

ساتویں حقتعالے سورہ نور میں فرماتا ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۝	یعنے وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے کہ ایمان لائے تم میں سے اور کام کئے اچھے البتہ خلیفہ کرے گا اُن کو بیچ زمین کے جیسا خلیفہ کیا تھا اُنکو جو کہ پہلے اُنسے تھے اور البتہ ثابت کریگا واسطے اُنکے دین اُنکا جو پسند کیا واسطے اُنکے اور البتہ بدل دیگا اُنکو پیچھے ڈر اُن کے کے امن عبادت کریں گے میری نہیں شریک لاویں گے ساتھ میرے کچھ انتہے ۔

جزو ۱۸ سورہ نور رکوع ۷ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی اُس وقت مسلمان پست حال تھے آخر کو خدا نے جو کچھ مسلمانوں کو غلبہ دیا اُسے سب جانتے ہیں -

اب حضرت رسول اللہ صلعم کے معجزوں کا ذکر سنیے

معجزہ ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون رکوع ۲)

قرآن مجید رومن ترجمہ جسے الہ آباد ۱۸۴۴ء میں علماء عیسائی نے چھاپا اور اپنے طور کا اس پر حاشیہ لکھا اس کی سورۃ آل عمران آیت ۶۰ صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے جو جھگڑا کریں تجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ پہونچ چکا تجھ کو علم تو کہہ آؤ بلاویں

ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کریں اور لعنت ڈالیں اللہ کی جھوٹوں پر انتہٰے۔

اور یہ آیت قرآن مجید کی سورہ آل عمران رکوع ۶ میں اس طرح پر ہے۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝

یعنے اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا کہ نصاریٰ اسقدر سمجھانے پر بھی اگر قائل نہوں تو اُن کے ساتھ قسم کرو یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونوں طرف اپنی جان سے اولاد کے حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو کوئی جھوٹا ہے اُس پر لعنت اور عذاب پڑے پھر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم حضرت فاطمہ اور حضرت علی اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کو لے گئے اُن نصاریٰ میں جو دانا تھے انہوں نے مقابلہ نکیا اور جزیہ دینا قبول رکھا فقط اہل اسلام اِس طرح کے فیصلہ کو مباہلہ کہتے ہیں اور کیا خوب یہ فیصلہ کا ڈھنگ ہے کہ صرف عادل حقیقی جو بے روی و رعایت اور بغیر بھول چوک کے انصاف کرنے والا ہے فیصلہ کرتا ہے سب مفسرین اِس پر متفق ہیں کہ یہ مباہلہ صرف علماء نصاریٰ سے جو کہ قبیلہ بنی نجرانؔ[1] کے چودہ شخص تھے (۲۴ یا ۲۵ ذی الحجہ کو تحفۃ الصالحین فصل اول مطلب نواں در سنہ ۱۰ ہجری مدینہ منورہ میں) حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سال پیش از وفات (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۶۵) کرنا چاہا پہلے علماء عیسائی اِس طرح کے فیصلہ پر کہ بطرح کی حجت تمام کرنے کے لئے کافی تھا راضی ہوئے اور مکان پر جاکر عاقب جو کہ اُن کا سردار تھا پوچھا اُس نے کہا کہ محمد صلعم نبی برحق ہیں اور جو پیغمبر سے مباہلہ کرتا ہے بیشک تباہ ہو جاتا ہے (اعمال ۵ باب ۹ تا[2] ۳۹ اور ۲۳ باب ۹)

---

[1] نجران شہر ہیں کسی ملک میں ہے از اعجاز قرآنی مصنفہ بابو رام چندر مطبوعہ ۱۸۶۵ء صفحہ ۲۱۰۔

[2] اعمال ۵ باب ۳۹ ایسا نہو کہ تم خدا سے لڑنے والے ٹھہرو اور اعمال ۲۳ باب ۹ ہم خدا سے نہ لڑیں۔ ۱۲

مباہلہ مت کرو صبح کے وقت انہوں نے دیکھا کہ حضرت نبی اسلام صلعم اور اُن کے پیچھے حضرت کی بیٹی حضرت بی بی فاطمہ اور اُن کے پیچھے حضرت علی اور اُن کے پیچھے حضرت امام حسن اور اُن کے پیچھے حضرت امام حسین علیہم السلام حسب وعدہ مقام مباہلہ کی طرف جاتے ہیں تو علمائے عیسائی میں جو لوگ جہاندیدہ اور سن رسیدہ تھے پنجتن پاک کو جاتے ہوئے دیکھکر گھبرائے اور ابوالحارث بن علقمہ نے اپنی جماعت عیسائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے قوم تم جانتے ہو کہ یہ کون صورتیں ہیں جو جاتے ہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر یہ خدائتعالی سے پہاڑ کے ٹل جانے کی دعا مانگیں تو پہاڑ ٹل جائے ہرگز اِن سے مباہلہ نکرو تب نصرانی ڈرے اور مباہلہ کی جرائت نکر سکے اور ہزار حلے ہر سال بطور پیشکش کے نذر دنیا قبول کرکے رخصت ہوئے جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ مباہلہ کرتے تو سب بندر اور سور ہو جاتے اور یہ جنگل اُن سب پر آگ برساتا ہ

بدیں گونہ کار خدائی بود خصومت خدا آزمائی بود

اِس قرآن مجید ترجمۂ رومن چھاپہ اللہ آباد مشن پریس میں اکثر مقاموں پر علمائے نصاریٰ نے اعتراضاً اپنے طور کا حاشیہ لکھا ہے مگر اِس مقام پر کوئی اعتراض اُنہیں ذرا بھی نہیں سوجھا جو چاہیے تھا اُسی ترجمہ قرآن شریف میں دیکھنے سے کہ بالکل کان دبا گئے ہیں تواریخ محمدی مصنفہ پادری عماد الدین مطبوعہ لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۲۴۴ ۲۴۷ میں لکھا ہے قولہ اور اسی سال یعنے ۱۰ ہجری میں نجران کے عیسائیوں کو حضرت نے ایک خط لکھا کہ مسلمان ہو جاؤ اُن بیچاروں نے بعد صلاح مشورے کے چودہ عیسائیوں کو مدینہ میں بھیجا کہ محمد صاحب کا حال دریافت کریں اُن چودہ کا پیشوا ایک آدمی عبدالمسیح نام قبیلہ کندہ کا تھا اور اُس کا لقب عاقب تھا اور ایک اور عیسائی تھا جس کا لقب سید تھا اور تیسرا شخص ابوالحارث بڑا عقلمند اور صاحب مدارس آدمی تھا جب یہ لوگ مدینہ میں آئے تو سونے کی

انگوٹھیاں اور ابریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے پس اُنہوں نے اگر سلام کیا حضرت نے جواب ندیا اور منہ موڑ لیا ان عیسائیوں نے محمد صاحب کی مسجد میں اگر مشرق کی طرف منہ کرکے اپنی نماز پڑہی اور اپنا مُنہ مکے کی طرف دعا میں نکیا جیسے مسلمان کرتے ہیں یہ دیکھہ کر مسلمان لوگ اپنے دلوں میں جل گئے پھر محمد صاحب نے فرمایا کہ ان کو کچھ نکہو جدہر ان کا دل چاہے منہ کرکے نماز پڑہیں۔ نماز کے بعد پھر وہ حضرت کے پاس آئے اور باتیں کیں پھر بھی حضرت نے جواب ندیا اور ہرگز منہ سے نہ بولے تب وہ ناچار ہوکر مسجد سے باہر نکل آئے اور عثمان و عبدالرحمن سے کہا تمہارے پیغمبر نے ہمیں خط لکھکر بلایا جب ہم آئے نہ تو سلام کا جواب دیا اور نہ بات کی بلکہ منہ موڑ لیا اب تمہاری کیا رائے ہے ہم چلے جاویں یا توقف کریں علی نے جواب دیا ہاتھوں سے انگوٹھیاں اُتارو اور فخر کا لباس دور کرو اور سفر کا لباس پہنو تب وہ بولیں گے اُنہوں نے لاچاری سے ایسا ہی کیا تب محمد صاحب اُن سے بولے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ اُنہوں نے اسلام کو قبول نکیا اور خوب بحث و مباحثہ کرکے گفتگو میں محمد صاحب کو تنگ کر دیا کہ حضرت لاچار ہو کر لاجواب ہو گئے۔ پس حضرت اُس مباحثہ میں تنگ آکر کہنے لگے آج میں اس بات کا جواب نہیں دیتا تم مدینہ میں ٹھہرو جب تک میں تمہاری باتوں کا جواب ندوں پھر کل کے روز حضرت نے اُنہیں یہ آیت سُنائی اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ۃ تا کاذبین۔ یعنے عیسےٰ خدا کے نزدیک آدم کی مانند ہے جس کو خدا نے مٹی سے بنایا تھا۔ پھر حضرت نے اُن عیسائیوں سے کہا آؤ ہم شہر کے باہر چلیں ہمارے لوگ ہمارے ساتھہ اور تمہارے لوگ تمہاری ساتھہ ہوں اور وہاں چلکر جھوٹے پر لعنت کریں عیسائیوں نے جو صرف چودہ شخص مسافر جا پہنچے تھے یوں کہا آج ہمیں مہلت دیں تاکہ ہم تامل اور فکر کرکے اس بات کا جواب دیں پس وہ اپنے ڈیروں میں گئے اور باہم صلاح کی تو اُن کی یہ رائے ٹھہری کہ مباہلہ یعنے باہم لعنت کرنا نکریں بلکہ اس شخص کو جو ناحق جبر کرتا ہے جزیہ دینا قبول کرکے اپنے وطن کو چلے جاویں چنانچہ ایسا ہی کیا تھے۔

اگرچہ قرآن مجید اور کتب احادیث میں حضرت نبی اسلام صلعم کے معجزوں کا کثرت

بیان ہے لیکن یہ معجزہ کہ جو خاص علماء عیسائی کے واسطے واقع ہوا صرف اُسی کا ذکر یہاں لازم نظر آیا۔

اگر کوئی کہے کہ ہنوز مباہلہ نہیں ہوا اور معجزہ کی نوبت نہیں پہونچی پس معجزے میں کیوں یہ شمار کیا گیا تو میں کہتا ہوں کہ معجزہ تو ہوا کہ اہل مقابلہ کے دل میں پیش از وقوع مباہلہ خوف عظیم پیدا ہوا اور جو حجت کہ اُس معجزہ کے وسیلہ سے تمام کرنی ٹھہرائی تھی اسی کے وسیلہ سے تمام ہوئی اور اُن لوگوں کے دلوں میں اگر اس بات کا یقین نہیں ہوا تھا کہ حضرت نبی اسلام صلعم کی دعا فوراً جناب الٰہی میں مستجاب ہوگی تو کیوں اُنھوں نے مباہلہ سے گریز کیا پس بعد مباہلہ اگر بد دعا کی تاثیر ظاہر نہوتی تو اُس وقت یہ حجت عدم ثبوت معجزہ کی کرسکتے تھے اور درحالیکہ خود مقابلہ کرنے والوں نے حضرت صلعم کے رعب باطن اور تاثیر بد دعا کو مان لیا تو اور کون اس کا انکار کرسکتا ہے۔

اس سے ایک بڑا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر دین اسلام خدا کی طرف سے نہوتا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نبی برحق نہوتے تو ہرگز اپنے دعوے پر خدا کے حضور جھوٹے پر لعنت اور غضب الٰہی نازل ہونے کی بد دعا کرنے کا حوصلہ اور جرأت نکرسکتے کیا کوئی اپنی چالاکی سے خدا کو بھی دہوکا دے سکتا ہے کیونکہ اگر ہوسکتا تو عیسائی علما کیوں دعا مانگنے کی جرأت نکرسکے۔

پھر اس زمانہ کے منکرین میں اگر کوئی اس واقعہ کی اصلیت میں شک کرتا ہو تو اُسکا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات خلاف واقعہ قرآن مجید میں لکھی گئی ہوتی تو اُس وقت میں یہود اور نصارےٰ جو دین اسلام میں نئے شامل ہوئے تھے اور عیسائی جماعتیں جو کثرت سے نزدیک نزدیک موجود تھیں بے تامل اس جھوٹ کو فاش کردیتے اور یہی ایک خاص دلیل بے اصلی دین اسلام کی ٹھہراتے اس سے ظاہر ہے کہ کسی کو اس بیان واقعی میں کسی وقت شک نہیں ہوا اور بمقابلہ علماء عیسائی ایسا ہی واقعہ ہوا جیسا کہ لکھا ہے پس معجزہ تو دنیاوی امور میں بھی اکثر ظاہر ہوتا ہے جیسے کہ اندھے کو بینا

کرنا اور کوڑہیوں کو تندرست اور مردہ کو زندہ کرنا گر یہ معجزہ جو صرف اتمام حجت دینی کے لئے ظاہر ہوا اس کا مرتبہ اور معجزوں سے زیادہ ہے اگر حضرت عیسے نے اندھے کو بینا کیا تھا متی ۲۰ باب ۳۰-۳۴ تو یہاں دیدہ وروں کی آنکھیں کھول دی گئیں یعنے حضرت عیسی کا معجزہ اندھے کے سامنے تھا اور یہ آنکھوں والوں کے سامنے ہوا وہاں کوڑہیوں کے ظاہر پاک ہوتے تھے اور یہاں پاکوں کے باطن صاف کئے گئے وہاں مردے زندہ کئے جاتے تھے اور یہاں زندے جلائے گئے خلاصہ یہ ہے کہ وہاں بیمار چنگے ہوتے تھے اور یہاں طبیب مسیحا نفس بنائے گئے وہاں ہر درد کے لئے دوا تھی اور یہاں حکمت یہ فلاطون سکھائی گئی وہاں دنیا میں لوگ خوشحال ہوئے اور یہاں دین کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ علماء عیسائی اس مباہلے کے خوف سے اس قدر کانپ گئے کہ جس کا بیان لکھ چکا ہوں اور افسوس کہ ایک زمانہ اب ہندوستان میں ہے کہ ہر ادنیٰ عیسائی بھی جسے آید ست لینی تک کا تمیز نہیں ہے تو بھی قرآن کو باطل کرنے میں وہ اپنے جامہ سے باہر ہے اگرچہ ان میں سب سے بڑے عالموں کو باوجود ایک دوسرے کا مددگار ہو جانے کے مثل عبارت قرآن کی ایک آیت بنالانے کی بھی لیاقت ممکن نہیں تو بھی ان میں سے ہر جاہل یہی قرآن مجید کے باطل کرنے کے دعوے پر غل مچار ہا ہے دیکھیئے یہ شور اللہ جل شانہ کے کان تک کب تک پہونچتا ہے اس جگہ یہ بات غور کرنا چاہیے کہ یہ معجزہ جو بیان ہوا قرآن مجید ہی میں مندرج ہے اور اس کے سوا شق القمر کا معجزہ تو آفتاب کی طرح ظاہر ہے پھر سورہ انفال میں۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ط اور مثل اس کے اور معجزے ہیں کہ قرآن میں لکھے ہیں اور احادیث صحیحہ میں اور بیسیوں معجزوں کا بیان

صاحب کشاف نے اپنی تفسیر کی ابتدا میں لکھا ہے۔

انشقاق القمر من ایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و من معجزاته النیرة

تفسیر عباسی میں ہے۔ معالمها انشقاق القمر وخروج النوم بالقرآن من اعلامها

اسی معالم میں بیضاوی میں ہے لانہ قد ظہر اماراتہا کمبعث النبی وانشقاق القمر اور تفسیر کبیر میں ہے الاشراط العلامات قال المفسرون ھی مثل انشقاق القمر ورسالۃ محمد اور جلالین میں ہے ای علاماتھا منہا مبعث النبی وانشقاق القمر و الدخان عیسائی علما اعتراض کرتے ہیں کہ چاند کا پھٹنا قیامت کو ہوگا مگر اس اگلی آیت سے یہ گمان بالکل باطل ہو جاتا ہے۔

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (سورہ قمر رکوع ۱)	یعنے کفار جب دیکہتے ہیں معجزہ دیکہکر منہ پہیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے ہمیشہ کا۔

پس اگر یہ معجزہ نہیں ہوا تھا تو کافروں نے جادو کسے بتایا تھا اور کسی غیر مذہب والے کی کتاب میں بھی اگر اس معجزہ کا ذکر ضرور ہے تو حضرت لیسعیاہ نے جو سورج کو دس درجہ ہٹا دیا (لیسعیاہ ۳۸ باب ۸) (اور ۲ سلاطین ۲۰ باب ۸) اور حضرت یشوع نے دوپہر تک تمام دن (یشوع ۱۰ باب ۱۳) جو سورج کو ٹھیرا رکہا تھا ان دونوں باتوں کا بھی ذکر کسی غیر مذہب کی کتاب میں نہیں ہے باوجود اس کے اگر وہ دونوں معجزے صحیح ہیں تو شق القمر کا معجزہ بھی صحیح ہے۔ پس علماء عیسائی اور از انجملہ پادری فانڈر صاحب جو اختتام دینی مباحثہ میں لکھتے ہیں

سلہ امام بخاری بروایت انس رض فرماتے ہیں کہ مکہ کے لوگوں نے رسول اللہ صلعم سے یہ سوال کیا کہ اُن کو کوئی نشانی دکہلادیں آپ نے اُن کو چاند دکہلایا کہ دو ٹکڑے ہوگیا یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو اُن دو ٹکڑوں کے بیچ میں دیکہا۔ ایضاً بروایت عبد اللہ رض کہ دو ٹکڑے ہوگیا چاند اور ہم ساتہہ تھے نبی صلعم کے منیٰ میں آپ نے فرمایا گواہ رہو ایضاً بروایت عبد اللہ رض دوسرے سلسلہ روایت سے امام بخاری فرماتے ہیں کہ چاند پہٹ گیا اور ہم حضرت نبی صلعم کے ساتہہ تھے سو وہ دو ٹکڑے ہوگیا آپ نے ہم سے فرمایا گواہ رہو گواہ رہو ایضاً امام ترمذی بروایت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کے وقت میں چاند پہٹ گیا یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہوگیا اس پہاڑ پر اور اس پہاڑ پر اُن لوگوں نے کہا کہ محمد نے ہم پر جادو کر دیا اُن میں بعضوں نے کہا کہ اگر وہ ہم پر جادو کر دیا تو یہ اس سے نہیں ہو سکتا ہے کہ تمام آدمیوں پر جادو کر دے ایضاً مولانا جلال الدین سیوطی در منثور میں لکھتے ہیں کہ ابن جریر و ابن المنذر و ابن مردویہ اور ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل میں مسروق تک سند پہونچائی انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت نبی صلعم کے زمانہ میں چاند پہٹ گیا تو قریشوں نے کہا کہ یہ ابو کبشہ کے بیٹے کا جادو ہے پھر انہوں نے کہا دیکہو مسافر کیا خبر لاتے ہیں کیونکہ محمد سے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تمام لوگوں پر جادو کرے پھر مسافر آئے تب ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں ہم نے دیکہا ہے پھر اللہ نے اوتارا اقتربت الساعۃ وانشق القمر یعنے نزدیک آگئی وہ گہڑی اور پہٹ گیا چاند اور ابو نعیم نے دلائل میں عطا اور ضحاک تک سند پہونچائی انہوں نے ابن عباس رض سے اللہ کے اس قول کے بیان میں اقتربت الساعۃ وانشق القمر کہا کہ حضرت رسول اللہ صلعم کے وقت میں کافر جمع ہوئے اُن میں سے تھا ولید ابن مغیرہ و ابو جہل ابن ہشام و عاص ابن وائل و عاص ابن ہشام و اسود ابن عبد یغوث و اسود ابن مطلب و زمعہ ابن اسود و نضر ابن حارث انہوں نے حضرت نبی صلعم سے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے سامنے چاند کو دو ٹکڑے کرو آدہا ابو قبیس اور آدہا قعیقعان پر تب حضرت نبی صلعم نے فرمایا اگر میں یہ کروں تو تم یقین لاؤ گے وہ بولے ہاں اللہ وہ رات چودہویں تھی رسول اللہ صلعم نے اپنے مالک سے چاند کے پہٹ جانے کی دعا کی پھر چاند آدہا ابو قبیس پر اور آدہا قعیقعان پر ہوگیا اور رسول اللہ صلعم پکارتے تھے کہ اے ابو سلمہ کے باپ عبد الاسد اور ارقم کے بیٹے ارقم گواہ رہیو اور ابو نعیم نے

کہ احادیث کا اعتبار نہیں تو سمجھنا چاہیے کہ اناجیل کو سوا حدیث کے اور کیا کہنا چاہیے کیونکہ حواریوں وغیرہ کا قول سمجھا جاتا ہے اور جبکہ مصنفوں کے قولوں کو اناجیل سے جدا کریں تو حضرت عیسےٰؑ کے معجزے تو کیا حضرت عیسےٰؑ کا نام تک اناجیل میں پایا نجائے۔ اور جبکہ اناجیل میں مصنفوں کے قول سے حضرت عیسےٰؑ کے معجزوں کا ثبوت ہے تو احادیث اور روایات سے معجزات مصطفوی صلعم کا ثبوت بدرجہ اولے ہوسکتا ہے لیکن میں نے بپاس اہل کتاب اسی قرینہ کا لحاظ رکھا جو انہیں کے مرکوز خاطر تھا۔

اور اسی طرح سورہ فتح میں ہے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ حضرت رسول اللہ صلعم نے فتح مکہ سے پیشتر خواب میں دیکھا تھا کہ مکہ فتح کرلیا اور صلح حدیبیہ میں جب صلح نامہ لکھنا پڑا اُس وقت بعض صحابہ کو مکہ نہ فتح ہونیکا رنج تھا اِس لئے آیت میں حقتعالے فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سچ دکھایا اپنے رسول کو خواب تحقیق تم داخل ہوگے ادب والی مسجد میں اگر اللہ نے چاہا چین سے (سورہ فتح رکوع اخر) پس قرآن سے ثابت ہے کہ یہ آیت پیش از فتح مکہ نازل ہوئی اور اُس کے بعد مکہ فتح ہوا اور اس میں کوئی شک نہیں کرسکتا ہے۔

معجزہ ۲

پھر ایک دوسرا معجزہ جو کہ ہر عالم وجاہل کی زبان پر اور ہر مخالف وموافق میں مشہور ہے اور کسی وقت میں کسی کو اُسکے ظہور میں شک واقع نہیں ہوا کیونکہ شہرہ اور اعلان اُس کا ایک ملک سے دوسرے ملک تک اس کثرت اور شدت کے ساتھ ہوا کہ گویا مدینہ کے رہنے والوں کی طرح روم اور شام اور ہند اور حبش وفارس وعراق وغیرہ کے رہنے والوں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب تصنیف شاہ عبدالحق محدث دہلوی چھاپہ دہلی ۱۲۸۳ھ باب ہفتم صفحہ ۲۷۷ و ۲۷۸ میں بھی اس کا ذکر ہے کہ ۵۵۷ھ میں سلطان نور الدین شہید محمود بن زنگی نے کہ جمال الدین اصفہانی جس کا وزیر

سلہ مفتاح التواریخ مصنفہ طامس ولیم بیل صاحب مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۴۹ سے ظاہر ہے کہ سلطان نور الدین بن عماد الدین زنگی بادشاہ مصر وشام نے [illegible] بست ویکم شوال ۵۶۹ھ میں وفات پائی تھی اور سلطان صلاح الدین بن یوسف بن ایوب [illegible] کے بعد بادشاہ مصر وشام ہوا تھا [illegible]

تھا حضرت سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات تین بار خواب میں دیکھا کہ دو شخصوں کی طرف جو کہ وہاں کھڑے ہیں اشارہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جلدی پکڑ اور مجھے ان کی شرارت سے خلاص کر سلطان شہید نے اپنی عقل سے دریافت کیا کہ کوئی امر عجیب مدینہ مطہرہ میں (کہ جہاں روضہ منورہ حضرت صلعم ہے) واقع ہوا ہے وہاں پہونچنا چاہیے چنانچہ سلطان اُسی وقت کہ پچھلی رات تھی چھڑی سواری صرف بیس آدمی اپنے خاص لوگوں میں سے اور بہت سامال و زر ساتھ لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور ۱۶ دن میں شام سے مدینہ منورہ میں پہونچ گیا اور اُن دونوں شخصوں کے حاضر ہونے کے واسطے فکر کرنے لگا اور خیرات اور انعام کو لوگوں کے حاضر ہونے کا وسیلہ اور حیلہ ٹھہرایا یہاں تک کہ جو اِس شہر کا باشندہ حاضر ہوا اُسے خوب روپے انعام دیئے مگر جس قدر لوگ حاضر ہوئے اُن میں کوئی اُن دو شخصوں کی صورت کا کہ جنہیں خواب میں دیکھا تھا نظر نہ آیا تب سلطان نے فرمایا کہ اب شہر کے رہنے والوں میں سے کوئی باقی ہے کہ جو یہاں حاضر نہیں ہوا لوگوں نے کہا اب تو کوئی باقی نہیں ہے کہ نہ آیا ہو مگر دو شخص مغربی جو کہ بہت عابد و زاہد و پرہیزگار ہیں اور بڑی غربا پروری و سخاوت کرتے ہیں اور دن رات عبادت میں مشغول رہتے کے سبب کسی سے کچھ کام نہیں رکھتے اور لوگوں سے بہت ملتے نہیں ہیں سلطان نے یہ حال سنکر حکم کیا کہ اُنہیں حاضر کریں جب وہ حاضر ہوئے تو دیکھا کہ وہی دونوں صورتیں ہیں جو خواب میں پیغمبر خدا صلعم نے دکھلا دی تھیں اُن سے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو اُنہوں نے جواب دیا کہ اُس مکان میں جو قریب حجرہ شریف حضرت صلعم کے ہے سلطان اُن دونوں کو وہیں چھوڑ کر اُس مکان میں کہ جس کا پتہ اُنھوں نے بتایا تھا گیا وہاں جاکر دیکھا کہ دو قرآن مجید ایک طاق میں رکھے ہیں اور اور کتابیں وعظ اور نصیحت کی اور مال جو مدینہ منورہ کے محتاجوں اور فقیروں میں تقسیم کیا کرتے تھے اُس گھر کے اندر رکھا ہے اور اُن کی خوابگاہ میں ایک بوریہ یعنے چٹائی بچھی ہے سلطان نے اُس چٹائی کو اُٹھایا تو اُس کے نیچے ایک تہ خانہ دیکھا کہ پیغمبر خدا صلعم کے حجرے کی طرف کھودر کھا ہے اور ایک کنواں اُسی مکان میں کھدا ہوا دیکھا کہ اُس

تہ خانہ کی کھدی ہوئی مٹی اُس کوئیں میں ڈالتے تھے اور دو تھیلے چمڑے کے بھی رکھے ہوئے دیکھے کہ جن میں کھودی ہوئی مٹی بھر کر رات کے وقت قبرستان بقیع کے کسی طرف پھینک آتے تھے پس سلطان نے انہیں بڑی بڑی دھمکیاں اور سخت سزائیں دیکر سب حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں شخص عیسائی ہیں اور نصارے نے اُنہیں مغربی حاجیوں کے لباس میں بہت سامال و دولت دیکر مدینہ منورہ میں بھیجا تھا کہ کسی حیلہ سے وہاں رہکر سینده یعنے نقب لگائیں اور حجرہ شریف سے جسد مبارک حضرت صلعم کو نکال لے جائیں اور جس رات کہ یہ سینده یعنے نقب قریب قبر شریف حضرت صلعم کے پہونچا ابر و باراں اور بجلی اور گرج اور زلزلہ عظیم پیدا ہوا اور اُسی رات کی صبح کو سلطان شہید وہاں پہونچ گیا غرض یہ باتیں سُنکر سلطان کو عجیب حالت پیدا ہوئی اور بہت رویا اور حجرہ شریف حضرت صلعم کے اُسی سوراخ کے نیچے اُن دونوں شخصوں کو گردن مارا اور تھوڑا دن رہے اُن کی لاشوں کو آگ میں جلادیا اور حجرہ کے آس پاس پانی کے چوان تک خندق کھدوایا اور اُس میں رانگ گلا کر بھر دیا کہ پھر کوئی اُس مقام مقدس تک پہونچنے کی مجال نہ لاسکے۔

معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اُن دونوں عیسائیوں نے اُس سینده میں سے مٹی نکالنے کا یہ طریقہ رکھا کہ اُن چمڑے کی تھیلوں میں بھر کر رات کے وقت شہر کے باہر پھینک آتے تھے لیکن جب اس میں بہت ہرج اور تکلیف دیکھی تب مکان کے اندر ایک کنواں کھودا اور اُس میں وہ سینده کی نکالی ہوئی مٹی ڈالنے لگے یا یہ کہ دونوں طور اختیار کر رکھے ہوں گے جب فرصت پاتے تو باہر جاکر پھینک آتے اور جب فرصت پاتے تو کوئیں میں ڈالدیتے تھے یا یہ کہ پہلے کنواں کھودا ہوگا اور اس کی مٹی تھیلوں میں بھر کر باہر پھینک آتے اور بعد اُس کے جب سینده کھودنا شروع کیا تو اس کی مٹی اُس کوئیں میں ڈالتے چونکہ انجیل متی ۲۸ باب ۱۳ و ۱۵ کے بموجب عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسےٰ کو جو صلیب پر کھینچ کر قبر میں مدفون کیا تھا تو یہودیوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اُس صلیبی کی لاش کو اُس کے شاگرد چرا لے گئے۔ یہ فال عیسائیوں کے حق میں ایسی تاثیر بخش ہوئی

کہ حضرت پیغمبر آخرالزمان صلعم کی بابت ان میں یہ صفت قرار پا گئی اور اگرچہ اُس مصلوب کی لاش کو چرانے کا الزام عیسائی عقیدہ کے بموجب اُن پر ثابت نہو مگر یہاں تو ایسا ثابت ہوا کہ چور سینہ ہی میں پکڑا گیا اب کسی طرح کے انکار اور عذر کی گنجایش کہاں رہی اگرچہ یہاں چرا لیجانا نصیب نہوا مگر چوری کا الزام قسمت میں لکھا گیا یہ رباعی اُن کے حسب حال ہے۔

رباعی

وزدیکہ نسیم را بد زود	وزکعبہ کلیم را بد زود
گردست بہ فاتحہ بر آرد	رحمٰن ورحیم را بد زود

اور وہی سنت آبائی ہے کہ اب تک بعض عیسائی چھپا چوری مکہ اور مدینہ کا سفر کرتے اور جس طرح وہ دونوں عیسائی مغربی حاجیوں کے لباس میں وہاں گئے تھے اسی طرح یہ عیسائی بھی اہل اسلام کے لباس میں وہاں جایا کرتے ہیں۔پس یہ ایک معجزہ ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے ساڑھے پانچسو برس کے بعد ظاہر ہوا اور اسی طرح اور بھی کتنے ہی معجزے ہیں جو وقت بوقت ظاہر ہوتے گئے مگر یہ معجزہ کہ جو خاص عیسائیوں کی نسبت ظاہر ہوا اسی کا ذکر اس کتاب میں مناسب سمجھا گیا

اب اگر کوئی عیسائی کہے کہ ہم اس بات کو یقین نہیں کرتے کیونکہ کسی عیسائی نوشتہ میں اس کا ذکر نہیں ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں کیا عیسائی فضیلت ظاہر ہوتی تھی جو اُسے یادگاری کے لئے اپنی کسی معتبر کتاب میں لکھہ رکھتے بلکہ جہاں تک چھپ سکے یہ بات عیسائیوں سے کے چھپا ڈالنے کے لایق تھی۔دوسرے یہ کہ یہ بات ایسی ظاہر و صریح اور مشہور ہے کہ یہ خبر اپنی صداقت کے بابت عیسائی نوشتہ کی کیا بلکہ کسی اسلامی نوشتہ کی بھی حاجت نہیں رکھتی کیونکہ یہ معجزہ اپنی عظمت اور کمال جلالت کے سبب ہر شخص کی زبان پر جاری رہا۔اور اس کے سوا اب تک وہ مکان اُن دونوں عیسائیون کا حجرۂ شریف حضرت صلعم کے پچھم رُخ سامنے کو ٹوٹا پھوٹا موجود ہے اور اُس سے ایک سوراخ مسجد نبوی صلعم کی دیوار میں رکھا گیا[1] ہے کہ جسے دیکھکر ہر شخص کو اسطرح

[1] یعنے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے زمانہ میں موجود تھا ۱۲

یاد آجاتا ہے کہ گویا کل ہی یہ معجزہ ظاہر ہوا ہو اور اس کے سوا روضۂ منورہ کے گرد خندق میں رانگ گلا کر بھرا ہوا جان کر ہر شخص کو فوراً یاد آجاتا ہے کہ اس بندوبست کا سبب وہی نقب اُن دونوں عیسائیوں کا تھا۔

پس چونکہ اُس رانگ گلے ہوئے کا بھی ذکر کسی عیسائی نوشتہ میں نہیں ہے تو بھی تمام عالم میں کوئی اُس کی بابت شبہہ یا انکار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اِن دونوں عیسائیوں کے حال میں بھی اگرچہ کسی عیسائی نوشتہ میں نہ پایا جائے کسی طرح کے شبہے یا انکار کو دخل تک نہیں ہے اور اگر لکھا بھی ہو تو کون عیسائی کسی مسلمان کو لاکر دکھادیگا کہ ہمارے بزرگوں نے ایسا بدکام کیا تھا۔ اور غالباً اُن عیسائیوں کی اولاد اپنے بزرگوں کا یہ حال معلوم کرکے پھر عیسائی نہ رہے اور حضرت صلعم پر ایمان لاکر بصدق دل مسلمان ہوگئے چنانچہ ہندوستان میں دکھن جانب جو نوئتوں کی قوم آباد ہے انہیں لوگوں کی اولاد سمجھی جاتی ہے کہ بعد مسلمان ہونے کے نصارے کے ظلم سے پیشتر ہی کسی احتیاط کے سبب اپنے ملک سے نکالے گئے اور شاید اُس جولاہے کی نسل سے ہیں کہ جس نے اپنا مکان اُن دونوں عیسائیوں کو بکرایہ یا عاریت رہنے کو دیا تھا اور بعد حال کھل جانے کے مسلمانوں نے اُسے شہر سے نکالدیا یا وہ دونوں عیسائی دراصل پیشہ جولاہے کا کرتے تھے اس کا مفصل حال اُسی قوم نوئتوں کے ذی لیاقت تاریخ داں لوگوں کو خوب معلوم ہوگا۔

اب اگر کوئی کہے کہ کسی نے مخبری کرکے اُن دونوں عیسائیوں کو گرفتار کروا دیا ہوگا تو اتنی دور ملک میں جاکر مخبری کرنا اور یہ انتظار کہ بادشاہ کے آنے تک وہ عیسائی اپنا کام پورا نہ کرلیں گے ناممکن ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر مخبری کی ہوتی تو بادشاہ اُنہیں دونوں کو اُسی مخبر سے پہچنوا کر پکڑ لیتا تمام سکنائے شہر کے حاضر کرنے میں اتنی دولت کیوں خرچ کرتا۔

تیسرے بڑی بات یہ ہے کہ بادشاہ آپ کبھی نہ آتا بلکہ اپنے نوکروں کے وسیلے سے اسکا بندوبست کرلیتا مگر اس معجزے کی عظمت دیکھکر سلطان اتنا جلد مدینہ کو دوڑ آیا۔

معجزہ ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ (انعام ع ۲) — یعنے کہہ اللہ ہے گواہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور وحی کیا گیا ہے طرف میری یہ قرآن۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ — یعنے اے کتاب والو تم کیوں منکر ہوتے ہو اللہ کی آیتوں سے اور اللہ اُس کا گواہ ہے جو تم کرتے ہو۔

از شہادت قرآنی فصل ۱۱۶

شعر

اب سامنے میرے جو کوئی پیر و جوان ہے　　دعویٰ نکرے یہ کہ مرے منہ میں زبان ہے

بیان فصاحت قرآن سے سبحان اللہ یہ خدا کی زبان ہے قرآن مجید آجتک اور ہمیشہ کے لئے ایک ایسا معجزہ ہے جو مثل آفتاب ہر شخص کے پیش نظر ہے یعنی مثل اُس کے دوسری کتاب کوئی انسان بنا نہیں سکتا کیونکہ یہ اُس کا کلام ہے جس نے انسان ہی کو بلکہ فرشتوں کو بھی بنایا ہے اور علماء عیسائی جو بعض اہل انگلستان کا قول اِس دعوے پر دلیل لاتے ہیں کہ مقامات حریری فصاحت میں مثل قرآن ہے یہ اُن کا قول سراسر اسراف اور اُن کا دعوے محض خلاف ہے وہ ہنوز مقامات حریری کی فصاحت کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے تو قرآن مجید کی فصاحت کو کیا سمجھ سکیں مصنف مقامات حریری خود معتقد عظمت قرآن ہے کیا کوئی حریر نور پر فوق لا سکتا یا کتان زمہریر کو گرمی دکھا سکتا ہے مقامات حریری سے تو شیخ احمد عرب شروانی کا کلام زیادہ فصیح و بلیغ ہے علامہ تفتازانی صاحب مطول مصنف مقامات حریری کو بلاغت سے بالکل عاجز جانتے ہیں چنانچہ کتاب مختصر معانی میں بعد ذکر کرنے محسنات کے جو بلاغت میں چاہیے فرماتے ہیں کہ اصل حسن کی یہ ہے کہ الفاظ معنو کے تابع ہوں نہ برعکس اُس کے انتہےٰ پھر وہیں لکھا ہے کہ جب حریری نے

باوجود کمال فضل کے دیوان انشا میں لکھا تو اس حسن سے عاجز رہا چنانچہ عبارت عربی میں یہ ہے۔ وحین رتب الحریری مع کمال فضلہ فی دیوان انشائہ فقال ابن الخشاب ھو رجل مقامات ای رجولیۃ وجرأتہ مقصور علی ذلک لا یتجاوز غیرہ۔ اور وہ تو منجملہ اہل اسلام کے ہے خود قرآن کے کل معجزات پر ایمان رکھتا تھا جن میں سے ایک فصاحت ہے اور یہ سب بواقعی عبارت قرآن کو لاثانی اور کلام ربانی جانتے تھے چنانچہ انہیں کے اقرار سے جو انہوں نے اپنی تصنیفات میں کیا میرے اس قول کی صداقت ظاہر ہے کیونکہ قرآن مجید کی فصاحت اور ان سب کے کلام میں آسمان اور زمین کا تفاوت ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اور عیسے بن صبیح الملقب بمزدار کا قول جو پادری فانڈر نے بیان کیا کہ وہ اہل عرب کو مثل قرآن مجید کے دوسری کتاب یا ایک سورۃ بنا سکنے کے لائق جانتا تھا انتہے اس کا ثبوت تو تبھی ہو کہ جب فعل مثل قول کے پایا جائے یعنے اگر ہو سکے تو کوئی سورۃ مثل قرآن مجید کے بنا کر پیش کریں تاکہ ادھر اودھر کے اقوال جمع کرنے اور اُن سے حجتیں قائم کرنے کی حاجت نرہے پس قرآن مجید تو ہر وقت موجود ہے مگر وہ لاف زن دنیا میں کہاں ہیں جو مثل اس کے بنانا جانتے ہیں یا صرف اپنی عاقبت ہی بگاڑنا جانتے ہیں اعجاز قرآن صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے کہ جیسے کہ توریت و انجیل کلام اللہ اور کتاب اللہ اور وحی اللہ ہیں اور اُن کا خلاصہ قرآن ہے پس ظاہر ہے کہ قرآن بھی کلام اللہ اور کتاب اللہ اور وحی اللہ ہوا اور بناوٹ انسانی انتہے اور لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۲ میں ہے کہ یہ عجیب بات ہے کہ اس کتاب (یعنے قرآن) کی عبارت ایسی شستہ و رفتہ ہے کہ زبان عربی کے لئے ایک نمونہ ٹھہرا اور محمد صلعم نے اپنی نبوت کی صداقت کے لئے مخصوص اُس کی عبارت پر بنیاد ڈالی انتہے۔ اب سنو

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوا۔
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ	کیا لوگ کہتے ہیں بنا لایا ہے اس کو (یعنی محمد صلعم)
قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ	تو کہہ (اے محمد صلعم) لے آؤ ایک سورۃ ایسی
وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور پکارو جس کو پکار سکو اللہ کے سوا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ | اگر تم سچے ہو (سورہ یٰسین رکوع ۳)

یعنے اپنے معبودوں اور دیوتاؤں کو بھی اس کام میں اپنی مدد کے واسطے بلاؤ تو بھی قرآن مجید کی مثل ایک سورۃ کے جیسے کہ انا اعطینا وغیرہ ہے نہ بنا سکوگے اور جبکہ نہ بنا سکے تو تم سچے نہیں بلکہ جھوٹے ہو جن پر خدا کی لعنت ہے لعنۃ اللہ علی الکذبین ۔ اور پھر یہ کہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○ | یعنے کہہ (اے محمد صلعم) اگر جمع ہو ویں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاویں گے ایسا اور پڑی مدد کریں ایک کی ایک نہتی (سورہ اسرائیل رکوع ۱۰)

یعنے اگر ایک دوسرے کے اس کام میں مددگار ہو جائیں تو بھی نہ بنا سکیں گے ایسا اور نہ صرف یہی کہ انسانوں میں ایک دوسرے کے مددگار اس کام میں ہو جائیں بلکہ جن اور انسان دونوں مخلوق ملکر مثل اس کے بنایا چاہیں تو بھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کی ہمیشہ مدد کرتے ہی رہیں۔

اور اسی طرح کا قرآن مجید میں کئی جگہہ ذکر ہے مثلاً سورہ ہود رکوع ۲ اور سورہ بقر رکوع ۳ وغیرہ غرض یہ کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اگر تم اس کے الہامی اور وحی ہونے میں شک کرتے ہو تو لے آؤ مثل اس کے نہایت فصاحت اور بلاغت کے ساتھ کہ اس کی ہر ترکیب موقع پر واقع ہوئی ہو اور ہر تشبیہہ اور ہر مجاز اور ہر کنایہ حسن اور لطافت سے مستعمل ہو اور باوجود اس کے تنافر[۱] اور وحشت[۲] کلمات اور تعقید[۳] ترکیبات اور ایطا[۴] اور اقوا[۵] اور اکفا[۶] سے پاک اور مبرا ہو اور یہ بھی آسان خدمت بتلائی گئی نہیں تو اس کلام اللہ میں اور باتیں بھی ہیں کہ اگر وہ سب تم سے طلب کی جائیں تو تم پر بڑی مشکل گذرے۔

پہلے یہ کہ اس کلام کا اسلوب انسانی کلام کے اسلوب سے برخلاف ہے۔

---

[۱] از شہادت قرآنی فصل ۱۲ ۔ [۲] باصطلاح علم معانی اجتماع الفاظی کہ تلفظ بآنہا ثقیل باشد و از تلفظ آن طبع نفرت گیرد چنانچہ مستق قول ۱۲ [۳] تعقید سخن و حشیہ گفتن چنانچہ نیک نتواں دریافت و بسیار گرہ زدن و باصطلاح علم معانی تقدیم و تاخیر کردن الفاظ بجہت رعایت وزن ۱۲ [۴] ایطا مکرر کردن قافیہ چوں ستمگر و افسوں گر ۱۲ [۵] اقوا جوں قافیہ گل بالکسر و گل بالضم و قافیہ دو ربالفتح و دور بالضم ۱۲ [۶] اکفا بالکسر چوں قافیہ بسیار و صباح از غیاث اللغات ۱۲

دوسرے تناقض اور اختلاف اس میں نہیں ہے۔ تیسرے غیب کی خبریں اور گذرے زمانوں کے حالات اس میں ہیں جو کہ کسی تواریخ سے نہیں لکھے گئے جیسے حضرت موسےؑ کا حضرت خضرؑ سے ملاقات کرنا اور کنعان پسر نوحؑ کا ڈوبنا اور حضرت سلیمانؑ کا بت پرست نہونا اور مسیحؑ کا مصلوب نہونا وغیرہ گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۶۱ میں لکھتے ہیں کہ محمد صلعم کے قانون کی روسے کل قمار بازی کی صاف ممانعت ہے اِس قانون کی مراد مفید سے یقیناً کوئی منکر نہوگا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے صرف اس کو انجیل سے نقل کیا ہے میں نے اس بُرائی کی ممانعت کو نہ احکامات عشر میں دیکھا نہ انجیلوں میں (حمایۃ الاسلام صفحہ ۳۹ و ۴۰ دفعہ ۶۱ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) سر ولیم جونس اپنے دوسرے رسالہ میں جو ایشیا کے علم ادب کے بیان میں ہے یہ لکھتے ہیں کہ محمدیوں کو اُن کے شارع کا یہ حکم صاف تھا کہ علم کو دنیا کے دور دراز حصوں میں بھی تلاش کرو میری دانست میں محمد صلعم نے اس کو انجیل سے نقل نہیں کیا اور نہ روم کے قانون سے جن کے بموجب مخالفوں کے علم کا سیکھنا ممنوع ہے (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶۲ دفعہ ۱۱۴ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) چوتھے پیشین گوئیاں اس میں ہیں کہ اُسی کے مطابق وقت بوقت ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ پانچویں یہ کہ اس میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو فصاحت میں نقصان لانے والی ہیں تو بھی انتہا درجہ فصاحت کو یہ کلام پہونچا ہے (۱) ہر ملک کے فصیح بیان اکثر دیکھی اور سنی ہوئی چیزوں جیسے گھوڑا یا اونٹ یا مرد یا عورت خوبصورت یا بادشاہ یا جنگ یا غارت وغیرہ کی صفت میں فصاحت کر سکتے ہیں اور اس کلام الٰہی میں بیشتر اُن چیزوں کا ذکر ہے کہ جنہیں کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا جیسے بہشت کی خوبیاں جہنم کے عذاب نہر کوثر و سلسبیل و تسنیم ولبن وغیرہ کا ذکر درخت سدرہ اور طوبیٰ کا مفصل حال و عرش و کرسی کا بیان وغیرہ (۲) شاعر جہانتک جھوٹ میں ترقی کرے اتنا ہی اُس کے کلام میں لطف زیادہ ہوتا ہے اور اس پاک کلام میں جھوٹ سے نفرت اور پرہیز اور

سچائی کا کمال ظاہر ہے (۳) کوئی شاعر یا نثار اگر کسی مضمون کو دوبارہ لکھے تو فصاحت میں نقصان آتا ہے اور اس کلام میں جس جگہہ دوبارہ کوئی بات فرمائی گئی لطف زیادہ ہوا ہے (۴) کوئی کلام جب طول ہو تو پھر فصاحت اس میں مشکل ہے اور یہ کلام باوجود طول ہونے کے کہیں فصاحت کے درجے سے نہیں گرا ہے (۵) اس کلام الٰہی کے مضامین عبادات شاقہ واجب کرنا اور دنیا کی لذتیں حرام کرنا اور آدمیوں کو زہد و پرہیزگاری کی تعلیم اور مال خرچ کرنا اور مصیبتوں پر صبر اور موت کو یاد کرنا اور عاقبت کا دہیان رکہنا ہیں اور ان باتوں کے بیان میں انسان کی فصاحت و بلاغت باقی نہیں رہتی (۶) ہر شاعر جو اپنے فن میں کمال رکہتا ہے وہ ایک ہی طور اپنے لئے خاص کر سکتا ہے کہ اُس میں اُسے کامل مہارت ہوتی ہے نہ یہ کہ سب طور پر چنانچہ دبیر مرثیہ کو طرز مین یعنے ایسے مضمون کہ جنکو سُنکر انسان رونے پر آمادہ ہو اور انیس بیان رزم میں اور ناسخ مستانہ مضامین اور سودا ہجو کہنے میں خوب منجھے ہوئے سمجھے جاتے ہیں اگرچہ ان سب شاعروں کے کلام صرف طبع زاد اور مبالغوں اور ناراستیوں کا مخزن ہیں ورنہ اگر قرآن مجید کیسی صداقت اور زہد اور تعلیمات آخرت اور تہذیب اور اخلاق ظاہر کرنا چاہتے تو وہ ایک ایک صفت بھی اُن میں پائی نجاتی اسی طرح فصحاء عرب میں امرالقیس بیان حسن اور گھوڑوں کی تعریف میں بے نظیر تھا اور نابغہ رزم کو خوب بیان کرتا تھا اور اعشی بزم کو اور ظہیر عرض مطلب اور اظہار طمع میں خوب مشاق تھا اور اس کلام الٰہی میں جو خوب غور کرو تو ہر فن میں بے نظیر ہے اور کسی ایک طرز کو دوسرے طرز سے کمی یا بیشی ممکن نہیں اس کے سوا یہ کلام مقدس فقہ اور اور علوم کی اصل ہے جیسے کہ علم عقاید اور مناظرہ غیر دین والوں کے ساتھہ اور علم اصول الفقہ اور علم فقہ اور علم احوال اور علم اخلاق اور اور بہت علوم کی پس اس طرح کی باریکیوں کے بیان میں فصاحت اور بلاغت ظاہر کرنا کسی انسان کا مقدور نہیں ہے مثلاً اگر کسی کامل نثار سے فرمایش کیجاے کہ ایک دو مسئلے منطق کے رنگین عبارت میں لکھے یا ایک دو مسئلے فرایض کے فصاحت کے ساتھہ بیان کرے تو ہرگز نکر سکے گا پس ان باتوں سے بالکل یقین

ہوسکتا ہے کہ یہ کلام انسان کا کلام نہیں صرف خدا ہی کا کلام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ہُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ۚ فَیَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا لِتَنَالُوْا مِنْ عِنْدِ رَبِّکُمُ الْکَرِیْمِ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیْمًا قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَاِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ ○ (سورۂ نمل رکوع ۱)

یعنے اور تحقیق تو البتہ سکھلایا جاتا ہے قرآن نزدیک حکمت والے علم والے کے سے انتہیٰ۔

علماء عیسائی جو کہتے ہیں کہ یونانی اور (یعنی سنسکرت ۱۲) وغیرہ میں ایسی کتابیں ہیں جو فصاحت میں بے مثل گنی جاتی ہیں اور اسی طرح وید کی عبارت بھی ہے (میزان الحق صفحہ ۲۷۱) تو اس کے جواب میں انہیں از روئے انصاف غور کرنا چاہیے کہ ہر زمانہ میں جو فصیح لوگ گذرے ہیں انہوں نے سیکڑوں استادوں سے تعلیم پائی اور بڑے بڑے علوم کی کتابیں پڑھیں اور ہر طرح کی کتابوں کی سیر کی اچھے اچھے اُستادوں سے برسوں اپنی عبارتوں میں اصلاح لیا کئے تب کسی قدر فصیح عبارت لکھنے کی طاقت حاصل کر پائی مگر حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام تو علوم دنیا سے محض امی یعنی بے پڑھے لکھے تھے اور یہ بات خوب ظاہر ہے کہ کبھی حضرت صلعم نے کچھ لکھا اور نہ پڑھا اور نہ کسی مدرسہ یا مکتب میں تعلیم پائی چنانچہ جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۸۰ سطر ۱ میں لکھتے ہیں کہ آپ (یعنے حضرت رسول اللہ صلعم) امی محض تھے انتہیٰ اور لب التواریخ مؤلفہ مدرس سکندر فریز ٹیٹلر نوان چھاپا تصیح کی ہوئی اوکسفورڈ کے مدرسہ کے مدرس التواریخ ڈاکٹر ایڈورڈ نیرس کی اور بھی اڈیوکیشن کمیٹی کے حکم سے کلکتہ میں اُردو ترجمہ لوئیس ڈکاسٹا اسسٹنٹ سوپرنٹنڈنٹ پولیس متعلقہ صوبجات بنگالہ و بہار واڑیسہ جلد ۲ مطبوعہ چرچ مشن ۱۸۲۹ء صفحہ ۲ میں ہے کہ اس کی (یعنی حضرت صلعم کی) کچھ تعلیم بھی نہ ہوئی تھی انتہیٰ۔

اور گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کے دفعہ ۲۷ میں حضرت رسول اللہ صلعم کی بابت لکھتے ہیں کہ آپ خود لکھنا پڑھنا نجانتے تھے (حمایۃ الاسلام صفحہ ۲۵ دفعہ ۲۷ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) اور قرآن مجید میں ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

یعنے اور نہ تو پڑہتا پہلے اس سے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے (عنکبوت رکوع ۵)

پادری فانڈر نے بھی اپنی میزان الحق کے باب ۳ شروع فصل ۳ صفحہ ۲۷۳ سطر ۲۳ و ۲۴ چھاپہ آگرہ ۱۸۵۰ء دوسری چھپائی میں سنجیدگی کے ساتھ یوں ہی لکھا ہے چنانچہ **قولہ** اور ہر چند کہ خود محمد صلعم توریت و انجیل کو نہیں پڑہا تھا لیکن اُس کے زمانہ میں عربستان کے درمیان یہودی اور عیسائی بہت تھے انتہےٰ اور اسی کے ہم وزن سیر الاسلام صفحہ ۸ ۲۳ سطر ۲ میں حضرت صلعم کے امی ہونے کا مضمون ہے پھر کیونکر ایسی کتاب کہ جس کے مقابل میں فصحاے عرب کا کلام پاسنگ بھی نہیں ہے حضرت صلعم بے الہام ربانی تیار کر سکتے اور یہی دلیل مصنف میزان الحق وغیرہ کا بازار کہوٹا ہوجانے کے لئے کافی ہے کہ قرآن مجید نہ صرف زبان عرب بلکہ تمام دنیا کی زبانوں میں بے مثل ولاجواب ہے کیونکہ کسی نے امتی ہوکر آجتک ایسی عبارت کہ جس کے ہم پلہ کوئی دوسرا کلام ہوسکے نہیں تیار کر پائی اور نہ تیار کرسکتا ہے۔ **مثنوی**

سبک سنگ کا ین لاف کیں میزند | ترازو عبث بر زمین میزند
ترازو ترازو زنہ عیب ہاست | ازان جو فروشی کہ گندم نماست
ندانی کہ قرآن بسنگ وقار | نیاید بوزن ترا ترد ہزار
کلامیست از خالق انس و جان | کہ او بے ترازو ست روزی رسان
بسنجد چو سے ز زور بازوے تو | کہ خاک افگند در ترازوے تو
نہ میزان بادسنجانست این | ترازوے پولادسنجانست این
عبث بسکہ گرم تگاپو شدی | ترازو فگن چون ترازو شدی

چہ بینی پراز مکر و فن داشتی ترازو مگر سنگ زن داشتی

سبک سنگ میبیش حق گشتی از خوے خویش نگہدار وزن ترازوے خویش

نہ دل را بمیزان خود شاد کن ز میزان عدل خدا یاد کن

پس بید کہ وید اور شاستر وغیرہ والوں نے کبھی یہ دعوے نہیں کیا کہ کوئی مثل ہماری تصنیف کے کچھ کہہ نہیں سکتا اگر ایسا دعوے کرتے تو البتہ لوگ مثل اُن کی تصنیف کے کچھ بیان کرنے میں کوشش کرتے مگر قرآن مجید میں تو صاف صاف مثل ایک سورۃ چھوٹی کے بھی بنالانے کا حکم ہوا اور نہ بنانے والوں کے لئے موت کی سزا مقرر تھی یعنے منکروں پر جہاد ہوتا اور قتل اور غارت کا ہر وقت سامان تھا تو بھی لوگوں نے مارا جانا اور قتل ہونا اختیار کیا مگر مثل اُس کے کچھ بھی نہ بنا سکے اگر بنا سکتے تو اپنی جان بچانے کے لیے جان لڑا کر بناتے اور اب تک تمام دنیا میں سب اپنی زبان بند کئے بیٹھے ہیں گویا اُن کی خاموشی اُن کے عجز کا اقرار کر رہی ہے اور وید کی عبارت تو مردہ زبانوں میں گنی جاتی ہے کہ جس میں اب تصنیف کرنا کیسا بلکہ کوئی اُسے کچھ سمجھتا تک نہیں ہے ورنہ اگر ملک میں اُس کا رواج ہوتا تو لوگ اس میں لیاقتیں ظاہر کرتے اور مثل اُس کے تصنیف کرنے میں فصاحتیں دکھلاتے مگر عربی خوانوں سے تمام عرب اور عجم اور ترکستان اور شام اور مصر اور عراق اور حبش اور ہندوستان وغیرہ تمام ملک بھرے ہوئے ہیں تو بھی مثل ایک چھوٹی سورۃ قرآن مجید کے نہیں بنا سکتے ہیں جبکہ یہ حال ہے تو ثابت ہوا کہ ہر سورۃ کلام اللہ کا ایک معجزہ دائمی ہے اور اس حساب سے سات ہزار سات سو معجزے قرآن مجید میں صرف بلاغت ہی کے سبب سے ہیں سوا اور صفات مذکورہ بالا کے چنانچہ قرآن مجید میں ستتر ہزار کلمے ہیں اور سورہ انا اعطینا میں دس کلمے ہیں اور جب ستتر ہزار کو دس پر قسمت کریں تو سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہیں اعجاز قرآن مطبوعہ ۱۸۶۰ء مصنف فاضل ریاضی دان ماسٹر رام چندر عیسائی کے صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے مشرکین عرب نے یہ دعوے کبھی نہیں کیا کہ ہم کوئی کتاب یا رسالہ مثل قرآن کے باعتبار فصاحت

زبان کے تیار کرسکتے ہیں بلکہ یہ کہاکہ ایسے قصے جو قرآن میں ہیں ہم بھی پیدا کرسکتے ہیں انتہے۔ گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۲۲۱ میں فرماتے ہیں کہ جیسی عالی عبارتیں کہ قرآن میں پائی جاتی ہیں اُس سے زیادہ غالباً دنیابھر میں نہیں مل سکتیں۔ (حمایۃ الاسلام صفحہ ۱۱۱ دفعہ ۲۲۱ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) اس کے سوا علما اہل کتاب جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید حضرت نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ ہی بنایا ہے تو غور کرنا چاہیئے کہ کوئی مصنف جو کتاب تصنیف کرے نہیں جانتاکہ میں یہ کتاب اپنی زندگی میں بناپاؤں گایانہیں مگر قرآن مجید اگرچہ تیئیس ۲۳ برس میں پورا ہوا تو بھی جس سال میں کہ وہ پورا ہوچکا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ اُسی سال میں حضرت صلعم نے وفات پائی گویا جس کام یعنے تبلیغ رسالت کے لیئے حضرت صلعم اس جہان میں آئے تھے جب وہ کام پورا ہوا تب ہی حضرت صلعم نے اس جہان سے رحلت کی پس باوجود ایسی روشن دلیلوں کے جو اہل کتاب وغیرہ قرآن مجید پر ایمان نہ لائیں تو کیا یہ وہ نہیں ہیں جن کی بصارت جاتی رہی اور جن کے دل پر مہر ہوگئی تھی ۱۳ باب ۱۳ - ۵ او شہادت قرآنی صفحہ ۹۲ چنانچہ قرآن مجید ہی میں ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (سورہ انعام رکوع ۱۱)	یعنے اور کون ہے بہت ظالم اُس شخص سے کہ باندھ لیتا ہے اوپر اللہ کے جھوٹ۔
پھر یہ کہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ	یعنے اور اگر باندھ لیوے اوپر ہمارے بعضی باتیں البتہ پکڑیں ہم اُس کا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالیں ہم اُس سے رگ گردن کی (سورہ حاقہ ع ۲)

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۸۶ میں لکھتے ہیں کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو قرآن شریف کو پڑھے اور اُس کے دل پر خوف کا اثر نہو انتہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے قولہ یہ مقولہ بہت ٹھیک ہے کہ قرآن شریف ایسی کتاب ہے کہ جس کے اشکال عبارت سے پڑھنے والا پہلے گھبرا جاتا ہے بعد ازاں اُس کے

محاسن دیکھکر رجوع کرتا ہے اور آخر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ انتہے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۸۲
میں لکھا ہے کہ قرآن شریف اُن خیالات اور الفاظ اور قصص سے مبرا ہے جو خلاف
تہذیب خیال کیے جاسکتے ہیں مگر افسوس یہ عیب یہودیوں کی مقدس کتابوں میں اکثر
واقع ہیں حقیقت میں قرآن شریف ان عیوب سے ایسا مبرا ہے کہ اس میں ذرا سی
بھی حرف گیری ناممکن ہے اگر ہم اُسے اول سے آخر تک پڑہیں تو کہیں ایسی
بات نہ واقع ہوگی کہ جس میں ہنسی آجاے۔ انتہے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۳ میں وہ
لکھتے ہیں **قولہ** گبن صاحب کا قول ہے کہ ادقیانوس سے گنگا تک قرآن شریف مجموعہ
قوانین مانا جاتا ہے یہ نہیں کہ اُس میں صرف فقہی مسئلے ہوں بلکہ قوانین دیوانی اور فوجداری
اور مضامین بھی اُس میں درج ہیں اور وہ قاعدے جو آدمیوں کے اعمال و مال کی
نسبت مقرر کیے گئے ہیں وہ خدا یتعالےٰ کی بے زوال رضا سے بنائے گئے ہیں
یا بہ تبدیل الفاظ ہم اس مطلب کو اس طرح بیان کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف مسلمانوں
کا مجموعہ قوانین عامہ ہے اس میں قوانین مذہبی اور سلوک باہمی اور فوجداری اور دیوانی
اور تجارتی اور فوجی اور ملکی اور سزاوہی سب موجود ہے اور مذہبی رسوموں سے لیکر معاملات
دنیوی تک ہر ایک چیز کا مفصل بیان ہے اور قرآن نجات روح ہے اور صحت جسمانی
اور حقوق عامہ اور حقوق شخصی اور نفع رسانی خلایق اور نیکی اور بدی و سزائے دینی و دنیوی
سب چیز پر حاوی ہے انتہے۔ اور یہ جو علماء اہل کتاب بار بار کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں
جو اچھی باتیں لکھی ہیں وہ سب توریت سے لی گئیں ہیں انتہے دیکھو دیباچہ رومن ترجمہ
قرآن چھاپہ الہ آباد ۱۸۴۴ء اور تحقیق الایمان وغیرہ پس میں کہتا ہوں کہ تمام دنیا کے قدیم
سے قدیم بت پرستوں میں بھی چوری اور زنا اور قتل وغیرہ منع لکھا ہے پس توریت
میں یہ سب باتیں اُن بت پرستوں سے اخذ کی گئی ہو نگیں نعوذ باللہ مگر مطلب یہ
ہے تاکہ قرآن شریف کے پڑھنے والوں کو جو صاف دل اور انصاف سے پڑہیں معلوم ہو کہ
حضرت موسےٰ؈ اور حضرت عیسےٰ؈ بلکہ حضرت ابراہیم؈ اور سب انبیاء علیہم السلام کا دین
بھی اسلام تھا جو مسلمانوں کا دین ہے اور اس کے خلاف جو باتیں یہود و نصاریٰ

میں رائج ہوئیں یہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ یہ مضمون صرف انہیں کی طبع زاد ہیں ورنہ خدا کی شریعت جو توریت میں ہے وہی انجیل میں اور وہی قرآن میں اور وہی سب انبیاء کی کتابوں میں ہے دیکھو اس کتاب کی لوح اول کلیسیا اول کیا توریت کسی دوسرے نے نازل کی ہے اور قرآن کسی دوسرے نے جو توریت کی باتیں قرآن میں نہوں یہ قصور صرف اپنی ہی سمجھ کا ہے پھر یہ کہ قرآن مجید کی ہر آیت سے ہزار ہزار عجیب وغریب تاثیریں ہمیشہ ظاہر ہوتی ہیں جو دنیا کی اور کسی کتاب میں پائی نہیں جاتیں اور اس کے بیان میں اُس آیت کے سوا جو سورہ بنی اسرائیل کے رکوع ۹ میں ہے میں زیادہ جرأت نہیں کرسکتا اگرچہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں اور وہ آیت یہ ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ (یعنے اور ہم اوتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ چنگے ہوں اور مہر ایمان والوں کو اور گنہ گاروں کو یہی بڑھتا ہے نقصان۔ انتہےٰ۔)

اور ایسا ہی سورہ یونس کے رکوع ۶ میں بھی ہے اگر کوئی کہے کہ ہماری بھی زبان سے کیوں وہ تاثیرات آیات قرآن مجید ظاہر نہیں ہوتیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اپنی بے ایمانی کے سبب کیونکہ میں تمسے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کی برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جاتا اور کوئی بات تمہاری ناممکن نہوتی (متی ۱۷ باب ۲۰) اور الیشع نبی کے وقت میں بنی اسرائیل میں بہت کوڑہی تھے پر اُن میں سے کوئی نعمان سریانی کے سوا چنگا نہوا۔ (لوقا ۴ باب ۲۷)

پس کوئی سبب نہیں ہے کہ خدا کا کوئی صادق بندہ قرآن مجید سے انکار کرے۔

اگر اس سبب سے کسی کو قرآن مجید سے انکار ہے کہ کتب سابقہ اُس سے کیونکر منسوخ ہوئیں تو میں کہتا ہوں اس لئے منسوخ ہوئیں کہ اُن میں کی مفید باتیں قرآن مجید میں موجود ہیں اب اُن کی حاجت نہوئی اور جس طرح مسیح نے پہلے حواریوں سے فرمایا کہ کچھ اسباب سفر نہ لیجاؤ لوقا ۹ باب ۳ متی ۱۰ باب ۹ و ۱۰ پھر کہا کہ اب وہ حکم منسوخ ہے اب اسباب سفر ساتھ لو لوقا ۲۲ باب ۳۵-۳۸ اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ خدا کو نئی مصلحتوں میں اختیار ہے لیکن نہ یہ کہ تمام توریت وانجیل میں جو کچھ تعلیم توحید اور

تاکید نیک اعمال وغیرہ مرقوم ہے وہ سب منسوخ ہو گیا ایسا ہرگز نہیں بلکہ نسخ بعض احکام شرایع میں واقع ہوتا ہے۔

اگر اس سبب سے کہ اس میں اور اناجیل مروجہ حالیہ میں کچھ اختلاف ہے تو دیکھو کہ خود انجیل میں بھی اختلاف ہے حضرت عیسیٰ نے کہا کہ میری گواہی سچ نہیں اور پھر کہا کہ میری گواہی سچ ہے یوحنا ۵ باب ۳۱ اور ۸ باب ۱۴۔

اگر اس سبب سے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے کئی ازواج مطہرات تھیں جیسا اکثر علماء عیسائی نے یہ اعتراض لکھا ہے تو حضرت ابراہیم کے اور حضرت یعقوب کے ازواج مطہرات کہ جن کی اولاد میں تمام انبیاء بنی اسرائیل ہیں اور خاص کر حضرت داؤد کی کثرت ازواجی کو یاد کرنا چاہیے جن کا زبور کتب الہامی میں شامل ہے اور جن کی نسل میں ہونے سے حضرت عیسیٰ کا شرف مذکور ہے (متی ۱ باب ۱) اور جو کہ نبی اولوالعزم تھے (اعمال ۲ باب ۳۰ اور کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب صفحہ ۴۱ سوال ۱۵۳) اور جن کا اولوالعزم ہونا ان کے غزوات سے ثابت ہے (۲ سلاطین ۸ باب) اور حضرت داؤد کا جنت میں جانا اور رہنا ۲ سموئیل ۷ باب سے ظاہر ہے جہاں لکھا ہے خدا کا کلام ناتان نبی کو پہنچا کہ جا اور میرے بندے داؤد سے کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ کیا تو میرے لئے ایک گھر بنایا چاہتا ہے کہ میں اس میں رہوں میں تیرے لئے بھی گھر بناؤں گا رومن تواریخ کلیسیا جلد اول صفحہ ۶۵) اور مشنری اخبار نور افشاں مطبوعہ ۲۲ فروری ۱۸۷۷ء نمبر ۸ جلد ۵ صفحہ ۵ کالم وسط میں پادری ویری صاحب فرماتے ہیں کہ انجیل کی تعلیم کے بموجب عیسائیوں کو کثرت مناکحت روا نہیں ہے اس لئے عیسائی ایک عورت سے زیادہ ایک وقت میں شادی نہیں کر سکتے مگر اس کا یہ بھی اصول ہے کہ رحمت قربانی سے بہتر ہے اس لئے ان متلاشی دین لوگوں کو جنکی دو عورتیں نکاحی ہوں اس اصول کے بموجب ان میں سے کسی کو چھوڑنا واجب نہیں ہے اسٹینڈرڈ کے کلکتہ ٹائمز مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۸۷۷ء میں لکھا ہے کہ لارڈ سالسبری صاحب کی لیڈی صاحبہ نے حال میں لوگوں کو اس بات کی ترغیب

کر کہا ہے کہ کثرت ازدواج جائز ہے اُس مسئلہ کو دلائل و براہین سے ثابت کر کہا ہے اور لوگ قایل ہو گئے ہیں انتہے۔

اگر اِس ناواقفی سے کہ حضرت نبی اسلام صلعم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا تو یہودیوں کے عقیدہ کا شمول ہو جائے گا جو وہ حضرت عیسے ہی کی طرف معجزہ کی بابت رکھتے ہیں انتہے۔

اگر اِس خیال سے کہ وہ عبرانی میں جو کہ انبیاء بنی اسرائیل کی زبان ہے مثل توریت و زبور وغیرہ کے نازل نہوا تو اناجیل مروجہ حالیہ سے جو سب یونانی میں ہیں انکار ہو جائے گا۔

اگر اِس سبب سے کہ حضرت عیسے ع کے بعد کوئی نبی نہیں ہوا تو حواریون وغیرہ کی رسالت و نبوت سے انکار کرنا پڑے گا اول قرنیتون کا ۱۴ باب ۲۹-۳۲ اور ۱۲ باب ۱۰ اعمال ۱۱ باب ۲۷ و ۲۸ اور ۱۵ باب ۳۲ میں اگبوس وغیرہ اور یہوداہ اور سیلاس کہ وے بھی نبی تھے اور ۲ قرنیتون کا ۱۱ باب ۵۔

اگر اِس سبب سے کہ حضرت نبی آخر الزمان صلعم انبیا بنی اسرائیل میں سے نتھے تو حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت ایوب وغیرہ علیہم السلام کی نبوت سے انکار ہو جائے گا اور لوقا وغیرہ کی انجیل غیر الہامی کہنی پڑیگی۔

اگر اِس سبب سے کہ اُس میں شریعت کے احکام ہیں جو عیسائی طبیعت کے برخلاف ہے رومیوں کا ۵ باب ۱۳ تو دنیا میں بے شریعت رہکر حیوانوں کی طرح جو حلال و حرام کچھ نہیں جانتے زندگی بسر کرنی پڑے گی۔

اگر اِس سبب سے کہ حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلب امرزش کی ہے تو مسیح نے بھی یوحنا بپتسمہ دینے والے کے پاس جاکر توبہ کا بپتسمہ لیا ہے دیکھو مرقس ۱ باب ۵ و ۹۔

غور کیجیے کہ اگر یہ کلام الہی نہوتا تو حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم دنیا کے عظیم الشان بادشاہوں جیسے کہ روم اور فارس اور حبش وغیرہ کو اُس وقت جبکہ اسلام صرف عرب کے بعض شہروں

میں بھی خوب شایع نہوا تھا کیونکر اسلام کی دعوت کر سکتے دیکھو ولیم میور صاحب کا قول شہادت قرآنی کے خاتمہ کے باب ۵ صفحہ ۲۲۳ میں کیونکہ اُس وقت اُن عیسائی وغیرہ بادشاہوں کے سامنے ہر ایک بڑا صاحب فوج بھی جرأت بات کرنے کی نرکہتا تھا اور پھر اُس دعوت اسلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن بادشاہوں میں سے جس نے اُس وقت مان لیا وہ عزت کے ساتھ اور جس نے نمانا وہ آخر کو ذلت کے ساتھ اسلام کے حلقہ میں آیا یہ باتیں خدا ہی کی طرف سے تہیں نہ یہ کہ انسان کے اختیار سے۔

منادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَقَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي	اور کتاب والوں میں سے ایک جماعت (کے لوگ) کہتے ہیں کہ ایمان لاؤ
أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا	اُس پر جو ایمان والوں (یعنے مسلمانوں) پر اوترا دن کے شروع میں اور
آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (سورہ آل عمران آیت ۶۸)	منکر ہو جاؤ دن کے آخر میں شاید وہ پھر جاویں۔

از شہادت قرآنی فصل ۱۱۰ ان دنوں ہندوستان میں دو شخصوں نے عیسائی دین میں آکر بڑا غل مچایا ہے مثل مشہور ہے کہ نیا نوکر شیر کا شکار کہیلتا ہے ایک صفدر علی نے جبل پور میں اور دوسرے عماد الدین نے لاہور میں صفدر علی نے اپنی کتاب نیاز نامہ میں قرآن مجید کے اختلاف ترجموں کا حال اس طرح پر لکہا ہے کہ مثلاً الحمد للہ کے معنے ایک نے لکہے جمیع حمد خدائے راست اور دوسرے نے لکہا ثنا ہا خدائے راست اور پھر یہ کہ ابو داؤد میں جو کتاب بروایت ابو سعید ہے اُس میں سے کتاب الفتن والملاحم کے صفحہ ۱۶ کلاں اور کتاب اللباس قریب نصف اور اسی طرح کتاب الوضو و کتاب الصلوٰۃ اور کتاب النکاح کو ندارد لکہا ہے اور قرآن میں ۱۴ اختلاف قرأت سواد و ہزار اسطور پر کہ مذکر بجائے مونث اور جمع بجائے واحد اور اسی طرح اختلاف بعض آیات قرآنی بموجب عقیدہ اہل شیعہ چنانچہ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کو در اصل کنتم خیر ائمۃ تھا یا یہ کہ یَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ فِي عَلِيٍّ کو دشمنوں نے بموجب قول سید محمد باقر رشتی حدیقہ سلطانی

یہ کتاب سید میرن صاحب مجتہد لکھنؤی کی ہے اور سید محمد باقر شتی خدا جانے کون ہے لفظ علی ساقط کر دیا ہے وغیرہ از نیاز نامہ چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۷ء صفحہ ۸۵-۱۰۲

اور عماد الدین نے عربی تاریخ ابوالفدا میں سے جس کا اردو ترجمہ مدت ہوئی کہ چھپکر مشتہر ہو رہا ہے مسیلمہ کذاب کے قرآن کی آیتیں لکھی ہیں اور عقیدہ فرقہ نظامیہ قرآن کے مخلوق ہونے کی بابت اور دبستان المذاہب سے شیعوں کا قول کہ بہت سی سورتیں قرآن میں لکھی نہیں گئیں ازاں جملہ ایک سورۃ یہ ہے۔ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِالنُّوْرَیْنِ الخ اور یہ کہ سورہ احزاب قرآن میں پوری نہیں ہے اور غنیۃ الطالبین میں ہے کہ فرقہ میمونیہ والے کہتے تھے کہ سورہ یوسف قرآن میں سے نہیں ہے وغیرہ از تحقیق الایمان مطبوعہ مطبع آفتاب پنجاب لاہور ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۳۰-۷

لیکن ان دونوں عیسائیوں نے ایسی باتیں لکھ کر پادری صاحبوں کو البتہ خوش کیا ہوگا اور ان میں بھی جو اہل فہم ہیں وہ ایسی باتوں کو بیہودہ جانتے ہوں گے کیونکہ تمام دنیا میں کوئی فرقہ اسلامی بلکہ غیر اسلامی بھی اس بات میں شک نہیں کرتا کہ قرآن مجید اپنی صحت میں لاجواب ہے جس طرح اپنی ساری خوبیوں میں وہ لاجواب ہے تبدیل الفاظ ترجمات سے جب تک مطلب نہ بدلے تحریف لازم نہیں ہوتی یہ تبدیل ایسی نہیں ہے کہ خدا جسم میں ظاہر ہوا اول طمطاؤس ۳ باب ۱۶ اردو بیبل چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۵ء و میزان الحق چھاپہ اکبرآباد ۱۸۵۰ء طبع ثانی تاکہ حضرت عیسی کی الوہیت ثابت ہو مگر دراصل یوں ہے وہ کہ جسم میں ظاہر کیا گیا انتہی چنانچہ اس آیت میں خدا کی جگہ وہ کا لفظ پادری فانڈر کی کتاب اختتام دینی مباحثہ سے کلیسیا میں لکھ چکا ہوں اور ظاہر ہوا کی جگہ بیبل چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء میں جو بڑی صحت کے ساتھ چھاپی گئی اس طرح پر لکھا ہے کہ ظاہر کیا گیا اب اس کا تفاوت ذرا غور کرنے سے اہل فہم کو معلوم ہو سکتا ہے اور پادری فانڈر نے بھی باوجود عالم ہونے کے بیبل چھاپہ مرزاپور کے موافق دھوکے سے اپنی میزان الحق میں بھی ویسا ہی لکھ دیا ۱ ھ ر تعلیم الایمان مطبوعہ لدھیانہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۰ میں بھی یوں ہی ہے پس اختلاف

ترجمات جن سے تعلیمات میں خلل واقع ہوا نہیں کہتے ہیں نہ یہ کہ وہ اختلاف ترجمات قرآنی جن کا ذکر صفدر علی کے نیاز نامہ سے ابھی لکھہ چکا ہوں اہل انصاف مقابلہ کر کے دیکھہ لیں اور ایسی سیکڑوں مثالیں ہیں سب کو کوئی کہانتک لکھے یہ صرف سفدر علی کی سمجھہ کی خوبی ہے جو اختلاف قرأت یا الفاظ ترجمہ قرآن کو تبدیل بتاتے ہیں کیا یہ تبدیل ایسی ہے جیسے توریت وانجیل کے ترجموں میں بارادہ تحریف تبدیل کی گئی جسکا تھوڑا سا ذکر کلیسیا ۱۲ سکرمنٹ ۵ اور کلیسیا ۴ سکرمنٹ ۴ وہ میں لکھہ چکا ہوں اور نہ صرف اختلاف ترجمات بلکہ اصل کتاب کی وہ سب آیتیں جنھیں پادری فانڈر نے اور اُن کے قول کے بموجب عماد الدین نے بھی اپنی تحقیق الایمان میں اور وہ سب آیتیں جن کو اور علماء اور مفسرین نے محرف لکھا ہے ملاحظہ کرنے کے قابل ہیں کہ تحریف اسے کہتے ہیں اور یہ سب معتبر اور معزز عیسائی علماء کے اقوال ہیں ان میں کوئی مرتد اور نامقبول بھی نہیں ہے اور تبدیل الفاظ متحد المعنی سے تحریف نہیں ہو جاتی ہے اور نہ صرف محرف آیتوں مقبولہ علماء اہل کتاب اور ڈیڑھ لاکھہ بلکہ دس لاکھہ سے زیادہ غلطیوں پر اکتفا کیا گیا بلکہ اصل ہی زبان میں کتابیں کی کتابیں نادار ہیں چنانچہ پہلی اور دوسری انجیل یعنے متی عبرانی اور مرقس لاطینی اور نامہ عبرانیاں عبرانی کا اصل زبان میں پتہ بھی نہیں ہے پس اب مدار صحت اور غیر صحت کتاب کا ترجمے ہی پر رہا یا کوئی اور دلیل بھی اس کے جواب میں کسی کے پاس ہے اور جبکہ ترجمے بھی صحیح نہوے تو اب اُن کتابوں کا کہاں ٹھکانا رہا کیونکہ اناجیل وغیرہ عیسائیوں کے ایمان کا مدار صرف ترجموں ہی پر منحصر ہے اور اصل زبان تو کہاں بلکہ یونانی ترجمے کی اناجیل بھی ہر شخص اپنے پاس نہیں رکھتا دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۱۴ سطر ۳ وغیرہ جہاں لکھا ہے کہ جیروم کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اُس نے کتاب مقدس کو لاطینی زبان میں ترجمہ کیا سنہ ۴۰۵ء سے سنہ ۱۵۰۰ء تک مغربی کلیسیاؤں میں کرسٹیان خاصکر اسی ترجمہ سے کتاب مقدس کا مطلب سمجھتے تھے کیونکہ اُن ملکوں میں لوگ یونانی اور عبرانی نہیں جانتے تھے انتہے یہ خوبی صرف قرآن مجید کے لئے ہے کہ اُس کا

ہر ترجمہ اصل زبان کے ساتھہ رہتا ہے۔ سیرالاسلام کے ۵ باب ترجمہ تھہر صفحہ ۹۹ میں
لکھا ہے جو ترجمے قرآن کے ترکی اور فارسی زبان میں ہوے ہیں سب سے بہتر تصور
کئے جاتے ہیں ترجمہ اُس کا جاوا اور ملائی زبان میں بھی ہوا ہے اور معنے اُس کے
ہر سطر کے نیچے لکھے ہوئے ہیں غرض ترجمے قرآن کے یورپ کی تمام زبانوں میں ہوے
ہیں لیکن اس ترجمے کی جو زبان انگریزی میں ہوا ہے بہت تعریف کرتے ہیں۔

سیوری صاحب نے ترجمہ قرآن کا زمان حال میں فرانسیسی زبان میں کیا ہے
انتہے عمادالدین وغیرہ کو پہلے کچھ توریت و انجیل پڑھنا چاہیے تھا تب کوئی کتاب تصنیف
کرنے کا حوصلہ کرتے مگر انہوں نے اس سے یہ جلدی کی تا کہ مشہور ہوں ہزاروں میں
ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔ پس ترجمہ قرآن کو ترجمات اناجیل وغیرہ سے نسبت
نہیں ہو سکتی جس طرح قرآن کو ان کتب مقدسہ مروجہ سے یعنی کیا قرآن شریف انجیل
متی ہے کہ جس کے سنہ تالیف کا ابتک پتہ نہیں یا وہ انجیل مرقس ہے کہ جس کی
اصل کا ثبوت نہیں آیا قرآن شریف مشاہدات یوحنا ہے کہ چوتھی صدی تک جس
کا مؤلف پہچانا نگیا یا نامۂ عبرانیان ہے کہ جس کے مصنف کا ابتک پتہ نہیں اور معلوم
نہیں کہ یونانی میں تصنیف ہوا تھا یا عبرانی میں آیا قرآن شریف اس طرح جمع ہوا
کہ اٹھارہ سو برس بعد جب اُس میں غلطیوں کا انبار ہو گیا تب ہزاروں لاکھوں غلطیاں
اُس سے چھانٹنی پڑیں ہوں یا اس طرح کہ مثل پیسیوں انجیل طفولیت و انجیل مصریان
و انجیل ناصریان وغیرہ قرآن بھی متعدد مشہور ہوے اور اب اس کا پہچاننا مشکل ہے
کہ کونسا قرآن شریف اصل ہے العیاذ باللہ اور کتاب ابوداؤد میں جو کمی بیان کرتے
ہیں یہ معقول دلیل سنکر سب پادری لوگ صفدر علی کی عقل پر کیا ہی ہنسے یا روئے ہوں
گے کہ ابوداؤد کی کمی سے قرآن مجید میں کیا کمی پیدا ہو گئی اور جبکہ کتاب ابوداؤد کی بنیاد ہی
نتھی (اتو اُس میں صرف کمی بیان کرتے ہیں) تب قرآن مجید میں اُس سے کیا نقص
آگیا تھا نازم براین عقل خام اور اختلاف قرأت سے مکتوبی الفاظ نہیں تبدیل ہوتے
ہیں اور نہ معنوں میں مخالفت پیدا ہوتی ہے جبکہ وہ سب ساتوں قرأتیں درست ہیں یہ

اختلاف ایسا نہیں ہے جیسے عیبال کی جگہہ جرزین کا لفظ سامریوں نے اپنی توریت میں لکھہ لیا ہے کہ جس سے ایک بڑی قوم کی قوم لاکھوں مرد و عورت پشتہا پشت تک خدا اور خدا کے کلام اور خدا کے گھر سے برگشتہ ہو گئے اور تو بھی صفدر علی اُسے خفیف بات بتلاتے ہیں اگر یہی خفیف بات ہے تو صفدر علی اپنا اسلام سے برگشتہ ہو کر عیسائی ہو جانا اور بھی صرف کھیل ہی سمجھتے ہوں گے آنربل ولیم میور صاحب اپنی کتاب سیرت محمدی الموسوم بہ لیف آف محامد جلد اول صفحہ ۵ مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء میں لکھتے ہیں مگر محمد صلعم کی حیات میں قرآن کی حفاظت صرف ان متفرق تحریروں ہی میں منحصر نہیں تھی۔ یہی صاحب وحی تمام مسلمانوں کا نبی تھا ہر ایک جماعت عام میں قرآن پڑھنا ضروری تھا اور خلوت میں قرآن کی تلاوت اور ذکر باعث ثواب عظیم تھا یہ مضمون تمام روایات قدیم میں متواتر المعنے ہے اور خود قرآن ہی سے بھی پایا جاتا ہے اسی کے مطابق ہر ایک مسلمان اس کو کم و بیش حفظ کرتا تھا اور مسلمانوں کی قدیم سلطنت میں جو شخص جس مقدار تک قرآن پڑھ سکتا تھا اسی اندازہ کے موافق اُس کی قدر و منزلت ہوتی تھی اور عزت کی رسم سے اُنھیں کی زیادہ تائید ہوئی وہ لوگ نظم کے تواتر حد مشاق تھے اور فن کتابت کا سامان کافی اُن کے پاس نہ تھا کہ خطبوں کو لکھہ رکھتے اس لئے مدت سے وہ لوگ اس کے عادی ہو رہے تھے کہ اشعار اور خطب کو اپنے دلوں کی زندہ تختیوں پر منقش کر رکھتے تھے قوت حافظہ اُن کی انتہا کے درجے پر تھی اور اُس کو وہ لوگ قرآن کی نسبت بکمال سرگرمی کام میں لاتے تھے اُن کا حافظہ ایسا مضبوط اور اُن کی محنت ایسی قوی تھی کہ حسب روایات قدیم اکثر اصحاب محمد صلعم پیغمبر کی حیات ہی میں بڑی صحت کے ساتھہ تمام وحی کو حفظ پڑھ سکتے تھے عرب کا حافظہ کیسا ہی دیرپا کیوں نہو تاہم اُن تحریروں کو جو صرف یاد ہی سے لکھی جاتیں ہم بے اعتبار سمجھہ لیتے لیکن اس امر کے باور کرنے کی وجہہ معقول ہے کہ بہت سے مجتنائی نقلیں جنمیں کل قرآن شامل تھا یا جو تقریباً کل پر محتوی تھیں مسلمانوں نے پیغمبر کی حیات میں لکھہ لی تھیں جبکہ اُن لوگوں کو لکھنے کی استعداد حاصل تھی تو صمیم نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جو چیز ایسی حفاظت شدید سے یاد کی جاتی تھی وہ اسی طرح نکال [illegible]

لکھی بھی جاتی ہوگی انتہے۔

پھر آ زیبل ولیم میور صاحب فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ جب کوئی قبیلہ مسلمان ہوتا تھا تو محمد صلعم کی عادت تھی کہ اپنے اصحاب میں سے کسی ایک یا دو صحابی کو اُن کے پاس بھیجتے تھے تاکہ اُن کو قرآن اور ضروریات دین سکھلاویں اور اکثر خبر ملتی ہے کہ وہ اپنے ساتھ مذہبی امور کی تعلیم کے لئے تحریریں لیجایا کرتے تھے لاجرم یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ لوگ قرآن کی ضروری سورتیں بھی ہمراہ لیجایا کرتے ہوں گے بالتخصیص وہ اجزاء قرآن جن پر مذہبی رسوم موقوف تھیں اور جو نماز میں اکثر پڑھی جاتی تھیں علاوہ ان تصریحات کے جو قرآن ہی میں خود اس کے مکتوب ہونے پر پائی جاتی ہیں ایک صحیح روایت میں جس میں عمرؓ کے مسلمان ہونے کی کیفیت مروی ہے قرآن کی بیسویں سورۃ کی نقل کا تذکرہ ہے جو عمر رضی کی بہن کے گھر میں اُن کے ذاتی مصرف کے لئے تھی یہ اُس زمانہ کا ذکر ہے جو ہجرت سے ۳ یا ۴ برس پیشتر گذرا تو اگر اسقدر قدیم زمانہ میں قرآن کی نقلیں لکھی جاتی تھیں اور عام تھیں دراں حالیکہ مسلمان کم اور مظلوم تھے تو یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ جب پیغمبر صلعم کو قوت ہوئی اور یہ کتاب اکثر ملک عرب کے لئے شریعت قرار پائی تو اُس وقت قرآن کے نسخے کثرت سے بڑھ گئے ہوں گے (لیف آف محامٹ جلد اول مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء صفحہ ۱۰۹)

پھر اُسی کتاب لیف آف محامٹ کے حاشیہ صفحہ ۳ پر لکھا ہے کہ یہ بات بدیہی ہے کہ وحی لکھی جایا کرتی تھی کیونکہ خود قرآن میں بارہا اُس کا کتاب نام رکھا گیا ہے انتہے اور پادری جے ام راڈویل صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۴۷ میں سورۃ قیامہ اور طٰہٰ کی بعض آیات سے استنباط کرتے ہیں کہ شروع ہی سے محمد صلعم نے ایک لکھی ہوئی کتاب کے مشتہر کرنے کا منصوبہ کر لیا تھا انتہے۔

پھر پادری جے ام راڈویل صاحب صفحہ ۶۳ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ یہ آیت اس امر پر متضمن ہے کہ قرآن کے اجزا کی نقلیں عام کے استعمال میں موجود تھیں اور اب جب عمرؓ ایمان لائے اور اُنھوں نے اپنی بہن کے ہاتھ کے

بیسویں سورۃ کی نقل لینی چاہی تب اُن کی بہن نے اُسی آیت کا حوالہ دیا تھا انتہٰے۔

اڈورڈ گبون صاحب مورخ رومی اپنی کتاب کی جلد ۹ باب ۵۰ میں لکھتے ہیں کہ قرآن کی بہت سی نقلوں سے وہی اعجاز کا سا خاصہ یگانگت اور عدم قابلیت تحریف کا متن ثابت ہوتا ہے انتہٰے۔

آنریبل ولیم میور صاحب اپنی کتاب کی جلد اول صفحہ ۲۷ میں لکھتے ہیں کہ نہایت قوی گمان پر ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہر ایک فقرہ قرآن کا صحیح اور بلا تبدیل محمد صلعم ہی کا کہا ہوا ہے اور اُس کے نتیجے میں جیسا کہ ان سپیر نے کہا ہے یہ کہتے ہیں کہ قرآن کو ہم بالیقین ایسا ہی محمد صلعم کا کلام سمجھتے ہیں جیسا کہ مسلمان اس کو کلام الٰہی سمجھتے ہیں انتہٰے۔

پھر آنریبل ولیم میور صاحب اپنی کتاب کی جلد اول صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں فرماتے ہیں کہ عثمان رضہ کا نسخہ ہم تک بلا تحریف چلا آیا ہے درحقیقت ایسی احتیاط سے اس کی حفاظت ہوئی ہے کہ قرآن کے بیشمار نسخوں میں جو اسلام کے کثیر الوسعت مملکت میں منتشر ہیں بڑے اختلاف نہیں ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بالکل اختلافات نہیں ہیں محمد صلعم کی وفات کے بعد ایک چہارم صدی میں قتل عثمان رضہ کے وقت سے مسلمانوں میں تنازع اور شدید مخالفتیں پیدا ہونے سے مسلمانوں میں پھوٹ پڑگئی تھی تاہم اُن میں ایکہی قرآن ہمیشہ سے جاری رہا ہے اور سب میں بالاتفاق اسی ایک ہی قرآن کا استعمال میں رہنا اس بات کے ثبوت کی ایک لاجواب دلیل ہے کہ ہمارے پاس اب وہی کتاب ہے جو اس مظلوم خلیفہ کے حکم سے لکھی گئی تھی غالباً دنیا میں کوئی اور ایسی کتاب نہیں ہے جو بارہ سو برس تک ایسی صحیح المتن رہی ہو انتہٰے۔

اب اس کے مقابلہ میں توریت کی حفاظت پر غور کرنا چاہیے انسائیکلوپیڈیا برٹانکا برس حصہ ۴ سنہ ۱۸۰۹ء میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں کہ عموماً عیسائیوں کو متن توریت کی صحت پر اصرار تھا اس وقت یہود اس کی اصلاح میں مشقت کر رہے تھے اور

ان الفاظ میں اس سے بڑے نقص پر توجہ سرائی کرتے تھے الخ

پھر ۱۷ و ۱۶ صدی میں مسیحیوں کو بھی اصلاح اختلاف عبارات پر توجہ ہوئی اور بہود
سے زیادہ کوشش کی مطبوعہ نسخوں میں سے جو پہلے ۱۵۸۱ء میں چھپا تھا
اس سے واندر ہوف کو دوسرے نسخہ میں جو ۱۷۰۵ء میں چھپا بارہ ہزار جگہہ اختلاف
کرنا پڑا انجیل کے نسخوں کے اختلافات بھی جانچے گئے پھر جان جیمس ویطسطین
نے مختلف ملکوں میں پھر کر اپنے متقدمین کی نسبت بہت زیادہ نسخے بچشم خود
دیکھے اور اُن کی تعداد اختلاف عبارات کی دس لاکھہ سے زیادہ ہوئی (دیکھو انسائیکلو
پیڈیا برطینکا حصہ ۷ لفظ اس کرپچرس دفعہ ۳۵) اس لئے آنریبل ولیم میور صاحب
اپنی کتاب لیف آف محامت جلد اول مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء صفحہ ۱۵ کے حاشیہ
میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا اپنی خاص کتاب کا ہماری کتب مقدسہ کے اختلاف
عبارات سے مقابلہ کرنا ایسی چیزوں کا باہم مقابلہ کرنا ہے جن کے حالات اور اصلی امور
میں کچھہ بھی مناسبت نہیں ہے انتہے۔

پادری عماد الدین نے جس نے اپنی تصنیفات میں اسلام کی مذمت اور توہین میں
کوئی مخالفت باقی نہیں رکھی اپنی کتاب ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۷۰
میں لکھا ہے کہ طرح طرح کی شرارتیں اور قسم قسم کے مضامین جو محمد صاحب صلعم کو معلوم
بھی نتھے ان مولویوں نے مذہبی کتابوں میں لکھہ کر دین محمدی کی شکل کچھہ کی کچھہ بنا دی
ہے۔ اس پر بھی قرآن آجتک وہی قرآن ہے جو محمد صاحب صلعم کے عہد میں تھا انتہے
پس ایسے بدعتیوں شریروں کی بات سے مسلمان لوگ قرآن پر شک نہیں کر سکتے
انتہے بعینہ عبارت ہدایت المسلمین صفحہ ۵۲) اور مسٹر صفدر علی عیسائی نے اپنی کتاب
نیاز نامہ مطبوعہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۰۲ میں اقرار کیا ہے کہ اب جسقدر قرأتیں پائی جاتی ہیں
اور جو جو اختلافات ہیں جزئیات اور خفیف باتوں میں ہیں باقی تمام اصول ایمانیہ
اور ارکان اسلام و تعلیمات و اخبار وغیرہ جملہ مطالب و مقاصد سب روایتوں اور
قرأتوں کے بموجب یکساں ہیں کچھہ اختلاف نہیں ہے اس جہت سے قرآن محرف

نہیں ہے۔ بلکہ جیسا نسخہ عثمان رضہ نے ترتیب اور جمع کر کے لکھا تھا اب موجود ہے اہل سنت
اور شیعوں کا قول ثابت کی قرآن جو صفدر علی اور عماد الدین وغیرہ نے نقل کیا ہے
یعنی جب اور کسی طرف کو مفر نہ پا تو شیعوں کے دامن میں جا چھپے ہیں لیکن خود مجتہد
العصر لکھنؤ نے اپنے رسالہ مصنفہ و مطبوعہ سنہ ۱۲۷۳ ہجری میں بابت صحت قرآن باقرار
قدماء علماء اہل تشیع جو کچھ لکھا ہے اس کتاب میں آگے اس کا بیان ہے اور عماد الدین
کی ہدایت المسلمین اور صفدر علی کے نیاز نامہ کا جواب علیحدہ موسوم بہ عقوبت الضالین
اور قیمۃ الوداد بتفصیل ہے اُسے دیکھنا چاہیے اور وہ آیت۔ جو وضو کے بیان میں ہے
اُس میں سُنّی اور شیعہ کو پاؤں دھونے کی بابت آپس میں زبانی گفتگو ہے یا کوئی
حرف اس آیت میں سے کہا یا بڑھایا گیا ہے اسے تحریف کے ذیل میں بیان کرنا صریح
فرومایگی معترض پر دلیل ہے اور مسیلمہ کذاب کے قرآن کی آیتیں صرف مضحکہ اور
اظہار بے وقوفی مصنف کے واسطے لوگوں نے اپنی کتابوں میں درج کر رکھی ہیں نہ یہ
کہ بمقابلہ قرآن فصاحت کے اعتبار میں اور کذاب کے لقب سے بھی عماد الدین کے
کان نہ کھلے کہ اگر اُس کے کلام کا کچھ اعتبار ہوتا تو وہ کذاب کیوں کہلاتا اور حضرت علی رضی
اللہ عنہ کے دیوان اور موارد الکلم فیضی کو قرآن مجید سے فصاحت میں نسبت دینا
عماد الدین کی لیاقت علمی ظاہر کرتا ہے حضرت علی رضہ اور فیضی نے تو یہ دعویٰ کبھی
نہیں کیا بلکہ جس طرح وہ باوجود اس مرتبہ لیاقت عظیم کے جیسا کہ حضرت علی رضہ کے
کلاموں سے ثابت ہے قرآن مجید کی خوبیوں سے واقف ہو کر اُس کی عظمت سمجھے
تھے اس زمانہ کے لوگوں کو اسقدر واقفیت ممکن نہیں مگر عماد الدین برس چھ مہینے
صرف صرف وغیرہ پڑھ کر پہچان گئے کہ اُس دیوان اور موارد الکلم کی فصاحت قرآن مجید
کے برابر ہے مواہب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت
سرور کائنات سے پوچھا کہ آپ نے اس طرح کی فصاحت کہاں سے حاصل کی
ہے حالانکہ ہم بھی عربی ہیں حضرت صلعم نے فرمایا کہ فصاحتِ حضرت اسمٰعیل ع
مفقود ہو گئی تھی سو جبرئیل ع نے سب مجھے سکھا دی انتہٰی یہاں سے ثابت ہے کہ

حضرت علی رضہ حضرت رسول اللہ صلعم کی فصاحت دیکھکر متحیر تھے۔

فیضی نے اپنی کتاب سواطع الالہام میں لکھاہے کہ اگر جن اور انسان قیامت تک قرآن کی ایک سورۃ کا مقابلہ کرنا چاہیں تو امکان سے باہر ہے اور کتاب سلک الدرر مصنفہ مولوی محمد صدیق صاحب جو بے نقط حروف میں تصنیف ہوئی اُس میں مصنف نے فیضی کی کتاب موارد الکلم پر کئی وجہہ سے اپنی کتاب کو ترجیح دی ہے انتہے

سیل صاحب ترجمہ قرآن کے مقدمہ کے صفحہ ۴۶ باب ۲ میں لکھتے ہیں کہ اس بات کا کامل یقین ہے کہ محمد صلعم صاحب نے قرآن کے جمع کرنے میں ایک ذراسی مدد بھی کسی سے نہیں لی تاہم آپ کے ہموطن آپ پر شبہہ کرنے سے نہیں ٹلے اور اُنہوں نے بیان کیے ہیں اُن بعض شخصوں کے نام جو کہ اس مدد دینے کے قابل نتھے انتہے۔

اور صاحب دبستان تو اہل اسلام کے ایک طفل دبستاں کے برابر بھی نہیں ہے یعنی نہ وہ مسلمان ہے اور نہ مسلمانوں کے مذہب سے واقف کسی سے سُنی سُنائی کوئی بات اُس نے لکھدی ہوگی اُس کے کلام سے سند لانا عماد الدین کی لیاقت مدرسی سابق ظاہر کرتا ہے یعنی کیا کوئی مدرس ہوکر اہل دبستان کے کلام کو سند میں لانا گوارا کرے گا ممکن نہیں کیونکہ سند عالموں کے کلام سے لی جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ اُس مدرس کو طفل دبستان کے برابر بھی لیاقت نہیں ہے پھر عماد الدین پادریوں کے مدرسہ میں کیا مدرسی کرتے ہوں گے اور نہ صرف یہی بلکہ جس مدرس کو اتنا بھی نہ معلوم ہو کہ اس دبستاں والے کا مذہب کیا ہے تو ایسی بے عقلی کی حالت میں عجب کیا ہے اگر مدرس اہل دبستان کے کلام کو اپنی دلیل ثابت کرنے کے لیے سند بنالے گویا پیرہن خس است اعتقاد من بس است۔

پس اسلام میں تو ان دونوں صاحبوں کی معلومات کا یہ حال ہوا اب عیسائی دین میں ان کی تحقیقات کا حال سُنیے کہ صفدر علی نے سر تا سر ایک نصرانی کی کتاب طلوع آفتاب صداقت زبان اُردو کا اپنی تصنیف میں اُس کی عبارت کچھ اولٹ پلٹ کرکے نقل

کر دیا ہے ع جہان کوراست چاہے میتواں کند۔ اور عماد الدین نے پادری فانڈر کی کتاب میزان الحق سے انتخاب کر کے اپنی تصنیف بنالیا ہے۔ پھر یہ ان دونوں صاحبوں یعنے عماد الدین اور صفدر علی کو چاہیے تھا کہ اُسی توریت و انجیل کو جو عربی میں ترجمہ ہوئیں قرآن کی فصاحت کے مقابلہ میں پیش کریں کیونکہ وہ بھی تو عربی زبان میں ہے پھر یہ دونوں صاحب خود بھی تو اپنے نزدیک فیضی سے کم نہیں ہیں وہ آپ ہی کیوں نہ مسیلمہ کذاب کی طرح کوئی دوسرا قرآن تصنیف کر کے پیش کریں تاکہ سارا جھگڑا ہی فیصل ہو جائے اور خود انہیں بھی دنیا میں مُنھ دیکھانے کی جگہ ہو لیکن پادری عماد الدین نے جو سورہ والضحےٰ کی آیۃ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی کے بموجب دعوےٰ کیا کہ معاذ اللہ حضرت پیغمبر اسلام صلعم گنہگار تھے تو لفظ ضال کے معنے ضال عن الایمان نہیں مفسرین نے اس کے معنے چند وجہ پر بیان کئے ہیں

از انجملہ بروایات مرفوع

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال ضللت عن جدی عبد المطلب وانا صبیٌ ضایع وکاد الجوع یقتلنی فھدانی اللہ

یعنے فرمایا رسول اللہ صلعم نے گم ہوا میں راہ میں اپنے دادا عبد المطلب سے اور میں لڑکا تھا ضایع ہونے والا اور نزدیک تھا کہ بھوک مجھے ہلاک کرے پس راہ دیکھائی مجھکو اللہ نے۔

از انجملہ

ان معناہ وجدک ضالاً عن شریعتک اے لا تعرفھا الا بالہام او وحی فھداک الیھا تارۃ بالوحی الجلی واخری بالخفی

یعنے معنے اُس کے یہ ہیں کہ شریعت سے تجھے ضال پایا یعنی تو وحی اور الہام کے سوا اُس کو نہیں پہچانتا تھا پس ایک دفعہ وحی جلی سے ہدایت کی اور دوسری دفعہ وحی خفی سے۔

یہی معنے مختار ہیں بیضاوی اور کشاف اور جلالین کے اور بیضاوی میں ہے۔

ووجدک ضالاً عن علم الحکم والاحکام فھداک فعلمک بالوحی والالہام وتوفیق النظر

یعنی پایا تجھے ضال علم اور احکام سے پس ہدایت کی اور سکھایا تجھے وحی اور الہام اور توفیق نظر سے۔

اور ان معنوں سے حضرت موسےٰ کے حق میں بھی قرآن میں آیا ہے

فَعَلْتُھَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝

ازانجملہ

ان العرب تسمی الشجرة فی الفلاة ضالة كانه تعالی یقول كانت تلك البلاد كالمفازة لیس فیها شجرة تحمل ثمر الایمان الا انت فانت شجرة فریدة فی مغازة الجهل فوجدتك ضالا فهدیت بك الخلق ونظیره قوله لحكمة ضالة المؤمن	یعنے تحقیق عرب کے لوگ درخت جنگلی کوضالہ کہتے ہیں گویا خدا فرماتا ہے کہ یہ شہر مانند بیابان کے ہے جس میں بالکل کوئی درخت نہ تھا سوا تیرے اے محمدؐ جو ایمان سے پھلدار ہو الیس تو ایک درخت میوہ دار ہے جہل کے بیابان میں سو پایا تھا میں نے تجھکو ضال یعنے جنگلی درخت بار آور اس لئے تجھکو خلقت کا رہنما کیا۔

ازانجملہ

ان معناها وجدك ضالا اے ضایعا فی قومك كانوا یؤذونك ولا یرضون لك رعیة فقوی امرك وهداك الی ان صرت والیا علیهم	یعنی معنے اس کے یہ ہیں کہ پایا تجھکو ضال یعنی ضایع تیری قوم میں تجھے آزار دیتے ہیں اور تیری رعیت بننے میں ناراض ہیں پس امر تیرا قوی ہوا اور اس بات کی تجھے ہدایت کی کہ تو اُن کا والی بنگیا۔

ازانجملہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے کہا ہے۔

وجدك متحیرا فی بیان ما انزل علیك فهداك لبیانه لقوله تعالیٰ وانزلنا الیك الذكر لتبین للناس ما نزل الیهم	یعنے پایا تجھکو متحیر بیان کرنے اُس چیز میں جو تجھپر اوتارا گیا پس ہدایت کی تجھے اُس کے بیان کرنیکی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور اوتارا ہم نے تیری طرف قرآن تاکہ تو بیان کرے آدمیوں سے وہ جو اوتارا گیا ہے طرف اُن کے انتہیٰ۔

اس کے سوا حضرت عیسےٰ نے جو فرمایا کہ مجھے نیک کیوں کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا (مرقس ۱۰ باب ۱۸ متی ۱۹ باب ۱۷ لوقا ۱۸ باب ۱۹) اور ایلی ایلی لما سبقتانی کہنا (متی ۲۷ باب ۴۶) اس کی آخر کیا تاویل کی جائیگی پس جو کچھ اس کی تاویل ہو وہی ضال کے لفظ میں بھی کرنا چاہیئے۔

اب شیعوں کے عقیدہ کا حال بھی جو قرآن کی بابت ہے سُننا چاہیئے جواب سوالات تحریف قرآن وحلت متعہ مطبوعہ مطبع احمدی بتاریخ بستم ذی الحجہ ۱۲۷۳ھ ہجری مصنفہ

مجتہد العصر سلطان العلماء لکھنؤ سید محمد صاحب صفحہ ۱۴ قولہ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن مروج بلاشبہ منزل من اللہ اور واجب العمل ہے مگر یہ جو پوچھتے ہو کہ کچھ کم و کاست اس میں ہوا یا نہیں سو روایات اور احادیث شیعہ و سنی سے قرآن کا نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہے لیکن نہ ایسا نقصان کہ مانع اور منافی عمل کا اس قرآن موجود پر ہو اس لئے حضرات اہلبیت علیہ السلام کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا اور حکم عمل کرنے کا اس پر ہمکو بھی ہے ہاں بعض قدماء علماء نے ہمارے بالمرۃ انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہے مگر یقین اس امر پر کہ نقصان کچھ اس میں نہیں ہوا ہے مشکل ہے لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہیں ہوئی ہے انتہے بعینہ نقل عبارت مصنف مجتہد صاحب پھر صفحہ ۱۵ میں وہی مجتہد صاحب فرماتے ہیں قولہ اور وہ قرآن جو حضرت امیر علیہ السلام (یعنے حضرت علی رض) نے موافق تنزیل کے جمع فرمایا تھا وہ انہیں حضرت کے پاس اور ان کی اولاد طیبین اور طاہرین کے پاس موجود اور مخزون رہا اور اب حضرت صاحب الامر علیہ السلام (یعنے حضرت امام مہدی ؑ) کے پاس موجود ہے جس وقت میں ان حضرت کا ظہور اور خروج ہوگا تو وہ بھی ظاہر ہوگا انتہے بعینہ نقل عبارت مصنف مجتہد صاحب چنانچہ اسی کے بموجب پادری فانڈر صاحب نے اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے کہ انہوں نے بعض آیات کو جو اپنے مفید نہ دیکھا قرآن سے نکال دیا ہے اور گمان ہے کہ علی رض کو نبی کی طرف سے اشارہ یا حکم ہوا تھا کہ قرآن کے جمع و تالیف کرنے میں ان کی مدد کچھ نکرے کیونکہ ظاہر ہے کہ اول مرحلے میں مخالفین اس کی مدد سے انکار کریں گے اور کہیں گے کہ تیرے نسخہ سے ہمارا کچھ کام نہیں ہے لہذا علی نے اپنے نسخہ کو نہاں رکھا اور اس کے بعد جب چاہتے تھے کہ کسی تدبیر سے اس نسخہ کو اس سے لے لیں تا کہ جلاویں اور برباد کریں پس اس نے اور بھی زیادہ کوشش سے اس کو چھپایا اور اس وقت سے اس کے خاندان کے پاس رہا اور اب امام وقت کی حفاظت میں ہے انتہے ایس جو کچھ جواب مجتہد صاحب کے اس رسالے کا نہیں

لکھوں گا یہی سب علماء عیسائی بھی اپنے واسطے کافی سمجھ لیں اِس کے سوا مجتہد کے تمام اُس رسالہ میں الزاماً طول کلام ہے یعنے یہ کہ اگر وہ قرآن جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں جمع ہوا صحیح تھا تو اُس کے جلانے اور اس قرآن مروج کے جو حضرت عثمانؓ کی خلافت میں جمع ہوا رواج دینے کا کیا سبب ہے اور اگر وہ قرآن غلط تھا تو حضرت عثمانؓ کے وقت تک آیا اسی غلط قرآن پر عمل کیا جاتا تھا اور تراویحوںؔ میں پڑھا جاتا تھا (صفحہ ۸) پھر مجتہد صاحب صفحہ ۱۱ میں فرماتے ہیں **قولہ** تحقیق یہ ہے کہ یہ قرآن مروج اور جتنے قرآن کہ محرق ہوئے ہم سب کو منزل من اللہ اور واجب التعظیم اور قابل التکریم جانتے ہیں انتہےٰ۔ بعینہٖ نقل عبارت مصنفہ مجتہد صاحب ان سب اختلافات کا مفصل حال فریقین کی تصانیف میں بکثرت موجود ہے اُس کا اعادہ ضرور نہیں اس مقام پر میری بے عقلی جو کچھ مقتضی ہوتی ہے لکھتا ہوں کہ صرف جوابات الزامی اصول مذہبی میں اگرچہ مصنف کی قابلیت پر دال ہوں مگر اکثر انصاف اور حق کو ظاہر ہونے نہیں دیتے چنانچہ مجتہد صاحب کے اسی رسالہ سے میرے اس قول کی صداقت ظاہر ہے کیونکہ خواہ سُنی ہو خواہ شیعہ قرآن کی بابت الزامی اور غیر واجبی جواب دینا انصاف اور ایمان کو جواب دینا ہے یعنی اپنی علمیت اور قابلیت ظاہر کرنے کے لئے ایک خیالی حجت کو خواہی نخواہی پیش کرنا تاکہ لوگ جانیں کہ قرآن کو غیر محرف کہنے والوں کا دعوےٰ ثابت نہ ہوئے و یا یہ صاف انصاف کے خلاف ہے چنانچہ مجتہد صاحب خود اقرار کرتے ہیں کہ بعض قدماے علماء نے ہمارے بالمرہ انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہے انتہےٰ تو بھی مجتہد صاحب اپنی طرف سے فرماتے ہیں کہ مگر یقین اس امر پر کہ کچھ نقصان اس میں نہیں ہوا ہے مشکل ہے انتہےٰ اب کون اس بات کا انصاف کرے کہ جب مجتہد صاحب اپنے ہی قدماے علماء کے قول کو کہ جنہوں نے بالمرہ انکار نقصان قرآن کا کیا ہے نہیں مانتے

سلہ کیا ضرور ہے کہ مسلمان جو قرآن حفظ کرتے اسی ترتیب کے مطابق حفظ کرتے تھے جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں جمع ہوا تھا کیونکہ وہ اس سے پہلے نہیں جمع ہوا تھا کہ یہی ترتیب ہمیشہ ضرور ہے بلکہ محض اس کی اس وقت حفاظت ہی کی غرض سے جمع کرلیا تھا۔

تو اُن کا قول جو خلاف مذہب یعنے سُنّی ہو کر قرآن کو غیر محرف کہتے ہیں کب مانیں گے
اور یہی اپنی علمیت اور قابلیت ظاہر کرتا ہے پھر مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرات
اہلبیت ؑ کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا انتہٰے بعد اس کے مجتہد صاحب فرماتے
ہیں کہ وہ قرآن جو حضرت امیر علیہ السلام نے موافق تنزیل کے جمع فرمایا تھا وہ
انہیں حضرت کے پاس اور اُن کی اولاد طیبین اور طاہرین کے پاس موجود اور مخزون
رہا اور اب حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے پاس موجود ہے جس وقت میں اُن
حضرت کا ظہور اور خروج ہوگا تو وہ بھی ظاہر ہوگا انتہٰے اس میں کئی باتیں غور کرنے کے
لایق ہیں۔ اوّل یہ کہ موافق تنزیل کے وہی قرآن ہے جسے حضرت امیر ؑ نے جمع
کیا تھا نہ یہ قرآن مروج تو بھی حضرات اہلبیت علیہم السلام کا بھی عمل اس قرآن مروج
پر تھا اب پوچھیے کہ موافق تنزیل کے تو وہی قرآن تھا پھر اس پر اہلبیت ؑ کا عمل کس طرح
جائز ہوا۔[1]

دوسرے یہ کہ پیشتر فرما چکے کہ حضرات اہلبیت کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا انتہٰے
پھر فرماتے ہیں کہ حضرات اہلبیت ؑ کے پاس وہ دوسرا قرآن تھا جسے حضرت امیر ؑ
نے موافق تنزیل کے جمع فرمایا تھا یعنے حضرات اہلبیت ؑ کے پاس وہ دوسرا
قرآن موجود بھی تھا تب بھی اُس پر عمل نہیں کیا اور اسی قرآن مروج پر عمل اُنہوں
نے بھی کیا۔

تیسرے مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ حکم عمل کرنے کا اس پر ہم کو بھی ہے انتہٰے
پھر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر ؑ کا جمع کیا ہوا قرآن حضرت صاحب الامر کے پاس
موجود ہے جس وقت میں اُن حضرت کا ظہور اور خروج ہوگا تو وہ بھی ظاہر ہوگا انتہٰے
یعنی مجتہد صاحب کو تو حکم عمل کرنے کا اس پر ہے اور حضرت صاحب الامر کے
ظہور تک خدا جانے کتنے مجتہد وفات پا جائیں گے پس بعد وفات مجتہد صاحب کے

---

[1] یہی دلیل مجتہد صاحب کے اُس قول کا جواب بھی ہے جو فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ابوبکر ؓ کے جمع کا قرآن صحیح تھا تو
اس کے جلا دینے کی کیا وجہ اور اگر وہ قرآن غلط تھا تو آیا حضرت عثمان ؓ کے وقت تک اُسی غلط قرآن پر عمل کیا جاتا اور تلاوت کرن
پڑھا جاتا تھا انتہٰے ۱۲

اس دوسرے قرآن کے ظاہر ہونے سے کیا فائدہ ہوگا ع بعد از سر ما کن فیکون شدہ شدہ باشد ۱؎ مطلب یہ کہ زندگی میں تلاوت کرنے کے لئے یہی قرآن ہے اور شاید بعد وفات گور پر پڑھا جانے کے لئے وہ قرآن ہوگا کیا تعلیم صواب اس سے اور تحصیل ثواب اُس سے متعلق ہے اب اس اختلاف کو جناب مجتہد صاحب کے کون رفع کرسکتا ہے جب تک وہ آپ ہی نہ منصف بنجائیں یعنے اگر حضرت اہلبیتؑ کا بھی عمل اسی قرآن مروج پر تھا تو اُس قرآن کو جسے جناب امیرؑ نے جمع کیا تھا بعد اُس کے موجود و مخزوں رکھنے کا کیا سبب ۲؎ ہے کیا عمل کرنے کے لئے یہ قرآن اور خزانہ میں رکھنے کے لئے وہ قرآن ہے اور نہ صرف حضرات اہل بیتؑ کا عمل اس قرآن مروج پر تھا بلکہ حکم عمل کرنے کا اس پر مجتہد صاحب کو بھی ہے پس تعجب کہ نہ اہلبیتؑ نے آپ اُس قرآن مخزون پر عمل کیا کیونکہ اُن کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا اور نہ مجتہد صاحب کو بھی حکم عمل کرنے کا اُس قرآن غیر مروج پر دیا پھر کیونکر ثابت ہوا کہ موافق تنزیل کے وہ قرآن جمع فرمایا تھا اب ثابت ہوا کہ اصل یہی قرآن ہے جس پر حضرات اہلبیتؑ نے آپ عمل کیا اور مجتہد صاحب کو بھی کہ جن کی تقلید سے تمام عالم کے اہل تشیع کا ایمان یہی قرآن مروج ہے اس پر عمل کرنے کا حکم دیا اور لطیفہ یہ کہ مجتہد صاحب کو نہ صرف یہ کہ اُس قرآن غیر مروج پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ وہ قرآن مجتہد صاحب کو مخزون رکھنے کے لئے بھی نہیں دیا یعنی امانت داری و اعتبار کے درجے سے بھی گرا ہوا سمجھا اب مجتہد صاحب کا اس قرآن پر کیا دعوےٰ ہے جو اپنی تصنیف میں اُس کا ذکر کرتے ہیں ع نکل سے ہے سانپ گیا اب لکیر پیٹا کر ۳؎ غرض یہ کہ مجتہد صاحب کے قول ۴؎ سے اور نہ صرف یہی بلکہ حضرات اہلبیتؑ کے فعل ۵؎ سے بھی اسی قرآن مروج کی صحت ہر طرح سے ایسی ثابت ہے کہ جس میں کسی طرح کا شک باقی نہیں رہتا ہے اور چونکہ یہ سوال ایک

۱؎ جناب امیر علیہ السلام سے اگر وہ اپنا قرآن مخصوص کر لیں دیا تو شیعوں کو بھی کیوں اس سے محروم رکھا جاتا لازم تھا کہ شیعوں کو تو وہ قرآن تلاوت کیلئے دیتے ۲؎ یعنی یہ کہ ہمارا علماء سے ہمارے [illegible] ۳؎ یعنی یہ کہ حضرات اہلبیتؑ کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا

انگریز یمسن صاحب ڈپٹی کمشنر لکھنؤ نے (طعن السنان صفحہ ۱) مجتہد صاحب سے کیا تھا
جس کے جواب میں مجتہد صاحب نے یہ رسالہ لکھا پس بپاس خاطر اُس انگریز کے اور
برسم تقیہ مذہب کہ اہل تشیع میں اس کا رواج عام ہے مجتہد صاحب نے باوجود اقرار
صحت قرآن مروجہ بدلایل قطعیہ صرف اپنی طرف سے جو ایک گونہ انکار صحت قرآن
کا رکھا ہے اسے ہر شخص خوب سمجھ سکتا ہے کہ دراصل یہ انکار نہیں ہے بلکہ اُس
صاحب ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کے سامنے کہ آج اُس کی قوم اس ملک میں حکمران ہے
مجتہد صاحب کا محض تقیہ ہے کیونکہ جب اہلبیت کا عمل اسی قرآن مروج پر تھا اور
قدماء علماء اہل تشیع کو اس قرآن کے نقصان سے انکار اور مجتہد صاحب کو بھی اسی
قرآن مروج پر عمل کرنے کا حکم و واجب التعظیم اور قابل التکریم یہ قرآن مروج مجتہد
صاحب نے ثابت کر دیا تو اب اس کی صحت میں باقی کیا رہا جو کسی طرح کا شک کرنا
چاہیے کوئی انگریز یا ہندوستانی عیسائی اس دانشمندی کے تقیہ کو کیا پہچان سکے مگر
اسلامی فرقوں میں سے ہر ایک ایسی باتوں کو خوب پہچانتا ہے پس صفدر علی اور عمادالدین
کو چاہیے کہ تحریف قرآن کے ثبوت کے واسطے تلاش الزامات میں وہ آپ ہی تکلیف
فرمائیں اور مجتہد صاحب پر اس معاملہ میں کچھ بھروسہ نہ رکھیں بُرے وقت میں کوئی
کسی کے کام نہیں آتا ہے اور خاصکر مجتہد صاحب کہ اپنی ہی قوم یعنی سنیوں ہی کی مدد
نہیں کرتے تو کرسٹیانوں کی وہ کیا مدد کریں گے ع تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نکوئی
دیکھو لوقا ۲۳ باب ۳۱ کیونکہ جب ہرے درخت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں تو سوکھے
کے ساتھ کیا کچھ نکیا جائے گا انتہے شاید یہی سمجھ کر نصارے نے مجتہد صاحب کے
قول وفعل کا اعتبار نکیا جیسا کہ مجموعہ اُس تحریری مباحثہ سے جو پادری عمادالدین اور
انہیں مجتہد صاحب کے قایم مقام سید علی محمد صاحب مجتہد العصر لکھنؤ کے درمیان
واقع ہوا الموسوم بہ نغمہ طنبور مطبوعہ لاہور ۱۸۸۳ء صفحہ ۴۴ میں خود پادری نصرانی جناب
مجتہد صاحب کو جواب دیتا ہے قولہ سوال کا جواب بھی تسلی بخش نہیں ہے بلکہ
نادرست ہے کہ نظم قرآنی چونکہ عثمان کی نظم ہے اس لئے قابل اعتبار کے نہیں ہے

اس آپ کے بیان سے سارا قرآن غیر معتبر ہو گیا کیونکہ اُس کی نظم وہ نظم نہیں ہے جو بگمان اہل اسلام لوح محفوظ سے نازل ہوئی تھی تو اس صورت میں وہ ساری کتاب بگڑ گئی اور اُس کی عبارت خبط ہو گئی اور اُس کے کسی قرینہ کا اعتبار نہ رہا اُس کا سیاق کلام کسی جگہہ درست نہیں ہے اب اس سے مسائل اخذ کرنے درست نہیں رہے لیکن میں آپ کی اس تحریر پر کہ نظم قرآنی نظم عثمانی ہے اعتراض نہیں کرتا بلکہ قبول کرتا ہوں کیونکہ یہ سچ بات ہے اور ضرور قرآن کی بے ربط عبارت آپ کے قول کی مؤید ہے لیکن ایک مشکل ہے کہ اگر کوئی مسلمان سُنی آپ سے یہ کہے کہ جب عثمان رضہ خلیفہ مر گئے تھے اور حضرت علی بادشاہ ہوئے تو اُنہوں نے قرآن کے نظم کو پھر درست کیوں نکیا یا تو وہ قرآن کے اس نظم کو درست جانتے ہوں گے یا وہ بھی عثمان رضہ کے گناہ میں شریک ہوئے اور آجتک اُس بے اعتبار نظم کو اہل تشیع نماز میں کیوں پڑھتے ہیں مجھے معلوم نہیں ہے کہ شیعہ لوگ اس کا کیا جواب دیں گے اسلئے اب دیکھئے کہ جن کی خاطر سے مجتہد صاحب نے کلام الٰہی کی عظمت کو ترک کیا تھا اُنہوں نے بھی مجتہد صاحب کو محض بے اعتبار ٹھہرایا۔

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت ۔۔۔ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ اب حضرات سُنیہ کو بیان اپنے اعتقاد کا اور جواب ہمارے سوالوں کا ضرور و متحتم ہے اسلئے میں الحمد للہ کہ مجھے اُن کے جواب میں کچھ بھی اپنی طرف سے نہ عرض کرنا پڑا بلکہ اس مقدمہ میں میرے اور مجتہد صاحب کے درمیان مجتہد صاحب ہی ثالث بالخیر اور اُنہیں کا قول قول فیصل ہو گا۔

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اب دلایل اس بات کے کہ یہی قرآن صحیح اور غیر محرف ہے جو میرے ذہن میں آتے ہیں التماس کرتا ہوں۔

سلہ یعنی یہ کچھ اعتقاد اہل سنت والجماعت کا قرآن کی صحت کی بابت ہے وہ مجتہد صاحب کے بیان سے ثابت ہوتا ہے اور جو کچھ جواب بحرمت عدم تحریف قرآن دینا چاہئیے وہ مجتہد صاحب کے سوالوں ہی میں موجود ہے کما لا یخفیٰ ۱۲

بہر نیست کہ آن نیست در امان خدا — ولے حفاظت قرآن ست خاص شان خدا

گمان نقص بہ قرآن نمودن آسان نیست — زبان مدار بود بندہ باز بان خدا

یہ قرآن مجید جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں اُنہیں زید بن ثابت کاتب وحی کی معرفت کہ جنہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع کیا تھا مرتب ہوا تو جماعت مسلمین کی تجویز اور تدبیر سے اس کی ترتیب ہوئی اور سب اہل اسلام نے کہ جن کا ایمان یہی قرآن تھا اس میں کسی طرح کا شک اور ناراضی ظاہر نہیں کی بلکہ سب نے اُسے مان لیا اور پسند کیا اگر ذرا بھی اس میں شک ہوتا تو جمہور مسلمین کبھی اسے تسلیم نہ کرتے ایک خط کی نامعتبری جو کہ مروان نے انہیں حضرت عثمانؓ کی طرف سے محمد بن ابو بکر کی ایالت مصر کے واسطے لکھا تھا حضرت عثمانؓ کی شہادت کا باعث ہوئی پھر قرآن میں جو سب مسلمانوں کا دین و ایمان ہے اگر کسی طرح کا ذرا بھی نقص ہوتا تو قیامت برپا ہو جاتی خصوصاً اس وقت میں جبکہ سیکڑوں صحابی ایسے موجود تھے جنہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآن کو بار بار سُنا تھا۔

۲۔ چونکہ تحریف کسی کتاب میں صرف ایک دو شخصوں کی صلاح سے ہو سکتی ہے مگر ساری قوم کا اس گناہ پر متفق ہو جانا کسی طرح ممکن نہیں ہے اور قرآن جماعت مسلمین کی کوشش سے مرتب کیا گیا تھا برخلاف انجیل کے کہ چار سو برس تک اُس کے اجزا متفرق رہے اور وہ بھی اس طرح پر کہ ایک ملک والوں کو دوسرے ملک کی مروجہ انجیل یا نامجات وغیرہ سے خبر تک نہ تھی۔

۳۔ حضرات اہلبیتؑ کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا اگر ناقص ہوتا تو وہ کیوں اس پر عمل کرتے۔

۴۔ خدائے قادر مطلق نے بھی قرآن کی اسی ترتیب کو پسند کیا کہ اپنے گھر کا مختار اور اپنی کتاب کا امانت دار صرف انہیں لوگوں کو کیا جن کے ہاتھ سے یہ ترتیب قرآن مجید کی رواج پائی ورنہ ممکن تھا کہ وہ یہ امانت اُن لوگوں کو سونپتا جو سوائے اہل سنت

وجماعت کے ہیں۔

۵ قدما علما اہل تشیع نے بھی بالمرہ انکار نقصان قرآن کا کیا ہے جیسا کہ مجتہد صاحب بھی اس کا اقرار کر چکے ہیں۔

۶ حکم عمل کرنے کا اس پر اہل تشیع کو بھی ہے جیسا کہ اقرار مجتہد صاحب سے ظاہر ہے اور یہ نہایت عجیب بات ہے کیونکہ قرآن اُن صحابہؓ کے وقت میں جمع اور مرتب ہوا جن کی طرف اہل تشیع کو ذرا بھی عقیدہ نہیں ہے پس اگر یہ قرآن کامل طور پر صحیح نہ ہوتا تو اہل تشیع کو اس پر عمل کرنے کا حکم ہرگز نہ ہوتا۔

۷ سب اگلے قرآنوں کا باقی نہ رکھنا اس قرآن کی صحت پر دلیل ہے اور چونکہ یہ قرآن مروج انہیں زید بن ثابت کی معرفت مرتب ہوا جن کی معرفت پہلے جمع ہوا تھا اور بہ مشورہ جماعت مسلمین یہ امر قرار پایا تو اور کون اس قرآن کی صحت میں شک کر سکتا ہے بات یہ ہے کہ زمانہ حضرت ابوبکرؓ میں قرآن صرف جمع کیا گیا اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مرتب ہوا پس اس قرآن میں دونوں صفتیں موجود ہیں کہ جمع بھی کیا گیا اور مرتب بھی ہوا اب اُس اگلے غیر مرتب قرآن کی حاجت کیا رہی جو موجود رہتے اسی سبب سے سب مسلمانوں نے اسی کو تسلیم کیا اور بقول مجتہد صاحب کے حضرات اہلبیت کا بھی عمل اس قرآن مروج پر تھا اور حکم عمل کرنے کا اس پر ہم کو بھی ہے الخ پس بعد ترتیب اس قرآن مجید کے سب اگلے قرآنوں کو جو کہ اس وقت میں صرف چند ناتمام غیر مرتب جلدیں تھیں باقی رکھنا نہایت مناسب ہوا اور نہ ایک مرتب اور ایک غیر مرتب قرآن کا رواج ناداں کے کمال خلجان کا باعث ہو جاتا۔

قرآن مجید میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ○ (سورہ حجر رکوع ۱)	یعنی ہم نے اتاری ہے یہ نصیحت یعنی قرآن مجید اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔

اور شیعوں کی تفسیر صراط مستقیم میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

اِنَّا لَحٰفِظُوْنَ مِنَ التَّبْدِیْلِ وَالتَّحْرِیْفِ وَالزِّیَادَةِ وَالنُّقْصَانِ۔

پس چار روپے درماہہ کا چوکیدار تو سارے گھر میں سے ایک تنکا چوری جانے نہیں دیتا اور حافظ حقیقی قادر مطلق جس کی حفاظت اپنے ذمہ ہے اُس میں سے کس طرح ممکن ہو کہ کچھ بھی کم ہو جائے۔

۹ اگر بموجب زعم بعض اہل تشیع اس قرآن مروج میں نقصان فی الجملہ ثابت ہے تو جو آیتیں کہ اس قرآن سے نکالی گئیں اہل تشیع نے اپنے قرآن میں ابتک کہ تیرہ سو برس اُنہیں اسی قرآن کو پڑھتے گذرے ہیں کیوں نہ داخل کر لیں تاکہ ان کا قرآن ناقص نہ رہتا بلکہ اسی قرآن کو کہ جس میں بعضے شیعہ فی الجملہ نقصان بتاتے ہیں اپنا بھی دین و ایمان سمجھتے ہیں پس ثابت ہوا کہ کسی طرح اس قرآن میں نقص نے نہیں پایا دیکھو حٰم السجدہ رکوع ۵۔

کماقال اللہ تعالیٰ جل شانہ

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝	یعنی اس کتاب پر باطل (یعنے تحریف و تناقض) کا دخل نہیں آگے سے نہ پیچھے سے (یعنی کسی طرح سے اور کسی وقت میں) اُتاری ہوئی حکمت والے سب خوبیوں سراہے کی ا نتہٰے

اب اُس کے نقصان کا دعوےٰ واہمہ و بے اعتبار ہے۔

۱۰ اس شہر دہلی کی جامع مسجد میں دو قرآن مجید ایک حضرت علیؑ اور دوسرا حضرت امام حسینؑ کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود ہے سب انگریز اور ہندوستانی جا کر اُس کی زیارت کرتے ہیں جس کا جی چاہے اس قرآن مروج سے جا کر مقابلہ کرے سر مو تفاوت نہ نکلے گا اور وہ دونوں جلدیں یعنی لیپے چمڑے پر لکھی ہیں اور چونکہ دوسری صدی ہجری تک کاغذ کا رواج نہ ہوا تھا اس سے ثابت ہے کہ دونوں جلدیں بہت قدیم ہیں۔ (۱۱) ملا محمد صادق شارح کلینی کا قول ہے۔

وَيَظْهَرُ الْقُرْآنُ بِهٰذَا التَّرْتِيبِ عِنْدَ ظُهُورِ الْإِمَامِ الثَّانِي عَشَرَ وَيُشْهَرُ بِهِ ۝	یعنے ظاہر ہوگا قرآن اسی ترتیب سے جس ترتیب پر اب موجود ہے جب ظہور فرمائیں گے بارھویں امام اسی ترتیب سے مشہور بھی ہو گا انتہٰے

اب وہ قرآن کہاں گیا جس کو مجتہد صاحب عیسائیوں کو دہوکے میں رکھنے کے لئے فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب الامرؑ کے پاس موجود ہے یہاں تو قول صادق سے اسی قرآن کا رواج حضرت صاحب الامرؑ کے ظہور کے وقت میں بھی ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت امام حسن عسکریؑ نے اسی قرآن کی تفسیر لکھی ہے اگر یہی قرآن موافق تنزیل کے نہوتا تو حضرت امام حسن عسکریؑ ایسی ناقص کتاب کی تفسیر کس واسطے لکھتے علاوہ اس کے جامع المسائل مجتہد العصر لکھنؤ جلد ۲ صفحہ ۹۸ شمولہ اخبار الاخبار غلام حسنین میں باہتمام محمد علی مالک مطبع اخبار الاخبار مطبوع ہوچکا ہے کہ نمبر ۱۳۲ سوال نزد آنجناب بیرون کردن بعضے از خلفاء ثلثہ بعض آیۃ یا بعض سورہ را از قرآن یا سوختن آنرا از ایشان ثابت است یا نہ جواب اخراج بعض سورہ و بعض آیات ثابت نیست و احراق عثمان رضؓ قرآن شریف را در کتب فریقین مسطور است ہو العالم در حدیقہ سلطانی نقلاً عن مجمع البیان فی تفسیر انا لہ لحافظون مرقوم است والزیادۃ فی القران باطلاً نہا مجمع علیہ واما النقصان فرواہ قوم من اصحابنا و بعض الحشویۃ من العامۃ والاصح خلافہ کما نص بہ سید المرتضیٰ۔

۱۴ جس طرح مجتہد صاحب نے صرف اپنی ہی رائے کی قرآن کی بابت لکھی اور بمقتضائے دانشمندی سب اپنے قدما علما کو اس گناہ سے بری رکھا اس میں مصلحت یہ تھی کہ صرف اپنی ہی ذات کے لئے اس گناہ سے توبہ کی حاجت ہے اور سب اگلوں ہی کی طرف سے تو توبہ نکرنی پڑے اسی طرح جن جن لوگوں نے کہ تحریف قرآن کے ثبوت میں اپنے اپنے گمان ظاہر کئے ہیں وہ صرف خیالی باتیں ہیں اور ان کا کچھ بھی ثبوت نہیں ہے جیسا کہ قاضی نور اللہ شوستری کی کتاب مصائب النواصب میں مرقوم ہے۔

وَمَا نُسِبَ إِلَى الشِّيعَةِ مِنْ وُقُوعِ التَّغْيِيرِ فِي الْقُرْآنِ لَيْسَ مِمَّا قَالَ بِهِ جُمْهُورُ الْإِمَامِيَّةِ	یعنے جو لوگ نسبت کرتے ہیں ہماری طرف کہ شیعہ قایل ہیں اس بات کے کہ قرآن میں کچھ تغیر ہوا سو یہ قول جمہور امامیہ

وَاِنَّمَا قَالَ بِہٖ شِرْذِمَۃٌ قَلِیْلَۃٌ لَا اِعْتِنَاءَ لَھُمْ فِیْمَا بَیْنَھُمْ | کا نہیں اس کے قایل گروہ قلیل ہیں جن کا اعتبار نہیں انتہٰے

اور قرآن مرتب ہونے کے وقت اگر کسی کو ایسا گمان ہوتا تو ہرگز یہ قرآن رواج نپاتا اور جبکہ اُس وقت میں ایسا کسی کو شک نہیں ہوا تو اُس کے سیکڑوں برسوں کے بعد پھر کون اُس کی صحت میں خلل انداز ہو سکتا ہے جبکہ بخوبی ثابت ہے کہ یہ قرآن بجنسہ وہی ہے جو حضرت عثمان رضہ کے وقت میں مرتب ہوا تھا اور یہی دلیل صحت قرآن کے لئے کافی ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔

وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ | یعنے تیرے رب کی بات پوری سچ ہے انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اُس کے کلام کا اور وہی سنتا ہے جانتا انتہٰے۔

چونکہ مجتہد صاحب نے آپ ہی اقرار کیا کہ بعض قدمائے علماء نے ہمارے بالمرۃ انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہے انتہٰے اس لئے اب حاجت نہ رہی کہ اُن علماء کے اقوال بھی اس کتاب میں درج کروں صرف اتنا لکھنا چاہیے کہ بعض علماء کا لفظ صرف مجتہد صاحب کا اختراع ہے صحیح یوں ہے کہ اکثر و بیشتر علماء شیعہ نے بالمرۃ انکار نقصان قرآن کا کیا ہے سوائے شرذمہ قلیلہ یعنے بعض کے جیسے کہ مجتہد صاحب جن کا بقول قاضی نور اللہ شوستری کچھ اعتبار نہیں ہے

کلیسیا ۱۱

بزور تیغ عیسائی دین پھیلانے کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ | اور اگرچہ وہ سابق سے کافروں پر فتح مانگ رہے تھے پھر جب ان کے پاس وہ جو پہچانا تھا آیا اس سے انکار کیا (سورۂ بقر رکوع ۱۱)

شہادت قرآنی فصل ۵۷۔

اس زمانہ کے عیسائی جو کہتے ہیں کہ دین اسلام بوسیلہ جہاد صرف زور و زبردستی سے لوگوں میں پھیلایا گیا یہ دلیل کافی نہیں ہے جس طرح معجزے تائید الٰہی سے ظاہر ہوئے ہیں جہاد میں بھی صرف تائید الٰہی کام آئی ہے اور شروع میں جو دین اسلام نے تملک عرب میں بنیاد پکڑی اُس وقت ہجرت کے بعد تک کہاں اس قدر فوج تھی کہ جہاد کرتے اور اب تک اہل فہم کے نزدیک یہی دستور اسلامی ہے کہ بیدینوں کو پہلے تعلیم اور نصیحت کرنا چاہیے اگر نہ مانیں اور امور دنیا میں بھی باعث فساد اور مخالف امن خلق اللہ ہوں تو بعد اتمام حجت خالصاً للہ جہاد کی نوبت آئے اور یہ دونوں کے لئے خدا کی فرمانبرداری میں امتحان ہے کیونکہ جہاد میں نہ صرف مخالف کا قتل یقینی ہے بلکہ مجاہد کو بھی اپنی جان خطرہ میں ڈالنی ہوتی ہے لیکن صرف جہاد ہی نہیں بلکہ مباہلہ اور جزیہ بھی اگر طرف ثانی والے منظور کریں تو کافی ہو سکتا ہے اور مباہلہ کا حال کلیسیا ۱ میں مرقوم ہو چکا ہے اب جزیہ کا حال معلوم کرنا چاہیے کہ یہ محصول سالیانہ اُس شخص سے کہ جو اہل کتاب اپنی قوم میں سب سے زیادہ مالدار اور مقدور والا ہو صرف تیرہ ۱۳ روپے کئی آنہ سال ہے اور جو لوگ بے مایہ ہوں اُن سے کچھ نہیں لیا جاتا وہ بالکل معاف ہیں۔ شرح مشکوٰۃ کی جلد ۳ کتاب الجہاد باب ۱ الجزیہ فصل الثانی میں ہے حنفیہ کے نزدیک غنی پر ہر سال میں اڑتالیس ۴۸ درہم یعنے ہر مہینہ میں چار درہم اور اوسط درجہ والے پر چوبیس ۲۴ درہم ہر مہینہ میں دو درہم اور فقیر کسب کرنے والے پر بارہ درہم ہر مہینہ میں ایک درہم۔ کہا ابن ہمام نے نہیں ہے جزیہ عورت پر اور نہ لڑکے پر اور نہ مجنون پر اور نہ اندھے پر اور نہ زمن پر اور نہ فالج زدہ پر اور نہ اُس بوڑھے پر کہ نہیں قادر لڑنے پر اور نہ کسب پر اور نہ اُس محتاج پر کہ قادر نہ ہو کام کرنے پر انتہیٰ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ کتاب الجہاد باب الجزیہ فصل ثانی و مظاہر حق مطبوعہ سنہ ۱۲۰۲ ہجری صفحہ ۱۶/۴۔

اس قلت مقدار کو معلوم کر کے ہر شخص سمجھ جائے گا کہ یہ زبردستی ہے یا سراسر رعایت ہے۔

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ؁ (سورہ توبہ رکوع ۱)

یعنے اگر کوئی مشرکوں میں سے پناہ مانگے تجھ سے پس پناہ دے اُس کو یہاں تک کہ سُنے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اُس کو جگہ امن اُس کی میں یہ اسواسطے ہے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ نہیں جانتے۔

پھر اگر دینی کام میں جہاد ناجایز ہو تو دنیاوی نفع کے لئے جو صرف چند روزہ ہے شروع عالم سے جو سلاطین اور حکام ایک دوسرے پر فوج کشی کرکے لڑتے رہے ہیں اُن کا کہاں ٹھکانا رہا کیونکہ وہ خونریزی تو خدا کے حکم سے بھی نہیں ہے یعنے اگر دین کے لئے لڑنا جائز نہیں تو دنیا کے لئے کب جائز ہو سکتا ہے اور تعجب یہ ہے کہ کسی بادشاہ یا حاکم سے انکار کرنے والا باغی ٹھہر کر سزا پائے اور خدا کے پیغمبر سے انکار کرنے والا جب ثابت ہو جائے کہ وہ پیغمبر سچا اور نبی برحق ہے دنیا اور آخرت کی سزا کے لایق نہ سمجھا جائے دینی و دنیوی تاریخ مطبوعہ الٰہ آباد مشن پریس ۱۸۴۷ء صفحہ ۲۱۹ میں پادری اگسٹنس براڈہیڈ صاحب فرماتے ہیں کہ الیاہ اس بات کا مستحق تھا کہ وہ آسمان سے آگ اوتار کے خدا کے خادم کے حقیر جاننے والوں کو ہلاک کرے انتہیٰ۔

پھر یہ کہ دین کی بابت لڑنے والوں کی بہ نسبت دنیاوی لڑنے والوں سے زیادہ ڈرنا چاہیے کہ وہاں خدا اور رسول کا واسطہ جان و مال و عزت کی حفاظت کے لئے کافی ہے اور یہاں کسی طرح امن بغیر جان یا مال و عزت دیے ممکن نہیں۔ وہ خدا کے خوف سے کیا جاتا ہے اور یہ نفس کے راضی کرنے کے لئے

اُس میں خدا پرستوں کو اور بموجب حکم الٰہی بت پرستوں کے بھی بچوں اور ضعیفوں اور عورتوں اور بیماروں اور امن چاہنے والوں اور لاچاروں وغیرہ بلکہ درختوں اور جانوروں کو بھی کچھ خطرہ نہیں اور اس میں جو کہ بے حکم خدا اور رسول ہے جیسے بت پرست ویسے ہی خدا پرست جیسے بیمار ویسے ہی تندرست اُن کی نظر میں کوئی رعایت کے قابل نہیں ہے کیونکہ یہ سب امتیاز صرف خدا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے پس دنیاوی لڑائی اور دینی لڑائی میں برکات کا ایسا ہی تفاوت ہے جیسا کہ دنیا و دین میں تفاوت

ہے۔ اور انبیاء و سلاطین بنی اسرائیل خصوصاً حضرت موسےٰ ؑ اور حضرت یشوع ؑ اور حضرت داؤد ؑ کی لڑائیاں یاد کرنی چاہئیں خاصکر قانیوں کی کتاب کو دیکھنا چاہیے اور حضرت الیاس ؑ نے چارسو پچاس آدمیوں کو جو بعل دیوتا کے پجاری تھے (اول سلاطین ۱۸ باب ۲۲) قیصون میں ذبح کیا (اول سلاطین ۱۸ باب ۴۰ اور ۱۹ باب) اور یہ سب پوجاری اخی اب بادشاہ اسرائیل کے پاس معزز تھے اور اول سلاطین ۱۳ باب ۱و۲ میں ایک نبی خداوند کے سخن سے مذبح کے سامنے چلایا اور کہا کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھہ داؤد ؑ کے گھرانے سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام یوسیاہ ہوگا سو وہ اونچے مکانوں کے کاہنوں کو جو تجھہ پر بخور جلاتے ہیں تجھہ میں ذبح کرے گا اور آدمیوں کی ہڈیاں تجھہ پر جلائی جائیں گی انتہٰے اور ۲ سلاطین ۱ باب ۹-۱۲ میں ہے کہ حضرت الیاس ؑ نے دو دفعہ پچاس پچاس اسرائیلیوں کو کہ اخزیاہ بادشاہ اسرائیل نے بھیجا تھا آسمانی آگ سے جلادیا اور ۲ سلاطین ۲ باب ۲۴ میں ہے کہ حضرت الیشع ؑ نے ۴۲ گستاخ لڑکوں کو ریچھوں سے پھڑوا ڈالا اور اول سلاطین ۱۵ باب ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ میں ہے کہ آسا نے اپنے باپ داؤد ؑ کی مانند خدا کے حضور نیکوکاری کی اور لونڈوں کو ملک سے خارج کیا اور اُن بتوں کو جنہیں اُس کے باپ دادوں نے بنایا تھا نکال پھینکا اور سیرت کی مورت کو وادی کدرون میں جلادیا انتہٰے اور وہ جو عیسائی علماء کہا کرتے ہیں کہ حضرت موسےٰ ؑ کے وقت کا جہاد اُس قوم کو سزا دینے کے لئے تھا اور ان کے لئے یہ حکم نہ تھا کہ توبہ کریں اور ایمان لائیں تو اُن کی جان بخشی ہوجائے اُس نکتہ سے جہاد نکلنا چاہیے یہ قول اُن کا محض ناواقفی سے ہے دیکھو استثنا ۲۰ باب[1] ۱۰ اور یشوع ۱۱ باب ۱۹ اور گنتی ۳۱ باب ۷-۱۸۔ ان سب مقاموں سے ثابت ہے کہ فرمانبرداری اختیار کرنے کے بعد پھر ان کا قتل ضرور نہیں۔

پادری شیرنگ صاحب فرماتے ہیں کہ جب ملک کنعان بارہ فرقوں بنی اسرائیل

---

[1] اور جب تو قتال کے لئے کسی شہر سے نزدیک ہو تو پہلے صلح کا پیغام کر۔ جب یوں ہوگا کہ اگر انہوں نے صلح قبول کی اور در وازے کھولدیے تو ساری خلق جو اس شہر میں ہے تیری خراج گزار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی استثنا ۲۰ باب ۱۰ و ۱۱

میں تقسیم ہوا تو سور شہر مع سرزمین یسر کے فرقہ کو عنایت ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کسی سبب سے بنی یسر نے اُس زمین کو ضبط نہ کیا۔ خواہ یسر کی غفلت خواہ سور کی توبہ سے مگر توبہ تھی تو تھوڑی دیر کی رہی (دیکھو الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۵۲) اس سے ظاہر ہے کہ توبہ کے بعد انہیں بھی امن تھا اور حضرت یشوع ؑ نے راحاب اور اُس کے خاندان کو امن دیا دیکھو یشوع ۶ باب ۲۵ اور چونکہ حضرت عیسےٰؑ اسی راحاب کی نسل سے تھے (متی ۱ باب ۵)

پس اگر یہ جہاد نہوتا اور صرف قتل ہوتا تو عیسائی اپنا نجات دہندہ کہاں سے پاتے جبکہ راحاب کی نسل سے اُس کا ظاہر ہونا مقدر ہو چکا تھا اس لیے عیسائیوں کو اپنا نجات دہندہ جہاد ہی کی غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اور جب ثابت ہوا کہ صرف جہاد تھا جیسے کہ مسلمانوں میں رائج ہے بلکہ اس سے نہایت سخت تر تو اب اُس کی تعریف میں عبرانیوں کا ۱۱ باب ۳۲ و ۳۳ دیکھنا چاہیے کہ کس قدر فضیلت اُس کی بیان ہوئی ہے اب میں اور کیا کہوں فرصت نہیں کہ جدعون (قاضیوں کا ۶ و ۷ و ۸ باب) اور برق (قاضیوں کا ۴ باب ۶-۲۴) اور شمسون (قاضیوں کا ۱۳ باب ۲۴) اور افتاح (قاضیوں کا ۱۱ باب ۱-۳۳) اور داؤد (اول سموئیل ۱۶ باب ۱ و ۱۳) اور سموئیل (اول سموئیل ۲ باب ۲۰) اور نبیوں کا احوال بیان کروں کہ انہوں نے ایمان ہی بادشاہتوں کو مغلوب کیا اور راستی کے کام کیے اور وعدوں کو حاصل کیا شیر ببر کے منھ بند کیے الخ۔

۱۰۹۹ء میں فرنگستان کا نصرانی لشکر جو صلیب وار مشہور تھا ملک یہودیہ پر (مسلمانوں سے) جہاد کرنے کو چڑھ آیا اس نے یروسلم کو محاصرہ کر کے لے لیا (تتبع الکتاب کے مقامات المعروف چھاپہ رومن مرزاپور سنہ ۱۸۶۱ء تالیف پادری شیرنگ صاحب ہندی تواریخ کلیسیا حصہ ۳ باب ۱ صفحہ ۱۵۰ سطر ۱۹ و ۲۰ میں لکھا ہے کہ ڈینمارک کی فوجوں نے رگیں ٹاپ کے جنگلی لوگوں کو فتح کر کے زبردستی اُن کی بت پرستی چھڑوا کر عیسائی کیا۔ اور استھونیوں کی قوم کے ساتھ بھی ایسی ہی زبردستی کر کے عیسائی کیا اور بعضے

جوانمردوں نے جن کے لقب کا ترجمہ تیغ بہادر ہے لیوتیوں اور کورلنڈیوں کی قوموں کو فتح کر کے عیسائی کیا اور الیجانی جوانوں نے سنہ ۱۲۳۰ء سے سنہ ۱۲۸۳ء تک یعنی ۵۳ برس لڑائیاں کر کے اور بہت لوگوں کو قتل کر کے ملک پروشیہ کے باشندوں کو عیسائی کیا سنہ ۱۵۰۰ء کے قریب جب فرونٹ بادشاہ اسپین میں فرمانروا تھا اسپین والوں نے جو مسلمان اُن کے ملک میں رہ گئے تھے اُنہیں نکالدیا ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۵۰ اسیر الاسلام باب ۲ صفحہ ۱۷-۱۸ میں لکھا ہے کہ دو چار مہینہ کے عرصہ میں سردار اہل اسلام نے جبرالٹر سے جیحوں تک جو کناروں پر خلیج بسکی کے واقع ہے فتح کر لیا۔ اس سفر دراز میں ہزاروں گروہ یہودیوں کی نے جو تمام سلطنت میں پھیلی ہوئی تھی اور جن کو نصرانیوں نے ایذادی تھی اہل اسلام کی مدد کی۔ اہل اسلام نے سنہ ۷۱۴ء و بقول جان ڈیون پورٹ صفحہ ۹۵ و سنہ ۷۴۹ء میں عبدالرحمن اول نے اسپین کو فتح کر کے شہروں اسپین کے باشندوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے قوانین اور مذہب پر قایم رہیں انتہے لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۴۲ میں ہے کہ موزا (یعنی موسے) نائب ابوالمنذر نے اپنے سپہ سالار تعرق کو اسپانیہ میں بھیجا کہ اُس نے ایک ہی بڑی لڑائی میں زیریس کے میدان میں جو اندلوسیا میں واقع ہے ۷۱۳ء میں گاتھی شاہ رودریگو کو مقتول کر کے اُس کا تاج لے لیا مظفروں نے فقط ملک کی لگت پر اکتفا کیا اور مغلوب گاتھوں کے ملل و شرایع و مذاہب سے مزاحمت نکی اسنے مسلمانوں نے تو اسپین والوں کے ساتھہ یہ سلوک کیا تھا کہ جو بیان ہو چکا اب اسپین والوں نے جو مسلمانوں کے سلوک کا عوض کیا اُس کا حال سنیئے۔

سیر الاسلام ترجمہ باب ۳ صفحہ ۸۸-۹۳ میں لکھا ہے **قولہ** ترقی (یعنی عیش و مالداری) مسلمانوں کی موجب اسلام کی بربادی کا ہوئی۔ اُن کے قاعدوں میں لڑائی کی سستی آگئی اور اُن کے عزم جنگ میں فرق پڑگیا ضمینیس کے عہد صلح کے توڑ ڈالنے سے جو کہ بڑا متعصب پادری اور اسقف تولیڈو کا تھا مسلمان خفا ہوے اور یہ جھگڑا قرار دی گئی کہ سرکشی ہے۔ ہزاروں مسلمانوں نے جن کو اعتقاد

صادق اور ایمان کامل نصیب تھا اپنی جانوں کو راہ حق میں نثار کیا اور جو شخص کہ ضعیف الایمان تھے اُنہوں نے مارے ڈر کے عیسائی مذہب کو اختیار کیا سولہویں صدی کے شروع سے آخر تک سلاطین اسپین نے جن کا مذہب رومن کاتھولک تھا مسلمانوں پر اس لیئے کہ وہ مذہب عیسائی اختیار کریں بہت جبر کیا اور طریق کو اپنے مذہب کے کہ جس میں تشدد کسی طرح کا روا تھا بھول گئے۔ چارلس پنجم نے عہد اپنا جو مسلمانوں سے کیا تھا کہ وہ اُس کی پناہ میں رہیں توڑ ڈالا اور یہ اشتہار دیا کہ سب مسلمان رسمیں عیسائی کو عمل میں لاویں۔ ہزاروں شخص اس حکم کو کہ جس میں سراسر ظلم تھا بجالائے اور مرتد ہو گئے۔ مراد اُن لوگوں کی جو تحقیقات حال مذہب محمدی کے لئے متعین ہوے تھے اور جنہیں اس مذہب والوں سے کمال عداوت اور تعصب تھا برآئی یعنے اُنہوں نے اپنا عوض لیا۔ اگر ان شخصوں میں سے جن کا یہ منصب تھا کہ عقائد اور رسوم قوم نصرانی کو نگاہ رکھیں اور جس شخص کو خلاف طریقہ مذکور کے پاویں سزا دیں کوئی نشان اسلام کا دیکھہ پاتے تو وہ مسلمانوں کو خیال کرتے تھے کہ وہ مذہب عیسائی سے مرتد[۱] ہو گئے ہیں اور ان سے مرتدین مذہب کے موافق پیش آتے تھے۔ ہر ایک پادری دشمن ہو گیا تھا پادریوں کے سلطان نے جس کا مقر روم تھا اپنے نائبوں کو اُن کی سستی اور غفلت کے سبب سے لعنت وملامت کی (کہ کیوں اب تک سب مسلمان عیسائی نہو گئے)

آمدنی پادریوں رومن کاتھولک کی تیاری میں کلیسیاؤں کے جو مسلمانوں کو عیسائی کرنے کے واسطے بنائی گئی تھیں کم ہو گئی۔ پادریوں نے یہ تجویز کی کہ کوئی مسلمان اسپین میں نہ رہنے پاوے اور اُن کا بالکل اخراج اس ملک سے ہو جائے انجیل مقدس اس لیئے کہ اپنے مقدمہ کے لئے کوئی حیلہ بنا دیں طلب کی اور بادشاہ سے یہ کہا کہ نام ونشان نہ رکھنا مسلمانوں کا بادشاہ کاتھولک مذہب والے پر

[۱] یعنی جو مسلمان کہ عیسائی انہیں ہوے تھے اُن کے پاس کوئی نشان اسلام دیکھکر سمجھے تھے کہ عیسائی ہو کر پھر مسلمان ہو گئے ہیں اور انہیں وہی سزا دیتے تھے جو مرتدوں کو دیجاتی تھی ۱۲

ایسا واجب ہے جیسا کہ نکالدینا کافروں کا زمین موعود (یعنے کنعان) سے بادشاہوں اور سرداروں یہود پر فرض تھا۔

"چارلس پنجم اور فلپ دوم اور فلپ سوم کے وقت میں جو نہایت کم ہمت تھا مقدمہ نے پادریوں کے مضبوطی حاصل کی۔ فرمان بادشاہی اس مضمون کا جاری ہوا کہ مسلمان ویلنشیا اور اسپین کے ہر ایک ضلع سے کنارۂ جنوبی کو چلے جاویں اور بادشاہی جہازوں پر سوار ہو کر افریقہ کو رخصت ہوں اور انہیں یہ اجازت ہوئی کہ وہ اپنے مال واسباب میں سے تھوڑا سا اپنے ساتھ لیجاویں اور باقی مال کے زمین کے مالک حقدار ہیں (ان نکالے ہوے) مسلمانوں کو میدانوں میں افریقہ کے عربوں بدوی نے لوٹ لیا۔ بسبب ماندگی اور بھوک کے تمام آدمی جلاوطن لوگوں میں سے اہل اسلام کے بڑے بڑے شہروں میں جو بیچ افریقہ کے واقع تھے نہ پہنچ سکے اور بعد جلاوطن ہونے ویلنشیا سے کئی مہینے کے عرصہ میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمی تکلیف وسختی سفر کی سے مر گئے۔ اس وقت کی تواریخ میں اسپین کے بالکل احوال خونریزی کا لکھا ہوا ہے۔ اکثر بہادر مسلمان اسپین کے پہاڑوں کو اس خیال خام سے کہ وہاں لڑیں گے اور اطاعت میں کسی شخص کے نرہیں گے بھاگ گئے لیکن فوج بادشاہی سے مقابلہ نکر سکے اُن کے مال واسباب کو بادشاہ بے عقل اور فاسق کے رفیقوں نے جن کو نہایت طمع تھی ضبط کر لیا اور گرفتار کرنے والے کے لئے کچھ انعام مقرر ہوا۔ اُن میں سے تھوڑے آدمی پکڑے آئے اور افریقہ کو بھیجے گئے اور بعضے بغیر لحاظ اس کے کہ وہ بچے ہیں یا جوان یا بوڑھے اور نہ تمیز کرنے اس بات کو کہ وہ مرد ہیں یا عورت مارے گئے اور جو لوگ کہ اسپین والوں کے ہاتھ نہ لگے وہ تعاقب کئے گئے اور سردی اور بھوک کے مارے پہاڑوں اور جنگل میں مر گئے مسلمانوں کی سلطنت کو ایسے ظلم اور سختی کے ساتھ اسپین سے خارج کیا۔ رومن کاتھولک مذہب والوں میں سے جن لوگوں کو مسلمانوں سے تعصب تھا

بہت خوش ہوئے۔(اور تمام مساجد اور معابد وغیرہ نصرانی تصرف میں آئے خصوصاً
وہ مسجد گرجا گھر اب تک ہے جس کو) پہلے بادشاہوں خاندان بنی امیہ نے بیچ کورڈوا
کے ایک مسجد مسجدوں دمشق اور بیت المقدس کے موافق عرض و طول و ارتفاع
و خوبصورتی اور رونق میں آٹھ برس کے عرصہ میں تعمیر کروائی اس کی چھتوں کے
تلے ایک ہزار سے زیادہ ستون سنگ مرمر کے لگے ہوئے تھے اور پیتل کے اسّی
دروازوں سے مسلمان آتے جاتے تھے دولت ملک کی خریدنے میں عطریات
ممالک مشرقی کی صرف ہوتی تھی اور چار ہزار سات سو چراغ ہمیشہ رات کو روشن ہوتے
تھے اس تختگاہ خاندان بنی امیہ میں دو لاکھ گھر اور چھ ہزار مسجدیں اور نو ہزار حمام
واسطے آرام خلقت کے تیار تھے انتہے تمت کلامہ لب التواریخ جلد ۲ مطبوعہ
سنہ ۱۸۲۹ء صفحہ ۱۳ باب ۶ فصل ۸ کے شروع میں لکھا ہے کہ شارلیمین کی ظفروں
نے یورپ کے نواح شمالی میں مسیحی دین پھیلایا انتہے۔

اور سنہ ۱۴۹۲ء میں جبکہ براعظم امریکہ ظاہر ہوگیا اسپین والوں نے ایسے ناواجبی
طور اور سختی سے امریکہ والوں کو عیسائی کیا کہ بیان سے باہر ہے از ہندی تواریخ
کلیسیا صفحہ ۱۸ ایپل ویڈا صاحب کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ اسپین والے
یہ خیال کرتے تھے کہ ہم نے چوبارہ لاکھ اہل ترکی (یعنے مسلمانوں) کو قتل کیا یہ
قتل انجیل کے موافق ہے کیونکہ بنی اسرائیل نے اہل کنعان کو اسی طرح قتل
کیا تھا صاحب موصوف نے یہ کتاب اسی امر کے ثبوت میں لکھی ہے۔

سلہ ہسٹری آف دی کانفلکٹ بٹوین ریلیجن اینڈ سائنس مصنفہ جان ولیم ڈریپر ایم۔ ڈی۔ ایل۔ ڈی پروفیسر انڈی یونیورسٹی آف نیویارک مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۲ء طبع سولہویں دفعہ صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۱ میں لکھا ہے کہ فروری سنہ ۱۵۰۲ء میں سیویل سے ایک عیسائی فرمان جاری ہوا کہ ہر باشندہ اسپین پر مسلمانوں کا نکالنا فرض ہے اور حکم دیا کہ جو مسلمان عیسائی مذہب قبول کرے ہر فرد اُن کا بیس تمبر والا اپریل سے آخر تک ملک سے نکل جاوے سونا یا چاندی اپنے ساتھ نہ لے جانے پائیں کسی مسلمانی سلطنت یا ملک میں نہ جانے پائیں اور جو عدول حکمی کرے جان سے مارا جائے اُن کی حالت یہودیوں سے بھی زیادہ افسوسناک تھی جن کو حکم تھا کہ جہاں چاہیں چلے جائیں کیسی احسان فراموشی ہے کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کو اپنے وقت میں کسقدر آرام دیا اور جب عیسائیوں کا وقت ہوا تو اس کا مسلمانوں سے یوں عوض لیا اقرار تھا کہ مذہبی اور رسوم کی آزادی میں فرق نہ آنے پائیگا یہ اقرار کا ذلیل اری نیزی کی ترغیب سے توڑ گیا اور مسلمان ۱۴۹۲ سے برس کی سکونت کے بعد اسپین سے کسطرح نکالے گئے انتہے ۱۲

سلہ انگریزی میں ہے ۱۲ جلیس ریکارڈ صفحہ ۱۴۲ ۱۲

لیس کیس صاحب اپنی کتاب موسوم بہ بریزی ویسمار لیشن ڈی لاڈس ترکشن
ڈی لانیس انڈیاز لکھتے ہیں کہ ہینی سنبٹ ڈومنگو اور جمیکا کے جزیرے دیکھے اُن
میں تمام جگہہ پہانسیاں کھڑی تہیں اور وہ لوگ تیرہ تیرہ امریکہ والوں کو ایک
ایک دفعہ پہانسی دے رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہم تیرہ حواریوں کے حضور
قربانی گزرانتے ہیں وہی صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ اہل امریکہ
کے چھوٹے چھوٹے زندہ بچوں کو کتوں کے آگے ڈلوا کر پہڑوا رہے تھے انتہے
از حاشیہ کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب جس کا ترجمہ مؤید الاسلام ہے مطبوعہ
سنہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۵۹ پہر جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی اُردو کتاب کے صفحہ
۱۶۲ و انگریزی مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۴۵ میں لکھتے ہیں کہ نئی دنیا کے
ایک کروڑ بیس لاکہہ باشندے صلیب کے تلے قتل ہوئے یقینی ہمیں اسبات
کا اقرار کرنا چاہیے کہ ایسی خوفناک مذہبی لڑائیاں عیسائیوں کے سوا کبھی اور کسی قوم
میں نہیں ہوئیں جو چودہ صدیوں تک قایم رہی ہوں انتہے تمت کلامہ
جورڈ صاحب فرانسیسی کہتے ہیں کہ ہمیں سچ بولنے میں کچھ باک نکرنا چاہیے سچ یہ
ہے کہ فرانس کے بادشاہوں نے مسلمانوں کے طریقہ سے مذہب عیسائی کی فریسنز
اور سیکسنز کے ملکوں میں بنا ڈالی اور بعد ازاں اُسی طریقہ سے اُسے شمالی ملکوں میں
پہیلایا یہی طریقہ یعنی زبردستی دیلڈن سیز اور اہل بی جین سیز فرقوں کے ساتھہ
جنہوں نے پوپوں کی حکومت سے انکار کیا تھا برتا گیا اور نئی دنیا کے باشندوں
کے ساتھہ بھی یہی سلوک کیا گیا انتہے از کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب مطبوعہ
سنہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۶۲ لیکن مسلمانوں نے ایسا ظلم تو کبھی نہیں کیا ہے جورڈ صاحب
فرانسیسی نے یہاں مسلمانوں کا نام زبردستی لکھہ دیا پہر جان ڈیون پورٹ صاحب
اُردو صفحہ ۱۶۱ و انگریزی صفحہ ۱۴۴ میں لکھتے ہیں قسطنطین نے نائیس کونسل
میں اجلاس کرکے پادریوں کو وہ اختیارات دیے جن سے یہ نتیجے نکلے اور جن کا
حال ذیل میں ہے انہیں اختیارات کے باعث سے ۹ صلیبی لڑائیاں مجنون

عیسائیوں اور بے گناہ ترکوں میں ہوئیں اور قریب دو سو برس کے یہ لڑائیاں رہیں اور کروڑوں انسان مارے گئے انہیں اختیارات کے باعث سے اینابیپ ٹسٹ غیر اصطباغی عیسائی قتل ہوئے اور ظلم مندرجہ ذیل ہوئے۔

رائین دریا سے لیکر یورپ کے شمالی حدوں تک لوتھر اور پوپ کے معتقدین قتل ہوئے۔ ہنری ہشتم اور اُس کی بیٹی میری نے لاکھوں آدمی قتل کروائے۔ فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کے عرس کے دن ہزاروں پروٹسٹنٹ عیسائی قتل ہوئے اور چالیس برس تک فرانسس اول کے زمانہ سے ہنری چہارم کے پیرس میں داخل ہونے تک ہزارہا عیسائی مارے گئے مجلس انگوزیشن یعنے تمام محکمہ تحقیقات بدعات کے سبب سے ہزارہا عیسائی مارے گئے انتہے پھر اسی صفحہ ۱۶۱ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ پانچسو آدمی ذی رتبہ اور دس ہزار آدمی صرف پیرس میں قتل ہوئے اور اور ضلعوں میں بھی ہزاروں مارے گئے اُس زمانے میں گرگوری سیزدہم پوپ تھا اُس نے تمام قاتلوں کو قتل کے گناہ سے بری کردیا اور اُس پر طرہ یہ کیا کہ اس خوشی کے ظاہر کرنے کے واسطے جلسہ کرنے کا حکم دیا اور بڑی دھوم دھام سے ایک عرس کیا اس پادری کی ایک اور بیحیائی یہ دیکھو کہ اُس نے اس قتل کی یادگار میں ایک تمغہ ڈھلوایا اُس کے ایک طرف تصویر بنوائی اور دوسری طرف حضرت عزرائیل کی تصویر بنوائی اور اس تصویر کے اوپر یہ الفاظ لکھے۔

قتل پر اتسطنشان پھر اُسی حاشیہ کتاب جان ڈیون پورٹ میں لکھا ہے کہ محکمہ انکوزیشن اورینٹی صاحب مورخ محکمہ تحقیقات بدعات لکھتے ہیں کہ ۱۴۸۱ء سے لیکر ۱۸۰۸ء تک جتنے آدمی اس محکمہ نے جلائے یا قتل کئے وہ تعداد میں چونتیس ۳۴ ہزار چوبیس ۲۴ تھے انتہے۔

تاریخ سلطنت انگلشیہ مؤلفہ حکام سررشتہ تعلیم پنجاب مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۴۰۷ میں لکھا ہے کہ ملکہ میری کے فرانس سے چلے آنیکے

بعد وہاں خانہ جنگی کا ہنگامہ شروع ہوا یہ خانہ جنگی اصل میں ملکی لڑائی نہ تھی بلکہ کاتھولک
اور پراٹسطنٹ کی تکرار تھی اور یورپ میں مذہب پراٹسطنٹ جاری ہونے کے بعد
سو برس تک جتنی لڑائیاں ہوئیں سب اسی قماش کی تھیں انتہی اب اس سو برس کے
قتال کو تاریخ انگلستان میں دیکھنا چاہیے کہ لاکھوں آدمی قتل ہو گئے رومن
کاتھولک اس جہاد کو جہاد توفیقی کہتے تھے اور اپنے جھنڈوں پر صلیب اور عشائے
ربانی کی میز کے پیالے بناتے تھے (ایضاً صفحہ ۳۷۶) مرأت الصدق مؤلفہ
پادری بیڈیلی صاحب اور ترجمہ طامس انگلس صاحب حسب ارشاد پادری
مریا انجلو صاحب کاتھولک مشنری چھاپہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۵۲ میں لکھا ہے
قولہ اب ہمیں ان سنگدلیوں اور ظلموں پر غور کرنا چاہیے جو پروٹسطنٹوں نے
کاتولیکوں کے ساتھ زمانہ حال تک کیں کیونکہ اس مطلب کے واسطے زیادہ
ایک سو سے بے رحم اور ناانصاف قانون بنائے گئے تھے اور ہم ان میں سے
چند بے رحمیوں کا ذکر کریں گے یعنے کاتولیک اپنے والدین کی جایداد پر قابض
نہو سکتے تھے نہ بعد اٹھارہ برس کے سن کے زمین مول لے سکتے تھے کاتولیک نہ
مکتب رکھہ سکتے تھے نہ تعلیم دے سکتے تھے کیونکہ اس کی سزا میں دایم الحبس ہوتے
تھے کاتولیکوں کو دوچند خراج دینا پڑتا تھا اور جو کسی پادری نے نماز کی تو اسے تخمیناً
تین سو تیس روپیہ کی اپنے مال سے قرقی میں دینا پڑتا تھا اور جو کوئی شخص نماز
سنے تو اس پر تخمیناً سات سو روپیہ کے جرمانہ اور ایک برس کی قید کا حکم تھا اگر
کوئی کاتولیک یا اور شخص اپنے لڑکے کو انگلنڈ سے باہر کاتولیک مذہب میں تربیت
پانے کے واسطے بھیجے تو وہ اور اس کا لڑکا اپنی ملکیت سے علاوہ اپنی جانوں سے
محروم کئے جاتے تھے اور ان کا اثاث البیت اور مواشی اور ہر ایک جائداد ضبط
ہوتا تھا جو کوئی کاتولیک اتوار وں اور عیدوں کو پروٹسطنٹوں کے گرجے میں نجاتا تھا
تو اس پر ہر مہینے دو سو روپے جرمانہ ہوتا تھا اور جو لندن سے پانچ میل سے زیادہ دور
جاتا اس پر ہزار روپیہ کا جرمانہ تھا جو کوئی کاتولیک عورت شادی کرتی اس کے جہیز

سے دو حصے ضبط ہوتے اور وہ اپنے خاوند کی زوجہ نہ ہوسکتی نہ اپنے خاوند کا اسباب پا سکتی تھی اور شادی کے بعد عورتیں قید میں رکھی جاتیں جب تک کہ خاوند دس روپیہ مہینا یا تیسرا حصہ اپنی زمین کا سرکار میں نہ دیتا اور آخر کو سب کاتولیک مقید ہونے کو تجویز کیے گئے جو پروٹسٹنٹ کا مذہب اختیار نہ کریں اور ان کے لیے تازیست جلاوطنی کا حکم تھا اور درصورت انکار قتل کیے جاتے تھے اہل کاتولیک اپنے گھر میں ہتیار نہ رکھ سکتا تھا اور نہ پچاس روپے کی قیمت سے زیادہ کے گھوڑے پر سواری کر سکتا تھا اور بموجب قانون الزبتھ بادشاہزادے کے جو کوئی پادری متولد ریاست انگلنڈ بغیر پراٹسٹنٹ ہونے کے تین دن انگلنڈ میں ٹھہرتا وہ غدار متصور ہو کر مارڈالا جاتا اور وہ بھی جو اُسے اپنے گھر میں اوتارتا مارڈالا جاتا بموجب انہیں خونی قانونوں کے دو سو چار آدمی بادشاہزادے الیزبتھ کے عہد میں محض کاتولیک ایمان کے سبب مارڈالے گئے منجملہ ان کے ایک سو چار تو پادری تھے تین شریف بیبیاں اور باقی معزز لوگ اور افسر تھے علاوہ ان کے نوے پادری اور اور بزرگ شخص اسی عہد بادشاہت میں بحالت مقیدی مر گئے اور ایک سو پانچ تازیست جلاوطن کیے گئے اور اور بہت چابکوں سے مارے گئے جرمانہ کیے گئے لوٹے گئے کہ ان کے خاندان ویران و تباہ ہو گئے ۱۵۸۷ء میں میری بنام اسکاٹ کی موبادشاہزادی کاتولیک ہونے کے سبب قتل کیے گئے پھر مرأت الصدق صفحہ ۵۹ و ۶۰ میں ہے ڈاکٹر برج واٹر ہمکو بارہ سو آدمیوں کے نام بتلاتا تھا جو اپنے مذہب کے واسطے پیشتر ۱۵۸۸ء کے قتل کیے گئے (دیکھو کانسرٹ اکلیسیا کاتولیک ڈاکٹر برج واٹر کی) سوا ان کے جو آیندہ عہد سلطنت میں سیکڑوں اور قتل کیے گئے وے جو مارے جاتے تھے سولی پر کھینچے جاتے گردن سے لٹکائے جاتے اور زندہ ٹکرے ٹکرے کیے جاتے ان کی انتڑیاں جیتے جی نکلوائی جاتیں اور ان کے روبرو جلوائی جاتیں سر کٹوائے جاتے اور بدن چارپارہ کیے جاتے شکنجے میں کھینچے جاتے جس سے ان کے عضو

ڈھیکلی لگا لگا کے تانے جاتے تھے یہاں تک کہ جس کا ذکر کرنا معیوب اور زبون ہے ایک قسم کے چکر پر جسے اس کا وینجر س ڈاٹر کہتے تھے چپکائے جاتے تھے اور اُن کے بدن یہاں تک توڑ توڑ کے جھکائے جاتے تھے کہ سر اور پاؤں مل جاتے تھے (ڈاکٹر ملنر کے مکتوب برپ صفحہ ۱۳۴ ٹیلیر کی یادداشت جلد پہلی صفحہ ۱۷۴) قید سے ایک ایسی جگہہ میں جو لٹل ایز کہلاتے تھے جس میں ایک سوراخ ایسا چھوٹا ہوتا تھا کہ انسان نہ کھڑا ہو سکے نہ بیٹھ سکے نہ لیٹ سکے آہنی دستانہ سے جس میں ایسے پیچ لگے ہوے ہوتے تھے کہ ہاتھ کو یہاں تک کھینچتا تھا کہ ہڈیاں چور چور ہو جاتی تھیں یا سوئیوں سے جو تکلیف اوٹھانے والے کے ناخنوں میں گڑائی جاتی تھیں یا فاقہ زدگیوں سے وے سب ہلاک کئے جاتے تھے (ڈاکٹر ملنر کا مکتوب برپ صفحہ ۱۳۴ نوٹ میں اور ٹیلر کی جلد پہلی صفحہ ۱۱۵ وغیرہ) اور اُس شخص کو جو کسی کاتولیک پادری کو نشان دیوے اور ان کم بخت سزاؤں کے اوٹھانے کو پکڑ لاوے ہزار روپیہ انعام ملتا تھا یہ سب ظلم فقط انگلنڈ ہی میں منحصر نہ تھے کیونکہ الیزبتھ آیرلنڈ تک بھی اپنے دست ظلم کو دراز کر چکے تھے اور وہاں اُس نے بہت سے بے گناہ کاتولیکوں کو فقط عمل اور اقرار مذہب کی خاطر مروا ڈالا کاتولیک قیدیوں کے ناخن اونگلیوں سے اوکھاڑ دیتا تو معمولی بات تھی اور پادریوں کے سروں کو لکڑیوں اور تھپروں سے یہانتک کوٹنا کہ بھیجا نظر آجائے ایسے ازمرات الصدق جانیے کو الیار ۱۵۸۱ء صفحہ ۵۲۔۶۱ اور اسی طرح تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۴۰۹ میں بھی ہے تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۳۷۲ میں ہے کہ ۱۵۳۶ء کے تین برس بعد یعنے ۱۵۳۹ء میں بڑی بڑی خانقاہیں مسمار کی گئیں غرض ۳۲۱۹ خانقاہیں اور پرستشگاہیں کھنڈر ہو گئیں اُن کی بربادی سے بادشاہ ہنری ہشتم کی سالانہ آمدنی میں سولہ لاکھ روپے کی افزونی ہوئی تھی

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷۹ میں لکھتے ہیں کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے حقیقت میں اسکندریہ کا کتب خانہ جلا دیا پس وہ

لوگ کیونکر الزام لگا سکتے ہیں جو اپنے پادری کارڈنل ضمنیس[1] سے ناراض ہوے۔ جس نے اہل عرب کے تمام عمدہ عمدہ کتب تواریخ وزراعت وطب کو جلا دیا اور یہ دلیل بیان کی کہ یہ کتابیں قرآن سے مستنبط ہوں گی اسی طرح عیسائیوں نے مشہور سرد خانہ کو منہدم کیا اور اُس سے بھی زیادہ وینڈل قوم کی طرح بے وقوفی کی کہ فغفور چین کی عمدہ عمدہ عمارات اور دفتروں کو برباد کر دیا انتہے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۲۰ میں لکھا ہے کہ ۱۵۴۹ء میں تمام انگلستان میں تباہی او گداگری پھیلی۔ (۱۵۳۹ء کا حال دیکھو) بہت سخت سخت قانون بنائے گئے جج لوگوں نے مخبروں کو حکم دیا کہ وہ فقیروں اور سائیلوں کو جہاں پائیں پکڑ لائیں تاکہ پانچویں نمبر کا پروانہ گداؤں کے باب میں اُن کے سینہ پر جلایا جاوے اور یہ بھی حکم دیا کہ جو مخبر کسی فقیر کو پکڑ وائے گا وہ فقیر اُس کا دو برس تک غلام رہے گا اسی زمانہ میں نورفوک میں بڑی بغاوت ہوئی ۱۵۵۳ء میں میری یعنے مریم تخت پر بیٹھی اور اُس نے پوپ[2] کی مذہب کو پھر قایم کیا ۱۲ فروری ۱۵۵۳ء کو لیڈی جین گری اور لورڈ گلی گلفرڈ ڈوڈلی قتل ہوئی ۱۵۵۵ء میں پروٹسٹنٹ مذہب والے عیسائیوں پر ظلم شروع ہوا بشپ رڈلی اور لیٹی مر اور کسی فردین بدعتی ہونے کے الزام پر جلائے گئے تمام قید خانے بدعتیوں سے بھر گئے میری نے تمام گرجوں کے متعلق زمین یکساں بحال کر دیں اور یہ کہا کہ یہ بات میری نجات کے لئے ضرور ہے بدکاریاں نہایت زیادہ ہو گئیں قزاقیوں اور بڑی بڑی خطاؤں کی کثرت ہوئی انتہے تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۳۲۶ میں ہے کہ اُمرا قزاقوں سے اور گنوار غلاموں سے کچھ ہی بہتر تھے انتہے اُن نئے ملکوں (یعنے امریکہ) کے لوگوں کی طرف یہ سمجھ کر کہ وہاں کنوز وافر تھا اہالی اسپانیہ نے مذہب وسیاستہ المدن کے حیل سے دست ظلم وتعدی کو بسکہ دراز کیا مسیحی دین کی ترویج کے لئے شکنجے اور جہاڑ دار لوکنی الآلات تھے وہاں کے لوگ جانوروں کی مانند شکار کئے جاتے تھے اور جنگل میں جیتے جلائے جاتے تھے ہسپانے والا

---

[1] دیکھو کتاب انگریزی جان ڈیون پورٹ صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ لندن ۱۸۶۹ء ۱۲ [2] پوپ یعنے مذہب کا گرو ملک ۱۲

میں تین لاکھہ آدمی تھے اور کیوبا میں چھہ لاکھہ سے کچھہ اوپر یہ سب چند سال کے عرصے میں بالکل منہدم (یعنی معدوم) ہوگئے انتہے۔ از لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ پھر جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۸ و ۹۹ میں لکھتے ہیں کون ایسا ہے جس نے شوری (یعنے مردانگی) کی مابقی یعنے سلطنت اسلام کے اسپین سے جاتے رہنے کا افسوس نکیا ہو۔ کون شخص ایسا ہے جس نے اُس عمدہ قوم پر تعجب نکیا ہو جنہوں نے آٹھہ سو برس تک حکمرانی کی مگر اُن کے مخالف مورخوں نے بھی اُن کی ایک بے رحمی کا بھی ذکر نہیں کیا (یعنے کبھی اُن سے بے رحمی نہیں ہوئی تھی) کون ایسا شخص ہے جو عیسائیوں کے پادریوں کی اس حرکت سے نادم نہو کہ اُنھوں نے اپنے حکام سے زبردستی شیطنت اور ظلم اُس قوم پر کرایا جن کی وہ حفاظت میں ایک عرصہ دراز تک رہے تھے کون ایسا متنفس ہے جو ضمنیص پادری کی اس حرکت کے لکھنے سے شرمندہ نہو کہ اُس نے کہہ دیا اور کے (اسلامی) بڑے بڑے شعرا اور فلسفیوں اور ریاضی دانوں کی تصنیفات کو جلا دیا اور اُس قوم سے سات سو برس کے علم و ادب کی کتابوں کو برباد کر دیا انتہے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۸۸ اور انگریزی کے صفحہ ۸۴ میں لکھا ہے **قولہ** یہ بات سچ ہے کہ اگر بجائے اہل عرب اور ترک کے اہل یورپ ممالک ایشیا کے مالک ہوتے تو وہ اسلام کو اس طرح رہنے دیتے جس طرح مسلمانوں نے مذہب عیسائی کو رہنے دیا ہے۔ اور اسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہے چیٹ فیلڈ صاحب کا (ہشتاری کل ریویو صفحہ ۳۱۱) قول ہے کہ اگر اہل عرب اور ترک لوگ اور مسلمان قومیں عیسائیوں سے اسی طرح پیش آتیں جیسے کہ اہل یورپ نے مسلمانوں سے سلوک کیا تو غالب ہے کہ مذہب عیسائی مشرقی ملکوں سے بالکل نیست و نابود ہو جاتا انتہے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۹۰ میں لکھا ہے **قولہ** یہ جو اکثر مورخوں نے لکھا ہے اور اب بھی بہت لوگ یقین کرتے ہیں کہ یہ قرآنی مذہب صرف

سلہ انگریزی میں ہے جو عمرو اور فیاض قوم دیکھو صفحہ ۹۵ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۹ع ۱۲

تلوار کے ذریعہ سے شایع ہوا تھا یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ہر ایک غیر متعصب آدمی ادنے فکر میں معلوم کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا مذہب ایسا نہیں تھا کہ جس میں انسان کی قربانی اور خونریزی کی جائے نماز اور زکوۃ قایم کی گئی تھی اور ہمیشہ کے جھگڑوں اور قضیوں کی جگہہ باہمی اخلاص و محبت کی بنیاد ڈالی گئی تھی اور یہی باعث ترقی کا ہوا تھا حقیقت میں یہ مذہب اہل مشرق کے واسطے سرتاپا برکت تھا اور آنحضرت صلعم نے ہرگز اسقدر خونریزی نہیں کی جس قدر حضرت موسے نے بت پرستی کی بیخ کنی کے واسطے کی تھی انتہے پھر اُسی اردو کتاب کے صفحہ ۱۰۳ اور ۱۰۴ اور انگریزی مطبوعہ لندن ۱۸۶۹ء کے صفحہ ۹۸ و ۹۹ میں لکھا ہے **قولہ** جب عیسائیوں نے پہلی صلیبی لڑائی میں یروسلم کو بسرواری گوڈفرے دسویں صدی کے آخر میں فتح کیا تو اُس وقت بیت المقدس کے قلعہ میں چالیس ہزار مسلمان تھے ان سب کو عیسائیوں نے مع زن و فرزند قتل کر ڈالا نہ ضعیف آدمی نہ عورتیں نہ پناہ مانگنے والے نہ بچہ کوئی بھی نہ بچا جن تلواروں نے ماؤں کو قتل کیا تھا انہوں ہی نے بچوں کو قتل کیا یروسلم کی تمام گلیاں مقتولوں سے بھر گئیں اور ہر طرف سے مجروحوں کی آہ و زاری کی آواز آنے لگی اور جبکہ سلطان مصر و شام نے دوسری صلیبی جنگ میں بیت المقدس کو دوبارہ فتح کر لیا تو اُس نے ہرگز ظلم نکیا اور جب اہل قلعہ نے آپ کو اُس کے سپرد کر دیا سلطان نے ان عیسائی قیدیوں پر نہایت مہربانی کی اور جو لوگ ایسے غریب تھے کہ اپنی رہائی کی قیمت ادا کر سکتے تھے اُنہیں مفت آزاد کر دیا اس بادشاہ کی تہذیب اخلاق کے سامنے فلپ بادشاہ فرانس تو کیا بلکہ رچرڈ شیر دل کی بھی حقیقت کچھ نرہی۔ یہ اسلامی بادشاہ فقیروں کی طرح اپنے نفس پر بہت تنگی کرتا تھا مگر اور لوگوں کے واسطے اس کی مہربانی اور فیاضی بے حد تھی رحم اور نیکیاں اُسکی ذات میں بہت تھیں اور اُس نے اپنے زمانہ حیات میں ایسے کام کئے کہ اُس کے ہمعصر عیسائیوں کو بھی ایسے کرنے چاہئیں تھے۔ یہ سلطان بے شبہ دلیر اور عقیل اور فیاض تھا

دمشق کے صلحنامہ کے تہوڑے عرصہ بعد اُس نے انتقال کیا اور کچھ روپیہ اسواسطے دیگیا کہ میری وفات کے بعد یہ روپیہ غربا اور مساکین پر بغیر تمیز عیسائی اور یہودی اور مسلمان کے تقسیم کیا جائے۔ اب فرق دیکہو عیسائی بادشاہ ریچرڈ اول ایسا بادشاہ تہا جس کی تمام شان اور شوکت اُس روپیہ سے قایم تہی جسے وہ اپنی رعیت سے بظلم اور تعدی لیا کرتا تھا یہ بادشاہ بہت لالچی اور شہوت پرست تہا اُس کی شہوت پرستی نے اُس سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد کرایا اور یہ بادشاہ تمام عمر اپنی خوبصورت ملکہ برن گیریا دختر سنیکو بادشاہ نوار سے ناموافق رہا ایک غریب راہب نے سر دربار اُسے ملامت کی اور خدا کا واسطہ دیکر یہ کہا کہ شہر سدوم کو جہاں قوم لوط رہتی تہی خیال کرو انتہے۔

پہر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۷۰ میں لکہا ہے **قولہ** ۹۰۵۸ء میں آٹھواں ہنری تخت پر بیٹہا یہ بادشاہ بڑا نمودی اور ظالم تہا یہ بادشاہ کہا کرتا تہا کہ میں نے اپنے غصہ کے وقت کسی مرد اور شہوت کے وقت کسی عورت کو نہیں چہوڑا انتہے۔

پہر اُسی اُردو کتاب کے صفحہ ۱۶۳ و انگریزی صفحہ ۱۴۷ میں لکہا ہے **قولہ** گبن صاحب مشہور مورخ نے اس طرح لکہا ہے مسلمانوں کی لڑائیوں پر آنحضرت صلعم نے تقدس کا فتوے دیا تہا مگر آنحضرت کے خلفا نے آپ کی احادیث اور عادات سے ایسی باتیں اخذ کیں کہ جن سے اور مذہبوں میں بہت رواداری کرنا کچہ ضروری نہ ثابت ہوتا تہا انتہے اُسی کتاب کے صفحہ ۱۶۷ کے حاشیہ میں وہ لکہتے ہیں قولہ ترکی کے فقیہوں نے اس مسئلے کی ایک مثال لکہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان عیسائی عورت سے پیدا ہوا اور ماں اُس کی مرجہانا ہو گئی ہو اور گرجے کے دروازہ تک خود نجا سکے تو اُس مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اگر امیر ہے تو کسی سواری پر پہنچائے اور اگر غریب ہے تو اپنے کندہے پر چڑہا کر پہنچائے انتہے پہر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۷۶ کے حاشیہ میں وہ لکہتے ہیں یہ حکایت مندرجہ ذیل اس ہمارے قول کی بہت معاون ہے جو بہی محمد کے عہد حکومت میں

جس کے وزیر اعظم نے دی اپنا شہر کا ۱۶۸۲ء میں محاصرہ کیا مگر اُس کو جون سوبیسکی کے بادشاہ پولنڈ نے شکست دی ایک عیسائی پادری نے اسلام قبول کیا اور اپنی حرارت اسلامی ظاہر کرنے کے واسطے جس طرح وہ آنحضرت کی کسرشان کرنے کا عادی تھا اسی طرح اُس نے حضرت عیسے علیہ السلام کو فریبی اور مکار کہا مسلمان اُس کی اس حرکت سے نہایت متحیر ہوے اور اُسے گرفتار کرکے دیوان کے پاس لے گئے اور اُس نے اُس کو اُسی وقت قتل کیا انتہے۔

پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۸۴ میں وہ لکھتے ہیں کہ اہل اسلام دعوت اسلام کرتے تھے مگر اپنے مذہب کو بجبر قبول نکراتے تھے انتہے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ میں وہ لکھتے ہیں **قولہ** جیسے کہ دنیا میں کوئی چیز عثمانیوں (یعنے ترکوں) سے اُن کا مذہب نہیں چھڑا سکتی ویسے ہی وہ غیر قوموں کے مذہب میں دست اندازی کرنا نہیں چاہتے اگر کوئی اُن کو خوش کرے تو وہ یہ دعا دیتے ہیں کہ خدا تیرا انجام بخیر کرے اور اس سے مراد یہ کہ خدا تجھے ایسی ہدایت کرے کہ تو مسلمان ہو جائے لیکن اس سے زیادہ اور کچھ دست اندازی نہیں کرتے۔ پندرہویں صدی میں ہزاروں بنی اسرائیل اسپین اور پرتگال سے نکالے گئے اور ترکی (یعنے قسطنطنیہ) میں آکر قیام پذیر ہوے یہاں اُن کی اولاد چار صدیوں سے بہت امن و آمان سے رہتی ہے کاتھولک مذہب کو قسطنطنیہ اور سمرنا میں پیرس اور ویونز کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہے کسی قانون میں یہ نہیں ہے کہ اس ملک میں غیر مذہب والے اپنے مذہب کی رسموں کو پوشیدہ کریں جب مردے قبرستان میں لیجاتے ہیں تو ہزاروں عیسائی جلتی شمع ہاتوں میں لئے اُن کے ساتھ ہوتے ہیں اور انجیل کے فصل پڑھے جاتے ہیں فیسٹ دیو کے دن پیرا اور گلیتا کے تمام عیسائی قطاریں باندہ کر بازار میں نکلتے ہیں اور صلیب اور جھنڈا اُن کے سامنے ہوتا ہے اُن کی حفاظت

سلہ اس کتاب میں لفظ قولہ لکھا ہو یا نہ لکھا ہو مگر ہر جگہ بعینہٖ نقل عبارت ہر کتاب کی ہے ۱۲

کے لئے ترک لوگ اپنے سپاہیوں کا بکٹ ان کے ساتھ کر دیتے ہیں اور یہ بکٹ خود عثمانیوں کو بھی رستہ میں سے ہٹا دیتا ہے اور عیسائیوں کی یہ رسم پوری ہو جاتی ہے انتہے۔ پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۷ کے حاشیہ میں وہ لکھتے ہیں کہ جب ایک دفعہ کسی قوم نے خواہ رضامندی یا زبردستی سے جزیہ قبول کر لیا تو پھر اُن کو تمام اُن کی پہلی آزادیاں حاصل رہتی تھیں اور یہ بھی اختیار رہتا تھا کہ اپنے مذہب پر قایم رہیں جب کوئی بادشاہ جزیہ پر راضی ہو جاتا تھا تو اُس کا ملک بحال اُسپر رہتا تھا اور صرف وہ شرایط اُسے پوری کرنی پڑتی تھیں جو باج گذار بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ ال فنیسٹن صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۱۶ انتہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب آیۃ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ الخ (سورہ بقر رکوع ۲۷) کی اس طرح تفسیر فرماتے ہیں **قولہ** پہلے مسلمان اور کافر میں نسبت ناتا جاری تھا اس آیت سے حرام ٹھہرا اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا اُن کا نکاح ٹوٹ گیا شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے مثلاً کسی کو سمجھے کہ اُس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا یا برا کرنا اُس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اُس سے حاجت مانگے اُس کو مختار جانے باقی یہود و نصاریٰ کی عورت سے نکاح درست ہے اُن کو مشرک نہیں فرمایا انتہے۔ اور سورہ ال عمران رکوع ۶ کی اس آیت یعنے اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں **قولہ** حضرت عیسیٰ کے تابع اول نصاریٰ تھے پیچھے مسلمان ہیں سو ہمیشہ غالب رہے انتہے۔ اور ابن السبیل والسائلین کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں وبدہد آن مال را بسوال کنندگان خواہ مسلمان باشد خواہ کافر اگرچہ حقیقت احتیاج ایشان معلوم نشود انتہے۔ اور يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ سے ثابت ہے کہ اہل کتاب اگر مسلمان ہوں تو انہیں دوگنا

اجر ہے پس یہود و نصارے کی مشورت خدا و رسول کے خلاف نماننا چاہیے اور
دنیاوی معاملات میں جیسے سب بندگان خدا ویسے ہی یہود و نصارے بھی ہیں
چنانچہ قرآن مجید میں حقتعالے فرماتا ہے۔ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ
كُلِّهِ (ال عمران) اگر ہم ان سے نہ ملیں تو محبت کرنا کیونکر ثابت ہو اب اسلامی
عقیدہ کے اصول اور اخلاق محمدی کی وسعت کو دریافت کرکے عیسائیوں اور
مسلمانوں کے حال میں امتیاز کرلینا چاہیے پھر جان ڈیون پورٹ صاحب
اپنی کتاب کے صفحہ ۹٦ میں لکھتے ہیں قول عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت
عمرؓ نے ۶۴۱ء میں عمرو بن العاص کو حکم دیا کہ وہ سکندریہ کے کتب خانہ
جلادے اور اس کی تمام کتابوں کو مساجد کے حماموں میں صرف کرے یہ الزام
بالکل جھوٹا ہے کیونکہ یہ بات مشہور ہے کہ طالمی کے کتب خانہ کی چار لاکھ
یا سات لاکھ کتابیں جو لیس قیصر کی لڑائی میں جل گئی تھیں یہ الزام جسے اکثر
مورخ علی التواتر لکھتے ہیں بالکل بے بنیاد ہے اور اس کا کذب دلایل مندرجہ
ذیل سے ظاہر ہے (دلیل ۱) آنحضرت صلعم کا حکم ہے کہ یہودی اور عیسائیوں کی
مذہبی کتابیں جو فتح میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں انھیں برباد نکرنا چاہیے اور
کتب عروض و فلسفہ و تاریخ وغیرہ بھی جو مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں ان سے
فائدہ اوٹھانا چاہیے پس ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ اہل اسلام آنحضرت صلعم کی
عدول حکمی کرتے اور اس کتب خانہ کو جلادیتے (دلیل ۲) ابنصراج جس کے کہ
خاندان نے اس کتب خانہ کے جلنے کی روایت بیان کی وہ اس زمانہ سے چھ
سو برس بعد ہوا ہے جس زمانہ میں کہ اس واقعہ کا ہونا بیان کیا گیا ہے علاوہ اس
کے اور مورخان قدیم خواہ عیسائی ہوں خواہ مصری (مثلاً یوٹیکیوس مصری بطریق
اسکندریہ جو ۸۷٦ء سے ۹۴۰ء تک تھا اور جارج الماسین مصری مورخ
جو ۱۲۲۳ء سے ۱۲۷۳ء تک تھا ان دونوں قدیم مورخوں عیسائی نے اور
غیر ادوں نے کسی نے اس حادثہ کا ذکر نہیں لکھا (دلیل ۳) اس وقت [illegible]

جس نے کہ اسکندریہ کے کتب خانوں کی تحقیق میں بہت سی کتابیں لکھیں ہیں لکھتا ہے کہ یہ حکایت بالکل جھوٹی ہے کیونکہ اسکندریہ میں بڑے بڑے اور قدیم کتب خانے چوتھی صدی عیسوی سے پہلے تھے تعجب کی بات ہے کہ زمانہ حال کے مورخ اس حکایت کو بیان کرتے ہیں حالانکہ گبن صاحب مورخ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حکایت مشکوک ہے کیونکہ نہ تو مسلمانوں کی شان سے ایسی حرکت صادر ہوتی معلوم ہوتی ہے اور نہ کسی عیسائی یا مسلمان مورخ نے اس کا ذکر لکھا ہے انتہے تمت کلامہ۔

لب التواریخ جلد ۳ جدول تاریخ صفحہ ۴۵۳ سطر ۴ میں لکھا ہے کہ ۴۸ قبل مسیح ہ کے اسکندریہ کے چار لاکھ کتابوں کا کتب خانہ جلگیا انتہے۔

گاڈفری ہیگنس صاحب کا قول ہے کہ عیسائی اس معاملہ کو خوب چھپاتے ہیں کہ ٹالمیز کے مشہور کتب خانہ کا ایک حصہ قیصر کی لڑائیوں میں جلا دیا گیا اور باقی ماندہ یا دوسرا حصہ عیسائی سعدی سوس کے حکم سے اُس زمانہ میں جلا دیا گیا جبکہ اُس نے کل اپنی مملکت میں مخالفوں کے عبادت خانے خدا کی عظمت کے لئے جلا دئے اور تباہ کر دئے (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶۲۳ دفعہ ۱۱۶ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) چیمبرس کے انسائیکلوپیڈیا جلد اول میں اسکندریہ کے کتب خانہ کے بیان میں لکھا ہے کہ متعصب عیسائیوں کے ایک گروہ نے بسرکردگی ارک بشپ تھیوفیلس حملہ کر کے ۳۹۱ء میں جوپیٹر سراپیس کے بتخانہ کو ڈھا دیا اور غالباً وہاں کے علمی خزانہ یعنے کتب خانہ کو بھی برباد کیا اور یہ اُس وقت میں ہوا کہ کتب خانہ کی تباہی شروع ہوئی نہ یہ کہ ۶۳۲ء میں عرب کے ہاتھوں اور وہ قصہ جس میں ہے کہ عربوں کو بہت سی کتابیں جو چھ مہینے تک حمام گرم رکھنے کے لئے کافی ہوں ملگئیں تھیں۔ سخریہ کے طور پر مبالغۃً بیان کیا گیا ہے مورخ اروسیوس جس نے اس مقام کو بعد از انکہ عیسائیوں نے اُسے خراب کر ڈالا تھا ملاحظہ کیا لکھتا ہے کہ

اُس نے اُس وقت کتب خانہ کی صرف خالی الماریاں دیکھیں انتہیٰ۔
اور ڈگبون مورخ نے جو سنہ ۱۷۳۴ء سے سنہ ۱۷۹۴ء تک اور الکسندر ہمبرلٹ جرمنی نے بڑی قوت سے اس کا انکار کیا ہے دیکھو تاریخ روم جلد ۶ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۳۳۶ اور جلد ۲ کاسموس صفحہ ۵۴۲ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۴ء اور تعجب کہ جبکہ کتبخانہ اسکندریہ سنہ ۶۳۳ء میں عربوں نے جلا دیا تو نسخہ کوڈکس اسکندریہ جو قبل زمانہ اسلام کا کہلاتا ہے کیونکر بچا ہوا عیسائیوں کے ہاتھ آگیا اور بالفرض اگر مسلمانوں نے وہ کتب خانہ جلا دیا ہوتا تو یہ بات ایسی تھی جیسے پلوس مقدس کے عہد میں نو مرید عیسائیوں نے اپنی کتابوں کو جلا دیا تھا اور پلوس نے انہیں کچھ الزام نہیں دیا اگرچہ پچاس ہزار روپیہ کی مالیت کی وہ کتابیں تھیں۔ (دیکھو اعمال ۱۹ باب ۱۸ و ۱۹) اور کتاب واکسن مطبوعہ سنہ ۱۷۹۱ء جلد ۳ میں ہے کہ جب وکلف کے ترجمہ کے جلا دینے کا حکم نکل چکا بشلر نے سنہ ۱۴۱۰ء میں ایک کتاب لکھی اور سنہ ۱۴۲۸ء میں کونسل کے حکم سے وکلف کی ہڈیاں نکال کر جلائی اور دریا میں بہائی گئیں اور سنہ ۱۵۲۶ء میں کورڈنل ولسی اور اور بشپ لوگوں نے حکم دیا کہ ٹنڈل کا ترجمہ نہ پڑھا جاوے اور اسی سال میں ٹنسٹل بشپ لندن اور ٹامس مور نے قریب تمام نسخے خرید کر کے پال کے کراس میں جلا دئے اور پھر اُسی بشپ نے ۱۵۲۹ء میں آسٹن پیکنگٹن سوداگر کی معرفت اُس ترجمے کے نسخے خرید کر کے مقام چیپ سائڈ میں علانیہ جلا دئے اور سنہ ۱۵۴۳ء میں نمازی کتاب مع انجیل کے جلائی گئی تھی انتہیٰ اور ضمینیص پادری رومن کاتھولک نے اسپین میں ستّا سو برس کا جمع کیا ہوا کتب خانہ مسلمانوں کا جلوا دیا دیکھو جان ڈیون پورٹ صاحب کی کتاب صفحہ ۹۷ و ۹۹ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء اور پراٹسٹنٹ عیسائیوں نے وہ سب کتب خانے رومن کاتھولک کے جن کا ذکر جیئے بیل رورو کر تا ہے یعنے اُنہوں کی کتابیں غرق کیں اور اُن کے ورق کباب کی سیخوں کے صرف میں لائے اور اُن سے اپنے شمعدان اور جوتے صاف کئے اور بعضی کتابیں پنساریوں اور صابون بیچنے والوں کے ہاتھ بیچیں اور صدہا

کتابیں سمندر پار جلد سازوں کے ہاتھ فروخت کیں کچھ سوچا س نہیں بلکہ جہاز بھرے ہوئے مذہب کی کتابوں کو اسطرح برباد کیا جنہیں دیکھکر غیر قوموں کو تعجب آیا اور کہتا ہے کہ ایک سوداگر نے جس سے میں واقف تھا دو کتب خانے فی کتب خانہ تخمیناً بیس روپیہ کو خرید کئے از کتاب بیڈیلی صاحب موسومہ مرأت الصدق مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۴۸ و ۴۹۔

اور کتب خانوں کے جلانے کا جیسا عیسائیوں میں اور خاصکر اہل یورپ میں رواج ہے ایسا اور کسی فرقے میں رواج نہیں ہے۔ جرمنی والوں نے مقام اسٹراس برگ کے نامور کتب خانہ کو جلا دیا اس نامعقول حرکت سے اُن کی قوم کی نہایت بدنامی ہو رہی ہے اور اب جرمنی اور انگلستان میں اسٹراس برگ کے واسطے ایک نیا کتب خانہ مہیا کرنے کو کتابیں پھر جمع ہو رہی ہیں اور انگلستان کے باشندوں نے کئی ہزار کتابیں دی ہیں۔ یورپ میں جو ہندوستانی کتابیں نہایت کمیاب ہیں اس وجہ سے جو کتاب اس ملک سے آتی ہے لوگ اُس کی نہایت قدر کرتے ہیں۔ ولیمس اور نارگیٹ اور ٹرنبر سوداگر ہر ایک کتاب کو جو اُن کے پاس بھیجی جائے گی تو وہ روانہ کر دیں گے فقط (چٹھی از مقام دبرن واقع سوئیٹزرلنڈ) از اخبار سینٹیفک سوسایٹی علیگڈھ مطبوعہ ۷ جولائی ۱۸۷۱ء صفحہ ۴۲۰ جلد ۶ نمبر ۲۷ اور انہیں دنوں فرانس کے باغیوں نے پیرس دارالسلطنت فرانس کا بادشاہی کتب خانہ پھونک دیا لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۹۵ میں لکھا ہے کہ علوم وادراک کے باب میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ غالباً لاطینیوں نے مشرقی صدر الصدور (یعنی قسطنطنیہ) کے بہت سے اچھے اچھے نوشتوں کو غارت کیا (یعنی صلیبی جہاد کے زمانہ میں ایسا کیا تھا) کہ جن کا اب ہاتھ آنا مشکل ہے انتہٰے اور بادشاہ ہنری ہشتم نے آدھا کاتھولک اور آدھا پروٹسٹنٹ بنکر دونوں فرقوں کے لوگوں کو اپنے طریق پر لانا چاہا۔ اور دونوں میں سے بہت سے لوگ جنہوں نے اُس کی پیروی نکی آگ میں جلائے گئے از تاریخ سلطنت انگلشیہ صفحہ ۲۷۷

ولب التواریخ جلد ۲ جدول تاریخ صفحہ ۳۹۹ میں ہے کہ مریم کے حکم سے بہت سے اسقوف انگلنڈ میں بلاوے گئے اتھے۔

ویسٹ میٹسٹر جس میں لندن کے بادشاہوں کو اوّل تاج پہنایا جاتا اور اکثر انگلستان کے بادشاہوں وغیرہ کی قبریں بھی وہیں ہیں (مفرح القلوب مصنفہ شیرنگ صاحب نمبر ۴ مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۰ء صفحہ ۶) اس میں اپولو یوتا کا جو قدیم زمانہ میں اہل یونان وروم اس کو مانتے اور علم بلاغت اور نظم اور نغمہ اور طب وغیرہ کا موجد اور سورج کا دیوتا سمجھتے تھے اس سکسن کے بادشاہ سبرٹ نے مندر کھود اگر پطرس حواری کے نام پر گرجا بنوایا اب بھی وہاں ایک گرجا بنا ہوا ہے اور ویسٹ منسٹر ابی اُس کا نام ہے اور واشنا دیوی کے مندر کی جگہہ بھی جسے چاند کا ظہور یعنے چاند کی دیوی سمجھتے تھے پلوس حواری کے نام سے گرجا بنگیا دیکھو تاریخ سلطنت انگلشیہ مؤلفہ سر رشتہ تعلیم پنجاب مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور ۱۸۷۱ء صفحہ ۳۱ یہاں سے دستور بت شکنی نصارے کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

اور لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۱۰ میں ہے کہ شارلیمن شاہ فرانس کی لڑائی سکسینون کے ساتھ ۳۰ برس تک رہی اور بڑی ہی خون خرابی سے ان کو مغلوب کیا کہ جس پر بعضوں نے سمجھا ہے کہ دین مسیحی کی ترویج کے لئے یہ عمل ناشایستہ اس طرز پر وقوع میں آیا کہ جس کی اُس دین میں ممانعت تھی انتھے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۲۵۹ میں ہے کہ یوحنا فکس نے جو کہ کالون کے تابعین سے تھا اور گو کہ نیک بخت تھا مگر اپنی سعی اور کوشش میں گرم مزاجی کو اعتدال سے باہر لے گیا اُس نے عبادت گاہ اور اصنام توڑ ڈالے اور عابدوں کو نکال دیا اور کلیسیاؤں اور خانقاہوں کو منہدم کیا انتھے۔ پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۲۹ باب ۶ فصل ۳ میں لکھا ہے کہ ان دنوں سے جدال بالاستقلال کا مبداء بت پرستی تھی کہ جس کا عمل گو کہ ابتداء میں علماء دین سے روکا

پر بعدہ خود غرضی کے سبب وے طرح دئے جانے اور غدرین نکالنے لگے مگر یہ بہت دنوں تک کلیسیا کو پراگندہ کئے رہا شاہ لیتو ایساریان نے ۷۲۶ء میں اس لئے کہ محمدیوں کی عداوت کو باز رکھے کیونکہ وے بت پرستی کی علت مشرقی مسیحیوں کا پیچھا کرتے تھے قصد کیا کہ بت پرستی بالکل اٹھاوے اور کنایس کے سب بتوں اور تمثال کو توڑ ڈالا اور ان کی پرستش کرنے والوں کو سزا دینے لگا مگر اس امر تعجیلی اور بے صلاح وید نے بہ نسبت اس کے کہ بدعتوں کو روکے انہیں اور بھی بڑھایا اس کے بیٹے قسطنطین کو پرونیمس نے ایک بہتر تدبیر نکالی اور علماء دین سے بت پرستی کے بطلان میں فتوے جاری کروایا مگر لیتو کی کوشش نے جو کہ ایکونوکلاستس یعنے بت شکن کہلاتا تھا روم کے اسقوف الاساقفہ گرگوری ثالث کے ساتھ ایسا ایک فساد برپا کر رکھا تھا کہ جس کے سبب اس نے شاہ کا نام ڈپٹک یعنی دفتر سے خارج کیا انتہے۔

انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۳۸ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۶ جلد ۴ مطبوعہ جون ۱۸۷۱ء مشن پریس الہ آباد مرتبہ پادری جے جے والش صاحب میں لکھا ہے کہ بولیسلاو جو ملک پولنڈ کا بادشاہ تھا بہت چاہتا تھا کہ یہ لوگ بھی مسیحی دین کو قبول کریں اور اسی وجہ سے اس نے یہ بات کہ اگر وہ یوں مسیحی ہونا قبول نہ کریں تو وہ سزا کے ذریعہ انہیں مسیحی کرے اپنے اوپر گوارا کی اور اس وجہ سے سیکڑوں لوگ مسیحی مذہب کے مقر ہو گئے انتہے۔

ایضاً انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۴۴-۱۴۶ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۶ جلد ۴ میں ہے کہ شہر اسٹیٹن واقع ملک پامرینیہ کے لوگوں اور نواب بالیسلاو کا حال اس طرح لکھا ہے **قولہ** نواب کے پاس سے ایک نامہ جس میں یہ رقم تھا کہ اگر وہ لوگ مسیحی ہو جائیں تو وہ انہیں کسی طرح کی ایذا و عقوبت نہ پہونچاوے گا پر اگر وہ نامنظور کریں تو وہ ان سے بہت ہی بیزار ہو کر آگ اور تلوار سے ان سے پیش آئے گا اتو (اسقوف) کے پاس آیا لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ ان کو مذہب

مسیحی بیں لانے کے لئے یہ طور مناسب نہ تھا۔ اس خط کے آنے سے (لوگ) اسقدر ڈر گئے کہ سبھوں نے متفق ہو کر اپنے کو مسیحی قرار دیا اور اپنے بتوں اور مندروں کو مسمار کرنے کا عزم و ارادہ کیا اس پر اسقوف اور اس کے ہمراہ اور واعظ اپنا اپنا کلہاڑا اور پھر سا لیکر اُن کے آگے ہوئے اور باقی کا سب اژدحام اُن کے پیچھے ہو لیا اب جس مندر کو کہ اُنہوں نے سب سے پیشتر توڑا اور مسمار کیا اُس میں بہت سے عمدہ اور بیش قیمت چیزیں یعنے سونا اور جواہر اور چھریاں اور خنجر وغیرہ تھے۔ اس کے علاوہ اور بہتیرے مندر اور بیسیر توں کے مقام ویران اور گھورے کرڈے گئے یہ اسقوف ملک یومرینیہ کے اور اور مقاموں میں بھی گشت کرتا اور لوگوں کو بپتسما دیتا اور مندروں کو مسمار کرتا پھرا لیکن اس جانفشانی اور وقت پر بھی بہت سے لوگ اس کی حین حیات ہی میں پھر بت پرستی کی طرف مایل ہو گئے انتہےٰ

ایضاً صفحہ ۱۴۶ میں ہے کہ والڈمر شاہ ڈین مارک نے رگین ٹاپو کے باشندوں سے لڑکر انہیں مغلوب کیا اور اُن سے جبراً اُن کی بت پرستی ترک کروائی تھی اُس نے اُن کے بڑے بت کو ٹکڑے کر آگ میں جلایا تھا انتہےٰ۔

انتخاب تاریخ کلیسیا صفحہ ۱۲۰ مشمولہ مخزن مسیحی نمبر ۵ جلد ۴ مطبوعہ مئی سنہ ۱۸۷۱ء مرتبہ پادری جے جے والسن صاحب میں لکھا ہے کہ اُس وقت مشرقی اطراف یعنی ملک سوریا اور تھریس میں چند لوگ تھے جو پلوسی کہلاتے تھے۔ اُنہیں پلوسی لوگوں کے واعظوں میں سے سیلوانش نامی ایک شخص تھا۔ ایک یونانی سردار جس کا نام شمعون تھا اُس کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا گیا اور وہ پلوسی منجملہ اپنے بہت سے مریدوں کے پکڑا گیا اسپر اُس سردار نے اُس کے مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنے اُستاد کو مار ڈالو تو آزاد کر دیئے جاؤ گے تب ایک شخص نے جس کا نام جسٹن تھا اس بات کا بیڑا اُٹھایا اور یوں یہ بیچارہ پلوسی تہہ تیغ کیا گیا انتہےٰ۔

ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۳–۲۳ میں لکھا ہے کہ ون فرڈ نے ایک نہایت بڑے سیدار درخت کو جو دیوتاؤں کے سردار کا مسکن تھا گیزمین میں جو

گو ہمارے نزدیک اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا اور گرادیا جب بت پرستوں نے دیکھا کہ
ہمارا سب سے بڑا دیوتا اس بے عزتی کا بدلہ نہ لے سکا تب بہتیرے عیسائی ہونے
کو طیار ہوئے انتہے یہ جو اگرچہ انسانوں کے ساتھ نہیں ہے تو بھی ان بت پرستو
پر جن کا وہ درخت تھا ظلم ہوا لیکن یہ ظلم عیسائی تعلیم کے برخلاف نہیں ہے کہ
مسیح نے بھی بے سبب اُس انجیر کے درخت کو سکھا دیا تھا دیکھو متی ۲۱ باب ۱۹
تو بھی افسوس کہ عیسائیوں کو اُس مذہب والوں سے دعوے الزام ہے جن کے
مذہب میں صاف حکم ہے کہ ہرے درخت کو نہ کاٹیو (دیکھو کلیسیا ۹ پیشین گوئی پہلی میں
قرینۂ ہوتے پر فوج اسلام اور لشکر شام کا بیان)
اور کتاب کشف الآثار فی قصص انبیاء بنی اسرائیل تصنیف پادری مرک
چھاپہ ایڈن برغ ۱۸۴۶ء صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے کہ علماء مجلس رومن کاتھولک نے
اپنے اجلاس میں حکم دیا کہ یہودیوں کی اولاد ان کے ماں باپ سے چھین کر دین
مسیحی میں تربیت کریں اور اسی مجلس نے یہ قانون بھی مقرر ہوا کہ کوئی عیسائی
کسی یہودی کے ساتھ کچھ نکھائے اور ان سے معاملہ نرکھے انتہے اور پوپ گرگوری
نے انگلستان کے لڑکے ۵۹۶ء میں خریدے اور مذہب کی تلقین کی دیکھو
تاریخ سلطنت انگلشیہ مؤلفہ سررشتہ تعلیم پنجاب مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور ۱۸۴۶ء
صفحہ ۳۰ اور تمام فرنگستان میں جو کچھ ظلم مع ظالمہ یہودی قوم کے ساتھ خصوص
دینی عداوت میں جائز رکھا گیا اُس کا بیان کشف الآثار باب دوم حوادثات
یہودیان میں مرقوم ہے اس جگہ ان سب کا لکھنا طول ہو جائے گا مگر بعضے اُن
میں سے یہ ہیں کہ اہل صلیب کی لڑائیوں میں جو بیت المقدس پر مسلمانوں
سے ہوئیں بہت یہودیوں کو اہل انگلستان نے قتل کیا اور اس ظلم پر ستای
اہل انگلستان نے کمر باندھی اور ایک دفعہ ایک حملہ میں جو شہر یرک پر کیا گیا ایک
ہزار و پانصد نفر یہود کہ جن میں مرد اور عورت اور بچے تھے جب یہودیوں نے کچھ
پناہ نہ پائی اور کسی طرح پر خلاصی مدنکھی نا امیدی کی حالت میں دیوانہ وار

ہوکر آپس میں ایک نے دوسرے کو قتل کیا اس طرح پر کہ ہر صاحب خانہ نے اپنی اہل و عیال کو قتل کیا اور امراء انگلیش جب اپنے بادشاہ سے برگشتہ ہو گئے تھے تو اس لئے کہ خلق کو اپنی طرف راغب کریں امراء مذکور نے حکم دیا کہ سات سو یہود قتل کئے جائیں اور ایسا ہی ہوا اور ان کے گھر لوٹ لئے اور ان کا عبادتخانہ جلادیا اور رچرڈ اور جان اور ہنری سیوم بادشاہان انگلش نے اکثر اوقات یہودیوں سے نقد بزور و زبردستی لیا خصوص بادشاہ ہنری نے ہر طرح سے ان پر بیرحمی اور ظلم کیا اور اکثر اپنے زوایدات کا خرچ یہودیوں کی لوٹ سے کیا کرتا تھا وغیرہ اور کشف الآثار کے صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے کہ مملکت استنبول میں جب وہاں عیسائی سلطنت تھی یہودیوں کے ساتھ تین شرطیں باندہیں گئیں پہلے یہ کہ عیسائی دین کو قبول کریں دوسرے یہ کہ اگر نہ قبول کریں تو قید ہوں تیسرے یہ کہ اگر یہ دو شرطیں نہ قبول کریں تو ولایت سے نکالے جائیں اور رومن تواریخ کلیسیا میں لکھا ہے کہ فرنگیوں کے بادشاہ چارلس گریٹ نے سکسینے کے باشندوں کے ساتھ تیس برس لڑائی کرکے اور فتح یاب ہوکر زبردستی ان سے دین مسیحی قبول کرایا انتہے۔ اور ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱ میں اسی بیان کے بعد اتنا اور لکھا ہے کہ یہ دیکھکر بہتیرے بادشاہوں نے پیچھے ویسا ہی کیا اور جان کے چچازاد بھائی عمانوئیل بادشاہ پرتکیز نے جبکہ ایک شخص کابرال نامی کو جہازوں پر حاکم کرکے ہندوستان کی طرف ۱۵۰۰ع میں روانہ کیا اور عیسائی مذہب پھیلانے کے لئے آٹھہ پادری اس کے ساتھہ گئے تو حکم کیا کہ جس ولایت کے لوگ ان کا (یعنی پادریوں کا) کہنا نمانیں اس ولایت کو کاب رال آگ اور تلوار سے خراب کرے اور رومن مدرس من ہسٹری آف انڈیا باب صفحہ ۱۳۶ چھاپہ مدراس ۱۸۴۳ع گاڈفری ہیگنس صاحب اکسفورڈ کے ایک عالم واعظ کا قول نقل کرتے ہیں جو کہ عیسائیوں کے بیان میں ہے قولہ وہی جوش کی سخت تندی نے ملایم سے ملایم طبیعت کے خیالات کا چراغ گل

کردیا قوانین کا وقار ملی سیاستی سے پامال اور شکستہ ہو گیا اور مشرقی شہروں میں خون کا اہلہ (یعنی سیلاب) آگیا (حمایۃ الاسلام صفحہ ۴۷ دفعہ ۱۴۵)

اور حضرت عیسےٰ نے فرمایا کہ اے چھوٹے جھنڈ خوش ہو کیونکہ باپ کو پسند آیا کہ بادشاہت تمہیں دے (لوقا ۱۲ باب ۳۲) پس تمام دنیا میں کوئی بادشاہت کیا بے جنگ وجدل کے فقط طبلہ بجا کر بھی قایم ہوتی ہے اور نہ فقط دین بلکہ دنیا حاصل کرنے کے لئے انجیل سے یہ اجازت خونریزی کی ثابت ہوئی اور اس کے بعد صاف صاف حضرت عیسےٰ نے فرمایا کہ جس پاس ہتیار نہیں ہے اپنے کپڑے بیچ کر تلوار خریدے دیکھو لوقا ۲۲ باب ۳۶ اور اوسی باب کی ۳۸ آیت میں لکھا ہے کہ شاگردوں نے کہا کہ دیکھ اے خداوند یہاں دو تلواریں ہیں اور اُسی باب کے صفحہ ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ میں لکھا ہے کہ جب مسیح کو لوگ گرفتار کرنے آئے تب حواریوں میں سے ایک نے (یعنے پطرس نے یوحنا ۱۸ باب ۱۰) مسیح سے پوچھکر تلوار چلائی اور سردار کاہن کے نوکر کا جو پکڑنے والوں میں سے تھا داہنا کان اوڑا دیا تب مسیح نے کہا کہ اتنے ہی پر رہنے دے اتنے۔ گویا مسیح نے یہ مختصر جہاد اُس لاچاری میں بھی واجب جانکر ترک نکیا ورنہ کیا حاجت تھی جو تلوار خریدنے کا حکم کرتے اور جب ایک شاگرد یعنے پطرس نے تلوار چلانے کی اجازت چاہی اُسی وقت اُسے منع نکیا بلکہ ہونے دیا متی ۱۰ باب ۳۴ میں مسیح کا قول لکھا ہے یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ اور متی ۲۱ باب ۱۲-۱۳ میں لکھا ہے کہ جب مسیح یروسلم کی ہیکل میں داخل ہوئے تو اُن سب کو جو ہیکل میں خرید و فروخت کر رہے تھے نکالدیا اور صرافوں کے تختے اور کبوتر فروشوں کی چوکیاں اولٹ دین اور یوحنا ۲ باب ۱۵ میں لکھا ہے کہ مسیح نے رسی کا کوڑا بنا کر اُن سب کو بھیڑوں اور بیلوں سمیت ہیکل سے نکالدیا غرض اس مقام میں بھی مسیح نے باوجود عادت تحمل عظیم خدا کے نافرمان برداروں پر شدت کرنے میں تامل نکیا اور تلوار پاس نتھی تو رسی ہی کا کوڑا بنالیا۔

اور لوقا ۲۱ باب ۲۴ میں جو پیشین گوئی یروسلم اور یہودیوں کی بابت لکھی ہے کہ وے تلوار کی دھار سے گر جائیں گے الخ اس پیشین گوئی کی تفسیر میں طامس اسکاٹ مفسر انگریزی نے یوں لکھا ہے کہ گیارہ لاکھ یہودی یروسلم کے محاصرہ میں قتل ہوئے سوا اُن کے جو اور جگہہ مارے گئے اور قریب ایک لاکھ کے غلامی میں بیچے گئے وغیرہ چونکہ متی اور مرقس میں بھی یہ پیشین گوئی موجود ہے کہ اس سے بڑی اور کوئی پیشین گوئی اناجیل میں پائی نہیں جاتی اور اس پیشین گوئی کا پورا ہونا مفسرین انجیل اُسی وقت سمجھتے ہیں جب رومی فوج نے یروسلم کو برباد کیا یعنے یہ کہ اُس رومی فوج کا آنا درحقیقت مسیح ؑ کا آنا تھا اور اُن یہودیوں کا قتل مسیح ؑ کی طرف سے ہوا دیکھو رومن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۲۴ باب ۲۸ ۳۱ اور تفسیر انگریزی طامس اسکاٹ صاحب لوقا ۲۱ باب ۲۴ اور الکتاب کے مقامات المعروف تالیف پادری شیرنگ صاحب صفحہ ۳۲ اور اگر ایسا نہیں ہوا ہے تو یہ بڑی پیشین گوئی بلکہ تینوں انجیلیں باطل ہو جائیں گی دیکھو لوقا ۱۲ باب ۲۰ و ۲۷ پس یہ سارا قتال جو مسیح ؑ نے کیا جہاد تھا مگر یہ صرف عیسائی عقیدہ ہے اور اہل اسلام حضرت عیسےٰ ؑ پر یہ محض بہتان جانتے ہیں دیکھو رومیوں کا ۲ باب ۲۲ تو جو بتوں سے نفرت رکھتا ہے کیا آپ ہی ہیکل کو لوٹتا ہے انتہے اور اسی طرح یوحنا ۲ باب ۱۶ و ۱۷ اور متی ۲۱ باب ۱۳ میں جو حضرت عیسےٰ ؑ نے ہیکل کی پاسداری کی مرقوم ہے اور یہ جو صرف متی ۲۶ باب ۵۲ میں لکھا ہے کہ یسوع ؑ نے اُس تلوار چلانے والے سے جس نے سردار کاہن کے نوکر کا کان اُڑا دیا تھا کہا اپنی تلوار میان میں کر کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں تلوار ہی سے مارے جاتے ہیں انتہے یہ قول درست نہیں ہے کیونکہ مسیح ؑ نے کس کو صلیب پر کھینچا تھا جو آپ بموجب عقیدہ عیسائی صلیب پر کھینچے گئے اور یوحنا بپتسما دینے والے نے کس کا سر کاٹا تھا جو اُن کا سر کاٹا گیا لیکن اگر یہ قول درست بھی ہو تو حضرت عیسےٰ ؑ کی نسبت ہوگا یعنے مسیح ؑ نے کبھی کسی کو صلیب

پر کھینچا اور نہ آپ صلیب پر کھینچے گئے مگر مرقس کی انجیل میں اس کا ذکر بالکل نہیں ہے (۱۴باب ۴۷) کہ یسوع نے تلوار چلانے والے سے کہا کہ اپنی تلوار میان میں کر کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں الخ

اور لوقا میں لکھا ہے (۲۲ باب ۵۱) تب یسوع نے جواب میں کہا اتنے ہی پر رہنے دو انتہے یعنی اتنی خونریزی جو ہوچکی تھی جائز رکھی اور آگے کو اس کا موقع نہ دیکھا۔

اور یوحنا ۱۸باب ۱۰ میں لکھا ہے تب یسوع نے پطرس سے کہا اپنی تلوار میان میں کر کیا وہ پیالہ جو میرے باپ نے مجھے دیا ہے نہ پیوں انتہے اس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ بات یعنی یہ کہ جو تلوار کھینچتے تلوار ہی سے مارے جاتے ہیں حضرت عیسےٰ نے پطرس سے نہیں کہی تھی حضرت داود فرماتے ہیں کہ خداوند میرے چٹان مبارک ہو جس نے میرے ہاتھوں کو جنگ کرنا اور میری انگلیوں کو لڑنا سکھلایا (۱۴۴ زبور ۱) پھر حضرت داود ۱۴۹ زبور میں فرماتے ہیں قادر مطلق کی بڑی تعریفیں اُن کے گلے میں ہوں اور شمشیر دودم اُن کے ہاتھ میں تاکہ قوموں میں انتقام اور اُمتوں میں سزائیں جاری کریں تاکہ اُن کے بادشاہوں کو زنجیروں سے اور اُن کے امیروں کو لوہے کی بیڑیوں سے جکڑیں تاکہ اُن میں لکھی ہوئی عدالت (یعنے شریعت کی باتوں) پر عمل کریں وہی عمل اُن کے سارے مقدسوں کے لئے عزت ہے انتہے ۱۴۹ زبور ۶-۹ نہایت مشہور عالم گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہم اکثر سُنتے ہیں کہ عیسائی پادری دین محمدی میں تعصب کی برائی بیان کرتے ہیں مگر یہ عجیب یقین اور کینہ ہے یہ تو بتائیں کہ کس نے مرسکوز کو ہسپانیہ سے اس لئے نکالدیا تھا کہ وہ عیسائی نہیں ہوئے تھے اور کسنے میکسیکو اور پیرو کے لکھوکھا آدمیوں کو بوجہ عیسائی نہونے کے قتل کیا تھا اور بطور غلاموں کے دیدیا تھا حالانکہ مسلمانوں نے ملک یونان میں اس کے برعکس ظاہر کیا یعنے

بہت سی صدیوں تک عیسائیوں کو اجازت تھی کہ مع اپنے مال و اسباب و مذہب و پادریوں اور اعلی پادریوں اور گرجوں کے بے رخنہ رہیں یونانیوں اور ترکوں کے مابین حال کی لڑائی مذہب کی وجہہ سے تھی جس طرح کہ ڈمرارہ کے حبشیوں اور انگریزوں میں اس سے پہلے ہو چکی تھی۔ ملک حجاز کے ذکر میں ایک ذہین عالم منکر کا قول ہے کہ اُنہوں نے کسی پر ظلم نہیں کیا سب یہودی اور عیسائی اُن میں خوش وخورم رہتے رہے (حمایۃ الاسلام صفحہ ۵ دفعہ ۹۹ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء) اکثروں کی رائے ہے کہ سیل صاحب اس باب میں بخوبی واقفیت رکھتے تھے اور یہ نہیں خیال کیا جا سکتا کہ اُن کو مسلمانوں کی کچھ رعایت بیجا ہو کیونکہ وہ شخص پکا عیسائی تثلیث کا معتقد تھا اور کیا اُس کا قول ہے میں نے اُن وجوہات کو اس مقام پر نہیں دریافت کیا جن سے دین محمدی کو دنیا میں قبولیت بے مثل حاصل ہوئی ہے کیونکہ وہ لوگ نہایت دھوکہ کھاتے ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف بزور شمشیر پھیلا ہے یا کس ذریعہ سے دین مذکور کو اُن قوموں نے قبول کیا جن پر مسلمانوں نے کبھی فوج کشی نکی تھی اور نیز اُن لوگوں نے کیوں قبول کیا جنہوں نے اہل عرب کو اُن کی فتوحات سے محروم کر دیا اور اُن کی سلطنت بلکہ اُن کے خلیفوں کا خاتمہ کر دیا باینہمہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات اُس سے بڑھکر تھی جو ایک مذہب میں عموماً خیال کی جاتی ہے اور جس سے کہ ایسی عجیب ترقی ہوئی پھر وہ یہ کہتا ہے کہ عیاری کے ثابت کرنے کے لئے ضرور ہے کہ قرآن کا ترجمہ صحیح صحیح ہو لفظ عیاری سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شہادت دین محمدی کے مفید اُس شخص کی ہے جس کو شہادت دینی منظور نہیں ایسے نہایت معتبر گواہی ہے) از حمایۃ الاسلام صفحہ ۵۹ دفعہ ۱۰۵ حجازیوں پر ترکیوں کا پہلا حملہ آٹھویں صدی کے اخیر پر وہ لوگ ملک شمال سے جو مابین بحیرخزر اور بحیر اسود کے واقع ہے آئے اور وہ لوگ اُس وقت دین

محمڈنز کہتے تھے مگر انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان مغلوب حجازیوں کا مذہب اختیار کر لیا (ایضاً صفحہ ۶۰ دفعہ ۱۰۷)

گبن صاحب کا یہ قول ہے کہ افریقہ اور ایشیا کے لاکھوں کہانو مسلم جنہوں نے کہ عرب کے مسلمانوں کی تعداد بڑھادی ایک خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لانے میں فریفتہ ہو گئے تھے یہ نہیں کہ اُن پر کچھ دباؤ تھا (ایضاً صفحہ ۶۰ دفعہ ۱۰۶)

عیسائی کُل مسلمانوں کو بدون استثنا کے اور بیدریغ جہنمی کہتے ہیں (مرقس ۱۶ باب ۱۶) اور یہ مسئلہ نہ تو مرقس کا ہے اور نہ عیسےٰ کا بلکہ یہ وہ مسئلہ ہے جو ہمارے سپاہیوں اور جہازرانوں کو سکھلایا جاتا ہے جن کے ہاتھوں میں ہمارے ناقص ترجمے دیئے جاتے ہیں اور جو اُس سادہ زبان انگریزی کو جو اُن میں ہوتی ہے یقین کر لیتے ہیں اور نیز یہی مسئلہ رومی اور پراٹسٹنٹ پادریوں کے دس حصّوں میں نو حصّوں کا ہے دیکھو ہاتھی نشین کریڈ (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶۱ دفعہ ۱۰۹)

ڈاکٹر پریڈوکس کا بیان ہے کہ مدینہ میں محمد کے انصار خاصکر نصارے تھے اور آپ کا استقبال انہوں نے بڑی خوشیوں سے کیا اور جو وجہ اس کی اُس نے بیان کی ہے وہی غالباً معلوم ہوتی ہے آپ کے پہنچنے پر جسقدر جلد کہ بے وقت بنوا سکے آپ نے ایک مکان بنوایا جس میں آپ وقت مرگ تک سکونت پذیر رہے اور اُس کے ملحق ایک مسجد ادائے رسوم مذہبی کے لئے تعمیر کرائی اس سے ثابت ہے کہ فرمان روایان مدینہ خواہ یہودی ہوں یا عیسائی آپ کے مسایل کے حامی تھے اور بموجب پریڈوکس کے قول کے فرمانروا انہیں دو فرقوں میں سے کوئی تھا یہی پہلا شہر تھا جس کے کل باشندوں نے آپ کا مذہب اختیار کیا پس خواہی نخواہی یہ سوال ہوتا ہے کہ اس مذہب میں کیا بات تھی جس کا اثر ایسا ہوا بجز بحث اور شیرین کلامی

کے اور کوئی سلاح مستعمل نہیں ہوا پس عیسائی پادری اس تبدیل مذہب کو بخوف شمشیر نہیں کہہ سکتے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر پریڈوکس کے قول پر اعتبار کریں تو یہ شہر مثل مکہ کے بت پرستوں کا نہ تھا بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا تھا جو آپ کے اول مرید ہوئے علاوہ اس کے آپ مدینہ کو مرید کرنے ہرگز گئے تھے بلکہ مدینہ والوں نے خود آ کر آپ سے التجا کی (از حمایۃ الاسلام دفعہ ۷۴ صفحہ ۲) پھر گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۱۲۱ میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ اپنے مذہب کا امتحان مناسب طور پر ہونے سے خایف نہیں اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اہل اسلام اول اپنے مخالفوں کو یہ کہکر روک دیتے ہوں کہ ہم تمہارے مذہب کے منکر ہیں کیونکہ مذہب کا منکر ہونا اُس کو برا کہنا ہے اور انکار کے بعد کوئی بحث آزادانہ اور مناسب طور پر نہیں ہو سکتی (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶۶ دفعہ ۱۲۱)

اکبر بادشاہ اورنگ زیب کے پردادے نے ۱۵۹۰ء میں پرتگال کے بادشاہ پاس ایک ایلچی بایں درخواست بھیجا کہ ہم کو دین عیسوی کی تعلیم کے لئے کچھ پادری بھیجے جائیں۔ چنانچہ تین پادری جلیل القدر بھیجے گئے جب وہ آگرہ میں پہونچے اُن کی بہت خاطر داری کی گئی اور ایک گرجا اُن کے لئے بصرف شاہی تعمیر کرایا گیا اور بہت سے حقوق اُن کو دئے گئے جن کو جہانگیر خلف اکبر نے ۱۶۱۰ء میں جاری رکھا (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶ دفعہ ۱۱۹) پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر سلطان روم اپنے کسی دولتمند مفتی کو ایک مسجد کی تعمیر اور قرآن کے مسائل کا وعظ کہنے کے لئے شہر لندن میں بھیجتا جیسا کہ ہمارے پادریوں نے ایک صاحب مسمی ڈرین کو اپنے خاص مسائل کی تعلیم کے لئے جنیوہ کو بھیجا تھا تو نہ معلوم اُس مفتی کیساتھ کیا معاملہ ہوتا مجھکو بدلائل قوی اس خوف کا گمان ہے کہ اس امر سے پادریوں کی بدولت وہ آتشبازی از سر نو ہوتی جو سنہ ۱۸۰۵ء میں ہوئی تھی یا وہ جو اُس کے

بعد مقام برمنگھام میں ہوئی اور یہ کہ ہمارے وزرا اُس مفتی کا جواب بذریعہ کسی میرا منبر کے دلواتے جن کی رائے یہ ہوئی کہ قسطنطنیہ پر توپ لگانی چاہیئے (حمایۃ الاسلام صفحہ ۶۶ دفعہ ۱۳۲) امریکن مشن لدھیانہ کے پادری ویری صاحب نے نور افشان مطبوعہ ۱۷ جون ۱۸۷۵ء نمبر ۴ جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ میں لکھا ہے کہ بندہ نے انگریزی اخبار فرنڈ آف انڈیا میں دیکھا تھا کہ برہمو سماج کی رائے نسبت اُن جنگوں کے جو اہل انگلستان کرتے یہ ہے کہ اگر اندنوں مسیح دنیا پر ہوتا اور وعظ فرماتا کہ مت لڑو تو کسی توپ کے مُنہہ سے اڑایا جاتا مطلب اس مضمون سے برہمو سماج کا یہ تھا کہ باوجودیکہ مسیح نے صاف صاف انجیل میں فرمایا ہے کہ ہرگز مت لڑو بلکہ بدلہ مت لو پھر بھی اہل انگلستان لڑنے کو پسند کرتے ہیں جواب اگر برہمو سماج کو ایک لڑکا غریب ایک کوچہ میں نظر آوے کہ جس پر کوئی سخت ظلم کر رہا ہے تو کیا برہمو صاحب اسقدر صلح کو پسند فرماویں گے کہ چپ چاپ پاس سے گذر جاویں گے اور اُس بیکس کو ظالم کے ہاتھ میں چھوڑ جاویں گے انتہے پس غیر مذہب والے جو مسلمانوں سے کچھ بھی علاقہ نہیں رکھتے جب عیسائیوں کی جنگ جوئی پر اس طرح ملامت کرتے ہیں تو مسلمانوں کے اس دعوے کو کہ نصرانی قوم زور و ظلم میں بیحد ترقی کیئے ہوئے ہے کون باطل کر سکتا ہے۔

امریکن میتھوڈسٹ مشن پریس لکھنؤ کے کرسچن اسٹار یعنے کوکب عیسوی مطبوعہ ۱۷ مئی ۱۸۷۶ء نمبر ۲ جلد ۹ صفحہ ۲۵ کالم ۲ میں پادری جے ایچ مسمور صاحب لکھتے ہیں کہ اکثر کرکے مسیحیوں کا یہ دعوے ہے کہ اسلام کی بنیاد تلوار سے ثابت ہے لیکن اس زمانہ میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ بغیر تلوار کے یہ مذہب ملک چین کے چاروں طرف ترقی پاتا ہے اور ملک ہند میں بھی اگرچہ جہاد کی صورت مطلق نہیں ہو سکتی تاہم ہمارے بڑے بڑے شہروں میں ہندو لوگوں کی نیچ قومیں کثرت سے ساتھ محمدی ہوکر اپنی اصلی قوم کی بُرائی

سے رہائی پاتے ہیں اور اہل اسلام کے شریف لوگوں کے برابر نام پاتے ہیں انتہیٰ۔

اور ۱۸۷۵ء میں جو سلطان روم کی نصرانی رعایا بہ اشتعال شاہنشاہ روس وغیرہ باغی ہوگئی اور غدر عظیم برپا کر دیا اُن باغیوں کے سپہ سالاروں میں پادری بھی ہتھیار باندھ کر مسلمانوں سے جنگ کرتے رہے اور سیکڑوں پادری تھے کہ جو اُن نصرانی باغیوں کو جنگ کی ترغیب اور اُن میں جہاد کا وعظ کرتے پھرتے تھے تمام اخبارات انگلستان و ہندوستان میں یہ خبریں کثرت کے ساتھہ مندرج ہیں اور سلطان کے ماتحت ریاست ہائے سرویہ یعنے صرب اور مانٹی نگرو یعنے جبل اسود نے جب باغی ہو کر ۱۸۷۶ء میں سلطان سے جنگ شروع کی تو اُن کی فوجوں میں پادری بھیجے گئے جو اُن باغیوں رئیسوں کی فتح و نصرت کے واسطے اُن کے لشکر میں دعائیں مانگتے تھے۔

اور ۱۸۷۷ء میں جب شاہنشاہ روس نے اُن نصرانی باغیوں کی مدد کا بہانہ کرکے سلطنت روم پر فوج کشی کی تو پادریوں نے روسیوں کی فتح و نصرت کے واسطے دعائیں مانگیں اور جنگ کرنا جائز قرار دیا اور ہندوستان کے اکثر پادریوں نے اس جنگ روم و روس میں شاہنشاہ روس کی مدح و ستایش کا اپنے اخباروں میں غل مچا دیا لعنت خدا کی اس متعصب قوم پر کہ مسلمانوں کو تو جہاد کا الزام بڑے جوش و خروش سے دیتے ہیں اور اس شدت کے ساتھہ خود جہاد پر مستعد ہو جانا اپنے لئے جائز جانتے ہیں۔

۱۸۵۳ء میں نقولاس شاہنشاہ روس نے جب سلطنت روم پر فوج کشی کرکے اشتہار جنگ دیا تو اُس کا مضمون یہ تھا کہ جب سے میں نقولاس تخت نشین ہوا ہوں تب سے اب تک وہی میری نیت اور آرزو رہی ہے کہ قوم

عیسائیان مقیم شہرہائے بوسینیا و ہرزیگونیا و بلگریہ کی بہبودی ہو چونکہ سلطنت عثمانیہ خلل انداز حقوق قوم عیسائی ہے اس لحاظ سے یہ جنگ جو جنگ مذہبی ہے شروع کی جاتی ہے ہر ایک سعی و تردد واسطے ایمان کے کرے گا اور از روے اس اشتہار کے حکم کرتا ہوں کہ دریاے پرتھ سے پار ہو کر صوبجات علاقہ ڈانیوب کا قبضہ و تصرف کرلیں (سفیر ہند اس مطبوعہ ۲۷ اپریل ۱۸۷۷ء) اور شاہنشاہ روس نے جب خیوہ یعنی خوارزم کو فتح کیا تو ہزاروں بے گناہ اور لاچار مسلمان مرد و عورتوں کو اس بے رحمی کے ساتھ ذبح کیا کہ جس کے لکھنے سے قلم تھراتا ہے اور تمام عملداری روس میں اسقدر ظلم و بیرحمی مسلمانوں پر بوجہہ تعصب مذہبی کیا جاتا ہے کہ وہ بیچارے اُن ظلموں کی برداشت کرتے ہوے اپنے ہوش و حواس سے گزر گئے اُنہیں حکم نہیں ہے کہ غیر ملک کا پرچہ اخبار مطالعہ کریں اور اپنے ہم قوم مسلمانوں سے جو غیر ملکوں میں بود و باش کرتے ہیں کسی طرح واقف ہوں عملداری روس سے سفر کر کے حج و زیارت کو نہیں جانے پاتے جیسا کہ ۱۸۷۶ء میں داغستان وغیرہ کے لوگ سفر حج بیت اللہ سے واپس کردیے گئے اور حج کرنے کو نجانے پائے اکثر شہروں میں جب کبھی روسی فوج وہاں آجاتی ہے تو مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے زبردستی نکالکر اُن میں فوج کے سپاہی قیام پذیر ہوتے ہیں اور طرح طرح کے ظلم غریب مسکین مسلمانوں پر تمام عملداری روس میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں اگر کوئی مسلمان عیسائی ہو جاے تو ان ظلموں سے رہائی پاتا ہے اور اگر کوئی عیسائی مسلمان ہو جائے تو ضرور قتل کیا جاتا ہے باوجودیکہ کوئی دوسرا بادشاہ کبھی روسیوں کو ملامت نہیں کرتا اس کی وجہہ یہ ہے کہ اور نصرانی بادشاہ بھی مسلمانوں کو اپنی عملداری میں ذلیل و خوار رکھنا پسند کرتے ہیں اور روسیوں کی عادت ظلم تو یہاں تک ترقی کیے ہوے ہے کہ اسی وجہہ سے حزقیل کے ۳۸ و ۳۹ باب میں قادر مطلق نے روس کو یاجوج ماجوج سے تشبیہہ دی اور فرمایا کہ اے روس میں تیرا مخالف ہوں انتہے پس اس قوم کے ظلم اور تعصب کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا چاہیے کہ جس کی وجہہ سے خداوند روس کا مخالف ہے کیا خدا بیوجہہ بھی کسی کا مخالف

ہوتا ہے نعوذ باللہ مگر نصرانی علماء نہ فقط یہی کہ روس کے ان سب ظلموں کو جائز جانتے بلکہ اُس کی حمایت کرتے اور سب نصرانی بادشاہوں کو مسلمانوں سے جنگ کرنے میں روس کی مدد کرنے کے واسطے ترغیب دیتے ہیں چنانچہ سلطان روم سے جنگ کرنے میں پادری ویری صاحب اپنے اخبار نور افشان مطبوعہ ۱۰ مئی ۱۸۷۷ء صفحہ ۴ میں لکھتے ہیں کہ تمام دنیا کے اہل اخلاق و صاحب دین اس معاملہ میں روس کے ہمدرد ہوں گے انتہے۔

کلیسیا ۱۲

اس میں یروسلم کا حال بمقابلہ کعبہ شریف اور یہودیوں کا حال بمقابلہ اہل عرب مع بعض متفرقات اور ایک منادی صرف آیات انجیل سے بے آمیزش کلام دیگر اور ایک خاتمہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

یروسلم یعنی بیت المقدس میں پیدا ہونا اور مرنا بڑی عظمت کا سبب سمجھا جاتا ہے چنانچہ ۸۷ زبور ۵ و ۶ میں لکھا ہے اور صیحون کی بابت کہا جائے گا کہ فلانہ فلانہ اُس میں پیدا ہوا اور حق تعالےٰ آپ اُس کو قیام بخشے گا خداوند جس وقت لوگوں کے نام لکھے گا تو گن کے کہے گا کہ یہ شخص وہاں پیدا ہوا تھا انتہے۔ اور اسی طرح ۴۸ زبور ۳ و ۴۸ و ۷ و ۸ میں بیت المقدس کے رہنے والوں کی عزت کا بیان ہے یہ مقام جس جگہہ ہیکل یعنی عبادت خانہ بنا تھا خدا ہی کا پسند کیا ہوا اور بتلایا ہوا تھا استثنا ۱۲ باب ۵ و ۱۱ اُسی جگہہ حضرت ابراہیم نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربانی کرنا چاہا تھا۔ دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۴۲۔ اُسی جگہہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان ع کے زمانہ میں وہ ہیکل مقدس تعمیر ہوئی۔ اول سلاطین ۹ باب ۳ دوسری تواریخ ۷ باب ۱۲ اُسکی عظمت کے بیان سے تمام توریت بھری ہوئی ہے اور نہ صرف ہیکل بلکہ وہ تمام قرب و جوار برکتوں اور خوبیوں سے معمور تھا تینوں قومیں یعنی یہودی عیسائی مسلمان یروسلم کو مقدس شہر سمجھتے ہیں خصوصاً یہودی اس خیال سے کہتے

ہیں کہ جو یروسلم میں وفات پاکر یہوشفات کے وادی میں مدفون ہوتا ہے وہ خوش قسمت
ہے الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۲۲ یہ ہیکل شروع تعمیر سے تھوڑے ہی دنوں کے
بعد غارت ہونے لگی چنانچہ حضرت سلیمانؑ کے بیٹے رحبعام کے وقت سے بابل کی
اسیری تک جو کہ سنہ عیسوی سے چھ سو چھ برس پیشتر ہوئی بار بار غارت ہوتی رہی اور
آخر کو بابل والوں کے ہاتھ سے بالکل مسمار ہوئی اور دوسری ہیکل جو اُسی جگہ پھر بنی
وہ بت پرست مصریوں وغیرہ کے ہاتھ سے بے حرمت اور غارت ہوا کی اور آخر کو مسیحؑ کے
عروج کے چالیس برس بعد بالکل مسمار کی گئی پھر اُسی جگہ حضرت عمرؓ کی خلافت
میں اسلامی مسجد تیار ہوئی کہ جس کو ساڑھے بارہ سو برس سے زیادہ گزرے ہیں کہ وہ
مقدس مقام بھی منجملہ معابد مقدسہ اہل اسلام ہے یہودی لوگ سمجھتے تھے کہ مسیحؑ جب
آسمان سے آئیں گے تو پہلے یروسلم کی ہیکل کی چھت پر آئیں گے اور وہاں سے بے زینہ
لگائے کود پڑیں گے اور سب لوگ یہی معجزہ حضرت عیسےٰؑ کی رسالت کا ثبوت سمجھیں
گے (۹۱ زبور ۱۲) اسی سبب سے شیطان نے مسیحؑ کو ہیکل پر لیجا کر کہا کہ آپ کو نیچے گرائے
متی ۴ باب ۵ و ۶ چونکہ یہودی عقیدہ کے بموجب مسیح کا آنا ابھی باقی ہے اور ہیکل ندارد
ہو گئی بلکہ اُسی جگہ اسلامی مسجد موجود ہے پس اگر حضرت عیسےٰؑ آئے تو اسلامی عبادت
خانہ میں آئیں گے یا یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانہ میں۔

ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے جولین قیصر نے لوقا ۲۱ باب ۲۴ کی
اس پیشین گوئی کو جھٹلانے کے لئے کہ جب تک قوموں کا وقت پورا نہ ہو یروسلم قوموں
سے روندا جاوے گا اُسنے یروسلم کی ہیکل کے پھر بنوانے کا ارادہ کیا لیکن جس (
مسیح) کی حقارت وہ کیا چاہتا تھا وہ اُس سے زبردست تھا اور اُس کے ارادے کو
باطل کیا جب کاریگر ہیکل کی نیو کو کھودنے لگے تب آگ کی لوؤں نے زمین سے
پھوٹ کر انہیں اُس کام سے روکا اور جب اُنہوں نے بار بار بیکار مشقتیں اوٹھائی تہیں
لاچار ہو کر اُس کام سے ہاتھ اُٹھایا اُسنے اور اسی طرح طامس اسکاٹ مفسر نے بھی
لوقا ۲۱ باب ۲۴ کی تفسیر میں لکھا ہے لیکن اسکے بعد جب حضرت عمرؓ نے اُس سے

پھر تعمیر کیا اور اسی جگہ پر اسلامی مسجد بنی وہ پیشین گوئی وقوع میں نہ آئی اور کوئی آگ کی لو روکنے کو نہ نکلی حضرت یسعیاہ نے اس کی بابت یہ پیشین گوئی فرمائی سیحون میں گنہگار ترساں ہیں خوف نے ریاکاروں کو سراسیمہ کیا ہے کہ کون ہم میں سے اُس مہلک آگ پاس رہے گا اور کون ہم میں سے ابدی شعلوں پاس ٹھہرے گا وہ جو راستی سے چلتا ہے اور سیدھی باتیں کرتا ہے انتہیٰ۔

پس غور کرنا چاہیے کہ وہ ہیکل تو بار بار غارت ہوائی اگرچہ مسجود الیہ انبیاء سلف تھے مگر کعبہ شریف پر جب حبشی سردار عیسائی ابرہہ نامی نے ہاتھیوں کو لیکر حملہ کیا تو خدا نے ابابیل بھیجکر وہ سارا لشکر غارت کر دیا اور اسی سال میں حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم پیدا ہوئے تھے دیکھو سرور المحزون ترجمہ نور العیون چھاپہ کانپور ۱۲۷۳ھ صفحہ ۲۔

اسی طرح اہل عرب کا حال قوم یہود کے مقابل میں سمجھنا چاہیے چنانچہ پیدایش باب ۱۷ میں لکھا ہے خدا تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کے حق میں فرمایا کہ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اُسے بہت بڑھاؤں گا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اس سے بڑی قوم بناؤں گا پھر پیدایش ۲۱ باب ۲۰ میں ہے اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور اسی طرح اسی باب ۱۷ میں ہے تب خدا نے اُس لڑکے کی آواز سُنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکار کے کہا اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا مت ڈر کہ اُس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سنی انتہیٰ اور پیدایش ۲۵ باب ۱۶ میں ہے کہ یہ اسمٰعیل کے بیٹے ہیں اور ان کے نام اُن کی بستیوں اور قلعوں میں یہ ہیں اور یہ اپنی امتوں کے بارہ رئیس ہیں انتہیٰ۔

رسالہ مسیح الدجال مصنفہ ماسٹر رامچندر عیسائی مطبوعہ ۱۸۷۳ء صفحہ ۶ میں ہے کہ بجائے امیین عربی کے عبرانی لفظ یتیم ہے اور بجائے امّی کے امّہ ہے اور اس لفظ عبرانی سے امت یا قوم مراد ہوتی ہے نہ وہ لوگ جو لکھہ پڑھ نہیں جانتے انتہیٰ اور پیدایش ۲۵ باب ۸ و ۹ میں ہے کہ تب ابیرہام جان بحق ہوا اور اچھی عمر درازی میں بوڑھا اور آسودہ ہو کر مرا اور اُس کے بیٹے اضحاک اور اسمٰعیل نے مکفلہ

کے مغارہ میں ہتی صُہر کے بیٹے عفرون کے کھیت میں جو ممری کے آگے ہے ا گاڑا انتہے یہاں سے ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ اپنے باپ کی آخر عمر تک منظور نظر پدر بزرگوار اور حضرت اسحاقؑ کی خدمتوں میں حصہ دار رہے۔

لیکن باوجود اس کے علمائے عیسائی نے جو پیدایش ۱۶ باب ۱۲ کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ وہ وحشی آدمی ہوگا اور اُس کا ہاتھہ سب کے اور سب کا ہاتھہ اُس کے برخلاف ہوگا انتہے اصل عبارت عبرانی کی یہ ہے۔

وَهُوَ يِهيِه پِرِئ ادم يَادُو بَكُّل وِيَدْ كُلْ بُو یعنی اور وہ ہوگا قوت والا آدمی (یا برخوردار) ہاتھہ اُس کا سب پر اور سب کا ہاتھہ اُسی کی طرف۔

اور اُس کا ترجمہ عربی زبان میں یوں ہے۔ یدہ الغالبۃ علی الکل وید الکل مبسوطۃ الیہ اور فارسی میں اس طرح منظوم ہے (شعر)

سر گردناں جہاں پست تو | زبردست بر وستہا دست تو

پس کوئی سبب نہ تھا کہ خدائے رحیم حضرت اسمٰعیلؑ کو اُن کی پیدایش سے پیشتر وحشی فرماتا باوجود اس کے کہ برکت دینے کا وعدہ ہوچکا تھا اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا جس کے ساتھہ رہے (پیدایش ۲۱ باب ۲۰) پھر وہ وحشی ہوجائے روح القدس کی تاثیر سے تو انسان نئی پیدایش حاصل کرتا ہے یوحنا ۳ باب ۳۔ اور خدا جس کے ساتھہ رہے وہ وحشی یعنے انسانیت سے خارج ہوجائے اس لئے وہ عربی ترجمہ صحیح معلوم ہوتا ہے برخلاف اُس ترجمہ چھاپہ رومن مقام لندن ۱۸۶۰ء کے اور واقعی برخلاف وحشی ہونے کے اہل عرب میں وہ نبی کریم مبعوث ہوا کہ جس کا اخلاق غرب سے شرق تک مشہور و معروف ہے اور اُس عربی ترجمہ کے مطابق اگرچہ عالم میں پے در پے انقلابات گزرے مگر اہل عرب آجتک اپنی اصلی حالت پر رہے ہیں دیکھو رسالہ کشف الآثار فی قصص انبیاء بنی اسرائیل تصنیف پادری مرتیک چھاپہ اڈنبرغ ۱۸۴۶ء باب ۲ صفحہ ۳۴ـ۱ اور یہودی اگرچہ اپنے کو خدا

ف یعنی اس کا ہاتھہ سب پر غالب اور سب کا ہاتھہ اس کے آگے پھیلا ہوگا ۱۲

کے خاص لوگ سمجھتے ہیں مگر وہ پراگندہ ہو کر تھوڑے رہ گئے۔

اور توریت میں یہودیوں کی بربادی کا بار بار وعدہ اور دھمکیاں مذکور ہیں چنانچہ استثنا ۲۸ باب ۲۷ اور ۲۰ باب ۲۵ و ۲۰ و ۲۹ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۶ وغیرہ کو دیکھو لیکن اولاد اسمعیلؑ کے لئے کوئی بات جو کہ برکت کے خلاف ہو توریت وغیرہ میں مذکور نہیں ہے سوا برکت و برو مندی وغیرہ کے اس سے ظاہر ہے کہ شروع سے اللہ رب العالمین کو اہل عرب کے حال پر نظر رحمت ہے اور یہودیوں پر اس کے برخلاف۔

اس کے سوا حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کے اجداد میں حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت نوحؑ و حضرت آدمؑ تک سب شریف اور صحیح النسب ہوتے چلے آئے ہیں کہ یہ شرافت تمام دنیا میں اور کسی کے لئے ممکن نہ ہوئی مگر اس توریت میں حضرت بی بی ہاجرہ والدۂ حضرت اسمٰعیلؑ کو جو لونڈی لکھا ہے اس کا سبب صرف یہودی تعصب ہے کہ خدا نے حضرت بی بی ہاجرہ کی اولاد کو بار بار برکت دی پیدایش ۱۶ باب ۱۰ و ۱۱ اور ۱۷ باب ۲۰ اور ۲۱ باب ۱۷-۲۰ اور تیسرے بی بی حضرت ابراہیمؑ کی جو قطورہ تھیں ان کی اولاد کے حق میں کچھ برکت کا لفظ بھی نہیں ہے۔ اگرچہ توریت میں حضرت بی بی قطورہ کو لونڈی نہیں لکھا ہے تو بھی خدا کے نزدیک حضرت بی بی قطورہ کی اولاد کا یہ رتبہ نہ تھا جو حضرت بی بی ہاجرہ کی اولاد کا رتبہ تھا پیدایش ۲۵ باب ۱ و ۲۔ پس خدا کے حضور تو حضرت اسمٰعیلؑ کا وہ عالی رتبہ تھا کہ اگرچہ یہ توریت یہودیوں کے پاس والی ہے کہ جس میں حضرت اسمٰعیلؑ کی فضیلت کے مضمون کو دیکھنا انہیں اپنی فضیلت کے مقابل میں نہایت مشکل تھا تو بھی اسقدر موجود ہیں جو بیان ہوئے کہ نبیں اپنے دل میں گمان مت کرو کہ ابراہیم ہمارا باپ ہے کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ خدا انہیں پتھروں سے ابراہیمؑ کے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے (متی ۳ باب ۹) اور میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے پورب اور پچھم سے آویں گے اور ابراہام اور اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں بیٹھیں گے پر بادشاہت کے فرزند باہر اندھیرے میں ڈالے جاویں گے وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا متی ۸ باب ۱۱ و ۱۲۔

اب دنیا کی نظر میں حضرت اسمٰعیلؑ کی فضیلت کا حال سُنئے کہ توریت سے کہیں ثابت نہیں ہے کہ حضرت بی بی ہاجرہ کو کسی نے مول لیا یا جہاد کی لوٹ میں آئی ہوں اور یہی دو سبب لونڈی ہونے کے ہوتے ہیں جیسے حضرت عیسےٰؑ کے اجداد بار بار مصر اور بابل اور اسور وغیرہ کی غلامی میں رہے خروج ۲۰ باب ۲ قاضیون کا ۳ باب ۸ و ۱۰ و ۱۲-۳۰ و ۳۱ اور ۴ باب ۱-۳-اور ۶ باب ۱-۱۰-اور ۱۱ و ۱۲ باب ۸-اور ۱۳ باب ۱-دوسری تواریخ ۲۶ باب ۲۰-اس کے سوا راحاب فاحشہ اور یہوداہ کی بہو تمر یہ سب عیسےٰؑ کی دادیوں میں تھیں اور حضرت نبی آخرالزمان صلعم کے سلسلہ میں کوئی ایسا نہیں ہوا اور اس کا مفصل حال کتاب دولت فاروقی کی محراب اول رکن دوم میں دیکھنا چاہئے۔

اور عیسائی علماء جو کہا کرتے ہیں کہ خدا نے برکت کا وعدہ حضرت اسحاقؑ کے حق میں فرمایا اور یہ بھی کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا کہ تیری نسل اسحاق سے کہلائے گی اور توریت کے ترجمہ میں اہل کتاب نے یوں لکھا ہے اور اسمٰعیلؑ کے حق میں میں نے تیری سُنی دیکھ میں اُسے برکت دوں گا اور اُسے برومند کروں گا اور اُسے بہت بڑھاؤں گا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اُسے بڑی قوم بناؤں گا لیکن میں اسحاق سے جسے سارہ دوسرے سال اُسی وقت معین میں جنیگی اپنا عہد قایم کروں گا۔

(پیدایش ۱۷ باب ۲۰ و ۲۱) یہ لیکن کا لفظ اس ۲۱ آیت کے ترجمہ میں اس طرح شامل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے حضرت اسحاقؑ سے بطرز خاص وعدہ فرمایا ہے اور اس وعدہ سے حضرت اسمٰعیلؑ کو کچھ علاقہ نہیں ہے مگر یہ صریح تعصب اہل کتاب کا ہے اصل عبرانی عبارت توریت کی یہ ہے واِتْ بریتی اقیم اِتْ یصحاق اشیر تلد لخا سارہ لیموعد ہزہ بشاناہ ہاحیریث اس آیت کے شروع میں واو عطف اس بات پر دال ہے کہ خدا نے حضرت اسمٰعیلؑ سے وعدہ برکت کا فرمایا اور حضرت اسحاقؑ سے بھی وعدہ برکت کا فرمایا پس دونوں نبی زادوں سے برکت کا وعدہ ہے نہ یہ کہ ایک سے اور گلتیوں کے ۳ باب ۷ میں لکھا ہے کہ جو ایمان والے ہیں وہی ابرہام کے فرزند ہیں اننتے کچھ بنی اسرائیل پر اس وعدہ کی خصوصیت نہیں ہے اور دوسرا

کے ۱۰ باب ۱۲ میں ہے کہ یہودیوں اور یونانیوں میں کچھ تفاوت نرہا الخ اور رومیوں کے ۴ باب ۱۱ میں ہے تاکہ وہ اُن سب کا جو نامختونی میں ایمان لاتے ہیں باپ ہو نتہی یعنی حضرت ابراہیم ۱۲ اور اسی طرح رومیوں کے ۴ باب ۱۲ و ۱۶ میں بھی ہے۔

پس اے خدا ۱۲ سو یہ وہ نبی ہے آخر الزمان صلعم کہ جس کی بابت کہلا کہلی حضرت عیسے نے اپنے مصلوب ہونے کے واقعہ کے ذکر میں تقریبًا یوں فرمایا تھا۔ اے برنباہ یقین جان کہ کیسا ہی چھوٹا گناہ کیوں نہو خدا اُس کی سزا دیتا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ گناہ سے ناراض ہے اور کسی گناہ کو بے سزا نہیں چھوڑتا میری ماں اور میرے شاگردوں نے جو دنیوی غرض سے میرے ساتھ محبت کی خدا اُس سے ناخوش ہوا اور بمقتضائے عدالت یہ چاہا کہ ان کے اس نامناسب عقیدت کی سزا اسی دنیا میں اُن کو دے تاکہ وہ دوزخ کے عذاب سے بچیں اور وہاں اُن کو اذیت نہو اور میں اگرچہ دنیا میں بے قصور تھا پر اس لئے کہ بعضے آدمیوں نے مجھکو خدا اور ابن اللہ کہا خداوند متعال کو یہ بات خوش نہ آئی اور اُس کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ قیامت کے دن شیاطین مجھپر نہ ہنسیں اور مجھکو ٹھٹھوں میں نہ اڑاویں سو اُس نے اپنی مہربانی اور عنایت سے ایسا بہتر جانا کہ دنیا ہی میں یہوداہ کی موت کے سبب میری تضحیک اور ہنسائی ہو جائے اور ہر شخص یہ گمان کرے کہ میں صلیب پر کھینچا گیا پھر یہ ساری ہتک اور ہنسائی محمد رسول اللہ صلعم کے آنے ہی تک رہے گی جب وہ دنیا میں آوے گا تو ہر ایک ایماندار کو اس غلطی سے آگاہ کرے گا اور یہ دہوکا لوگوں کے دل سے اُٹھا دے گا فقط از ترجمہ قرآن شریف مصنفہ سیل صاحب صفحہ ۳۸ مطبوعہ ۱۸۵۰ء و مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۱ء در مطبع ولیم ٹک صفحہ ۳۴ برحاشیہ آیۃ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ (تلک الرسل ثلث جزو سورہ آل عمران رکوع ۶) جس کی انگریزی عبارت یہ ہے

ف یہ طرز عبارت اسلامی نہیں ہے کہ میری ماں اور شاگردوں نے دنیوی غرض سے میرے ساتھ محبت کی تھی کیونکہ اہل اسلام حضرت بی بی مریم ۱۲ کا بھی کمال ادب کرتے اور انہیں معصومہ جانتے ہیں ۱۲

نقل عبارت انگریزی ترجمہ قرآن شریف مصنفہ سیل صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء صفحہ ۴۳

I have in another place mentioned
on apocryphal Gospel of Barnabas,
a forgery originally of some nominal
christians, but interpolated since by
Mohammadans, which gives this part of
the History of Jesus with circumstances
too curious to be omitted. It is therein
related, that the moment the Jews
were going to apprehend Jesus in the
garden, he was snatched up into the
third heaven, by the ministry of
flour angels Gebriel.
Jesus returned the following answer
O. Barnabas, believe me that very
sin how small soever is punished
by God with great torment because
God is offended with sin, my mother
therefore a faithful disciples having
loved me with a mixture of earthly love
the just God has been pleased to punish

this love with thin present grief, that they might not be punished for it hereafter in the flames of hell. And as for me though I have myself been blameless in the world yet other men having called me God, & the Son of God; therefore God, that I might not be mocked by the Devils at the day of judgment has been pleased that in this world I should be mocked by men with the death of Judas, making every body believe that I died upon the Cross. And hence it is that this mocking is still to continue till the coming of Mohamed, the Messenger of God; who coming into the world, will undeceive every one who shall believe in the law of God from this mistake.

From Alkaran by George Sale, Gent printed at London with in Tegge 1861. page 43)

بعض عیسائی سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں نے انجیل برنباہ میں یہ عبارت ملادی لیکن اجتک نہیں سُنا کہ کوئی مسلمان انجیل برنباہ اپنے پاس رکھتا ہو اور اگر مسلمانوں کا جعل اُس انجیل میں چل گیا تو عیسائیوں کا جعل اپنی کتابوں میں اور بھی زیادہ آسان ہے اسے کیوں مشکل جانتے ہیں لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اُس وقت مسلمان کہاں تھے جس وقت سے کہ یہ انجیل برنباس مشہور ہوئی بلکہ اُس کے سیکڑوں برس بعد اسلام کی نوبت آئی ہے۔

گاڈفری ہیگنس صاحب کا قول ہے کہ برنباس کی انجیلی تواریخ کا جس سے وہ کہتے ہیں کہ محمد صلعم نے قرآن میں اکثر نقل کی ہے مشرق میں بہت بڑا رواج تھا اُس میں محمد کی آمد کی متواتر پیشین گوئی ہوئی ہے باوجود ڈاکٹر وہیٹ اور سیل صاحب کی عظمت کے صرف اُن کے بیان سے مجھکو یقین نہیں کہ برنباس کی انجیلی تواریخ میں جیسے کہ وہ اب ہے تحریف ہوئی ہے جبتک کہ وہ بعض مختلف تحریرات دستی یا اسی طرح کی اور قوی دلیلیں پیش نکریں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ ایسی دلیل اُن کے پاس نہیں ہے اس لئے کہ اُنھوں نے اس کو بیان نہیں کیا۔ حمایۃ الاسلام صفحہ ۹۷ و ۹۸ دفعہ ۱۹۳ و ۱۹۶۔

پادری صاحبوں کے اخبار نور افشان لدہیانہ مطبوعہ ۲۷ جولائی ۱۸۷۶ء جلد ۴ نمبر ۳ صفحہ ۲۳۶ کالم ۳ میں پادری وریری صاحب مہتمم فرماتے ہیں کہ انجیل برنباس اُن رسالوں میں سے ہے جو کہ چوتھی یا پانچویں صدی مسیحی زمانہ میں موضوع ہوئے اور اُس کا نام اول ایک جعلی تصنیفوں کی فہرست میں موجود ہے کہ جسے پاپائے روم نے ۴۹۶ء میں لکھوایا تھا مذکور ہے کہ پانچویں صدی مسیحی میں اس رسالہ نے رواج پکڑا ہے اتھے۔

یہ بات بھی خوب غور کرنے کے لائق ہے کہ اگر دین اسلام صرف انسان کی طرف سے ہوتا اور خدا کی طرف سے نہوتا تو حضرت رسول خدا صلعم حضرت عیسےٰ کو جھوٹا بتلاتے تاکہ ایک قوم یعنے یہودیوں کی تقلید اور ثبوت دعوے کے لئے اُنہیں کی گواہی نبی نہ تھی

یا یہ کہ حضرت عیسےٰ کی الوہیت کا ثبوت کرتے تاکہ دوسری قوم یعنی نصاریٰ کی تقلید اور ثبوت دعوے کے لیئے انہیں کی گواہی بنی رہتی پھر یہ کہ یہودی لوگ جو مسیح کے آنے کے منتظر ہیں حضرت رسول اللہ صلعم پر اُن کا گمان باوجود اقرار اس بات کے کہ حضرت عیسےٰ جو آچکے وہی سچے اور مسیح تھے ضرور تھا کہ مطلق باطل ٹھہراتے مگر ایسا بھی نہیں کیا بلکہ اُس مسیح یعنی مسیح الدجال کے آنے کی بھی سبکو خبر دی اور یہودیوں کے اُس گمان کو غلط باطل نہیں کیا۔ اگر کسی طرح کا حضرت صلعم میں تعصب ہوتا تو کیا ضرور تھا جو یہودیوں کو اُس عقیدہ میں کہ مسیح آنے والا ہے اور عیسائیوں کو اس عقیدہ میں کہ مسیح آچکا یعنی حضرت عیسےٰ آچکے سچا ٹھہراتے پھر اگر حضرت رسول خدا صلعم کو ان دونوں فرقوں کی کچھ خوشامد اور طرفداری ہوتی تو آنے والے مسیح کو مسیح الدجال اور حضرت عیسےٰ کی الوہیت کا انکار کبھی نفرماتے اس سے ظاہر ہے کہ دین اسلام صیقل کی ہوئی تلوار اور صاف کیئے اور تائے ہوئے سونے کی مانند ہے کہ ہر آلایش اس سے دور کی گئی ہے۔

گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۸ میں لکھتے ہیں کہ پیغمبر ایک بڑا نامی آدمی تھا جس کی دینداری اور علم کی نسبت میری دانست میں کسی کو شک نہوگا اور جس کی تعریف سیل صاحب کے قول مندرجہ ذیل سے بجا معلوم ہوتی ہے کہ گو اُس نے محمد کو ایک بڑا ریاکار مانا ہے تاہم اُس نے تسلیم کیا ہے کہ آپ میں اوصاف جبلی بہت کثرت سے تھے یعنی جسم میں شکیل تیز فہم خوش اطوار غربا نواز با مروت مقابلہ اعدا میں شجاع اور سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کے نام کی بڑی تعظیم کرنے والے تھے اور حلف دروغوں اور زناکاروں اور قاتلوں اور غیبت گویوں اور مسرفوں اور حریصوں اور جھوٹے گواہوں کے سخت دشمن ستھے اور قناعت اور سخاوت اور رحم اور فیاضی اور شکر گزاری اور والدین اور بزرگوں کی توقیر کے بڑے واعظ تھے اور حمد الٰہی سے اکثر رطب اللسان رہتے (منقول از دیباچہ سیل صاحب صفحہ ۶ از حمایۃ الاسلام

لہ دیکھو میزان الحق چھاپہ لدھیانہ ۱۸۶۲ء باب ۴ صفحہ ۲۲ قبل آغاز فصل سطر ۱۵-۱۲

صفحہ ۵۱ دفعہ ۴۸ مطبوعہ دہلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء

اب اُن پاک طینتوں پر جو انصاف سے خدا کی راہ ڈھونڈتے ہیں سو واضح ہو کہ پہلی صدی سے لیکر دوسری اور تیسری صدی عیسوی اور اس کے بعد کئی سو برسوں تک تو عیسائیوں میں جعل سازی کا بازار گرم رہا۔ بعد اس کے ۱۰۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک عیسائیوں کا زمانہ جہالت۔ اس کے سوا دیندار عیسائیوں کی طرف سے بھی تحریف و تبدیل کتب مقدسہ میں واقع ہونا صاف و صریح ظاہر ہے۔ اس کے سوا تحریف کی ہوئی آیتیں پادری فانڈر صاحب کے اقرار سے جو کہ کتاب اختتام دینی مباحثہ سے نقل کر چکا ہوں اور تین سے خاص کر وہ آیت جو پہلی یوحنا ۵ باب ۷ میں ہے یعنی یہ کہ تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس اُن پر غور کرنا چاہیے کہ کل مجموعہ اناجیل میں جو کہ ۲۷ کتابیں ہیں صرف تین جگہ یہ مضمون آیا ہے یعنی ۱ یوحنا ۵ باب ۷۔ اور متی ۲۸ باب ۱۹۔ اور ۲ قرنتیوں کا ۱۳ باب ۱۴۔ اور ان تینوں جگہوں میں سے صاف صاف اسی آیت میں تثلیث کا بیان ہوا ہے اور اس کا ملایا جانا زیادہ تر صاف صاف ظاہر ہے تو اب اُن دو مقاموں کو جن میں اسقدر صاف بیان نہیں ہے کون یقین کرے گا۔ کیونکہ یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط تو مشکوک سمجھا گیا ہے اور یہ پہلا خط صحیح سمجھا گیا تھا کہ جس میں یہ آیت کہ جو مدار اور بنیاد عیسائی عقیدے کی ہے ملایا ہوا نکلا اور اس کے سوا متی ۲۸ باب ۱۹ میں جو اس کا ذکر ہے اگر وہ صحیح ہوتا تو اور انجیل نویس اس مضمون کو لکھنے سے کیوں چھوڑ دیتے اور ۲ قرنتیوں کے ۱۳ باب ۱۴ میں جو دعا کے طور پر لکھا ہے وہ کچھ تعلیم نہیں ہے۔ اس کے سوا اس دعا کا بھی کسی اور خط میں پھر ذکر نہیں ہے اگر صحیح ہوتا تو سب خطوں میں یہی دعا لکھی ہوتی جس طرح ہر گرجے کے بعد پادری کی زبان سے یہی آیت برکت دینے کے واسطے مستعمل ہے بلکہ پلوس ہی کے چودہ خطوں میں سے کسی اور خط میں یہ دعا نہیں ہے بلکہ پلوس نے پہلا خط جو اُنہیں قرنتیوں کو لکھا اسمیں بھی یہ دعا نہیں ہے پھر اس کے الحاقی ہونے

میں کیا شک ہے اور نہ صرف اگلے زمانوں میں عیسائیوں کا یہ دستور تھا کہ اپنے مذہب کی ترقی کے لئے جھوٹ بولنا جائز اور قابل تحسین جانتے تھے بلکہ اب بھی یہی دستور جاری ہے چنانچہ بیسیوں رسالے سراسر جھوٹ چھاپے جایا کرتے ہیں کہ جن کے بیان کے لئے ایک کتاب جداگانہ چاہیے یہاں نمونہ کے طور پر صرف اتنا لکھا جاتا ہے کہ ایک اردو رسالہ جس کا نام ہے (امید آباد کے لئے خداوند کا فرستادہ مسمی متلاشی) اور مرزاپور میں باہتمام پادری ایم اے شیرنگ کے سنہ ۱۸۶۱ء میں چھپا اس میں ایک سید عالی نسب متلاشی کا ذکر ہے یعنی دین عیسائی کا متلاشی ہو کر وہ آخر کو عیسائی ہو گیا اور پادری ہو کر امید آباد میں اپنے باپ کو اس نے عیسائی کیا اور بوڑھا ہو کر ایک شخص کے گھونسے کے صدمہ سے مر گیا انتہے۔ اور یہی حال کتاب ہندی میں جس کا نام ہے نیا کاشی کھنڈ لفظ بلفظ گویا اسی رسالہ اردو کا ترجمہ ہے صرف اتنا تفاوت ہے کہ سید عالی نسب کی جگہ برہمن اور امید آباد کی جگہ بنارس لکھا ہے چنانچہ ان دونوں کتابوں کے دیکھنے سے فوراً صاف معلوم ہو جاوے گا کہ ہندی کتاب میں ہندو شخص اور شہر اور اردو کتاب میں مسلمان شخص اور شہر لکھ دیا ہے اور دونوں کا سارا حال ایک ہی ہے پس کس قدر یہ فریب اور جھوٹ فاش ہو گیا کہ دراصل نہ کوئی ہندو تھا اور نہ مسلمان بلکہ صرف اوروں کو ترغیب دینے کے لئے یہ خیالی ہندو اور مسلمان بنا لیا۔

منادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

افسوس کہ تم تری اور خشکی کا دورہ اس لئے کرتے ہو کہ ایک کو اپنے دین میں لاؤ اور جب وہ آ چکے تو اپنے سے دونا اسے جہنم کا فرزند بناؤ۔ (متی ۲۳ باب ۱۵) اور اس لئے خدا ان پاس تاثیر کرنے والی دغا بھیجے گا یہاں تک کہ وہ جھوٹ کو سچ جانیں گے تاکہ وے سب جو سچائی پر ایمان نہ لائے بلکہ ناراستی سے راضی تھے سزا پاویں

(۲ تسلونیقیوں کو ۲ باب ۱۱ و ۱۲) یسعیاہ نے تم ریاکاروں کے حق میں کیا خوب نبوت کی
ہے کہ یہ لوگ ہونٹوں سے میری بزرگی کرتے ہیں پر اُن کے دل مجھ سے دور ہیں
اور وے بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں کیونکہ جو تعلیم وے سکھلاتے ہیں
انسان کے احکام ہیں تم خدا کے حکموں کو بخوبی باطل کرتے ہو تاکہ اپنے دستوروں
کو ثابت رکھو (مرقس ۷ باب ۶ و ۷ و ۹) اے سرکشو اور دل و کان کے نامختونو تم ہر وقت
روح القدس کا سامنا کرتے ہو جیسے تمہارے باپ دادے تھے ویسے ہی تم بھی ہو
(اعمال ۷ باب ۵۱) کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول[1] دغاباز کارندے ہیں جو اپنی صورتوں
کو مسیح کے رسولوں سے بدل ڈالتے ہیں اور یہ تعجب نہیں کیونکہ شیطان بھی اپنی
صورت کو نورانی فرشتہ سے بدل ڈالتا ہے اس واسطے اگر اُس کے خادم بھی اپنی
صورتوں کو راستبازی کے خادموں سے بدل ڈالیں تو کچھ یہ بڑی بات نہیں پر
اُن کا انجام اُن کے کاموں کے موافق ہوگا (۲ قرنتیوں کا ۱۱ باب ۱۳-۱۵) اسی طرح
تم بھی ظاہر میں لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے پر باطن میں ریاکاری اور شرارت سے
بھرے ہو (متی ۲۳ باب ۲۸) اے بھائیو میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ تم میری مانند
ہو جاؤ (گلتیوں کا ۴ باب ۱۲) اور تم بے ایمانوں کے ساتھ نالایق جوئے میں مت جوتے
جاؤ کہ راستی و ناراستی میں کونسا ساجھا ہے اور روشنی کو تاریکی سے کونسا میل ہے
(۲ قرنتیوں کا ۶ باب ۱۴) اس واسطے خداوند یہ کہتا ہے کہ تم اُن کے درمیان سے
نکل آؤ اور جدا ہو رہو اور ناپاک کو مت چھوؤ اور میں تم کو قبول کروں گا (۲ قرنتیوں کا
۶ باب ۱۷) کوئی تمکو بیہودہ باتوں سے بہلا وے نہ دے کیونکہ ایسی باتوں کے سبب
خدا کا غضب نافرمانی کے فرزندوں پر پڑتا ہے پس تم اُن کے شریک نہ ہو (افسیوں کا
۵ باب ۶ و ۷) پس اے عزیزو چاہیے کہ ہم ایسے وعدے پاکر آپ کو ہر طرح[2] کی جسمانی اور
روحانی نجاست سے پاک کریں اور خدا سے ڈر کر پاکیزگی کو کامل کریں (۲ قرنتیوں کا ۷ باب ۱)

---

[1] مشنری کے معنے رسول ۱۲ [2] اس جسمانی نجاست سے پاکیزگی کی تعلیم صرف مسلمانوں میں ہے اور عیسائی تو جسمانی پاکیزگی بے وقوفی جانتے ہیں دیکھو میزان الحق صفحہ ۱۷ ۱۲

ہیں تم سے یوں بولتا ہوں جیسے عقلمندوں سے سو جو میں کہتا ہوں جانچو (اول قرنتیوں کا ۱۰ باب ۱۵) ساری باتوں کا امتحان کرو بہتر کو اختیار کرو (اول تسلونیقیوں کا ۵ باب ۲۱) کیا تم نہیں جانتے کہ ناراست خدا کی بادشاہت کے وارث نہوں گے فریب نہ کھاؤ کیونکہ حرام کار اور بت پرست اور زنا کرنے والے اور عیاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنے والے اور ظالم خدا کی بادشاہت کے وارث نہوں گے (اول قرنتیوں کا ۶ باب ۹ و ۱۰) اگر کوئی بھائی کہلا کے حرام کار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اُس سے صحبت نرکھنا بلکہ ایسے کے ساتھہ کھانا تک نہ کھانا (اول قرنتیوں کا ۵ باب ۱۱) آدمی ہمکو ایسا جانے جیسے مسیح کے خدمت گذار اور خدا کے بھیدوں کے مختار کار (اول قرنتیوں کا ۴ باب ۱) ہم دغابازی کی چال نہیں چلتے اور نہ خدا کی بات میں ملونی کرتے ہیں بلکہ کلام حق کے ظاہر کرنے سے ہر ایک آدمی کے دل میں خدا کے حضور اپنے لئے جگہہ کرتے ہیں اور ہماری انجیل گو پوشیدہ ہو تو انہیں پر پوشیدہ ہے جو ہلاک ہونے والے ہیں (۲ قرنتیوں کا ۴ باب ۲ و ۳) کیونکہ خدا جس کے حکم کے مطابق تاریکی سے روشنی چمکی اُس نے ہمارے دلوں کو روشن کیا تا کہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے ہم میں جلوہ گر ہو پر ہم یہ خزانہ مٹی کے باسنوں میں رکھتے ہیں تا کہ ظاہر ہووے کہ قدرت کی بزرگی ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے ہم تو ہر طرف سے مصیبت میں ہیں۔ لیکن شکنجہ میں نہیں حیران ہیں پر نا امید نہیں ستائے جاتے ہیں پر اکیلے چھوڑے نہیں گئے گرائے جاتے ہیں پر ہلاک نہیں ہوتے (۲ قرنتیوں کا ۴ باب ۶-۹) اور اپنے ہاتھوں سے محنتیں کرتے وے برا کہتے ہم بھلا مناتے ہیں۔ وے ستاتے ہم سہتے ہیں وے گالیاں دیتے ہم گڑگڑاتے ہیں ہم دنیا میں کوڑے اور سب چیزوں کی جھاڑن کی مانند آجتک ہیں (اول قرنتیوں کا ۴ باب ۱۲ و ۱۳) تم میری بے عزتی کرتے ہو اور میں اپنی بزرگی نہیں ڈھونڈتا (یوحنا ۸ باب ۴۹ و ۵۰) میں اپنی بزرگی کو جو انسان کی طرف سے ہوتی منظور نہیں کرتا (یوحنا ۵ باب ۴۱) دنیا تم سے عداوت نہیں رکھہ سکتی پر مجھہ سے عداوت رکھتی ہے کیونکہ میں اُس پر گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے

کے کام بُرے ہیں (یوحنا ۷ باب ۷) ان باہر والی چیزوں کے سوا ساری کلیسیاؤں
کی فکر مجھکو ہر روز آ دباتی ہے (۲ قرنتیوں کا ۱۱ باب ۲۸) کیونکہ انہوں نے اگرچہ خدا کو
پہچانا تو بھی خدا ہی کے لایق اُس کی بزرگی اور شکرگزاری نکی بلکہ باطل خیالوں
میں پڑ گئے اور اُن کے نافہم دل تاریک ہو گئے وے آپ کو دانا ٹھہرا کر نادان ہو گئے
اور جیسا اُنہوں نے پسند نکیا کہ خدا کو پہچان کر یاد رکھیں خدا نے بھی اُن کو عقل کی
بے تمیزی میں چھوڑ دیا کہ نالایق کام کریں (رومیوں کا ۱ باب ۲۱ و ۲۲ و ۲۸) اب میں
تم سے کیا کہوں کیا تمہاری تعریف کروں میں اس میں تمہاری تعریف نہیں کرنے
کا (اول قرنتیون کا ۱۱ باب ۲۲) میرا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک کہتا ہے
میں پلوس کا میں اپلوس کا میں کیفاس کا میں مسیح کا ہوں (اول قرنتیونکا ۱ باب ۱۲)
پلوس کون ہے اپلوس کون ہے خدمت کرنے والے (اول قرنتیون کا ۳ باب ۵)
پلوس نے کہا (اعمال ۲۵ باب ۱۰) ہم جانتے ہیں کہ شریعت روحانی ہے پر میں جسمانی اور
گناہ کے ہاتھ بک گیا ہوں کہ جو کرتا ہوں سو میں جانتا نہیں کیونکہ جو میں چاہتا سو نہیں
کرتا بلکہ جس سے مجھے نفرت ہے وہی کرتا ہوں (رومیوں کا ۷ باب ۱۴ و ۱۵) کوئی آدمی
دو خاوندکی خدمت نہیں کر سکتا (متی ۶ باب ۲۴) پر تم کہتے ہو (متی ۵ باب ۵) کہ تین
ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس (اول یوحنا ۵ باب ۷)
توبہ کرو (متی ۴ باب ۱۷) یہ سخت کلام ہے اسے کون سن سکتا ہے (یوحنا ۶ باب ۶۰)
کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے سجدہ کر اور اُس اکیلے کی بندگی کر (متی ۴ باب ۱۰)
اور کوئی خدا نہیں مگر ایک (اول قرنتیون ۸ باب ۴ یہوداہ ۴) غرضکہ خدا جہالت کے
وقتوں سے طرح دیکر اب سب آدمیوں کو ہر جگہہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں (اعمال ۱۷ باب ۳۰)
اس لیے تم اپنی کمر سچائی سے کس کے اور راستبازی کا بکتر پہن کے اور پاؤں میں
صلح بخشنے والی انجیل کی جوتی باندہ کے اور اُن سب کے اوپر ایمان کی سپر لگا کے
قایم رہو (افسیون کا ۶ باب ۱۴-۱۶) اور اے بھائیو میں نہیں چاہتا کہ تم اس سے نا
واقف رہو (اول قرنتیون کا ۱۰ باب ۱) کہ یہ جلیل کی ناصرت کا یسوع نبی ہے (متی ۲۱

باب ۸) تم نے اُسے نہیں جانا لیکن میں اُسے جانتا ہوں اور اگر میں کہوں میں اُسے
نہیں جانتا تو میں تمہاری طرح جھوٹا ہوں گا پر میں اُسے جانتا ہوں اور اُس کے کلام
پر عمل کرتا ہوں (یوحنا ۸ باب ۵۵) چنانچہ یہ لکھا ہے کہ (رومیوں کا ۱۴ باب ۱۱) یسوع نے
کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے کہ نیک کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا (مرقس ۱۰ باب ۱۸)
پس ایسی باتوں کی پیروی کریں جن سے صلح ہو (رومیوں کا ۱۴ باب ۱۹) اے بھائیو
میں خدا کی رحمتوں کا واسطہ دیکر تم سے التماس کرتا ہوں (رومیوں کا ۱۲ باب ۱) کہ مرد ہر مکان
میں بے غصہ اور بے حجت پاک ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا مانگیں (اول طمطاؤس ۲ باب ۸)
اور ایمان کے بھید کو صاف دل سے یاد رکھیں (اول طمطاؤس ۳ باب ۹) کہ یسوع ناصری
ایک مرد تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ثابت ہوا اُن کراماتوں اور اچنبھوں اور نشانیوں
سے جو خدا نے اُس کی معرفت تمہارے بیچ میں دکھائیں جیسا تم آپ جانتے ہو (اعمال ۲
باب ۲۲) کہ خدا ایک ہے اور خدا اور آدمیوں کے بیچ ایک آدمی درمیانی ہے وہ یسوع مسیح
ہے (اول طمطاؤس ۲ باب ۵) یسوع نے پکار کے کہا وہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے مجھ پر نہیں بلکہ
اُس پر جس نے مجھے بھیجا ایمان لاتا ہے (یوحنا ۱۲ باب ۴۴) نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند
کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر
چلتا ہے اُس دن بہتیرے مجھے کہیں گے اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے
نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت
سی کرامات ظاہر نہیں کیں اُس وقت میں اُن سے صاف کہوں گا کہ میں کبھی تم سے
واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو (متی ۷ باب ۲۱-۲۳) کیونکہ آدمی کو کیا فائدہ
ہے اگر تمام جہان کو حاصل کرے اور اپنی جان کو کھو دے پھر آدمی اپنی جان کے بدلے
کیا دے سکتا ہے (متی ۱۶ باب ۲۶) کیا ابن آدم اگر زمین پر ایمان پاوے گا (لوقا ۱۸ باب ۸) اور
بدینی کے بڑھ جانے سے بہتوں کی محبت گھٹ جائے گی پر جو آخر تک سہے گا وہی نجات
پاوے گا (متی ۲۴ باب ۱۲ و ۱۳) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں
دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا (یوحنا ۱۴ باب ۱۶) کیونکہ وہی

ہماری صلح ہے جس نے دو کو ایک کیا اور اُس دیوار کو جو درمیان تھی ڈھا دیا (افسیوں کا ۲ باب ۱۴) جس کے کان سُننے کے لئے ہوں تو سُنے (متی ۱۳ باب ۹) وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے (مرقس ۱۲ باب ۲۹) بقا فقط اُسی کو ہے وہ اُس نور میں رہتا ہے جس تک کوئی پہنچ نہیں سکتا اور اُسے کسی انسان نے نہ دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے (اول طمطاؤس ۶ باب ۱۶) وہ چاہتا ہے کہ سارے آدمی نجات پاویں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں (اول طمطاؤس ۲ باب ۴) اس لئے چاہیے کہ ان باتوں پر جو ہم نے سُنیں اور بھی دل لگا کر غور کریں تا ایسا نہ ہو کہ ہم اُنہیں کھو دیویں (عبرانیوں کا ۲ باب ۱) اے بھائیو اب میں تمہیں خدا اور اُس کے فضل کے کلام کو سونپتا ہوں جو قادر ہے کہ تمہیں کامل کرے اور سارے مقدسوں میں میراث دے (اعمال ۲۰ باب ۳۲) تم نصیحت کے کلام کو مان لو کہ میں نے مختصر میں تمہیں لکھا ہے (عبرانیوں کا ۱۳ باب ۲۲) وہ جو مجھے حقیر جانتا اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اُس کے لئے ایک حکم کرنے والا ہے کلام جو میں نے کہا ہے وہی اُس کو پچھلے دن گنہگار ٹھہرائے گا (یوحنا ۱۲ باب ۴۸) میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے (یوحنا ۱۶ باب ۱۲) اب اُس کے لئے جو تم کو گرنے سے بچا سکتا اور اپنے جلال کے حضور کامل خوشی سے تمہیں بے عیب کھڑا کر سکتا ہے جو خدائے وحید حکیم اور ہمارا بچانے والا ہے جلال اور بزرگی اور قدرت اور اختیار ابد تک ہو آمین (یہوداہ ۲۴ و ۲۵) از رومن بیبل چھاپہ لندن سنہ ۱۸۶۰ء

خاتمہ

اے عزیز منصف مزاج اگر میں یہ بات سچ کہتا ہوں تو مجھ سے ناراض نہ ہونا چاہیے یوحنا ۸ باب ۴۵ اور ۱۸ باب ۲۳ اور خدا نہ کرے کہ میں کچھ تعصب کو کام میں لاتا ہوں پہلے میں نے اس میں اپنی ہی روح کی بہتری دیکھی تب لوقا ۱۰ باب ۲۷ کے بموجب اوروں کو بھی یہ نیک صلاح دینے سے باز نہ رہا اور ظاہر ہے کہ کوئی اپنی جان سے دشمنی نہیں کرتا پس میں وہی صلاح دیتا ہوں کہ جو اپنی جان کے واسطے بہتر سمجھ چکا ہوں میرا التماس

سب سے یہی ہے بلکہ عقل اور انسانیت بھی یہی پکار رہی ہے کہ خدا پر اعتقاد نہایت مضبوط کرو اور خدا کے واسطے اُس کے رسول آخر الزمان صلعم کی شفاعت کو اپنے لئے تیار کر رکھو تاکہ دنیا کے لئے عاقبت نہ بگڑنے پاوے خدا سب جہان کو ایمان اور امان سے بھر دے الٰہی ثم آمین

اے بے پروا سونے والو ذرا آنکھیں تو کھولو دیکھو کہ پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسقدر سختی و اذیت اپنے ایام نبوت میں اٹھانی پڑی۔ حضرت عیسےٰ اور حضرت موسےٰ بلکہ کسی نبی کو اسقدر محنت اور دشواری نہیں ہوئی تھی کیونکہ اُن کے وقتوں میں اسقدر مخالف قومیں نہ تھیں چنانچہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسےٰ کے زمانہ میں صرف بت پرستوں کا زور تھا اور حضرت عیسےٰ کو صرف یہودیوں کا خطرہ تھا مگر حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کے زمانہ میں تو ایک طرف سے عیسائیوں کا ہجوم مناظرہ و مباہلہ تک کو آمادہ اور ایک طرف سے علماء یہود کا غلبہ مباحثہ و مکابرہ میں مصروف اور ایک طرف سے بت پرستوں کی شورش مجادلہ اور مقاتلہ پر سرگرم اور یگانے اور بیگانے یہانتک کہ حضرت صلعم کے چچا وغیرہ بھی مخاصمہ اور مناقشہ پر مستعد تھے اور ایک یتیم اُمی بے مایہ پریشان حال پر یہ سب آفتیں مینہہ کی طرح برس رہی تھیں تو بھی تائید الٰہی کو حضرت صلعم کے حال پر دیکھنا چاہیے کہ ان سبھوں کی مغرور گردنیں جھکائی گئیں اور ہر ایک کے بڑے بڑے حوصلے پست کئے گئے اور نہ صرف عرب بلکہ روم اور فارس اور حبش اور ہند اور چین وغیرہ نے اپنے عجز فہم کا اقرار کیا اور شرف اسلام کو غنیمت سمجھے کیا یہ بڑی بات سلیم الطبع سُننے والوں کے دل کو خواہ مخواہ فوراً خدا اور اُس کے رسول صلعم کی طرف نہ پھیرے گی۔

پادری راڈویل صاحب لکھتے ہیں کہ عرب کے سیدھے سادے بھیڑیاں چرانے والے خانہ بدوش بدو لوگ ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو۔ وہ لوگ مملکتوں کے بانی مبانی اور شہروں کے بنانے والے اور جتنے کتب خانے انہوں نے خراب کئے تھے اُن سے زیادہ کتب خانوں کے جمع کرنے والے ہوگئے۔ اور فسطاط۔ بغداد۔ قرطبہ

اور حصلی کے شہروں کو وہ قوت ہوئی کہ عیسائی یورپ کو پیکپا دیا۔ اور قرآن کی قدر ہمیشہ ان تبدیلیوں کے اندازہ سے ہونی چاہیے۔ جو اُس نے اپنے جو عاو کرتا ماننے والوں کی عادات اور اعتقادات میں داخل کیں بت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور دیات کے شرک کے عوض اللہ کی عبادت قایم کرنی۔ اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے۔ بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر اُس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن بیشک عربوں کے لئے برکت اور قدرت حق تھا گو عیسائی مذاق پر وحی نہو۔ اور جبکہ ہر ایک عیسائی کو بالضرور اس امر پر افسوس ہوگا کہ مسلمان فتحمندوں نے بہت سی پہلی پہلی مشرقی کلیسیاؤں کو ڈہا دیا مگر اُسی وقت اس بات کو بھی نہ بھولنا چاہیے کہ یورپ نے منطق فلسفہ کا علم۔ طبابت اور فن عمارت عربوں ہی سے حاصل کیا۔ اور مسلمانوں نے عیش و عشرت کے بہت سامان اور مفید چیزوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہنچانے میں مشرق اور مغرب کے قلابے ملا دیے انتہےٰ (از دیباچہ قرآن مطبوعہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۲۴) اگرچہ اس کتاب میں سب پراٹسٹنٹ کلیسیاؤں کے عقاید کا ذکر پایا جائے گا لیکن ان کے سوا کسی اور کلیسیا والے اگر کوئی بات اپنے لئے ضروری نہ سمجھیں تو لازم ہے کہ اس کتاب میں سے اُن باتوں پر جو خاص اُنھیں کے لئے ضروری اور غور کے قابل پائی جائیں دل لگا کر توجہ فرمائیں اگر کوئی پراٹسٹنٹ کہے کہ رومن کاتھولک کی روایتیں کیوں اس میں شامل کیں تو یہ الزام نادرست ہے کیونکہ جب قدیم علماء مسیحی کے اقوال کو ہم سند میں لائیں اور اس سے تو چارہ ہی نہیں ہے تو وہ سب رومن کاتھولک ہی تھے اُس وقت پراٹسٹنٹ کی بنیاد کہاں تھی اس کے سوا رومن کاتھولک مصنف جب پراٹسٹنٹ کے علما کے اقوال بیان کریں تو رومن کاتھولک تصانیف سے لکھنے کا مضائقہ کیا ہے۔ پھر یہ بھی کہ میں نے یہ کتاب اس لئے نہیں لکھی کہ اس سے مسلمانوں اور عیسائیوں میں سلسلہ حجت و بحث دراز ہو بلکہ اس لئے کہ جو کچھ اس کتاب میں سچ پایا جائے وہ پڑھنے والوں کے فائدہ کا باعث ہو۔ میں نے کسی قدر مذہب ہنود میں درس لیا اور اسی طرح عیسائی علماء سے بھی

تربیت پائی لیکن آخر جب قدم جما تو صراط مستقیم اسلام ہی کی پابندی ثابت قدمی کے ساتھہ دل پر جم گئی ہیں اُس گھاس کی مانند تھا جو ہوا کے جھوکوں سے ہر طرف لہرائی مگر اپنی ہی جڑ پر قایم اور ثابت قدم رہی۔

نظم

جس طرح تسلیح میں اے باخدا — دانے ہیں ہر ثلث میں تینتیس ۳۳ عام
اس سے جب گزرے تو ہیں بس تین ثلث — جن میں ہیں ہر تینتیس ۳۳ ہیں شامل تمام
جبکہ آخر ہووے یہ بھی دور دور — سب کے سر اک ہی ہے بس امام
ایسے ہی وہ دیوتا تینتیس ۳۳ کوٹ — اور اس تثلیث کا دعوے ہے خام

مرجع کل بے شریک و بے عدیل
قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ باقی سلام

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ط إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

طباعت کی یہ تاریخ اُس زمانہ کی ہے لکھکر چھپوایا تھا جس کو ہم بطور

تاریخ کتاب نوید جاوید

جب مصنف نے خود اس کتاب کو تبرک نقل کرتے ہیں۔ نور محمد عفی عنہ

زندگان را من و سلوی ست نوید جاوید — مردگاں را دم عیسے ست نوید جاوید
خود چون اہل کتاب از کتب خویش الزام — گفت از ما ست کہ بر ما ست نوید جاوید
ایں یک آئینہ اسکندر و جام جمشید — طوطی آئینہ آرا ست نوید جاوید
منکشف زو شدہ اسرار عجائب سر بست — سر بسر چون ید بیضا ست نوید جاوید
یافتند اہل یقین طرفہ مضامین از غیب — مریم آسا چہ سخن زا ست نوید جاوید
مردہ دل راست ازو مژدہ عمر ابدی — رشک اعجاز مسیحا ست نوید جاوید
گفت بیساختہ منصور ہمیں تاریخش — واقعی رد نصاریٰ ست نوید جاوید

۱۰۲۵ ۱۸۷ ۹۴
۱۲۹۶ ہجری

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا قَضَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاقْتُلِ الْکَفَرَۃَ وَالْمُبْتَدِعَۃَ وَالْمُشْرِکِیْنَ اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَھُمْ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْ جَمْعَھُمْ اَللّٰھُمَّ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ اَللّٰھُمَّ خَرِّبْ بُیُوْتَھُمْ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ط

تمّت

قیمت ۳ مع محصول ۹/ جملہ للعہ/

ملنے کا پورا پتہ — نور محمد — تاجر کتب قریب جامع مسجد دہلی

سنہ ۱۲۹۶ھ میں جب یہ کتاب اول مرتبہ طبع ہوئی تھی تو اس کے ساتھ مصنف کی طرف سے یہ اعلان بھی طبع ہوا تھا جسکو ہم تبرکاً نقل کرتے ہیں — نور محمد عفی عنہ

اعلان

ناظرین باتمکین و پیروان دین متین حضرت سید المرسلین کو صلاح عام و مژدۂ عیش مدام ہے کہ دریں ایام فرحت انضمام وہ سامان تائید اسلام بعنایت ملک العلام فراہم ہوے ہیں جو اس سے پیشتر نہ اس ملک میں اور نہ کسی دوسرے ملک میں کبھی کسی کے خیال میں بھی گزرے تھے فی الحقیقت اس زمانہ بکمال ضعف اسلام اور شدت پریشانی اہل اسلام میں یہ بھی ایک عجیب معجزہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ عہد دولت اسلام و عروج اقبال علمار کرام میں یہ سامان افحام خصام و حیرت مخالفین اسلام کبھی نہوا تھا جو اب ہوا ہے اب ہر مسلمان حرف شناس بھی بڑے بڑے علمار مخالف اسلام کو دین اسلام پر اعتراض کرتے وقت ان کتابوں سے فقط عبارت پڑھکر لاجواب کر سکتا ہے اور خدا کے فضل سے قیامت تک اب علمار مذاہب غیر کو دین اسلام پر اعتراض کرنے کی ہرگز جرأت نہوگی ان تصنیفات کے سبب سے تمام ہندوستان میں نزاع مذہبی کے وقت ہنگامہ و فساد کی جگہہ علم کتاب کا چرچا پھیلا ہے اور ہر شخص کا جوش و خروش ان عمدہ دلائل کیطرف متوجہ ہونے کے سبب فرو ہو گیا کہ کتاب لاجواب نوید جاوید حامی ضروریات سیاہ و سفید از تصنیفات جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب سید ناصر الدین محمد ابو المنصور ابقاہ اللہ فی اتم خیر و سرور بتائید و امداد حضور پرنور کرامت گنجور حامی دین اسلام معاون ملت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام عالیجناب والا خطاب نواب محمد نجف خان بہادر ادام اللہ اقبالہم و ضاعف اجلالہم فرماں فرمائے ریاست کوروائی چھپکر تیار ہوئی سب مسلمانوں کو حضور ممدوح کی اس عالی ہمتی کا شکرگزار ہونا چاہیے کہ یہ اشاعت فضائل اسلام کا وسیلہ محض ذات والاصفات حضور ممدوح ہے حقتعالیٰ حضور ممدوح کو تا ابد سلامت با کرامت رکھے اور دونوں جہان میں افزونی مدارج سے بہرہ ور کرے۔

قیمت ساڑھے تین روپیہ (۳ے) محصول و حملہ وی پی للعہ کی وی پی کا رڈ آنے پر بواپسی ڈاک ہوگی اور آپ پوسٹمین کو جو پارسل لائے گا یہ قیمت دیکر اپنے گھر پر وصول فرمائیں۔

ملنے کا پورا پتہ نور محمد — کارخانہ تجارت کتب قریب جامع مسجد دہلی